ہوا میں ملی ہیں۔ گیا اس پر جو ادھر پہنچتی ہے اگر کوئی صبح ہی صبح اُس پار دن کو دیکھے جبکہ پہلی کرن سورج کی اسپر پڑتی ہو تو اس میں سات رنگ چمکتے ہوئے دکھائی دیا کرتے ہیں اسیطرح سورج کی کرن اول پیہہ پڑنے سے قوس قزح نظر آیا کرتی ہے

انسان جو کچھہ استعمال کرتا ہے اور جو کچھہ زمین پر پڑا ہوتا ہے وہ آہستہ آہستہ مٹی مین ملجاتا ہے - بارش کا پانی کل زمین پر پڑتا رہتا ہے اور بہت کچھہ مٹی ہی بہا لیجاتا ہے جسمین سب قسم کی چیزین ملی ہوئی ہوتی ہین یہہ دریا کا پانی سمندر مین جاتا ہے اسواسطے مٹی بھی بہت کچھہ سمندر مین چلی جاتی ہے اسکے علاوہ دریا کا پانی ڈھانگ کی مٹی کو بھی اُکھاڑ کر اپنے مین ملاتا رہتا ہے وہ مٹی بھی اُسکے ساتھہ سمندر کو جاتی ہے - اور سمندر کا پانی بھی ہمیشہ کنارے کی زمین سے ٹکر کھاتا رہتا ہے اور کنارہ کی بہت سی مٹی کو اُکھاڑ کر اپنے مین شامل کرتا رہتا ہے - اسیطرح دُنیا کی ہر قسم کی چیزین سمندر مین چلی جاتی ہین - سمندر مین اُسکی لہرون کی وجہ سے کہین بہت گہرا ہوتا ہے اور کہین بہت بڑا ٹیلہ ہو جاتا ہے اُس ٹیلہ تک اگر کوئی لہر نہین آتی ہے تو خشکی سے آئی ہوئی مٹی اُسمین شامل ہوتی رہتی اور بعد تھوڑی اتنا بڑا ہو جاتا ہے کہ پانی کے اوپر تک نکل آتا ہے کہ جسکو ٹاپو کہنے لگتے ہین یہہ ٹاپو اگر زیادہ بڑا ہو جاتا ہے تو جزیرہ کہلانے لگتا ہے چنانچہ ٹاپو اور جزیرہ سمندر مین نکلتے رہتے ہین اور جزیرہ مین اگر پانی کی ٹکر لگتی رہے تو پھر نابود ہو جاتا ہے ورنہ بڑہتے بڑہتے بہت بڑا ملک یا براعظم یا دیپ ہو جاتا ہے - پھر بھی ریت کا ایک مجموعہ ہو جاتا ہے اور یہہ مجموعہ اگر بہت ہی بڑا ہو جاتا ہے تو پہاڑ کہلانے لگتا ہے سمندر مین بھی اسطرح پہاڑ بنجاتے ہین - جو جزیرے اب سمندر مین پیدا ہوتے ہین اُنمین اکثر پہاڑ بھی ہوتے ہین - چونکہ یہہ جزیرے خشکی سے آئی ہوئی مٹی سے بنتے ہین جسمین سب قسم کی چیزین ملی ہوتی ہین اسواسطے اب جو جزیرے نئے نکلتے ہین اُنمین بہت سی قسم کی چیزین کانین ہی نکلتی ہین - علم کیمسٹری سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جو چیزین کان سے نکلتی ہین اُنمین یہہ خاصیت ہے کہ اگر اُنکو بہت سا اکھٹا باریک پیس کر ملا دیا جاوے اور پانی مین گھول دیا جاوے تو بعد سوکھانے کے کسیقدر ہر ایک چیز کا علیحدہ علیحدہ مجموعہ ہو جاوے گا اسیطرح سے سمندر مین کانین ہو جاتی ہین - مینے پہلے ذکر کیا تھا کہ سمندر ہمیشہ خشکی سے ٹکر کھاتا رہتا ہے اور کنارہ کو توڑتا رہتا ہے یعنی خشکی کی جگہ سمندر ہوتا رہتا ہے

چونکہ ہوا ہمیشہ چلتی رہتی ہے اسواسطے ہوا کی وجہ سے اِدھر اُدھر بھی اُڑ جاتا ہے اور ٹکڑوں کی صورت میں
ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جب بادل ہوتا ہے اور کسی طرف کی تیز ہوا چلے تو جسطرف وہ ہوا اُڑ کر جاتی ہے بادل
بھی اسی ہی طرف اُڑ جایا کرتا ہے۔ اس بخارات کے جب اِدھر اُدھر اُڑنے سے کسیقدر گرمی کم ہو جاتی ہے تو
وہ شکل بادل نظر آنے لگتا ہے اور پھر زیادہ ٹھنڈا ہو کر پانی بنجاتا ہے اور زمین پر گر پڑتا ہے جسکو بارش کہتے
ہیں۔ خشکی تری دریا سمندر پہاڑ غرضیکہ جہاں جہاں تک ہوا کی وجہ سے یہ بادل پہونچ جاتا ہے وہیں پر برستا
ہے۔ پہاڑوں میں برسا ہوا پانی کھولوں اور غاروں میں گھس جاتا ہے اور باقی بہجاتا ہے اور دریا بہا
کرتا ہے جس سے سیکڑوں گاؤں بہجاتے ہیں۔ کھولوں اور غاروں میں بھرا ہوا پانی ہر وقت نکلنے کی
تدبیر کرتا رہتا ہے کیونکہ ڈھال کیطرف بہنے کی اسکی خاصیت ہے اسطرح پتھر کے جوڑوں کو جس سے وہ ڈھکا
ہوا ہو ڈھیلا کرتا رہتا ہے اور نکلتا رہتا ہے اسی لئے دریا ہمیشہ بہتے ہیں۔ جو کوئی پہاڑ چھوٹا ہوتا ہے
یا جسکی کھول میں پانی زیادہ نہیں بھرتا یا نکل نہیں سکتا ہے اس پہاڑ کے دریا کسی موسم میں سوکھ بھی جاتے ہیں
اور برسات میں پھر بہنے لگتے ہیں۔ کھولوں میں سے جو پانی نکلتا ہے وہ اپنے ساتھ پتھر وغیرہ چیزیں پہاڑ کی
بھی بہا لاتا ہے۔ زمین پر آکر ڈھال کیطرف بہتا ہے اگر راستہ میں کوئی رکاوٹ ملتی ہے اور خفیف ہوتی
ہے تو ساتھ بہا لیجاتا ہے یا علیحدہ کر دیتا ہے اور اگر رکاوٹ مضبوط ہوتی ہے تو دوسرا راستہ لیتا ہے
اس ہی وجہ سے دریا سیدھی ترچھے بہتے ہیں اسطرح پر ڈھال کو ڈھونڈتا ہوا گھومتا گھامتا اگر راستہ ہی
میں خشک نہ ہو جاوے تو سمندر تک پہنچ جاتا ہے اور اسمیں جا ملتا ہے۔ جو پانی بارش کا زمین پر پڑتا ہے
وہ کسیقدر تو زمین میں گھس جاتا ہے کہیں زیادہ نیچے کہیں کم جیسی کہ زمین ہو۔ اس پانی کے کنوئیں بنتے ہیں
اور اس ہی سے کوئی کنواں زیادہ گہرا ہوتا ہے اور کوئی کم۔ باقی ماندہ پانی بہجاتا ہے۔ یہ بات ہر کوئی
جانتا ہے کہ پتھر سے پتھر ٹکر کھانے سے آگ نکلتی ہے اسیطرح علم طبعیات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بادل
سے بادل ٹکر کھانے سے بجلی پیدا ہوجاتی ہے اور زیادہ ہونے پر مکانوں وغیرہ کو پھونک دیتی ہے۔
بجلی میں یہ خاصیت ہوتی ہے کہ نوکدار شے یا کل چیز پر زیادہ دوڑتی ہے۔ انگریزوں نے یہ بھی جانا
کر لیا ہے کہ جو کچھ خاصیتیں آسمان کی بجلی میں ہوتی ہیں وہی خاصیتیں انکی بنائی ہوئی کل میں بھی

قطعہ تاریخ از درگا پرشاد نادر دہلوی

یہ ہے اک مذہبی گویا نشانی
بغیر از ترکیب نہو تاریخ اس کی

ہوئے پربھو دیال اسکے ہیں بانی
صداقت اور قدامت جین مت کی

قطعہ تاریخ از دیوان روشن لال عطا دہلوی

لالہ پربھو دیال جی صاحب نے لاثانی کتاب
سر قلم کر دم کہ چھپنے کا سنہ طالب ہو

اردو میں تصنیف کی ہے جین مت کی لاجواب
(عظمت زینت فزا) سنہ بکرمی ہے انتخاب

گذارش

اگرچہ سنسکرت پراکرت اور بھاشا میں جین مذہب کے بہت سے پران ہیں مگر اردو میں جو دہلی وغیرہ ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں کی زبان ہے جین مذہب کی ایک بھی تاریخ نہیں ہے۔ اس لئے میں نے یہ جین مذہب کی تاریخ تحریر کی ہے اور بشرط فرصت اس کے اور حصے بھی جو اس سے ضخامت میں چوگنے سے زیادہ ہوں گے تحریر کر کے پبلک کے سامنے پیش کرونگا چونکہ میری یہ پہلی تصنیف ہے اور نہایت جلدی میں تحریر شائع کی گئی ہے۔ اور میری لیاقت اور علمیت بھی معمولی ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ اس میں چند جگہ غلطیاں رہ گئی ہوں۔ ناظرین و عالمان سے گذارش ہے کہ جہاں کہیں غلطیاں ہوں اس سے مجھے مطلع فرماویں تاکہ طبع ثانی میں درستی کیا وے اس کتاب کی پانسو جلدیں بموجب ارشاد لالہ ایشری پرشاد صاحب خزانچی و آنریری مجسٹریٹ دہلی مفت تقسیم کی جائیں گی اور باقی کی قیمت لی جائے گی۔ اس دعا پر کتاب کو ختم کرتا ہوں ٭

راج فرنگی رہے انند
جب لگ انبر سورج چند

٭ بندہ پربھو دیال تحصیلدار انبالہ

ستی منگسر سدی ۵ داوشی بیر نربان سمت ۲۴۲۹ وبکرماجیتی سمت ۱۹۵۹ مطابق ۱۲ دسمبر ۱۹۰۲ عیسوی۔

اثر پیدا کرتی ہے اگر اچھی چیز کھائی جاتی ہے تو اچھا اثر کرتی ہے اور اگر بری چیز کھائی جاتی ہے تو
برا ہوا کرنے کو بہت تکلیف دیتی ہے اسیطرح سے روح کے افعال روح پر اثر ڈالتے ہین اور جیسا برا
چیز کھاتے ہین اور جیسا کہ اول اچھی کی چیز کھا کر قلیل چیز کھائی ہوئی چندان نقصان نہین کرتی ہے
اسیطرح سے پہلے نیک افعال آئندہ برے فعلون کے بد اثر کو اور پہلے بد افعال آئندہ نیک افعال
کے نیک اثر کو دبا سکتے ہین اور جیسا کہ جس دوا مین جو اثر ہے کھانے پر وہی اثر جسم کے اندر وہ دوا
کرتی ہے اپنی خاصیت کے خلاف نہین کرتی اسیطرح روح کے افعال بھی اپنی اپنی خاصیت کے بموجب
اثر پیدا کرتے ہین۔ دیکھیے گیہون کے بیج سے گیہون کے ہی پودے پتے پھل پھول پیدا ہونگے چنے کبھی
ہرگز پیدا نہین ہو سکتے یا جیسے مقناطیس کا ٹکڑا ٹھیک بیچ سے لٹکانے سے چاہے اسکو کیسا ہی ہلا دیا جاوے
خود شمالاً جنوباً ہو جاتا ہے اور تار بجلی کے قریب آنے سے فوراً شرقاً غرباً ہو جاتا ہے۔ شمال جنوب شرق
غرب کی تمیز انسان تمیزدار کو بھی ٹھیک معلوم نہین ہوتی ہے مگر یہہ بے جان مقناطیس کبھی غلطی نہین
کرتا بعض بیج مین یہہ خاصیت ہے کہ جلد اگتا ہے اور بعض بہت دیر بعد اسیطرح کسی درخت پر جھٹ
مین پھل آجاتا ہے اور کسی پر پچاس برس مین یہی حالت افعال کی ہے کہ کوئی روح پر جلد اثر کرتا ہے کوئی
دیر بعد اسلئے ایک جنم کے افعال اُس ہی جنم مین بھی اثر پیدا کر سکتے ہین اور اگلے اور تیسرے یا چوتھے
جنم وغیرہ مین بھی مسئلہ آواگون یعنی تناسخ پر ہم دوسری کتاب مین عمدہ طور سے بحث کرینگے اور
اسکو ثابت کرینگے۔

فصل پنجم۔ دنیا کی کارروائی

جب مجھے یہہ بات ثابت ہوگئی کہ دنیا کی چیزین اپنی اپنی خاصیت کے بموجب دنیا کا کام کرتی ہین
اور اپنی نئی حالتین پیدا کرتی ہین تب مجھے خیال ہوا کہ تمام دنیا کا کام اسیطرح ہوتا ہوگا لہذا مینے
دنیا کے کامون پر بھی نگاہ کی

یہہ بات سب جانتے ہین کہ گرمی سے پانی کا بخار بنتا ہے اسلئے دھوپ کی گرمی جو سمندر اور اور
نمی کی جگہون پر پڑتی ہے اُس سے بخار پیدا ہوتا ہے اور ہلکا ہونیکی وجہ سے اوپر اُڑتا ہے پھر

قطعہ تاریخ کتاب جین اتہاس من تالیف جناب منشی پربھو دیال صاحب دہلوی تحصیلدار حضور تحصیل انبالہ از فکر مولوی احمد حسن سوا

مورخ محقق ہیں پربھو دیال — لکھی اس نے تاریخ کیا خوب مین
ہیں درج اس میں کل واقعات صحیح — تعصب کا اس میں نہیں شور و شین
مفصل لکھا اس نے اجمال کو — نہ رکھا کسی امر کو بین بین
لکھا اس نے سب از الف تا بہ یا — کیا ثبت حالات کو عین عین

پڑھو سب تعصب سے ناظرین
مرتب ہوئی ہے تواریخ جین

سمبت ۱۹۵۹

دیگر

منشی پربھو دیال خوش اقبال — خلف لالہ مکندی لال
والد او ست خود دگمبر جین — پسرش نیز قرۃ العینین
ساکن دہلی است آن خوش خو — بر ہمیں جا بیافت نشو و نمو
ہست تحصیلدار انبالہ — ابتدا ہیں روز نامچیں لالہ
بسکہ خوش خلق و صاحب علم ست — متواضع صاحب حلم ست
خاندانی ست صاحب ہمت — صاحب دولت و ہم ثروت
نوشتہ کتاب جین اتہاس — خویش شد میان بے قیاس
جین مت راست مختصر تاریخ — بہ ازاں نیست خوب تر تاریخ
نسخہ ہا یکہزار شایع کرد — پانصد مفت دا د فرد بفرد
بہر اخوان و ہم پئے احباب — مفت تقسیم کرد بہر ثواب
الغرض ہمتش بسا عالیست — فیض بخشی دلیل خوش حالیست
بعد تحقیق خود عقاید جین — شرح فرمود و داد نیت و زین
مختصر کار ہمت علیاست — بہر حال ہم بسے زیباست
سن بیک الف نہصد نجاہ — نہ بہ نجاہ زائد والی خواہ

کہ مرتب شدست این نامہ
ز تصانیف مرد علامہ

[illegible]

فصل چہارم۔ جانداروں کے افعال

یہ بات تو بارہا ثابت ہی ہو چکی ہے کہ کسی چیز کی خاص ترکیب دینے سے ایک نئی تاثیر پیدا ہوا کرتی
ہے۔ انسان کے افعال کیا ہیں جسم میں رگ پٹھے وغیرہ کو ایک خاص ترکیب میں رکھنا ہے اسواسطے افعال سے
بھی نئی نئی تاثیر پیدا ہوتی ہیں مثلاً سست پڑا رہنے سے بدن کمزور ہو جاتا ہے کھانا ہضم نہیں ہوتا۔
ورزش کرنے سے طاقت پیدا ہوتی ہے۔ اسیطرح صاف من والے پر سب آدمی بھروسہ کرنے لگتے ہیں
کپٹ من والے سے لوگ دور دور بھاگتے ہیں اسیطرح سچ بولنے والے کا اعتبار بہت ہو جاتا ہے اور
جھوٹ بولنے والے کا کوئی اعتبار نہیں کرتا۔ اسیطرح ہر قسم کے افعال اپنی اپنی خاصیت کے موجب اثر پیدا کرتے
ہیں اچھی صحبت میں رہنے سے نیکی آتی ہے اور بری صحبت میں رہنے سے بدی آتی ہے پڑھنے سے عقل بڑھتی
ہے واقفیت زیادہ ہوتی ہے۔ ڈنگر چرانے سے بالکل بیوقوف رہتا ہے زیادہ عربی پڑھ لینے کی
خاصیت ہے کہ لوگ بانگ مولوی کہنے لگیں اور عزت کریں حجامت کا کام سیکھ لینے اور حجام کا پیشہ
اختیار کر لینے کا یہ خاصہ ہے کہ اچھے اچھے لوگ سر کھول کر اسکے آگے بیٹھیں اگر کوئی شخص ایسا امیر بھی نادہند
ہو تو اسکا یہ نتیجہ ہے کہ آئندہ اسکو قرض نہ ملے اور بیوپار کے سچے اور غریب سے غریب کو آدھی رات قرضہ ملتا
ہے غرضیکہ ہر ایک افعال میں علیحدہ علیحدہ اور عجیب عجیب قسم کے نتیجے پیدا کرنیکی طاقت ہے علاوہ اسکے
پیشتر فصل اول میں ذکر کیا تھا کہ جاندار میں سوائے مادہ کے روح ایک علیحدہ شے بھی ہے چنانچہ ہر ایک
فعل جیسا کہ بیرونی اور جسمانی حالتوں کی تبدیلی کا باعث ہوتا ہے ایسا ہی روح کی حالت کو بھی
تبدیل کرتا ہے اور ہر حالت کی تبدیلی سے ایک نیا اثر پیدا ہوا کرتا ہے اسواسطے روح کی حالت
میں تبدیلی ہونے سے روح کو اسکا اثر بھی اٹھانا پڑتا ہے بعضے آدمی پیدائشی مکار دغا باز وغیرہ
ہوتے ہیں اور بعضے انکے خلاف نیک اور صاف طبیعت پیدائشی ہی ہوتے ہیں اسکی وجہ یہی ہوتی ہے
کہ پہلے جنم میں انکے افعال کا انکی روح پر اثر پڑا ہے۔ اس امر کی بحث کو ہم جلد دوم میں بہت تشریح کر کے
لکھینگے یہاں بجز اسقدر کہنا کافی سمجھتے ہیں کہ جیسا کہ انسان کی خود جیسی کمائی ہوئی اگلے جنم میں اور جسم میں

ہیں کیا ضلع انبالہ کے بھی نقیب ۔ ہیں جو منصب میں کے ذی نقیب
وہ دنیا میں کثیر بیادر منتشر ہو ۔ بھرے تھیں کی ترقی دلکو کارگر ہو
نہیں فکر اپنے کسی کام کا ۔ ہے دھندا رعایا کے آرام کا
زباں میں دہیاں اور کبھی سو دیر ۔ رعایا کی دن رات بہبود دیر
لیا کیسا طاعون کا انسداد ۔ دیا رہنے پائی نہ جیلا فساد
ہے علم اون کی جو لکھو کہ رحمت لکھو ۔ مجسم ہیں فہم و فراست لکھو
اس عہد مبارک میں جو کام ہو ۔ خوش اسلوبی سے کیونکر انجام ہو
عجب یہ سما اور ساعت سعید ۔ خوبی سے قریب اور غم سے بعید
لکھی گئی جین اتہاس نام ۔ کتاب تواریخ با احترام
ہوئی چار حصوں پہ یہ منقسم ۔ لکھے حال تاریخی سب بیش و کم
مکاتیب لکھنے سبھی ہو بہو ۔ لکھے ہیں مصنف نے کر جستجو
مطالعہ کرے اس کا جو خوش خصال ۔ ریاضت کا تپ کا ملے اوسے حال
قدامت کے احوال کا ہے چراغ ۔ ہے تجرید و تفرید کا ایک باغ
ہے اوتاروں کا چونکہ یہ تذکرہ ۔ ہو گلگشت جس میں ادب سے درہ
۱۳۲۹ ہوئی اسکی تاریخ بھی اس سبب ۔ کہ تاریخ باغ بہار ادب
بصل علم تاریخ کی یہ کتاب ۔ زمانہ میں کیونکر نہ ہو لاجواب
مصنف ہیں کون اسکے؟ وہ باکمال ۔ جنہیں کہتے ہیں لالہ یہ بھودیال
لمند لعل صاحب کے فرزند نیک ۔ لیاقت میں ڈھونڈو تو لاکھوں میں ایک
ہیں دہلی کے اعلیٰ رئیس و مکیں ۔ معزز مکرم معظم متیں
ہیں خواہ قوم اور محب وطن ۔ مزین بخلق و بلطف سخن
غرض جو شریفوں میں ہوتی ہے بات ۔ وہ سب آپ میں مجتمع ہیں صفات
ہیں انبالہ میں آپ تحصیلدار ۔ باقبال و دولت بعز و وقار
عزیز ہے دعا گو بھی بعد از سلام ۔ دعاگوئی پر کرتا ہے اختتام
ترقی ہو ترقی سے ایزد سے ۔ تمہیں دولت و علم و اولاد سے

لکھوں سال عیسوی اور بھی ایک اخیر
یہ بیشک ہے تاریخ ایک بے نظیر
۲۳۲۹

قطعہ تاریخ از نتیجہ طبع سید اصغر علی صاحب متخلص اصغر

آلواکے پاؤ سر جسمیں یہ کہی تاریخ ۔ ۱۹۰۲ ۔ بلاشبہ ہے یہ تاریخ صادق الاحوال

(جس کتاب پر مولف کے قلمی دستخط یا مہر نہ ہوگی وہ مسروقہ سمجھی جائیگی اور خریدار اوسکا ذمہ وار ہوگا - مولف)

کئی قسم کی چیزوں کے پیدا ہونے کا باعث ہوتی ہے اسیطرح سے آگ بھی ہزار قسم کا کام کرتی ہے جو چیزیں کہ ایک طرح کی تھیں پھر دوسری طرح کی ہو گئیں جب کہ پانی بھاپ ہو جاتا ہے تو وہ بھاپ بادل بنکر پانی سے علیحدہ ہو جاتی ہے اور ہوا کو بادل بنا کر اڑا دیتی ہے اور گیلی مٹی کو خشک کر کے چھوڑ دیتی ہے اسیطرح سے دھوپ سمندر اور جنگل کے پانی کو بخار بنا کر اوپر اُڑاتی ہے جسکے اول بادل بنتے ہیں اور ملکوں میں برس کر عجیب چیزیں پیدا کرتی ہیں۔ علاوہ اسکے آندھی بھی دھوپ پیدا کرتی ہے۔ دھوپ کی گرمی سے ہوا پھیل جاتی ہے اور تیز چلنے کا باعث ہوتی ہے۔ اسیواسطے آندھی گرمی کے موسم میں آتی ہے۔ دھوپ بہت سے درختوں کی پرورش کرتی ہے اور بہت سے درختوں کو سکھا دیتی ہے۔ اسیطرح سے مٹی بھی بہت سا کام کرتی ہے ہوا جس بیج کو کہیں سے اُڑا کر مٹی میں ڈالدیتی ہے تو مٹی اگر اسکو پانی ملتا ہے تو خود اُس بیج کی غذا بنکر درخت بنجاتی ہے اور اگر پانی نہیں ملتا یا بیج خراب ہوتا ہے تو اُس بیج کو مٹی ہی بنا لیتی ہے اور اپنے میں شامل کر لیتی ہے۔ کسی جگہ کی مٹی اگر اونچی ہوتی ہے تو پانی کو چلنے سے روک دیتی ہے ایسے موقع پر پانی کا اور اُس ٹیلہ کا جسنے پانی کو روکا ہے مقابلہ ہوتا ہے پانی اُس ٹیلہ میں بیل کے سینگ کیطرح ٹکر مار کر آگے جانا چاہتا ہے اور وہ ٹیلہ اسکو جانے نہیں دیتا ہے۔ اور جیسا کہ بیل کا سینگ لگنے سے زخم ہو جاتا ہے ایسا ہی پانی کی ٹکر سے وہ ٹیلہ چھل جاتا ہے اُسوقت جو طاقتور ہوتا ہے وہ فتح پاتا ہے یعنی اگر پانی زبردست ہوتا ہے تو ٹیلہ کو توڑ کر بہا لیجاتا ہے اور اگر ٹیلہ مضبوط ہوتا ہے تو پانی کو روک دیتا ہے۔ اگر کوئی آدمی جنگل میں منہ کھولے پڑا سوتا ہے اور کوئی زہریلی مٹی اُڑ کر اسکے منہ میں گر پڑے تو وہ مٹی پیٹ کے اندر جا کر تمام پیٹ کے کارخانے میں گڑبڑ مچا دیتی ہے اور یہانتک تبدیل حالت کا باعث ہوتی ہے کہ جان جسم سے علیحدہ ہوکر پرواز کر جاتی ہے غرضیکہ پانی ہوا آگ اور مٹی چاروں چیزوں پر غور کرنے سے یہ کامل طور پر ثابت ہوگیا کہ دنیا کی چیزوں کو ملانے اور پھیلانے اور خاص ترکیب پیدا کرنے کی ان چاروں چیزوں میں طاقت ہے اور فصل دوم میں یہ ثابت ہو ہی چکا تھا کہ چیزوں میں خاص ترکیب ہونے یا خاص طرح پر ملنے سے بالکل نئی چیز ہو جایا کرتی ہے اس سے صاف طور سے یہ نتیجہ نکل آیا کہ یہی چاروں چیزیں یعنی دنیا کی کل اشیا خود ہی اپنی اور ایک دوسرے کی نئی حالتیں اپنی خاصیتوں سے پیدا کرتی ہیں

نظم تاریخ کتاب جین اتہاس سیریز بزبان از فکر پنڈت امراؤ سنگھ صاحب ساکن سونی پت

مناسب ہے وصف سری اگناتھ   زبان و دہن کا ہے جب تلک ساتھ
رشب دیو جی آپ ہی کا ہے نام   کیا ذات کا آپ نے انتظام
کری نظر شفقت سے ہر ایک طرف   تو پہچان کر حوصلہ اور ظرف
کی اوس کے موافق مقرر یہ بات   کہ ہو جائیں سب کی جدا تین ذات
چلے آپ سے پیشہ و کار سب   ہے ممنون احسان سنسار سب
ہوئے جین کے اول اوتار آپ   مقرر جو سب کر چکے کار آپ
تو تپ کرکے محنت ریاضت سے پھر   گئے موکش کیلاش پربت سے پھر
اوسی بنس کی ایک شگفتہ کلی   ہوئے ہیں مہاراج باہو بلی
ہیں مشہور اشراف عالم میں وہ   ہیں مشہور اوصاف عالم میں وہ
کئے ہیں جو سنسار میں نیک کام   رہے گا صدا صفحہ ہستی پہ نام
مثال حیات ابد پیش کر   گئے موکش کو دہرم اوپدیش کر
ہوئے ہادئی و پیشوا رہنما   رکھیں اونکی کیوں نہ بھلا پرتما
بشکر یہ تمام ہوں بعد ازاں   میں اپنے شہنشاہ کا مدح خواں
کہ سایہ میں جس کے بعیش و خوشی   بسر ہر بشر کرتا ہے زندگی
وہ کون آفتاب سپہر اماں   شہنشاہ انگلینڈ و ہندوستاں
بڑائی کا سکہ ہے نام آپ کے   ہیں اقبال و دولت غلام آپکے
نہیں ہفت اقلیم میں محترم   رعایا ہیں ایڈورڈ ہفتم کی ہم
نہیں اس سے بہتر نہیں کوئی راہ   وفادار ہوں دل سے اور خیر خواہ
اسی طرح با صد خلوص دلی   کریں شکریہ لارڈ کرزن کا بھی
جو نائب یہاں ہیں انہی شاہ کے   وہ مانند سورج کے یہ ماہ کے
رعایا پہ دونوں بہت مہرباں   در یہ رہے جئیں شہریار جہاں
خوشی کا دوبارہ یہ موقع دیا   کہ دربار دہلی کا ساماں کیا
فقط آپ کی مہربانی ہے یہ   مہربانوں کی نشانی ہے یہ
ہیں پھر گارڈن واکر انکنہام   فرشتہ خصائل شفیق انام
عدالت لیاقت میں با امتیاز   ہے اونکی عنایت پہ ہی ہم کو ناز
کمشنر جو دہلی کی قسمت کے ہیں   زبردست کیا ہم ہی قسمت کے ہیں
نمایاں ہے چہرہ سے اقبال آج   نہیں کچھ بیاں کرنے کی احتیاج

ہوا ہے پھر اسکو بھی یہ کہ لیتی ہے اور بہتا ہوا چلا جاتا ہے۔ آخر ایک جگہ جہاں نیچان ہوتا ہے اور
جہاں سے بچ کر پانی کو آگے راستہ نہیں ملتا ہے ٹھہر جاتا ہے وہاں پر آہستہ آہستہ دھوپ کی
گرمی پڑنے سے پانی تو خشک ہو جاتا ہے یعنی ہوا ہو کر اڑ جاتا ہے اور چکنی مٹی وہیں رہ جاتی ہے۔ اسی جگہ کو
جوہڑ یا تالاب کہنے لگتے ہیں۔ اب جو پانی کی اس کاروائی پر غور کرنے سے تو اور ایک نئی بات معلوم ہوگی
یعنی پانی بے جان چیز نے اپنی ہی خاصیت سے ریت اور چکنی مٹی کو علیحدہ کر دیا اور اپنے ساتھ چکنی مٹی
کو گھول لیا اپنے آپ ہی راستہ تلاش کرتا ہوا بہتا چلا گیا اور راستہ کو بجائے خشک کے تر کر دیا اور
جو نشیب میں جا کر چکنی مٹی جمع کر دی اور دھوپ ایک بے جان چیز کی خاصیت سے ہوا ہو کر اڑ گیا۔ اسی طرح
سے بعض مرتبہ دھوپ کی گرمی سے چھت اوپر سے پھٹ جاتی ہے اور اسمیں دراڑیں ہو جاتی ہیں۔ پانی جو
برستا ہے چونکہ اسکی خاصیت ہے کہ ڈھال کی طرف کو جاتا ہے اسواسطے ان دراڑوں میں بھر جاتا ہے
اور وہاں سے پھر ڈھال کی طرف کو بہتا ہوا اور کسیقدر رکاوٹ کو بھی ہٹاتا ہوا کڑیوں میں جا پہونچتا ہے
اور کڑیوں کو گلا کر بودی کر دیتا ہے اور نیچے گرا دیتا ہے اسیطرح سے دریا کا پانی ڈھانگ کی مٹی کو توڑتا ہوا
جاتا ہے اور اس مٹی کو سمندر تک پہونچا دیتا ہے۔ فصل دوم میں ہمکو یہ ثابت ہو گیا تھا کہ دنیا کی چیزوں میں
ایسی خاصیت ہے کہ وہ ایک خاص ترکیب میں ہونے سے یا خاص طور پر دو چند ملنے سے ایک نئی بات پیدا
کر دیتی ہیں۔ اب ہمکو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ پانی میں بھی ایسی خاصیت ہے کہ وہ خاص چیزوں کو کسی خاص ترکیب میں
کر دے یا چند چیزوں کو خاص طور پر ملا دے یا علیحدہ کر دے جس سے بالکل نئی حالت پیدا ہو جاوے۔
اسی طرح جب ہوا پر نگاہ ڈالتے ہیں تو اسکی بھی یہی کیفیت پاتے ہیں۔ اول تو یہ ہوا کہیں کی چیز اٹھا کر
کہیں ڈال دیتی ہے۔ اور پھر اڑی ہوئی چیز دوسری چیز سے ملکر نئی حالت پیدا کرتی ہے جیسا کہ
کہیں سے کسی چیز کا بیج اڑا کر نمی کی جگہ میں ڈالدے اور وہاں ایک پودہ عجیب پھول پتوں دار پیدا ہو جاوے
یا کہیں سے آگ کی چنگاری اڑا کر لیجاوے اور کسی شہر میں ڈالدے اور وہ شہر بجائے مکانات کے ایک آگ کا
ڈھیر بنجاوے یہ ہوا مکانات اور درختوں کو جلا کر گرا دیتی ہے۔ بادلوں کو اٹھا کر کہیں کا کہیں لیجاتی ہے اور
خصوصاً یہ ہوا بھی پانی کی طرح چیزوں کو ملانے اور بچھڑانے کا کام کرتی ہے اور انکی حالتوں کے تبدیل ہونے اور

اور اس بستی کے واسطے جو اس نے بنوائی تھی - اور مکانات کی مرمت اور بھوجن تقسیم کرنے
کے واسطے گنگا سدھ میں - اکھنڈو گا دان کا کھیت سلک بلغ - بستی کے مشرق کی جانب
ایک چھوٹا سا تالاب اور بڑا تالاب کی بارانی زمینیں سنکلپ کر کے سبھا چندر سدھانت دیو کے بیچے
اور بھیچند دیو کو دیں جو سری مول سنگھ - دیسی گن اور پستک گچھ سے متعلق تھا -
ایک بڑا اصلی لاٹھ جی کی تعریف - وہ سبھا چندر سدھانت دیو کی چیلی تھی اس کی ساس باگ
نی تھی - اس طرح ایک سانسن بنایا - اور بھی پوجا اور بڑے دان پُن کر کے . . . . . ہو گئی

حصہ چہارم ختم ہوا

جین اتہاس مولفہ پربھو دیال ولد
لالہ مکند لعل دگمبر جین
دہلوی تحصیلدار
انبالہ ختم
ہوا

ہے۔ جیسا کہ مصری کی ڈلی والی کوزہ میں بنا لیتے ہیں یا چاشنی کو ایک خاص حالت میں رکھنے سے بن جاتی ہے اسیطرح درخت کی شکل جیسے ببول ببول ہی کی لکڑی میں بناتا ہے بلکہ بیج کو ہوا اور پانی اور مٹی اسکی خاصیت کے موافق ملنے سے ان چیزوں کی خاصیت ہی کی وجہ سے ایسی باریک کاریگری کی چیزیں بن جاتی ہیں جسکو ہوشیار سے ہوشیار کاریگر نہیں بنا سکتا ہے جسم انسان میں درختوں سے بھی زیادہ صنعت دیکھی جاتی ہیں ایک ایک عضو ہی کی کاریگری کو دیکھکر عقل چکر میں آتی ہے اور تمام جسم کی ترکیب دیکھکر تو بہت ہی حیرانی ہوتی ہے۔ مگر جب جسم انسان کی پیدائش کو دیکھتے ہیں تو وہ بھی مصری کے کوزے یا درختوں کی طرح معلوم ہوتی ہیں جیسا کہ ہر قسم کے درخت کو خاص قسم کی زمین چاہیئے چنانچہ بعض درخت کہات میں پیدا ہوتی ہیں بعض ریت میں بعض جوہڑوں میں اسیطرح ہر ایک جاندار کے بیج کے واسطے بھی خاص قسم کا پیٹ درکار ہے جسمیں وہ پیدا ہوں اور جیسا کہ گلے ہوئے یا اور طور پر خراب بیج سے درخت پیدا نہیں ہوتا ہے اسیطرح انسان کے خراب بیج سے بھی کچھ نہیں ہوتا ہے پھر جیسا کہ کھانڈ کی چاشنی کو ایک خاص طرح پر رکھنے سے ہی مصری کا کوزہ بنتا ہے اسیطرح انسان کا بیج بھی پیٹ میں ایک خاص طور پر رکھے جانے سے بچہ بنجاتا ہے۔ اور جیسا کہ درخت کے بیج کو پانی اور ہوا وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے اسیطرح پیٹ میں خون کی خوراک پہنچنے سے جسم انسان بنجاتا ہے۔ ان باتوں پر غور کرنے سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ دنیا کی اشیا میں یہ خاصیت ہے کہ کسی خاص ترکیب میں ہونے سے یا کسی خاص چیز سے ملنے سے ایسی چیزیں پیدا ہو جاتی ہیں جنکو دیکھنے سے حیرانگی پیدا ہوتی ہے کہ یہ کسطرح پیدا ہوئیں

فصل سویم۔ بے جان مادہ میں ملنا بچھڑنا

جب مینہہ برستا ہے تو سڑک میں جو گردہ پڑا ہوتا ہے وہ سب دور ہو جاتا ہے اور اسکی بجائے ریت دکھائی دیا کرتا ہے اسکی کیا وجہ ہے۔ گردہ میں ریت اور چکنی مٹی ملی ہوئی ہوتی ہے چکنی مٹی میں یہ خاصیت ہے کہ پانی میں گھل جاتی ہے اور ریت نہیں گھل سکتا اسواسطے گردہ میں جسقدر ریت ہوتا ہے وہ تو سڑک پر پڑا رہتا ہے اور چکنی مٹی پانی کے ساتھ بہتی چلی جاتی ہے۔ پانی کی یہ خاصیت ہے کہ وہ چکنی مٹی کو [illegible]

ہاسب ذینے دتیہ پوسش کے آسمان کا سورج تہا۔ اور منو کے راستہ پر چلا کرتا تہا۔ اسکے بیٹے آیری انگا
پوسن نے تمام مخالف راجاؤں کو شکست دی اور امن و امان سے حکومت کی۔

اس راجہ **آیری انگا** کا بیٹا راجہ بلال تہا۔

اسکے چھوٹے بہائی راجہ وشنو وردہن نے سات کرنگا اور سات مالی کو مطیع فرمان کرکے لنگی گنڈی
تک تمام ملک پر قبضہ کر لیا۔

پانچ بڑی نوبت کا مستحق۔ مہا منڈلیشور۔ دوارادتی کے نیک شہر کا حاکم یادو کل کا آسمان
کا سورج۔ چوڑامنی ملپاؤں کا حریف۔ تلاکڈو۔ ناگلی۔ کویاتر۔ ترری پر۔ اچانگی۔ تلیسر اپکا
تلعہ فتح کرکے ۹۶ ہزار گنگا وردی کی حفاظت کرتا تہا اور امن و امان سے سلطنت کرتا تہا۔
اس کے کنول جیسے چرنوں میں نواس کرنے والا۔ ناگ ورما جین دہرم کو ترقی دے رہا تہا
اسکا بیٹا کونڈ نیا گوتر کا ایچی راجہ تہا۔ اس کی بیوی پوچی کبی تہی۔ اونکے بیٹے ماما چمرپا
اور گنگ منڈا دہی پا تہے۔

گنگ راجہ کی فیاضی کی تعریف۔

اس نے تلاکڈو کو فتح کیا اور کونگا پر قبضہ کر لیا۔ . . . . . . بہگا دیا۔
اپنے زور بازو سے بنیگری کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔ اسنے یم کا مسکن زسنگہ کا مکان بنایا
(یعنی اسکو مار ڈالا)۔ اور سید ہا کہڑا کرکے گنگ منڈل کو راجہ وشنو کے زیر حکم کیا۔
اوس کے بڑے بہائی باما کی بیوی باگ بنی تہی۔ اوس کا گرو بہالو کیرتی دیو تہا۔ اوس کو
ایچا گونڈا دہی سا پیدا ہوا۔
اسنے کوپنا وغیرہ تیرتہوں میں جین مندر بنوائے۔ اور بیلگولہ میں ایک نہایت خوبصورت مندر
بنایا جس کو دیکہکر لوگ بہت خوش ہوتے تہے۔ کچھ عرصہ تک خوشی سے زندگی بسر کرکے۔
دان پن کرکے اور جین دہرم کو ترقی دے کر اس نے سنیاسی کیطرح تپشیا کرکے دیولوک کا راستہ
لیا۔ مخالف راجاؤں کو بہگا کر کونگاؤں کو نکال کر۔ اور غیر ممالک کو اپنے آقا کے ماتحت کرکے
بہادر گنگ راجہ کے بڑے بیٹے بوپا گونڈا دہی پا نے بڑی شہرت حاصل کی۔
ایچی راجہ گونڈ نایک کی وفات کے بعد اس کے چھوٹے بہائی بوپا دیو نے اوسکی سمادہہ بنائی۔

[illegible] اور یہ [illegible] کا [illegible]

اسیطرح دنیا کی چیزونکو امتحان کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان چیزوں میں یہ خاصیت ہے کہ انکو کسی خاص
خاص کاروائی کرنے سے یا پڑھنے سے خاص حالت ہو جاتی ہے یعنی خاص چیز بنجاتی ہے اسیطرح ان میں
یہ خاصیت ہے کہ دنیا کی چیز ایک خاص طور پر ملنے سے ایک تیسری چیز بنجاتی ہے جیسا کہ نیلا اور پیلا رنگ
ملنے سے سبز بنجاتا ہے۔ دنیا میں جسقدر اشیاء الطراف ہیں وہ اس بات پر ہیں کہ اشیا میں جو خاص
طلسم رہتا ہے اور ایک دوسرے سے تحقیق کی چیز قائم رہتی ہیں اور یہ ہی اُنمیں خاصیت ہے کہ اشیا طلسم اور دوسرے بہم
سے ایک بالکل نرالی شے بنجاتی ہیں۔ میں اس بات پر بچار کر رہا تھا کہ ایک مصری کا کوزہ مجھکو دیا گیا میں نے جو اسپر
غور کی تو معلوم ہوا کہ یہ کوزہ ایک ایسے ٹکڑوں کا مجموعہ ہے کہ ہر ایک ٹکڑے کے پہلو یکسان قسم کے اور یکسان
تعداد کے ہیں۔ اور ہر ایک پہلو آئینہ کی مانند صاف چمکتا ہے۔ چنانچہ میں نے حلوائی کو بلا کر دریافت کیا کہ ہر ایک
ٹکڑے مصری کے کوزہ کے تم کسطرح بناتے ہو کیا تمہارے پاس کوئی سانچا ہے جسمیں ایک ایک ٹکڑا بھرتے ہو
اُسنے مصری کے کوزہ بنانے کی یہ ترکیب بیان کی کہ کھانڈ کی چاشنی بنا کر کوزہ میں بھر دیتے ہیں اور اسکو چھپا
اسطرح رکھ دیتے ہیں کہ کسیقدر جم جاوے اور باقی شیرہ بہہ جاوے اسطرح کوزہ میں جسقدر مٹھائی بنجاتی
ہے اُسکی رویں ایسی صفات کی خود ہی بنجاتی ہیں مجھے ایسی ترکیب سنکر بہت ہی حیرانگی ہوئی کہ مٹھائی میں
یہ خاصیت ہے کہ اگر اسکی چاشنی کو کسی خاص طرح پر رکھا جاوے تو ایسے عجیب روے بنجاویں کہ اگر
کوئی ہوشیار سے ہوشیار بھی ہاتھ سے بنانا چاہے تو نہ بنا سکے یعنی ان اشیا میں عجیب عجیب صنعت
کی حالت میں ہو جانیکی خاصیت ہے۔ مجھے مصری کے روؤں کی ایسی عجیب حالت دیکھکر تو حیرانگی
ہوئی ہی تھی لیکن جب میں نے درختوں پر نظر ڈالی اور انکے پیدا ہونیکی ترکیب دیکھا تو یہ حیرانگی بھی بالکل رفع
ہو گئی اور یہ سمجھ لیا کہ ان اشیا میں جیسا کہ دھوئیں کے ملنے سے پانی ہو جانیکی خاصیت ہے ایسا ہی
اور بھی عجیب عجیب حالتوں میں پیدا ہونیکی خاصیت ہے۔ درخت کسطرح پیدا ہوتا ہے۔ اگر کسی خاص درخت
کے بیج کو اسکی خاصیت کے موافق ہوا پانی اور مٹی ملے تو درخت بنجاتا ہے اور اُسمیں شاخ پتے پھول
اور پھل وغیرہ عجیب صنعتیں ہو جاتی ہیں اور یہ صنعتیں اُس سے بھی زیادہ ہوتی ہیں جیسا کہ مصری کے کوزے کے

مول اور کرن نکشتر میں جمعہ کے دن دہرو یوگ میں چارو کیرتی پنڈت جی تری وید چکریش سرگ باشی ہو گئے۔

کتبہ نمبر ۱۴۲ ایک پتھر پر کندہ ہے جو بنا در بسادیا کے کھیت میں قصبہ کو مشرق میں واقع ہے۔

کتبہ نمبر ۱۴۳

سنہ ۱۱۳۰ع   ۴ و ۳/۴ × ۳

تلاکڈو کے فاتح زبردست بیرگنگ پوسل دیوا ہے ہریا ڈنڈنایک کی سلطنت پھیلی جاتی تھی —
سری گومتیشور دیو کے دائیں طرف ریسی پل کو دیکھ کر ماچی سیٹی - راوی کے بیٹے بیچی سیٹی کی بیوی چلا ڈنکا را ہوا ہردے بے گوری سیٹی کے بیٹے نے خوشی سے اور

. . . . سیٹی کے بیٹے نے . . . .

اس بوجھ کے واسطے جو سر پہ لیجایا جاتا تھا۔

کتبہ نمبر ۱۴۴ جن ناتھ پورہ میں ارگال بستی میں واقع ہے۔

کتبہ نمبر ۱۴۴

سنہ ۱۱۳۵ع   ۴ × ۳

جین ساسن کی تعریف۔

تمام دنیا کی جائے پناہ - زمین اور دولت کے پیارے - مہاراجہ ادھراج - پرمیشر پرم بھٹارک ستیاشرئے کل کے تلک سری ست تری بھون مال کی سلطنت پھیلتی جاتی جاتی تھی تاکہ وہ اتنے عرصہ تک قائم رہے جب تک کہ سورج - چاند اور ستارے قائم ہیں۔

اور ہمیشہ ہر شکل ان حالتوں میں تبدیل ہوتا ہوا دیکھا جاتا ہے مگر یہی دو باتیں ضرور پائی جاتی ہیں ایک یہ کہ مادہ کسی ہی حالت میں تبدیل ہو وہ مادہ کبھی فنا نہیں ہوتا ہے اور نہ نیا پیدا ہوتا ہے بلکہ دنیا میں جسقدر شیا فنا ہوتی ہیں وہ حالت مادہ کی فنا ہو کر دوسری حالت ہو جاتی ہے اور ایسا ہی جتنی نئی چیزیں دیکھنے میں آتی ہیں وہ بھی بالکل نئی پیدا نہیں ہوتی ہیں بلکہ ایک پہلی چیز کی نئی حالت ہو جاتی ہے۔ دنیا کی جس چیز پر نظر ڈالکر دیکھو ہر جگہ یہی بات پائی جاویگی۔ جیسا کہ درخت کہاں سے آتا ہے مٹی پانی ہوا بیج وغیرہ سے بنتا ہے انکے بغیر نہیں بن سکتا۔ وہی درخت آگ اور کوئلے اور راکھ اور دھوئیں کی شکل میں ہو جاتا ہے یا گل کر مٹی میں ملکر مٹی کی شکل اختیار کر لیتا ہے غرضیکہ بغیر چیز کے کوئی چیز بن نہیں سکتی۔ اگر پہلے کسی لکڑی کو تول کر جلایا ہے بعدہٗ اسکی راکھ کو تولا ہے اور جس جگہ وہ جلائی گئی اس جگہ کی ہوا کو بھی تولا ہے راکھ جسقدر تولنے میں لکڑی سے کم پائی گئی اسیقدر ہوا بوجہ دھوئیں کے زیادہ وزن کی معلوم ہوئی یعنی ایک ذرہ بھر بھی کوئی شے نہ گھٹے نہ بڑھے دوسری بات یہ دیکھنے میں آتی ہے کہ مادہ کی کوئی سی شے بناوے مگر کچھ نہ کچھ شکل اس شے کی ضرور ہوگی یعنی مادہ بغیر شکل کے نہیں رہ سکتا ہے ایسا ہی کوئی نہ کوئی رنگت بھی اسکی رہے گی ایسے ہی اور بھی چند خاصیتیں ہیں کہ اسمیں ہمیشہ پائی جاویگی اس سے یہ ثابت ہوا کہ مادہ نہ کبھی پیدا ہوتا ہے اور نہ نیست ہوتا ہے اور شکل و رنگت وغیرہ اسکی اصلی خاصیتیں ہیں جو ہمیشہ ساتھ رہتی ہیں اور کبھی جدا نہیں ہوتیں یعنی مادہ قدیم ہے اور اسکو کسی نے پیدا نہیں کیا۔

فصل دوم بے جان چیزوں کی خاصیت

دیا سلائی کو رگڑنے سے کیوں آگ پیدا ہوتی ہے اگر رگڑنے والے ہی میں آگ پیدا کرنیکی قدرت ہوتی تو اور چیزونکو بھی پیدا کر سکتا تھا یا جیب میں پڑی ہوئی دیا سلائی نا واقفیت میں بجھ کر جل اٹھا کرتی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دیا سلائی ہی میں یہ خاصیت ہے کہ وہ رگڑنے سے جل جایا کرتی ہے۔ ایسے ہی مٹی میں یہ خاصیت ہے کہ وہ آگ میں پک کر بہت سخت ہو جاتی ہے اور سرخ ہو جاتی ہے اور زیادہ آگ لگنے سے سیاہ ہو جاتی ہے کاغذ کو آگ میں جلا کر کوئی سخت نہیں کر سکتا اسیطرح لکڑی میں یہ خاصیت ہے کہ اگر اسپر دوسری لکڑی

کتبہ نمبر ۱۴۱

سنہ ۱۸۳۰ع

خلاصہ - چام راجہ کا بیٹا کرشن راجہ میسور کے تخت پر بیٹھا - شہر میسور کرناٹک کے ملک کی زینت تھی - سری وردھمن کے سرگ لوک کو جانے کے ۲۴۹۳ برس بعد بکرماجیت **سمت ۱۸۸۸** اور **ساکھا سمت ۱۷۵۲** سال وکرتی ساون بدی پنچمی سوموار - کو گومتیشر اور دیگر جین مندروں کی پوجا کے واسطے جو بیلگولہ میں ہیں اور مہاویر کے پارشونا کے مندر کے واسطے اور ۳۲ دیگر مندروں کے واسطے - جینیندر پنچ کلیان اور رتھ یاترا کے واسطے - سری چارو کیرتی جوگی کے مٹھ کے واسطے بھوجن - پناہ - دوا اور علم دینے کے واسطے چار گانوں دے -

(۱) بیلگولہ کا گانوں جس میں وندھیا اور چندر کے پہاڑ تھے اور اوس میں ایک تالاب تھا جو دیوی پرتھوی کا آئینہ تھا - اور جنالیہ اور گوپر تھے -

(۲) شمال مشرق کی جانب ہوسا ہلی -

(۳ و ۴) مغرب کی طرف آتناہلی اور کیالو -

یہ چار گانوں سری کرشن بھوپال نے چارو کیرتی پنڈت کو دئے - یہی چار گانو پہلے راجہ نارائن نے راجہ کی نابالغی کے زمانہ میں دئے تھے - چارو کیرتی پنڈت - دلی - ہماوری - سدھا - سنگیت - سویت پور - کھشیم وینو - اور بیلگولہ کی گدیوں کا مالک تھا -

کتبہ نمبر ۱۴۲ ایک چٹان پر کھدا ہوا ہے جو تاوری کیری کے شمال میں واقع ہے -

کتبہ نمبر ۱۴۲

سنہ ۱۳۴۰ع ۴و۳×۲و۹

ساکھا سمت ۱۲۶۵ سال سوبھانو پوہ سُدی چودس ۱۴ کو دوپہر کے وقت

باب اول

یہہ دنیا کیا ہے اور کسطرح چل رہی ہے

فصل اول مادہ اور اسکی قدامت

یہہ عام لوگون کی زبانی دنیا مین چار عنصر یعنی مفرد چیزین سنی جاتی ہین یعنی آب آتش خاک باد۔ تمام دنیا انہی چار چیزون سے بھری ہوئی ہے۔ مگر غور کرنے سے اسکے خلاف پایا گیا۔ دیکھئے پانی جمکر برف ایک ٹھوس چیز بنجاتی ہے۔ درخت پانی پیتا ہے اسکی لکڑی بنجاتی ہے پانی آگ مین جلنے سے ہوا ہوکر اڑجاتا ہے دو قسم کی ہوا اوکسیجن اور ہیڈروجن کے ملنے سے پانی بنجاتا ہے۔ رانگ وغیرہ ٹھوس چیزین گلکر پانی بنجاتی ہین دیا سلائی رگڑنے سے یا پتھر سے پتھر رگڑ کہانے سے آگ پیدا ہوجاتی ہے۔ غرضیکہ جہانتک تحقیقات کرتے ہین ان چارون چیزون کو ایک دوسری قسم مین تبدیل ہوتا ہوا دیکھتے ہین۔ اس سے یہہ ثابت ہوا کہ یہہ چارون علیحدہ علیحدہ عنصر نہین ہین بلکہ ایک کی چار حالتین ہین کہ کبھی ایک حالت ہوجاتی ہے اور کبھی دوسری۔ انکی حالت ایسی ہے جیسا کہ ایک سونے کے چار زیور ہار ٹلکن آرسی کنگن ہین یہہ چارون زیور ایک دوسرے کو بالکل علیحدہ تمیز کئے جاوینگے مگر ہار کا توڑ کر ٹلکن اور ٹلکن کی آرسی اور آرسی کا کنگن اور کنگن کا ہار بن سکتا ہے یہی حالت چارون عناصر کی ہے۔ جس چیز کی یہہ چار حالتین ہین اسکا نام بعضون نے مادہ رکھا ہے اسواسطے ہم بھی یہی نام استعمال کرتے ہین۔

اس مادہ مین ہم جاننے کی طاقت نہین پاتے ہین۔ مگر جانداروں مین کوئی جاننے والی چیز بھی معلوم ہوتی ہے جس سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ علاوہ مادہ کے جاننے والی چیز بھی کوئی علیحدہ ہے جسکو ہم روح کہتے ہین چونکہ روح کے ثبوت کا تعلق مضمون پر [illegible] ہے اسواسطے اسکا زیادہ تذکرہ ہم اس جلد مین نہین کرتے ہین۔ روح کو جلد دوم مین ہم اچھی طرح سے ثابت کرینگے اور [illegible] صفات کا بیان کرینگے۔

دہرم کے پہر درختوں کے مالک - شہر میسور کے بہادر راجہ چام راجہ ودیور کچھ پوجاریوں
سے بعض ضروریات کی وجہ سے کئی بستی سوداگروں کے ہاتھ وہ نذرانہ جو بیلگولہ کے گومت ناتھ
سوامی کی پوجا کے واسطے لوگوں نے دئے تہے - رہن کر دئے اور مدت تک اون کے
پاس رہن رہے -

چام دیو راجہ ودیور نے اس معاملہ کی تحقیقات کی اور اون سوداگروں کو بلا جنہوں
نے رہن رکھا تہا - اور جن کے قبضہ میں وہ مال تہا - اور کہا کہ جو قرض تمنے پوجاریوں کو
دیا ہے - وہ ہم ادا کرینگے -

اس پر سوداگروں نے یہ کہا کہ جو قرضہ ہم نے پوجاریوں کو دیا تہا اس کو ہم سنکلپ کرتے ہیں
اس غرض سے کہ ہمارے ماں باپ کی عزت ہو -

سوداگروں نے گومت ناتھ سوامی کے حضور میں پوجاریوں سے یہ کہا کہ تم دیوتاؤں کی
پوجا کرو - اور ہمیشہ امن سے رہو - دیوتا اور گرو اس بات کے گواہ ہیں یہہ دہرم ساسن
قرضہ کی برأت کے واسطے کیا گیا ہے -

آیندہ سے جو پوجاری ان نذرانوں کو گروی رکہیگا - اور جو سوداگر اس نذرانہ کو گروی رکہیگا
برادری سے خارج کر دیا جاوے گا - اور اوس کو اس زمین اور مال پر کچہہ استحقاق نہ
رہیگا -

اگر کوئی شخص اس فرمان کی حکم عدولی کریں - تو راجاؤں کو مجاز ہوگا کہ حسب دستور
سابق عمل درآمد کریں - کوئی اس کو رہن نہ کرنے پاوے -

جو راجہ اس کا لحاظ نکرے - اوس کو بنارس میں ہزار گائے اور برہمن کے مارنے کا پاپ
ہوگا - یہہ دہرم ساسن لکہہ دیا گیا - جے وتی رہو -

کتبہ نمبر ١٤١ میں سنسکرت زبان میں اسوقت کے گرو نے اوس سند
کا حال تحریر کیا ہے جو کنیڈا زبان میں ملی تہی - اور جو متن
میں ہے -

یا حدیث یا بات کل دلائل ایک ہی جگہ علیحدہ دی گئی ہون یا کسی بات کو ایک جگہ ظاہر کیا گیا ہو اور دوسرے مگر کسی اور جگہ اسواسطے میرے مضمون کو اول سے آخر تک ضرور پڑھنا یا کسی خاص حصہ کو پڑھکر نہی استدلال قائم کرے کیونکہ اور بعد کو پڑھنے کے یہ واضح ہوگا کہ کسقدر اسپر غور فرمایا ہے آئندہ جو رائے قائم کرنا اختیار ہے - اگر کسی صاحب کے بدلائل یہ میرا مضمون جھوٹا ثابت ہو تو ان دلائل سے مطلع فرمانے پر مین بصدق ممنون اور مشکور ہونگا کیونکہ مجھکو بے تعصب کر سچائی کی کھوج کرنی ہے -

تمہید

ایک مرتبہ میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ برسون سے ہم اس دُنیا کو دیکھتے ہین اور اسمین کام کرتے ہین مگر ہم بالکل ناواقف ہین کہ یہ کیا چیز ہے کہان سے آئی اسمین کیا ہو رہا ہے اور کسطرح ہو رہا ہے - ہماری حالت بالکل اس مثال کی مانند ہے کہ بارہ برس دلی مین رہے اور بھاڑ ہی جھونکا - اس خیال نے مجھے بہت بیچین کیا اور شرمایا اور امورات مذکورہ کی تحقیقات مین مصروف کیا - لہذا مینے جو کچھ تحقیقات کی اور جو اسکا نتیجہ نکلا وہ حسب ذیل لکھتا ہون -

ہلا پا لی تشریف۔

کتبہ نمبر ۱۳۹ مٹھ کے شمال میں واقع ہے

کتبہ نمبر ۱۳۹

سنہ ۱۱۳۹ع ۴ہ و ۲" × ۱ او ۳"

خلاصہ۔ جین ساسن کی تعریف۔

ور دہ من کے بعد کونڈ اکنڈ اہوا۔ جو زمین سے ۴۔ انچ اوپر چلا کرتا تہا۔ اوس کے کل میں اور مشہور دیسی گن میں دیو نندر سد انت دیو پیدا ہوا۔ جسکی دیو نیدر پوجا کرتے تہے۔ اگر کے کل میں اور پستکا گچہ اور دیسی گن میں ددواکر نندی ہوا۔ اسکا چیلہ مل دہاری دیو ہوا جس کا چیلہ سبہا چندر دیو تہا۔

انکے آچہ ددواکر نندی نے سری مَتی گنتی کو دکشا دی۔ اس کی استولی۔ ساکہا سمت ۱۰۴۱ سال ولبی میں پہاگن سدی پنچمی بدھ وار کو سری متی گنتی سنیاسی کی طرح تپشیا کرکی ہوئی سر لوک کو چلی گئی۔

اور انکی گنتی نے اپنے گرو کی سمادہہ بنائی۔ ددواکر نندی کی تعریف۔

کتبہ نمبر ۱۴۰ آتابی کے پتہر پہ ہے جو مندر والوں کے قبضہ میں ہے۔

کتبہ نمبر ۱۴۰

سنہ ۱۶۳۴ع

ساکہا سمت ۱۵۵۶ سال بہاو اساڑہ سدی تر ۱۳ دسی شنیچروار کو برہم لوگ میں نیک نہاد مہاراجہ۔ راجاؤں کے بڑے حاکم۔ مخالف راجاؤں کے سر کی برچی۔ پناہ مانگنے والوں کو فولادی پنجرہ۔ پر استریوں کو بہن سمجھنے والے۔ زمین کے مالک۔ سنہکلس کے بنانے والے

کے دونوں باتوں میں تمیز کرے کہ کونسی چیز سچ ہے اور سچ کو اختیار کرے اور جھوٹ بات کو ترک کرے وہ دل سے پا سکیگا۔

اس مضمون کو ذکر پرمیشر کے ضمن میں اسبات کا ادنیٰ مضمون آپکے پیش آویگا کہ ایسا شخص میں جو کرم سب نشٹ ہوتا ہے اور لا نہیں آتی ہے مگر صاحبان میں آپکے ملتمس کرتا ہوں اور یقین ہی لاتا ہوں کہ بسطور پر اسنے نتیجہ نکالا ہے اس نتیجہ میں پرمیشر کے ماننے میں دہرم کرم اور زیادہ مضبوط ہوتا ہے اور نیک اعمال کرنے اور دہرم اتما ہونیکی زیادہ ضرورت ہوتی ہے نہیں بلکہ تحریک بھی ہے اور پرمیشر کے ماننے کی حالت میں دہرم اور نیک اعمال میں بڑی خرابی آتی ہے اور آرہی ہے۔ اگرچہ میں نے ان تمام امور پر پورے طور سے غور کر لی ہے مگر اس خوف سے کہ ضخامت کتاب کی زیادہ ہو جاویگی اور بڑی کتاب کو بلکہ ہر شخص کا جی پڑہنے سے گھبرایا کرتا ہے اور وہ کتاب بہت کم پڑھی جایا کرتی ہے اسیواسطے اس جلد میں صرف خدا کی بابت بحث کو درج کیا ہے دہرم اور نیک اعمال کی بحث کو ہم دوسری کتاب میں شامل کرینگے اگرچہ عام طور پر اسبات کا تعجب ہوگا کہ خدا کے نہ ماننے ہوئے دہرم کیا ہو سکتا ہے مگر یہ بات ایسی ہی عجیب ہے جیسا کہ اس کتاب کے پڑھنے سے پہلے خدا کا نہ ہونا عجیب ہے۔ ہماری دوسری کتاب کے پڑھنے سے یہ ظاہر ہو جاویگا کہ جیسا کہ جب نادان بچہ کچھ دنگہ یا بگاڑ کا کام کرتا ہے تو اس بچے کی ماں اس لڑکے کو اس بگاڑ کے کام سے ہٹانے کے واسطے ڈرا دیا کرتی ہے کہ اگر تو یہ کام کریگا تو للوا کر تیرے کان کاٹ لیگا۔ ایسے ہی برے کاموں سے بچنے کے واسطے یہ پرمیشر کا ڈراوا للو کی طرح سے جھوٹا ہے مگر جیسا کہ للو کے جھوٹ ہونے اور کام کے بگاڑ سے واقف ہو کر وہ بگاڑ کا کام بالکل چھوڑ دیا جاتا ہے اسیطرح سے خدا کے نہ ہونے سے واقف ہو کر اور نیک و بد اور دہرم کی اصلیت کو سمجھ کر اور گمراہی اور وہم کو سے چھوٹ کر انسان دہرم کی طرف پہلے سے زیادہ رجوع کریگا اور یہی سچی ترقی ہوگی۔

اس کتاب کے دو باب ہیں باب اول میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ بغیر خدا کے یہ دنیا کہاں سے آئی اور اسکا انتظام کس طرح سے ہو رہا ہے۔ اور باب دوم میں یہ ثابت ہوا ہے کہ خدا کے ماننے میں کیا کیا اعتراض پیدا ہوتے ہیں اور کیا کیا مشکل پیش آتی ہے۔ ناظرین سے میری یہ التماس ہے کہ ممکن ہے کہ کسی امر کے ثبوت

مہاراجہ نرسنگہ کے دربار میں کسرت سے بھی زیادہ زور کی آواز کے ساتھ ایسی پکار پکار کر یہہ کہتے تھے۔ کہ اے بربا۔ اپنے غرور کو دور کر۔ اے چولا۔ روپیہ جمع کرو۔ اے چیرا۔ امن تلاش کر۔ اے گوجرا اپنا معاملہ دور سے پیش کرو۔

نرسنگہ کی تعریفیں لکھی ہوئی ہیں۔ نرسنگہ کا دوسرا نام **بہوجابل بیر گنگ بہادر ہوسل** بھی تھا۔ اور چاروں سنگہ سلطنت کی اس طرح حفاظت کرتا تھا جیسے سمندر اپنی حدود کی۔ اس کی بیوی ایکلا دیوی تھی۔

جبکہ راجہ وشنو سینے تمام دشمنوں کو فتح کرکے ظفرمند واپس آ رہا تھا۔ جس طرح کہ سورج مشرق کے پہاڑ پر نہایت ہی چمکدار کرنوں کے ساتھ نکلتا ہے تو اسنے جنوبی کوکو تیشور جنیندر کے دونو چرنوں کی پوجا کی اور راجہ نرسنگہ بہنڈاری نے یہہ خزانہ سلطنت کی ترقی کے واسطے سفر کیا۔ اس کا سرداری کا کاروبار سلطنت میں لوگند سہ راے سے بڑھکر تھا اور خوبی لیاقت میں برہسپتی سے بڑھکر تھا۔ جکی راے کا بیٹا لوکپی کا دنیا کی پرورش کے لیے کلپ برکش تھا۔

مل دماری سوامی کے چرنوں کا پوجاری۔ داجی جس کے آسمان کا سورج گنگ دیش کے جین مندروں کے لئے دان کرنے کا سمندر۔ وغیرہ وغیرہ۔

ہلاپا جو منتریوں کا سرتاج تھا۔ اس نے ۲۴ ترتہنکروں کے واسطے ایک مکان بنایا اسواسطے کہ ملایا پہاڑ کے مانند اوس میں بڑے عمدہ صندل کے درخت ہوں۔ اس کا دوسرا نام بہاو چوڑامنی تھا۔

بہاو چوڑامنی جنابتی کے پاک سنی جنوں کے خوش کرنے کے واسطے اور پارس دیو اور کوکو تیشر سوامی کی آٹھ قسم کی پوجا کے واسطے ساکہا **سمت ۱۰۸۱** سال پر ماوی پوہ سدی چودس جمعہ کو سورج کے شمال کی طرف جانے کے وقت راجہ نے سونیر کا گانوں دیا اور سیری مول سنگ دیسی گن اور پستکا گچہ کے سپرد کر دیا۔

راجہ نرسنگہ نے ہمادری کے مانند کیلاس کی چیلے گنگی بہائی جو تہا کے ہاتھ پر سے یہہ کرلم ۲ ترتہنکروں کے چرنوں کی جھیل میں گرپڑی۔ سونیر کے گانوں کی حدود۔

دیباچہ

مجھے اس بات کا خوف ہے کہ اس کتاب کا عنوان دیکھتے ہی ناظرین کو اس کتاب کے پڑھنے سے نفرت ہو جائیگی
کیونکہ اس کتاب میں خدا کا نہ ہونا ثابت کیا گیا ہے اور عام لوگوں کے دلمیں خدا مستحکم طور سے جما ہوا ہے -
زیادہ تر خوف اس وجہ سے ہے کہ اس کتاب کے پڑھنے والے ہندوستانی ہونگے اور یہہ لوگ لکیر کے
فقیر مشہور ہیں - مگر اے صاحبو میرا یہہ مضمون آپکے سامنے ایسا ہے جیسا کہ ہندوستان میں ریل جاری
ہونے سے پہلے یہہ بیان کیا جاتا کہ ایک ایسی سواری ہے جو ہزاروں آدمیوں کو اور ہزاروں من بوجھ کو
ایک گھنٹہ میں پچاس کوس لیجاتی ہے - یا تار برقی سے واقف ہونے سے پہلے یہہ سننا کہ ایک ایسا قاصد
ہو منٹ کے ساٹھویں حصہ میں یعنی ایک پل کے بہت چھوٹے حصہ میں ایک لاکھ میل خبر پہونچا سکتا ہے مگر
ان باتوں سے واقف ہونے پر یہہ سب تعجب آپکا جاتا رہا ہے اور جس بات کو آپ کسی وقت میں جھوٹ
مانتے اور جسکا آپ سننا بھی پسند نہ کرتے اس سے اسوقت کتنا نفع اٹھا رہے ہیں - انگریزوں نے ہم
ہزاروں کلیں بنائی ہیں اور سیکڑوں علوم کے موجد ہوگئے ہیں اور سب سے زیادہ عقلمند کہلاتے ہیں اسکی یہی
وجہ ہے کہ نئی باتوں کے کھوج کا انکو بہت شوق ہے اور نئی بات کو سنکر ہندوستانیوں کی طرح نفرت
نہیں کرتے بلکہ اسپر بہت غور سے بچار کرتے ہیں کہ آیا یہہ بات صحیح ہے یا نہیں اور اگر وہ بات صحیح معلوم ہوتی ہے
تو چاہے اپنے پہلے خیال کے خلاف ہو اسکے ماننے میں ذرا دریغ نہیں کرتے اسیطرح سے اے اہل
ہندوستان کے عقلمندو آپ اور کچھ نہیں تو اس میرے خیال کو جو اس کتاب میں درج ہے پڑھ کر دلمیں تو
[illegible]
خدا کا نہ ہونا آپکا اختیار ہے یہہ ایک شک سے کہ بعد [illegible] سے سمجھا لیا ہے [illegible]
[illegible]

نہایت خوبصورت تھی - انکا بیٹا ایری انگا تھا - اس کی تعریفیں - راجہ ایری انگا کی بہادری کے کرتب کون بیان کرسکتا ہے - اوس نے ایک لمحہ میں شہر دہارا کو جلاکر خاک سیاہ کردیا
یہ شہر دہارا حاکم مالوا کے زیر حکم تھا - اور چولا راجہ کی راجدہانی میں خوف برپا کردیا -
چولا لڑنے کے لیے بے صبر ہورہا تھا - اس نے چکرگوت کو ویران کردیا - اور راجہ کلنگا کو جان سے مار ڈالا - اس کی بیوی ایپلا تھی - اوس سے راجہ وشنو پیدا ہوا (اسکی تعریفیں)
راجہ وشنو نے کرناٹک کے ٹکڑے ٹکڑے کروانے لنکا راستے راجہ چولا کو جلادیا اور گہاٹ کا صوبہ نیپال اور کانچی کے قبضہ میں کہل بلی ڈالدی - اپنی زبردست فوج سے راجہ دہاٹ کے قلعہ کو خاک میں ملایا اور شہر نواسی کا بن بنادیا - اور دلی میں کہل بلی ڈالدی -
راجہ وشنو نے اپنی پیادہ فوج کی گرد سے دریائے کل پترا ارنی کو ڈھانپ دیا اور راجاؤں کے خون سے اپنی تلوار کو لال کردیا -
راجہ وشنو - نرسنگ دہارا کے حق میں ایسا تھا جیسے درخت کے واسطے کلہاڑی یا ہیہو جا کے واسطے پرسرام - مگر یہ راجہ وشنو پرسرام سے کئی درجہ بڑہا ہوا تھا -
راجہ وشنو بڑے بہادر آدمی ہم کے واسطے ایسا تھا - جیسا سورج کے گرہن کرنے کیواسطے راہو - اور جیسے پہاڑ و نیگری کے چیر ڈالنے کے لیے چکر - راجہ وشنو نے اپنے دشمن پر فتح پائی اور تلاون پور کی دولت پر قابض ہوگیا - اوس بے حد فوج کو جو بہا راجہ نے جگدیو
راجہ مالوا - اور دیگر سرداروں کے ماتحت اس سے لڑنے کے واسطے بہیجی تہیں - اپنی طاقت سے اگست منی کے مانند پی گیا - اور پہر اپنی تلوار کے زور سے تمام روے زمین کو مشرق سے مغرب تک کرشن ویتی تک فتح کیا - اور اپنے زور بازو سے وندہیاچل پہاڑ کو خاک میں ملادیا -
راجہ وشنو - راجہ ارنگولہ کے واسطے شیر ببر اور کدمب راجاؤں کو مغلوب کرلینے کے لئے ایسا زبردست جیسے درختوں کے کاٹنے کے لیے کلہاڑی - راجہ وشنو نے اپنی بہادری اور کارہائے نمایاں سے ایسی شہرت پائی کہ اس کے اوصاف معرض تحریر میں نہیں آسکتے -
اوس کی بیوی لچھمی دیوی تہی - اور اس سے نرسنگہ پیدا ہوا -

چھوٹے بہائی پارس دیو نے ایک گا ۲ پا دے - مادہیا نے ایک گا ۲ پا دئے -
اسکے چہوٹے بہائی پارس دیو نے ایک گا - ۲ پا دئے - **پدوسنا** کے بیٹے **چکنا** نے
ایک گا - ایک پا دئے - اور بہراتی یلّا کی بیٹی بیبی ویجّا نے ۸ پا دئے -

کتبہ نمبر ۱۳۷ ج

سنہ ۱۲۹۷ع ۲ و ۲ × ۱۰ ا

سری سول سنگ کے گروہ نے جو بہا سنڈلا چاریہ اور راج گرو تہے - سال در مکی
آساڑہ سُدی پنجمی کو یہہ کہا کہ جو کچھ تم کو وہاں کے کہیت - بارانی زمین - بنجر - درخت
وغیرہ اور بسادی کے کہنڈرے حاصل ہوا ہے - اور جو گومت دیو - پارس دیو - سنڈلا
بسادی کے سری بلپ دیو اور دیگر بڑی بسادیوں سے متعلق ہے - اپنے پاس رکھو
اور بیلگولہ تیرتہہ کے تمام رئیس - کیا ہونا تہہ کے کسان اور رعیت کا یہ حکم ہے کہ پانچ
گنڈیاں جو شنبہو دیو نے ناجائز طور پر سری بلپ دیو کے نادور اہلی پر صرف کئے تہے
اون دیوتاؤں اور بلپ دیو کے تیوہار (میلہ) پر خرچ کئے جاویں - اور مندرجہ
صدر آمدنی کے وسائل اور اس گانوں کی خفیف آمدنی بہی اون دیوتاؤں اور بلپ دیو
کے تیوہار پر صرف کئے جاویں -

کتبہ نمبر ۱۳۸ بہنڈاری بستی کے مغرب میں واقع ہے

کتبہ نمبر ۱۳۸

سنہ ۱۱۶۰ع ۵ و ۰ ا × ۲ و ۹

خلاصہ جین شاسن کی استوتی -

یادو کل کے ہوسل بنس میں دینیے دیت ہوا - دینیے دیت کی بیوی کیلیا دیوی تہی جو

گن چندر سدہانت دیو کے چیلے نیاکیر کلسدہانت دیو کی استرتی - جو سری مول سنگ پستکا گچھ اور کونڈ کنڈ انویہ کے لئے ایک زیور تھا -

اور تمام اطراف میں ملک فتح کر کے واپس آنے پر راجہ نرسنگھ نے بڑی خوشی سے گومت سوامی اور پارس ناتھ جی اور ۲۴ تیرتھنکروں کے واسطے سونیر کا گانوں دیدیا - اور مہا منڈلاچاریہ مہا نیاکیر کی سدہانت چکرورتی کو آچاری مقرر کیا - ہلا ڈنڈادہی پا لے جو جین مندر بنایا تھا - اس کو دیکھکر راجہ نرسنگھ بہت خوش ہوا - اور اسکے کہنے سے راجہ نرسنگھ نے سونیر کا گانوں ہمیشہ کے واسطے دیدیا - (گانوں کی حدود) سونیر کے دیہہ کی آمدنی آچاری کے مکانات اور دیگر مکانات اور بسادی کی مرمت میں - دیوتاؤں کی پوجا اور آرائش میں - بسادی کے جاتری اور رشیوں کو بھوجن دینے میں استعمال کی جاوے -

پرماتما کرے کہ شری پارس دیو - ہلا راجہ اور اس کی رانی پدماوتی کو تندرستی عمر دراز شان و شوکت اور اقبالمندی دیوے - پد ملا دیوی اور مہا ٹوکیرتی برتی کی تعریف -
سنیاسی ہلا پا نے نیاکیر کی نندی کے بیٹے مہا ٹوکیرتی جی کو سونیر کا گانوں سنکلپ کر دیا -

کتبہ نمبر ۱۳۷

سنہ ۱۲۸۶ع ۴ × ۱۰

ساکہا سمت ۱۲۰ سال باہردہان چیت سدی پڑواجبہ کو بھنڈاری آیا کی بسادی کے دیوتا پر روزمرہ دودھ چڑہانے کے لئے - ہمیشہ کے لئے مہا منڈلاچاریہ ادوے چندر دیو کے چیلے منی چندر دیو نے - ۱/۲ گدیانہ - اور ۱/۲ ۲ قسم دو پیانہ دودھ کے واسطے دے چندر پربھو دیو کے چیلے پدم نندی نے سات پا اور ایک دادئے - ساتن کے بیٹے اور مہا منڈلاچاریہ نیمی چندر دیو کے چھوٹے بھائی پدوسا نے ۲ گادر ۲ پا دئے - بوری سیٹی کو

سنی وارستھی اور گری درگا مل کا حریف - نیک نہاد تری بہون مال - تلاکلڑو کونگو
فانگلی - نو مبوادی - بنواسی اور سنونگل کا فتح کرنے والا - زبردست بیر کلنگ بہادر سوسل
نرسنگہ دیو جنوبی سلطنت پر عقلمندی اور دانائی سے امن وامان میں سلطنت کرتا تھا -
بدوں کو سزا دیتا تھا - اور نیکوں کی حفاظت کرتا تھا - اپنے باپ راجہ وشنو کے کنول جیسے
چرنوں میں رہنے والا -

خلاصہ - ہلا جیو پا راجہ نرسنگہ کا منتری تھا - اس کا باپ دلہی بنس کا ویش
راجہ تھا - اس کی ماں . . . . . اس کا دیوا رہن - اس کا حاکم
یادو راجہ کا جواہر نرسنگہ - (بنہلاری پلا پا یا ہلنا کی استوتی)

اگر کوئی شخص یہ سوال کرے کہ اول سے جین دہرم کا ترقی دینے والا کون تھا - تو جواب
یہہ ہوگا کہ - راجہ رچمل کا منتری رائے - اسکے بعد راجہ وشنو کا منتری گنگ اور اسکے بعد
راجہ نرسنگہ دیو کا منتری ہلا - اوس کا گرو کوکت سین مل حناری دیو تھا -
بانکی پور میں اوپے نات کا بنایا ہوا جین مندر جو کہنڈر پڑا تھا - اس کو از سر نو بنایا - اور
کلی دت کے جین مندر کو بھی جو اب کہنڈر ہو گیا تھا - از سر نو بنایا - اور بہت اونچا بنایا -
کلی دت اس کو اس واسطے کہتے تھے کہ وہ پہلے قزاق تھا - اور زنا کار تھا -
اور کوپنا کے بڑے تیرتھ میں ۲۴ جن فیسوں کے سنگ کے واسطے زمین اور روپیہ دیدیا
اور اس مشہور تیرتھ کلنیگری میں جسکو پہلے گنگ راجاؤں نے بنایا تھا اور جس کا صرف
نام ہی نام باقی رہ گیا تھا - اس نے جین مندر بنایا جو نہایت اونچا تھا - اور کلنیگری
میں پانچ بڑی بستی اور پانچ خوبصورت تالاب بنائے -
ہلا جیو پا کے نیک اوصاف کا بیان کرنا سخت مشکل ہے - کیونکہ کوئی شخص نہیں بتلا سکتا
کہ سمندر میں کتنا پانی ہے -
نیز اس نے بیلگولہ کے تیرتھ میں ۲۴ تیرتھنکروں کے واسطے ایک مندر بنایا - اس نے
ایک بڑا جین مندر بنایا جو گومت دیو کے مانند گومت پور کے لئے زیور تھا - اور تجہرہ
تربیت کا کمرہ - نہر کا جین مندر - محل اور ۲۴ تیرتھنکروں کے واسطے ایک مندر بھی بنایا -

کی ہوئی اور دوسرے کی دان کی ہوئی زمین واپس لیگا۔ وہ ساٹھ ہزار برس تک کیچڑ کا کیڑا بنا رہیگا۔

کلے ہا کے . . . . . سیٹی اور لبادی سیٹی نے بگا رائے کے پاس درخواست دی۔ تردمالی کے وشنوؤں نے . . . . . مرمت کی۔ اور دونوں جینیوں اور وشنوؤں نے باتفاق رائے لبادی سیٹی کو سنگ نایک کا خطاب عطا کیا۔

الف
کتبہ نمبر ۱۳۷

(تاریخ کتبہ سنہ ۱۱۶ء شہ و۱۰ آگ × ۳۴ وا)

اس کتبہ کا پہلا حصہ شو لینی نرسنگہ کی چپادار آنجہ تک سوائے دوسرے اشلوک کے کتبہ نمبر ۱۲۴ سے مطابق ہے۔ اس کے بعد یہ لکھا ہوا ہے کہ بن کی آگ کے شعلہ (مخالف راجاؤں کا غرور) کے واسطے آخری طوفان کا بادل۔ لیپ (مخالف راجہ) کے واسطے ریت کا طوفان۔ سانپ (مخالف راجاؤں) کے واسطے چیل۔ کنول کے پہول (مخالف راجاؤں) کے گردہ کے واسطے ہاتہی۔ پہاڑ (مخالف راجاؤں) کے واسطے چکر۔ ہاتہی (مخالف راجاؤں) کے واسطے شیر ببر۔ ایسا نرسنگہ راجہ تہا۔

پانچ بڑی نوبت کا مستحق۔ مہامنڈلیشور۔ دوارا وتی کے شہر کا حاکم۔ سرداروں کے لیے جنگل کی آگ۔ پانڈیہ خاندان کے کنول کے پہول کا ہاتہی۔ سرداروں کا شکار کرنے والا۔ چولا کی راجدہانی کا لوٹنے والا۔ لڑائی میں تند۔ کلجگ کا کام۔ شاعروں کو بہوجن دینے والا۔ دان کرنے سے خوش ہونیوالا۔ دیوی واستنی کا کی نعمت کا حاصل کرنیوالا یادوکل کے آسمان کا سورج۔ راجاؤں کا چوڑامنی۔ لڑنے کا مشتاق۔ ملپاؤں

راجہ رامانوجاچاری بڑا معزز شخص تہا - سری رنگ راجہ کے کنول جیسے چرنوں کا داس تہا - اور پاک وشنو کے مندر کا راستہ بتلانے والا تہا - **ساکہا سمت ۱۲۹۰** سال کلکا بہادوں سدی ۵ بروز بدھ کو جبکہ بکہا سنڈلیشور - مخالف راجاؤں کا فتح کرنے والا - اور اقرار سے پہرنے والے راجاؤں کا سزا دینے والا - بیربکا رائے حکومت کرتا تہا **جینی** اور **وشنو** کے درمیان جہگڑا ہوا - اور انگونڈی - ہوسایٹن - پنیا گونڈی - اور کلیدیٹن کے ضلعوں کے جینیوں نے بکا رائے سے درخواست کہ وشنو ہم کو ستاتے ہیں - مہارائے نے اٹھارہ ضلع کے سری وشنو خاصکر کوئل - تروملی - پرومال کوئل - ترونارائن پور کے ویشنو - تمام اچاری - تمام سمایا - معزز آدمی - سادہو - پوجاری - ابہیشک - ترکول چاکول - کو بلا کر یہ کہا کہ ویشنو مت جین درشن میں کوئی فرق نہیں ہے - اور جینیوں کے ہاتہہ وشنو کے ہاتہہ میں دئے - اور یہ فیصلہ کیا کہ اس جین درشن میں بموجب رواج قدیم کے پانچ بڑی نوبت اور کلس کا استعمال کیا جاوے گا - اگر جین دہرم والوں کو وشنوؤں کی طرف سے تکلیف ہوئی تو اونکی اسیطرح حفاظت کی جاوے جیسے کہ وشنوؤں کی -

سری وشنو سلطنت کی تمام بستیوں میں اس فیصلہ کو مشتہر کریں گے اور جبتک سورج اور چاند قایم ہیں - وشنو سماج جین درشن کی حفاظت کرتی رہیگی وشنو اور جینیوں میں مطلق کچہہ فرق نہیں ہے -

سلطنت کے جینیوں نے فی گھر ایک فنم فی سال بیلگولہ کے تیرتہہ کے دیوتا کی حفاظت کیواسطے دینا منظور کیا - اور ترومالی کے وشنوؤں نے جینیوں کی مرضی سے دیوتا کی حفاظت کے لئے ماہ بماہ ۲۰ - نوکر رکہنے کا ارادہ کیا - اور باقی رقم سے کہنڈر چنالیہ کی مرمت کرنیکا ارادہ کیا - اور کہ یہ رواج سال بسال ہوتا رہے گا -

جو شخص اس قاعدہ کو توڑے گا - وہ راجہ - اور سنگ کا باغی ہوگا - خواہ آچاری ہو خواہ گاؤں کا سرگروہ شخص ہو - جو کوئی اس دہرم کے کام کو توڑے گا - اوس کو دریائے گنگا کے کنارہ پر برہمن یا گائے کے مارنیکا پاپ ہوگا - جو شخص کہ اپنے دان

سون ہی کے کال گونڈا وغیرہ نے مانگی کی بنائی ہوئی بستی کے واسطے ڈوڈون کیتی کے بارانی اور چاہی کھیت دیدئے۔
جو شخص اس کو مٹاوے وہ بنارس میں ہزار گائے مارنیکا پاپ ہوگا۔ جے ونتی رہو۔

کتبہ نمبر ۱۳۴ و ۱۳۵ مانگی بستی کے جنوبی دیوار پر واقعہ ہے۔

کتبہ نمبر ۱۳۴

سنہ ۱۵۳۲ع

" جین ساسن اور گپت سوامی کی استوتی "

سال نندن میں پوہ سدی تیج اتوار کو گراسوپی کے سری آیا لے چیلہ گوتنا نے گومت ناتھ کے سامنے اس کو لکھا اور نیچے کی پہاڑی پر ایک چھوٹی سی بستی بنائی۔ شمالی دروازہ پتھیز بستیوں کی اور مانگی بستی کی مرمت کی۔ ہگا یہ بستی کی مرمت کی۔

کتبہ نمبر ۱۳۵

سنہ ۱۵۳۹ع

سال بکاری ساون سدی پڑوا کو گراسوپی کے سری متی اویکال نے اپنے گرو کے بہت سے آدمیوں کے ساتھ۔ . . . .

کتبہ نمبر ۱۳۶ و ۱۳۷ بہنڈاری بستی کے مشرق میں ہے۔

کتبہ نمبر ۱۳۶

سنہ ۱۳۶۸ع ۳ و ۴ × ۲ و ۲"

سال سرو دہاری میں دوسرے بہادوں سدی پنچمی جمعرات کو بیلگولہ تیرتھ کو
جناتھ پور کے باشندوں نے آپس میں یہ اقرار نامہ کیا۔
نگر جناپیہ کے آدی دیو کے مندر کی مرمت اور دیگر اغراض کے واسطے ان دونوں شہر
کے باشندوں نے آدی دیو کے واسطے سنکلپ کرکے فی صدی ایک گدیانہ نفع پر دینا منظور
کیا۔

جو اس کے خلاف کرے گا وہ لا ولد مر جاوے گا۔ اور وہ دیوتا۔ راجہ اور
اس جماعت کا باغی ہوگا۔

اس پر سری گوت دیو کے دستخط ہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تمام باشندوں نے
اس اقرار نامہ کو منظور کیا۔

کتبہ نمبر ۱۳۲ مانگی بستی کے دروازہ کے جنوب میں واقع ہے۔

کتبہ نمبر ۱۳۲

سنہ ۱۳۹۰ع ۱′ و ۵″ × ۱′ و ۷″

بہون چوڑامنی کے چیتالیہ کو ابھنوا چارو کیرتی پنڈتا چاری نے بنایا تھا جو سری مول سنگھ
دیسی گن۔ پستکا گچھ اور کونڈا کنڈانویہ سے متعلق تھا۔ اسکو بیلگولہ کے مانگی نے خوب طرح
سے آراستہ کیا۔

کتبہ نمبر ۱۳۳ مانگی بستی کے دروازہ کے شمال میں واقع ہے۔

کتبہ نمبر ۱۳۳

سنہ ۱۳۹ع ۱′ و ۶″ × ۱′ و ۹″

[illegible] پہلے۔ ناگ گونڈا۔ بیلگولہ کے ناگ چیتنا گونڈا کا بیٹا۔ اور منتو گا

گھر کے تے پانچ ہَن۔ اور شہر میں ذخیرہ رکھنے کے لئے ۲ ہن۔

کتبہ نمبر ۱۳۱ نگر جنالیہ کے اندرونی دروازہ کے شمال میں واقع ہے

الف

کتبہ نمبر ۱۳۱

سنہ ۱۲۸۰ء ۲×۱

ساکھا سمت ۱۲۰۳ سال پر ماوی منکھر سدی دشمی جیرات کو نگر جنالیہ کے پجاریوں نے بیلگولہ تیرتھہ کے باشندوں کے ساتھہ مندرجہ ذیل عہدنامہ کیا۔

نگر جنالیہ کے آدی دیو کی بارانی اور چاہی زمینوں کو ہم کاشت کرائیں گے۔ اور اس کی آمدنی اس دیوتا کی آٹھہ درب کی پوجا پر صرف کریں گے اور ہر روز وہ چڑھاوا چڑھاویں گے جو باشندوں نے مقرر کیا ہے۔ ہمارے خاندان میں سے اگر کوئی شخص اس زمین کو رہن کریگا یا بیچ دے گا۔ یا اس کو ٹھیکہ پر اٹھاوے گا تو وہ راجہ اور اس مجمع کا باغی ہے۔ اس طرح ہم اقرار کرتے ہیں اور لکھے دیتے ہیں۔ اس اقرار نامہ پر سری گومت ناتھہ کے دستخط ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس اقرار نامہ کو منظور کیا۔

اور بی گری کے سوناتا نے بیلگولہ تیرتھہ کے نگر جنالیہ کے آدی دیو پر دودھ چڑھانے کے واسطے ہمیشہ کے واسطے پانچ گڈیانہ دینے منظور کئے۔ (گڈیانہ ایک پیمانہ ہوتا ہے جس میں سوا بال دودھ آتا ہے)۔

(ب)

کتبہ نمبر ۱۳۱

سنہ ۱۲۸۸ء ۸×۱

کرتا تہا۔

اپنے ہاتہہ کے ڈنڈے سے تمام دشمنوں کو بہگا دیا۔ اور اس زمین کے بیچ میں جلے چاروں طرف سمندر تہے۔ ٹہرا رہا۔ بیل گول کے نیر تہہ میں گوسٹ سوامی اور پارس ناتہہ وغیرہ کے عالیشان مندر تہے۔ اوس کا مہامنڈلاچاریہ نیاکیرتی برتی راجہ تہا۔

نیاکیرتی برتی راجہ کے چیلے یہ تہے۔ دم نندی تری وید دیو۔ بہانوکیرتی۔ سدہانت دیو بالاچندر دیو۔ پربہوچندر دیو۔ میگہہ نندی بہٹارک دیو۔ منتری وادی بہٹارک دیو اور نیمی چندر پنڈت دیو۔

مہامنڈلاچاریہ نیاکیرتی چکرورتی کا ایک معتقد تہا۔ جو سری سول سنگ دیسی گن پستک گچہہ اور کونڈاکنڈانوریہ کا زیور تہا۔

خلاصہ۔ منتری ماما دیو کا بیٹا ناگ دیو۔ اس کی بیوی چنڈوی تہی جو پٹن سوامی گن مل سیٹی اور ماتوی کی بیٹی تہی۔ ناگ دیو اور چنڈوی کا بیٹا پٹن سوامی مالی دیو تہا۔

پاما دیو اور جوگوی کے پٹن سوامی مالی دیو پیدا ہوا۔ پٹن سوامی مالی دیو اور کملا دیو کا بیٹا ناگ دیو حاکم چنڈالی تہا۔

بسیر بلال پٹن سوامی ناگ نے نرت کا کمرہ اور پارس ناتہہ سوامی کا چبوترہ اور بیدی بنائی نیاکیرتی چکرورتی کے وفات کی یادگار میں اس نے ایک مکان اور ایک سمادہہ بنائی اور کٹہہ پارس دیو کے بسادی کے سامنے پتہر کا ستون اور نرت کا کمرہ بنایا۔ اس کے بعد اس نے نگر جنالیہ بنایا۔ ہیلگو لہ نیر تہہ کی سوداگروں کی استوتی۔ جنہوں نے اگر جنالیہ کے واسطے چندہ دئے۔

ساکہا سمت ۱۱۱۸ سال راکشش بہادون بدی ٹہہ وا جمعرات کو یہہ نذرانہ دیے گئے۔ نگر جنالیہ کی بائیں طرف سود الیری باغ۔ چہہ سالگی دہان کا کہیت۔ اُدو کا کے گہر کے سامنے تالاب کے نیچے ۱۰ اکلو گا باراتی زمین کیتی سیٹی کے بازار کے جنوب کی طرف جو نگر جنالیہ کے شمال کی طرف ہے دو مکان۔ اور دو کانوں کی قطاریں۔ ۲۰ کولہو سادہ رلیکا

ہے -
ہوسل خاندان خوش قسمتی کی جنم بھومی تہا - اس کی شان وشوکت بہت بڑی تہی - وہ ایک ایسی زمین کے مانند تہا جس کے چاروں طرف سمندر ہیں - یا وہ سمت کہ جہاں خالص شہرت کا چاند اگتا ہے - یا وہ جگہہ کہ جہاں بہت سی قیمتی چیزیں موجود ہیں - لوگ ہوسل خاندان کی تعریف کرتے ہیں

راجہ ونیا دتیہ بڑا طاقت ور تہا - بڑا عالم تہا - بڑا دانی تہا - پاراجیت کی مانند مشہور تہا اور اس کے دشمن اس سے بہت خوف کرتے تہے - ونیا دتیہ کا بیٹا ایری انگا تہا - اور ونیا دتیہ کا پوتا وشنو تہا - اور وشنو کا بیٹا نرسنگہ تہا -

لالہ کی خوشی جاتی رہی - مارے ڈر کے گجرا کو سخت بخار چڑہ آیا - گولا بھیچی سے چہدا ہوا تہا - چولا نے اپنے کپڑے ڈالدے - جبکہ وہ لڑائی کے وقت اپنا ڈہول بجاتا تہا تو ویر بلال دیو مخالف راجاؤں کے لئے قیامت کی آگ تہا -

اچانگی کے قلعہ کا محاصرہ کرکے جسکو مدت تک راجاؤں نے ناقابل تسخیر خیال کر رکہا تہا راجہ بلال نے اوس کو لوٹا اور اوس کے راجہ کام دیو (مشہور امودے رس) کو پکڑ لیا اور اسکے رانیون اوس کے خزانہ اور گھوڑوں پر قابض ہوگیا -

پانچ بڑی نوبت کا مستحق - مہا منڈلیشور - دوارا وتی کے شہر کا حاکم - سرداروں کے لئے جنگل کی آگ - پانڈیہ خاندان کے کنول کے پہول کے لئے ہاتہی - سرداروں کا شکار کرنے والا - چولا کی راجدہانی کو لوٹنے والا - کلجگ کا کام - شاعروں کو بھوجن دینے والا - دان دینے سے خوش ہونے والا - دیوی باسنتی کالی کی نعمت کا حاصل کرنے والا - یادو کل کے آسمان کا سورج - راجاؤں کا چوڑامنی - لڑنے کا مشتاق - ملپاؤں سنی وارستہ ہی - گری درگا مل کا حریف - نیک نہا دتری بہون مال - تلاکڈو - کونگو - نانگلی - نولمبوادی - بنواسی اور ہنونگل کا فتح کرنے والا - زبردست ویر گنگ - پہادر ہوسل ویر للال دیو جنوبی سلطنت پر عقلمندی اور دانائی سے امن وامان کے ساتہ سلطنت کرتا تہا - بدوں کو سزا دیتا تہا - اور نیکیوں کی حفاظت

اگر ایک یا دوسرے گروہ اشخاص نگرتا اس کی مرضی بغیر آچارج کے گھر یا محل میں گھس جاویں تو وہ اس مجمع کے باغی ہیں۔

جو شخص کہ اس قاعدہ کی پابندی نہ کریں۔ وہ نگر دریائے گنگا کے کنارہ پہ گائے اور برہمن کے مارنے کا پاپ لگے گا۔

وہ جو اپنا کیا ہوا یا دوسرے کا کیا ہوا دان اٹھا لیتا ہے وہ ساٹھ ہزار برس تک کیچڑ کا کیڑا بنا رہتا ہے۔

کتبہ نمبر ۱۲۹ نگر جبالیہ کے اندر جنوب کی طرف واقع ہے۔

کتبہ نمبر ۱۲۹

سنہ ۱۲۸۳ء

اُو ااُ × اُو ۲ُ

جین ساسن کی استوتی۔ میگھ نندی کی استوتی۔ ہوسل خاندان کی استوتی۔ ساکہا سمت ۱۲۰۵ سال چیتر بہانو شراون سدی دسمی جمعرات کو یمی چند پنڈت دیو کے چیلے بالاچندر دیو نے۔ راج گرو اور انگلیشور دیسی گن کے سردار نے جو سری مول سنگ سے متعلق تھا۔ اور تمام سوداگروں نے بلاتکار گن کے سردار نے اور میگھ نندی سدھانت چکرورتی کے چیلے راجا کا راج گرو نے نگر جبالیہ کے آدناتھ سوامی پر چڑھاوا چڑھانے کے واسطے رہنا ملی میں کچھ زمین دی۔

کتبہ نمبر ۱۳۰ نگر جبالیہ میں شمال کی طرف ہے۔

کتبہ نمبر ۱۳۰

سنہ ۱۱۹۶ء

۳ُو ۴ُ × اُو ۲ُ

بیان کیا ہے کہ معزز۔ کامل سیادواد۔ تینوں لوک کے مالک کا مسئلہ جین ساسن جاری

کتبہ نمبر ۱۲۷

سنہ ۱۴۶ء

نمبر ۱۲۵ کے مانند ہے۔

کتبہ نمبر (۱۲۸) گرجنالیہ کے باہر واقع ہے۔

کتبہ نمبر ۱۲۹

سنہ ۱۲۶۶ ۲ و ۷ × ا و ۱۱

خلاصہ - نیاکیرتی برتی راجہ کی استوتی - اسکے چیلے بہانوکیرتی سدمانت دیو بالاچندر دیو - پربہوچندر دیو - میگہہ نندی بہٹارک دیو - پدم نندی دیو - نیمی چندر پنڈت دیو اور نیاکیرتی دیو تہے -

بیل گول تیرتہہ کے سوداگروں کی استوتی

ترجمہ - وہ ساسن نیاکیرتی دیو نے گومت پور کے تیلگر تاس کے لئے بڑی بہنڈاری رام دیو نایک کے ساتہ لکہا یہہ رام دیو نایک سومیشور دیو کا منتری تہا جو زبردست راجہ سیر بلال دیو کا بیٹا تہا - سال الشایا سے گومت پور کا ہر ایک ساہوکار ۲ جمع روپیہ اپنی کس ۵ ہن - جبتک سورج - چاند - اور ستارے ہیں دیا کریگا - اور اسکو شانتی سے گی راجہ کے ظلم یا انصاف سے تینوں کے کولہو میں جو کچہہ نقصان یا خرچ ہوگا اس جگہہ کا آچاری اسکو ادا کرے گا -

اگر اس ساسن کے قواعد کی پابندی نکرکے اس تیرتہہ کے ایک یا دو باشندے آچاری کو صلاح بد دیویں اور شرارت سے آچاری کو کم شرح لینے پر آمادہ کریں تو وہ اس مجمع اور راجہ کا باغی شمار ہوگا سوداگر قرعہ اندازی نکریں گے - اور قدیمی خیگی کو جاری رکہیں گے اگر تاس اس بات کا لحاظ نکریں تو ان پر اس حسرات کے برباد کرنے کا الزام ہوگا -

سکہ آچاری اور منتری آدمیوں پر ہے -

سالھا سمبت ۱۳۰۱ سال پلاوا میں پوہ بدی تیج جمعہ کو سورج کے شمال کی طرف جانیکے وقت سردار چندر مولی نے ادس پارس ناتہہ سوامی کے مندر کے واسطے جو بیل گول نبرنہ میں اسکی بیوی اچلا دیوی نے بنایا تہا۔

بامیاں ہلی کا گانوں خیاس راجہ بیر بلال سے مانگا اور راجہ بیر بلال نے وہ گانوں ہمیشہ کے لیے پارس دیو سوامی کے مندر کے واسطے وقف کر دیا۔ اور راچلی نے مالا چند رمنی کے چرنوں کو دہوکر جیاتی کے واسطے وہ نذرانے دے دئے جو راجہ نے اسکو دئے تہے۔

اس گانوں کی حدود اربعہ لکہی ہوئی ہیں۔ جو اسطرح سنکلپ کیا گیا تہا۔ اور راچلی نے بگا دیلکری میں بام گاٹ کا گانوں بالچ سے خریدا جو کیتیا کا چہوٹا بہائی تہا اور اس کو وقف کر دیا۔ اس کی حدود اربعہ لکہی ہوئی ہیں۔ اور تمام دسی لوگ۔ نندی لوگ اور نگرتاس نے گومت دیوتا کی آٹہہ پرکاری پوجا کے واسطے رقوم دینے کا اقرار کیا۔

کتبہ نمبر (۱۲۵) الکابستی کے بڑے دروازہ کے جنوبی دیوار پر واقعہ ہے۔

کتبہ نمبر (۱۲۵)

سمبت ۱۲۴۶ اودے ۵×۵

سال لستایا میں دوسرے بیساکہہ بدی چودہشں کو منگل کے دن وہ منیظر بہادر دیورات موکش کو پراپت ہوگیا۔

کتبہ نمبر (۱۲۶) و ۱۲۷ امشرقی زاویہ پر واقع ہے۔

کتبہ نمبر ۱۲۶

سمبت ۱۳۰۴ اودے ۴×۴

سال تارن میں بہادون بدی دشمی سوموار کو ہری ہر رائے سرگ لوک کو چلے گئے۔

بدوں کو سزا دیتا تھا اور نیکوں کی حفاظت کرتا تھا -
اس کے کنول جیسے چرنوں میں رہنے والا -

خلاصہ - چندر مولی کا دیو - جینندر بھگوان - اس کا راجہ بیر بال دیو - اس کا باپ شمبھو دیو - اس کی ماں اکوئی تھی - وہ ایک فاضل اجل برہمن تھا - اور بیر بال کا منتری ہوگیا تھا -

اس کی بیوی **اچی یکا** تھی جو پچی گنگا دیوی تھی - اور اوس کے کل کا حال یوں لکھا ہے - کہ ماسوادی ناد میں ایک سراوک (جین) شوبا نایک تھا - اس کی بیوی **چنڈوی** تھی انکا بیٹا **بچے باما دیو** تھا - اس کا بھائی واتے نایک تھا - اوس کی بہن کالوی تھی - اس کی بہن اچلا دیوی مساوادی کے راجہ ہمادی دیلی کی بیوی تھی - اس کا بھائی سون نایک تھا - سون نایک کی بیوی باچوی تھی - انکا بیٹا دیسی ڈنڈ نایک باسبا نایک تھا - جس کی بیوی **ڈدیوی** تھی جو **مالی سیٹی** اور **ماچو سیٹی کوتی** کی لڑکی تھی -

باسبا نایک کا چھوٹا بھائی مارا تھا - اور اس کی چھوٹی بہن اچلا دیوی تھی - اچلا دیوی کی چھوٹی بہن چنڈوی تھی - اور ان کا سب سے چھوٹا بھائی **کام** تھا - جیسے سری اور دشنو کا بیٹا کوسوماستر تھا - اور شمبھو اور پاربتی کا بیٹا شدودن - (شنکھ) ویسے ہی چندر مولی اور اچی یکا کا بیٹا سوم ہوا - اس کا دیو جنیشر بھگوان تھا - اس کا گرو نیاکیرتی

اس کا خاوند چندر مولی تھا - وہ اچلا دیوی سے زیادہ مشہور ہوئی -

اچلا دیوی بالا چندر منی کے چرنوں کی بھگت تھی اور مشہور نیاکیرتی منی کی چیلی تھی -
اس نے بیلگولہ تیرتھ میں سری پارس دیو کے واسطے ایک خوبصورت مندر بنوایا -

وہ گرو **سری مول سنگ - دیسی گن - پستک گچھ** اور **کونڈ کنڈانوے** کے متعلق تھا - وہ چندر سرانت دیو کا بیٹا تھا - اس کے چیلے بھانو کیرتی منی تھا - پربھا چندر دیو میگھ چندر منی - پدم نندی برتی - اور رشی چندر منی تھے - بالا چندر منی پاکی تعریف -

جیسے کہ گوری نے تپسیا کر کے چندر مولی (شیو) کو جیت لیا تھا - ویسے ہی اب اس نے اپنے پتی چندر مولی کو جیت لیا -

کے راجہ بلال پیدا ہوا۔ وہ بہت نیک چلن بڑا لائق۔ اور بڑا فاتح تھا۔ اور زبردست دشمنوں کو ہلاک کرتا تھا۔ بیر بلال دیو مخالف راجاؤں کے واسطے ایسا تھا جیسے ہاتھی کے واسطے شیر ببر۔ کنول کے پھولوں کے لئے چاند۔ پہاڑوں کے لئے بجر۔ تاریکی کے دور کرنے میں سورج۔ دشمنوں کو جلانے کے لئے قیامت کی آگ۔

جب بیر بلال دیو نے قیامت کی مانند لڑائی میں آگے ہو کر نقارہ جنگ بجایا تو راجہ لالہ کی خوشی جاتی رہی۔ راجہ گرجر اکو لڑائی کے خوف سے بخار چڑھ آیا۔ راج گولا کا یہ حال ہوا کہ گویا اس کی بیچ لگی ہے۔ راج چولا کے کپڑے گر پڑے اور راجہ بلو کے خوف سے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

جبکہ جلدی سے آود سے بن اپنی زور بازو کے گھمنڈ سے لڑنے کو تیار ہو گیا۔ راجہ بلال نے کوچ کیا اور قلعہ اچانگی میں اوس کو گھیر لیا۔ (راجہ بلال کے ہاتھیوں نے قلعہ اچانگی کو سطح زمین کے برابر ہموار کر دیا۔) اور راجہ پانڈیہ اس کی رانی۔ اس کے خزانہ۔ اس کے باپ اور اسکے گھوڑوں کو گرفتار کر لیا۔ راجہ بلال نے قلعہ اچانگی کا محاصرہ کیا جس کو مدت کر راجاؤں نے ناقابل تسخیر خیال کر رکھا تھا۔ اوس کو لوٹا اور اوس کے راجہ کام دیو کو پکڑ لیا (جو اود سے بن کے نام سے مشہور تھا۔) اور اس کے خزانہ۔ اس کی رانی۔ اس کے گھوڑوں پر قابض ہو گیا۔

پانچ بڑی نوبت کا مستحق۔ مہا منڈلیشور۔ دوارا وتی کے شہر کا حاکم ہمسرداروں کے لئے جنگل کی آگ۔ پانڈیہ خاندان کے اتول کے پھول کے لئے ہاتھی۔ سرداروں کا شکار کرنے والا۔ چولا کی راجدھانی کا لوٹنے والا۔ لڑائی میں تند۔ کلجگ کا کام۔ شاعروں کو سوچن دینے والا۔ دان دینے سے خوش ہونے والا۔ دیوی باسنتی کا کی نعمت کا حاصل کرنے والا۔ یادو کل کے آسمان کا سورج۔ راجاؤں کا چوڑامنی۔ لڑائی کرنے کا مشتاق۔ ملیاؤں کا حریف سنی وار سدھن۔ گری درگال کا حریف۔ نیک نہاد تری بہون مال۔ تلاکڈ۔ کونگو نانگلی۔ نولمبوا دی۔ نبواسی ادہ نولگل کا فتح کرنے والا۔ زبردست بیر گنگ۔ بہادر ہوسل بیر بلال دیو جو اپنی سلطنت پر عقلمندی و دانائی سے اور امن و امان سے سلطنت کر رہا تھا

تک نہ پہنچتا تہا۔
وہ چالوکیہ راجہ کا دایاں ہاتہہ تہا۔ مغرور راجاؤں کے غرور دور کرنے میں مانند چکر۔ اپنے مداح پر بخشش کرنے والا۔ رین جو اس کی شان و شوکت سے چمکتی تہی۔ سفید کنول کے پہول۔ سرگ کے ہاتہی۔ خزاں کی بادل۔ یا چمیلی کی کلیوں کے مشابہ تہی۔ راجہ اری انگا کی بیوی اکیلا دیوی تہی۔ جو نہایت خوبصورت تہی۔ نیک تہی اور پتی برتا استری تہی۔
ان دونوں کے تین بیٹے ہوئے۔ ۱ بلال۔ ۲ راجہ وشنو اور ۳ اودے دتیہ
راجہ وشنو نے اپنی زور بازو سے مشرقی اور مغربی سمندروں تک حکومت پہیلائی اور اس طرح وہ ایک بڑا مشہور راجہ بن گیا۔ اور لوگ اوس کو یادوکل کا سورج کہتے تہے۔
کویاتر۔ تلون پور راپا ئرا ئے پور کے مضبوط قلعوں کو راجہ وشنو نے فتح کیا۔ اس نے اتنے قلعہ فتح کئے اور اتنے راجاؤں کو زیر کیا اور اتنے راجاؤں کو جنہوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی تہی اعلی عہدوں پر سرفراز کیا کہ اونکے گننے سے برہما بہی عاجز ہوگیا۔
جیسے شاندار وشنو بہگوان کی استری لکشمی تہی۔ اسیطرح یہ لکشما دیوی۔ راجہ وشنو کی پٹ رانی تہی۔ جو ایسی خوبصورت تہی جیسے چاند۔ راجہ وشنو اور لکشما دیوی کی راجہ نرسنگہ پیدا ہوا۔ اگرچہ خوبصورت ہونے کی وجہ سے اسکو اتنو کہتے تہے۔ لیکن اوس نے اتنو کی مانند عورتوں پر تیر نہیں چلائے۔ بلکہ لڑائی میں اوسنے عادروں پر تیر چلائے اور اون کو مغلوب کیا۔ لڑائی میں جو شخص اس کے پاس آیا اور اس کی اطاعت قبول کی اوسکے لئے وہ امرت کا سمندر تہا۔ لیکن جو شخص غرور سے کڑے بول بولتے تہے۔ اون کے واسطے وہ یم راج کے مانند تہا۔ یا قیامت کی آگ کے مانند یا شیر ببر۔
یہ خوبصورت عورت۔ ایچلا دیوی۔ اردہ انگی۔
ایچلا دیوی کے دانت بہت خوبصورت تہے۔ راجہ نرسنگہ کو اعلی درجہ کی خوشی دینے والی تہی سا در پٹ رانی بننے کے لئے بخوبی موزوں تہی۔ راجہ نرسنگہ اور اس کی رانی ایچلا دیوی

شہر کے کتبے

کتبہ نمبر ۱۲۴ الٰہ آباد بستی میں ہے

کتبہ نمبر ۱۲۴

سمبت ۱۱۸۲ ع وگا ۲ × ۳ و ۱۰

پرماتما کرے کہ سوز - کامل سیا دواد - تینوں لوک کے مالک کا سلسلہ جین شاسن جاری رہے -

جین شاسن پہلے ہووے - جس سے پاپ دور ہوتے ہیں اور جو جھگڑے اپدیشیا کے اوپدیش کو اسطرح رد کرتا ہے جس طرح کہ سورج بادلوں کو تتر بتر کرتا ہے - ہوسل خاندان خوش قسمتی کی جنم بھومی تھا - اس کی شان و شوکت بہت بڑی تھی - وہ ایک زمین کے مانند تھا جسکے چاروں طرف سمندر ہیں - یا وہ سمت کہ جہاں خالص شہرت کا چاند نکلتا ہے - یا وہ جگہ کہ جہاں پر بہت سی قیمتی چیزیں پیدا ہوتی ہیں - ہوسل خاندان کی لوگ ہمیشہ تعریف کرتے تھے - راجہ ونیا دیتہ طاقتور تھا - بڑا عالم تھا - اور دان کرنے میں پاراجیت کے مانند مشہور تھا - اکثر دشمن اس سے بہت خوف کرتے تھے - اسکی انکساری سے عقلمند خوش ہوتے تھے - اور اس کی بڑی طاقت نے دشمن کی فوج کو ڈرا دیا -

اس راجہ ونیا دیتہ کی رانی کیلی براسی تھی - نہایت خوبصورت تھی - نیک مزاج اور عالم تھی -

جیسے کہ ساچی اور اندر کے جینت پیدا ہوا تھا - ویسے ہی اب راجہ ونیا دیتہ اور اس کی رانی کیلی براسی سے ایری انگا پیدا ہوا - جو ہمیشہ خوش رہتا تھا - اور رنج و غم اس کے پاس

کتبہ نمبر (۱۲۲) پہاڑی کے جنوبی ہٹی میں واقع ہے۔

کتبہ نمبر (۱۲۲)

سنہ ۱۱۸۰ع ۴ و ۹ × ۴

خلاصہ ۔ بابا دیو ہگیڈی کے بیٹے اور نیاکیرتی سدھانت چکرورتی کے چیلے ناگ دیو ہگیڈی نے ناگ سمدر نامی ایک تالاب بنایا اور ایک باغ لگایا ۔ رہن رکھنے والوں کے چیلوں نے وہ باغ اور زمین ناگ دیو ہگیڈی کو دیدیا ۔ اور اوس نے سری گومت دیو کی آٹھ ودرب کی پوجا کی واسطے پُن کر دیا ۔

کتبہ نمبر ۱۲۳ ۔ ایک چٹان پر واقع ہے جو چینالی کی چوٹی پر ہے ۔

کتبہ نمبر ۱۲۳

سنہ ۱۸۲۰ع ۷ و ۸ × ۵ و ۱

پوتساکی سیٹھی [illegible] کی [illegible] (؟) رما کے بیٹے چنّا نے مٹلپ اور آدی ناتھ تیرتھ بنوائے ۔

ناگری حروف میں۔ (مرہٹی یا گجراتی زبان میں) چند آدمیوں کے نام جنہوں نے
چوبیسا تر تھنکر بستی کے واسطے چندہ دیا۔
کتبہ نمبر (۱۱۹) اکندہ بگیلو کو جو سیڑھیاں جاتی ہیں اسکو مشرق میں چٹان پر کندہ ہے

کتبہ نمبر (۱۱۹)

سنہ ۱۰۶۲ء

"ناگری حروف میں"

سنہ ۱۱۹ سال . . . . بیساکھ سدی . . . کاشٹھا سنگ میں
تعریف کی۔
کتبہ نمبر (۱۲۰) ایک چٹان پر واقع ہے جو پہاڑی پر چڑھنے کی سیڑھیوں کے مشرق
میں واقع ہے۔

کتبہ نمبر (۱۲۰)

سنہ ۱۲۱۴ء

اراکیری کا بیر بیر بلپ رائے کا بیٹا سنگھ نایک۔
کتبہ نمبر (۱۲۱) برہم دیو منڈپ کے پیچھے چٹان پر واقعہ ہے۔

کتبہ نمبر (۱۲۱)

سنہ ۱۲۳۹ء

سال سدہارتی کاتک سدی دامت بج کو بھی سری کے گری گوڑ کے بیٹے رنگا نے برہم دیو منڈپ دیدیا۔

اور علاوہ بریں گنگاوہ دی ناوہ میں نئی نئی بنادیاں بنوائیں اور ۲۰۰ کھنڈر بسادیئے کی مرمت کرائی - اور بڑی شہرت حاصل کی -

کتبہ نمبر (۱۱۶) وادی گل بستی کے مغرب میں ایک چٹان پر کندہ ہے -

کتبہ نمبر (۱۱۶)

سنہ ۱۶۸۰ء

ساکھا سمت ۱۶۰۲ سال سدنارتی میں ناگپ پاپا کی بیوی - بندام بک سمدرہ پاپا [illegible] دنیکا پاپا کا بیٹا - سہرتپ پاپا کا چھوٹا بھائی اور سمرت ساگر دستی سیر کرنے کی غرض سے یہاں آئے -

ساتھ ہی اس کے بہشت تپ - ناگو کا چھیرا بیٹا - داپنا سیٹی کی بیوی - اور ماہی گر کے چند گپ ناگو کا بیٹا سیر کرنے کے لئے آئے -

کتبہ نمبر (۱۱۷) ایک چٹان بلند ہے جو کانجی کی بگیلو کے جنوب میں واقع ہے

کتبہ نمبر (۱۱۷)

سنہ ۱۶۶۹ء

سال سومیا میں اسوج بدی ۷ کو سمتا تپہ پرکو نگانا وین یادگار کا نگانوں خیال کیا گیا -

کتبہ نمبر (۱۱۸) چوبیس تنیشر بستی میں واقع ہے -

کتبہ نمبر (۱۱۸)

سنہ ۱۶۴۸ء

۲ و ۱۰ ا × ا و ۳

بہٹارک دیو . . . . . کیرتی ڈور کنک چندر ملدہاری دیو۔ نیمی چندر۔ ملدہاری دیو۔ چاروں پوتر گنوں کے . . . . . . بھگیا کے گن دھر چاپنشل بیندر اور اون کے چیلے۔ ستی گورا سری۔ ستی سوہاسری ستی . . . . . سری ستی دیوشری۔ ستی کنک شری کے سعد گجر اٹھائیس چیلوں کے گروہ کے۔ سال بیاتندی ہیں پہاگن سدی اشٹمی کو سری گومٹ دیو کے تیرتہ میں ایک بڑا میلہ کیا۔

کتبہ نمبر (۱۱۴) الکنڈ تکمیلو کے چٹان کے سامنے ایک پتھر پر کندہ ہے۔

کتبہ نمبر ۱۱۴

۱۳۷۶ء

تری وید دیو کا بیٹا . . . . . . سری مول سنگھ دیسی گن اور پستک گچہ . . . . پرلوک کو چلا گیا۔

کتبہ نمبر ۱۱۵۔ ایک چٹان پر کندہ ہے جو اکندہ تکمیلو میں واقع ہے۔

کتبہ نمبر ۱۱۵

۱۳۷۸ء

نیک نہاد بڑے منتری۔ اور بڑے بہادر۔ راجہ یانی گنڈنا تہہ کا چھوٹا بھائی بہرت مایا ڈنڈنایک دان پن کرنے کے واسطے بہت مشہور ہوا۔ اوس نے بہرت اور باہوبلی کیولی کی مورتیاں۔ . . . . . اور اس تیرتہ کے دروازہ بنوائے۔ اور ایک بڑا کمرہ بنوایا۔ اور چوڑی چوکی . . . . . بنوائی۔ سری گومٹ دیو کے گرد ایک بڑا کمرہ بنوایا

کتبہ نمبر ۱۱۲
سمت ۱۳۷۵ء

سا . . . کیرتی دیو کے چیلے ہیم چندر کیرتی دیو کی سمادہ ہے۔

کتبہ نمبر ۱۱۳
سمت ۱۱۷۷ء

پرماتما کرے کہ سوزیل بیا دوا د۔ تینوں لوک کے مالک کا مسئلہ جین ہمیشہ جاری رہے۔
پانچ بڑی نوبت کا مستحق - مہا منڈلاچاریہ کا لقب رکھنے والا۔ اور اپنی ودیا کے لئے مشہور
تھا۔ اس کے تین آنکھیں تھیں (دو آنکھ اور ایک دل کی آنکھ) اننت گیان اور درشن
میں خوب واقف تھا۔ صرف آتما میں دھیان رکھا کرتا تھا۔ اور ایکتو بھاونا بھاتا تھا۔
دونوں نیوں سے واقف تھا۔ تینوں قسم کے غرور سے بری تھے۔ تینوں قسم کے پاپ
چھوڑ دئے تھے۔ چاروں قسم کے تکلیف کی کو نہ دیتے تھے۔ چاروں قسم۔ موجود تھی۔ پانچوں
قسم کے دور کرنے والا تھا۔ پانچوں بر کار کے من دہرم میں ہوشیار تھے۔ فلسفہ کے چھ مذہبوں
کے فرق معلوم کر سکتے تھے۔ چھ مذہبی رسوم کرتے تھے۔ سات نئے پالتے تھے۔ ۸۔ انگ میں
ہوشیار تھے۔ آٹھ قسم کے جنا چاریہ سیکھے رکھے تھے۔ ۹ قسم کے برہم چاریہ پالتے تھے۔ دس
دہرم پالتے تھے۔ گیارہ سراوک چاریہ پر عمل کرتے تھے۔ بارہ قسم کی تپشیا کرتے تھے۔ شرت
کے بارہ انگ کو روشنی دینے میں چاند تھے۔ ۱۳۔ آچاریہ کی صفتوں کے لئے مشہور تھے ۱۴ بہ
جیونوں کا سراغ لگاتے تھے۔ تمام جیووں پر دیا کرتے تھے۔
کونڈا کنڈا لویہ کے آسمان کے سورج تھے۔ دیسی گن پستکا گچھ اور کنڈا کنڈا لویہ کے . .
. . . . . . تین لوک کے راجاؤں کا پوجنیک راج دہرم کا گرو بھانو چندر
سدھانت چکرورتی۔ سوم چندر سدھانت چکرورتی۔ چتور مکھ بٹھارک دیو۔ سبھا نندی سٹھاپتا

پینے کا وہ بہت مشتاق تہا - اور اسطرح اوس نے راکشس کے گروہ کی تسلی کی -
کتبہ نمبر (۱۱۰) تیاگدا ہرم دیو کہبہ کے جنوبی سطح پر کندہ ہے -

کتبہ نمبر (۱۱۰)

سنہ ۱۱۸۰ء او ۹ × ۸

سری گومت جس کے سامنے ہیگڈ لتا نے یکش بنایا - اس میں ڈگمبری کل صفات تہیں - اور ایسا خوش و بشاش تہا - جیسے کہ اندر -
کتبہ نمبر ۱۱۱ و ۱۱۲ و ۱۱۳ - اکہند بگیلو کے شرق میں ایک چٹان پر کندہ ہے -

کتبہ نمبر (۱۱۱)

سنہ ۱۲۷۳ء

پرماتما کرے کہ گمبہیر سرزر - کامل سیادواد - تینوں لوک کے مالک کا سلسلہ جین شاسن جاری ہے -
سری مول سنگ کا چاند اور دیسی گن کا سورج . . . . . کیرتی دا نیواسی تہا - اس کا چیلہ چناچتی دیو مدر شمال کیرتی دیو تہا - اس کا چیلہ بہٹارک سبہا کیرتی دیو تہا - سبہا کیرتی کا چیلہ ہیرم چندر دیو تہا - اور ہیرم چندر دیو کا چیلہ مال کیرتی آچاری تہا - اس کا چیلہ ایامال دیو تہا - جو جہالت کا دور کرنے والا تہا لنکے واسطے . . . . شنو رنہہ کی تشریح کرنے کے واسطے وردہا لن سوامی تہا سالکہا سمت ۱۲۹۵ اسال پر دہوی بیساکہ سدی . . . . بدہ وار -

سنہ ۹۸۳ء ۱۰۹۶×۱۰۹۶

چنڈارا راجہ مشرقی پہاڑی چوٹی (برہمن اور کشتری) کا سورج تھا۔ اس کی شہرت سمندر کے پانی (برہمن اور کشتری) کے اوٹھانے میں چاندکی مانند تھی۔ نار کا جواہر۔ اس پہاڑ سے جو بیل اُگتی ہے۔ اوس نے برہمن اور کشتری کی قوموں کو نہال کردیا۔ اور شعلہ (برہمن اور کشتری قوم) کے بھڑکانے کے واسطے ہوا کے مانند تھا۔ ایسا زبردست جیسا کہ آخری طوفان کا پانی۔ جبکہ پاتال مل کے چھوٹے بھائی دجول دیو کے فتح کرنے کے واسطے اوس نے اندر کستیندر کے حکم سے راجہ جلد کیر کے سامنے ہتیار اوٹھائے۔ تو اس کے دیکھتے ہی تمام راجہ بھاگ گئے۔ فوج تتر بتر ہوگئیں۔ اور ہرن کے مانند ہرن ہوگئیں۔ وہ ایسا ہاتھی جسکے دانتوں سے دشمن کے ہاتھیوں کی سروں کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے وہ بہادروں کے ساتھ ہراول میں چلتا تھا۔ بدجانور یعنی مخالف راجاؤں کے واسطے الکس کے مانند تھا۔ اسکے راجہ نے **نولمبا** راجہ کی لڑائی میں اسکی اسطرح تعریف کی تھی۔ ایسے کون سے راجہ ہیں جو تیرے تیر کے آگے ٹھیرے رہیں گے۔

اس کی بابت **راجہ رانا سنگا** کی لڑائی میں اس نے یہ کہا کہ۔

اے راجہ جگ دیگ ویر اگرچہ دودھ کا سمندر خندق ہو۔ ترکوٹ پہاڑ فصیل ہو۔ لنکا شہر ہو۔ اور مخالف راجہ راون ہو۔ تو بھی میں تیری طاقت سے اونکے فتح کرنے میں ایک منٹ خوف نکروں گا۔

سُرگ لوک کی اپسراؤں نے اوس کو مبارکباد دی اور یہ کہا کہ اس بہادر راجہ کے گلے لگنے کے واسطے ہم پیاس سے بہت سی لڑائیوں میں مارے گئے ہیں۔ اب ہم نے تیری تلوار کی دھار کے پانی سے خوشی کا امرت پی لیا ہے۔ اے رانا رنگ سنگ کے فاتح پرماتما کرے کہ تو ہمیشہ تک زندہ رہے۔ اوس نے چلا ڈنگ گنگ کے ارادہ کو فتح کیا جو گنگ سلطنت پہ بزور شمشیر قابض ہونا چاہتا تھا۔ جسنے بہادر آدمیوں کی کھوپڑیوں کے پیالے بنائے۔ جو بہادروں کے خون سے لبالب بھرے ہوئے تھے۔ اور اس کے

جیسے کہ بہشتی درخت کے پہولوں کے امرت سے تمام لوگ خوش ہوتے ہیں۔
اگرچہ **سمنت** کے معنے ہیں ہر جگہہ۔ وہ بہدر کے معنے ہیں خوش قسمت مگر وہ **سمنت بہدر** نہیں ہے۔ اگرچہ لوچیہ کے معنے ہو جاگیا۔ اور پاد کے معنے ہیں پالو مگر وہ لوچیہ پاد نہیں ہے۔ اگرچہ میرو کے معنے ہیں سودا اور بہبا کے معنے ہیں پر۔ مگر وہ میرو رنجہبا نہیں ہے۔ اور یہ لیجے اگرچہ درودہہ کے معنے ہیں ٹہرایا گیا۔ لیکن   اسکے کوئی برخلاف دہ۔ وڈ نہیں ہے۔ جبلہ منیوں کے کُل کا یہہ اوجالا جین دہرم کو پہیلا رہا تہا۔ کلجگ نے اچانک اوس کے مارنیکے واسطے ایک بیماری بہیجی۔ جیسے کہ کوئی بدصاتش کسی بہلے آدمی کے چمٹ جاتا ہے۔ اور آخر میں اوس کو ہرج کر جاتا ہے۔ ایسی ہی یہ بیماری آہستہ آہستہ اس کے جسم میں گہس گئی اور اوس کو بہت تکلیف دی۔
تپشا کے ذریعہ ایسی برائیوں پر غالب آنا سیکہو۔ **سُرت مُنی** کی سمادہ مدت تک قایم ہے جسکی جاترا کرنے سے انسان سُرگ کو چلا جاتا ہے۔
ساکہا سمت ۱۳۵۵ سال پر دہوی۔ دوسرے اساڑہ سدی نوئی سوموار کو دساہہ نکشتر میں وہ سمادہ بنائی گئی۔
تمام کرم اس سے منسوب کئے گئے ہیں۔ اس کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ بہت اونچے مقام پر ہے۔ جہالت سے پاک ہے۔ اس کا کوئی ناتی نہیں ہے۔ اس کو کسی قسم کی خواہش نہیں ہے۔ اس کی شان بیان نہیں ہو سکتی بلکہ خیال میں بہی نہیں آسکتی۔ اسنے دنیا کو مغلوب کیا اور سب سے اونچا ہو کاش کہ اوس کی شان و شوکت میرے دل میں بسی رہے۔
مانگا راجہ کے کلام اگر بیان کئے جاویں تو بہی اچھے لگتے ہیں۔ اور اگر باجے میں بجائے جاویں تو بہی اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ اور تمام آدمی اوس کو سننا پسند کرتے ہیں مانگا راجہ کے کلام سرستی کی بانسری کی آواز کے مانند ہیں۔
کتبہ نمبر (۱۰۹) نیا گدا برہم دیو کہمبہ کے شمالی رُخ پر کندہ ہے۔

کتبہ نمبر (۱۰۹)

یہہ گن جو میرے دائے میں ہوتا چلا آیا ہے - تم اس کو ایسا ہی سرسبز رکھنا چاہیے کہ میں نے سکھا ہے اور یہہ کہہ کر اس نے اپنا گن اوس کو دیدیا -

یہہ خیال کرکے کہ میں اپنے گرو سے علیحدہ ہو جاؤں گا - اس رنج سے وہ دُبلا ہو گیا - لیکن گرو جی نے بہت سے اپدیش سے اس کی تسلی کی - اور سفید کنول کے پہول پر کیونکر خاک رہ سکتی ہے جبکہ عورتیں اس کو پہونک مار مار کر اوڑاتی ہیں - اور وہ فاضلوں کا دوست - اچھے راستہ میں چلنے والا - تمام بڑے فرقوں کو مغلوب کرکے - منتہہ کی طاقت کو جیت کر سچا علم پڑہ کر دہرم کے کام کرکے سرگ لوک کو چلا گیا -

اس کے چلے جانے کے بعد اس بڑے **منی سُرت منی** نے سوری کا درجہ پاکر اپنی لیاقتوں سے - علم سے - اور چال چلن سے اپنے سنگ کو خوب ترقی دی اور آپ گرو کے کنول جیسے چرنوں کی تعریف کرتا رہا - کرنے کے لایق کام کرکے اس نے اپنے سنگ کی حفاظت کی - اور جو کام کرنے کے لایق نہ تہا اوسکو نہ کیا - وہ بہت لایق فایق منی تہا اور سچے دہرم کو ترقی دیتا تہا - اوس منی نے اپنے کلام سے خواب اور غرور سے بہرے ہوئے بڑے فرقوں کی بحث کا اسطرح خاتمہ کیا جیسے کہ مندرا پہاڑ سمندر کی لہروں کو ہٹا دیتا ہے -

سوال	جواب
اے عورت تو کون ہے -	میں سُرت منی کی شہرت ہوں -
تو یہاں کس واسطے آئی ہے -	اے برہمن میں ہر ایک جگہ ایک مشتاق کیطرح ایک اچھے منی کی تلاش میں پہرتی ہوں -
کیا اندر نہیں ہے -	اوس نے گوتر (پہاڑ) کو برباد کیا -
کیا دہنپتی نہیں ہے -	دہنپتی ایک کنیر ہے (حقیر دیوتا ہے)
شیش ناگ کہاں گیا -	وہ ایک دو زبان والا سانپ ہے -
رودر کہاں ہے -	وہ ایک گوالیا ہے -

اس کے کلام دیوی گویائی کے دل کے زیور ہیں - اور وہ شاعروں کے کان کو ایسا بہلا لگتا ہے

اور اس کے علم کی بدولت تمام علوم کو ترقی ہوئی۔ وہ بڑا اور لاثانی جوگی بڑی اور سخت تپسّیا
کر کے سرگ لوک کو چلا گیا اور سولکش کو پراپت ہو گیا۔
اس کے بعد سدبانت مَن ہوا اس نے اپنی فصاحت سے سدھ شاستر کو برنن کیا جیسے
آفتاب اپنی کرنوں سے کنول کے پھول کو کھلا دیتا ہے۔
اس فاضل اجل نے اپنی فصاحت سے مخالف بولنے والوں کی بحث کو اسطرح رد کر دیا۔ جیسے
اندر نے اپنی بجلی سے پہاڑوں کو چیر ڈالا۔
اگرچہ اس کے کنول جیسے چرن اون راجاؤں کے تاج کی کرنوں سے رنگین ہو رہے تھے جو
اس کے چرنوں میں سر جھکائے پڑے تھے۔ لیکن کوئی چیز۔ کوئی عورت۔ کوئی کپڑا۔ جوانی کا
غرور۔ طاقت اور دولت اس کو قابو میں نہیں لا سکتا تھا۔
اس عقلمند آدمی نے علم کے سمندر میں غوطہ مار کر تمام علوم حاصل کئے۔ بس اس کے بعد کسی شخص
کو سارے علوم حاصل نہیں ہوئے۔ ہاں کسی ایک علم میں ماہر ہو گئے ہوں گے۔ اوس فاضل اور
عقلمند منی کے بہت سے چیلے تھے۔ جنکو اس نے دنیا کے پاک کرنے اور علم پھیلانے کی
غرض سے بڑھایا۔
اس نے اپنے گرو پر بھروسہ کر کے اوس سے تمام علم اس طرح سیکھ لئے۔ جیسے کہ بچھڑا گائے کا
دودھ چوستا ہے۔ اور علم پڑھ کر بہت مشہور ہو گئے۔
اوس کے چیلوں میں سُرت منی بڑا عالم مشہور ہوا اس میں نیک اوصاف بہت سے تھے۔
اور وہ ایسا مشہور ہوا جیسے کہ مندرا پہاڑ تمام پہاڑوں سے زیادہ مشہور ہوا۔
وہ عالی نژاد۔ نیک چلن۔ عقلمند۔ عالم اور خوبصورت تھا اور لائق سمجھ کر اور اس کا امتحان
لے کر اس نے اوس کو سوریہ کا لقب دیدیا۔
اور ایک موقعہ پر یہ خیال کر کے کہ میری تھوڑی سی زندگی باقی رہی ہے سُرت منی کو لائق خیال
کر کے اس کو اپنے گن کا سردار مقرر کیا۔ اور کہا کہ میں اب تپسیا کروں گا۔
اس پر جنیک منی نے اپنے دل میں کچھ خیال کر کے اور سُرت منی کو اپنے پاس بلا کر
کہا کہ

اور ان میں **نندی سنگ** مشہور ہوا۔
نندی گن - دیسی گن اور **پستکا گچھ** کے انگلیشور سوامی نے زمین کو خوش قسمت بنا
دیا ۔ اسی گن میں سرت کیرتی بھٹارک جتی ہوا - جو تمام جیوں کی رکشا کرتا تھا - اور جس نے اندریوں
کو جیت لیا تھا - جین مت کی ترقی دینے سے بہت مشہور ہو گیا تھا ۔ اور اس نے اپنی فصاحت سے
تمام جہالت کو دور کر دیا تھا - کئی نیک آدمیوں کو چیلہ بنا کر انکو اپنی ودیا سکھا دی اور صبر کے ساتھ
تپسیا کرتا ہوا سرگ لوک کو چلا گیا ۔ اور اپنا جسم خاکی زمیں پر چھوڑ گیا - وہ ڈگمبر آسمان میں چلا
گیا ۔ اور زمیں پر اس کے نیک چلن اور اوصاف ہی باقی نہ رہے بلکہ اس کی تپسیا کی شہرت بھی باقی
رہی جس سے بے رحم اور مغرور منتہہ کی کمان ٹوٹ گئی -
چارو کیرتی منی بہت مشہور ہوا - بڑا تپشوی تھا - صابر تھا اور دبلا پتلا تھا ۔ اس نے
اپنی تپسیا سے پاپ کا ناش کر دیا - اور اس نے سیاست کا علم دنیا میں پھیلایا - اور وہ بڑا عالم تھا -
بڑا **جوگی وشنو** اس کے چرنوں میں لچھمی کو دیکھکر حسد کے مارے سیاہ ہو گیا - اگر یہ نہیں تو
اس کا جسم کیونکر کالا ہو گیا - ؟
اس ہوا کے چھونے سے جو اس کے جسم سے لگ کر آئی تھی بیماریاں جاتی رہی - پھر کیا بڑی بات
ہوئی اگر اس نے راجہ بلال کی تباہی کا علاج کر دیا -
وہ اچھا منی جس نے اپنی دانائی سے مختلف قسم کی تپسیا کی تھی - سُرگ لوک کو چلا گیا - اور موکشر
کو پراپت ہو گیا -
اس کے بعد **پنڈت جتی** ہوا - جس نے چاند کی مانند اپنی کرنوں سے جھوٹ کی تاریکی کو جو
دنیا میں پھیلی ہوئی تھی - دور کر دیا - اور اس کی نیک آدمی تعریف کرتے تھے - . .
. . . . فاضلوں کا مددگار - بدمعاشوں کو تباہ کرنے والا -
اندریوں کا بس میں کرنے والا - اے عقلمند لوگو - تم اوس کی خدمت کرو - . .
. . . . اس نے بڑی تپسیا سے بیل گولہ کے نگر جینالیہ کو لا ثانی بنا دیا - اسکی
دونوں چرنوں کو راجاؤں نے اپنا سرتاج بنایا تھا - خاص اس کی فصاحت کے پانی کو
پیکر ہمیشہ کی زندگی بسر کرتے ہیں - اس کی شہرت سے سمندر سے گھری ہوئی زمیں پاک ہو گئی

اسکے سمپردائے میں بہت سے جتی ہوئے۔(جو بے عیب جواہروں کا ہار بن گئے۔) اون میں سے کونڈاکنڈ منی نہایت مشہور ہوئے۔

پھر اس کے بعد **اماسوامی** ہوئے جو اسی سمپردائے سے متلق تھا۔ اور بڑا ہوشیار تھا اور اوسنے جین بانی کو دس سوتر میں بیان کیا وہ جانداروں کی حفاظت کرتا تھا اور گدھ کے پر پاس رکھتا تھا۔ اسوجہ سے اسوقت سے لوگ اس کو گردہر پنچا آچاریہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

اوس کے بعد **بالک پنچھا** ہوا۔ جو جوگیوں کے واسطے روشنی تھا اور بڑا تپشوی تھا۔ جس کے جسم سے اون کی ہوا چہو جاتی تہی تو وہ زہر کو امرت میں بدل دیتی تہی

اس کے بعد **سمنت بہدر** ہوا۔ جو مکتی کا داتا تھا۔ اور جین شاسن کا مصنف تھا۔ اس نے اپنی فصاحت سے مخالف بولنے والوں کی بحث کو رد کر دیا۔

پہر **سری پوجیہ پاد** ہوا۔ جو گیان کا پہیلانے والا تہا۔ اس کے چرنوں کی بڑے بڑے دیوتا پوجا کرتے تہے۔ اس کے علم کی خوبی اوس کے بنائے ہوئے شاستروں سے ظاہر ہے۔ تمام علم پڑہ کر اس نے بہت سے منیوں کے ساتہ تمام رسوم ادا کیں اور جنیشر دیو کے مانند اننگ کی کمان کو توڑ ڈالا۔ اور جینیندر بدہی مشہور ہوا۔

سری پوجیہ پادمنی دوا تقسیم کرنے میں لاثانی تہا۔ وہ جنیشر دیو کا معتقد تہا اور اسکے چرنوں کے پانی سے لوہے کا سونا بن جاتا تہا۔

اوس کے بعد **اکلنک سوری** ہوا۔ جو بڑا عالم تہا۔ اور جس نے اپنی گویائی کی کرنوں سے جہوٹ کی تاریکی کو دور کر دیا جو تمام دنیا میں پہیلی ہوئی تہی۔

جب وہ بڑا رشی سدہوں کی پوجا کرنے کے واسطے سُرگ لوک میں گیا (یعنی مر گیا) تو اس کے سمپردائے کے منیوں کے مختلف سنگ ہو گئے منیوں کی اس بڑی جماعت کے چار سنگ ہو گئے۔ اور سب کے سب قاعدوں کے پابند تہے۔ اور ایسے مشہور تہے گویا کہ یہ پاک جینیندر کے چار چہرے تہے۔ اور چاروں ایک دوسرے کے دوست تہے۔

دیو۔ نندی۔ **سنگہہ** اور **سین سنگوں** میں بیشمار منی مختلف ملکوں میں ہوئے جو بڑے عالم تہے۔ جو فرداً فرداً یا مجموعی طور پر تمام احکام کے پابند تہے۔

کتبہ نمبر ۱۰۸

سنہ ۱۴۳۴ ع ۴" و ۳" × ۱ و ۵"

خوش نصیبی جین ساسن فتح یاب ہے - اس کی عظمت بہت بڑی ہے - دیگر مسلوں کو فتح کیا - صرف یہی ست مکتی کا دینے والا ہے - نہایت خوش - بڑا عالم - لوگوں کے خوف کا دور کرنے والا - نہایت شان و شوکت والا - پرم عزت پرماتما ہے **کاش** وہ میرے ہردے میں بسا رہے -

جین مت روپی ایک جہاز ہے جس میں دھیاروپی جواہرات چمکتے ہیں - **جہالت** کے گندے پانی سے بھرا ہے - اس دھرم روپی جہاز کی **اخلاقی شملہ** کوٹھڑیاں ہیں - اس جہاز کے اوپر **شیاد یاد** بانی کی پوتر سفیدی ہو رہی ہے اور **دیا روپی** حوض بنے ہوئے ہیں - ایسی جہاز میں **گرست میں پھنسے ہوئے جیووں** کو بٹھلا کر ترتھنکر بھگوان سنسار ساگر سے پار مکت نگری میں پہونچاتے ہیں - ایسے ترتھنکر بھگوان ہمیشہ میرے ہردے میں بسیں - ان ترتھنکروں میں تینوں لوک کے مالک سری مہابیر سوامی تھے جو سب سے آخری ترتھنکر ہے - اونہوں نے اپنے گیان سے تمام لوگوں کو انکا اگلا اور پچھلا جنم کا حال ظاہر کر دیا -

سری مہابیر سوامی کے **گن دھر سری گوتم سوامی** ہوئے - جو نہایت پوتر اور اتم اور اچھے تھے - اور اس کی بڑے بڑے منیوں نے تعریف کی ہے - اونکی سماج بہو سا گر چیلوں میں **بھدر باہو جی** ہوا - جو دودھ کے سمندر کا چاند تھا - بھدر باہو بڑا عالم تھا اور اس نے اپنے شیریں کلام سے جین کے مسلک کو مشتہر کیا - نیک چلن تھا - اور گرہستی لوگوں کے دکھوں کا دور کرنے والا تھا - بڑا تفخر ی تھا اور بہت مشہور تھا -

بھدر باہو اگرچہ سب سے پچھلا سرت کیولی تھا - لیکن سرتی کے معنوں کی تشریح کرنے سے وہ اوّل درجہ کا فاضل بن گیا -

اس کا چیلا **چندر گپت** تھا - اس میں تمام قسم کی نیکیاں تھیں - اور وہ اپنی تپشیا کی وجہ سے بہت مشہور ہو گیا -

مسیر و قایم ہیں۔

کتبہ نمبر (۱۰۶)

سنہ ۱۲۰۹ء

ملک کرناٹ میں ایک بڑا شہر ہے جس کو کنک وتی کہتے ہیں۔ وہاں نانک دیو ہوا جو بڑی تپسیا کیا کرتا تھا اور بہت دان دیا کرتا تھا اس کی بیوی بابائی تھی جو بہت نیک تھی۔ ان دونوں سے ایک بیٹا ہوا جس کا نام بائینا تھا۔ اس میں بہت سے نیک اوصاف تھے اور وہ چارو کیرتی کا چیلہ تھا۔

پاک آدمی۔ سچا چڑھاوا۔ خوش قسمتی۔

ساکما سمت ۱۱۳۱ سال وردھی میں چیت بدی پنچمی جمعرات کو اسنے بیلگولہ کے گنگا سمدر تالاب کے نزدیک ایک کھنڈ دگا وہاں کا کھیت باقاعدہ طور پر خرید کرکے سری گومت دیو کے آٹھ قسم کے چڑھاوے کی خاطر دان کیا اور اس وقت بیلگولہ کے بڑے بڑے بنئیں ہاریا گنڈا کا بیٹا گومت دیو اور نانک دیو کا بیٹا لومنا وغیرہ گواہ حاضر تھے۔ اس نے دیوتاؤں کے چرنوں کی پوجا کی اور نہایت مشہور ہوگیا۔

کتبہ نمبر ۱۰۷

سنہ ۱۱۸۲ء

معولی کے نام کی خاطر اس کا پٹ رانی مرگ نینی آہو چشم اچلا دیوی نے بیلگول کے گومت ناتھ کی پاک چرنوں کی پوجا کی خاطر بکا کا ملک مانگا اور فیاض راجہ بسیر بلال نے بکا کا ملک ہمیشہ کے واسطے بخش دیا۔

کتبہ نمبر (۱۰۸) سدار البستی کے جنوب میں واقع ہے۔

اے چارواک اپنے غرور کو دور کر۔ اے سانکہہ اپنے حطاب کو دور کر۔ اے بہٹا تہماری شہرت جاتی رہی۔ اے کناد جلدی سے اپنے غم کے اسباب کو دور کر۔ کیونکہ سہانا ریہ ان لوگوں کو شکست دیتا ہے جو اس سے بحث کرتے ہیں۔

اس ملک کے راجہ اس پنڈت کی چرنوں کی پوجا کرتے تہے کیونکہ وہ عقلمند۔ نیک چلن اور فیاض تہا۔ اس ملک کے دو راجہ تہے۔ ایک کا نام ہریانہ تہا جو چاند کی مانند خوبصورت تہا اور دوسرے کا نام مانک دیو تہا جو ارجن کا ثانی تہا۔

وہ اپنے گیان سے پاپ کو دور کرتا تہا۔ اعلیٰ درجہ کی خوشی کا دینے والا تہا جو بڑی مشکل سے حاصل ہوتی ہے۔ اور جس کی سب خواہش کرتے ہیں۔ اور یہ دونوں باتیں اسنے سنیاسی بنکر تپشیا کرنے سے حاصل کی تہیں۔ اب اس غرض سے کہ اوس کا گیان تمام لوگوں کو حاصل ہو جاوے اس نے اپنی فصاحت سے ایسی تقریر کی کہ تمام اشخاص اپنے جسم کو بہول کر اوس کی تعریف کرکے دیولک کو چلے گئے۔ اور **ساکہا سمت ۱۲۰۰** میں سال الفیور میں ماگہہ بدی ۱۳ اجیہ کیپور **و پنڈت** دیولک کو چلا گیا اور موکش کو پراپت ہو گیا۔

اسکے بعد **اپنوا پنڈت** دیوسوری ہوا اس کی شہرت تمام دنیا میں پہیل گئی اوس کو پنڈتاریہ اس کے گرو نے اپنا گیان دیا تہا۔ اور اپنی سی تپشیا اس سے کرانے کی کوشش کی تہی۔

اے شریر لوگو تم تہتہ گت مت کو جہوٹا ثابت کرنے کی بے فائدہ کیوں کوشش کرتے ہو۔ کیونکہ مثل مشہور ہے کہ زندہ لوگ بہلائی کو دیکہ لیں گے۔ تم بحث کرنے کا خیال دور کرو کیونکہ **پنڈتاریہ** مخالف بولنے والوں کی تقریر کو بند کر دیتا ہے۔ اون لوگوں کے لئے جو گرہستہ آشرم میں رہنا چاہتے ہیں اپنوا پنڈتاریہ ایک کشتی کے مانند ہے جس پر بیٹہہ کر وہ امن امان سے سمندر کو عبور کر جاویں انکے بہت سے چیلے تہے اور وہ اون کی حفاظت کرنے والا تہا۔

اس نے ڈہول بجا کر جس کی آواز سے زمین و آسمان گونج اوٹہے ایک ساعت اور نیک دن میں دیگہہ گن کے آدمیوں اور گرہستی آدمیوں کی مدد سے اپنے گرو کی سمادہہ بنائی اسطرح اپنی لیاقت سے **اریہ داس** نے سادہن بنایا۔ اس میں بہت سے عالم اور نیک کرم شامل ہیں پرماتما کرے کہ وہ دنیا میں اوتنے عرصہ تک قایم رہے جب تک چاند اور ستارے۔ سورج اور

سمندر کے مانند سات سمندر۔ خزاں کے بادل کے مانند بادل ناگ لوک سر آدی شیش پھیلایا ہوا ہے۔ سُرگ گویا کہ امرت کے برتن۔
جیسے کہ دیوتاؤں نے میرو پربت جمنا ہی شیک کیا تھا۔ ویسے ہی اس سوری نے اس پہاڑ پر کیا۔ اور جین مذہب جو مدت سے زوال پذیر ہو گیا تھا۔ اس کو ترقی دی۔
اے کنادکی ایسے گوشہ میں چلے جاؤ جو شیروں کے آرام کرنے کے لئے موزوں ہے۔ اور وہاں ٹھہرے رہو۔ اے بیمانسا۔ اپنی خواہشوں کو دور کرو اور چلے جاؤ۔ اے بیوقوف بودھ تم جاہل ہو چلے جاؤ۔ اے سانکھ اس کے ساتھ بحث نہ کرو۔ کیونکہ وہ اپنے سوری مخالف بولنے والوں کی تقریروں کو بند کر دیتا ہے۔
چارو کیرتی اور ایشور (شو) کا کوئی مالک نہ تھا۔ دونوں دولت مند تھے۔ اور دونوں نے مدامی خوشی حاصل کی ہی۔ اور کہتے تھے کہ وہ سب جگہ حاضر ناظر ہیں۔ اگرچہ انہیں سے ایک جین مذہب کا معتقد تھا۔ اور دوسرا لوہستیں پہنے ہوئے جین مذہب کا مخالف تھا۔ . . .
. . . . ایک نے ہیم پہاڑ کو اپنا نیر بنایا۔ دوسرا مستقل طور پر ہیم پہاڑ پر رہتا تھا۔ اے منتھ۔ جب دھورجٹی (شو) نے تجھ کو اپنی آنکھ کے شعلہ میں لپیٹ لیا۔ تو پاربتی نے تیری جان بچا دی۔ مگر اس نیک منی چارو کیرتی کی تپشیا کی آگ میں جلکر اسکی نیکی کی تیز ہوا سے اڑ گیا۔
چتا ماسے سجوگ کرنے کے پاپ کو دور کرنے کے لئے سرسوتی نے چارو کیرتی کی فصاحت کی گنگا میں غوطہ لگایا۔
چارو کیرتی کا منہ بانی کا مسکن تھا۔ اس کا دل رحم سے بھرا ہوا تھا۔ نیک چلن تھا۔ نیک تھا۔ صابر تھا۔ تمام آدمی اس کی لیاقت کی تعریف کرتے تھے۔ اور اس کے اوصاف کی عقلمند تعریف کرتے تھے۔
جاہل اور عالم غریب اور مالدار۔ ادنی اور اعلی۔ برے اور بھلے غمناک اور خوش مغرور اور نیک آدمیوں کو اس نے خوش قسمت بنا دیا۔ یہ مہاتما کرے کہ سری چارو کیرتی دنیا میں پھلے پھولے اور اس کی شہرت دنیا میں پھیلی ہوئی تھی۔

ایسی سُرت سنی کی تم پوجا کرو۔ پھر ایک اور اسیے چندر سوری ہوا۔ جس کا چھوٹا بھائی سُرت کیرتی تھا۔ جو جینیہ کے تمام احکام کی تعمیل کرتا تھا۔

اس نے تمام وید کو پڑھا۔ تمام مخالف بولنے والوں کو مطیع کیا۔ نہایت خوش تھا۔ بڑا عقلمند تھا۔ جنینیر دیو کے چرنوں کی استوتی کرتا تھا۔

اس کا بیٹا چارو کیرتی تھا۔ جو بعد ازاں گن کا سردار بن گیا اور سنیاسی ہو گیا۔ تینوں لوک اس کی تعریف سے گونج اوٹھے۔ یہانتک کہ چاند آج کے دن تک گھٹتا رہتا ہے اسنے اپنے کلام کی تشریح سے مخالف بولنے والوں کو شکست دی۔ خوبصورت سری چارو کیرتی کے چرنوں کی سیوا کرتے تھے۔ اس نے اس بڑے لکچرار کو بند کر دیا جو راجہ کی سبھا میں ڈینگ مارر ہا تھا۔ وہ بڑا فصیح تھا۔ اور بڑا عالم تھا۔

جب راجہ بلال جو بی سے زیادہ طاقت ور تھا۔ اور بڑا فاتح تھا سخت بیمار ہو گیا یہانتک کہ وہ قریب المرگ ہو گیا۔ سنیاریہ نے اسکو شفا دی۔ اور نیز اس نے ابہے سوری کو تندرست کیا۔ ابہے سوری علم کا سمندر ناپیدا کنار تھا۔ اس کا چیلہ پنڈت تھا جسکو اس نے وہ سوتر سکھا دئے تھے۔ جن سے پاپ دور ہوتے جائیں اس کا کلام امرت کے مانند تھا۔ ایسا سوری جو تابعداروں کے کنول کے کہلانے میں آفتاب کے مانند تھا۔ اسکی شان و شوکت تمام اطراف میں پھیلی ہوئی تھی۔ بڑا ... تھا اور اپنی ہی خواہش سے بیلگولہ کے شہر میں اس نے دہرم کے کام کئے۔ جہاں چمنڈ رانے نے سچائی اور اعتقاد سے سرنگر کی پہاڑی میں باہوبلی سے گومت سوامی کی مورتی بنوائی۔ کرم میں پھنسے ہوئے آدمیوں کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی۔ جہاں اس نے مکتی حاصل کی۔ اسیطرح ایک اور شخص نے اس کیلاس پر معزز جنینیر دیو کی مورتیاں بنائیں۔

اس جگہہ کو جہاں پنڈت رہتا تھا۔ زیادہ مشہور بنانے کی غرض سے اس نے دیوار اور زینہ بنائے۔ اور اس نے تینوں لوک میں نہایت ہی شہرت حاصل کی۔

دودھ چڑھانے سے یا اسکی بے عیب شہرت سے شنکر جیسے پہاڑ سفید چمکنے لگے زمین چاند کے مانند بن گئی۔ دنیا کے سردن کے ہاتھی اندر کے ہاتھیوں کے مانند ہو گئے۔ دودھ کے

گروؤں کے سلسلہ میں - اعلیٰ خاندان اور اعلیٰ گوتر میں ابھے چندر دیو ہوا - دنیا اسکے چرنوں کی سیوا کرنے سے خوش ہوتی تھی -

پرماتما کرے کہ وہ بے ونت رہے - پاپ کو جیتنے والا - بڑا عالم - لچھمی کا مسکن اور فاتح نیک آدمیوں کی مجلس کا چراغ - ابھے چندر سے اس کے دوست بہت محبت کرتے تھے اوس کا بیٹا سرت منی تھا جو گن کا سردار تھا تینشور تھا جنیشر دیو کی تعریف کرتا تھا جینیوں کی تعلیم سے اس نے اندریوں کو جیت لیا تھا - اور تمام دنیا میں مشہور ہوگیا تھا -

عورت منی گرہست بن کے واسطے آگ - پاک آدمیوں کے کنول کا سورج - دولت کے دینے میں کام دہینو - اور ان شخصوں کے رنج کو دور کرنے والا تھا جو پاپ اور جہالت میں پھنسے ہوئے ہیں - نہایت خلیق تھا اور عورت کو جیو اتنک نہ تھا لبنا نری گنجو بڑائی غرضی کا باعث ہے پاپ کا بیج - یعنی اچھی سلطنت - جواہرات - مگر - تینوں قسم کے کرم - . . .

. . . جو غرور کو دور کرتا ہے - جسم کے امن کو دور کرنے والا - . . . . . .

. . . . نین کانٹے - اپنے کلام سے آنکھوں کا کھولنے والا - سرت منی ہی ایسا شخص تھا جس نے یہ تینوں عیب چھوڑ دئے تھے اس کے چیلوں کے چیلوں کے سردائے میں ابہو اسرت منی ہوا جو گن کا سردار تھا - اور پورنما تی کے چاند کی طرح ترقی پہ تھا اور انہا سے حین ساسن کا سمندر تھا مخالف بولنے والوں کی گفتگو کے رد کرنے میں - تیسری کلامی میں - اپنے نئے تصنیف کے ہوئے نظم کے پڑھنے میں - منتر تقیتر اور نیتر میں - تمام علوم میں اور گرہیر میں سرت منی سے زیادہ ہوشیار اور کوئی شخص نہ تھا - گرہیر میں پوجہ یا دنیا سے میں دلیو - سد ہانت میں گوتم - فلسفہ میں و ر دمہن - منشا کے سطح کرنے میں اور غم کی آگ کے بجھانے میں بارش کا بادل - سرت منی کے مانند ایسا مشہور تینوں لوک میں اور کوئی نہ تھا -

جین دہرم جنیشر دیو میں صفائی دل کے ساتھ اس کا پورا پورا اعتقاد تھا - سدہی اور عقل میں بہت بڑھا ہوا تھا - عقلمندوں کو اپنی دانائی سے تعجب دلاتا تھا سنتے کھلے ہوئے کنول کے پھول (یعنی پاک آدمی) کا سورج - گرہست کو چھوڑ دیا پاپ سے رہت تھا -

دنیا کا خوش خصمتی دینے والا تھا ۔ اس کو کسی چیز کی خواہش نہ تھی اور اوس کو نیند نہ آتی تھی ۔
متقی کا سمندر تھا ۔ ایسے گن بہدر کی تم سیوا کرو ۔ جو دنیوی لگن کے علم کی وجہ سے ۔ ماضی
حال ۔ مستقبل ۔ خوشی ۔ غم ۔ کامیابی اور ناکامیابی کو دیکھ سکتا تھا ۔
وہ اپنے دو چیلے پشپ دنت اور بھوت بلی کے سبب سے مشہور ہوا گویا کہ یہ کلپ برکچھ کی دو
شاخیں تھی جس سے دنیا پھلنے لگی ۔ اور بھوت بلی نے گوند اکنڈ الو یہ کے سول کے چار سنگ بنائے
تاکہ آپس میں دشمنی اور برائی کا موقع کم ہو جائے ۔
نام ۔ سابر وغیرہ صورت ۔ پوشاک وغیرہ میں مختلف ہیں لیکن سین ۔ نندی ۔
دیو اور سنگھ ان میں سے کوئی شخص ایسا خیال کرے وہ پاپی ہے ۔ نندی سنگھ سیلی گن
اور دیت کا کچھ ان میں انگلیشور ہوا ۔ پرماتما کرے کہ وہ مدت تک پھلے پھولے ۔
اس میں ناگ دیو ۔ ادے ردی ۔ جنا ۔ میگھ پربھو ۔ بالا چندر ۔ مشہور ۔ بھانو چندر ۔
شرت ۔ نیا گنت دھرم وغیرہ مشہور دیو ہے ۔ اور مشہور چندر دھرمیندر ۔ پدم اور مانک نندی
ہوا ۔
پاپ کو ناس کرنے والے ۔ مخالف بولنے والے ہاتھیوں کے دانت کا توڑنے والے ۔
. . . . تمام علم کے کنول کے پھولوں کی کلی ۔
. . . . کی خواہشات پر غالب آئے ۔ انکے چرن . . . . .
. . . . کے نقارات کے چھوڑنے میں مشہور ۔
. . . . وہ پھلے پھولے ۔ نیمی چندر . . . . اپنے مذہب کی تکلیفوں
. . . . ہوشیار ۔ اس کی شان و شوکت کو ترقی دینے کے قابل ۔ جو اپنے
. . . . سے چاند کے مانند آرام دیتا ہے ۔ دھرم کے کاموں میں دیو کہ بازوں
. . . . دینے والا ۔ اور خود اپنی خواہش سے پیچھے کی وجہ ہے ۔
. . . . میگھ نندی نے دنیا میں اپنے نام کی صداقت قایم کی ۔ میگھ نندی کے معنے ہیں
. . . . ناخوش ہونے والا ۔ دنیا میں پھیلے ہوئے پاپ کے بس میں نہ آیا اور نہ وہ
. . . . ناخوش ہوتا تھا ۔ میگھ نندی کے مانند مشہور مخالف بولنے والونکا شیر ۔

نکشتر- اور پانڈیہ - جے پال اور کتو ساچاریہ - پال دہرت سین اسواسطے مشہور ہوئے کہ انکے
گیارہ انگ تھے - یہہ پانچ ایکادس انگا دہر میرے ہردے میں بسے رہیں لوہا - سہا پیا - جے بیل
اور یشو باہو آچارنگ کہلاتے تھے - وہ جینیدر آگم محل کے بنیادی ستون تھے -
سمندرکبہ - اونت - پل دہر - واسودیو (باسدیو) اچلا - میرو دہر - سرو گپیہ - سرو گپت
مہی دہر - دہن پال - مہا بیر اور بیر - انہوں نے اور دیگر سوری نے تپشیا کرکے اچہا رتبہ پایا
اور جتی کو نڈا الکنڈ پیدا ہوا -
اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اندر سے باہر سے او سپر راجہ حملہ نہیں کر سکتے تہے (راجہ سے مراد غصہ یا کام
سے ہے) اور خیال کرتے ہیں کہ وہ جتی رہیں سے چار انچ اوپر چلا کرتا تہا -
سنر وادما سواتی جتی نے پرکرتی چکر یا تتوارتہہ سوتر بنایا جو لائق آدمیوں کو مکتی کا راستہ تبلاتا ہے
اوس کے بعد اس کا چیلہ گردہر پیدا ہوا - اس سے دوم درجہ پر بالک پہنچا تہا - جس کی گفتگو جیسی
مکتی کی زیور تہی -
سمنت بہدر مدت تک اقبال مند رہے - اس کے اوپدیش مخالف بولنے والوں کے لئے ایسا
کام دیتا تہا جیسے ہاتہی کے واسطے انکس - اور اس کا اپدیش ایسا تہا کہ اس سے بدر بالی
کا نام و نشان تک دنیا میں نہ رہا -
سمنت بہدر کے اوپدیش کا روشن چراغ ان تینوں لوک کے محل کو روشن کرتا ہے - اسکے
چیلے شیو کوٹی سوری نے جو بڑا تپشوی تہا تتوارتہہ سوتر کی ٹیکا بنائی - جو گرہست کے جنجال سے نجات
کے لئے ایک کشتی ہے -
۲۶ دیو نندی بڑا بہروسہ مند تہا - اور دانائی میں جینیدر کے برابر تہا - اس کو پال پوجیہ پار لیتے ہیں
بہت اکلنک نے زمین کو جو سگت وغیرہ جیسے اپدیشوں کی کیچڑ سے ناپاک ہو رہی تہی - ایسا
پاک صاف بنا دیا جیسا اوس کا نام تہا - پس اس کا نام اکلنک ہو گیا - پاترا کیسری کہ جو سین
سوری دنیا میں اقبالمند ہے - جسکی خوش کلامی کے آئینہ سے تمام جہان روشن ہے - اور وہ عاقل
آدمی قدیم اور پرانی باتیں معلوم کرتے ہیں -
گیتیدر کا بڑا بیٹا گن بہدر مذہب پر جان دینے والا - پاک آدمیوں کا دوست - نیک چلن تہا

نمبر ۲۵ چونکہ من کے دیوتاؤں نے دونوں چرنوں کی پوجا کرتے تہے - ۵
نمبر ۲۶ جو پیاد واد سے بہرے ہوئے ہیں اور دنیا کو بڑے مباحثے سے پاک کیا ہے --

آدناتھ جی - اجیت ناتھ - سنبھوناتھ جی - ابھی نندن ناتھ جی - سمت ناتھ جی - پدم پربھو جی - سپارس ناتھ جی - چندا پربھو جی - پشپ دیت جی - شیتل ناتھ جی - شریانس ناتھ جی - باس پوجی جی - بمل ناتھ جی - انت ناتھ جی - دھرم ناتھ جی - سانت ناتھ جی - کنتھ ناتھ جی - ارناتھ جی - ملی ناتھ جی - منی سورت ناتھ - نمی ناتھ جی - نیم ناتھ جی - شری پارس ناتھ جی مہابیر سوامی جی - ان چوبیس ترتھنکروں سے دنیا میں ہم کو اقبالمندی اور خوش قسمتی حاصل ہے - مہابیر سوامی جو سب سے آخری ترتھنکر ہے - اس کی تینوں لوک یوں استوتی کرتے ہیں کہ وہ اپنے بھگت کو ہر ایک چیز دیتا ہے - کرم کا ناش کرتا ہے اور سب جگہ حاضر و ناظر ہے - وہ ہمارے حفاظت کرتا ہے -

اس مہیر جنیشر دیو کے ساتھ گیارہ گندہر ہیں جو تین جھوٹے خیالات کو چھوڑ کر سچے مذہب کی تعلیم دیتے ہیں -

ان کے نام یہ تھے - اندر بھوتی - اگنی بھوتی - رائی بھوتی - اکمپن - موریا - سدہرم اور منڈل - متری یہ - اور ماڈیہ - ان دھول اور پربھاس اپنے پہلے جنم سے واقف تھے - کامل گیان حاصل کئے ہوئے تھے - تمام قسم کے علم جانتے تھے - میں ایسی جتی اور ایاچیا داں کی سیوا کیوں نکروں - اگرچہ انہوں نے کمال حاصل کر لیا ہے - اسطرح اگ - (۳) سمندر (۴) اور تیں اور - چاند (۱) ایک سو - اور (۲) اور (۱) کم تلو - اور پہاڑ (۷) ان سمیت سات گن تھے - جب مہیر جنیشر کو سدھی حاصل ہوگئی - تو صرف تین باقی رہے - جنکو کیولی کہتے تھے یعنی گوتم - سدہرم اور جمبو - انکی وجہ سے کیولی کا نام دنیا میں مشہور ہوا -

[illegible] - [illegible] بھدر بہاہو یہ پانچ تمام چیزوں کے علم میں ایسی ہی کے مانند تھا - اور اسی وجہ سے ان کو [illegible] کہتے ہیں -

[illegible] کا داں کرتے ہیں - اور [illegible] ہوں کے دس پورب حاصل کیا ہے ان دس پورب دھاری کی میں تعظیم کرتا ہوں -

ان کے نام - کشتری - پروشٹھل - رنگ دیو - سدہرم - [illegible] - وساکھ - [illegible] [illegible] میں - ناگ اور [illegible] تھے -

خلاصہ - اسی سال گراسوپی کے چاونڈا سیٹھی نے چنا مالی کی زمین کو رہن سے چھوڑایا -
کتبہ نمبر (۱۰۳) اشٹادک پالک منٹپ میں تیسرے ستون کے مشرقی رخ پر واقع ہے -

کتبہ نمبر (۱۰۳)

سنہ ۱۵۱۰ء ۲ و ۴″ × ۱ و ۹″

خلاصہ - ساکھا سمت ۱۴۳۲ سال شکلاس چتا بومرس نے جو لیمیا کا بھائی تھا - اور کیشونا کا بیٹا تھا اور چ[illegible] گی مہادیو کا [illegible] تری تھا - سری گوت [illegible] والی کی . . . . مرست کی جہاں نجا پٹن کے سرانگی ٹھیرا کرتے تھے -
کتبہ نمبر (۱۰۴) گندی دیوی کے سنگھاسن پر کندہ ہے -

کتبہ نمبر (۱۰۴)

سنہ ۱۸[illegible]ء

[illegible] - [illegible] سیٹھ نے کشی [illegible] جاری - [illegible] سدھانت چکرورتی کے چیلہ بالاچندر کا [illegible] تھا -
[illegible] نمبر (۱۰۵) [illegible] میں شمال [illegible] واقع ہے -

کتبہ نمبر (۱۰۵)

سنہ ۱۳۹۹ء ۳ و ۰ ½ × ۱ و ۸″

پرماتما کرے کہ معزز - کاش سیادواد تینوں لوک کے مالک کا سلسلہ جین شاسن جاری رہے -

کتبہ نمبر (۹۹)

سنہ ۱۵۳۷ء ۲ فٹ ۱ انچ × ۱ فٹ ۸ انچ

خلاصہ۔ سالھا سمت ۱۴۵۹ سال ولبی ہیں گراسوپی کے چاونڈا سیٹی نے الگی بوسیا کے بیٹے لمبہ لی زمین کو فک الرہن کیا اور ایک جماعت کو ہمیشہ بھوجن دینے کے واسطے اور رنیا گدہ پر ہم اکھیت اور پشپ کا چڑھاوا چڑھانے کے واسطے چندہ دیا۔

کتبہ نمبر (۱۰۰) انشٹادک پالک منٹپ میں ایک ستون کے جنوبی رخ پر کندہ ہے۔

کتبہ نمبر (۱۰۰)

سنہ ۱۵۳۷ء ۲ فٹ ۳ انچ × ۱ فٹ ۹ انچ

خلاصہ۔ اوسی سال گراسوپی کے چاونڈی سیٹی نے دودا دیو پا کے بیٹے چلنا کے تمسک کا روپیہ ادا کیا۔ اس پر چلنا نے ایک جماعت کو بھوجن دینے کے واسطے چندہ دیا۔

کتبہ نمبر ۱۰۱ و ۱۰۲۔ اشٹادک پالک منٹپ میں ایک ستون کے مشرقی رخ پر کندہ ہے

کتبہ نمبر (۱۰۱)

سنہ ۱۳۵۷ء ۲ فٹ ۳ انچ × ۱ فٹ ۹ انچ

خلاصہ۔ اسی سال گراسوپی کے چاونڈی سیٹی نے کر یگا کے بیٹے بوسنا کے تمسک کا روپیہ ادا کیا۔ اس پر چھ ماہ کے واسطے ہر سال . . . .

کتبہ نمبر ۱۰۲

سنہ ۱۳[illegible]ء

کررہا تھا۔ ساکہا سمت ۱۱۹۱ سال سری ملکہ میں ہرناچاکری کے ماویا کے بیٹے سبھا دیونے اور تین دیگر اشخاص نے مہامنڈلاچاریہ نیاکیرتی دیو کے چیلے چندرپربھو دیو کو چند قطعہ زمین دے۔ تاکہ سری گومت دیو اور ۲۴ ترتہنکروں پہ دودھ چڑہا دیں۔

کتبہ نمبر (۹۷)

(سنہ ۱۲۷۴ء)

خلاصہ۔ سال ہاؤ میں اگراسوپی کے گوبندسیٹی کے پوتے ادیان نے سری گومت دیو پہ دودھ چڑہانے اور سات بہنیں رکہنے کے واسطے چندہ دیا۔ اڈیان۔ سری پربھو چندر بھٹارک کا چیلا تہا۔

کتبہ نمبر (۹۸) اشٹادک پالک منڈپ میں ایک ستون کے مشرقی رُخ پہ کندہ ہے

کتبہ نمبر (۹۸)

سنہ ۱۸۲۶ء ۶ و ۵ × ۱ و ۹

خلاصہ۔ ساکہا سمت ۱۷۴۸ سال دیایا میں دیوراج اراسا سری گومت سوامی کے دودہ چڑہانے کے دن سرگ لوک کو چلا گیا۔ وہ سری کرشن راجہ ودیور والی میسور کے کنڈاچار اور سوار کچہری کے محکموں کے باڈی گارڈ کا بخشی تہا۔ اور ستبہ سنگل کے چالوی اراسا کا بیٹا تہا۔ اور ٹوحنا دیوراج اراسا کا پوتا تہا۔ اور بلیکری انت راج اراسا کا پڑپوتا تہا۔ یہ سری چاونڈراجہ کی اولاد میں سے تہا۔ اس کے بیٹے پٹا دیوراج اراسا نے سری گومتیشور سوامی کی سالانہ پوجا کے واسطے چندہ دیا۔

کتبہ نمبر (۹۹) اشٹادک پالک منڈپ میں ایک دوسرے ستون کے مغربی رُخ پہ کندہ ہے

کتبہ نمبر (۹۳)

سنہ ۱۲۷۴ء

خلاصہ - سال بہادہ میں جنی سیٹھی کے بیٹے چندر کیرتی بھٹارک دیو کے چیلے کو للیا نے سری گومت دیو اور ۲۴ تیرتھنکروں پر پھول چڑہانے کے واسطے زمین عطا کی۔

کتبہ نمبر (۹۴)

سنہ ۱۲۷۴ء

خلاصہ - سال بہادہ میں سری بہو چندر بھٹارک دیو کے چیلے چارکورا نے میدوی سیٹھی کی یادگار میں سری گومت دیو پر دودھ چڑہانے اور نہون کرنے کی واسطے سات بہنیں رہنے کے واسطے کچھ رقم عطا کی۔

کتبہ نمبر (۹۵)

سنہ ۱۲۷۴ء

خلاصہ - بل سوریا جتی سیٹھی کے بیٹے کیتی سیٹھی نے گومت دیو پرماتما کا روزمرہ دودھ سے نہون کرنے کی غرض سے چندہ دیا۔

کتبہ نمبر (۹۶)

سنہ ۱۲۷۳ء

خلاصہ زبردست مہاراجہ ہوسل سری نرسنگہ دیو رسی دوارسمدر کی راجدھانی میں حکومت

اس کے راجہ کام دیو کو پکڑ لیا - اور راجہ سند و دے - اسکے خزانہ اور اس کے محل سرائے اور گھوڑوں پر قابض ہو گیا -

نیا کیرتی سدا نت دیو چکر ورتی کے معتقد - بڑے منتری اور بڑے بھنڈاری ہلایا نے زبردست مہاراجہ نیر بلال دیو سے سونیر - لبکا اور لگیری کے گانو مانگے اور گومت دیو - پارس دیو اور سہ ہاتر نہنکروں کی آٹھہ قسم کی پوجا کے واسطے اور رشیوں کو بھوجن کھلانے کے واسطے نذر کر دئے - برم آگم (جبین مت) کے سمندر کے چاند - سدا نت بہا راجہ نیا کیرتی کا چیلہ ادہیاتمی بالا چندر مہیندر اپنی صفائی قلب کے واسطے مشہور ہوا -

نیا کیرتی دیو سدا نتی کی یادگار میں اس نے ایک سادن بنایا جو کلنتو کی نسل کے غارت کرنے میں وہ یم کال کے مانند ہے - اور بہت سی سمادہ تالاب اور جھیل بنائیں -

کتبہ نمبر (۹۱)

سنہ ۱۱۸۱ء

پاک بیلگولہ تیرتہ کے جوہریوں نے گومت دیو - پارس دیو پر پھول چڑہانے کے لئے ہر سال عمدہ سونگے کے واسطے ایک تا فی تولہ اور زمرد کے واسطے ایک دس فی تولہ جبتک کہ سورج چاند اور ستارے چمکتے ہیں دینا منظور کیا - سدا جے ہو -

کتبہ نمبر (۹۲)

سنہ ۱۱۸۱ء

خلاصہ - سری بیلگولہ تیرتہ کے چند باشندوں نے گنگا سمدر میں زمینیں خریدیں اور وہ گومت دیو پر پھولوں کا چڑہاوا چڑہانے کے واسطے دیں -

کا گانو مانگا۔ اور تمام جہان نے اس کی تعریف کی گویا کہ منی جنوں نے اس کے کانپنے چلنے سے کہا تھا "گومت" خوش دل ہو کر اس بہادر اور فیاض راجہ گنگ نے گومت کی پوجا کے واسطے گو بند واوی کا گاؤں دے دیا۔

اہم سب سے پہلے مول سنگ کونڈا کنڈا تو یہ ہوا جسکی شہرت اور نسل بڑھتی گئی۔ پھر کوکت سیں بل دہاری ہوا جو دیسی گن اور پستاکا گچھ سے متعلق تھا اور جو اپنی تعلیم کے واسطے مشہور تھا۔ اس کا چیلہ سبھا چندر سدہانت دیو تھا جو بہت عرصہ تک مشہور رہا۔ اور اس کا ساتھی گنگ چمپر تی تھا۔

گنگا وادی کی بیشمار بستیوں کی مرمت کی ۔ گنگا وادی کے گومت دیو کے چاروں طرف حجرے بنائے ۔ گنگا وادی کے گولاؤں کو بھگا دیا اس نے بیر گنگ کو سیدھا کھڑا کیا ۔ یہ گنگ راجہ گنگ کل کے پہلے راجاؤں سے ہزار گنا زیادہ خوش قسمت تھا۔

دہرم سے دنیا مضبوط کھڑی ہے ۔ دہرم سے دشمن مغلوب ہوتے ہیں۔ دہرم سے تمام اچھی باتیں حاصل ہوتی ہیں۔

جبین دہرم کی لہر کے اوٹھاتے میں چاند ۔ شاعری اور علم کا پوشیدہ خزانہ ۔ ہاتھی (چمکدار سنتی) کے سر کے لئے تیر ببر گن چندر کا بیٹا ۔ نیلی کی جنم بھومی نیا کیر تی دیو منی زندہ رہے ۔ جبکہ فتح پاکر آرہا تھا راجہ نرسنگہ نے اس کو دیکھ کر اور خوش ہو کر گومت اور پارس ناتھ اور سہاتر تہنکروں کے واسطے سوسیر بکا اور لگیری کے گانوں ہمیشہ کے لئے دیدئے ۔

نرسنگہ نے نیا کیرتی منی کے چرنوں میں ندی بہادی جیسے بہادری نے کیلاس کی چوٹی سے دریائے گنگا بہائی تھی ۔

جیسے کرو ختنر اور اوس کی خوبصورت بیوی سری کے سنتھ پیدا ہوا تھا جو عورتوں کے ساتھ خوشی اڑایا کرتا تھا ۔ ایسے ہی راجہ نرسنگہ اور اس کی بیوی ایچلا دیوی کے ہاں بلال بھو پالک ہوا ۔ بڑا زبردست بادشاہ تھا اور لوگوں کو گیان دیتا تھا اور زبردست دشمنوں کو مارتا تھا ۔

بلال بھوپالک نے اجانگی کے قلعہ کا محاصرہ کیا ۔ جس کو مدت تک ناقابل تسخیر خیال کیا تھا ۔

پتھر کا ...

راجہ وشنو کے کام کرنے میں وہ ایسا تہا جیسے کہ اندر کے واسطے اُڑیگا - بجبر بلرام کے واسطے ہل - وشنو کے واسطے چکر کمار سوامی کے واسطے سالتی - ارجن کے واسطے گانڈیو دہنش - ہم جیسوں سے گنگا راجہ کی کیونکر تعریف ہوسکتی ہے جو دریا ے گنگا کی شاندار لہروں کے مانند شاندار تہا -

جبکہ چولا کا باجگزار راجہ آدہی یم تلاکاڈو کے خیمہ میں فوج لئے پڑا تہا - (جو گہاٹ سے اوپر گنگا ودی ناو کے سرحد پر واقع ہے) اور اس نے چولاوں کے ملک کو واپس دینے سے انکار کیا اور لکھا کر اڑو اور لپلو - نو سمنز جیسے سترن ڈنڈنایک گنگ راجہ نے جو بدمعاشوں کو سینے کے لئے چلی تہا - فتح کا خواہش مند ہوکر دونوں فوجوں کو ایکدوسرے کے مقابل کیا -

اے گنگ راجہ ملک کے اس حصہ میں تمہاری بہادری کی تعریف غیروں سے کیوں منع کی جاوے - جبکہ فتح کی مشتاق ہوکر تمہاری تیز تلوار کی نوک اس کی کمر کی پٹی کو اوٹھا رہی تہی - وہ بہاگ گیا اور کانچی کی طرف دوڑا گویا اس کو یہ امید تہی کہ میں کانچی پہنچ جاؤنگا اے گنگ راجہ - اس کا جسم لڑائی میں تمہاری تلوار کو روکنے میں ناقابل ہوکر پہیر گیا - اور عورتوں کے سینہ جنکو اسپر بہروسہ تہا خوف سے کانپ اوٹھے - وہ ایک دن اور ایک رات جنگل میں چہپا رہا - نگولا دامن خوف زدہ ہرن سے زیادہ خوف زدہ تہا -

لڑائی کرکے بہت سے بہادروں کو بہگا دیا - اور ایسی بہادری ظاہر کی کہ سب نے بہ آواز بلند یہہ کہا کہ تلاکاڈو میں اب بہی باجگزار دامودر ہے جو گنگ راجہ کے تلوار کے وار سے ڈرتا ہے - لڑائی کرنے سے انکار کرتا ہے - اور شوجوگی کے بہیس بہرے ہوئے - ایک ٹوکرے میں ایسی خوراک لے جاتا ہے کہ جس کو کتا ہی نہیں کہاوے گا -

نن نہا اس کے پاس جاکر - اس کو چیڑا کر اور اس کی بزدلی ظاہر کرکے اوس کو بہگا دیا علاوہ ازیں نرسنگہ درما اور تمام دیگر باجگزاران چولا کو جو گہاٹ سے اوپر تہے بہگا کر اور سب کو ایک چہتر کے نیچے کرکے راجہ وشنو بہت خوش ہوا اور اس سے کہا کہ مانگ کیا مانگتا ہے -

ذاتی فائدہ کا خیال نکرکے اور معمولی آدمیوں کے مانند یہہ خیال نکرکے کہ راجہ سے جو کچہہ میں مانگونگا دیدیگا - بجز کسی دوسری چیز کے مانگنے کے جنیشر دیو کے پرم بہگت نے گوبند وادی

دولت کا بخشش کرنے والا۔

تینوں لوک کے ناتہہ کی ہم اطاعت کرتے ہیں۔ جو اپنے کلام کی کرن سے انسان کو جنم کرم سے چھوڑاتا ہے اور جہالت کی تاریکی کو دور کرکے سچ پہیلاتا ہے ایسے جنیشر دیو کی ہم اطاعت کرتے ہیں۔

مہا منڈلیشور۔ پانچ بڑی نوبت کا مستحق۔ دوارا وتی کے اچھے شہر کا حاکم۔ یادو کُل کے آسمان کا سورج۔ نیکی کا چوڑامنی۔ سلپاؤں کا حریف۔ خوش قسمت۔ نیک نہاد مہا منڈلیشور تری بہون مال تلاکڈو کا فتح کرنیوالا۔ زبردست سیر گنگ وشنو وردہن پوسل دیو کی ظفر مند سلطنت کو ترقی دے رہا تہا۔ تاکہ وہ اتنی مدت تک قایم رہے جبکہ سورج۔ چاند۔ اور ستارے قایم ہیں۔

اس کے کنول جیسے چرنوں میں رہنے والا۔

ایچم لوگوں کا محافظ تہا۔ فیاض تہا۔ غیر لوگوں کی استریوں سے دور رہتا تہا۔ سرسوتی کے سینہ کا ہار تہا۔ اور لڑائی میں بہادر تہا۔ اس کا باپ مارا تہا۔ اور اس کی ماں ماچی کبی بودہرم کے کام کرنے کی بہت مشتاق تہی۔ اور جن کی عقلمند تعریف کرتے تہے اور جو بڑی نیک چلن تہی۔ ایچم بہت خوش قسمت تہا۔

ایچم بدوں کا دشمن تہا۔ فاضلوں کا دوست تہا۔ برہمن کے کُل کو پوتر کرنے والا تہا۔ دنیا میں اس کی بہت عزت تہی۔ اپنے دشمنوں کو جڑ سے اوکھاڑتا۔ نیک چلن تہا اور اس کا گوت کونڈنیا تہا۔

اس کا چال چلن منو کے چال چلن کے مانند تہا۔ ایچی گا کے گھر میں بنی جن اور فاضلوں کا انبوہ لگا رہتا تہا۔ اور جنیشر دیو کی پوجا اور جن بانی کا اپدیش ہوتا رہتا تہا۔

پوچی کبی ایسی گیان والی عورت تہی کہ اس کی نسبت یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ تمام نیک اوصاف کا مسکن تہی۔ اور تمام دنیا کا اسکی نسبت یہی خیال ہے ایسے معزز ایچی راجہ اور پوچی کبی کا بیٹا بڑا عقلمند تہا۔ اور تمام تیرتہنکروں اور منیوں کی کتہائیں بڑی خوشی سے سنا کرتا تہا۔

اس کی تلوار مخالف راجاؤں کے غرور کو دور کرنیکی مشتاق تہی۔ اور وہ خود لڑائی کرنے کا بہت مشتاق تہا۔ بہوجن۔ پناہ۔ دوا اور علم کا دان دیا کرتا تہا اور تمام دنیا کے رنج کو دور کرتا تہا۔

کتبہ نمبر (۸۷)

سنہ ۱۱۹۶ء ۲ و ۱۰ گ و ۱۰

خلاصہ سری ساادی سیٹی کے ترتھنکروں کی آٹھ قسم کی پوجا کے واسطے موصل کے باشندوں نے مندرجہ ذیل رقم ہر سال دینے کا اقرار کیا۔

کتبہ نمبر ۸۸

سنہ ۱۲۵۶ء ا و ۱۴ × ۱۰

سال مذکور میں سورج کے شمال کی طرف جانیکے وقت پڑے اور فیاض وجیانا کے دادا دیپکا سود نے گنگا سمدر میں زمین خرید کر کے سری گومت دیو کی پوجا کے واسطے پھولوں کے ۲۰ تاج سمیت مہیا چار یہ چندر پربھو دیو کو دیدی۔

کتبہ نمبر (۸۹)

سنہ ۱۲۵۸ء ا و ۶ × ۱۰

سال مذکور کلیتی کا ناک سدی پڑہ واکو بنگالی کی بیٹی کے بیٹے سومیا نے گومت دیو کی پوجا کے لئے گنگا سمدر میں چند قطعہ زمین بڑے نیالیرتی دیو کے چیلے مہا منڈلا چاریہ چندر پربھو دیو کو دیدیں کتبہ نمبر ۹ نفایت ۷ ۹ دوارپال دروازہ کے دائیں طرف واقعہ ہے۔

کتبہ نمبر (۹۰)

سنہ ۱۱۸۱ء ۵ و ۴ × ۳

پرما تما کے رموز کا حل - سیاد واد - جین شاسن تینوں لوک کے پتی کا مسئلہ جاری ہے۔

جین مسئلہ کی اقبالمندی - مقابلہ کرنے میں زبردست - مخالف بولنے والوں کے سر کا توڑنے والا

اے گومٹ دیو۔ وہ بڑے خوش قسمت ہیں۔ جو خوشبو دار پھولوں سے تیرے کنول جیسے چرنوں کی پوجا کرتے ہیں۔ تیری پرکرما کرتے ہیں اور تیری تعریف کرتے ہیں اور ان سے بھی زیادہ خوش نصیب وہ ہیں جو تجھکو اندر کے مانند جانکر تیری پوجا کرتے ہیں۔

اے باہوبلی۔ اگرچہ سنتہہ نے خواہشوں کو جیت لیا تھا مگر وہ دنیا کی سلطنت سے متعلق رہا جبکہ بھرت نے چکر ہتیار (جو سورج کے مشابہ تہا) اس کے بھیئے بازو پر چلایا۔ وہ سب کچھ بھول گیا۔ اور مکتی حاصل کرنے کی خواہش سے اس نے دکشالی۔ عقلمند آدمی سب کچھ چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ جب انکو گیان ہوتا ہے کہ یہ ہمارے ساتھ نہیں چلیں گے یہہ خیال کرکے کہ میرے تمام پاپ جاتے رہیں گے جو میں نے خیال کرنے سے۔ اور زبان اور جسم سے کئے ہیں۔ سوجنوتم نے گومٹ دیو کی تعریف کی سوجن کے معنی ہیں اچھے آدمی اور اوتم کے معنی ہیں عقلمندی۔ پس لوپنا سوجنوتم کے نام سے مشہور ہے۔

جینیندر پہلوان کی استولی کا یہ کتبہ۔ یہہ جن ساسن مشہور سوجنوتم نے بنایا جسنے اپنی عقل سے اپنے پاپ کو جیت لیا۔ اور اچھے شاعر جس کی تعریف کرتے تھے۔ مشہور سدہانتی مہاراجہ نباگرتی کا چیلہ بالاچیندر منید رتھا۔ جو آتما اور پرماتما کے گیان سے خوب واقف تہا۔

لوپنیا پنڈت نے گومٹ جینیدر کی اوصاف کی تعریف کا ساسن بنانیکی تجویز کو منظور کیا اور اوسکو بنایا۔ اور گوڈا مایا دیو کے حکم سے باگاڈگی رودر نے محنت سے اس کو کندہ کرایا۔

کتبہ نمبر ۸۷ دوارپالک دروازہ کے مغربی رخ پر واقع ہے۔

کتبہ نمبر (۸۶)

سنہ ۱۱۹۶ع ۵ و ۱۰×۱۰

خلاصہ۔ بیلگولہ تیرتہہ کے حجرہ میں موصل کے دو والی بہاری بسادی سیٹی نے ۲۴ تیرتہنکروں کا مندر بنوایا۔ اور اون کی آٹھوں قسم کی پوجا کے واسطے موصل کے باشندوں نے ہر سال حسب ذیل رقم دینے کا اقرار کیا۔

کتبہ نمبر ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ دوارپالک دروازہ کے مشرقی رخ پہ واقعہ ہے۔

اے گرہستی لوگو۔ یہ خیال کرو کہ گومت دیو خود الشیور ہے اور اس جنم اور بڑہاپے کے رنج سے چہوٹ جاؤ۔

گومت دیو کہتے ہیں کہ قتل۔ جہوٹ۔ چوری۔ زنا کاری۔ اور لالچ آدمی کو اس لوک میں اور پرلوک میں تباہ کر دیتی ہیں۔

اے گومت دیو۔ تم نے ہمارے واسطے موسم بہار۔ چاند۔ اور منتہہ کی طاقت کو زایل کیا۔ اور تپشیا کرنے میں مشغول ہوئے۔ اس سے زیادہ درجہ اور رتبہ اور کیا آپ مہاراج حاصل کرینگے؟

اے گومت دیو ہم تیرا کلام نہ سننے سے مدہوش ہو گئے ہیں۔ آپ ہم پر کرپا کریں تم نے ہم کو کیوں بہلا دیا۔ یہہ لفظ کہتے ہوئے زمین اور عورتیں روتی ہوئی آئیں اور اوس سے بغل گیر ہوئیں۔ اور دیمک اس کے جسم سے چمٹ گئی اور بیل اس پر چڑہ گئیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنے بدن کو خوب سدہا لیا تہا۔ آدمی شیش۔ اندر اور بڑے بڑے منی جن گومت دیو کی پوجا کرتے ہیں۔ بہرت مہاراج نے کہا کہ اے میرے چہوٹے بہائی۔ تمام میرے بہائیوں نے دکشا لی ہے۔ اگر تم بہی تپشیا کرو گے میرا کیا حال ہو گا مجھے اس دولت کی پروا نہیں ہے۔ تم مست جاؤ۔ گومت سوامی تم نے اسطرح سمجہانے والے اپنے بڑے بہائی کے کہنے کی پروا کرکے دکشا لی۔ آگومتے تپشیا میں تمہارا ثانی کوئی نہیں ہے۔ بہرست کہو کہ تیرے چرن میری سر زمین میں ہیں بلا نزاع تیری اور میری دونوں کی ہے۔ وہ تقسیم نہیں ہو سکتی۔ البغور کا یہ حکم ہے کہ بڑا دہرم و دیا دان ہے۔

اے گومت دیو۔ اپنے بہائی کے اس کلام سے تو نے شان و شوکت کی خواہش چہوڑ دی۔

اے چہوٹے بہائی۔ وہ سنیاسی اور جوگی جو تپشیا کرتے ہیں اور گرہستی عورتوں کے ساتہہ میل جول رکہتے ہیں۔ وہ اپنے اور نیز دوسروں کے دشمن ہیں۔ مگر اے گومت دیو تیری تپشیا خود تیرے واسطے اور اوروں کے واسطے لازوال خوشی کا باعث ہے۔ کیونکہ اس سے اور لوگوں کو عبرت ہوتی ہے۔

اے گومت دیو۔ تو نے اپنا دل پرماتما کی بہگتی میں لگا کر محبت اور رنگ رلیوں کی خواہشیں دور کر دیں۔ کیونکہ گیان کی خوشی بڑہتی جاتی ہے اور پاپ کو جیت کر آخرت کی خوشی حاصل کی ہے۔

اوس کی بنیاد زمین - اطراف اس کی دیواریں - آسمان اوس کی چھت - اس کے کنگروں پہ دیوتاؤں کی گاڑیاں چلتی ہیں - پاک گومتیشور کا مسکن ان تینوں لوک کے مانند ہے - جو جنید بھگوان سے منسوب کئے گئے ہیں -

پاتھوبلی - نہایت خوبصورت - منتشر سے بڑا - راجاؤں کا فتح کرنیوالا - بڑا فیاض - بڑا مہربان اور تہوری تھا - اوس نے تمام دنیا کو فتح کیا اور پھر اوس کو دیدیا - اس کے دونوں چرن زمین رنگے ہوئے تھے - بڑا عقلمند تھا - اور کرم سے رہت تھا -

وہ دن بہولہ باہوبلی ہمارے دل میں ایسی محبت پیدا کرے جو کبھی تبدیل - ہو جو بڑی شان و شوکت والا ہے - اور خوش صنعت ہے - ستیہ کی طاقت اور مہاراجاؤں کے غرور کا دور کرنیوالا ہے -

پاک گومت بھگوان خواہش سے آزاد ہے - بڑا تپشوری - بڑا خوبصورت ہے اور اس کو ابدی خوشی حاصل ہے -

اس کی بے عیب شان و شوکت اور صفائی قلوب دنیا کے چاروں اطراف میں پھیلی ہوئی ہے - اور دیوتا گومتیشور کے سر پر تیسرے کے پھول برساتے ہیں - تمام دنیا نے اس بات کو دیکھا ہے - ایسی دیوتا کی ایسی عزت ہونا کیا کوئی تعجب ہے

میں نے دیکھا - میں نہ دیکھ سکا - کیا تو نے دیکھا اس طرح باتیں کرتے ہوئے مرد عورت اور بچے اور گوالیوں نے اس کو دیکھا اور محبت کے مارے ہر روز وہ آتے اور گومت بھگوان کے سر پر دیوتاؤں کو پھولوں کی لگاتار بارش کرتے ہوئے دیکھتے - اور نہایت خوش ہوتے -

گویا کہ چمکنے والے ستارے اعتقاد سے گومت دیو کے چرنوں کی پوجا کرتے ہیں - اسیطرح پھولوں کی ندیاں زمین پہ بہیں اور بیلگولہ کے گومت ناتھ کے چرنوں میں آکر ٹھہر گئیں اور سب لوگ اس سے بہت خوش ہوئے -

جب بھارت راجہ بھرت سے شکست یدھ کر کے اس کو زیر کیا تھا - اور پاپ کی زبردست بندھن کو توڑ کر وہ کیولی ہو گئے - اور دیوتاؤں نے انپر پھول برسائے تھے اسیطرح اب باہوبلی پر خوبصورت پھولوں کی بارش ہوئی -

ملک کے بیشمار عزت دار سرداروں کے ساتھ یہ محبت کیوں ہے - بیوقوف کہتے ہیں کہ یہ ہمارے دیوتا ہیں

تھوڑے دنوں کے بعد بیشمار کوکت سرپ اس پرتما کے ارد گرد کی زمین میں نکل آئے - اور اس مورتی کا نام کوکتیشور ہو گیا - بعد ازاں وہ عام لوگوں کو دکھائی نہ دی اور صرف وہ لوگ اس کو دیکھ سکتے تھے جو منتر تنتر میں ہوشیار تھے -

دیوتاؤں کے باجوں کی آواز سنی گئی - دیوتا اس کی پوجا کے لئے اکٹھے ہوتے ہوئے نظر آئے جو لوگ توجہ دیوے اس کے شان و شوکت والے چرنوں کے ناخنوں کے آئینہ میں دیکھتے ہیں وہ اپنے پچھلے جنم کو دیکھ لیتے ہیں - تمام دنیا میں اس دیوتا کی شان و شوکت کا حال اسطرح سنا گیا ہے -

لوگوں کی زبانی اس پرتما کی شان و شوکت کا حال سنکر اس کے دل میں وہاں جانے اور اس کے درشن کی خواہش پیدا ہوئی - لیکن جب اس کو یہ معلوم ہوا کہ وہ جگہ بہت دور ہے اور راستہ دشوار گذار ہے - تو اس نے کہا کہ میں خود اس دیوتا کی مورتی بناؤں گا - اور اس نے کوکت کی یہ مورتی بنوائی -

راجہ رنچل نہایت عقلمند - مذہب کا پابند - نیک چلن اور بہادر اور گنگ کل کا چاند تھا وہ دنیا میں مشہور ہوا - اس راجہ نے دوسری درجہ پر مشہور اس کا منتری چمنڈا رائے تھا جو مسوکا ثانی تھا - اسی نے گومت دیو کی یہ مورتی کوشش کر کے بنوائی -

ممکن ہے کہ کوئی مورتی بڑی ہو لیکن خوبصورت نہ ہو اور ممکن ہے کہ ایک مورتی بڑی بھی ہو خوبصورت بھی ہو مگر اس کی عزت نہ ہو - مگر یہ مورتی بڑی تھی اور خوبصورت بھی تھی اور لوگ اس کی عزت کرتے تھے - گومٹیشور کی مورتی دنیا بھر میں پوجنے کے لائق ہے -

اگر خود مایا اس کی شبیہ کھینچنے کا عزم کرے ناگ لوک کا سردار اندر اس کو دیکھے اور ناگوں کا سردار آدی شیش اس کی تعریف کرے تو نا ممکن ہے پھر کون جنوبی گومٹیش کی جو نہایت خوبصورت ہے شبیہ کھینچ سکتا ہے یا اس کی طرف دیکھ سکتا ہے یا اس کی تعریف کر سکتا ہے -

پرندوں کے غول اس کے پہلوؤں سے نکلکر اوس پر موجود ہوگئے اور اڑنے کے ناقابل بنگئے اور کاشمیر کے سنہری مائل سرخ رنگ سے چمکتے تھے - تینوں لوک کے آدمیوں نے اس تعجب کو دیکھا - گومٹیشور بھگوان کی پاک صورت کی کون تعریف کر سکتا ہے - اس کی جڑ ناگ لوک -

کتبہ نمبر (۸۴)

سنہ ۱۶۳۴ء   ۳ و ۴ × ۱ و ۶

مشہور مہاراجہ چام راجہ ودیور والے میسور فلسفہ کے چند مدرسوں کا بانی تھا۔ اور بیلگولہ کے مندر کی زمینیں رہن ہو رہی تھیں۔ اس چام راجہ نے ساکہا سمت ۱۵۵۶ سال بہاؤ اساڑھ سدی ترودشی ۱۳ کو برہم یوگ میں رہنان زمین سمی ہوساداالو کمیا یا کے بیٹے چنا اور بیلگولہ یای سیٹی کے بیٹے چلنا اور جگ پای سیٹی وغیرہ وغیرہ کو بلا کر کہا کہ میں تمہارے رہن کا روپیہ ادا کروں گا۔

پھر چلنا۔ چنا اور جگ پای سیٹی۔ پانچ پان کوی۔ اور ہمنا کوی وغیرہ نے اس غرض سے کہ ہمارے ماں باپ کی سری گومٹ سوامی اور گرو چار وکیرتی بنڈت دیو کے سامنے عزت ہو سنکلپ کر کے تمام رہن نامہ راہناں کو واپس دیدئے اور یہ پتھر کا کتبہ کندہ کرایا۔

کتبہ نمبر ۸۵ دوار پالک دروازہ کے بائیں طرف ہے۔

کتبہ نمبر (۸۵)

سنہ ۱۱۸۰ء   ۵ و ۸ × ۲ و ۶

پاک گومٹ جنیشر سمان دیوتی میں تعریف کرتا ہوں۔ جس کی آدمی۔ ناگ۔ دیوتا وغیرہ پوجا کرتے ہیں۔ جسنے اپنی تپشیا سے سر کو غارت کر دیا۔ اور جوگی جیکی تعریف کرتے ہیں۔

پورو کے لائق بیٹے باہوبلی نے یہ خیال کر کے کہ یہ میرا جسم یکایک سوکھ نہ جاوے رفتہ رفتہ بولنا بند کر دیا۔ لیکن اس کی سلطنت بے رونق ہوگئی اور وہ بہت شرمندہ ہوا۔ اس نے سلطنت بڑے بھائی کو دیدی اور چلدیا اور تپشیا کر کے (دشمن) کرم کو جیتا۔ کیا کوئی شخص عزت و توقیر میں اس کا ثانی تھا۔ ؟

پورو دیو کے بیٹے بھرت نے خوش ہو کر باہوبلی کیولی کی مورتی ۵۲۵ کمان اونچی پودنا پور کے پاس بنوائی۔ اوس وقت تمام راجہ جو اس نے فتح کئے تھے اسکے گرد کھڑے ہوئے تھے۔

سری نیڈتار یہ جتی کی سب عزت کرتے تھے - سرت سنی جتی فاضل اجل مشہور ہوا - اس کے حضور میں
اس ارادگیا دھنڈ ناتھ نے بلگولہ تیرتھہ کے سری گوتیشور کے خوش کرنے کے واسطے ملگولہ کا گانوں
منی جنوں کو دان کر دیا - سال سوبہا کرت کا تک سدی اکادشی وشنو تہتی کو منتریوں کے بچے نے
خوشی خوشی - عمدہ بیر تہہ خوبصورت کنج اور نیا تالاب جو خود اسنے نبایا تھا دان کرکے دیدیا -
کتبہ نمبر ۸۳ و ۸۴ برہم دیو منڈپ کے مغرب میں کندہ ہے -

کتبہ نمبر (۸۴)

سنہ ۱۷۲۳ع ۲ و ۸ × ۱ و ۲

منتر - کاس سیاد داد - تینوں لوک کے مالک کا سلسلہ جین ساسن جاری رہے -
ساکہا سمت ۱۶۴۵ سال سوبہا کرت کا رتک بدی ترودشی جسرات کو مہاراجہ دودا کرشن راجہ
اودیو سلطنت کرناٹک کے تخت پر بیٹھا - بڑا خوش نصیب اور دولتمند تھا - علم کے جینیہ مدرسوں
کے قایم رکھنے میں ہوشیار تھا - فاضلوں سے گھرا رہتا تھا - شریروں کے غرور کو دور کرتا تھا
ملک میسور کا حاکم تھا - اوس کی تعریف میں کئی اشلوک درج ہیں - وہ دودا کرشن راجہ ودیور دیو منی
کے پاک جسم کو دیکھکر جو بیلگولہ کے پہاڑ پر چاند اور سورج سے زیادہ چمکتا تھا - بہت خوش ہوا
بیلگولہ کے جیسٹر سمان دیو کے واسطے مندرجہ ذیل گانوں اور زمین دیدیں - ارتہاہلی
ہوساہلی - جنانا تہہ پور - بستی گرام - رچناہلی - اتو نتاہلی - جنا ناہلی - سعادن کے دیہات
کے اور بیلگولہ سے یہ گانوں ہمیشہ کے لئے ساتوں لوک کے مالک گومت سوامی کی پوجا کیواسطے
اور عوزنا چیلا سے کے واسطے دان کئے گئے ہیں اور ان پر محصول معاف کیا گیا ہے - چاند اور سورج
اس امر کے گواہ ہیں - علاوہ ازیں بڑے راجہ کرشن راجہ نے چکا دیو راجہ تالاب پر چیتر س کے کھانا
کھلانے کے واسطے کباہلی کا گانوں دیدیا -
میرے خاندان کے راجہ ہمیشہ اس دہرم کے کام کو قایم رکھیں - اور اس کے ہمیشہ ساعی و مددگار
رہیں
راجہ کرشن راجہ کا یہ حکم پتھر پر کندہ کیا گیا - ۲ جے وشنتے رہو ۲

بڑے منتری بڑے بھنڈاری - راجا بابا نے مہامنڈلیشور زبردست پوسل نرسنگھ دیو کو سونا ایک گاؤں دیا تاکہ اوس سے گومٹ دیو سری پارس دیو اور بہتر تینکروں کی آٹھ قسم کی پوجا اور رشیوں کو چندہ دینے کے واسطے سامان مہیا کریں -

کتبہ نمبر ۸۱ سیتابلہ ترتھنکر میں کندہ ہے -

کتبہ نمبر (۸۱)

سنہ ۱۱۷۱ء

پرمیشور کرے کہ سرسبز - کامل سیاد واد - تینوں لوک کے مالک کا سلسلہ جین شاسن جاری رہے - تمام دنیا کی جائے پناہ - ملک اور دولت کا پیارا - مہاراجہ بڑا حاکم - شہر دوآراوتی کا سردار باد وکل کے آسمان کا سورج - عقلمندوں کا جواہر - مگر اکی سلطنت کو جڑسے اوکھاڑ ڈالنے والا مولاؤں کے راج کا بانی - زبردست پوسل سری بیر نرسنگھ دیو حکومت کرتا تھا -

اوسکے کنول جیسے چرنوں میں رہنے والا - سنا کیرتی سدہانت دیو کے چیلے بالاچندر دیو کا چیلہ تھا - دو سیٹی بڑا ایک تھا - اس کا مشک گند سوگ سے پوتر کیا گیا تھا - دہرم کے کام کرنے اور چار قسم کے دان کرنے کا بہت مشتاق تھا - اس کے بیٹے گومٹ سیٹی نے سال ظفار ایوہ سدی ہم جمعرات کو سورج کے شمال کیطرف جانیکے وقت گوتم دیو اور بہتر تینکروں کی آٹھوں قسم کی پوجا کے واسطے بارہ گدیاں دان کے دیدی -

کتبہ نمبر (۸۲) برہم دیو منڈپ میں کندہ ہے -

کتبہ نمبر (۸۲)

سنہ ۱۳۶۲ء   ۳ وہم × ۱ و ۳

خلاصہ - سری بکا رائے کے ایک منتری تھا جس کا نام چیچا ڈنڈ نسور تھا - اس کے تین بیٹے ہیں - ارد گیا - بکانا - اور مانگیا جن میں سے مانگیا بہت مشہور ہوا - اس کی سوتی جانکی تھی اسکے دو بیٹے تھے - چیچا یا اور ارد گیا - ارد گیا نے بہت ملک فتح کیا - اور بڑا نام پایا -

سنہ ۱۱۱۶ء

ہیں کناطہ احروف میں ٭ ٭ ٭ سری گنگ راجہ نے اسکے گرد حجرہ بنائے۔
کتبہ نمبر (۷۷) کنول جیسے سنگھاسن کے کنارہ پر کندہ ہے۔

کتبہ نمبر (۷۷)

سنہ ۹۸۳ء

جے ونت رہو۔ دیوتا۔ دیتیہ۔ کنتر۔ اور منگوں کی تعظیم کے لئے جھکے ہوئے سروں کے تاجوں کے جواہروں کی کرنوں سے روشن اور تاریکی سے آزاد جس ہم ساس اوسوقت تک قایم رہے جب تک کہ زمیں اور سمندر۔ سورج اور چاند قایم ہیں۔
کتبہ نمبر ۷۸ دائیں طرف چٹان پر کندہ ہے۔

کتبہ نمبر (۷۸)

سنہ ۱۱۹۶ء

سری نیاکیرتی سدہانت چکرورتی کے چیلے سری بساوی سیٹھی نے محفوظ اور ۲ تیرتھنکروں کے گرد دیوار بنائی اور سری بساوی سیٹھی کے بیٹے بساویو سیٹھی۔ لوکی سیٹھی۔ جنی سیٹی اور راجو سیٹھی نے ان تیرتھنکروں کے واسطے جہرو کے دار کھڑکیاں بنائیں۔
کتبہ نمبر ۷۹ اس نالی کے منہ پر کندہ ہے جس پر نہانے کے پانی کا گندہ پانی باہر نکلتا ہے۔

کتبہ نمبر (۷۹)

پاک خوبصورت جھیل۔
کتبہ نمبر (۸۰) دائیں طرف چٹان پر کندہ ہے۔

کتبہ نمبر (۸۰)

سنہ ۱۱۶۰ء

چوتھا حصہ

॥ ओं ॥

श्री लोकं पुनातु क्षम्बुसु ठन्मुन्मावदान्मोकते जन्तुनो भिजयाति
यापरितामयः सन्मयाप्रावेतो। स श्रीमान् भगवान्विश्वित्रविधिभिर्ई
वासुरेशविमो वीतस्रामविलाम हामरपसः पापाजितानां पतिः

وندھیاگری کے کتبے

کتبہ نمبر ۷۵ بائیں طرف گدت سوامی کے پرتما کے سر کے پاس واقع ہے۔

کتبہ نمبر ۷۵

سنہ ۹۸۳ع

ناگری حروف میں:
- سری چاونڈا راجہ نے اس کو بنایا۔
- سنہ ۱۱۱۶
- سری گنگ راجہ نے اسکے گرد حجرہ بنایا

کتبہ نمبر ۷۶ دائیں طرف گدت سوامی کے پرتما کے سر کے پاس واقعہ ہے

کتبہ نمبر ۷۶

سنہ ۹۸۳ع

پرواوا پیل کناڈا حروف میں — سری چہنڈا راجہ نے اوس کو بنایا

گرنتھ اور تامل حروف میں — سری چمنڈا راجہ نے اوس کو بنایا

سدھانت دیو اور ادھیاتمی بالا چندر دیو تھے۔

کتبہ نمبر ا۔ ناگری حرف میں ایک چٹان پر بھدر باہو کی گپھا کے اندر مشرق میں کندہ ہے۔

کتبہ نمبر ا سنہ ۱۰۹۰ء

سری بھدر باہو سوامی کے چرنوں میں جن چندر سیس نواتا ہے۔

کتبہ نمبر (۲) ۱۷ بھدر باہو کے گپھا کے باہر مشرق میں کندہ ہے۔

کتبہ نمبر ۲ سنہ ۱۰۹ ۱ء

سالباہن سمت ۱۷۳۱ سال شکلا بھادوں بدی چتھ بدھ وار کو آدیتہ کیرتی دیو ایک مہینہ تک برت کرکے اس گپھا میں سے سرگ کو چلا گیا۔ آدیتہ کیرتی دیو۔ شانت کیرتی دیو کا چیلہ تھا اور شانت کیرتی دیو اجیت کیرتی دیو کا چیلہ تھا۔ اور اجیت کیرتی دیو۔ کونڈ کنڈا نویہ اور دیسی گن کے چارو کیرتی پنڈت دیو کا چیلہ تھا۔

کتبہ نمبر ۳۔ ایک چٹان پر کندہ ہے جو بھدر باہو سوامی کے گپھا کو جاتے ہوئے راستہ میں آتا ہے

کتبہ نمبر ۳ سنہ ۱۲۱۷ء

سال الشیور ملیال کے کدیتہ شنکر یہاں آئے اور وہ بہت محظوظ ہوئے اور دہاں کی کھیت کے مغرب کی طرف املی کے درخت میں . . . . . ۳ دئی . . دیا۔

کتبہ نمبر ۴۔ ایک چٹان پر کندہ ہے جو جنوبی احاطہ کی دیوار کے تالاب کے متصل ہے

کتبہ نمبر ۴ سنہ ۱۲۴۶ء

سال پرابھو سنگر بدی اشٹمی جمعہ کو مری ریال کا یہ مادی نایک بڑی پہاڑی سے چھوٹی پہاڑی پر آیا اور . . . .

ختم شد حصہ سوم

پہلا حصہ

[illegible] ناٹک کرمعن ۔ ۔ مال سباد ۔ واد ۔ تینوں لوکوں کے دیو مہندر سنگوان کا سلسلہ [illegible] ہی قائم رہے ۔

[illegible] صفتوں سے موصوف سرا [illegible] بھون مال چلاڈنک راے ہول سیٹی نے نہر [illegible] کی چوگی گھر کے دقی بیٹی کے بیٹے مال سیٹی کا نام چلاڈنک را دہول سیٹی رکھا ۔ اور یہ [illegible] کرکے کہ میرا انت آگیا ہے سالہا سال ۱۰۵۹ سال ہوسیا ماگھ سُدی [illegible] کے وقت [illegible] رشتہ داروں سے رخصت ہوا اور دلجمعی کے ساتھ تپشیا کرکے سرگ لوک کو چلا گیا ۔

دوسرا حصہ

اس کی بیوی کا حال یوں لکھا ہے کہ جاودی کبی اسکی بیوی تھرا درما د سگوی کی بیٹی تھی ۔ اس کا ستک جنیشر دیو کے سدھو دک سے پوتر کیا گیا ۔ اور بھوجن بیاہ ۔ دوا اور علم کا دان کرنیکی بہت شتاق تھی ۔ جاوڈی کبی نے اپنے خاوند چلاڈنکا را دہول سیٹی اور اپنے بیٹے بوجیا کی یادگار [illegible] ۔

کتبہ نمبر ۶۹ ایک شکستہ پتھر پر کندہ ہے جو بنجن [illegible] ون کے [illegible] واڑہ کے پاس پڑا ہے

کتبہ نمبر (۶۹)

۱۱۸۵ء

کتبہ کا ایک ٹکڑا ہے اور اس میں مالا چند ر دیو کی استوتی ہے ۔

کتبہ نمبر ۷۰ ایک شکستہ پتھر کے ٹکڑے پر کندہ ہے جو ہم [illegible] دیو مندر کے پاس پڑا ہے

کتبہ نمبر ۷۰

۱۱۸۵ء

یہ بھی ایک ٹکڑا ہے اور اس میں مندرجہ ذیل مضمون لکھا ہوا ہے ۔ گن چندر سدھانت دیو کا بڑا چیلہ نیا کیرتی سدھانت چکرورتی تہا ۔ اور اس کے چیلے دیو نندی [illegible] دیو ۔ ماگھو کیرتی

کتبہ نمبر ۶۵

سنہ ۱۱۱۶ء

گنگ سنیاپتی کا [illegible] چندر دیوحتی تہا - جو فلسفی کا کان تھا - اس کا باپ بودہ متر تہا - اس کی ماں [illegible] اور وہ خود جین مذہب کے [illegible] کا سورج تہا - ایسی گنگ سنیاپتی نے [illegible] کا عکس بنایا -

کتبہ نمبر ۶۶ چہٹا [illegible] تم ناتہ [illegible] دامی کی پرتما کے سنگہا سن پر کہدا ہوا ہے -

کتبہ نمبر (۶۶)

سنہ ۱۱۳۵ء

گنگ سنیاپتی کا [illegible] چہوٹا تہا - اس نے یہ جین [illegible] بنوایا جس سے تینوں لوک خوش ہوئے - [illegible] نیکوں کے دوست - برہما کے مانند اچہائی [illegible] کا [illegible] یہ چیتیالیہ بنوایا -

کتبہ نمبر ۶۷ پا [illegible] کی پرتما کے نیچے جو دوسری منزل پر ہے کہدا ہوا ہے -

کتبہ نمبر (۶۷)

سنہ ۹۹۵ء

تاکہ تمام آدمی [illegible] سندر کی تعریف کریں [illegible] چوڑا می کے بیٹے نے یہ جین [illegible] سین منی کا چیلہ تہا -

کتبہ نمبر ۶۸ ایک ستون پر کہدا ہوا ہے جو تیجن دون میں واقعہ ہے -

کتبہ نمبر (۶۸)

سنہ ۱۱۲۹ء

تم نے لفظوں میں دلو دلو سے بھرے ہیں - آنکھوں میں اختلاف - آنکھ کی بھوؤں میں تیراندازی - سینوں میں سختی - اور رانوں میں گھبراہٹ بھری ہوئی ہے - تمام برائیوں کو بھلائی میں بدل دیا ہے اور اپنی خوبصورتی کو اسطرح ظاہر کیا ہے - دوسرا کون اسکی تعریف کرسکتا ہے -

راجہ وشنو وردہن کے شاندار ہنس مشہور سنتلا دیوی نے جنیندر کے اس مندر کو بنایا -

کتبہ نمبر ۶۳ اردکیت بستی میں آدناتھ سوامی کی پرتما کے نیچے کندہ ہے -

کتبہ نمبر (۶۳)

۱۱۱۶ء

سبھا چندر منیندر کے چیلے سدھ نندی کے کنول جیسے چرنوں میں لچھمی مانند لچھمی کے چمکتی ہے -

سیتا جیسی پتی برتا - زمین کی مانند صابر - سرسوتی کے مانند گویا تھی - اور جنیندر کی پوجا کرنے میں وہ چیلینی کے مانند تھی - لڑائی میں فتح کی مانند تھی - اور اسمیں تمام اچھی صفتیں تھی - گنگ سنیاپتی کی بیوی لچھمی نے یہ نیا جین مندر بنوایا - سری مول سنگھ -

دیسی گن - اور پستک گچھ -

کتبہ نمبر ۶۴ کتل بستی کے اوپر کی منزل میں آدناتھ سوامی کے پرتما کے نیچے کھدا ہوا ہے -

کتبہ نمبر (۶۴)

۱۱۱۶ء

جے ونتی رہو - سری مول سنگ اور دیسی گن کے سبھا چندر سدھانت دیو کے چیلے ڈنڈ نایک گنگ نے اپنی ماں پوچوی کے واسطے یہ بساوی بنائی -

جے ونتی رہو -

کتبہ نمبر ۶۵ ساسن بستی میں آدناتھ سوامی کی پرتما کے سنگھاسن پر کھدا ہوا ہے -

(بہادر عورت ہاتہہ مادیو پوجا میں بیٹھی ہے) ہے (چیندر بھگوان کی بیٹی جوگ میں رہی ہے۔)

(بہادر عورت سمادہی لگائے بیٹھا میں بیٹھی ہے)

(بہادر عورت گھوڑے پر سوار تلوار لیکر آگے بڑہتی)۔ (ہاتہی پر سوار اس کی طرف نشانہ باندہتا ہے ہے۔) اور اس کی کمر میں ایک ہتیار ہے۔

دو مسلح پیادہ آگے بڑہتے ہیں۔ دو مسلح پیدل آدمی آگے بڑہتے ہیں۔

اوس کی فتح (لیڈی) دولت کی لیڈی کی سوکہن بن گئی۔ جو راجہ لڑائی کے لئے مستعد تہے۔ اونے ارادہ کو فتح کیا۔ اور بایک دنیا میں مشہور ہو گیا خوش قسمتی اور دولت کے مالک بایک اور دنیا میں مشہور حاتم بیہ کے والدین پولالا کے مادووری اور دے لاما تہے۔ اور ان کے ہاں گنتی پیدا ہوئی۔ جو نقل ہندی کا اوتار تہی۔ اور مذہب میں اسکو بہت واقفیت تہی۔ یہہ راج کنیا دنیا میں ستیا سے بہی زیادہ مشہور ہوئی۔ کیا ایسی عورتیں اب یہاں ہیں

مشہور لوگ وویادیر ایک بہادر شخص کا بیٹا تہا۔ اور فیاضی میں دیوتا کے مانند تہا۔ وہ اس گنتی کا خاوند تہا۔ شان وشوکت میں گنتی کی ہمسری کون کرسکتا ہے۔ سراوک دہرم میں کوئی دوسرا اسکا ثانی نہ تہا۔ . . . . وہ ایسے ہی اچہے خاندان کی تہی جیسے کہ ستیا۔ وہ ایسی ہی خوبصورت تہی جیسی کہ دیوکی۔ ایسی مشہور تہی جیسے کہ اہندنی۔ جیسے مذہب کی ایسی پابند تہی جیسی کہ سوتی یتی۔ جیندر کے واسطے ساس دیوتی تہی۔

اور وے وویادہیر کی ماں سوئی بیتی سری گنتی۔ . . . .

کتبہ نمبر (۶۲) کنندہ مدرن بستی میں سانت ناتہہ سامی کے پرتما کے نیچے کہدا ہوا ہے۔

کتبہ نمبر (۶۲)

سمت ۱۱۲۲ء

سنتلا - پربہا چندرمنی نے کنول جیسے چرنوں کے لئے شہد کی مکہی تہی اس نے شانتی جنیندر کی یہہ مورتی بنوائی۔

مہا جینیدر۔ پہلوان کی طرف منہ کئے ہوئے پوچھا
میں بیٹھا ہے۔
تین سوار برچھیوں سے مسلح آگے بڑھ رہے ہیں۔
ہاتھی بھاگتا ہے۔

جینیدر پہلوان کی بنی ہوئی مورتی سے ہیچ
ایک سوار تلوار ہاتھ میں لئے ایک نعش پر کھڑا
پانچ پیادہ ڈھال تلوار لئے ہوئے کوچ کر رہے
ہیں۔

کلنگ وجے پر جو دولت اور شان و شوکت کی مشہور جگہ ہے۔ بہت سے نظم بنائے گئے۔
وہ کیا اچھا اور خوش قسمت تھا۔ اپنے دشمنوں پر سخت۔ اپنے جبرے۔ باقی کا حکم جو
کلنگ کی لڑائی میں راکش سنی کے سرپرست کو اپنی موت کا یقین ہو گیا۔ اس نے راکش منی
کو لڑائی سے بھیج دیا۔ اور اپنی فوج اور دشمن کی فوج کے لڑنے کا کام اپنے اوپر لیا۔ دشمن
کے سواروں نے جو لڑائی کے مشتاق تھے اس کو گھیر لیا۔ جبکہ وہ دشمن کی فوج پر اکیلا جا پڑا۔
اور ہتھیار چلایا اس کی فوج پیچھے سے آ گئی اور وہ بچ گیا۔ ... نیل ... پر حملہ کرکے اس کی
فوج کو تتر بتر کیا۔ اپنی کمان لی اور اپنی مرضی کے موافق اس کے سامنے تیر چلائے۔ اور
کلنگ راجہ کو جسے کنڈ وادوں نے بھی مدد دی تھی۔ کامیاب کرایا۔ تیر چلا کر برے کو پھاڑ ڈالا
اور ایسی دلیری سے لڑا کہ دشمن نے بھی اس کی مردانگی کی تعریف کی۔ اپنی جان کو بچانے کے
سبب وہ گر پڑا۔ اس وقت دشمن نے تالیاں بجائیں اور نعرہ مارے کہ پیادہ مر گیا۔ ہیک
نائک ... سے ڈھکا ہوا۔ لنگا منی کا - . . - اپنی ہی کوشش سے شان
و شوکت کا کام کرکے اور اس کام کو پورا کرکے اچانک گر پڑا۔ تھک گیا اور اس جگہ جہاں وہ
پڑا تھا۔ وہاں پانچ دن تک وہ برابر لڑتا رہا تھا اور دشمن کی عزت خاک میں ملا دی تھی
نیک بانکپن سرگ میں پہنچ گیا۔
کتبہ نمبر (۶۱) ویرا کل میں واقعہ ہے جو باہر بلی بستی کے شمال میں ہے۔

کتبہ نمبر (۶۲)

سنہ ۴ ۶۹ ع

۸ × ۳

تھے لڑائی میں بہادر - لڑائی میں ہوشیار - سال چتر با ہوجاری تھا - دوسرے اسارہ
بھی دسمی کو اپنے گرو کے چرنوں میں چڑھ کر پلا اندرلوک کو چلا گیا -

کتبہ نمبر ۵۹ سامن بستی کے سامنے ہے

کتبہ نمبر ۵۹

سنہ ۱۱۱۷ ۶ و ۱۰ × ۲ و ۲ طول

کتبہ نمبر ۴۸ کی ہو بہو نقل ہے - [illegible] کے بعد یہ لکھا ہوا ہے -

خلاصہ - گنگ راجہ نے چاروں طرف [illegible] تھے ربائے - اور جہاں کہیں نظر کام کرتی تھی اس کے بنا [illegible] ہوئے حسین مندر نظر آتے تھے -

اس نے کہا کہ مشہور جین سناسی مہا رسی کی دنیا کیوں تعریف کرتی ہے صرف اس [illegible] واسطے کہ دریائے گوداوری اس کے واسطے ٹھہر گیا - اب دریائے کاویری نے اوس کو [illegible] لیا اور اس کے چرنوں کو چھوا گویا اس نے گنگ ٹسڈنا تھ کو ڈنڈوت لی - جو شخص اس کی تعریف کرسکتا ہے اوسکی تعریف کرے -

اس گنگ راجہ سا کہا سمت ۱۰۳۸ سال ہو سبہ بہاگن سدی پنچمی سوموار کو اپنے گرو سبھا چند سدہانت دیو کے چرن دہوکر پرام کا گانوں دیدیا اور ڈنڈ نایک ایچی راجہ نے اپنی اقبالمندی کے واسطے اسکو منظور کیا -

پرام کی حدود اربعہ - دشائیہ اشلوک -

بڑے لکھار وردہمن آچاری نے اوس کو کندہ کیا -

کتبہ نمبر (۶۰) دیرا گل میں واقعہ ہے جو باہوبلی بستی کے مشرق میں ہے -

کتبہ نمبر (۶۰)

سنہ ۹۷۵ ۸ × ۳ طول و عرض

[illegible]

اوس کے ماتحت تھی حکومت کرتا تھا۔ وہ لبنیر کوشش کے جلد واہم کے جال سے بچ گیا اور تمام دنیا میں اپنی صفائی دل کے واسطے بڑا نام کمایا۔ چونکہ اس نے غیر شخص لڑکی اشتری کو لبنیر پاپ کمانے کے اپنے قابو میں کرلیا۔ یہہ فیاضی اور دریا دلی کی برکت ہے

مغربی حصہ

آراگا اوسکی خوبصورتی اور جوانی کو دیکھکر اور یہہ دیکھکر کہ اگرچہ گربگی نے اندر راجہ کے ساتھہ محبت کرنے میں کوشش کی مگر ناکامیاب رہی وہ اس کا نشتاق ہوا۔
لیکن اگرچہ وہ اس کے (گربگی) پیروں پر گر پڑا اور وہ اس سے مہربانی سے بولی اندر راجہ نے اس کے دل کا حال معلوم کرکے اس کی خواہشات کو رد کردیا۔ ساکیا منی ۹۰ سال جیتے رہا تو جیت بڑی استمی کو خوشی خوشی پیشیا کرتے ہوئے اندر راجہ دیولوک کو چلا گیا اور تمام آدمی اس تعریف کرتے رہے۔
کتبہ نمبر ۵۸ ایک ستون پہ کندہ ہے جو تریناپلتی کے مغرب میں واقع ہے۔

کتبہ نمبر (۵۸)

۹۸۲ء

مشرقی اور جنوبی حصہ

مادون گندمتی کی بہادری اور صفائی کے اشلوک۔ اگرچہ عورتیں خود راجہ چوڑامنی کے پاس آئیں مگر وہ اون کے جال میں نہ پہنسا۔

مغربی حصہ

پہلا۔ کلنگ کا سوبیر۔ طاقتور مادون گندمتی بہت مشہور تہا۔ شاعر اوسکی تعریف کرتے

۲۳۴ ہتھیاروں سے لئے جاویں تو ۱۶۰ ہوتے ہیں - اور اگر یہہ دائیں اور بائیں طرف کے جاویں تو ۲۲ ہوتے ہیں یہہ ۲۳۸ قسم کے حملے لڑائی طرح سے لئے - (یا یہہ کہو کہ خواہشات دل سے اور ۵ اندریوں سے پیدا ہوتی ہیں لیس جس طرح وہ پیدا ہوتی ہیں اور آہستہ اور سستی سے پیدا ہوتی ہیں وہ ۲۴۰ قسم کی ہیں جن پر وہ غالب آیا -)

اس طرح چکر دھاری کی مانند اس کے چاروں طرف گھوم کر - اپسر کودکر - ادہر اودہر کر آڑ نے چکر پر حملہ کیا اور اس کے زخم لگا - ور پہاڑی پر سر ایک خطرہ پر غالب آکر اور یہہ خوف کر کے کہ میرا انت سما آن پہونچا ہے - پہاڑی سے نیچے اندرا جہاں گریگی ہی اپنا انت سما سمجھکر ادہر آئی ہی - (یا یہہ کہو کہ اس نے سیکھنا کیا) - یہہ رت کو چاہے -

دنیا کے لوگ اس کیرتی نارائن کی طاقت کو نہیں جانتے تہے - کیونکہ جب گریگی اس پر عاشق ہوگئی "اور وہ گریگی پر عاشق ہوگیا - تو کیرتی نارائن نے یہہ معلوم کرکے کہ وہ کلارا کی بیوی ہے - اس کو قبول نہ کیا - اور مفسدوں کو شکست دی جنہوں نے اسی وجہ سے اس پر حملہ کیا - یا یہہ کہو کہ اس نے ظاہر کردیا کہ میں عورتوں کے قریب بہی نہیں آسکتا آج گریگی نے ظلم کیا فائدہ ہوا - چاروں دشمنوں کا نقصان اور چاروں دشمنوں سے نہ ملنا کچھ بڑی بات نہیں ہے - مگر غیر لوگوں کی استریوں کے پیچھے پیچھے پہرنا سات خوفناک میاپاپوں میں سے ایک بڑا پاپ ہے (سات بیشن یا پاپ یہہ ہیں - جوا - گوشت کہانا - شراب پینا - رنڈی بازی کرنا - شکار کرنا - چوری کرنا - پرائی عورت سے زنا کرنا -) اور سے میں چکروا ہم سے لڑنے کے ناقابل ہوجاتا - پہاڑی کے ڈہلان پر بہ نسبت پہاڑی کی چوٹی کے زیادہ خوفناک دشمن ہیں - اور پہاڑی سے نیچے اور بہی زیادہ خوفناک دشمن موجود ہیں - اور پہاڑی سے نیچے اور بہی زیادہ خوفناک دشمن موجود ہیں - یہہ خیال کرکے اس نے اٹھارہ ملکوں کو فتح کیا - اندر اجہ -

جبکہ ہمت کرکے اور خوب بناؤ سنگار کرکے وہ ایسی بہیں میں اوس کے پاس گئی کہ تمام دنیا اوس کی خوبصورتی کو دیکھکر حیران ہوگئی - اس نے ایک نگاہ سے اوسپر قابو کرنا چاہا - دیکہانے سے اوپر اور نیچے اس زمین پر جو گریگی کے ماتحت تہی اور اوس زمین پر جو خود

لالی نمبراول دو بیتوں کا مطلب

جھیل کے عکس سے اون کے چہرے کنول کے پھول - اونکی آنکھیں گلِ لالہ - اِن کی خمدار زلفیں شہد کی مکھی کے مانند ہوگئیں -

چلا داگیل نے کبھی جھوٹ نہیں بولا - خواہ اسکو کتنی ہی تکلیف ہوئی ہو - وہ بڑا دلیر عالی ہمت اور بھروسہ کا آدمی تھا -

کیرتی نارائن ایسا چمکدار تھا جیسے کہ خزاں کا چاند - اس شہرت تمام اطراف میں پھیلی ہوئی تھی - وہ خود اِیشور کی مورتی تھا - دنیا کے لوگ اس کی تعریف کرتے تھے -

اس کلجگ کے بہادر ایسے ہیں کہ اپنی دلیری کی شیخی مارتے پھرتے ہیں - غرور سے بھرے ہوئے ہیں - ادہر اودہر پھرتے ہیں اگر ان سے کوئی شخص کچھ مانگے تو دانت پیستے ہیں اور لیتے ہیں نہ ہم لوبہ --- قابل ہیں - جب جی چاہے دوسروں کی عورتوں کی خواہش کرتے ہیں - جھوٹ بولتے ہیں - ان بہادروں کا اس بہادر شخص کا کب مقابلہ کیا جاسکتا ہے -

جنوبی حصہ

یہہ بہادر آدمی خوش قسمت تھا - فتح مند تھا - عالم تھا - فیاض تھا - بہادر تھا - شان وشوکت والا تھا مشہور کتابوں میں اس کی اس طرح تعریف کی ہے -

(۱) اس اشلوکوں کے دو معنی ہیں ایک لڑائی کے دوسرے پینیا کے) اندر راجہ نے بعض کی مدد کے اپنے دشمنوں کے گروہ کو شکست دی جو گول دائرہ میں یا گاڑی کے پہیئے کی شکل میں اسکے سامنے کھڑے ہوئے تھے - یا یہ کہو کہ وہ تن تنہا اپنی اندریوں پر غالب آیا - دنیا میں کوئی دوسرا شخص اسکے برابر نہ تھا - یعنی وہ لاثانی تھا -

لڑائی کے دو طریقہ ہیں بچاؤ - (جس میں ۹ وار کئے جاتے ہیں - اور اگر نو وار دائیں طرف اور نو وار بائیں طرف کئے جاویں تو ۱۸ ہوتے ہیں -)

اور حملہ - دائرہ پر چاروں طرف سے اور اوپر سے حملہ ہوسکتا ہے - یہہ ۵ حملہ اگر ۳۲

ان راجاؤں کے ہمراہیوں کو جو اس کے دشمن تھے غارت کرتا تھا۔لڑائی میں ظفرمند تھا۔
دشمن راجاؤں کے جلانے میں آگ کے مانند تھا۔

ایسے بہت سے شخص ہیں جو دشمن کو شکست دے سکتے ہیں مگر فیاض نہیں ہیں۔ اور ایسے بھی بہت ہیں۔جو فیاض تو ہیں مگر دشمن کو شکست نہیں دے سکتے مگر اس میں طاقت اور فیاضی دونوں چیزیں تھیں۔ وہ بغیر خوف کے دشمن پر حملہ کر سکتا تھا۔ اور بڑی فیاضی ظاہر کر سکتا تھا۔ سری راجہ متنڈال بہادری اور عالی ہمتی کی تعریف کون کر سکتا ہے۔
چلاڈانک کارن نے بے عیب شان وشوکت حاصل کرنی چاہی۔ خزانہ کو بخشش کرنیکا ارادہ کیا۔جھوٹ نہ بولنے کا ارادہ کیا۔ بیگانی عورتوں کی خواہش نہ کرنیکا ارادہ کیا اور پناہ مانگنے والوں کو پناہ دینے کا ارادہ کیا اور دشمن کی فوج پر حملہ کرکے اور اسکو مغلوب کرکے اس کے غرور کے ڈھانے کا ارادہ کیا۔

چلاڈانک کارن دان دینے میں کلپ برکچھ سے زیادہ فیاض تھا۔اس کا کلام میرو پہاڑ سے زیادہ مضبوط تھا۔اس کی طاقت سورج کی کرنوں سے زیادہ تیز تھی۔ وہ دراصل خود بڑا بہادر تھا۔اس کی تعریف اسطرح کی گئی ہے۔

مشرقی حصہ

سائل کے واسطے کلپ برکچھ۔ مخالف راجاؤں کے مندروں کے توڑ ڈالنے میں شیر ببر خوبصورت عورتوں کے سینہ کا ہار۔ بڑے شاعروں کے دلوں کی جھیل کا ہنس۔ اسطرح تمام دنیا اس راجہ کی تعریف کرتی ہے۔

آجکل کے راجہ ایسے ہیں کہ جھوٹ بولتے ہیں۔قرض لیتے ہیں۔ اور واپس دینے میں تامل کرتے ہیں۔ غیر عورتوں کی خواہش کرتے ہیں صرف اپنا ہی فکر و پرواہ کرتے ہیں۔ دوستی کا بہانہ کرتے ہیں اور دھوکا دیتے ہیں۔ بھلا ان راجاؤں کو اس راجہ سے کیا نسبت۔

تمام راجاؤں نے اوس کے سامنے سر نوایا۔ اور اس کے پیروں کے چمکدار ناخنوں کی

پس یہ نذرانہ تھیر پر نسدہ کرایا جاتا ہے۔
وہ جو اپنا کیا ہوا اور دوسرے کا دیا ہوا۔ دان ادتا دیتا ہے وہ ساٹھ ہزار سال تک بچھڑا کا کیڑا ہو کر رہیگا۔
یہ ان دان لالات مالکرانی کے حوالے کر دیا ہے ور یا ستی کو دیدیا پٹرانی شنتا دیوی نے وشنو ور دہن لوبل دیوی کی اجازت لیکر دریہ بہ چندر سدا نت دیو کے چرن دہو کر سونی گندہ وہاں ہی کے لئے کنکا سر کے بیچے کے میدان میں ہلولا کا (نام نہاد) مکان کا کیپ تکلب کر دیا۔ جو شخص کہ اس نذرانہ کو قایم نہ رکھے اسکو دریاے لوں کے کنارے پر اٹھا رہ کروڑ کاے مار نیکا پاپ ہوگا۔
نیک شبہ کرم کا دن تہا۔ کہ ایسا نیک کام کیا۔ سرلہرنی دیو چیلہ پہ جو چندر سدا نت دیو نے ۱۳۱۰ شاکہ کے برس تیار ہو ا ہے۔ اور ستلا دیوی کی لبادی لے نذر کیا ہے۔
مشکل ہو نہ خوشی ہو

کتبہ نمبرہ ۵ ایک ستون پر ہے جو گندہ دہرن ابی کے شمال میں ہے۔

کتبہ نمبر ۵۷

سنہ ۱۰۲ ۸ ۹ ۸ ۲

شمالی حصہ

ان آدمیوں کو جو کرامت کے جال میں پہنسے ہوئے ہیں ہم کھائی چہاٹ چہاٹ کر کاٹ ڈالتا ہے۔
سری رت کلپ دیو۔ مشہور کرشن راجہ بیدر کا پوتا تھا۔ نہایت نیک اور پاک دل تھا گنگ گنگے کا نواسہ تھا۔ حق کی لچہمی کا سنگ تہا راجہ جوڑامی کا داماد تھا۔ بڑا اسان دہونڈت والا تہا۔ بہت مشہور تہا۔ تمام دنیا نے اس کی اس طرح تعریف کی ہے۔ سری راجہ منڈلا سے مخالف راجا خوف کرتے تہے۔ وہ راجہ جو اس کے مقابلہ پر آتے تہے۔ اون کو مارتا تھا

مارانگ اور ماچی کبی کی سب سے بڑی لڑکی تہی - اور وشنو وردہن کی پیاری رانی تھی - لچھمی کی مانند کوئی اس کا ہمسر نہ تہا - سنتلا دیوی بڑی خوش نصیب تہی - اسکی تعریف کون کرسکتا ہے -

لڑائی میں راجہ وشنو کے لیے فتح کی لچھمی کے مانند تہی - خوشی سے مگن اور راجہ وشنو پہ قربان ہوئیہ اوس کے پاس موجود رہتی تہی - اور اس کی شان وشوکت کو بڑہانے والی تہی - شہرت کی لچھمی کے مانند تمام دنیا میں مشہور تہی - اس دنیا میں جو شخص سنتلا دیوی کی تعریف کرسکتا ہے - وہ اس کی تعریف کرے - سنتلا دیوی کے اوصاف - سنتلا دیوی کی فیاضی - سنتلا دیوی کی نیکیوں نے اس کو دنیا کا خواہشمند جواہر بنادیا -

ہزاروں وشنیونمیں حصہ لینے والی جو سنواتر خوش قسمتی سے حاصل ہوتی ہیں - دوسری لچھمی کے مانند - تمام علوم میں ہوشیار - نئی رکمنی دیوی - اپنے خاوند کے ساتہہ محبت کرنے میں سیتہ بہاما - عقل میں برہسپتی - لائق واچس پتی - مبنوں کے ساتہہ شریفیہ - اپنے خاندان پہ جان دینے میں ستیا - اپنے تمام دوستوں کے واسطے جواہر - جہاز رانی سوکہوں کیواسطے سمت نما تہی - چاروں رن کے واسطے اقبالمندی کا باعث عشق کے دیوتا کے واسطے فتح کا جہنڈا - اپنے خاندان کا چراغ - گانے بجانے اور ناچنے میں ہوشیار - جین دہرم کی مددگار - بہوجن - پناہ - دوا اور علم کے دان کرنے میں خوش ہونیوالی - وشنو وردہن پوسل دیو کی پٹ رانی سنتلا دیوی نے ساکہا سمت ۱۰۴۵ سال سوبہا کرت چیت سدی یکم کو جمعرات کے دن سری بیلگلہ تیرتہہ میں سوتی گندہہ ورن جین سندر بنایا - اور پوجا کرنے رشیوں منیوں کی جماعت کو بہوجن دینے کے واسطے منالوبل کا گانوں جو کلگی ناڈ میں واقع ہے اپنے گرو پربہو چندر سدہانت دیو کی چرن دھوکر دیدیا - پربہو چندر سدہانت دیو میگہ چندر تری وید دیو کا چیلہ تہا جو سری مول سنگ دیشی گن اور پستک گچہہ سے متعلق تہا - وہ شخص جو اس نذرانہ کو قایم رکہے گا عمر دراز پاوے گا اور خوش قسمت اور دولتمند ہوگا - اور اس پاپی کو جو اس نذرانہ کو قایم نہ رکہے گا - کرکشتر اور بنارس میں سات کروڑ دید پاٹہی منی اور گائے کے مارنے کا پاپ ہوگا -

دشمنوں کو مغلوب کیا - اور تمام زمین کا مالک ہوا ۔ اور سائل کے واسطے کرن تہا -
تعجب انگیز راجہ وشنو وردہن کے پیدا ہوتے ہی تمام راجاؤں کی طاقت زیادہ ہوگئی
اور مغرور اور مخالف راجاؤں کی طاقت کو زوال ہوا - تحقیا پ وشنو راجہ نے کئی راجاؤں
کو جڑ سے اوکھاڑ ڈالا - اور کئی راجاؤں کے سر اس نے لڑائی میں قلم کر ڈالے - کئی راجاؤں
کے سر پر چلا - اور اونکو روندا - جنہوں نے اس کا مقابلہ کیا اور مغرور ہو گئے - اونکو
اوس نے مطیع کیا اور اونکی جان بخشی کی - اپنے زور بازو سے اس نے سلطنت اپنا م
غلیموں سے آزاد کر دیا -
راجہ وشنو مخالف راجاؤں کے واسطے مانند چکر تہا - اس کی آواز سنتے ہی وہ بیٹھ
جاتے ہیں - اور بھاگ جاتے ہیں - خوف سے ادہر ادہر بھاگتے پھرتے ہیں اور کہتے
ہیں کہ الہ وہ آیا - پہر آیا - تمام دنیا کے لوگ راجاؤں کے سامنے اسکا حال اس طرح بیان
کرتے ہیں - تمام دنیا ایسی تہی گویا اوسپر وشنو چھایا ہوا ہے پانچ بڑے ڈہول کا مستحق -
مہا منڈلیشور - دوار وتی کے شہر کا مالک یادو کل کے آسمان کا سورج چوڑامنی -
ملیاؤں کا حریف وغیرہ وغیرہ اسکے لقب تہے - علاوہ بریں اس نے دو تمین کے
چکر کوتی - نلا کنڈو - نبل گری - کونگو - نا نگلی - کولالا - تیرپی - نیرو - کویا زو - کوکلی
اچا نگی - تیلی برو - بومبر چا - ونت سرچک - بلیا پٹن - وغیرہ قلعوں کو فتح کر کے
بڑی شان و شوکت سے ۹۶ ہزار گنگا وڑی کو اپنے زیر حکم کر کے وہ امن و امان سے
حکومت کرتا تہا - اور خوش قسمت مہا منڈلیشور تری بہون مال نلا کنڈ فتح کرنیوالا
زبردست بازو والے بیر گنگ وشنو وردہن پوسل دیو کی سلطنت کو ترقی دے رہا تہا
تاکہ وہ اتنے عرصہ تک قائم رہے جب تک کہ سورج - چاند اور ستارے قائم ہیں -
سنتلا دیوی مشہور راجہ وشنو کے دل اور آنکھ کی روشنی - اس کی سیاہ زلف ایسی
چمکتی تہیں - جیسے کہ شہد کی مکہی - اس کا چہرہ ایسا تہا جیسا کہ چاند - سنتلا دیوی اپنے
وشنو کے واسطے ایسی تہی جیسے کہ کام کے واسطے رتی -
وہ منظہر ما رانسگ کی پیاری استری ماچی کبی کے مشابہ تہی - اس نے بڑی شہرت حاصل کی

بیٹا بُدھ تھا۔ بُدھ کا بیٹا پورورو۔ پورورو کا بیٹا آیو۔ آیو کا بیٹا نہوشا۔ نہوشا کا بیٹا
بیاتی۔ اس کا بیٹا یادو اور یادو کل میں بہت سے ہوئے۔

یادو کل میں ایک راجہ مشہور ہوا۔ اور اس کی نسبت یہہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ کسی منی نے جو
جنگل میں تپسیا کر رہا تھا۔ ایک تند شیر کی طرف اشارہ کر کے اس سے کہا کہ پوسل یعنی اس شیر
کو مارو۔ اسوقت سے اس راجہ کا نام پوسل ہو گیا۔

اسی وجہ سے دوارا وتی کے حاکم پوسل کہلاتے ہیں۔ اور شیر کی پوستین پہنتے تھے۔ انہیں
سے راجہ دنیا دتیہ ساس پور میں پیدا ہوا۔ وہ خوش قسمت جو دنیا کے لوگوں کا بہت
عزیز بن گیا۔ اس نے بہت پتے والے کنول کے پھول جیسا ہاتھ سفید چھتر کو لچھمی کا گھونگھٹ بنایا
اور بہادری کی لچھمی کو اپنے بازو میں جگہہ دی تاکہ راجاؤں کے مغلوب کرنے میں اس کی مدد
کرے۔ اس نے اپنی شہرت تمام اطراف میں پھیلائی۔ راجاؤں کو شکست دی اور بڑا نام پایا
یادو بنس کا چمکدار جواہر۔ راجاؤں کے واسطے طلسماتی جواہر۔ لچھمی کی گردن کا جواہر
شاہوں کے سر کے تاج کا چمکدار جواہر۔ نیکی کے راستہ کا آئینہ۔ دنیا کا سب سے اچھا جوہر
ایسے اوصاف کا جواہر۔ کہ اس کے ساتھی بطور وشنو کے اوسکی پوجا کرتے تھے تاج کا جواہر۔ دنیا دتیہ سائل
کے واسطے کثرت کا درخت (یعنی سامال کو اوسیوقت دیدیتا تھا) پناہ مانگنے والے کے واسطے فولادی پنجرہ
عیسٰی بستریوں کے واسطے مانند ہنومان۔ دشمن کے واسطے موت ہے۔

دنیا دتیہ ان ملیاؤں (یعنی پہاڑی سردار) کے سر پہ جو مغرور ہو کر اس کا مقابلہ
کرنے میں تلوار مارتا ہے۔ اور ان ملیاؤں کے سر پہ جو خوف زدہ ہیں غرور نہیں کرتے
اور اس کا مقابلہ نہیں کرتے وہ اپنا ہاتھ رکھتا ہے۔

اس پوسل راجہ کے ہاں دولت کا پتی۔ راج کنوروں کا جواہر۔ بہادر راجہ ایری انگا
پیدا ہوا جس نے اپنی قوت بازو سے کئی راجاؤں کو مطیع کیا۔

ایری انگا دیو کی برابری کون کر سکتا ہے جو شخص لاثانی تھا۔ تیسرا مارو تی۔ چوتھا شعلہ
پانچواں سمندر۔ چھٹا پہولوں کا تیر۔ ساتواں مہاراجہ۔ آٹھواں سلسلہ کوہ۔ نواں ہاتھی
دسواں خزانہ کی کان۔ اس مشہور راجہ ایری انگا کا بیٹا وشنو وردہن تھا۔ جسنے زبردست

شمالی حصہ

سری سول سنگ - دیبی گن - وکرگچھ اور کونڈا کنڈا نویہ کے

خاندان میں وڈا دیو کے چیلے دیو مدر سدانت دیو تہا - اس کا چیلہ جینر مکہہ دیو ہوا جسکو
نسیہہ نندی آچاریہ بہی کہتے تہے - اس کا چیلہ گوپانندی پنڈت دیو ہوا - اسکے سدہرم مہیندر
چند پنڈت دیو - دیو مدر سدانت دیو - سبہاکیرتی پنڈت دیو میگہہ نندی سدانت دیو -
جن چند پنڈت دیو - اور گن چندر ل دناری دیو ہوئے -
اون میں میگہہ نندی سدانت دیو کا چیلہ رتن نندی بہٹارک - جسکے سدہرم کلیان کیرتی بہٹارک دیو
میگہہ چند پنڈت دیو - مالا چندر سدانت دیو ہوئے -
گوپانندی پنڈت دیو کے چیلے سبہاکیرتی پنڈت دیو - واسو چندر پنڈت دیو - چندنندی
پنڈت دیو - گولا دیو جس کو ہیم چندر ل دناری گنڈ وی ملت بہی کہتے تہے - اور تری مشتی دیو
تہے

کتبہ نمبر ۵۶ گندہ ورن بستی کے مشرق میں واقع ہے -

کتبہ نمبر ۵۶

سنہ ۱۱۲۳ء ۶ و ۳ × ۱ و ۴

تپ روپی - امرت کے سمندر یعنی میگہہ چند تری وید سے پیدا ہو (اس کا چیلہ تہا)
متواتر ریاضت کرنے سے اس کا جسم پوتر ہوگیا - اور وہ فاضلوں کی خوشی کا باعث
تہا - اوس کی شہرت تینوں لوک میں پہیل گئی - وہ تمام عیب سے مبرا ہے سدانت
کے سمندر کو ترقی دینے والا ہے - اس کا نام پربہو چندر ہے -
وشنو کی کنول جیسی نابہی کے بیٹے برہما سے اتری ہوا - انہی سے چاند پیدا ہوا - چاند کا

کود گیا مگر پانندی نیاے کے چھ مدرسوں میں ایسا پھرتا تھا جیسے کہ مست ہاتھی آزاد پھرتا ہے۔

اس کا سدہرم پربھو چندر تھا جو جتیز ملبہ دیو کا چیلا تھا اور جلے چرنوا کی دنارا کا راجہ بھوج پوجا کیا کرتا تھا۔ اس کا سدہرم دم نندی تھا۔ جو وشنو بھٹ پر غالب آیا۔ اس کا سدہرم مل دہاری منی تھا۔ جس کو گس چندر بھی کہتے تھے۔ مالی پور میں سانت ناتھ کے چرنوں کی پوجا کرتا تھا۔ اس کا سدہرم میگھ چندری سدہانت دیو تھا جو کہ گچھ کا سردار تھا۔ اور اس کا سدہرم جن چندر تھا جو چندر مں ماند پوسے پاد دنیا میں بہت اکلنک اور شاعری میں بھارتی کے مانند تھا۔

مغربی حصہ

اس کا سدہرم دیو نندر تھا جو نبک بو ہمبدر تھا۔ اس کا سدہرم وسو چندر مفیندر تھا۔ جو بالکپہ اپر ہمالی میں بالا سرسوتی کے نام سے مشہور تھا۔ اس کا بھائی اور سدہرم اشش کیرتی تھا جسکے چیرہ پہلی سکا راجہ آدر کرتے تھے۔

اس کا سدہرم بھی شتی بھندر ہوا۔ جو گوپانندی جتی کا چیلہ تھا اور جو صرف تین مٹھی کھانا کھایا کرتا تھا۔ اس کا سدہرم مل دہاری ہیم چندر۔ گنڈدی مکت اور گولا ناسی ہے۔ جو گوپانندی جتی کا چیلہ تھا۔ اس کا سدہرم سہا کیرتی تھا۔ جو مول سنگ دلیسی گن اور دکر گچھ سے متعلق تھا۔ اس کا سدہرم میگھ نندی تھا۔ جس کا بیٹا میگھ چندر تھا۔ میگھ چندر کے ایک بیٹی تھی جو دنیا میں اسے چندری کا کے نام سے مشہور ہوئی۔

اس کا سدہرم کلیان کیرتی تھا جو ساکنی وغیرہ کے جادو کے دور کرنے میں ہوشیار تھا۔

اس کا سدہرم بالا چندر منی تھا۔ جو کہ گچھ کا سردار تھا۔ مترجم

[مندرجہ بالا بیان نظم میں ہے۔ اس کے آگے لکھا ہوا ہے۔]

چھوڑتے ہیں اور سرگ میں داخل ہوتے ہیں۔
ساکہا سنہ ۱۰۵ سال کلکا پہاگن بدی پنچ اتوار کو سوتی چندرما میں وہ بڑا جتی سری ملی
سنین ملی دوپہر کے وقت تین دن تک برت رکھکر دیولوک کو چلا گیا۔
کتبہ نمبر ۵۵ یہ مادتی ابتی میں ہے۔

کتبہ نمبر ۵۵

تاریخ سنہ ۱۱۵ء — ۲ وسہ × ۱ و ۲ طول و عرض

خلاصہ۔ جین دہرم کی تعریف مہابیر سوامی کے اصولوں کو کونڈا کنڈا معل سنگہہ نایک نے پھیلایا۔ اس کے چیلہ دیسی گن سنگہ میں دیو نیدر سدہانت دیو پیدا ہوا۔ جس کی دیو نیدر بہی تعظیم کرتا تہا۔

اس کا چیلہ چترکہہ دیو تہا۔ ہر ایک سمت (دشا) میں آٹہہ آٹہہ دن تک برت رکھکر اور پرنور تپسیائے اپنے جسم کو گھٹاکر وہ ممتاز ہوگیا۔ اور مہینگدز نے کے بعد اوسنے چترکہہ کا نام رکھا اور تمام لوگ اس کی تعریف کے راگ گانے لگے۔ اوس کے چوراسی چیلے تہے جن میں گوپانندی وکرتچ میں مشہور ہوا اور دیسی گن سنگہ کا سنگہ نایک تہا۔ اس نے وہ بات حاصل کی جسکا حاصل کرنا کسی غیر کے واسطے ناممکن تہا۔ کیونکہ اس نے جین دہرم کو جو مدت تک ترقی پذیر نہ تہا گنگ راجہ کے بدولت ترقی دی۔ وہ سانکہہ۔ بھوتیکا۔ بودہ۔ ویشنو اور چارواک دہرم والوں کے واسطے عصیں ہاتہی کے مانند تہا۔

جنوبی حصہ

جبکہ جینی نے اپنے آپ کو بند کرلیا۔ وتبشنک بہاگ نکلا۔ سگت نے بہاگ جانے کے بجائے اپنی چہاتی پیٹی۔ الکش پادہیار سے نزدیک آیا۔ لوکایت نے بہاگنے کا ارادہ کیا۔ سانکہہ،

منی ہمارے اوپر نظر عنایت رکھے۔ اوس مل دھاری منی پالی میں عزت کرتا ہوں۔ جو
جہالت کو دور کرتا ہے۔ اور جو بڑا تپیشوری ہے۔ اور جس کے جسم کی کیچڑ معتقدوں
کے دلوں کی برائی کی خاک کو صاف کر دیتا ہے۔

ملی شین منی رت۔ تاریکی کے دور کرنے میں جنگل کی آگ کے سمان ہے۔ بڑا تپیشوری۔
جن کے چرنوں میں پاک آدمی نواس کرتے ہیں۔ کاش کہ وہ میرے ہر دے (دل)
میں نواس کرے۔

جس نے دنیا کو پاک کرنے کے واسطے اپنے جسم کو کیچڑ سے بھرا۔ تینوں لوک کے مالدار بنانے
کے واسطے خود غریب اور مفلس بن گیا۔ گرہست کے تفکرات کے دور کرنے کے واسطے
.... ملی شین گرو پوجنے کے لائق ہے اس نے اپنی چال چلن کی مثال سے دنیا
کو پاک کر دیا۔

بڑا صابر۔ بڑا مہربان۔ بے لاگ۔ جس کو کسی چیز کی خواہش (اچھا) نہیں۔
مکتی کا متلاشی۔ اگرچہ اپنی دانست میں حقیر ہے مگر جو گیوں کا سردار ہے آچاری۔ سری
ملی شین گرو کی ہم تعظیم کریں۔

جو دنیا میں پوجا کرتا ہے۔ اور جس کی نیک آدمی محبت سے تعریف کرتے ہیں۔ جس نے
منتھ کی کمان کو توڑ ڈالا۔ جسکی تمام منی عزت کرتے ہیں۔ جس نے آگم قایم کیا۔ جس کی
مہربانی سے زندگی بسر ہوتی ہے۔ جس میں مل دھاری برتی تھی ...... اسکی
ہم تعظیم کرو۔

بیل گول نیز نہیہ میں یہ بڑا سنیاسی خوشی سے مگن تپشیا کرتا تھا اور منمتھا کی پیدائش کو
روکتا تھا۔ منمتھا کے جسم نہیں ہے۔ مول سنگ اوس کی پوجا کرتا تھا۔ وہ اجیت سین
پنڈت دلیو کے کنول جیسے چرنوں کی مکھی تھا۔ اور سلیکھنا کرکے سرگ کو پراپت ہو گیا اور تمام
سنگ اس کی نبڑیا کو دیکھکر خوشحال ہوا۔ ذیل کا اشلوک اس کے استقلال طبع کو ظاہر کرتا ہے
اون تینوں جواہرات کی پوجا کرکے جنکا آگم میں بیان آیا ہے اور اس طرح زندگی بسر کرکے
کہ تمام زندہ مخلوق کو ایذا نہ پہونچی۔ اور صابر بن کر ہم اپنا شریر جنیندر بھگوان کے چرنوں میں

کرتے ۔ پس تم کو کچھ تکلیف نہیں ۔ کچھ خوف نہیں ۔ اور کچھ خواہش نہیں ہے ۔
ابدی تعلیم کی اس عجیب طرز کی بابت تم کچھ نہیں جانتے ۔ اس تعلیم کے حاصل کرنے کا ارادہ کرو
اندر اور وشنو کی خوشنودی کی خواہش چھوڑ دو ۔ ایسے امور کی بابت جنکی انتہا نامعلوم ہے
جو آنکھوں سے نہیں دیکھے اور جنکی بابت صرف ذکر اذکار سنا ہے اتنا ہی کہنا کافی ہے ۔
بلکہ بہت کافی ہے ۔ ممکن ہے کہ ایک جاہل آدمی حسد اور عناد سے اپنے دل کو خراب کرکے
شاید جیندر کی بھگتی میں خطا کر جاوے ۔ جس سے ہمیشہ کا امن حاصل ہوتا ہے لیکن عقلمند
آدمی ایک لمحہ بھر کے واسطے بھی کسی دوسری چیز کے لیے کوشش نہیں کرے گا ۔

مغربی حصہ

اس کے دو چیلوں کے حلم اور اوصاف کی بابت یوں لکھا ہے ۔ اون کے نام شانتی ناتھ اور
پدم ناتھ تھے ۔ حلکہ گویا کانت اور وادی کولاہل بھی کہتے ہیں ۔
اے بڑے منی ۔ ہوشیار ۔ عالم اور لائق آدمیوں نے تیرے ماتحت ہو کر تمام دنیا حاصل کرلی
اے شانتی تیری شہرت دنیا میں چاروں طرف پھیلی ہوئی ہے ۔ بڑی سرسوتی بھی اسکو
ظاہر نہیں کرسکتی پھر ہماری طاقت کہاں ہے کہ اس کو بیان کریں ۔
ہاتھی (مخالف بولنے والے) نے اپنا غرور چھوڑ دیا ۔ اور اپنے حسد و بغض سے ہاتھ دھو بیٹھے اور
خوف زدہ ہیں ۔ جب وہ پدم ناتھ کی آمد کا حال سنتے ہیں تو بھاگنے لگتے ہیں ۔
ایسا کمار سین جس نے جین تپشیا کی اور جس سے جینیوں نے دکشا اور سکھشا لی ۔ ہمیشہ
کرے وہ ہماری حفاظت کرے اور اس کی پاک خصلت مدامی خوشی کے حاصل کرنے کے
لیے ایک نمونہ ہے ۔
مست ہاتھی ستر جو دنیا کی طاقت کے ہڑپ کر جانے کا مشتاق ہے اس کو بھاگا ۔
دو ٹکڑے کر ڈالنے میں شیر ببر کی مانند ہے ۔ اور اس کے چیلوں کی راجہ سیوا کرتے ہے
بارہ اوصاف رکھتا تھا پنپیا کرنے میں اُگنے والے آفتاب کے مانند تھا ۔ گرد ملی تیرہ ملہاری

شہر جنتر مکہ کے نام سے مشہور ہوا۔
علوراکے جیسے شہر کے گرد و نواح کا جواہر۔ بے نظیر اوصاف رکھنے والا۔ جسکی راجہ عزت کرتے تھے۔ وہ گن سین پنڈت پوجنیک ہے۔ جس کی تعلیم سے لوگ شکھ کو پراپت ہو جاتے ہیں۔
جو اشخاص کہ شادیا د بانی سے بخوبی واقف ہیں۔ وہ اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ وہ اس جہان کے واسطے دوسرا سورج ہے۔ اپنی شان و شوکت سے جہالت کی تاریکی کو دور کرتا ہے۔
اوس کی میں روز مرہ محبت سے پوجا کرتا ہوں۔ وہ جو اعتقاد سے اوس کی سیوا کرتے ہیں اور اس کی عزت کرتے ہیں اون کے دلوں کا پدم مردہ کنول کا پھول اوس ملاقات سے کھل جاتا ہے۔
جھوٹ بولنا چھوڑ دو۔ شادیا د بانی کا بار بار سمرن کرو۔ عاجزی سے مخالف بولنے والے ہاتھیوں کے شیر کی عزت کرو۔ ورنہ تم اس کی صفات لوشکے خوف زدہ ہو جاؤ گے اور مخالف بولنے والے ہاتھیوں کے مانند کسی پرانے کھنڈر کنوئیں میں سڑ جاؤ گے۔
اجیت سین۔ اس کے اوصاف خوبصورت لہرانے والے پھول کے مشابہ ہیں۔ اس کی محبت سے بھری ہوئی پیچ (دریا کہیان) کی شہرت ایسی ہے۔ جیسے کہ امرت کے سمندر کے واسطے کشتی۔ اس کے چرنوں کے ناخن ایسے چمکدار ہیں جیسے کہ چاند۔ راجاؤں کی خوشی کا باعث اس کی جو کچھ تعریف کی جاوے بجا ہے۔
اوس کے کنول جیسے چرنوں میں راجاؤں کے تاج جواہر نگار ہیں۔ اور بڑے بڑے مست ہاتھیوں (یعنی مخالف بولنے والوں) کے غرور کا مٹانے والا ہے۔ اجیت سین مخالف بولنے والوں کے لئے ایسا مشہور ہے جیسے ہاتھی کے واسطے شیر ببر ہوتا ہے۔
اجیت سین گرہست آشرم کے چھوڑنے کے بارہ میں یوں لکھتا ہے۔ کہ
پاک جنیندر بھگوان کا مسئلہ جسکو تین لوک کے انسان حاصل نہیں کر سکتے تم کو حاصل ہے وہ اس مددگار ہاتھ کے مانند ہے جو اون آدمیوں کے لئے پھیلایا گیا ہے۔ جو گرہست کے سمندر میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اس مسئلہ کی باریکی تم جانتے ہو۔ جسکی اور لوگ خواہش ہی کیا

محبت سے وادی راجہ کو سیری طرف لاتی ہے - ادہر - ادہر - دیکھو - دیکھو - کیا یہ بات جی کے واسطے درست نہیں ہے ہمیشہ کرے وہ تمہاری حفاظت کریں -

اس کے چرنوں کے ناخنوں کے چاند ایسے روشن ہیں جیسے کہ کنگ راجہ کے تاج کے جواہرات سے تمام کا رنگ ٹھہرتا ہے اس کا نام سری وجیہ ہے - بڑا لائق - دیوتاؤں کی خصلت والا اور جہالت کا دھسکرنیوالا ہے -

وادی راجہ دیو نے اس کی تعریف یوں ہی کی ہے - کہ بڑی مشق سے اور تجربہ سے جو علم اور تپشیا ہم سبین نے حاصل کی تھی وہ اب جون کی تون سری وجیہ میں منتبدل ہو گئے - جو اس کی جگہ تخت پہ بیٹھا -

وہ بڑا عالم تھا - مگر مغرور نہ تہا - وہ بڑا تپشیوی تہا - مگر بے رحم نہ تہا - وہ دولت مند تہا مگر گستاخ نہ تہا - جس کی بدولت کل بہدر اس لوک میں ان صفات کے باعث مشہور ہوا جس سے پاپ دور ہو جاتا ہے -

جسکا صرف دہیان دہرنے سے میرا دل نیکوں کا تیرتھ بن جاتا ہے - ایسے کمل بہدر کی اپنے دل کی صفائی کی غرض سے سیوا کرتا ہوں -

نہایت ہی خوش قسمت دیا پال جس سے بہارتی (سرسوتی) بغلگیر ہوا تہا - جو اپنے نیک اوصاف کے لئے مشہور تھا - جوگیوں کا سردار تھا - اس بڑے سوامی دیاپال کو بڑت کا لقب ملا ہوا تہا - اے زبردست فاضل نیک آدمیوں اس کی تعریف کرو - منتبے غرور کا فتح کرنیوالا - پاک دیاپال - تمام علوم میں ہوشیار - تمام مباحثہ کرنیوالوں کو جیتنے والا اس کی شہرت تمام دنیا میں پہیلی ہوئی تہی اور اس کی چرن راجاؤں کے تاج کے جواہروں سے سُرخ ہو رہے تہے -

جسکے کنول جیسے چرنوں کی سیوا کرنے سے پرسل راجہ دنیا دتیہ اقبالمند ہو گیا - اور اس کا حکم دور دور تک پہیل گیا - وہ شانتی دیو لیاقت کے لحاظ سے کمیاب شخصوں میں سے ہے جو ہر ایک بات کی تشریح کر سکتا ہے - جس نے پانڈیہ ملک کے راجہ سے جو بڑا عالم مشہور تہا - سوامی کا خطاب حاصل کیا تہا - بہت خوش قسمت تہا - اور اہرپال کو دربار میں

جس کے مفصلہ ذیل اشلوک سے جو راجہ کی سبھا میں اس نے پیش کیا۔
مخالف بولنے والوں نے اونچے پہاڑ میں پناہ لی۔ چونکہ ان کو زمین پر گر پڑنے کا اندیشہ تھا۔
اے راجہ۔ سچ ہے ہیم سین کا مت ایسا ہے کہ جو شخص نیائے اور گرہیہ میں خوب واقفیت حاصل کرکے اور تجربہ کار ہو کر میرے اس سوال کا جواب دیتا ہے۔ اس فاضل شخص کی بحث کو میں رد کرتا ہوں۔

وہ دیا پال منی جس نے موزوں الفاظ میں اپنے دشمنوں کو سدّھی کا یقین دلایا۔ اور جو اپنی عظمت کے باعث نیک آدمیوں کے پاس موجود رہتا تھا۔ اس کی ہم تعریف کریں۔

وہ دیا پال برتی جس کا گرو سری متس گر اتھا۔ جس کی شہرت چاند کی مانند پھیلی ہوئی تھی۔ اور جس کا ہم جماعت (سے برہمچاری) وادی راجہ گن کا سردار تھا۔ وہ دیا پال بڑا خوش قسمت تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ اوروں کو اپنے مانند تربیت دیوے۔

اس کا مسئلہ دنیا کے واسطے چراغ ہدایت تھا۔ اس مسئلہ کو صرف جینیندر دیو نے ظاہر کیا تھا۔
وادی راجہ اس طرح مشہور ہوا۔

فاضل وادی راجہ ایسا تھا کہ اس کی شہرت آسمان تک پہنچی ہوئی تھی اور چاند کی کرنوں سے ملی ہوئی تھی۔ اس کا بیچ ردالکیان، کان کو ایسا بھلا معلوم ہوتا ہے جیسے کہ بھنور کا بلنا۔ سیوا کرانے کا مستحق تھا۔ مخالف بولنے والوں پر فتح پاتا تھا۔ اس کے اوصاف کے بارہ میں شاعروں نے یوں کہا ہے۔

چالوکیہ مہاراج ادھراج کی راجدھانی میں (یعنی دیوی گوریاں کی حرم پوری میں) وادی راجہ کا نشید ڈھول بجتا ہے اور اس کی آواز بھلی معلوم ہوتی ہے۔ اے مغرور بولنے والو۔ مت بولو۔ اے فاضلو اپنا غرور دور کرو۔ اے مباحثہ کرنے کے واسطے مشتاقو۔ مباحثہ بند کرو۔ اے جبیری کلام شاعرو چپ ہو جاؤ۔ پاتال میں دیال راجہ (آدی شیش) ہے جو خواہشمان والا مشہور ہے۔ اور سرگ کے باہر آنے کے ناقابل دھشن (پستی) ہے۔ جس کا چیلہ وجیہ بھرت (اندر) ہے۔ وہ امر ہیں۔ دیگر گفتاروں نے اپنا غرور چھوڑ دیا ہے اور ظفرمند وادی راجہ کی سبھا میں اطاعت قبول کر لی ہے پرانی منی کہتے ہیں کہ گوریاں دیوی

اگر یہ خیال کریں کہ بیشمار سبھاؤں میں مباحثہ کرنیوالوں کا کس طرح مقابلہ کر سکتے ہیں تو کہہ سکتے ہیں کہ پرواد ی مال دیو بحث مباحثہ میں بڑا فاضل تھا۔

پرآوادی مال نے کرشن راجہ کو حضور میں اپنے نام کی تشریح اس طرح کی ہے پرا کے معنی ہیں مسئلہ کے برخلاف ہونا۔ اور پراوادی کے معنے ہیں وہ شخص جو اس کی بحث کرے پراوادی مال کے معنے ہیں ایسے مسئلوں کا رد کرنیوالا۔ اور پراوادی مال میرا نام ہے جسکو فاضل کہتے ہیں جنتی آریا دیو۔ بڑا لائق۔ سدہانت کا بانی جس نے سرگ لوک میں جانیکی خواہش میں تپسیا کی اور سرگ لوک کو سدھار گیا۔

جب لوگوں نے گھاس کے تنکے سے اس کی کان کو چھیدا تاکہ اس کی تپسیا کا امتحان کریں تو وہ گہری نیند سے اٹھا اور آہستہ سے ہتھیلی سے کان کو ٹیکا لیا۔ اور دوسری طرف کروٹ لی تاکہ وہ فرضی کیڑا بچ کر نکل جاوے اور پھر سو گیا۔

جین مذہب کے مسئلوں کو گنتہ بھر دیوتاؤں نے بیان کیا ہے اور وہ مسئلہ ایسے ہیں کہ کبھی رد نہیں ہو سکتے۔ چندر کیرتی نے براہ مہربانی و نوازش ان چیلوں کو جنہیں اس نیچ کال میں بہت تھوڑا علم تھا اس مذہب کی تھوڑی سی باتیں بتلائیں۔ بڑا لکھوار چندر کیرتی گن کا سردار شان و شوکت میں چاند کے مانند تھا۔ اے فاضلو تم اس کی تعریف کرو۔

کرم پرکھیرتی بھٹارک جس کی تابعداری سے آدمی کرم سے چھوٹ جاتا ہے اور جو بڑا لائق اور عالم تھا اس کی ہم سب عزت کریں۔

سری پال دیو تمام علوم سے واقف تھا۔ اس کو تری وید کہتے تھے۔ اور وہ متو کی تشریح اور مطلب بیان کرنے میں بہت ہوشیار تھا۔

سری متس کرا نے تمام جہان کو پاک تیرتھ بنایا۔ اپنی شان و شوکت سے جہالت کی تاریکی کو دور کر دیا۔ بڑا لائق شخص تھا۔ دولت کا بڑھانے والا تھا۔ اس کی عنایت ہی دنیا کے راجاؤں کے سر کا زیور تھی۔

مباامتی ہیم سین - چاند جیسا خوبصورت - خوش قسمت - بڑا عالم - فاتح اور صاف دل تھا۔

وہ خود اپنے علم کا حال یوں بیان کرتا ہے کہ۔
اے راجہ ساہس شنک سفید چھتر رکھنے والے راجہ بہت ہیں۔لیکن تمہارے مانند لڑائی میں فاتح اور فیاض پانا مشکل ہے۔عقلمند آدمی بہت ہیں۔لیکن میرے مانند شاعر لایق فایق۔فاضل اور فصیح۔اور تجربہ کار نہیں ہیں۔

مشرقی حصہ

اے راجہ۔ جیسے کہ تم اپنے تمام دشمنوں کی شیخی کے دور کرنے میں مشہور ہو۔ویسی ہی میں تمام پنڈتوں کے غرور کے دور کرنے میں مشہور ہوں۔اگر اوس میں کچھہ شک ہے۔تو میں ہوں اور تمہاری سبھا کے بڑے بڑے آدمی ہیں۔تمہاری سبھا میں جو شخص میرے ساتھہ بحث کرسکتا ہے وہ تمام علوم سے پہلے واقف ہوکر میرے ساتھہ بحث کرے۔
کچھہ اپنے غرور کو تسلی دینے کی خواہش سے نہیں۔دشمنی سے نہیں بلکہ ان لوگوں پر رحم کی نگاہ سے جنکا یہہ خیال ہے کہ کوئی آتا نہیں ہے۔اے راجہ میں ہم ستیں کے سبھا میں فاضل مغرور بودہ مت والوں پر غالب آیا اور سنگت کو زیر کیا۔
اے اکلنک دیو پشپ سین منی آپکا سدھرم تھا اور بڑا خوش قسمت تھا وہ کنول کے پھول کے لئے سورج تھا۔
ومل چندر گرو نے معلوم کیا کہ اس کے چرنوں کی برکت سے بحث کرنے والے دشمنوں کا غرور جاتا رہا۔تو کیا پنڈتوں کو اوس کی ہدایات پر عمل نکرنا چاہیئے۔
یعنی وہ اشلوک جو "پتر" سے شروع ہوتا ہے۔مخالف بولنے والوں کے واسطے رنج کا باعث ہے۔کیونکہ اوس سے اونکی شکست ہوتی ہے۔دگمبر ومل چندر نے یہہ کہہ کر اپنے گھر کے دروازے پر لگا دیا جہاں سے بہت سے راجہ۔ہاتھی اور گھوڑے گذرا کرتے تھے۔اور اوس میں شعر۔پشپات تنت گت کے بیٹے (بودہ) کپالیک اور کپلاؤں کا ذکر کیا۔
اے پاک آدمیو۔تم سب جنکو گناہیں پڑنے کا اندیشہ ہے۔پاک منی اندنندی کی سیوا کرو جس کی بڑے بڑے راجہ پوجا کرتے تھے۔

اے شاعرو۔ ہر طرح سے وجہ نندی منی کی اطاعت کرو جسکی روز بروز لوگ نئی نئی
تعریفیں کرتے ہیں۔ اور جس نے نوستوتر بنایا۔ نوستوتر میں جین کی تعلیم بھری پڑی ہے
پاترکیسری گرو بہت بڑا تھا۔ جس نے تری لکشن کے بنانے میں پدماوتی سے مدد لی۔
اس سوتی دیوی کی تعریف کرو۔ جس نے سوتی سپت کام بنایا۔ اس کتاب میں ان لوگوں
کے واسطے جو مکتی کے خواہشمند ہیں لکھا نصیحتیں بھری پڑی ہیں۔
جنوب کی طرف آکر کمارسین منی دیولوک ہوگیا مگر وہ دنیا میں ابتک مشہور ہے اس کی شان فصاحت
ایسی تھی۔ اس عالی نژاد چنتامنی مینوں کے سردار نے چنتامنی بنائی تھی۔ جو گھر گھر میں
موجود ہے۔ اور جس میں گیان دولت محبت اور مکتی کی بابت خوب تشریح دی ہوئی ہے
ایسی منی کی لوگ کیوں نہ تعریف کریں جس کی وجہ سے وہ خوشی حاصل کرتے ہیں۔
بیز نتاسه وں واچوڑمنی۔ بڑے نظم چوڑامنی کا مصنف سری وردھ دیو تھا۔ جس نے
اپنے علم سے شہرت حاصل کی۔
ڈنڈی نے اسطرح اُس کی تعریف کی تھی۔
گنگا کی لڑکی۔ اوس کے سر پہ مشہور رہتا ہے۔ اے سری وردھ دیو تمہاری زبان پر
سرسوتی ہے۔
منمتھہ کو فتح کرنیوالا۔ گن کا مددگار۔ پہاڑ یعنی راجاؤں کے سر کا کچلنے والا۔ اگرچہ ان بلحاظ
سے نشاد تھا۔ مہیشور (شو) اس کے ساتھہ مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ جو بہت عالم تھا۔ اور
جس کی شہرت تمام دنیا میں پھیلی ہوئی تھی۔ اس مہیشور منی کی ہر شخص تعریف کریگا۔
وہ مہیشور منی تعظیم کے لایق ہے۔ وہ ستر مباحثوں میں کامیاب ہوا۔ اور برہما کی سبھا میں
اوس کی عزت ہوتی تھی۔
دلیو کلنک پنڈت نے تارا دیوی کو جو مٹی کی ہانڈی میں پیدا ہوئی تھی۔ مسر لودھوں کے
شکست دی۔ اور جو جھوٹے مذہب والوں کو تکلیف دیتا تھا۔ اور صرف دیوتاؤں کی پوجا
کرتا تھا۔ اپنے سگت کو اپنے چرنوں کے پانی سے گناہوں کے پراشچت کرنے کے واسطے جبر
کیا۔

اتبک صاف و پاک ہوتی ہے۔ تعلیم دیتے تھے۔ یعنی سرت کیولی اندر جنکی دیوتا اور فاضل پوجا کرتے تھے اور جو اپنے سپیچ دوا کہیاں سے جب مذہبوں کے پہاڑ کو پھاڑ ڈالتے تھے۔

بہدر باہو کی عظمت بیان کرنے کے قابل ہے۔ جہالت کے غرور کے دور کرنے میں مضبوط ارادہ والا تہا۔ اور جنکا شاگرد بہولے کے سبب سے چندر گپت کی بن کے دیوتاؤں نے مدت تک پوجا کی۔

اس جہان میں کونڈ کنداکی عزت کون نہیں کرتا۔ تمام جہان چنبلی کی خوشبو کے مانند اس کی شہرت سے بھرا ہوا ہے کنول کے پھول یعنی خوبصورت فرشتوں کے ہاتھوں کے واسطے شہد کی مکھی۔ اس نے بھارت میں جین مسئلہ پھیلایا۔

سمنت بہدر اچاریہ تعظیم کے قابل ہے۔ خواہشات بد کے مغلوب کرنے میں ہوشیار ایسا رتبہ والا جو دیوی پدماوتی نے اس کو دیا تہا۔ جسنے اپنے لفظوں کے جادو سے چندر پربھو کو بلایا وہ خوش قسمت سمنتا بہدر جس کی وجہ سے اس کلجگ میں جین کا مارگ سمنتا بہدر یعنی خوش قسمت بن گیا۔ یعنی تمام اطراف میں لوگ اوس کو اچھا ماننے لگے۔

ذیل کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بحث کرنے کا بہت شوقین تھا۔ اوّل پٹنہ میں میں نے ڈھول بجایا۔ پھر مالوا میں۔ سندھ میں اور ٹکا میں۔ کانچی میں اور کرناٹک میں پہونچا۔ بڑا جنگجو۔ اور بڑا عالم۔ اے راجہ میں شیر کے مانند ادہر ادہر شکار کی تلاش میں پھرتا ہوں۔ دہورجتی یعنی شخص کی صاف اور تیز زبان بھی بند ہو جاتی ہے جبکہ سمنتا بہدر نیری سبہا میں موجود ہوتا ہے۔ اے راجہ یہ کیسی سبہا ہے۔ بہگوت بلرہت کی تعریف سے اس نے پاپ کو دور کر دیا۔ اگر وہ سمنا نندی گرو سے یہ باتیں نہ سیکھتا۔ تو یہ پاپ کیونکر دور کر سکتا تھا۔

ہزار زبان والا اہندر (ادی شیش) دکر گر یومنی کی تعریف کرتے ہیں۔ کیونکہ اوس نے اپنی فصاحت زبان سے مخالف بولنے والوں کے گروہ کو تتر بتر کر دیا۔ اس پر ساسن دیوتا کی نظر عنایت تھی۔ مخالف بولنے والوں نے شرم سے گردن جھکا لی۔ دکر گر یومنی نے چند ماہ کے اندر اندر نوشبد واکیہ تصنیف کی۔

[illegible]

اس جنا لیہ کیو اسطے - دیوتاؤں کی پوجا کے واسطے - رشیوں کی سنگہ کو بھوجن کہلانے کی غرض سے اور مرمت کے واسطے تھانویں کا گانوں (واقعہ کلکتی ناد) اور گنگا سمندر کے وسطی میدان میں ۵۰ کلوگا کا ایک باغ دیا اور چالیس گندہ سونا رکھکر اسے اس خیرات کے بانٹنے کیلیے واسطے ایک مکان بنایا - اور وشنو وردہن پوسل کی اجازت لیکر ساکھا سمت ۱۲۲۵ سال سوبھاکر چیت سدی پڑوا جمعرات کو اپنے گرو پربھوچندر سدانت دیو کے چرن دہوکر بہ دان دیدیے - پربھوچندر سدانت دیو - میگھ چند - تری وید دیو کا چیلہ تھا جو سری مول سنگ دیسی گن اور پستکا گچا میں سے تھا -

وہ شخص جو محبت سے اس کو قایم رکھے عمر دراز پائے اور نہایت خوش قسمت ہو - اور وہ شخص جو کچہہ پروا نہ کرکے اس کو ضایع کرے اس کو کڑوڑ وید پاٹھی منی اور گائے کو مارنے کا پاپ ہوگا - " یہہ امر سچ ہے " یہہ لفظ بتبسریہ کندہ ہیں - جو شخص کہ اپنا کیا ہوا یا دوسرے کا کیا ہوا دان اولٹا لیتا ہے وہ ساٹھہ ہزار برس تک کیڑے بنتا رہتا ہے -

کتبہ نمبر ۵۴ پارسناتھ بستی میں کہدا ہوا ہے -

کتبہ نمبر ۵۴

سنہ ۳۸ ۱۱ ع ۸ × ۱ و ۹

پوترناتھ کے خاندان کا چاند - اندر کی سبھا میں معزز - اور نہایت روشن اپنے مسئلہ کے امرت سے دنیا کی تاریکی کو دور کرتا ہے - گیان کی سمندر کی شان و شوکت ہے - نیکوں کا مالک ہے - پاک وردہمن جن پر مشہور کرے کہ وہ پاک آدمیوں کی حفاظت کرتا رہے -

ارہنت کرے کہ گوتم سوامی جی ونت رہیں جو اچاریہ گن میں ارتھہ بوت ارہوت کے نام سے مشہور ہے رسات مہر دھیش کے ذریعہ سے تینوں لوک کو اپنے چرنوں میں بلالیا اسپت منگلی بانی سے تین لوک میں اپدیش کیا) جس کے مسئلہ کے گنگا مدی سہا بیر نامی ہمالیہ پہاڑ سے اوترکر اور اس کی تعلیم کے سمندر میں داخل ہوکر لایق خالق آدمیوں نے جذب کر لی - اور دنیا ان کو

تمام لوگ اس کی تعریف کرتے رہے۔

اس سے زیادہ مالدار کون ہے جس نے بیشمار دان کئے اور جنبنبر دیو کی استری اپنی دلیس رکھی سے دیولوک کو چلی گئی۔ اور میں ماچی کبی کی اس بڑی اور عجیب عظمت کی بابت اور کچھ نہیں کہہ سکتا۔

اس طرح اپنے گرو پربھو چیر رسدرانت دیو۔ ور دہمان دیو۔ ردی چندر دیو اور تمام پاک آدمیوں کے سامنے اس نے سنیاسی کی تپسیا کی اور اون کے احکام کی تعمیلیں کرتی ہوئی وہ دیولوک کو چلی گئی۔

مسلسل اور سخت تپسیا کرنے سے کسی پنڈت نے ایسی شان وشوکت حاصل نہیں کی جیسی کہ ماچی کبی نے۔

اس خاندان کا شجرہ نسب یہہ ہے۔

جین دہرم کا معتقد۔ نیکوں کا سہائی۔ نیک اوصاف کا مخزن۔ بہو جیسی فضیلت والا منی چیرولی کے کنول جیسے چرنوں کی شہد کی مکھی۔ ناگ در ما ڈنڈا دھیش تھا۔

خلاصہ۔ اس کی بیوی جہنڈی کبی تہی۔ اور انکا بالا دیو بیٹا تھا

ترجمہ۔ چار وکیرتی دیو کے معتقد بوکی مایا نے اوس کو لکھا۔ گنگا چاری لکچر اکے چہوٹے بہائی کمواچاری نے اوسکو کندہ کیا۔

شمالی حصہ

خلاصہ۔ یل دیو ڈنڈنایک کی استری۔ اس کی بیوی ماچی کبی تھی۔ اونکا بیٹا سنگی مایا۔ اور سنگی مایا کی بیوی سریا دیوی تھی۔ لکھو کھا خیراتیوں میں حصہ لینے والی جو بڑے بھاری بھاگ سے ملے نہیں۔ دوسری لچھمی کے سمان۔ تمام نیک اوصاف کی مخزن۔ عقل کی برہسپتی۔ منی جنوں کے ساتھ شرافت سے پیش آنے والی۔ اپنے پتی کے ساتھ محبت کرنے میں سیتا۔ مفرور سوکہنوں کے لئے مست ہاتھی۔ بھوجن۔ پناہ۔ دوا اور علم کے دینے کی مشتاق۔ نیک وشنو وردھن ایرسل دیو کی پٹ رانی سنتلا دیوی نے بیلگولہ کے پاک تیرتھ میں سوتی گند ہے ورن جنالیہ بنایا۔

بھگتی میں مارا سنگھ سے بڑھ کر دوسرا کوئی نہ تھا۔ تپشیا کرتا ہوا یہ راجہ سُرگ لوک کو چلا گیا اور تمام دُنیا نے اس کی تعریف کی۔ خوشی خوشی سنتلا دیوی۔ اوسکا باپ مارا سنگھ۔ اس کی ماں راجی لبھی انکھا مرکر سُرگ لوک کو چلے گئے۔
بعد کی مایا نے اس کو لکھا۔

مغربی حصّہ

رانی دیولوک کو چلی گئی اور بسیری اُنتا برس زندہ رہا لکھا ہے یہ کھکایا تی کس بیلگولہ میں آگئی اور تپشیا کر کے موکش کو پراپت ہو گئی۔
نصف آنکھیں بند کئے ہوئے پانچ لفظوں کو اچارن کرتے ہوئے (نوکار منتر۔ جپتی ہوئی) حیدر کا خیال کرتے ہوئے رشتہ داروں سے علیحدہ ہونے میں خوش سنیاس برت دھارن کر کے ایک ماہ تک برت رکھ کر راجی لبھی تمام نیک آدمیوں کے سامنے تپشیا کرتی ہوئی دیولوک کو چلی گئی۔ اس مارا سنگھ کی استری جنشبر دیو کے چرنوں میں لولین۔ تمام نیک اوصاف کا مخزن تھی بھرتا استری۔ اس طرح تمام دنیا نے اس کی تعریف کی۔
جنشبر دیو کے چرنوں میں لولین۔ اس کے تمام دوست اس کی تعریف کرتے تھے۔ کام کی استری کے سمان۔ نیک اوصاف والی۔ دان پُن کرنیوالی۔ منی جنوں کے چرنوں میں مارا سنگھ کی استری راجی تھی۔ دنیا اسکی اسطرح تعریف کرتی ہے۔
جنشبر دیو اسکا پیارا تھا۔ نالا دیو اس کا باپ۔ اسریوں کی سردار راجی لبھی اس کی ماں۔ سنگا اس کا چھوٹا بھائی تھا۔ جس سرداجی لبھی دیولوک کو چلی گئی جسکی تمام دنیا اس کی تعریف کرتی تھی۔ اس کی اصلی تعریف کون کر سکتا ہے۔
ان عورتوں میں سے جنہوں نے لطف سماہی کے لئے تپشیا کی کسی نے زیادہ تکلیف نہیں اُٹھائی۔ اور سب یہ کہتے تھے کہ اوس نے خوشی سے اس سخت تپشیا کو ٹھونا۔ اس کا دل گیان سے بھرا ہوا تھا جنشبر دیو کے کنول جیسے چرنوں کی تعمیل کرتی تھی اور راجی لبھی دیولوک کو چلی گئی اور

اس - ارحکا - مرادک - مرادکا -) کے ماننے والی - نیک چلن - دنیا کے لئے تعریف کی چیز - اپنے
خاوند کے ساتھ محبت کرنے میں ایسی مشہور جیسے سیتا - ان اشخاص کا باعث فخر جو اس کی عزت کرتے
ہیں - سفر در استریوں کے لئے مدست ناقص - علم کی ترقی دینے والی - راجہ سمنتہا کے لئے فتح کا جھنڈا
راگ اور باجے کی بیگم - جین مت کے لئے محفوظ قلعہ - جین کی کہانیوں کی سننے سے خوش ہونے والی
بھوجن - پیاہ - دوا اور علم کے دان کرنے میں محبت کرنے والی - پاک آدمیوں کی دوست
اوس کا سر جین کے پاک پانی سے پاک صاف ہوگیا - (اسنو جین مت پالن کیا)
سنتلا دیوی - مشہور راجہ وشنو کے دل اور آنکھ کی خواہش - اوس کے حلقہ ایسے کالے تھے -
جیسے چمکنے والی شہد کی مکھی - اس کا چہرہ چاند کے مانند تھا - جیسے کام کے واسطے رتی ہوتی ہے -
لڑائی میں راجہ وشنو کے لئے فتح کی لچھمی - سرب بیا پک - اوس کا دل محبت سے بھرا ہوا تھا - اس کی
شہرت تمام دنیا میں پھیلی ہوئی تھی - دنیا کے لوگ اکستوتی کرتے ہیں -
سنتلا دیوی ایسی خوبصورت تھی گویا کہ کلنگ کے وشنو کے سینہ پر کلنگ کی لچھمی آرام کر رہی ہو - جو شخص
اس کی استوتی کر سکتا ہے کرے -
چونکہ نیک - خوبصورت - اور خوش قسمت سنتلا دیوی سرستی - پاربتی - اور لچھمی کے برابر ہے کوئی اور
عورت اس کی برابری نہیں کر سکتی -
اس کا گرو پربھاچند رسدہانت دیو تھا - اس کی ماں کچی - جو نیکیاں وصاف کی کان تھی - اس کا
باپ مارا سنگھ - اس کا چچا سنگی مایا - اس کا راجہ وشنو وردہن - اس کا پیارا جن ناتھ - اس کا
دیو وشنو مہاراجہ سمت ۱۰۵۳ سال وردہی کرن چیت سدی پنچمی سوموار کو شوگنگ کے پاک استہان
میں اس نے جان دیدی اور سرگ لوک کو چلی گئی -
دنیا اس طرح مارا سنگھ کی استوتی کرتی ہے - کہ
کلنگ میں سب جنوں کے واسطے مانند برہسپتی تھا - اور شاعروں کے لئے پناہ کی جگہ تھا - کثرت کی گائے
تھا - بڑا اسرز - بڑا حاکم - عالموں کا دوست نیک اوصاف کا مخزن - دنیا میں اکیلا داتار -
بے فکر منتری - تمام لوگ جو اس کو دیکھتے ہیں اس کی تعریف کرتے ہیں -
انسانی خواہشوں میں - فیاضی میں - دہرم کے کاموں میں - ہر (شو) کی پوجا میں - سچائی میں

اچانگی کا فتح کرنے والا - بلاشبہ بہادر - لڑائی کا پتی - یوم گوچا کا فتح کرنے والا -
سادی مال پر پہرنے والا - دشمنوں کے لئے قیامت کی آگنی - دشمنوں کے لئے بن کی آگنی
مخالف راجاؤں کو تخت سے اوتارنے والا - رفیق راجاؤں کو تاج دینے والا کھاملا
کا ویران کرنے والا - گوبند دادی کے واسطے خوف - مخالف موجوں کا شکر - مخالفوں
کو پامال کرنے والا - رنا کاروں کو پکڑنے والا - رائے رائپور کا لوٹنے والا - دشمن کا سر
کوٹنے والا - بہادری میں نارائن پکا بہادر - پاک دیو کنیر کے چرنوں کا پوجنے والا - مخالف
سرداروں کا مغلوب کرنیوالا - ان سے اور بہت سے دیگر القاب سے مزین - تیر تکلین کے پہاڑی
قلعہ - جنگلی قلعہ - سندیہی قلعہ اور بہت سے دیگر قلعوں کو فتح کرکے نہایت بہادری کے ساتھ
۹۲ ہزار گنگا دادی کو گلی گوندی تک اپنے زیر قلم کیا -
بیدار مخالف راجاؤں کے ملک میں گھس کر اون کو باہر نکالدیا - اور اپنے زور بازو سے تمام
علاقہ کو مطیع کیا اور اس کو گنگ منڈل میں شامل کیا - تاکہ اس کا حکم ہر جگہ پایا جاوے - دشنو پول
اس داماں سے راج کرتا تھا اور نہایت مرش تھا -
جہاں کہیں اس نے حملہ کیا - وہاں مخالف راجہ اسکے دیکھتے ہی خوف سے کانپ اوٹھے - اور تمام
مقبوضات چھوڑ بیٹھے - اور اپنا راج اس سے دوبارہ لیکر اس کی آگیا میں چلتے رہے - اس کے
پہلے کسی راجہ کو ایسی شان و شوکت نصیب نہ ہوئی تھی - راجہ دشنو کی استرتی کون کرسکتا ہے -
اس طرح جیرنسی بہون مال نلاکاڑ کے فتح کرنیوالے - اور مضبوط بازو والے - بیر گنگ دشنو درگا
پوسل دیو کی سلطنت ہمیشہ بڑہتی جاتی تھی - تاکہ ہمیشہ تک قایم رہے اس کی پٹ رانی سنتلا دیوی
تھی -

جنوبی حصہ

ہزاروں خوشیوں میں خوش ہونیوالی تھی - جو بڑی بھاری خوش قسمتی سے حاصل ہوتی ہیں خوبصورتی
میں دوسری لچھمی - تمام نیک اوصاف کا مخزن - نئی لکشمی دیوی - اپنے خاوند کے ساتھ محبت کرنے
میں سنہ بہاما - رائے دینے میں پربھتی نیا واچس تھی - منی جنوں پر حلیم و سرلف چاروں رل

کے غرور کو دور کرنے والا - اور اپنی قوم کا جواہر تھا - بڑا خوش قسمت تھا - پانچ
بڑی نوبتوں کا مستحق - مہانند جیسور دراوتی کے شہر کا حاکم یادو کل کے آسمان کا سورج
مکمل جواہر - ملیاؤں کا حریف - آئندہ کی بات بتلانے والا - بہادری دکھلانے والا -
تلاکڑو کا فتح کرنے والا - بڑا بہادر - بڑی بردولا کی سلطنت کو عروج دینے میں مددگار
بے ادب راجاؤں کو سزا دینے والا - چلر گوٹ کے لئے بن کی آگ - مخالف سرداروں
کے لئے آگ - **تونڈ منڈل** کے سارے ملک کے لئے بن کی آگ - دشمن کی طاقتور فوجوں
کو غارت کرنیوالا - مغرور راجاؤں کے غرور کو دور کرنے والا - **نولمبوادی کا فتح کرنے**
والا - مخالف راجاؤں کی زوال ہونے والی دولت پر قبضہ کرنے والا - دھوکہ بازوں
کو دھوکہ دینیوالا - بیگم فتح کا بوسہ لینے والا - بہادری کی مثال بننے والا - اس کا بڑا
دایاں بازو بہادروں کی استریوں سے لگا ہوا تھا - **ادی یم** کے دل کا چھپانے والا
لیٹری بہادری سے بغل گیر ہونیکا مشتاق - دشمن کے لئے مغرور ہاتھی - پناہ مانگنے والوں
کے لئے فولادی پنجرہ - اپنے ہمراہیوں کے لئے شہرت کا جھنڈا - لڑائی میں فتح کا جھنڈا
بیگی رائے کے ارادہ کا فتح کرنے والا - نرسنگھ ورما کو جھٹ سے ادکھاڑ ڈالنے والا -
جھگڑا کرنے والوں کے واسطے قیامت کی آگ - **ہنگلو** کا پکڑنے والا - برہما کا ساتھی عقلمند
برہما - لڑائی میں سنمکھ - سرستی کے کان کی بالی - زبردست دشمنوں کا ایک حصہ ساتھ
کا نہ مارنے والا جو اس کے دل کے تیروں سے گزرتے ہیں - دان پُن کرنے کا مشتاق
چمپک کے مانند خوشی دینے والا - چت سیہ کا رکھنے والا - بہادروں کا زیور - عقل میں ماریز
یکتا بہادر - علم میں دریائے دہر - لڑائی میں تند - **پوسل کل** کا سورج - شاعروں
کے لئے کثرت کی گائے - **کلجگ** کا راجہ - مدوں کو سزا دینے والا - لڑائی میں مانند رام -
بہادری میں مانند بھیم - **گھوڑوں** کے لئے راجہ ولس - عورتوں کے لئے منتخب ست
ہاتھیوں کے لئے بھگ دت - نیا چارودت - نیل گری کا سنبھالنے والا - گونگا کیواسطے
ماری - راجاؤں کے سر پہ تلوار چلانے والا - **تیری بیرو** کا گرا لینے والا - **کویارو**
کا روند ینے والا - ہجاروں کا ہٹانے والا - لڑائی میں مستقل مزاج - پانڈیہ کا تعاقب کرنیوالا

(۱) اصل میں چندرل اور لا ری
(۲) یعنی ان کا دایاں بازو ان کا جسم تھا اور راجہ تھا کو درپیش تھا
(۳) نرسنگھ ورما چولا حاکموں کا دیک باجگزار راجہ تھا
(۴) ہنگلو ریاست دھارواڑ میں واقع ہے
(۵) اصل میں سیلم کے پاس ہے ... کو نکالنے
(۶) کو میسور

کتبہ نمبر ۵۳

سنہ ۱۱۳۱ ۸ × ۲

یا د وکل کا جواہر۔ راجاؤں کا محافظ۔ لچھمی کے ہار کا محافظ۔ راجاؤں کا جواہر نیکی کے راستہ کا عکس ڈالنے والا شیشہ۔ دنیا کا بڑا جواہر۔ نیک اور خوش قسمت وفیوہ بڑا معزز۔ نیک اوصاف کا جواہر۔ دنیا رتنہ سائل کے واسطے کدرت کا بہشتی درخت یا کلپ برکس۔ پناہ مانگنے والے کے واسطے فولادی پناہ۔ اور لوگوں کی بیویوں کو ماں سمجھنے والا ہونان۔ اور لڑائی کرنے والے کے ساتھ موت تھا۔

راجہ **دنیا دتیہ** نے بہت سے تالاب جین مندر بہت سے جین دھرم شالا بہت سے ناد شہر اور قصبے خوشی سے بنائے۔ صرف پوسل ہی بلند رہے زیادہ مشہور ہوا۔ ایسی بڑے اور زبردست بہادر کی کون تعریف کر سکتا ہے۔ پوسل راجہ نے جین مکانات اتنے بنائے۔ کہ

اینٹوں کے واسطے جو گڑھے کھودے گئے وہ تالاب بن گئے۔ بڑے بڑے پہاڑ زمین کے برابر ہموار ہو گئے۔ راستہ جن میں جونہ گچ کی گاڑیاں چلتی تھیں نالوں میں تبدیل ہو گئے۔ مالی راجاؤں سے زیادہ اس راجہ کی استوتی کون کر سکتا ہے۔ اس راجہ **پوسل** کے ہاں جو راج کنواروں کا جواہر تھا۔ دولت کا مالک اور اس زمین کا مالک تھا جو اس نے خود اپنی بازو کی طاقت سے فتح کی تھی۔ راجہ ایری انگا پیدا ہوا۔ راجہ **دنیا دتیہ** کا بیٹا **راجہ ایری انگا**۔ دنیا کے واسطے کلپ برکچھ تھا اور منو کے راستہ میں چلنے والا تھا اُس سے بھی زیادہ بڑا اس کا بیٹا راجہ **وشنو وردہن** ہوا جو مخالف راجاؤں کے غرور کو دور کرنے والا تھا۔ اور دنیا میں ایسا مشہور تھا جیسے کہ شیر ببر۔

اس مشہور راجہ ایری انگا کے ہاں **وشنو راجہ** لڑکا پیدا ہوا۔ جو اپنے دشمنوں کو غارت کرنے والا تھا۔ اور تمام دنیا کا مالک تھا۔ اور محتاجوں کا کرن تھا۔ راجہ **نبی دیو** دشمن اور مخالف راجاؤں کے سر پر چھتر چلانے والا۔ تیغی مار نیوالے مخالف سرداروں

خلاصہ - پربھو چندر دیو کی استوتی - اوس کا چیلہ بالا دیو جو بڑ نایک تھا جس کی بیوی لوچی کبی تہی -

اون کے بیٹے ناگ دیو اور سنگن تہے - ان میں سے ناگ دیو بہت مشہور ہوا اس کی بیوی ناگی یکا تہی - ایکا لڑکا کا ہلال تہا - اور اوس کی بہن اچی یکا تہی -

یہ بالا دیو پانچ لفظوں کو (نوکار منتر) اچارن کرتا ہوا - بغیر تکلیف کے اور مرتے دم تک برت رکہکے اپنے گرو کے سامنے امر لوک میں چلا گیا - ساکھا سمت ۱۰۶۱ سال مدنامی سنگر بدی پنچم سوموار کو موربگری نیرتہہ میں سنیاسی کے طور پر تپسیا کرکے سرگ باش ہوگیا - اس کی ماں ناگی یکا اور اوس کی بہن اچی یکا نے اوس کی یادگار میں مالی کھیل دار قرع کبیتو نادہ [illegible] ایک بڑی سال بنائی - اور اپنے گرو پربہو چندر دیو کے چرنوں کو دہوکر ایک [illegible] رگا کھیت کے جو اس کے مشرق میں ہے سنکلپ [illegible] دیا -

کتبہ نمبر ۵۲

سمہ ۱۱۳۹ ۵و۱۰×۱و۵

خلاصہ - بالا دیو دنڈ نایک کی استوتی - جس کی بیوی لوچی لبی تہی - اون کا بیٹا سنگ ملیا تھا - اوس کی بیوی سرما دیوی تہی -

اپنے مرنے کے وقت جینتر دیو کے پیر توں میں پکا اعتقاد کرکے پانچ لفظوں کو (نوکار منتر) اچارن کرتے ہوئے - بُری خواہشات کو دور کرکے سمادہی لگا کر سنگ ملیا امر دل کو چلا گیا

پربہو چندر سدہانت دیو کے چیلے یکا اور سرتی یوتی نے ساکھا سمت ۱۰۶۱

سال [illegible] کاتک سدی دوادشی کو بروز سوموار بڑی دہوم دہام سے اس کی سمادہ بنائی

سے مطابق ہے سوائے اس کے کہ جنوبی حصہ کے ساتویں اشلوک کے بعد دو اشلوک اور مغربی حصہ کے پہلے اشلوک کے بعد ایک اشلوک زاید ہے۔ ہر ایک حصہ کے آخر میں مصنف کا نام لکھنے کے بجائے شرقی حصہ کے آخر میں صرف یہہ لکھا ہے کہ رودلگن نے اس کو لکھا تھا۔ اور جنوبی حصہ کے آخر میں یہہ لکھا ہوا ہے۔ گنگن نے اس کو لکھا جو لکھنے میں ہوشیار تھا اور سپ استری کو بہن سمان جانتا تھا۔

خلاصہ ۔ میگھہ چندر برتی کی استوتی ۔ اس کے بعد اس کے سدہرم بالانبہ منی کے بیٹے سبھاکیرتی دیو کی استوتی۔ گنگن نے لکھا۔ راجما کے بیٹے وآسوجیا نے اشلوک کندہ کیا۔

شمالی حصہ

میگھہ چندر حوگی کا چیلہ پربہو چندر تھا جس کا سدہرم میگھہ نندی کا بیٹا ہیرنندی منی تھا۔ پربہوچندر سدہانت دیو کی چیلی دشمودردہن بسرگنگ تنی دیوکی بٹ رانی **سنتلا دیوی** تھی۔ اس کی ماں **ماچی کبی** تھی جو تمام قسم کے دان پن کرکے اور اپنے دل میں جینیتر دیو کی لحرانیٔ کرتی ہوئی سرگ سدہاری۔

ساکھا سمت ١٠٦٨ سال کرودہن اسوج سدی دشمی جمرات کو جیۂ گھڑی دن چڑھے میگھہ چندرتری ودید دیو کا بڑا چیلا پربہوچندر سدہانت دیوجو **سری مول سنگ** کو ہد اکنڈ الوبہ ۔ دیسی گن اور پسنکا گچہ میں سے تھا سرگ لوک کو چلا گیا۔

کتبہ نمبر ١٥ لغایت ٣٥ شمالی منڈپ میں کہدے ہوئے ہیں جو پارسنہ تیسلاد کے مغرب میں واقع ہے۔

کتبہ نمبر (٥١)

سنہ ١١٢٩ع ٥ فٹ ٤ انچ x ١ فٹ ١ انچ

پراکرتی

کتبہ نمبر (۴۹)

سنہ ۱۱۲۰ء ۵ و ۶ × ا و ۲

خلاصہ - سبھد و برتی سالی استوتی - للکل ریوتی کی ستوتی - جس نے بوچی راجہ کی پیدائش سے بہت شہرت حاصل کی تھی - اس کی بیٹی دی یکا چمنڈ اسیٹھی کی بیوی تھی جس نے سوداگروں کو کلجگ سے بچایا -

بہوجن - پناہ - دوا اور علم کے دان سے ارہنت دیو پر دل لگانے سے وہ دیوی کی سما بن گئی وہ سوداگر چمنڈا کی سب سے بڑی بیوی تھی - اور بہت سے راجہ اس سے محبت کرتے تھے - دنیا میں جتنا لیہ مندروں کی پوجا پرچار کی غرض سے وہ سُرگ سے اتری تھی - اور بھوجن - پناہ - دوا اور علم کا دان کرکے وہ واپس سُرگ کو چلی گئی -

گیان کے دشمن کلجگ کے راجہ پر فتح پانیکی یادگار میں اُسی نے ایک نشان بنایا سبھ چندر سدھانت دیو کا چیلہ دیمی یکا تھا جو سری مول سنگھ - دیسی گن اور پستک گچھ میں سے تھا - اور جو ساکھا سنہ ۱۰۴۲ سال نامی پھاگن سدی ۱۱ کو جمعرات اور تپسیا کرتا ہوا سرگ لوک کو چلا گیا -

کتبہ نمبر ۵۰ جنوبی سمت میں کندا ہوا ہے جو مارتن تیمارگیوں سے مغرب میں واقع ہے

کتبہ نمبر (۵۰)

سنہ ۱۱۴۶ء ۶ و ۸ × ا و ۲

(مشرقی جنوبی اور مغربی حصے)

اس حصہ میں میگھ چندر کی تعریفیں ہیں - اور مغربی حصے کے ساتویں اشلوک تک نسرے

ساکھا سمت ۱۰۳۷ سال سمہ نگر سدی پودس کو چھ گھڑی دن چڑھے سری سیگھ چندر نری ویدیہ دیو یہ جانکر کہ میرا انت سما آگیا ہے پلیان کاس میں دہیان لگا کر دیولوک کو چلا گیا۔

اس کی تپشیا کا حال یوں لکہا ہے - ابدی صداقت اور تپ پیدا ہوا کر اس شریر کو چھوڑ دیا۔ نری ویدہ منی سیگھ چندر جو علم کی کان تھا سرگ لوک کو چلا گیا۔

اس کے بڑے چیلے پربہو چندر سدہانت دیو کے چیلے نے اپنے گرو کے مرنے کی یادگار میں کسپو تیرتھ میں - لچھمی متی ڈنڈ نایکتی - میں کتبہ کندہ کرایا۔

وشنو وردہن ہوسل مہاراجہ کی سلطنت کے قایم کرنے والے - بڑے منتری اور ڈنڈ نایک گنگ راجہ کی بیوی نے مال دار آدمیوں سے بڑی شان و شوکت کے ساتھ سماڈہی لی اور نیک ساعت میں اوس کی پرتشٹا کی۔

گنگ ڈنڈ ناتھ کی استوتی - جس نے گنبد جین مندروں کی مرمت کرائی اور اس سے ۹۶ ہزار گنگا ودی کا پن بن گیا - لچھمی متی کی استوتی کہ وہ بہوجن - پناہ - دوا اور گیان دینی تھی - پربہا چندر مہاراج جو بڑی من ماچاریہ تہی نا کی رحلت وقلم کے حالات بطور یادگار

کتبہ نمبر (۴۸)

سنہ ۱۱۲۲ نومبر ۴ ؟

خلاصہ - سبہا چندر جی سالی استوتی - جس کا چیلا شری پال تھا - گنگ راجہ کی رانی لکشمی متی کے برابر دوسری کوئی عورت نہ تھی ان کی استوتی

ساکہا سمت ۱۰۴۴ سال ہوا - - - کی سدی اکادشی جمعہ کو سبہا چندر سدہانت دیو کی چیلی ڈنڈ نایکنی لکشمی سے جو سری مول سنگ - دیسی گن اور پستک گچھ میں سے تھی - سنیاس برت دہارن کیا اور دیولوک کو چلی گئی -

اس کی یادگار میں ڈنڈ نایک گنگ راجہ نے ایک یادگار بنائی اور بڑی دہوم دہام سے اسکی

کے بعد یہہ لکہا ہوا ہے کہ

پہلا حصہ - اس کا بیٹا **مدن شنکر** تہا - جس کا چیلہ **بیر نندی** تہا جو بڑا شاعر اور لکہاری تہا - اس کی مانند **گولاچاریہ منی** پیدا ہوا -
بہادر راجہ نے اس کو لکہا -

مغربی حصہ

مشہور راجہ **گولا دیو** جو راجہ **نتن چندر** کے کل کا جواہر تہا کسی وجہ سے **بیر نندی** کے خاندان میں ہو گیا - **گولاچاریہ** کا چیلہ تری کال جوگی تہا جسکے چیلوں میں سب سے پہلا چیلا **ابہے نندی** ہوا - جسنے بہی شاہ وزیر کو مغلوب کیا -
اس کے چیلے سری سوم دیو پربہو کا نام **سکلیندو منی** پایا **سکل چندر** ہوا جس کا چیلہ **میگہہ چندر** تہا - میگہہ چندر کا چیلہ **پربہو چندر** ہوا -

شمالی حصہ

میگہہ چندر کی استوتی جو سری **مول سنگ** اور پستک گچہ میں سے تہا اور دیسی گن کا سردار تہا - **سدہانت** میں **جن بیر سین** کا ثانی تہا - نیائے کے چہہ شاستروں میں اکلنک کے مانند تہا اور گرامر میں پوجیہ پاد کے مانند تہا -
بہادر راجہ نے اس کو لکہا اور سبہا چندر سدہانت دیو کے چیلے گنگ اچاری نے اس کو کندہ کیا -

مشرقی حصہ

میگہہ چندر کی تعریف کر کے آخر میں لکہا ہے کہ وہ رشبہ گن کا چاند تہا -

عقلمندوں کے خوش کرنے میں ایسا تھا جیسے کنول کے پھولوں کو کھلانے میں چاند۔ فیاضی میں دوسرا وادھیچی تھا۔ بہادر ایسا تھا کہ بہادر سے بہادر کے دل میں خوف پیدا ہو جاتا تھا۔

ساکھا سمت ۱۰۳۵ سال ہو جانا بیساکھ سدی دسمی اتوار کو بڑا بھائی تمام تعلقات کو چھوڑ کر سرگ لوک کو چلا گیا۔

لائق آدمیوں کے ساتھ فیاض۔ اپنے چھوٹے بھائی کو ہمت دینے والا۔ اور اپنے دوست کو دلیری دینے والا۔ عقلمندوں کا زیور دانائی ہے۔ بوچنا میں یہہ تمام صفت نہیں۔ **بوچنا** دلیری میں شیر ببر کے مانند تھا۔ فیاضی میں کلپ پرچھ تھا۔ اور کثرت میں سمندر کے مانند تھا۔ شان و شوکت میں میرو کے مانند۔ آخری وقت میں نہایت مطمین دل کے ساتھ سرگ لوک کو چلا گیا۔

لوچنا کے اوصاف کی تشہیر کرنے میں وہ مجسم منتر تھا۔ نہایت مشہور ہوا۔ نہایت خوش قسمت تھا۔ آندر کی سی طاقت رکھتا تھا۔ نہایت عقلمند تھا۔ جنیل گنگ کی پیاری بیوی نے جو لچھمی کے سمان تھی۔ ایک پتھر کا ستون بنایا۔ زمین کا بوجھ جاتا رہا بڑے اور نیک آدمی غیر محفوظ ہو گئے۔ موجودہ دنیا کا مٹیج بدمزہ ہو گیا۔ پال آدمیوں کا دل بوچنا کے مرنے سے اس طرح افسوس سے بھر گیا۔

سبھا چندر سد ہانت دیو کے چیلے لوچنا کی یادگار میں یہہ سمادہ بنائی گئی ہے جو سری مول سنگ۔ دیسی گن۔ پستک گچھ سے متعلق تھا۔

کتبہ نمبر (۴۷)

سنہ ۱۱۱۵ع ۵ و ۴ × ۱ و ۴

جنوبی حصہ

پہلا حصہ۔ کل دہوپ نندی منی پاتک نمبر (۴۲) کے مطابق ہے اس

بنائے تلگولاؤں کو نکال دیا - اور سیسر گنگ کو سیدھا کھڑا کیا -
یہ گنگ راجہ پہلے گنگ راجاؤں سے سینکڑوں گنا زیادہ خوش قسمت تھا -
کتبہ نمبر ۴۶ لغایت ۴۹ ایک شٹپ پر کھدے ہوئے ہیں جو اردکیت
بستی کے مغرب میں واقع ہے -

کتبہ نمبر ۴۶

سنہ ۱۱۱۳ء ۵ فٹ ۴ انچ × ۱ فٹ ۴ انچ

جین سیاسن جی ونت رہو

سری سیہنندو برتی گناہ سے پاک ہے اور اس کی شہرت ایسی تھی جیسے کہ دودھ کا سمندر یا موتیوں کی مالا - نیک اوصاف کے جواہروں کا سمندر ہے اور نیکوں کا مددگار ہے وہ عقلمندوں کے واسطے ایسا تھا جیسے شہد کی مکھی کے واسطے پھول اور سنتوں کی تکلیفوں کا دور کرنے والا تھا -
جیسے کہ لچھمی کے پیدا ہونے سے چاند کی روشنی کلپ برکچھ اور سمندر نے کنارے سے عظمت حاصل کی تھی - ویسی ہی اس بے عیب - ہوشیار - نیک چلن - خوبصورت - گنہ نامی کیتی لکلا دیوی نے بوچی راجہ کے پیدا ہونے سے عظمت حاصل کی - اس رانی کے بیٹے کا حال یوں لکھا ہے کہ -
بوچینا کا چہرہ ایسا تھا کہ اس سے اس دنیا کے مشہور جگہوں کے لوگوں کو ایسی خوشی ہوتی تھی جیسے کہ کنول کے پھولوں کو سورج سے ہوتی ہے - اس کا جسم مجسم کام دیو کے مانند تھا -
بھوجن - پناہ - دوا اور علم کے دینے میں بہت خوش ہوا کرتا تھا - تمام دنیا کے رنج کو دور کرنے والا تھا - تمام نیک اوصاف سے مزین تھا - جینیوں کے چرنار بندوں کی پناہ لینے کی جگہ تھے -
اس کی عظمت - اس کی نیکی اور اس کی صفائی و پاکیزگی کی لوگ تعریف کرتے ہیں - وہ

تری بھون مال تلا کڈو کا گرفتار کرنیوالا - مضبوط بازو والا - بیر گنگ وشنو وردھن ہوسل دیو کی ظفریاب سلطنت کو ترقی دے رہا تھا - تاکہ وہ سلطنت ہمیشہ کے واسطے قایم رہے -

اچھم اور اوس کی بیوی پوچی کبی کے ایک بیٹا تھا - جیسے کہ اندر کیواسطے گرج - جیسے بلرام کے واسطے ہل - جیسے وشنو کے واسطے چکر - جیسے رُدر کے واسطے ساکتی اور جیسے ارجن کے واسطے گانڈیو دھنش - اسیطرح وہ راجہ وشنو کے کاموں میں ہاتھ دیتا تھا - اس کی شہرت دریائے گنگ کی لہروں کے مانند بڑھتی جاتی تھی - ہم جیسا اس کی تعریف کیوں کر سکتا ہے - جبکہ بہادر راجہ تری بھون مال پر مادی دیو کی فوج جس میں بارہ جاگیردار سردار تھے - کی گالا میں ڈیرہ ڈالی پڑی تھی - تو یہ نیک منتری اور ڈنڈنایک گنگا راجہ جو باجیوں کے لیے مانند چکّی کے تھا - یہہ کہہ کر کہ چھوڑ دو اور گھوڑے پر سوار ہو کر رات کے وقت لڑائی کرنے سے خوف نہ کر کے جلدی جلدی چلا اور تلوار ہاتھ میں لیکر خوف زدہ فوج کے اندر گھس گیا -

گویا یہہ ایک کھیل تھا - گنگ راجہ تمام جاگیردار راجاؤں کو شکست دیکر ان کے توشہ و سامان وغیرہ سے لوٹ لایا اور اپنے سردار کے سامنے پیش کیئے - جس سے کہا کہ میں تیری زور بازو سے بہت خوش ہوا - اور کہا کہ مانگ کیا مانگتا ہے - اگرچہ اوس پر بڑی نظر عنایت تھی - اس نے سرج یا دولت نہیں مانگی - بلکہ اوس کا دل ہمیشہ ارہنت کے چرنوں پر لگا ہوا تھا - اسلئے اوس نے پرم اکھ مانگا - اور وہ گاؤں بنالیہ کی پوجا کے واسطے دیدیا جو اس کی ماں پوچلا دیوی اور اس کی بیوی لکشمی دیوی نے بنائی تھیں -

ارہنت نے میں جو مول سنگ کونڈ کنڈ انویہ میں سے تھا اور دیسی گن اور پستک بچا میں گوگنت سین ل دہاری دیو ہوا - جس کا سب سے مشہور چیلا سبھا چندر سدھانت دیو تھا - اور اس کا چیلا گنگ چوپنی تھا -

گنگاودی کی بستیوں کی اس نے مرمت کی - گومٹ دیو نے چاروں طرف

اور بیشمار نذرانے دیے۔ گرہست کو چھوڑ دیا۔ اور نوبت راگیہ کا دھیان دھر کے اور سیلکھنا کر کے دنیا کے جنجال سے چھوٹ گیا اور آرام سے دیولوک کو چلی گئی۔

ساکھا سمت ۱۰۴۲ سال سرودری اساڑہ سدی پنچمی سوموار کو سنیاس ورت دھارن کر کے اور ایک کروٹ لیٹ کر پانچ لفظوں والے کارمنتر کو اچارن کرتے ہوئے دیولوک کو چلی گئی۔ گنگ راجہ پانچ بڑی نوبتوں کا مستحق ہے۔ بڑے بڑے جاگیرداروں کا حاکم تھا۔ دشمنوں کے خوف کو دور کرنے والا تھا۔ اپنی گوتر کو پال کرنے والا عقلمندوں کا دوست۔ نیک جین دھرم کے سمندر کے پانی کے ابھارنے میں چاند۔ نیک اوصاف کی کان۔ بھرجن۔ پناہ۔ دوا اور علم کے دان کرنے میں خوش ہونے والا۔ پاک آدمیوں کے دلوں کو خوش کرنے والا۔ پوسل راجہ وشنوردھن کے تخت نشین کرانے میں بڑا ساعی۔ گیان کے محل کا بنیادی ستون۔ ان کو سزا دینے والا جو اپنے اقرار سے پھر جاتے ہیں۔ دشمن کو ہٹانے والا۔ باغیوں کو پیسنے کے لئے چکی کی مانند تھا۔ یہ القاب مندرجہ بالا گنگ راجہ کے تھے۔

نیک اور بڑی منتری گنگ راجہ نے اپنی ماں پوچل دیوی کے سرگ میں چلے جانے کے بعد اس کی یادگار میں ایک سمادھ بنائی اور بڑی دھوم دھام سے اسکی پرتشٹا کی۔ پر بھاچندر سدھانت دیو کے چیلے بادو راجہ نے اس کا مضمون بنایا اور مہسل اچاری کے بیٹے وردھمن آچاری نے اس کو کندہ کیا۔

کتبہ نمبر ۴۵ اردگیت استی کے مشرق میں واقع ہے۔

کتبہ نمبر ۴۵

تاریخ سے ۱۱۱۶ء   ۴ × ۴ و ۴

جس سامس کی استوتی کے بعد یہ لکھا ہوا ہے۔

جبکہ پانچ نوبتوں کا مستحق مہامنڈلیشور دوارا وتی کے شہر کے حاکم یادو کل کے آسمان کا سورج حواہر۔ ملیاؤں کا حریف۔ ان اور بہت سے دیگر القاب سے مزین مہامنڈلیشور

شمالی حصہ

افسوس - صد افسوس کہ مشہور ل دناری دیو بڑا چیلہ جتی سبھا چندر دیو سرگ باشی ہوگیا -

ساکھا سمت ۱۰۴۵ میں (جو تیر - سمندر - آسمان اور چاند کے مانند شمار کیا جاتا تھا) سال سو ساکرت دوسرے سامن شدی اشٹمی جمعہ کو سبھا چندر سرگ باشی ہوگیا -

بڑے منتری اور طرنڈ نایک گنگ راجہ نے جس نے پوسل مہاراجہ وشنو وردھن کی سلطنت کو عروج دیا اور جو سبھا چندر کا چیلہ تھا - اور جو سری مول سنگھ - دلسی گن - اور بت کا گچا سے متعلق تھا - اپنے گرو سبھا چندر کی یادگار میں سمادھ بنائی - اور اس کی بڑی دھوم دھام سے پرتشٹھا کی -

اس کی سالی سبھا چندر سدھانت دیو کی چیلی تھی - اس کا نام جکنی تھا جو رات دن جینندر بھگوان کی پوجا میں مصروف رہتی تھی - اور کوئی دوسرا اس کا ثانی نہ تھا -

... جیندر سدھانت دیو کے چیلے اپنڈت پرودی متیا نے اس کو لکھا اور وردھمن آچاری ... کو کندہ کیا -

کتبہ ۴۴

تاریخ سنہ ۱۱۲۱ء ... و ... × ... و ...

شمالی حصہ - ایچم کا باپ مارا تھا - اوس کی ماں ماکا بیٹے - ایچم برہمن کونڈ گوتر کا سبا خوش نصیب تھا -

اس کا دیو چندر اس کا گرو کنک نندی منی تھا - اس کا محافظ راجہ پوسل تھا اس کی تعریف کون کر سکتا ہے -؟

اس کی بیوی بوچی کبی تھی - بوچی کبی گنگ راجہ کی ماں تھی -

اس مشہور بوچی کبی نے بیلگولہ اور دیگر شہروں میں بہت سی چینیالیہ بنوائے

مشرقی حصہ

ناتھ ناتھ اور دیگر تر تھنکروں کی تعریف جنکے آخر میں منی سر آتا ہے ۔ گوتم کی اشتولی جس کے سلسلہ میں پدم نندی ہوا جو نندی گن میں تہا ۔ جس کا دوسرا نام کونڈ الکند اچارج تھا ۔ پھر وہ سوامی منی سر ہوا ۔ جس کا نام گردھر پچھا اچاریہ تھا ۔ اسکے زمانہ میں اوسکی خاندان میں کوئی دوسرا شخص پدارتھہ کے سمجھنے میں اس کے برابر نہیں ہوا ۔ اس کا چیلہ بالک پچھا تھا ۔ جس کا چیلہ گن نندی پنڈت جی تھا ۔ جو نیائے ۔ گریمہ اور شاعری میں ہوشیار تھا ۔

۰۰ ۴۴ منی اس کے چیلے تہے جو علم کے سمندر کے کنارے پہونچ گئے تہے ۔ ان میں ۲ مشہور ہوئے ۔ جو سدھانت کے معنے سمجھتے تہے ۔ اور تشریح کرنے میں ہوشیار تہے ۔ ان سب میں فاضل دیوپندر سدھانتی کا تھا ۔

جنوبی حصہ

اس کا چیلہ کل دہوت نندی تہا جس کا چیلہ ۔ ۔ ۔ چندر سدھانت ۔ ۔ ۔ تہا ۔ جو چاند اور سورج کی حرکات سے بخوبی واقف تہا ۔ اور ۔ ۔ کا چیلہ ۔ ۔ ۔ ۔ منی ہوا جو کہ سب سے بڑا ۔ ۔ ۔ تھا ۔ جبکہ مل دہاری دار سے چندر ۔ ۔ ۔ ۔ ہوئی تھی ۔ ۔ ۔ چندر کیرتی ۔ ۔ ۔ نے اس کو عروج دیا ۔ اس کا چیلہ دواکر نندی تھا ۔ (دیکھو اشلوک میں دواکر نندی کی تعریف ۔ ۔ ۔)

مغربی حصہ

اس کا چیلہ گنڈ آدی ۔ ۔ ۔ دیول ۔ ۔ ۔ چندر تھا ۔ (اسکی تعریفیں) اور اس کا چیلہ سبہا چندر دیو تھا ۔ (اسکی تعریفیں)

متعلق تھا۔ اس کا سدہرم گن چندر دیو کا بیٹا مانک سندری منی تھا۔
ساکھا سمت ۱۰۹۹ سال در مکھی بیساکھ سدی چودس سنیچر کو ڈیڑھ گھڑی دن چڑھے
نیاکیرتی دیو منی سرگ باشی ہو گئے۔

مغربی حصہ

نیاکیرتی کی استوتی۔ نیاکیرتی گن چندر کا بیٹا تھا۔ اور رنگیلا گرو تھا۔ [illegible] کا بیٹا میگھ چندر برتی ہوا جس کا سدہرم پل [illegible] سوامی ہوئے۔ ان [illegible] رہنے والا اس کا سدہرم سر [illegible] تھا۔ جو منتر اور علم طب میں ہوشیار تھا۔ [illegible] دیو کا سدہرم دم نندی [illegible] وید منی تھا۔ اس کا سدہرم بھانوکیرتی منی ہوا جو نیاکیرتی کے [illegible] کی جڑ اتا تھا۔ اس کا سدہرم بال چندر منی تھا۔

شمالی حصہ

[illegible] چندر۔ سیگھ نندی [illegible] پر چندر منی کی [illegible] چندر کا سدہرم پدم نندی منی ہوا اور [illegible] منی کا سدہرم [illegible] چندر منی ہوا۔ بڑا پنڈت اور [illegible]۔ [illegible] نیاکیرتی [illegible] کے چرنوں کا دوست مشہور ہوا۔ اور [illegible] ب۔ بڑا منتری۔ اور [illegible] تھا اور چاروں [illegible] کو دان دیا کرتا تھا۔
ناگ دیو کا دیو چندر [illegible] اس کا گرو نیاکیرتی ہوگی۔ اس کی ماں [illegible] اس کا باپ بابا دیو۔ اس کا بھائی [illegible] تھا۔ ناگ دیو [illegible] پورہ کا سردار تھا
اس کی بیوی چندر میکا تھی۔
اس اچھے منتری ناگ دیو نے [illegible] نیاکیرتی کی یادگار میں [illegible] ایک سادہ [illegible]۔
کتبہ نمبر ۴۳ و ۴۴ ایک ستون پر کھدے ہوئے ہیں جو جیمنٹ [illegible] بستی کے [illegible] میں واقع ہے۔

تاریخ سنہ ۱۱۲۳ء ۶ و ۶ × ۱ و ۵

کتبہ نمبر (۴۲) ایک ستمبہ پر کھدا ہوا ہے جو مہر نوی منڈپ کے جنوب میں ہے۔

کتبہ نمبر (۴۲)

تاریخ ۱۱۷۷ء   ۴ وگے X او ۹

مشرقی حصہ

خلاصہ - آدناتھہ کی استوتی اور دیگر تیرتھنکروں کی استوتی جنکے آخر میں مہابیر آتے ہیں - گوتم سوامی کی استوتی جنکے چیلوں میں پدم نندی ہوا ہے - یہ نندی گن میں تھے اور جن کا دوسرا نام کونڈا کنڈ اچاریہ تھا - پھر اما سواتی مشہور ہوا - جس کا نام گردھر پچھا اچاریہ تھا - اس سمپردایہ میں کوئی شخص پدارتھہ کے سمجھنے میں اسکی برابر نہیں ہوا - انکا چیلہ بالک پچھا تھا - جسکا چیلہ گن نندی پنڈت جتی ہوا - نیائے اور گرامر اور شاعری میں ہوشیار رہتا -

۳۰۰ منی اس کے چیلے تھے جو علم کے سمندر کے کنارے پہنچ گئے تھے - اور گیان کی کان تھی - انمیں سے ۷۲ مشہور تھے - جو سدھانت کے معنے سمجھتے تھے - اور بڑی جلدی سے درشٹانت دیکر شاستر جانچ سکتے تھے اور شاستروں کی تشریح کرنے میں ہوشیار تھے - ان میں سب سے ہوشیار دیو چندر سدھانتک تھا - اوس کا چیلہ کل دہوت نندی منی تھا - جس کا چیلہ سمپورن چندر سدھانتی تھا جو جوتش میں چاند اور سورج کی حرکات سے واقف تھا - اس کا چیلہ دم نندی منی تھا - اور اس کا سب سے بڑا بیٹا سردھر دیو تھا - اوس کے چیلوں میں مل دھاری دیو اور سردھر دیو مشہور ہوئے - سردھر دیو کا چیلہ ماگھہ نندی ہوا - جس کا چیلہ گن چندر دیو منی ہوا - اس کا سدھرم میگھہ چندر تھا - جو جین شاستر کا تتو دینے والا تھا - اس کا سدھرم چندر کیرتی تھا - چندر کیرتی کا سدھرم اودے چندر پنڈت تھا -

گن چندر برتی کا چیلہ نیا کیرتی منی تھا - جو کہ کونڈ اکنڈ انویہ - دیسی گن اور پستک گچھہ

(خوشیوں) اور نہوں اور وہم وہام سے اس کی پریشانی -

کتبہ نمبر (۱۴)

تاریخ سنہ ۱۳۱۴ع ۲ و ۲ x ۱ و ۴

خلاصہ - سری مول سنگ - دیسی گن - بسنکا گچا اور کونڈا کند الوبہ کے گروؤں کا مختصر سا حال کیونکہ لکھا جا سکتا ہے -
میگھہ چندر تری ویدی استوتی ہے جس کا چیلہ ہیر نندی تھا - اوس کا چیلہ بلد ہاری رام چندر جتی ہوا - جسکو گرو نیچاپ سرتی کا بہت شوق تھا -
اس کے چیلے کے چیلے بڑے جتی سبھا چندر کی کئی اشلوک میں استوتی ہے - وساکھا سمت ۱۲۳۵ سال بہادری ساون بدی چودش منگل وار کو سرگ باش ہوا -
میگھہ ملگری سے دیکھنے - اور دیوتاؤں کے مسکن اور جین مندروں کے دیکھنے کے خواہش سے اس نے جان دیدی اور اس دنیا کے جنجال سے چھوٹ گیا - اوس کا چیلہ پدم نندی پنڈت دیو تھا -
گرو رام چندر جتی کے چیلے راے راجگر و گومت حاکم بلوکری نے سہند مینی کی سادہ بنائی بوکرا راجہ - سری پارس ناتھ بھگوان کے چرنوں کی پوجا کرتا تھا -
بوکرا راجہ کو بعد ازاں سبھا چندر کہنے لگے -
کل بھوشن کا چیلہ میگھہ نندی برتی تھا - جس کا چیلہ سبھا چندر تھا -
اس کا چیلہ چار دلیری پنڈت تھا - جس کا چیلہ میگھہ نندی برتی تھا - میگھہ نندی برتی کا چیلہ اگر سا تھی تھا جس کا چیلہ بالیندو پنڈت ہوا جسکے چرنوں کی رام چندر تعریف کرتے تھے -
سبھا چندر ... کے گرہستی چیلے ... نندی پنڈت دیو ... اشلوک میں تعریف کی گئی ہے - ... اور مادھو چندر دیو نے اس یادگار میں ایک سادہ بنائی -

کسی وجہ سے پہلے دکشالی اوس کا چیلہ ترکال جوگی تہا - اور اوس کا چیلہ اودہاکر پدم نندی سدہانتی کا ہوا - جو کمار دیو کے نام سے مشہور ہوا - اس کے چیلے کا نام **کل بھوشن** تھا - جس کا سدہرم پر بہو چندر منی راج پنڈت ہوا جس نے تیاسے کا گرنتہ بنایا - کل بہوشن منی کا چیلہ **کل چند دیو** منی ہوا - اوس کا چیلہ ماگہ نندی منی ہوا جس نے کولاپور میں تیرتہہ بنایا - اور کونڈا کنڈا نو یہ کو بہت مشہور کیا -

اوس کے چیلوں میں سے سامنت بہادیو اور کام دیو تہے -

شمالی حصہ

گنڈا دی **مکت دیو** سے بڑا اور کون تھا - جسکے گرد سدہانتی کا ماگہہ نندی تہے جنہیں بہت اس کا طالب علم - فاضل اجل بہانو کیرتی اور دیو کیرتی اس کے چیلے تہے اس کا سدہرم سرت کیرتی تری ویدہ رتی ہوا - اس نے بڑی ہوشیاری سے ۔۔۔ ہو پنڈ دیم کو تصنیف کیا - گذشتہ و آئندہ کا حال لکہنا تہا - اس کے چہرے بہائی ناندیا جگی اور دیو چندر منی تہے - انکے سدہرم ماگہہ نندی تری) وید دیو - دیو کیرتی پنڈت دیو کا چیلہ بہا چندر تری وید دیو - اور گنڈا وی مکت - واندی - جیسے کہ بہہ چندر نے پیدیو تہے - اور سنرا کا لنکا تری وید دیو جسکے چیلے سری آنی بہنگاری بہراتی مایا ست ری - اپچی اور کوریا تہے -

اس کا باپ حاجی بس کا یکس راجہ - اس کی ماں لوکملی - اس کا دیو ارہنت اس کا سرداریاد و منی راجہ نرسنگہ - بڑا پاکیا خوش قسمت تہا -

بڑا منتری - سردادہی کاری - بڑا بہنڈاری - **نیاگنگ ڈنڈنایک** - سری بلا راجہ نے کلنگری کے قصبہ کو بسایا جو اس کے گرد سری روپ نارائن کولاپور کی بستی سے متعلق تہا - جو کونڈا کنڈانویہ - سری مول سنگ - دیسی گن - پستک گچہا میں سے تہا - جس نے نانہہ پور میں دان سالہ بنائی - اور مہا منڈلاچاریہ **دیو کیرتی** پنڈت دیو کی یادگار میں ایک سمادہ بنائی - جسکے چیلے لکہہ نندی - مادہو - اور تری بہون دیو آسوری

ہی پیارا دیو کیرتی سرگ لوک کو چلا گیا۔
سست سوتی اور لچھمی افسوس کرتی ہیں۔

کتبہ نمبر ۱۴

تاریخ ۱۱۶۳ء

جنوبی حصہ

خلاصہ - آدناتھ اور دیگر تیرتھنکر جنکے آخر میں مہابیر کا لفظ آتا ہے انکی استوتی گوتم کی استوتی جس کے بنس میں سرت کیولی بھدر باہو پیدا ہوا۔ اس کا چیلہ چندر گپت تھا۔ اس کی شان و شوکت ایسی تھی کہ اس کے منیوں کے گن کی بن کے دیوتا پوجا کرتے تھے۔ اس کے خاندان میں پدم نندی ہوا۔ جو پیچھے کونڈا کنڈ نام سے مشہور ہوا اور جو پہلا منیشور تھا۔ اُماسوامی ہوا جس کا نام گردھر پچھا اچاریہ تھا۔ اسکے چیلوں میں پدارتھ کے دیکھنے میں کوئی دوسرا شخص اس کا ثانی نہیں ہوا۔ اس کا چیلہ بالک پچھا ہوا۔ جسکے سلسلہ میں سمنت بھدر ہوئے۔ جو بڑے مباحثہ کرنے والے تھے۔

اس کے بعد دیو نند ہوئے۔ جو بعد ازاں اپنے (ودّیا) علم کے سبب جنیندر کہلاتا تھا اور چونکہ دیوتا اس کے چرنوں کی پوجا کرتے تھے اسواسطے پوجیہ پادبھی کہلاتا تھا اس نے جینیندر گرامر۔ سروارتھ سدھی اور سمادھی شتک بنائے۔ سدہانت میں بہت ہوشیار تھا۔ بڑا شاعر تھا۔ اس کو جس ست کا سرتاج پنڈت کہا جاسکے یہ سب کام پوجیہ پادسی کی شہرت پکار پکار کر بیان کرتے ہیں۔ منی گن اس کی پوجا کرتے تھے۔

مغربی حصہ

اس کے بعد اکلنک دیو ہوئے۔ اور اس منی جن کے سلسلہ میں سری معل سنگ اور دیسی گن کے نندی گن میں مشہور منی گولاچاریہ ہوا۔ جو گولا دیش کا راجہ تھا جس نے

فتح کیا۔ انہوں کو ڈرایا اور ان باتوں سے تینوں لوک اسکی استوتی کرنے لگے۔
ننگل کی شہرت ایسی ہو گئی تھی کہ وہ یم یا راون یا سمپال گنا جاتا تھا۔ وہ اس کا جالک
بن گیا اور . . . بغیر کوشش کے گنگ چوڑامنی کے بس میں آ گیا۔
گنگ چوڑامنی بحث کرنے میں نہیں شکست کھاویگا۔
اس طرح لڑائی کر کے اور وندھیا بن کے گرد نواح کو فتح کر کے مانیہ کھیت
گونور د۔ اچانگی۔ بن واسی۔ قلعہ پاسی اور دیگر مقامات کو فتح کیا۔
دلیش ویشنا نسر بری سے مشہور ہوا۔ بہت سی بخششیں کیں۔ مشہور گنگ و دیا دھر
گنگ شاہ اس کا بہادر۔ گنگ خاندان کا شیر۔ گنگوں کا جواہر۔ گنگوں کا ہیرا چیلا اتر
گنتیا گنگ نیکیوں کا اوتار۔ زیادہ بہادر۔ اپنی بات کا سچا۔ اپنے دشمنوں کے جلانے
کے واسطے آفتاب۔ غارت گری کی تلوار۔ مثال ایک کے واسطے نرسی نیتر۔ کے سبالی
کایم۔ اس نے بہت سے مقامات میں بستیاں اور ریال ستمبہ بنوائے
صاف ظاہر ہے کہ ذیل کا بیان مابعد لکھا گیا ہے۔
ہمارے درمیان کہان کہ گنگ بھپالا ایک سال راج کیا۔ اور پھر اجیت سین بھٹارک
کے چرنوں میں با اعتقاد بیلہ کے طور پر . . . . . . سمادہت ہو گیا۔
اشلوک۔ اے چولا راجہ۔ تمہارا مالک تم کو یا تمہارے خزانہ کو فتح کئے بغیر چلا گیا
ہے . . . پانڈیہ چپ ہو جاؤ۔ خوف کے مارے اپنے راج سے مت
بھاگو . . . . گنگ راجہ دیولوک ہو گیا ہے۔
کتبہ نمبر ۳۹ و ۴۰ و ۴۱ مہرنومی منڈپ میں کھدی ہوئی ہیں۔

کتبہ نمبر ۳۹

تاریخ ۱۱۶۳ع ۴ و ۵ x ۱ و ۸

خلاصہ مہا منڈلاچاریہ دیوکیرتی پنڈت دیو۔
ساکاسمت ۱۰۸۵ سال سبھانو اساڑھ سدی نومی بدھ وار کو دن نکلنے ہی نہایت

اور اس کی لیاقت کی شہرت تمام دنیا میں پھیلی ہوئی تھی - یہ مشہور کرے وہ ہمیشہ قایم رہیں

مغربی حصّہ

ذیل کے نام اور پر کے حصّے میں ہیں جو مٹ گیا ہے -

گنگا چوڑامنی - راجہ گپتیا لنگ . . . . . نولمبا کا یم . . . . . پلو . . .

سرتھا نا سنگھ . . . . . بہادروں کے ساتھ لڑائی کرتے ہیں ایسا مشہور

چہ ما کر ایہہ - راجدیتہ کے واسطے جنگل کی آگ - چالوکیہ کا جواہر - یہہ لنگ کا سب سے

اچھا جواہر تھا - چونکہ دیتیندر - مادہو - کتیب وغیرہ کو مور نے غارت کر دیا

ان ۔ لوں سے تکلیف دینے والے ہیں جنکو میں مغلوب کرونگا - وہ نراگ سور

۔ غالب آیا - اور دنیا کو اس کی سختیوں سے نجات دی - اور عوام الناس اس سے

خ ۔ نتس ہوئے -

شمالی حصّہ

بالکل مٹ گیا ہے - صرف لنگ چوڑامنی کا نام موجود ہے -

مشرقی حصّہ

کیا میں ا ۔ طاقت کو کام میں لاؤں گا - جس سے اوس نے زبردست دلا کو زیر

کیا ہو ۔ ۔ ۔ ا تھا کہ خوف دور کرو - اس کو مغلوب کیا کیا میں تمام دنیا میں مشہور

. . . کرونگا - کیا میں وہ بہادری دکھاؤنگا جس سے اوس نے بڑ راجہ

. . . . . کو قتل کیا - چلا دانترا نگ کے اننت کام میں ۔ ۔ ۔ کردا

بلکہ تمام صوبہ یوں کو اور لوٹ کو بیسنک دینے کے بجائے جمع کیا - کیا اللہ کی مورت

۔ ۔ ۔ کو یا کہ وہ غیر سرداروں کو جتلانا چاہتا تھا کہ اگر تم اپنے بچانے چاہتے ہو

ا ۔ ۔ ۔ آگ میں پڑنا نہیں چاہتے - تو دوستی کر لو اور اکٹھے ہو کر بچ نکلو - اسطرح

۔ ۔ ۔ ۔ تیری تیتر نے خراج جاری کیا -

راجہ گپتیا لنگ کی بہادری بہت عرصہ تک قایم رہی - اچانگی کے قلعہ کا پہلے محاصرہ

کیا تھا - لیکن اس کے فتح کرنے کے ناقابل ہو کر محاصرہ اوٹھا لیا تھا - اب اس کو

کتبہ نمبر ۳۸

تاریخ ۹ےسہ ۳×۱۰/۱"

جنوبی جانب

. . . . . حاصل کرکے . . . . زمین کو . . . تلوار کے
زور سے تمام دولت حاصل کرکے . . . . گنگ خاندان کا راجہ . . .
وہ جو کنول کے پھول یعنی گنگ کل کے کھلانے میں چاند کی روشنی کا کام دیتا ہے۔
وہ جو تمام دنیا میں مشہور تھا۔ ستیہ والکیہ کونگنی ورما دھرم مہاراجہ ادھیراج
جو کرشن راجہ کی شمالی فتوحات کے باعث گرجا ادھیراج مشہور ہوا۔ دلا کے غرور
کے دور کرنے میں اپنی بہادری کے سبب مشہور طاقت میں بڑے جنگل ہاتھی کے
مانند بہادروں کا آفتاب۔ بندربار واس کے تخت کو سنبھال رہا تھا۔ کراٹ کے
گروہ کا مارنیوالا۔ وندھیاچل کے دامن میں رہتا تھا۔ اپنی طاقت سے مانیہ کھیت کے
مہاراجہ کی فوج کو ہٹا دیا۔ اندر راجہ کی گدی نشینی پر خوشیاں مناتا تھا . . . . ان
اشخاص کو خوش کرنیوالا جو لڑائی کے لئے تیار تھے۔ . . . مارے خوف کے
بن درسی دلیش کے راجہ اوس کی سیوا کرتے تھے۔ . . . . کی راگوں میں
مشہور۔ اس کے جواہرات۔ مست ہاتھی اور اس کے تمام ذخیرہ پر قابض ہوا۔
نولمباؤں کے راجہ کی طاقت کو ضائع کیا۔ نولمباؤں کے راجہ نے ماتو رنبن لے . . .
کے بیٹے سے اطاعت قبول کرائی تھی۔ ہاتھیوں کے غول کے مانند غرور سے بھرا ہوا
آیا۔ چھوٹے چھوٹے راجاؤں کو جڑ سے اکھاڑ ڈالا۔ اچانگی درگا کو خاک سیاہ کردیا۔
سبارامنتری نرگ نامی کو مار ڈالا اس کی طاقت کے باعث چیرا۔ چولا۔ پانڈیہ
اور پلو اس کی عزت کرتے تھے۔ جین ساسن کو ترقی دی۔ . . . کا جھنڈا رکھتا تھا
زبردست راجاؤں کے لوٹنے سے بڑی دولت کمائی تھی۔ اپنی نیکی سے تمام دنیا کے
بھار ہوتے تھا۔ وہ راجہ نولمب کل کے واسطے یم کے مانند تھا۔ اسکی حالت

کتبہ نمبر (۲۱)

لولورسنگ میں گرونندی مذہب کا بڑا پابند تھا - اوسکی چیلی رشبیہ نندی منی تھی - اس کی دادی سرگ کو چلی گئی -

کتبہ نمبر (۲۲)

یہہ معلوم کرکے کہ انت سما آگیا ہے اور موکش کا طلبگار ہوکر بہت سے نیک اوصاف حاصل کرکے پوجنیک بڑا منی دیوسین تپشیا کرکے سرگ لوک کو چلے گئے -

کتبہ نمبر (۲۳)

تپشیا کے واسطے ایک اچھا مقام تلاش کیا - کیلا ترسنگ کا ادری دین نگیندر و ۲۰۰ ندی گری پر حکومت کر رہا تھا - اور اسکے حقوق غیر محدود تھے -

کتبہ نمبر ۲۴

جے ہو - عیب سے پاک - ایسا سفید جیسا کہ دودھ . . . فرمانبردار تپشیا کی وجہ سے اس کی بہت عزت ہوتی تھی مشہور کلولو میں رشی گری پر چڑھکر وہ عیب سے پاک منی رشی سرگ لوک کو چلا گیا -

کتبہ نمبر ۲۵

. . . . بہت نیک - عمدہ اوصاف رکھنے والا بڑا گیان وان - تعریف کے لایق - سہسر متی گنتی کلپرا میں آئے اور اس پہاڑ میں تپشیا کرکے سرگ لوک میں چلے گئے -

(نمبر ۲۶ و ۲۷ کتبہ کچیا دون کے راستہ پر پہاڑ بہلندہ ہیں)

کتبہ نمبر ۲۶

نیک ایری گوکوٹا میں . . . . . .

کتبہ نمبر ۲۷

یہ مشہور کرے کہ نیک گروڈ اکیسری راجہ کا راج قایم رہے -

نمبر ۲۸ کا کتبہ کیوگ برہم دلیو کہہ پر کہدا ہوا ہے -

. . . گن ارامی کی درخواست پر اس مہاراج نے اس پہاڑی کے مندر کو
کے نام زمین عطا کی (زمین کی حدود درج ہیں مگر پڑہی نہیں جاتیں)

کتبہ نمبر (۲۵)

. . . . کے چیلے اراتی نیمی نے سدّا بنوائی ۔

نمبر ۲۶ لغایت ۳۵ کتبہ ساسن بستی کے مشرق میں پہاڑ پر کندہ ہیں ۔

کتبہ نمبر (۲۶)

ے و ئے × ۲ و اا

قوس وقزح یا بجلی کے چمکارے یا شبنم دار بادل کے مانند جلدی سے غایب ہوگیا
اور جسکے واسطے خوبصورتی ۔ خوشی دولت اور طاقت کے خزاین محفوظ ہیں ۔
یہہ کہہ کر اور سنیاس دہارن کرکے بڑا طاقتور نندسین منی دیولوک کو چلا گیا ۔

کتبہ نمبر (۲۷)

نو لورسنگ کا خوش قسمت . . . . کٹوپر کے پہاڑ میں . . . . . .
کاری پور کا نویں سیورر کے رنگ کا اور اس دنیا کا حاکم کٹوپر پہاڑ پر سے سُرگ گیا
اور اس جگہہ اوس کی سمادہ بنی

کتبہ نمبر (۲۸)

اولورسنگ کے . . . . بڑے اننت ستی گنتی نے کٹوپر پہاڑ پر تپسّیا کی ۔ اور
دیولوک کو چلا گیا ۔ میں اسکی بندنا کرتا ہوں ۔

کتبہ نمبر (۲۹)

میور گرام سنگہہ کا . . . . سوندریا آریا کٹوپر پہاڑ پر سے سُرگ گیا اور
اس جگہہ اس کی . . . . .

کتبہ نمبر (۳۰)

انگلی بہت سے نیک اوصاف کے لیے مشہور تہا ۔ جبکہ . . . . پہاڑ پر
تپسیا کر رہا تہا ۔

یہہ کہکر سری بہدر باہو اور بڑے منی چندر گپت کے قدم بہ قدم چلنا اصلی دہرم ہے۔

شانتی سین منی کی بیوی اچل گور دی اس پہاڑی کی چوٹی پر آئی۔ اور کھانا پینا چھوڑ دیا اور سرگ کو پراپت ہوگئی۔

کتبہ نمبر (۱۹)

پہاڑی گرو کا بیٹا سنگ نندی تپسیا کر کے سرگ کو پراپت ہوگیا۔

کتبہ نمبر (۲۰)

. . . . . میں اس تخت و تاج کو چھوڑ کر . . . . وہ بھی کوی کی بیٹی
. . . . . سرگ کی دولت کو پراپت ہوگئے۔

کتبہ نمبر (۲۱)

نیک اوصاف رکھتا تھا۔ اونچے زینہ سے وہ سدہ بن گیا۔ نیک گرو کے چیلوں میں سے تھا۔ سدہ گن کا بیٹا تھا۔ پہاڑی کی چوٹی پر رہتا تھا۔ نیچے میدان نہیں اوترا۔ . . . . . .

کتبہ نمبر (۲۲)

کوٹا پہاپے نندی پنڈت کے چیلے نے (یہاں) آکر . . . . . . ہزار

کتبہ نمبر (۲۳)

مبارک ہو . . . . انگلورہ کے گرو نے . . . . . کلب پہاڑ پہ
پران دیدے۔

کتبہ نمبر (۲۴)

تاریخ ۲۷ سنہ ۱۱۴ء

جب بڑی ریاستوں کے حاکم سری بلب مہاراج کا بیٹا لولوک سری کبا این زمین پہ راج کر رہا تھا۔ اور وہ پانچ بڑی نوبت اپنے آگے رکھ سکتا تھا اور یہ منتر اور مہاراج کا ان کو خطاب تھا۔

پوتر تیرتھ کا گرد ۔ ۔ ۔ ۔

کتبہ نمبر ۱۳

تلا کڈو کا گرو جنکے چھوٹے چھوٹے بال تھے اور جو موہ کے پردوں کی بھی رکھا کرتا تھا اور جو کاچی گرو کا چیلہ تھا - اکیس دن تک سنیاس کی تپشیا کر کے سرگ کو پراپت ہو گیا -

کتبہ نمبر ۱۴

۳ و ۸ × ۱ و ۹

ناگ سین گرو جو رشبھ سین گرو کا چیلہ تھا - سنیاسی کی طرح تپشیا کر کے سرگ کو پراپت ہو گیا - ناگ سین عیب سے پاک - متقی اور پرہیزگار تھا - اور اوس نے تمام دشمنوں کو فتح کیا - راجہ اس کی سیوا میں حاضر رہتے تھے - نہایت خوش قسمت تہا - لوگوں کی مراد پوری کرتا تھا - اور انکے غرور کو دور کرنے والا تہا - ایسے ناگ سین کو میں بندنا کرتا ہوں -

کتبہ نمبر ۱۵

اس جگہہ جہاں درخت کثرت سے اگے ہوئے ہیں گل لالہ کہلے ہوئے ہیں - اور شہد کی مکھیاں بھن بھنا رہی ہیں - اور جو استھان (اندر کے کنج) نندن سے بھی اچھا ہے جس کے چاروں طرف چاولوں کے کہیت لہلہا رہے ہیں - وہان بالا دیو منی بھگوت کی استوتی سب کو سکہلاتے تھے - اور پہاڑی کی چوٹی پہ تپشیا کر رہے تھے - انہوں نے نیک گنگا سین کے ہاں جنم لیا تھا بڑے نیک تہے - معزز بالا دیو منی تپشیا کرتے ہوئے سدہ لوک کو چلے گئے -

کتبہ نمبر ۱۶

وہ خوش قسمت منی تپشیا کر کے سرگ کو پراپت ہو گیا -

کتبہ نمبر ۱۷

۴ و ۶ × ۲ و ۱۰

(نوٹ) - کتبہ نمبر ۱۷ و ۱۸ کا ایک جگہہ کتبہ نمبر (۱۷) میں ترجمہ ہوا ہے -

کتبہ نمبر (۳)

شرارت کا گہرا بادل چاروں طرف پھیل گیا اور اس نے تمام ہندلا کو جہالت کے پہاڑ کی طرح گھیر لیا۔ وہ بیوقوف جو گرہست کے جنجال میں پھنسا رہتا ہے اور راجہ کے ماتحت رہتا ہے۔ تباہ ہو جاتا ہے۔ بڑا عقلمند چرت سری منی جس کی سُرگ کی منی بھی استوتی (تعریف) کرتے تھے۔ تپشیا کر کے سُرگ کو پراپت ہو گیا۔

کتبہ نمبر (۴)

.. .. تپشیا کر کے سرگ باش ہوئے۔

کتبہ نمبر (۵)

خوش قسمت جمبونائگی ایک ماہ تک تپشیا کر کے سرگ سدہارا۔

کتبہ نمبر (۶)

خوش قسمت مون دہارن منی بہٹارا ساکن بدولوسری تپشیا کر کے سُرگ کو پراپت ہو گیا

کتبہ نمبر (۷)

بالاچندر گرو چیلہ . . ساکن کنارا دہرم سین گرو تپشیا کر کے سُرگ باش ہوا

کتبہ نمبر (۸)

اگر سین گرو جو پتی گرو ساکن مالنیرو کا چیلہ تھا۔ ایک ماہ تک سنیاس کے طور پر تپشیا کر کے سُرگ کو پراپت ہو گیا۔

کتبہ نمبر (۹)

گن سین گرو ساکن کٹارا جو گرو اگری کا چیلہ تھا تپشیا کر کے سرگ کو سدہارا۔

کتبہ نمبر (۱۰)

ایچی ارجیکا ساکن کٹارا جو پیر دیل گرو کی چیلی تھی۔ . . . . سُرگ سدہاری

کتبہ نمبر (۱۱)

اُت لکل گرو تپشیا کر کے سرگ کو پراپت ہو گیا۔

کتبہ نمبر (۱۲)

تاریکی کو پھاڑ کر سر شٹ پُرشوں کے کنول کو کھلا دیا۔ (ایسے سر شٹ پُرش بڑے جین مت کی جھیل میں بکثرت ہیں) تو یہاں پوجنیک (قابل پرستش) رکھی۔ گوتم گندہر۔ ادس کا چیلہ لوتاریا۔ جمبو۔ وشنو دیو۔ اپرا جیت۔ گوردھن۔ بہدربا ہو۔ وساکھا۔ پرشٹھل کشتری کاریہ۔ جیانم۔ سدہارتہہ۔ دہرت شین۔ لودھیلا۔ وغیرہ گرو پیدا ہوئے۔ اِن بڑے رشیوں میں سے بہدر باہو سوامی نے تپشیا کرکے کل و دیا حاصل کی تھی۔ اور وہ ماضی۔ حال اور مستقبل کا حال دریافت کر سکتے تھے انہوں نے پیشین گوئی کی تھی کہ اجین میں بارہ سال کا قحط پڑے گا۔ اور لوگ سخت مصیبت اٹھائینگے۔ اس لئے سارا سنگ شمال سے جنوب کی طرف روانہ ہوا۔ اور منیوں کا سنگ ایسے ملک میں پہنچا جہاں سینکڑوں گاؤں تھے اور جہاں۔ آبادی۔ روپیہ سونا۔ اناج۔ گائے بیل۔ بھینس اور بکری بکثرت تھیں۔

کٹو بر پہاڑ پر جسکی چوٹیاں بہت اونچی اونچی تہیں۔ اور جو زمین کے لئے جواہر تھا۔ اور جس کے اردگرد کی زمین خوشنما پھولوں کے رنگ سے چمک رہی تہی جس کی چٹانیں ایسی تاریک تھیں جیسے پانی سے بھرے ہوئے مینہہ کے بادل ہوتے ہیں۔ جہاں جنگلی۔ سور۔ چیتے۔ بھگیر بیچھ۔ چرخ۔ سانپ اور ہرن بکثرت پھرتے تھے۔ اور جہاں بیشمار غار۔ گڑھے بڑے بڑے نالے اور بن تھے۔ وہاں پر آچاریہ بہدر باہو سوامی معہ پرہو چندر (مہاراج چندر گپت کا نام ہے) کے پہونچے۔ اچاریہ جی نے معلوم کیا کہ میرا انت سما آن پہونچا ہے آگے چلنے سے انکار کیا اور تپشیا کرنے کا ارادہ کیا۔ اور تمام سنگ سے علیحدہ ہو کر صرف ایک چیلا اپنے پاس رکھا۔ اور اوس سرد پتھر پر جس پر گھاس جمی ہوئی تھی۔ تپشیا کرتے ہوئے سرگ کو پراپت ہو گئے۔ اور ۷۰۰ رشیوں میں جا ملے۔

جین شاسن کی جے رہے۔

کتبہ نمبر (۲)

اگ ستی گنتی ارجکا جو چتوڑ کے ایتاد خاندان کے مون دہاری گرو کی چیلی تہی۔ تین ماہ تک تپشیا کرکے سرگ باش ہو گئی۔

حصّہ سوم

لفظی ترجمہ کتبہ ہائے چندرگری واقعہ ریاست میسور

योविश्वं वेद वेद्यं जननजलनिधेर्भङ्गिनः पारदृश्वा पौर्वापर्या
विरुद्धं वचनमनुपमं निष्कलङ्कं यदीयम् ॥ तं वन्दे साधुवं
न्द्य सकल गुण निधिं ध्वस्तदोष द्विषन्तं । बुद्धं वा वर्द्धमानम्
शतदल निलयं केशवं वा शिवं वा ॥

نمبر (۱) نعایت ۲۵ کتبہ پارسناتھ بستی کے جنوب میں پہاڑ پر کندہ ہیں۔
کتبہ نمبر ایک کے اشلوک دو بہا منڈلوں کے بیچ میں لکھے ہوئے ہیں جن پر نہایت خوبصورت
بیل دیتی بنی ہوئی ہے۔

(۱) طول و عرض۔ ۱۵ "۳×" ۴۰ "

کامیابی سری وردھمان سوامی کے ذریعے سے ہے جو گیان کا پیدا کرنے والا ہے
اور سبتری کے امرت کا مالک ہے۔ دونوں آسمان و زمین کا سہارا ہے تمام اشیاء
منقولہ اسکی ذات میں ہیں۔ روح اور دل کے دیکھنے کی طاقت سے سب پر غالب ہے
دنیا میں اس نے بڑی عزت اور عظمت حاصل کی ہے۔ اور لائق تر تھنکر ہے اور ارہنت ہے
اس کے کلام میں کوئی شخص چون و چرا نہیں کر سکتا بحث کر کے سب فرقوں کے
مسلوں کو رد کر دیا۔ سری بشالیہ میں (یعنی اجین میں) بڑا ہے۔ دنیا کا نجات
دینے والا ہے۔

جبکہ بڑا آفتاب مہا بیر سوامی چھپ گیا۔ جو شاندار صفتوں کا مسکن ہے۔ جس نے تمام
دنیا کو روشن کر رکھا ہے۔ اور جو ہزار سا چمکدار کرنوں کی بڑی قوس ہے جس نے

نمبر کتبہ	مضمون	تاریخ
۱۱۴	پدم نندی دیوی کی وفات	۱۳۷۶
۱۳۲	مانگی مانگی بستی بناتا ہے	۱۳۹۰
۱۳۳	مانگی بستی کے واسطے گوڑوں کا نذرانہ	۱۳۹۰
۱۰۵	بور وپنڈت کی وفات اور جین گروؤں کا مفصل حال	۱۳۹۸
۱۲۶	بجے نگر راجہ ہری ہر رائے	۱۴۰۴
۱۰۶	گومت کے واسطے گوڑوں کا نذرانہ	۱۴۰۹
۱۰۸	سرت منی کی وفات ۔ کتبہ کو مانگی راجہ نے بنایا	۱۴۳۲
۱۲۵ و ۱۲۷	بجے نگر راجہ دیورائے کی وفات	۱۴۴۶
۱۰۳	چنگلا دیو کے مستری کا بیٹا گومت کی عمارات کی مرمت کرتا ہے	۱۵۱۰
۱۳۴	گوتنا مانگی اور دیگر بستیوں کی مرمت کرتا ہے	۱۵۳۲
۹۹ و ۱۰۲	چاوڈو سیٹھی ساکن گراسولی کے رہن نامہ کے واسطے چندہ	۱۵۳۷
۱۳۵	گراسولی سے مستورات کی آمد	۱۵۳۹
۸۴ و ۱۴۰	چام راجہ ودیور والے میسور منتھی زمینوں کو فک الرہن کرتا ہے ..	۱۶۳۴
۱۴۲	چاروکیرتی پنڈت جتی کی وفات	۱۶۴۳
۱۱۸	چاورسا نرتھیکر بستی کی تعمیر	۱۶۴۸
۱۱۷	گومٹ میں آمد	۱۶۶۹
۱۱۶	گومت میں مستورات کی آمد	۱۶۸۰
۹۳	دودا کرشن راجہ ودیور والے میسور گومت کے واسطے نذرانہ دیتا ہے	۱۷۲۳
۱۴۱	رنگایا برہم دیو منطپ بناتا ہے	۱۷۳۹
[illegible]	ادتیہ کیرتی دیوی کی وفات	۱۸۰۹
۱۰۳	چتنا نایا کا تالاب بنایا	۱۸۲۰
۹	کرشن راجہ ودیور کا ماڈی گارڈ بختی کا نذرانہ	۱۸۲۶
۱۳۱	کرشن راجہ ودیور والے میسور پورینہ کی نذرانہ منظور کرتا ہے	۱۸۵۳

تاریخ	مضمون	نمبر کتبہ
۱۱۹۶	بساوا سیٹی سہ ہاتر تہنکری پر تقسطا کرتا ہے اور اسکے بیٹے انکے واسطے مندر بناتے ہیں	۷۸
۱۱۹۶	مندرجہ بالا تہنکروں کے واسطے سوداگروں کا نذرانہ ۔ ۔ ۔ ۔	۸۶ و ۸۷
۱۲۱۴	بیر بلال کا بیٹا گومت آتا ہے	۱۲۰
—	ابیجے نندی کی آمد	۲۲
۱۲۱۷	ملیال تہنکر کی آمد	۷۳
۱۲۴۶	مری پال پرماوی نایک کی آمد	۷۴
۱۲۵۶	گومت کے واسطے نذرانہ	۸۸
۱۲۵۸	ایضاً	۸۹
۱۲۶۶	ہوسل راجہ سومیشور کے عہد میں معاملہ کا تقرر	۱۲۸
۱۲۷۳	ہوسل راجہ رسنگہ سوم کے عہد میں گومت کے واسطے سوداگروں کا نذرانہ	۹۶
۱۲۷۴	ایضاً .. .. .. ایضاً	۹۳-۹۵-۹۷
۱۲۷۸	بیہنجراالبتی کے واسطے مختلف اشخاص کے نذرانہ	۱۳۷-ب
۱۲۸۰	نگرجنالیہ کے واسطے بیلگولہ کے باشندوں کا نذرانہ	۱۳۱-الف
۱۲۸۳	ایضاً .. .. .. ایضاً	۱۲۹
۱۲۸۸	ایضاً .. .. .. جنالیہ نور کے ایضاً	۱۳۱-ب
۱۲۹۶	ایضاً .. .. .. بہنجراالبتی کے واسطے	۱۳۷-ج
۱۳۱۳	سبھاچندرمنی کی وفات	۴۱
۱۳۶۲	اردگیا گومت کے واسطے نذرانہ منظور کرتا ہے وہ بجنگر راجہ لکارآ کی ماتحت تھا	۸۲
۱۳۶۸	بکّاراے جینی اور ویشنوؤں کو رضامند کرتا ہے	۱۳۶
۱۳۷۳	وردھمن سوامی سمایامال دیوی کی سمادھ بناتا ہے	۱۱۱
۱۳۷۵	ہیم چندرکیرتی دیو کی وفات	۱۱۲

تاریخ	مضمون	نمبر کتبہ
۱۱۳۹	پرگدی بنگلی پالی کی وفات	۵۲
۱۱۳۹	بالا دیو وشد پایک کی وفات	۵۱
۱۱۴۷	پربھو چندر سدہانت دیو کی وفات شنلا دیوی کا گرو	۵۰
۱۱۶۰	بلا راجہ بھنڈار البتی بناتا ہے	۱۳۸
۱۱۶۰	بلا راجہ گومت دیو کے واسطے ہوسل راجہ نرسمہ سے عطیہ منظور کراتا ہے	۱۳۷-الف
۱۱۶۰	ایضاً ایضاً ایضاً	۸
۱۱۶۳	دیو کیرتی پنڈت دیو کی وفات	۳۹
۱۱۶۳	بلا راجہ نے دیو کیرتی کی سمادھ بنائی	۴۰
۱۱۷۱	گومت سیٹھی گومت کے واسطے نذرانہ دیتا ہے	۸۱
۱۱۷۷	ناگ دیو نے نیا کیرتی منی کا سمادھ بنائی	۴۲
۱۱۷۷	گومت میں بہت سے گروؤں کی آمد	۱۱۳
۱۱۸	شاعر سوجنوتم سم گومت کی تعریف کرتا ہے	۸۵
۱۱۸۰	ماسیٹھی نے یکش دیوتی بنائی	۱۰۴
۱۱۸۰	ہگڈی کتا نے یکش بنایا	۱۱۰
۱۱۸۰	ناگ دیو نے ناگ سمدر تالاب بنایا	۱۲۲
۱۱۸۱	بلا راجہ نے گومت کے واسطے ہوسل راجہ بیر بلال سے نذرانہ منظور کرایا	۹۰
۱۱۸۱	گومت دیو کے واسطے سوداگروں کا نذرانہ	۹۱ و ۹۲
۱۱۸۱	چیمار دولی کی بیوی کے کہنے سے ہوسل راجہ بیر بلال نے نذرانہ دیا	۱۲۴
۱۱۸۲	ایضاً ایضاً	۱۰۷
۱۱۸۵	مالا چندر دیو کی تعریف	۶۹ و ۷۰
۱۱۹۶	ناگ دیو نگر جنالیہ بناتا ہے	۱۴۰

نمبر کتبہ	مضمون	تاریخ
۵۵	بالاچندر منی تک گروؤں کا سلسلہ	۱۱۱۵
۷۵ و ۷۶	گنگ راجہ گومٹ کے گرد حجرہ بناتا ہے	۱۱۱۶
۶۵	ایضاً ساسن بستی بناتا ہے	۱۱۱۶
۶۴	ایضاً کبتلی بستی اپنی ماں کے واسطے بناتا ہے	۱۱۱۶
۶۳	گنگ راجہ کی بیوی اجر بڈر دبستی بناتا ہے	۱۱۱۶
۱۲۵	گنگ راجہ کا عطیہ	۱۱۱۷
۵۹	ایضاً	۱۱۱۷
۱۳۹	ماں لکھی گتی کی وفات	۱۱۱۹
۴۹	اوچی راجہ کی بہن دیمی یک کی وفات	۱۱۲۰
۴۱	گنگ راجہ کی ماں پوچی کبی کی وفات	۱۱۲۱
۴۸	گنگ راجہ کی رانی لچھمی کی وفات	۱۱۲۲
۴۳	گنگ راجہ کے گرو سبھاچندر کی وفات	۱۱۲۳
۵۲	منتلادیوی کے گرو .. ن بستی بنائی	۱۱۲۳
۶۲	ایضاً ایضاً	۱۱۲۳
۵۴	وانشین منی کی وفات اور جین گروؤں کا مفصل حال	۱۱۲۸
۶۸	[illegible] کی وفات	۱۱۲۲
۱۰	[illegible]	[illegible]
۴۳	منتلادیوی [illegible] کی وفات ..	[illegible]
۱۴۴	گنگ [illegible] کی وفات	[illegible]
۶۲	گنگ راجہ کے بیٹے [illegible] نے بستی بنائی	۱۱۳۰
۱۱۵	[illegible] کے دروازے اور [illegible] ..	۱۱۴۰

تاریخ کی ترتیب سے کتبوں کی فہرست

سلبارا بنس کے کپاردی کو کونکن دیدیا - اپنی خوشی سے تخت چھوڑ دیا - کوئی راج مارگ النکار
وغیرہ کتابیں بنائیں -

(۱۲) - کرشن - اکال ورش - کنارا - ۸۷۵ - ۹۱۱ء کند - بلب - کرشن بلب -
کوکلا راجہ چیدی (جو تریپور کا کلاچوری تھا) کی بیٹی سے شادی کی -
مشرقی چالوکیہ راجاؤں سے لڑتا رہا -

(۱۳) - گوبند - جلت انگ - پربھوت ورش - ۹۱۳ء
پہلے کوکلا کے بیٹے راناوگرہ کی بیٹی لچھمی سے شادی کی -
اور پھر شنکر انگ کی لڑکی گوبندامبا سے شادی کی -

(۱۴) - اندر نتیہ ورش ۹۱۶ء
امنا کی بیٹی - ارجن کی پوتی اور کوکلا کی پڑپوتی دوج اپنے سے شادی کی -

(۱۵) - گوبند - سورن برش - بلب نریندر - گوجیگا نرسنگا - بیر نارائن - رت کند رپ ۹۳۰ - ۹۳۴ء

(۱۶) کرشن

(۱۷) اموگھہ ورش
پی پورائے کلاچوری خاندان کے یودراج کی بیٹی کندکا دادی سے شادی کی -

(۱۸) - کھوٹگا - کوٹگا - نیتہ ورش ۹۷۱ء

(۱۹) - کرشن کمارا - اکال ورش - نردیم - ۹۴۵ - ۹۵۶ء گنگ راجہ مارا سنگھ کے ماتحت
گجرات کے برخلاف فوج کشی کی اور چولا کنور راجہ دتیہ کو شکست دی -

(۲۰) - ککا - کرکا - اموگھہ ورش - کا کلا - کرکرا - بلب نریندر - ۹۷۳ء نرپ تنگ -
گنگ راجہ رچمل کی لڑکی سے شادی کی - آخر ہنا - چولا اور پانڈیہ راجاؤں کو فتح کیا -
مغربی چالوکیہ راجہ تیلا سے شکست کھائی اور قتل ہوا - اس کی بیٹی جکالا دادی تیلا سے بیاہی
گئی - اس کا بیٹا اندر رت کند رپ - راج ترنئ - کیرتی نارائن - راون بالولہ ۹۸۲ء میں
مر گیا -

(۵)- اندر

" چالوکیہ راج کنیا سے شادی کی۔

(۶)- دنتی درگا - دنتی درما - کھڈگا ولوک - پرتھوی ولبھ - ویراسنگھ - ۷۵۳ء اس کے فاتح ہاتھیوں نے ریوا یا نربدا کے کناروں کو روندا - ولبھ کے فتح کرنے سے بڑا ہو گیا - کرناٹک (چالوکیہ راجہ کیرتی ورما) کی فوج کو شکست دی - جس نے کانچی کے راجہ - چولا - پانڈیہ - سری ہرش اور وجرات کو تتر بتر کر دیا -

(۷)- کرشن - اکال ورش - ولبھ - سبھاتنگ - ۷۵۳ - ۷۸ء کنارا نے چالوکیہ کو نکال دیا - راہپا کو فتح کیا - اور راجہ ادھراج پرمیشور کے لقب حاصل کئے - ایلا پور میں نہایت خوبصورت مندر بنایا -

(۸)- گوبند - پربھوت ورش - ولبھ -

اس کے چھوٹے بھائی نے اس کو تخت سے اتار دیا -

(۹)- دھرو - دھورا - دھارا ورش - سروم - کالی ولبھ - اردہ تیج -

گنگ کو شکست دی اور قید کر لیا - پہلے کسی نے گنگ کو فتح نہیں کیا تھا -

(۱۰)- گوبند - پربھوت ورش - جگت تنگ - ولبھ نریندر - سری ولبھ - پرتھوی ولبھ اتیا دھاول - کیرتی نارائن - ۷۹۴ - ۸۱۴ء کرالہ - مالو - سوتا - گرجرا اور بندھیا کے راجاؤں کو فتح کیا - اپنے دشمن چالوکیہ سے گنگا اور جمنا کے ... فتح کئے اور گنگ کو قید سے چھڑایا لیکن اپنی دشمنی کے سبب اس کو پھر گرفتار کیا - دنتگ حاکم کانچی سے خراج لیا - ونگا - انگا - مگدھ - مالوا - اور وینگی کے حاکم اس کی سیوا کرتے تھے وینگی کا حاکم غالباً وجیہ دتیہ نریندر راجہ کو اپنے شہر اور قلعہ کی فصیل بنانے کو مجبور کیا - صوبہ لاٹ اپنے چھوٹے بھائی اندر کو دیدیا - بطور راجہ نندی ورما کے ... کر گنگ راجہ شیوا کو تخت پر بٹھایا - سور کھنڈ میں رہتا تھا - جو ناسک میں ہے -

(۱۱)- سروا - (لڑکا) اموگھ ورش - نرپ تنگ - ۸۱۴ - ۸۷۶ء چالوکیہ راشٹرکوٹ کی جس نے وگو ولی میں صلح کر لی - اس کا دارالخلافہ مانکھیت تھا - ریاست نظام میں واقع ہے

اودم چولاگنگ - کاویری بلب - گنگ بردمال - بیرگنگ کولالا کے شہر کا حاکم - ننڈگیس کا حاکم میسور کے مشرق میں حکومت کی اس کے بیٹے دگرم گنگ اور ماریا تھے - ۱۲۱۷-۱۲۲۵ء

اس اثنار میں چولاگنگ نے کلنگا میں گنگ راجاؤں کے نسل کی سنہ ۱۰۷۸ء یا ۱۱۳۲ء میں بنیاد ڈالی - اور سنہ ۱۴۳۵ء تک حکومت کرتے رہے - کلنگا کا چولاگنگ سنہ ۱۱۴۷ء میں لنکا میں حکومت کرتا تھا -

گنگ راجہ نے شوسمدرم کی سلطنت کی بنیاد سنہ ۱۰۵۰ء میں ڈالی اس کے بعد نندی [illegible] بیٹھا اور نندی راجہ کے بعد گنگ راجہ تخت نشین ہوا -

راسٹرکٹ یارت خاندان کے جین راجاؤں کی فہرست

کرشن اکال ورش .... سنہ ۷۵۰ء

اس کے پہلے سنتری نے گنگ ریاست میں گنگ راجہ اونت کی منظوری سے سنہ ۷۶۶ء میں ندرانہ دیا -

اندر - کرشن کا بیٹا .... ۷۵۰ لغایت سنہ ۷۶۰ء

اس کو چالوکیہ راجہ جے سنگ نے شکست دی -

گوبند - اپالک گوبند .... سنہ ۶۱۰ء

شمال کی طرف سے آیا - اور چالوکیہ پر حملہ کیا لیکن پولوکیشی نے اس کو واپس ہٹا دیا -

(۱) دنت ورما -

(۲) - اندر -

(۳) - گوبند -

(۴) کرکا - ککا -

اسکا چھوٹا بھائی رکش اسکے ماتحت گورنر تھا۔ اسکی منتری چندارائی نے سراون بیل گول میں گومتیشور کی بڑی مورتی بنوائی۔

۲۲۔ گنگ رکش رچمل . . . . سنہ ۹۸۴-۹۹۹ء

۲۳۔ نیتی مارگ۔ چیادانک کار۔ کونگنی ویدنگ۔ کاویری بلب۔ سنہ ۹۹۹ء

۲۴۔ گنگ رس۔ ستیہ واکیہ۔

گنگ کنیا میلا لادیوی چالوکیہ مہاراج سومیشور کی پٹ رانی تھی جس نے سنہ ۱۰۴۲ء سے سنہ ۱۰۶۳ء تک حکومت کی اور اسکے دو بیٹوں نے گنگ راجاؤں کا نام لقب اختیار کئے۔

راجیندر چولا کی فتوحات سے گنگ راج کا خاتمہ ہوگیا۔ راجیندر چولا کی فوج نے سنہ ۱۰۰۶ء کے قریب نلاکڈھ کے دار الخلافہ پر قبضہ کرلیا۔

گنگ رس۔ ہوسل راجاؤں کے ماتحت گورنر تھا . . . . سنہ ۱۰۶۵ء

اودے دتیہ۔ گنگ پرم نندی۔ بھونایک مبیر۔ وہ چالوکیہ راجاؤں کے ماتحت مشہور جرنیل اور گورنر تھا۔ اسکی ماں گنگ راج کنیا تھی۔ ان دونوں چالوکیہ راجاؤں کے نام بھوانل اور وکرم دتیہ تری بھون مال تھے۔ . . . . سنہ ۱۰۷۰-۱۱۰۲ء

گنگ راجہ۔ ہوسل راجہ وشنو وردہن کے ماتحت منتری اور جرنیل تھا۔ چولا گورنر آدی یم پر حملہ کرکے اسکو شکست دی اور نلاکڈھ چھین لیا۔ اور وشنو وردہن کو دیدیا۔ اس نے پھر گنگ کا لقب اختیار کیا۔

اس نے گنی گال میں شیموں مار کر چالوکیہ تری بھون مال کی فوج کو بھی شکست دی اور ہوسل راجہ کو خود مختار بنایا۔ . . . . سنہ ۱۱۱۳-۱۱۳۳ء

ایکل رس۔ گنگ خاندان کا چاند۔

کلاچوریہ بجل کے ماتحت تھا۔ . . . . . . سنہ ۱۱۵۸ء

تیلا پادیورس۔ اسکے بیٹے کا بھی لقب تھا۔

کلاچوریہ راجہ سم کم دیوا در اہوا مل کے ماتحت تھا۔ . . . . . سنہ ۱۱۵۸-۱۱۸۱ء

شوماریع کمر راشٹرکٹ - چالوکیہ اور ہے صبا کی فوجوں کو شکست دی۔ بلب یا گوبند کے ماتحت مود و گنند ور میں ڈیرہ ڈالے راشٹرکٹ بنس کا گوبند (جسکی عہد سلطنت ۱۴۰ء میں ختم ہوگئی) اور پلو بنس کا نندی ورما شومار کی تخت نشینی پر جمع ہوئے ہیں اور اپنے ہاتھ سے اسکے سر پر تاج رکھتے ہیں۔

مشرقی چالوکیہ اور گنگ اور رت خاندان کے درمیان لڑائی ہوئی۔ جہاں بارہ برس میں ۱۰۸ لڑائیاں ہوئیں۔

۱۵ - وجیادتیہ . . . . سنہ ۸۶۹ء

شومار کا بھائی۔

۱۶ - راجہ مل ستیہ واکیہ دہرم مہاراجہ ادہراج - - سنہ ۸۶۹ - ۸۹۳ء

پرا سندی۔

کولالا کے شہر کے حاکم۔ نندا گری کا حاکم۔ اس نے راشٹرکٹ سے اپنا ملک چھین لیا اور مدت تک اپنے پاس رکھا۔ بوتا رس ۸۷۰ء میں یوورا ج تھا۔ شاید یہ رانا وکرما یا ہی تھا۔

۱۷ - نیتی مارگ ستیہ واکیہ رچل۔ ننیا گنگ . . . سنہ ۸۹۳ - ۹۱۶ء

پلونسل کا نولمبادی راجہ اسکے ماتحت گورنر تھا۔

۱۸ - ایری اپا - راجہ مل - رچ ل - . . . . سنہ ۹۱۶ - ۹۲۱ء

۱۹ - ستیہ واکیہ رچ ل - ننیا گنگ - جیا داترانگ گنگا گنگی سنہ ۹۲۱ - ۹۶۳ء

اسکی لڑکی راسٹرکٹ راجہ کرشن راجہ باکنارا دیو سے بیاہی گئی - کرشن راجہ کی کرپا سے گنگ سلطنت شمالی کی طرف بن واسی صوبہ پر پھیلا گئی تھی۔ کرشن راجہ کے اوپر بودہ گانے سرکشی کی اور قتل ہوا۔

۲۰ - مارا سنگھ ستیہ واکیہ - نولب کلنگ دیو . . . سنہ ۹۶۳ - ۹۷۴ء

چولانگ راجہ کرشن راجہ راشٹرکٹ کی درخواست پر گرجر راجہ کے برخلاف مہم چڑھا کرسہ سال چالوکیہ راجہ۔ راجدتیہ کو اس سے خوف معلوم ہوتا تھا۔

۲۱ - راجہ مل - رچ ل ستیہ واکیہ . . . . سنہ ۹۷۴ - ۹۸۴ء

التور - پورا اللا - پناگرا پر قبضہ کرنے کے واسطے لڑائیاں لڑا - پانا ڈ اور پناڈ پر حکومت کی - جنوب میں ذات اور مذہب کے قایم رکھنے میں دیو سوت منو کی مانند -

۸ - مشکر موکہر کونگنی وردہ -

ھند ہو راجہ کی لڑکی سے شادی کی - بن کے آدمیوں کے گروہ نے اسکے چرنوں کی سیوا کی -

۹ - سری وکرم کونگنی روہ -

نہایت ہوشیار اور عقلمند مدبر -

۱۰ - بھو وکرم سری بلب پہوری وکرم -

ولند کی لڑائی میں پلّو راجہ کو شکست دی - اسکی مستورات کو لے گیا اور اسکے تمام ملک پر قبضہ کر لیا - اسکی چہاتی پر ہاتھیوں کے دانت کے زخم تہے -

۱۱ - شومار - نوکام - نوچوک - نولوک کمبیہ -

بھو وکرم کا چھوٹا بہائی -

۱۲ - مار اسنگہ - . . . . سنہ ۷۲۶ء تک

ڈنڈی کوج اریگا اور ناگ ڈنڈ کی حفاظت کی - انمیں سے ایک اموگہ ورش سے بچتا پہرتا تہا - دین ٹل گلی کی لڑائی میں زخم لگنے سے اپنے جسم کی ایک ہڈی کاٹ کر دریائے گنگا میں بہیجدی - سری پورندی کی بڑی لڑائی میں پانڈیہ راجہ وراگن کو شکست دی - لیکن اپنے دوست اپراجیت کے بچانے میں اپنی جان کھو بیٹھا -

۱۳ - سری پوروشا - پرتہوی کونگنی کیسری مت رس - سنہ ۷۲۶ سے ۷۸۸ عیسوی

اسکی رانی سرجائتی - منیا پور میں رہتا تہا - ہستی مل بانا راجہ کو تخت نشین کرایا چولا راجہ ویر نارائن کا ہمعصر تہا - اسکے بیٹے شومارا - وگ مارا - ایری اپا - یا ماری اپا - اور لوکا دتیہ اسکے ماتحت گورنر تہے

۱۴ - شومار - کونگنی مہاراجہ ادہراج پرمیشور - سنہ ۷۸۸ سے ۸۰۴ عیسوی

راشٹر کوٹ راجہ نروپم یا دہارا ورش نے گنگ کو شکست دی اور اسکو قید کر لیا . . سنہ ۸۰۰ء
پربہوت ورش یا گوبند پسر نروپم اسکو رہائی دیتا ہے لیکن بوجہ دشمنی کے اسکو پہر قید کر لیتا ہے سنہ ۸۰۶ء
چاکی راجہ راشٹر کوٹ کا وایسرائے گنگ منڈل پر حکومت کرتا تہا . . . . سنہ ۸۱۲ء

گنگ بنسی جین راجاؤں کی فہرست

١- کونگنی ورما - دہرم مہاراجہ ادہراج — **سنہ ء**

اس کا کنوا گوتر تھا - اسکے گرو سنہا نندی نے اسکی سلطنت کے قایم کرنے میں اسکی مدد کی - اپنے تلوار کی ایک صدمہ سے پتھر کے ستون کو کاٹ ڈالا - کولار میں رہتا تھا - مور چھل رکھا کرتا تھا - مانا منڈل کو فتح کیا - بہت سے ملک فتح کئے اور لڑائی میں زخم کئی لگے -

٢- مادہو . . . .

سونا (یعنے فاصل اور شاعروں) کے جانچنے کے لئے کسوٹی -

لایق مدبر - دتک سوتر با تمثیت قانون پہ

ایک ٹیکا (شرح) لکہی -

٣- ہری ورما . . . . **سنہ ۲۴۷ سے ۲۶۶ عیسوی تک حکومت کی**

لڑائیوں میں ہاتھیوں سے کام لیتا تھا - کمان کے وسیلہ سے بڑی دولت کمائی -

٤- وشنو گوپا . . . .

اور اسکی دماغی قوت یعنے عقل مرتے وقت تک خراب نہ ہوئی - دیو - گرو - وبرہمن کی سیوا کرتا تہا -

٥- مادہو . . . . **سنہ ۴۲۵ ء**

کدمب راجہ کرشن ورما کی بہن سے شادی کی - اسکے دونو بازو دونش جسمانی سے سخت اور مضبوط ہو گئے - کلجگ کی کیچڑ سے گیان کے بل کے نکالنے کا مشتاق - دیوتاؤں کے تیوہار اور مندروں کے واسطے چندہ دئے -

٦- اونت کونگنی . . . . **سنہ ۴۲۵ سال سے ۴۷۴ تک حکومت کی**

بچہ ہی سے کو تاج پہنایا گیا - سکندہ مہاراجہ پناڈ کی بیٹی سے شادی کی - جو سب ذات اور مذہب کے قایم رکھنے میں دیو لیس ست منو کی مانند -

٧- درونت کونگنی وردہ . . . . **سنہ ۴۷۰ سال سے ۱۳ ء**

مصنف شبد اوتار یعنی پوجیہ پاد نے اسکو تعلیم دی - کرات ارجنی کے ۱۵ سرگ پر تشریح لکھی - اندھ

گانوں دان کئے۔

کتبہ نمبر ۱۷ میں لکھا ہوا ہے کہ سال سد ہارتی (۱۱۳۵ء) میں ایک چھوٹا سا منڈپ جس کو بدہم دیو منڈپ کہتے ہیں تعمیر ہوا۔ یہہ منڈپ بڑی پہاڑی کے اوپر چڑہنے کے رستہ کے پاس واقع ہے اوس کو ہری سری کے ایک گوڑ نے بنوایا تھا۔ جو سراون بیلگول کے شمال مشرق میں چند میل کے فاصلہ پر ہے۔ کتبہ نمبر ۲۲ جہہ رباہو کے گپھا کے سامنے تہوڑے فاصلہ پر ہے اور ایک چٹان پر کندہ ہے۔ اس پر سلطاہست ۱۷۳۱ سال شکلا (سنہ ۱۸۰۹ء) کی تاریخ ہے۔ اور اس میں لکھا ہوا ہے کہ اجیت کیرتی ایک مہینے تک برت رکھکر اس جگہہ مر گیا تھا۔ یہہ آخری مثال ہے کہ سراون بیلگول میں سلیکہنا کی رسم ادا ہوئی۔

کتبہ نمبر ۱۲۳ میں لکھا ہوا ہے کہ ایک سوداگر کے بیٹے مسمی چینا نے ایک منڈپ اور نسبر نہہ کا تالاب بنایا۔ اس کتبہ کی طرز عبارت اچھی نہیں ہے۔ اور اس جگہہ رکھنے کے لایق نہیں ہے جہاں عمدہ عمدہ مضمون کے کتبے کہدے ہوے ہیں۔ اس پر سنہ ۱۸۱۰ء کی تاریخ ہے۔

کتبہ نمبر ۹۸ پر سالھاسمت ۱۷۴۸ سال دیا یا (سنہ ۱۸۲۶ء) کی تاریخ ہے۔ اور اس میں اُس نذرانہ کا حال ہے جو کرشن راجہ ودیور والئی میسور کی عہد حکومت میں (یہا دیوراج پسر دیوراجہ کے دجو بالڈی گارڈ کا بخشی تھا کنڈاچار اور سوار کچہری تھا)۔ اپنے باپ کی یادگار میں عطا کیا تھا اس کے باپ کی وفات اسی دن ہوی جس روز کہ گومتیشور پر دودہ چڑہایا گیا۔

آخر کار ہم کتبہ نمبر ۱۴۱ پر آتے ہیں۔ جو ان دلچسپ کتبوں میں سے سب سے پچھلا کتبہ ہے۔ اور اوس پہ سالھاسمت ۱۷۵۲ سال سکرتی (سنہ ۱۸۳۰ء) کی تاریخ ہے وہ کتبہ وردہمان سوامی کی وفات کے ۲۴۹۳ سال بعد اور وکرمارک کے ۱۸۸۸ سال میں تحریر ہوا۔ روایت ہے کہ وردہمان سوامی نے ۶۶۳ قبل از مسیح وفات پائی۔

یہہ وہ نذرانہ ہے جو کرشن راجہ ودیور والئی میسور نے کیا تھا اور اوس نے گومتیشور اور مختلف جین مندروں اور گرد کے مٹھ کے واسطے چار گانوں دینے منظور کئے۔ یہی چار گانوں اس کی بچپن میں دیوان پورنیا نے دئے تے کہتے ہیں کہ چارو کیرتی پنڈت - دلّی - ہمادری - سودنا - سنگیت - سوبت پور - کشیم وینو - اور بیل گولہ کے تخت کا مالک تھا سگرو کے فرمان

نمبر ۱۳۵ میں لکھا ہے کہ سال بکاری ۱۳۹۸ (۱۳۴۱ء) میں گراسو پی سے چند راجہ گومٹ سوامی کے درشن کو آئیں۔

نمبر (۱۴۴) اور نمبر (۱۴۰) یکساں ہیں۔ پہلا کتبہ پتھر پر کندہ ہے اور دوسرا تانبے پر یہ کتبہ میسور کے راجہ کے عہد کے ہیں۔ اون پر سال لکھا سمت ۱۵۵۶ سال بہاو (۱۶۳۴ء) کی تاریخ ہر چام راجہ و دیور والے میسور نے معلوم کیا کہ بیلگولہ کے مندر کی زمین کئی جینی سوداگروں کے پاس رہن ہیں اوس نے ان سوداگروں کو بلایا اور زر رہن دینے کا اقرار کیا۔ اگر سوداگر راجہ سے روپیہ لیتے یہہ زمین ریاست کی ہوجاتی۔ مگر سوداگروں نے باتفاق رائے اس زر رہن سے ہاتھ اوٹھالیا اور زمین مندروں کے واسطے پن کردی۔ یہہ تمام ماجرا مفصل طور پہ کتبہ نمبر ۱۴۰ میں لکھا ہوا ہے اور اس بات کی سخت تاکید کی گئی کہ کوئی بیوپارک آیندہ مندر کی زمین رہن نہ کرے اور نہ کوئی شخص اوس کو رہن رکھے اور راجہ اس معاملہ میں مداخلت کرینگے اگر وہ رہن کریں گے۔

کتبہ نمبر ۲۴۴ مردہ گردوں کے جلانے کی جگہ کے پاس ایک چٹان پر کندہ ہوا ہے۔ اسپر سال لکھا سمت ۱۵۶۵ سال سوبہانو (۱۶۴۳ء) کی تاریخ ہے اور اس میں چارو کیرتی پنڈت جتی یا ہری دیو چکر یشور کی وفات کا حال مندرج ہے۔

کتبہ نمبر ۱۱۸ ناگری حروف میں ہے اور اسپر سال لکھا سمت ۱۵۷۰ سال سرو دہاری (۱۶۴۸ء) کی تاریخ ہے۔ زبان مرہٹی یا گجراتی ہے۔ اس کتبہ میں ۲۴ تیرتھنکروں کی بستی کی تعمیر کا حال مندرج ہے جس کو ہوسا بستی یا سی بستی کہتے ہیں۔ یہہ ایک چھوٹی سی عمارت ہے۔ اور بڑی پہاڑی پہ واقع ہے۔

کتبہ نمبر ۱۱۵ میں چند سطریں ہیں۔ اور چٹان پہ کندہ ہے اس کا مضمون یہہ ہے کہ سال سوبہا (۱۶۶۹ء) میں کئی جاتری آئے۔

کتبہ نمبر ۱۱۶ بہی اسی قسم کا ہے اور اوسپر سال لکھا سمت ۱۶۴۵ سال سوبہا کرت (۱۷۲۳ء) کی تاریخ ہے اور اوس میں لکھا ہوا ہے کہ دودا کرشن راجہ و دیور والی میسور بیلگولہ میں گئے۔ اور گومٹ دیو کی مورتی کے درشن کرکے بہت خوش ہوئے اور اس کے واسطے بیلگولہ اور کئی اور

ایسے امور کے جاننے کی امید نہیں ہو سکتی - پوجیہ پاد کی نسبت چند نئی نئی باتیں لکھی ہوئی ہیں اور یہہ بھی لکھا ہوا ہے کہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا وید تھا اور پانی جس سے اس کے پاؤں دھوئے جاتے تھے لوہے کو بدل کر سونا بنا سکتا تھا - یہہ بھی لکھا ہے کہ وہ ودیہہ یعنی ترہت میں بھی گیا -

چاردن سنگوں کی ابتدا اربدبلی سے ہی منسوب نہیں ہے (دیکھو نمبر ۱۰۵) بلکہ کہتے ہیں کہ منیوں کی ایک جماعت نے اوس کو بنایا تھا - جو اکلنک کی چیلی تھی - چارمکیرتی نے جو معالجہ راجہ بلال کا کیا تھا اس کا بھی ذکر ہے لیکن یہہ بھی لکھا ہوا ہے کہ اسکی بیماریوں کا علاج ہوا سے کیا گیا تھا - جس نے صرف اوس کے جسم سے مس کیا تھا - یہہ بہٹرت صرف بیلگولہ میں رہتا ہی نہ تھا بلکہ حاصکرنگر جبالیہ سے متعلق تھا -

اس سے آگے نمبر ۱۲۷ اور ۱۲۵ کے کتبوں کا ذکر ہے دونوں کا مضمون یکساں ہے کتبہ نمبر ۱۲۷ مکمل نہیں ہے - نمبر ۱۲۵ سے ہم معلوم کرتے ہیں کہ دیوراٹ یعنی دیورائے والی بجے نگر سال کشایا میں مرگیا - جو سنہ ۱۲۴۶ء سے مطابق ہے - لیکن بیانات موصولہ کے بموجب دیورائے نے سنہ ۱۴۵۱ء تک حکومت کی - اس کتبہ میں بھی چند مفید مضمون مندرج ہیں -

اس سے آگے کتبہ نمبر ۱۰۳ ہے جس پر سا کہا سمت ۱۳۴۲ سال شکلا (سنہ ۱۴۲۰ء) کی تاریخ ہے - اس میں لکھا ہوا ہے کہ چنا بومرس نے بہاد جن یعنی نجرے پٹن کے جینیوں کا مددگار تھا اور راجہ جنگلا بیلو کے منتری کا بھائی تھا اس نے گومٹ سوامی کے مندر کی اوپر کی منزل کی مرمت کی -

نمبر ۱۳۴ پرسال نندن تحریر ہے یعنی سنہ ۱۵۳۲ء کی تاریخ ہے - اس میں لکھا ہوا ہے کہ گوتنا نے جو ہری آریہ سالکن گراسوپ کا چیلہ تھا - پانچ بستیوں کی مرمت کی یعنی ایک چنگلا بستی جو چھوٹی پہاڑی پر ہے اور تین بدگوامل کی بستی اور ایک ماتگی بستی کی مرمت کی -

نمبر ۹۹ لغایت ۱۰۲ چھوٹے چھوٹے کتبے ہیں ان پر سا کہا سمت ۱۴۵۹ سال و سنہ ۱۵۳۷ء کی تاریخ ہے ان میں اون نذرانوں کا ذکر ہے جو مختلف ساہوکاروں نے رہن کے عوض دئے تھے - ان گراسوپ کے مہاجنی ساہوکار چوند ایشٹی نے اپنے پاس سے روپیہ دیکر جو عمارات وغیرہ رہن میں انکو فک الرہن کرا کر گومٹ سوامی کے نام کرادیں -

تھی کہ وہ قریب مرگ ہو لیا تھا۔ سنباریہ نے راجہ بلال کو شفا دی۔ اور اسکو خطرناک
بیماری سے نجات دی۔ یہ راجہ بلال ہویسل راجہ ایریمی انگا کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔ اور ونشو وردھن
کا بڑا بھائی تھا۔ جیسا کہ ہم کو معلوم ہے وہ تخت پر نہیں بیٹھا۔ اور شاید اس کی وجہ وہ مہلک
مرض ہے جس میں وہ مبتلا تھا۔ اور کچھ دنوں تک اس بیماری کا علاج کیا۔ سنباریہ کا چیلا چارو
کیرتی پنڈت تھا۔ جو سل گور میں رہتا تھا۔ سا سے معلوم ہوتا ہے کہ بل گولہ کی اس مٹھ کی مورتی
کا ذکر کیا جاوے جو چیمنڈ رائے نے بنائی تھی۔ اور ان مکانات کا بھی ذکر کیا جاوے جنکو
بھارت مایا نے بنایا تھا۔ راجہ ہریالا اور مانک دیو پورو پنڈت کے چیلے تھے۔ پورو پنڈت
ساکھا سمت ١٢٤٢ سال الیشور (سنہ ١٣١٩ع) میں مرگیا۔ اس کے چیلے ابھنوا پنڈت دیو سوامی اور
دیگر چیلوں نے اس کی سمادھ بنائی اور ارہد داس نے یہ کتبہ تصنیف کیا۔

اس کے بعد کتبہ نمبر ١٢٧ ہے اس میں صرف دو سطریں ہیں جن میں لکھا ہوا ہے کہ ہری ہر راے
بھی ہے جو بکا کا دوسرا راجہ سال تارن میں مرگیا۔ یہ کتبہ سنہ ١٤٠٤ع کا ہے۔ لیکن بموجب
بیانات بھولہ کے ہری ہر دوم نے سنہ ١٤٠٤ع تک حکومت کی۔ اسی واسطے یہ کتبہ
خاص کر مشہور ہے۔

اس کے بعد نمبر ١٠٦ ہے جس پر ساکھا سمت ١٣٣١ سال درودی (سنہ ١٤٠٩ع) کی تاریخ ہے۔
اس میں لکھا ہوا ہے کہ مانیا نے گومٹے کی پوجا کے واسطے زر ادا دیا۔ مانیا گنگا متی کا رہنے والا
تھا۔ جو جینتی پور یا بن واسی واقع ملک کرناٹک میں ایک جگہہ ہے۔

اس کے بعد نمبر ١٠٨ ہے جس پر ساکھا سمت ١٣٥٥ سال پر ہادی (سنہ ١٤٣٣ع) کی تاریخ ہے
اوس میں حضرت منی کی وفات اور سمادہ کی تعمیر کا حال ہے۔ لیکن اوس میں گرودوں کا حال
زیادہ تر مرقوم ہے۔ اس کو شاعر مانگا راجہ نے تصنیف کیا تھا۔ وہ اپنی کتاب مانگا راجہ نگھنٹ
کے سبب مشہور ہے جو سنہ ١٣٩٨ع میں تحریر ہوئی۔ اور مانگا راجہ جس نے ہری ونش وغیرہ شاستر
دو صدی پیشتر تصنیف کی تھیں ابھنوا مانگا راجہ کے نام سے مشہور ہے۔

ایک اشلوک ہے جس میں ست کو ایک جہاز سے مقابلہ کیا گیا ہے۔ اور اوس میں اوس کے پانی کو بھری
منقش پہلو۔ کنوئیں اور تالاب کا ذکر ہے۔ یہ اوس سے ہی قدیم زمانہ کا ہے۔ جس کی نسبت

کی کہ مجھ کو جین مت کی تعلیم دو - آخر کار سلطنت اپنے بیٹے سری گپت کو دیکر راجہ شوکوٹی نے
دگمبر جین دکشنائی سادھو شوکوٹی اچاریہ بنکر اس نے رتن مال وغیرہ کتابیں لکھیں - جن کو پڑھ کر بہت
سے اشخاص نے جین مت قبول کرلیا -

سمنتا بھدر نے دوبارہ دکشا لیکر رتن کرنڈکا اور جین پران تصنیف کئے اور سیادواد کا
پروفیسر ہوا -

چند اشلوک دے سکتے ہیں جو کتبہ نمبر ۵۴ میں بھی دئے ہوئے ہیں - ان میں لکھا ہوا ہے کہ
سمنتا بھدر بھاشنہ کرنیکی غرض سے ہندوستان میں پھرتا رہا - یہ بھی واضح ہووے کہ ایک دفعہ
اور چندر پربھو کو سمبی میں اس کا نشان دور کرنے کے واسطے نمودار ہوئے - سمنتا بھدر کی بابت
بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے - کتبہ نمبر ۱۰۸ میں اسے جین شاسن کا بانی لکھا ہے -

بعد میں اس کتبہ میں دیو نندی کا ذکر ہے جس کو پوجیہ پاد کہتے تھے - پوجیہ پاد اس کو اس وجہ
سے کہتے تھے کہ بن کے دیوتا اس کے دونوں چرنوں کی پوجا کیا کرتے تھے -

کلنک یا بھٹ اکلنک - جن سین - ادرکن بھدر کا ذکر ہے اور ایک اور شخص کا ذکر ہے جس کا
نام ابھی مٹ گیا ہے مگر جسکے چیلے پشپ دنت اور بھوت بلی تھے - اسکے بعد ایک مشہور روایت
ہے کہ کونداکنڈ کے چیلوں کو یکجا جمع کرکے کو اربد بلی نے چار سنگ بنائے سین - نندی - دیو
اور سنگھ - اور ان کو شمالیوں سے بالکل علیحدہ کردیا - ان واقعات کا مجمل احوال نمبر ۱۰۸ میں دیا
ہوا ہے -

اب اس کتبے میں انگلیشور خاندان کے کئی مشہور معروف گروؤں کے نام درج ہیں جو نندی سنگھ
دلیس گن اور پستکا گچھا سے متعلق تھے - پھر اس کے بعد نیمی چندر - میگھ نندی - اسکے چندر
اور بھٹرت منی کا حال ہے - سرتا سی کے چیلوں کے سپرد لی میں ابھیوا کا بھٹرت منی ہوا جو
گرمبر میں پوجیہ پاد کا ثانی ہے میں سمنتا بھدر یا اکلنک دیو کا سرتانت میں گوتم کا اور ادسیا تما یہ
وردھ مان کا ہم پلہ تھا - اسکے بعد ابھی چند بھٹرت کیرتی اور بھٹرت کیرتی کے بیٹے چارو کیرتی
کا حال ہے -

اس کے بعد سبھ نارہ کا ذکر ہے - کہتے ہیں کہ زبردست راجہ بلال کو ایسی سخت بیماری لاحق ہو گئی

ساجاجلی کتھا میں لکھا ہوا ہے کہ سمیت بہدر راڑھ کلکا میں پیدا ہوا۔ اور منو کالی میں تپشیا کرتا تھا مگر اس کو ایک بیماری لاحق ہو گئی۔ جس کو بھسکا کہتے ہیں۔ اس بیماری میں اسکو نہایت اشتہا لگی رہتی تھی۔ اور ہمیشہ کھانا مانگتا رہتا تھا۔ اور بدن دُبلا ہوتا جاتا تھا۔ جب وہ اس بیماری کا علاج نہ کر سکا تو اس نے اپنے پران تجنے کا ارادہ کیا۔ اور اپنے گرو سے سلیکھنا کرنے کی اجازت مانگی۔ لیکن اس کے گرو نے یہہ معلوم کر کے کہ یہہ مذہب کو ترقی دینے والا بنے گا۔ سلیکھنا کرنے کی اجازت نہ دی۔ بلکہ اس سے کہا کہ تیرا جی چاہے جہاں چلا جا۔ جہاں تجھہ کو کھانا مل سکتا ہے۔ اور جب تیری اشتہا فرو ہو جاوے تو دکشا لے لینا۔ چنانچہ وہ کانجی چلا گیا اور اپنے آپ کو شوکوٹی مہاراج کے حضور میں پیش کیا۔ شوکوٹی نے ایک کرٹور (لنگ) مہادیو بنا رکھے تھے۔ اور ہر روز بھیم لنگ کے مندر میں بارہ کھنڈو کا چاول تقسیم کیا کرتا تھا راجہ اوسکی شکل سے متعجب ہوا۔ اور اس کی اس طرح سیوا کری جیسے کہ شوکی۔ اور جب اس نے راجہ سے پوچھا کہ تم نے کیا دہرم کا کام کیا ہے تو اوس نے ان تمام مندروں کا ذکر کیا جو اس نے بنوائے تھے۔ اور اس بھوجن کا ذکر کیا جو وہ روزانہ تقسیم کیا کرتا تھا۔ اس پر سمنت بھدر نے کہا کہ میں تمہارے اس دہرم کے کام اور نذرانہ کو شوجی سے منظور کرا دونگا۔ چنانچہ وہ بارہ کھنڈو کا پکے ہوئے چاول اور دیگر طرح طرح کی چیزیں لیکر مندر میں گیا۔ اور دروازہ بند کر کے سب کو حکم دیا کہ چلے جاؤ۔ اکیلا ہوتے ہی وہ چاول کھانے لگا اور سب کو اکیلا ہڑپ کر گیا۔ اور ایک دانہ تک نہ چھوڑا۔ راجہ نے جب دروازہ کھولا اور چاول نہ پائے تو وہ بہت متعجب ہوا۔ دوسرے دن سمنت بھدر نے نصف چاول چھوڑے۔ اور تیسرے دن چوتھائی چاول۔ اور کہا کہ دیوتاؤں نے پرشاد قبول کر لیا۔ اور بقایا بطور پرشاد کے چھوڑ دیا ہے۔ راجہ کو شک ہوا اور اس نے پانچویں دن مندر کو فوج سے گھیر لیا۔ اور دروازہ کھولنے کا حکم دیا۔ سمنت بھدر اس خطرہ سے واقف ہو کر آرہنت سدہ اور ہم ماننہ تیرتھنکروں سے وہ دردسے پرارتھنا کرنے لگا۔ جب وہ آٹھویں تیرتھنکر کی چندر پربھو کی استوتی کرنے لگا۔ تو بھیم لنگ پھٹ گیا اور ہم قد آدم ادیتی چندر پربھو کی نہایت متبرک پرتما زمین سے نمودار ہوئے اور انکے دلوہی سامنے تھے۔ سمنت بھدر نے فوراً دروازہ کھول دیا۔ راجہ متعجب ہو کر اس کے چرنوں پر گر پڑا۔ اور التجا

سمنت بہدر کا زمانہ ۱۲۲۲

خانگی بیلگولہ ایک عورت تھی۔ جو انہیں چارو کیرتی پنڈت کی چیلی تھی۔ سراون بیلگول کے جین گروؤں نے یہہ لقب ہوسل راجاؤں کے عہد میں حاصل کیا تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ نگمن ساگر کی تھی۔ اور راجا اس کی بہت خاطر کیا کرتا تھا۔
کتبہ نمبر ۱۳۴ میں لکھا ہوا ہے کہ پنڈت دیو کے گوٹھ چیلیوں نے مانگی بستی کے واسطے نذرانے دیے۔
اس سے اگلا کتبہ نمبر (۱۰۵) ہے۔ یہہ ایک مشہور کتبہ ہے اور اس کو اربدداس نے بنایا تھا۔ اس پر سالطا سنہ ۱۳۲۰ سال الشور (سنہ ۱۳۹۸ء) کی تاریخ ہے۔ اس میں پنڈت کی وفات کا حال لکھا ہوا ہے۔ شاید وہ پنڈت چارو کیرتی پنڈت ہوگا۔ پنڈت کا خطاب سراون بیل گولہ کے تمام گروؤں نے زمانہ قدیم میں حاصل کیا تھا۔ کتبہ نمبر ۴۷ و ۵۰ وغیرہ کی طرح اس کتبہ میں گروؤں کے سلسلہ کا مفصل حال لکھا ہوا ہے۔
تر تینکر گندھر۔ کیولی۔ سرت کیولی۔ دس پورو دھاری۔ ایکا دس انگ دھاری اچارنگ اور سودی کے استت (تعریف) کرنے کے بعد کوندا کنڈ کا حال ہے۔ (کتبہ نمبر ۴۰ میں اسکو پھلا مینشور لکھا ہے۔) وہ زمین سے چار انچ اوپر چلا کرتا تھا۔ اس کا مطلب یہہ ہے کہ وہ پکا جوگی تھا۔ جوگ کا عجز انشا یہہ ہے کہ جوگ کرنے سے آدمی امر (لا فانی) ہوجاوے۔ لیکن خیال کیا جاتا ہے کہ جوگ کرنے سے ایسی طاقت پیدا ہوجاتی ہے۔ کہ جس سے جسم جی چاہئے جب دنیاوی بندشوں سے آزاد ہوجاتا ہے۔ چندرارائے پران میں پوجیہ پاد کی نسبت بھی ایسا ہی لکھا ہے کہ وہ ہوا میں اُڑتا پھرتا تھا۔ جوگ ودیا ایک قدیم ودیا ہے۔ اور تجلی سے منسوب کی جاتی ہے۔ سٹر لیس صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ تجلی ۲۰۰ برس قبل از مسیح ہوا۔ لیکن ہندوستان میں تمام زمانوں میں جوگ ماننے والے چلے آئے ہیں۔ اور اب بھی اس کے بہت سے معتقد موجود ہیں۔
اس کے بعد اُماسوامی ہے جس نے تتورتھہ سوتر شایع کیا۔ اس کے بعد گردھر پنچھا ہوا۔ اور پھر بالک پنچھا ہوا۔ انکے بعد سمنتا بھدر اور اسکے چیلے شوکوٹی سوری ہیں جنہوں نے تتورتھہ سوتر کی ٹیکا بنائی۔

کی تائید کی - اسواسطے انہوں نے رتہہ جاترا کی ممانعت کی حکم کی منسوخی کے لئے سر رابرٹ ایجرٹن صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر پنجاب کو رضامند کر لیا - اسکے بعد ۲۰ - جولائی سنہ [illegible]ء کو چودہ سال کے بعد رتہہ جاترا ہوئے - اور اس بات کی کمال احتیاط رکھی گئی کہ وشنوؤں کیطرف سے دنگا فساد نہ ہونے پائے - یہ ایک کام امن و امان کے ساتھ بخوبی پورا ہو گیا - اور اسوقت سے سراوگی ہر سال اپنی رتہہ جاترا نکالتے ہیں -

ان دونوں فرقوں میں کبھی اتفاق نہیں ہوا - بلکہ ایک عرصہ تک سراوگیوں کے رتہہ جاترا بند ہونے سے بغض زیادہ ہو گیا تہا - اور ان میں برادرانہ آمد و رفت بند ہو گئی تھی - مگر جب یہہ فساد رفع ہو گیا - تو رفتہ رفتہ یہہ تفرقہ جاتا رہا - گرولس صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ سراوگیوں کو اس امر کی ترغیب دلائی کہ وشنوؤں کے لڑکوں کے ساتھ جو تم کو اپنی لڑکیوں کی شادی میں عذر ہے وہ نہ کیا کریں - اور شادی وغیرہ کے موقع پر انکی ضیافت میں شریک ہوا کریں - رفتہ رفتہ پہلی سوشیل آمد و رفت قایم ہو گئی - میں سنتا ہوں کہ پہلے خیالات فاسدہ کا اب نام و نشان تک باقی نہیں رہا ہے -

اس کے بعد کتبہ نمبر ۱۱۱ ہے جس پر ساکہا سمت ۱۲۹۵ سال پر دیا ہوا ہے (سنہ عیسوی [illegible]ء) کی تاریخ ہے - وہ اوس زینہ کے پہلو میں - جو مٹھی پر جا کو جاتا ہے - ایک بڑے پتھر پر موٹے موٹے حروف میں کندہ ہے - اور اس کے اوپر سیڑہیوں کی قطاریں ہیں - کتبہ میں لکہا ہوا ہے کہ اس کو وردہمان سوامی نے کندہ کرایا تہا - اور وردہمان سوامی کے چیلوں کی بڑی لمبی فہرست دی ہوئی ہے - لیکن بعض حصّے پڑھے نہیں جاتے -

نمبر ۱۱۲ اوپر کے کتبے کے عین نیچے ہے اور اسی زمانہ کا ہے یہہ کتبہ ہیم چندر کیرتی دیو کی یادگار ہے -

نمبر ۱۱۲ کے عین سامنے نمبر ۱۱۴ کا کتبہ ہے - جس پر کل کا سال دیا ہوا ہے جو بلا شبہ [illegible]ء کے مطابق ہے اوس میں تری دید دیو کے چیلے پدم نندی دیو کی وفات کا حال ہے -

اسکے بعد کتبہ نمبر ۱۳۱ ہے چونکہ وہ نمبر ۱۰۵ سے ملا ہوا ہے پس وہ سنہ ۱۳۹۰ء کا ہے اس میں مانگی بستی کی تعمیر کا حال ہے - لیکن کتبوں میں تری بہون چوڑامنی چینا ابہ کا نام بہی دیا ہوا ہے -

وشنو تات اور بیل گول کے دیئے تا گومتیشور کی بڑی مورتی کی حفاظت کے واسطے بیس آدمیوں کا باڈی گارڈ رکھنے اور جینی اپنی عمارات کی مرمت کرنے میں استعمال کئے جاویں۔ اس کتبہ میں جینیوں کو مہاجن یعنی پاک آدمی لکھا ہے اور وشنوؤں کو بھگت یعنی وفادار لکھا ہے۔ یہہ نہیں معلوم کہ اس عہدنامہ کے پچھلے حصہ پر کہاں تک عمل درآمد ہوا مگر یہہ معلوم ہے کہ بیل گول میں جینیوں کو پھر نہیں ستایا گیا۔ لیکن تیرتھ جاترا کے بارہ میں دشمنی کے خیالات صرف جنوبی ہندوستان سے محدود نہیں ہے۔ اور اس کے ثبوت میں ذیل کا بیان ایک سپیچ سے نقل کیا جاتا ہے۔ یہہ سپیچ کرنیل سر ولیم ڈیوس صاحب بہادر نے رائل ایشیاٹک سوسائٹی کے جلسہ میں دیا تھا۔

غدر سے اگلے سال جبکہ دہلی ملک پنجاب میں شامل ہوا۔ وشنو دھرم کے سربر آوردہ اشخاص (وشنوؤں کا فرقہ جینیوں یا سراوگیوں کے فرقہ سے تعداد میں بہت زیادہ ہے اور بہت زیادہ طاقت ور ہے) کمشنر وقت کرنیل ہملٹن صاحب بہادر کے پاس آئے اور انکو یقین دلایا کہ اگر سراوگیوں کو رتھ جاترا نکالنے کی اجازت دی جاوے گی۔ تو امن عامہ میں خلل آنے کا اندیشہ ہے۔ چنانچہ کمشنر صاحب نے اجازت دینے سے انکار کر دیا اور اپیل کرنے پر لوکل گورنمنٹ نے اس کو نامنظور کر دیا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ یہہ وقوعہ ۱۸۶۳ء میں ہوا ہوگا۔ سراوگی اس فیصلہ سے بہت ناراض ہوئے۔ اور اس حکم کے منسوخ کرانے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا۔ انہوں نے گورنمنٹ ہند اور سکرٹری اوف سٹیٹ کے پاس میموریل بھیجے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ جب ۱۸۷۶ء میں میں خود کمشنر ہوکر دہلی گیا۔ انہوں نے حسب دستور میری عدالت میں بھی درخواست دی کہ رتھ جاترا نکالنے کی اجازت ملجاوے۔ اور رتھ جاترا نکالنے کی ممانعت کے حکم پر نظر ثانی کی جاوے۔ جب میں نے اس معاملہ کو خوب سوچا تو یہہ نتیجہ نکالا کہ جب وشنوؤں کو رام لیلا کی اجازت دی جاتی ہے تو سراوگیوں کو رتھ جاترا کی اجازت کیوں نہ دی جاوے۔ اور مجھے یہہ مناسب معلوم ہوا کہ ہمارے جیسے مضبوط اور مہذب گورنمنٹ کا فرض ہے کہ سراوگیوں کی رتھ جاترا نکالنے کے باب میں وشنوؤں کو رضامند کیا جاوے۔
چنانچہ میں نے لوکل گورنمنٹ کو لکھا۔ سر رپیل گریفن صاحب بہادر گورنمنٹ سکرٹری نے میری درخواست

اسکے بعد کتبہ نمبر ۱۴۱ ہے جسپر ساکھا سمت ۱۲۳۵ سال پرمادی سنہ ۱۳۱۳ء کی تاریخ ہے۔ (اپرمادی
چا کے بجائے غلطی سے پرمادی لکھا گیا ہے) اس کتبہ میں سبہاچندر کی وفات کا حال ہے جو للدہاری
رامچندر کی چوتھی نسل میں ایک چیلہ تھا۔ وہ دراصل ایک سردار تھا جس کو بوگا راجہ کہتے تھے
یا یہہ کھوکہ یگارا یعنی پتیل میں کام کرنے والوں کا سردار تھا۔ مکوڑی کے سردار گومت رائے
نے اس کی سمادہہ بنائی اور اوس کے چیلے پدم نندی اور مادہوچندر نے اوس کی پرتشٹا کی
اسکے بعد کتبہ نمبر ۸۲ ہے۔ وہ بیجے نگر کی سلطنت سے متعلق ہے جو ہوسل کی سلطنت کے بجائے
قائم ہوئی تہی۔ اسپر سال سوبہاکرت سنہ ۱۳۶۲ء کی تاریخ ہے۔ اور بکاراے کی عہد حکومت
کا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ستری جپ چا کے پوتے اگیا نے گومتیشور کی اوجا
کے واسطے ازسر نو ندرائے عطا کئے۔ یہہ کتبہ سرے سے آخر تک سنسکرت میں ہے اور نیا اور
جدید نا ہوا ہے۔ اب ہم نمبر ۱۲۶ پر آتے ہیں۔ یہہ کتبہ انوم آچاری کے کتبہ کے نام سے مشہور
ہے۔ اس کو دراصل سنہ ۱۸۰۹ء میں کرنیل میکنزی صاحب نے شایع کیا تھا۔ اور اس
کتبہ میں ترجمہ کی غلطی سے جین مذہب اور وشنو دہرم ایک خیال کئے گئے تہے۔ اس پر ساکھا
سمت ۱۲۹۰ سال کلکا سنہ ۱۳۶۸ء کی تاریخ ہے اور اوس میں لکھا ہوا ہے کہ بکاراے والی
بجے نگر نے وشنو اور جینیوں کے درمیان عہد نامہ کرایا۔ ویشنو جینیوں کو ستایا کرتے تھے۔ اس
عہد نامہ سے جینیوں کا ستانا بند ہو گیا۔ وہ عہد نامہ کناڈا زبان میں ہے۔ اور نثر میں ہے۔
اوس میں بہت سی دلچسپ باتیں ہیں۔ بکاراے نے اس موقعہ پر مختلف وشنو فرقوں کے
وکیل بلوائے اور یہہ فیصلہ کیا کہ جینیوں کو ان کی رسم و رواج کرنے کی اجازت دی جاوے۔
اور ان کو تیرتھ جاترا کے موقعہ پر پانچ بڑے ڈہول بجانے کی اجازت دی جاوے جیسی
کہ وشنو دن کو اجازت ہے دونو مت ایک ہی ہیں۔ ایک مت کو دوسرے مت کی مدد کرنی
چاہیے۔ یہہ عہد نامہ تحریر کیا گیا اور جینیوں کا ہاتہہ وشنوؤں کے ہاتہہ میں دیا گیا۔ اور
حکم دیا کہ یہہ عہد نامہ پتھر پر کندہ کیا جاوے۔ اور سلطنت کی تمام بستیوں
پر کندہ کیا جاوے۔

علاوہ بریں جینیوں نے ہر ایک گھر سے کچھہ رقم دینے کا اقرار کیا اور رکھا کہ ترپالی کے

صاف طور پر نہیں دی ہوئی ہے - لیکن اس عہدنامہ کا منشا یہہ تہا کہ راضی نامہ ہو جاوے
اسکے بعد کتبہ نمبر ۹۷ ہے اسپر سالکھا سمت ۱۱۹۱ سال سری مکہہ ۱۲۷۳ء کی تاریخ ہے سمت ۱۱۹۱
غلطی سے سمت ۱۱۹۵ کی بجائے لکھا گیا ہے - اس میں لکھا ہوا ہے کہ نرسنگہ سوم کے عہد میں سبھو دیو
اور دیگر سوداگروں نے نیاکیرتی دوم کے چیلے چندر پربھو کو گومٹ ناتھ اور ۲۴ تیرتھنکروں
کے واسطے نذرانے عطا کئے -

کتبہ نمبر ۹۳ سے لیکر نمبر ۹۵ تک اور کتبہ نمبر ۹ میں گومٹ کی پوجا کیواسطے سوداگروں کے نذرانہ
کا ذکر ہے - سب کے سب سوائے نمبر ۹۵ کے سال بھاوا سے متعلق ہیں - نمبر ۹۵ پر کوئی تاریخ
درج نہیں ہے -

اسکے بعد کتبہ نمبر ۱۳۷ کا دوسرا حصہ ہے جس پر سالکھا سمت ۱۲۰۰ سال باہودنان ۱۲۷۸ء کی تاریخ
ہے - جس میں لکھا ہوا ہے کہ دیگر اشخاص نے اور چندر پربھو کے بیٹے نے بھنڈاری بستی کے
دیوتا سری ملپ دیو کی پوجا کے واسطے نذرانہ عطا کئے -

اس کے بعد نمبر ۱۳۱ ہے جسمیں دو نذرانوں کا ذکر ہے - جو مختلف اوقات میں کئے گئے تھے -
ایک سالکھا سمت ۱۲۱۳ سال پیماوی ۱۲۰۹ء میں اور دوسرا سال سروداری ۱۲۸۹ء میں
دونوں نذرانے نگر جنالیہ کے دیوتا آدی دیو کے واسطے کئے گئے - پہلا نذرانہ یا عطیہ بیل کولوں کے
باشندوں نے دیا تھا اور دوسرا جنا ناتھ پور کے باشندوں نے - جنا ناتھ پور کے باشندوں نے
مندر کی مرمت کے واسطے ہی چندہ کیا -

اس کے بعد نمبر ۱۲۹ ہے اس پر سالکھا سمت ۱۲۰۵ سال چترباہو ۱۲۸۳ء کی تاریخ ہے اس میں بہی
نگر جنالیہ کے مندروں کے واسطے اون باشندگان کے عطیہ کا ذکر ہے جو میگہ نندی سدہانت دیو
چکرورتی کے چیلے تھے - اور جس کو ہوسل راجہ کا گرو بتایا ہے وہ ہوسل راجہ اس وقت نرسنگہ
سوم تھا -

کتبہ نمبر ۱۳۷ کے پہلے حصہ کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے جس پر سال درمکھی ۱۲۹۶ء کی تاریخ ہے -
اس میں لکھا ہوا ہے کہ راجائی گروا اور بڑے بڑے رئیسوں نے لوگوں کی حیرانگی کو دور کر دیا
جو ان کو سری بلپ دیو اور دیگر دیوتاؤں کے عطیہ کے [illegible] کی زیادتی سے ہوتی جاتی تھی -

واسطے پردہ دار کھڑکیاں بنائیں - ذیل کے کتبے نمبر ۸۶ و ۸۷ میں بہت سے نذرانوں کا ذکر ملتا ہے - نمبر ۸۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ لساوی سیٹھی موصل کا دو نا ہیو ناری تھا - اکثر پرانے کتبوں میں دو نا ہیو ناری کا لقب بڑے سوداگروں کے واسطے استعمال کیا جاتا ہے - لیکن اس لفظ کے سنے صاف نہیں ہیں - اس کے معنے فوجی ٹھیکہ دار کے ہیں -

اس کے بعد چار چٹانی کتبے ہیں جن میں لکھا ہوا ہے کہ کئی مشہور آدمی اس جگہ تشریف لائے - ان چاروں کتبوں پر نمبر ۱۲۰ و ۲۲ و ۲۷ و ۴۷ لگا ہوا ہے - ان کی تاریخ کا پتہ نہیں لگتا - مگر طرز عبارت سے اور سال ایشور اور پربھاوا سے جو پچھلے دو کتبوں میں دئے ہوئے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ ۱۲۱۷ء اور ۱۲۴۶ء کے ہیں - نمبر ۱۲۰ میں ہیر پلاوارائے کے بیٹے کا حال ہے نمبر ۲۲ میں ابھے نندی کے چیلے کوٹایا کا ذکر ہے اور نمبر ۲۷ میں مالا پال تسکر کا حال دیا ہوا ہے اور نمبر ۴۷ میں ماری پال پرماوی نایک کا ذکر ہے -

اس کے بعد نمبر ۸۸ و ۸۹ ہیں - جن میں لکھا ہوا ہے کہ گومٹ ناتھ کے پوجا کے واسطے سال لا اور کالا یکتی میں چندہ اکٹھا کیا گیا - چونکہ یہ نذرانے نیائے کیرتی کے چیلے چندر پربھو کو دئے گئے تھے جن کو نمبر ۸۶ کے نذرانے بھی دئے گئے تھے - اور چونکہ پچھلے کتبہ پر ساکھا سمت ۱۱۹۵ کی تاریخ ہے -

پس کتبہ نمبر ۸۸ و ۸۹ کی تاریخ ساکھا سمت ۱۱۷۸ و ۱۱۸۰ یا ۱۲۵۶ء اور ۱۲۵۸ ہیں - اس سے آگے کتبہ نمبر ۱۲۸ ہے - جو سال الکش ۱۲۶۶ء سے متعلق ہے - اور ہوسل راجہ سومیشور کے عہد کا ہے - لکھا ہوا ہے کہ سومیشور ہیر بلال کا بیٹا تھا - لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سومیشور دراصل ہیر بلال کا پوتہ تھا - جین مت کو زوال آنا شروع ہو گیا تھا - اور سوداگر اور ہنرمند جنہوں نے پہلے مذہب کے پابند ہو کر چند رقوم کا دینا اپنا فرض سمجھ رکھا تھا - اب اس کی ادائیگی سے گریز کرنے لگے - رام دیو نایک ظاہرا جین نہ تھا - اور وہ راجہ سومیشور کا بھنڈاری تھا - رام دیو نایک سے اس امر متنازعہ فیہ کے فیصلہ کیواسطے لکھا گیا - چنانچہ اس کے حضور میں نیمی چندر کے چیلہ نیائے کیرتی نے باشندوں کے واسطے یا سن لکھا اور اس سے آیندہ کے واسطے رقوم کی ادائیگی باقاعدہ طور پر ہونے لگی - تب اسیر کی تفصیل مگر

چندرمولی خاص اچل برہمن تہا - وہ ہر (شو) کا پجاری تھا - اس کا باپ شمبھو دیو تھا - اور اسکی ماں اکادی اور وہ ہیر بلال کا منتری بن گیا تھا - اس کی بیوی اچی بکا تھی - اور ساودی نام کی جینی خاندان سے تھی - اس کا شجرہ نسب دیا ہوا ہے - سوہا اسکا بیٹا تہا - نیا کیرتی کا چیلہ بالاچندر اوس کا گرو تہا - اوسکے باپ اور چیلوں کا حال بہی بیان کیا گیا ہے - اس نے بیلگول میں (الکنا بستی میں) پارس دیو کا مندر بنوایا -

چندرمولی نے مندر کے نذرانہ کے واسطے راجہ سے درخواست کی جس پہ ہیر بلال نے اوسکو بامی ملایا ہی کا گانوں دیدیا - اس جگہہ کے رئیس اور سوداگروں نے بہی خاص خاص رقم پوجا کے واسطے دینی قبول کی -

کتبہ نمبر ۱۰۷ کے بعد جو کتبہ ہے اوس میں صرف دو اشلوک ہیں - اون کا مطلب یہہ ہے کہ چندرمولی کی بیوی اچلادیوی نے بیل گولہ کے گومٹ ناتہہ کیواسطے کچھہ نذرانہ مانگا - اور اس پر ہیر بلال نے بکّا کا گانوں دیدیا - اس سے آگے جو دو کتبے ہیں وہ یہہ ہیں کتبہ نمبر ۱۰۵ جسپر ۱۳۹۸ء کی تاریخ ہے اور کتبہ نمبر ۱۰۶ جسپر ۱۴۰۹ء کی تاریخ ہے اسکی وجہ کچھہ نہیں معلوم ہوتی صرف یہہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ کسی دوسرے کتبہ سے نقل کئے گئے ہیں - جواب کالعدم ہو گیا ہے -

کتبہ نمبر ۶۹ و ۷۰ پتہر کے دو ٹکڑے ہیں - اور سالم کتبے نہیں ہیں - امیں نیا کیرتی کے چیلے ادھیاتمی بالاچندر کی استوتی ہے بس وہ بہی اسی زمانہ کا ہے -

اس سے اگلا کتبہ نمبر ۱۳۰ ہے جس پہ ساکھا سمت ۱۱۱۸ سال راکہشش سنہ ۱۱۹۶ء کی تاریخ ہے - اس میں لکہا ہوا ہے کہ ناگ دیو نے پارس دیو بستی یا الکنا بستی میں نیا کیرتی کی سمادہہ اور نگر جنالیہ بنوایا - پہر نیا کیرتی اور اوسکے چیلے اور ناگ دیو کا شجرہ نسب ہے -

اس کے بعد کتبہ نمبر ۸۷ ہے - وہ بڑی مورتی کے بائیں ہاتہہ کو ایک چٹان پر کندہ ہے - اور اگرچہ اسپر کوئی تاریخ نہیں ہے مگر سنہ ۱۱۹۶ء سے متعلق ہے - کیونکہ اس میں لکہا ہوا ہے کہ بساوی سٹھی جس نے چجرے اور ۲۴ ترتہنکروں کے گرد دیوار بنائے نیا کیرتی کا چیلہ تہا - اور نمبر (۴۲) کے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سنہ ۱۱۷۵ء میں مرگیا - اب بساوی سیٹی کے بیٹوں نے ان مورتیوں کے

پارس ناتھ اور سمرتر شنکروں کے واسطے کئی گانو عطا کئے -

اس کے بعد نرسنگ کے بیٹے ہیر بلال - اوس کی فتوحات - اور قلعہ اچانگی کے فتح کرنے کا حال ہے - (دیکھو نمبر ۱۲۴) نیاکیرتی کے چیلے اور بڑے منتری ہلّا نے ہیر بلال سے ان عطیہ کے منظور کرنے کی درخواست کی جو اوس نے دیئے قبول کئے تھے - پس کہہ سکتے ہیں کہ ہلّا تین راجاؤں کے عہد میں زندہ رہا - نیاکیرتی کے بعد نیاکیرتی کا چیلہ بالاچندر گدّی پر بیٹھا - گویا کہ بالاچندر ان عطیات کا امانت دار تھا - اس نے اپنے گرو کی یادگار میں ایک سمادھ بنائی اور کئی تالاب کھدوائے - اور ایک بڑا اساسن قایم کیا جو شاید اب تک موجود ہے - کتبہ نمبر ۹۱ و ۹۲ غالباً اسی زمانہ کے ہیں - کتبہ نمبر ۹۱ میں لکھا ہوا ہے کہ بیل گول میں وہاں کے باشندوں نے گومٹ دیو اور پارس دیو پر پھولوں کا چڑھاوا چڑھانے کے واسطے منگے اور زمرد دئے - کئی سوداگروں نے اسی مطلب کے واسطے زمین خرید کیں - اور ملی گرائے سپرد کر دیں - ملی گرا مندر کا منتظم تھا - جس کو اب عمل دار کہتے ہیں -

اب ہم کتبہ نمبر ۱۲۴ کا ذکر کرتے ہیں - جس پر سالھا سمت ۱۱ سال یلاو اسنہ ۱۱۸۲ء کی تاریخ ہے - وہ ہیر بلال کی عہد سلطنت سے متعلق ہے اور اسکے منتری چندر بالی تھا - اس کتبہ کا مطلب یہ ہے کہ بیل گولہ میں چندر مولی کی بیوی اچلا دیوی نے پارس ناتھ بستی بنائی جس کو اب اکابنی کہتے ہیں -

پہلے حصہ میں ہویسل راجاؤں کا حال ہے - اور ہیر بلال تک نمبر ۱۲۴ تک مطابق ہے اس کی تخت نشینی پر لالہ - پلّو - گولا - اور چولا سب خوف زدہ ہوئے - اس راجہ کی بڑی مہم قلعہ اچانگی کا فتح کرنا تھا - مدت تک راجاؤں نے اچانگی کے قلعہ کو ناقابل تسخیر خیال کر رکھا تھا - اور قلعہ اچانگی کے راجہ کو جس کو پانڈیہ اور کام دیو کہتے ہیں - اور راجہ اور گوے رس اور اس کے باپ کو معہ بیوی بچوں کے قید کر لیا - اور خزانہ اور گھوڑوں پر قابض ہو گیا - اور اس مقام پر لوٹا -

ہیر بلال کے خطاب وہی ہیں جو راجہ نرسنگ کے تھے (دیکھو نمبر ۱۳۷) ما سوائے نی دی نندی اور گری درگا مل کے خطابات جن کا ذکر دیگر کتبوں میں بھی آیا ہے -

ارادہ کانچی یا چولاؤں کی راجدہانی میں جا نیکا تھا - اور گنگ راجہ کو اس بات کی ایسی ہوس لگی کہ اس نے صرف تلاکاڈ ہی کو فتح نہیں کیا - جو اس کے خاندان کا قدیم دارالخلافہ تہا بلکہ نرسنگہ ورما اور چولا راجاؤں کے دیگر باجگزار حاکموں کو جو کہاں سے ادہر تھے نکال دیا - اس حال وشنو وردہن کے کتبوں میں بہی آیا ہے - تلاکاڈ کے متعلق یہہ بہی لکہا ہے کہ اس نے اس سردار کا پتہ لگایا جس کا نام دامودر تہا اور جو شودرگی کے بہیس میں تہا - ایک لڑائی میں کچہہ کہانا لیکر جسکو کتا بہی نہ کہاوے اس کے پاس اکیلا پہونچا اور اوسکو بہگا دیا -
تلاکاڈ وار اس کے گرد نواح کے ممالک جو چولاؤں کے قبضہ میں تہے گنگ راجہ نے اون کو فتح کرکے اپنے راجہ وشنو وردہن کے سپرد کئیں - گنگ راجہ کے القاب میں لکہا ہوا ہے اوس نے وشنو وردہن کو یہہ ثابت کر دیا کہ وہ وشنو وردہن کی تخت نشینی کا پورا پورا اہل تہا - اس کا مطلب یہ ہے کہ وشنو وردہن کو خود مختار بنانے اور چولا کی جنوبی سلطنت کے فتح کرنے میں وہ ایک کل اعظم تہا - نتیجہ یہہ ہوا کہ وہ شمالی چالوکیہ راجہ کی اطاعت چہوڑنے کے قابل ہو گیا - گنگ راجہ کی اس فتح کا حال شرونبلگولہ کے ایک کتبہ میں اسطرح لکہا ہوا ہے -
راجہ اپنے جرنیل کی بہادری اور کامیابی سے بہت خوش ہوا اور اسکو انعام عطا کئے مگر گنگ راجہ نے یہہ دیکہکر کہ یہہ سب انعام بے فائدہ ہیں اس نے راجہ وشنو وردہن سے گنگا وڈی کا گانو مانگا - اور گنگ راجہ کا منشاء یہہ تہا کہ وہ یہہ گانو گومٹ دیو کی پوجا کے واسطے دیدیوے - کولتنگا سین مل دنار کے چیلے سبہا چندر کی تعریف میں جو اس کا گرو تہا ایک اشلوک ہے - (دیکہو نمبر ۴۵) اوس میں لکہا ہوا ہے کہ اس نے گنگا وڈی کی بیشمار بستیوں کی مرمت کی - اور گومٹ دیو کے چاروں طرف حجرے بنائے - اور نگولاؤں کو بہگا دیا - جو گنگا وڈی میں رہتے تہے - اور سپرلنگ یعنی وشنو وردہن کو سیدہا کہڑا کیا - یعنی اس کی حکومت کو تقویت دی - پس اس نے گنگ راجہ کو پہلے گنگ بنسی راجاؤں سے سیکڑوں گنا خوش قسمت کردیا - کیونکہ زمانہ قدیم گنگ راجگان خاندان چولا کے زیر تحت تہا -
اس کے بعد گن چندر کے بیٹے نیاکیرتی کا حال ہے اور یہہ لکہا ہے کہ راجہ نرسنگہ نے گومٹ ناتہہ

اوس کتبہ کو جو اس مورتی کے دامن کے نیں جانب تھا بالکل مٹا دیا - اور اس طرح دنیا کو
اس عجیب مورتی کے متعلق نہایت دلچسپ واقفیت سے محروم کر دیا جیسا کہ باقی ماندہ نمبر ۱۰۹
سے معلوم ہوتا ہے -

بکتس دیوی کی مورتی بھی اسینے بنائی تھی - اور یہ نہایت خوبصورت اور نقش و نگار کئے ہوئے
ستون کی چوٹی پر بنی ہوئی ہے - یہ مورتی ایک چھوٹے سادے مکان کے اندر بند ہے اور
اس کی چاروں دیواریں اینٹ کی بنی ہوئی ہیں - اور اب کھنڈر پڑی ہوئی ہے - سالگڑا کھمدہ
جگہ ہے جہاں پرشا دیٹا کرتا تہا - یکتس سے مراد دولت کے دیوتا کوبیر سے ہے -

اس کے بعد کتبہ نمبر ۱۲۲ ہے جو ۱۱۷۸ء سے متعلق ہے - اس میں لکھا ہوا ہے کہ باما دیو کے
بیٹے ناگ دیو نے ایک تالاب ناگ سمندر نامی بنوایا - اور وہ تالاب معہ ایک ارح اور دیگر تحائف
کے کئی گروؤں کی موجودگی میں جسکا نام دیا ہوا ہے اور جن میں مالاچند بھی حاضر تھا - گومٹ دیو
کی پوجا کے واسطے دیدیا -

اب ہم نمبر ۱۲۹ پر آتے ہیں جس پر کوئی تاریخ نہیں ہے مگر یہ اوسی زمانہ کا ہے اس کتبہ میں لکھا
ہوا ہے کہ بیریال نے بلّاسٹی کے کہنے سے کئی ندرانے منظور کئے - جو وشنو وردھن سوامی
نے اور راجہ سنگھ نے گومٹ دیو - پارس دیو اور ۲۴ تیرتھنکروں کے واسطے دئیے قبول
لئے تھے - اس میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ بلّا کالر تبا کرتی اسوقت سرگ لوک میں چلا گیا تھا
اور اوس کے چیلے مالاچند نے اس کی یادگار میں ایک سماد اور ایک تالاب بنائے -

اس کتبے میں گنگ راجہ کی فتوحات کا حال ہے گنگ راجہ وشنو وردھن کا منتری تھا -
یہ پہلا شخص تہا جس نے گومٹ کے واسطے نذرانہ دئے - گنگ راجہ کے ماں اور باپ کا
حال دیا ہوا ہے اور لکہا ہوا ہے کہ وہ خود ایک بڑا لائق منتری تھا - اور وہ تلالدو میں پہونچا
جو گھاٹ کے اوپر دریائے گوداوری کے کنارہ پر واقع ہے - اور آدیم چولاؤں کے
حاکم ار راجہ کو اطاعت قبول کرنے کے لئے لکھا آدیم نے ایسا ملکا ... سے انکار کیا اور
لکہا کہ لڑو اور لے لو اگر تم لے سکتے ہو - دونوں فوجیں صف آرا ہوئیں - اور گنگ راجہ نے فتح
پائی - آدیم کو شکست ہوئی - اور نگولر یا مال سردار قریبی تہاں ... گنگ راجہ کا

اصلی نام بوپا تھا - اور اس شاعر کا نام کناڑا کوی بوپا بھی تہا - اس کے معنے ہیں کناڑی شاعروں کا زیور - وہ ایک سرزاور مشہور شاعر تہا کیونکہ شبد منی درپن کے شرح میں کیشی راجہ نے بوپا سپا اور دیگر مشہور کناڑا شاعروں کے ذکر میں اس کا ذکر کیا ہے یہ کتبہ کناڑا اشلوک میں ہے - اور اس سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ گومٹ رای کون تھے - اور کیہ نگر اور کس نے اس کی مورتی بیل گول میں بنوائی - چونکہ اس کا حال پہلے لکہا جا چکا ہے اس لئے اوس کا بار بار لکہنا فضول ہے - ماسوائے اس کے بہت سے اشلوک اس مورتی کی خوبصورتی اور بلندی کے باب میں ہیں - اور تماشائیوں پر اس کا یہہ اثر ہوا کہ اونہوں نے جین مت کو قبول کر لیا - اس کے آگے نمبر ۱۰۴ ہے - یہہ ایک زنانی مورتی ہے دامن پر کہدا ہوا ہے اس کے پاس ایک گلا کای ہے جو بڑی مورتی کے گرد اندر ونی احاطہ کے دروازہ کے سامنے واقع ہے - اس مورتی کو کشمند نی کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اوس عورت کی مورتی ہے کہ جسکا ہیں بناکر دیوی پدماوتی بڑی مورتی کی پرتشٹا کرنے کے واسطے آئی - اور جبکہ سیدہے سادہے چڑہاوے کے قبول ہونے پر چمنڈ اراے کا غرور جاتا رہا - اس کتبے میں یکش دیوی کی مورتی ہے یہہ دیوتا خود جینی مہاتما کی سیوا میں حاضر رہتے تھے - ان کی مورتیاں دروازہ میں ہیں اور اوس کے آس پاس - اور چندر گپت کی بستی میں ہیں - سبالا چندر کے چیلے باماسیٹی سوداگر نے اسکو بنوایا تہا اور یہہ مورتی زمین سے بہ فٹ - ۶ انچہ اونچی تہی اس کا ارادہ تہا کہ ایک پورے قد کی عورت کی تصویر بنائی جاوے - یہ بڑی صنعت کا کام ہے -

اس کے بعد کتبہ نمبر ۱۱ ہے اور اسپر ایک یکش بنا ہوا ہے اور اس کا نام تیاگدا برہم ستھوں کا یکش ہے اس کی تاریخ کا کوئی پتہ نہیں ملتا - خود ستون جو اوپر سے اسطرح سہارا دیا گیا ہے کہ ایک چھوٹا سا رومال اسکے نیچے سے گزر سکتا ہے - بڑی صنعت کا کام ہے - اور نمبر ۹ میں اس کی تشریح دی ہوئی ہے - موجودہ کتبہ جنوبی دامن میں ہے - اور صرف ۲½ سطر کا ہے - لیکن سردار کنا خواہ وہ کوئی ہو اور جس نے اسکو کہودا تہا مذمت کے قابل ہے کیونکہ صاف ظاہر ہے کہ اس نے اپنا مختصر سا حال لکہنے کے واسطے

اوس نے کپلن گری کا قصبہ بسایا - جو اسکے گرو روپ نرائن کولاپور کی بستی سے متعلق تہا - اور جناناتھ پور میں تیمر کا دان سال بنوایا اور دیوکیرتی کے واسطے سمادہہ بنائی -

کتبہ نمبر ۱۰۸ سال لکہا ہا (سنہ ۱۱۷۱ء) یا ہوسل راجہ نرسنگہ دیو کی عہد سلطنت کا ہے اور اس میں لکہا ہوا ہے کہ ایک سوداگر مسمی گومٹ سیٹی نے گوتیشور اور ۲۴ ترتہنکروں کے واسطے زمین عطا کی -

کتبہ نمبر ۲۴ میں لکہا ہوا ہے کہ ساکہا سمت ۱۰۹۹ سال ورمکہی سنہ ۱۱۷۷ء میں نیاکیرتی نے وفات پائی اور اس کے چیلے ناگ دیو نے اوس کی یادگار میں ایک سمادہہ بنائی -

پہلے حصے میں مہابیر سوامی سے لیکر گرووں کا سلسلہ ہے - یہہ اوسی سلسلہ کے مطابق ہے جو کتبہ نمبر ۴۰ کلا دتہا تک دیا ہوا ہے - اس کا چیلہ سمپورن چندر ہوا - جو ردی - چندر سعد بانت ودتار یعنی آفتاب اور چاند کے نجوم میں ماہر تہا - اس کے بعد گرووں کی فہرست ہے آخر میں نیاکیرتی کا حال ہے جو گن چندر کا بیٹا اور چیلہ تہا - اور ارنگولہ کا گرو تہا - اس راجہ کا نام ان کتبوں میں آیا ہے جن میں وشنو وردہن کا حال مرقوم ہے وشنو وردہن کو اس نے مغلوب کیا - اسکے بعد نیاکیرتی کے چیلوں کا ذکر ہے - اور اون کے چیلے سیر مہانتری اور جہوانجی بلا اور مہاسب ناگ دیو تہے نام دیو اور جو کما یا کا بیٹا ناگ دیو تہا اس کی بیوی چندامبکا تہی - اور اس کے صرف ایک بیٹا تہا جس کا نام ملی ناتہ تہا - اور جو کما لتا شتت پور کا سردار تہا - اس کے بعد کتبہ نمبر ۱۱۴ ہے - وہ بڑے زینہ کے دروازے کے پہلو پہ ایک چٹان پر کہدا ہوا ہے - اس زینہ کو بہارت نے بنوایا تہا اور وہ کتبہ وہاں کندہ نہوتا اگر وہ زینہ بنوایا نہ جاتا - اسپر سال ہولبی ۱۱۸۱ء کی تاریخ ہے - اس کتبہ کا مضمون یہہ ہے کہ گرووں کی ایک بڑی جماعت مع اوہکا اور بہت سی چیلوں کے گومٹ دیو کے میلے میں آئیں مگر نہ معلوم کہ کہاں سے آئیں - اگرچہ بڑے بڑے آدمیوں کے نام دے ہوئے ہیں - دو باتوں کا ذکر کتبہ نمبر ۱۱۲ میں بہی آیا ہے اس کتبہ میں زیادہ تر جینی منوں کی استوتی درج ہے - کتبہ نمبر ۸۵ پر کوئی تاریخ نہیں ہے - لیکن اسی زمانہ کا معلوم ہوتا ہے - یہہ ایک شاعر سوجانوتم سم کی تصنیف ہے - جس کا

کے سوائے اور کوئی نہ تہا - پوجیہ پاد اوس کو یوں کہتے تہے کہ دیوتا اس کے چرنوں کی پوجا کرتے تہے لیکن وہ اپنی علمیت کی وجہ سے جینیندر بدہی بھی مشہور ہوا - کہتے ہیں کہ وہ جینیندر دیاکرن سروارتہہ سدہی اور سمادہی شتک کا مصنف تھا - انکے علاوہ اس نے بیشمار دیگر گرنتہہ بھی بنائے جس سے اس کی شہرت ظاہر ہوتی ہے اس کتبے میں پہلے اکلنک کا ذکر ہے - (تفصیل کے واسطے دیکھو نمبر ۵۴) اور پہر گولاچاریہ کا - گولاچاریہ ملک گولا کا حاکم تھا - جس نے کسی وجہ سے دکشا لی - اس کا چیلہ تری کال جوگی تھا - تری کال جوگی کا چیلہ اودہاکرن پدم نندی تھا - جس کو کمار دیو بھی کہتے تھے - اودہاکرن کے معنے ہیں کانوں کو نہ چھیدنا یہ ایک عجیب بات ہے کیونکہ کانوں کا چھیدنا تمام ہندوں کے واسطے ضروری سمجھا گیا ہے یہاں تک اودہاکرن کا لقب مسلمانوں کے واسطے استعمال کیا جاتا ہے کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ اس سدہانتی کا نے اس رواج کی پیروی کیوں نہیں کی - اوس کا چیلہ کل بہوشن تھا - جس کا ساتہی پربہاچندر رہا - پربہاچندر منطق کا مشہور مصنف بیان کیا جاتا ہے - کل بہوشن کا چیلہ کل چندر تھا - جس کا چیلہ میگہہ نندی ہوا - میگہہ نندی نے کولاپور میں ایک تیرتہہ بنوایا اسکے ایک چیلہ تہا جس کا نام معلوم نہیں - نمبا دیو اور کام دیو اس کے دو چیلے تہے پہر گنڈادی ملت کا حال ہے جس کا گرو میگہہ نندی تہا - جو جرنل بہارت کا استاد تہا - بہانو کیرتی کے دو چیلے تہے - اس کا ساتہی سرت کیولی تہا جو راگہو پانڈوِیہ کا مصنف تھا - یہہ ایسی کتاب ہے کہ اگر ایک طرح سے پڑہی جاوے تو رام چندر کی سوانح عمری معلوم ہوتی ہے - اور دوسری طرح پڑہی جاوے تو پانڈوں کی معلوم ہوتی ہے اس کے بڑے بہائی گنگا نندی اور دیو چندر تہے - جنکے ساتہی یہہ تہے - میگہہ نندی دیوکیرتی کا چیلہ سبہا چندر - اور گنڈادِن مانٹ وادی چترمکہہ رام چندر اور نیز اکلنک جنکے چیلے بہنڈاری ماری یاں - منتری بہارت مایا - اور سردار بوچی مایا تہے -

اسکے بعد ہلّا راجہ کے کتبے کا حال ہے - اس کا باپ بلّس راجہ واجی بنی تہا - (دیکھو نمبر ۱۳۸) اس کی ماں لوکمبکی تہی - وہ راجہ نرسنگ کا منتری تہا - اور سروادہی کاری اور بہنڈاری بہی تہا - اور اوس کو نیا گنگ راجہ یعنی منتری اور جین کے کاموں کا ترقی دینیوالا کہا ہے

بستیاں اور پانچ تالاب بنائے - اوس نے بیلگولہ میں ۲۴ ترتہنکروں کے واسطے ایک مندر بنایا - اور ایک دوسرا مندر اور بنایا جو گومٹ دیو کے مانند گومٹ پور کے لئے زیور تھا - شاید یہ بیلداری بستی ہے جس کا ذکر نمبر ۱۳۸ میں آیا ہے -

چوبیس ۲۴ ترتہنکروں کے مندر کے واسطے اور نیز گومت دیو اور پارسناتھ سوامی کے واسطے راجہ نرسنگہ نے سونیر کا گاؤں دیا - اور نیا کیرتی اس مندر کا پوجاری مقرر کیا جن کاموں میں یہ عطیہ کام میں لایا جاویگا - انکا بھی ذکر ہے -

کتبہ نمبر ۸۰ چٹان پر گومٹیشور کی بڑی مورتی کے دائیں ہاتھ کو کہدا ہوا ہے - اوسمیں خلاصہ طور پر لکھا ہوا ہے کہ ہوسل راجہ نرسنگہ کے منتری ہل مایا نے گومٹیشور - پارسناتھ جی اور ۲۴ ترتہنکروں کی پوجا کیواسطے زمین عطا کیں یہ بستیاں اس نے حنہ دبسالی نہیں دیکھو نمبر ۱۳۸

اس سے آگے نمبر ۹۳ ہے جس میں لکھا ہوا ہے کہ ساکہا سمت ۱۰۸۵ سال سوبہانو (۱۱۶۳ع) میں دیوکیرتی نے وفات پائی - اور اس کے تین چیلوں کے نام بھی درج ہیں جنہوں نے اس کی سمادہہ بنائی - وہ اس مربع ستون کے مشرقی حصہ میں ہے اور اس کی تین طرف کتبہ نمبر (۴۰) کہدا ہوا ہے -

کتبہ نمبر (۴۰) میں لکھا ہوا ہے کہ پٹا راجہ نے دیوکیرتی کے واسطے سمادہہ بنائی - اور اس کے تین چیلے سمیاں لیکہہ نندی - مادہو - اور تری بہون دیو نے اس کی پرتشٹا کی اس کتبے کے پہلے حصے میں مشہور گرووں کے سلسلہ کا بیان ہے جو کسی قدر نمبر ۴۷ سے ملتا ہے - لیکن چند نئی اور مفید باتیں بھی لکھی ہیں -

اوّل مہابیر سوامی - گوتم سوامی - سرت کیولی بہدر باہو اور اس کے چیلے چندر گپت کی استوتی ہے - اوس کے بعد پدم نندی کا ذکر ہے - اور لکھا ہوا ہے کہ اوس کا دوسرا نام کونڈا کند تہا - پہر اسکے بعد اما سوامی کا ذکر ہے جس کو گردہر پنچہا بھی کہتے ہیں - گردہر پنچہا اپنے زمانہ کا فاضل اجل جین شاشتری تہا - اس کے بعد اس کے چیلے بالک پنچہا کا ذکر ہے سمنتا بہدر بھی اوسی کی کل میں ہوا تہا - اس کے بعد دیو نندی کا ذکر ہے جو مشہور پوجیہ پاد

ہیں - ایری انگا کو چالوکیہ راجہ کا دایاں ہاتھ لکھا ہے - اوس سے یا تو شوفیو مراد ہے جسکو بہوانکا مال کہتے ہیں یا وکرم مراد ہے جس کو تری بہون مال کہتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایری انگا باجگزار تھا اور چالوکیہ فوج کا سپہ سالار تھا - اس کے تین لڑکوں کا ذکر ہے - اور یہ بہی لکھا ہے کہ منجھلا بیٹا وشنو تمام سطح زمین پر پھیل گیا اور مشرق اور مغرب کے سمندروں کو ہلا دیا - صرف اپنی ہی قوت بازوں سے سردار بن گیا - کویاتر یا کو نمبتور - تلاون پور یا تلاکڈ - اور رائے پور یا ملنگی کے قلعے نہایت مشہور ہے مگر انکی شہرت بہی اسکی شان و شوکت کے سامنے ہیچ ہو گئی - اس نے بیشمار قلعے فتح کئے اور بیشمار راجاؤں کو مغلوب کیا - اور اکثر آدمیوں کو جو اس کے مطیع ہو گئے تھے اعلی عہدوں پہ سرفراز کیا - اون کی تعداد کا شمار کرنا ہماری طاقت سے باہر ہے - اسکی رانی لکہمی دیوی تھی جو راجہ نرسنگہ کی ماں تہی - راجہ نرسنگہ کے خطاب حسب ذیل ہیں - کہ اس نے تلاوا فوجوں کو غارت کیا وہ ہمسر دار شان تخت و تاج کے واسطے بن کی آگ تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تخت کے اور بہی دعویدار تھے - شاید سنتلا دیوی وشنو وردہن کی پہلی رانی کے رشتہ دار ہونگے - اس نے چولا کی راجدہانی کو لوٹا - اس کے باپ کے اکثر فتوحات بہی اسی سے منسوب کی گئی ہیں -

اس کا منتری ہلا تھا - جس کو بلیا یا ہلایا کہتے ہیں - کہتے ہیں کہ اوس نے اوس کے باپ وشنو کے ماتحت کام کیا - اس کتاب کے پہلے حصہ میں ایک اشلوک درج ہے - اگر یہ سوال کیا جاوے کہ شروع سے جین دہرم کا ترقی دینے والا کون تھا - تو جواب یہ ہو گا کہ اول چم رچمل کا منتری رائے اور اسکے بعد راجہ وشنو کا منتری گنگا اور اسکے بعد راجہ نرسنگہ دیو کا منتری ہلا ہوا - اس کے بعد ہلا کے کارہائے نمایاں کا بیان ہے - ہلا کا گورو کوکتا سین مل دہاری ہوا - اس نے بالکا پور میں دو جین مندر تعمیر کرائے جو اب کہنڈر پڑے ہیں ایک تو وہ جس کو اپنے تت نے بنایا تہا اور دوسرا وہ جس کو کالی دت نے بنایا تہا - کوپتا کے بڑے تیرتھ میں زمین عطا کی کلن گری کے مشہور اصلی تیرتھ کو بنایا جس کو پہلے گنگ راجاؤں نے بنایا تہا اور جس کا صرف نام ہی نام رہ گیا تہا - اور وہاں پانچ بڑی

حالات دیگر کتبوں میں ملتے ہیں - اوسنے لوپاتر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے کونگا راے
راے پور کو جلا دیا - گھاٹ کے دروازہ بند کر دئے کانچی کو ڈرایا - ورا ٹ بھی بنوگلا
کے راجہ کے قلعے کو خاک میں ملا دیا - ونواسی کو ویران کیا - دمور میں ہل چل مچا دی اور
اپنی فوج کے گرد سے دریاے مہا پارنی یعنی ملپا ہاری یا مل پربھا کو ڈھانپ دیا دریا سے
مل پربھا دریاے کرشنا کا معاون ہے اور بلگام اور کلادگی کے اضلاع میں سے بہتا ہے
اسنے نیز نرسنگہ ورما کو کاٹ ڈالا - آدی یم کی بہادری کا خاتمہ کیا - ویں گری میں تلوار
بہائی - تلوناپور میں لوٹ مار مچائی - اور دشمن کو شکست دی - اس نے مالوا کے راجہ
جگدیو کی فوج اور دیگر فوجوں کو شکست دی - جو مہاراجہ وکرم چالوکیہ نے اسکے برخلاف
بھیجی تھیں یہہ وہی چالوکیہ مہاراجہ ہے کہ جس کے ہوسل راجہ اول اول دراصل یا براے
نام مطیع تھے - اس کے بعد اوس نے مشرق سے مغرب تک کرشن دیبی تک تمام ملک کو مطیع
کیا - اور وندھیا کے غدر کے پہاڑ ذنکو خاک میں ملا دیا - اوس نے راجہ ارنگولہ اور کدمب راجاؤں
کو بھی زیر قلم کیا - اس کی رانی لچھمی دیوی تھی - جس سے نرسنگ پیدا ہوا - پس وہ مذکورہ بالا
ہر دو ہر سے کتبے میں اوسکی دوسری رانی لچھمی کے مشابہ تھی -
نرسنگ نے تخت پر بیٹھکر - مربرا - چولا - چیرا - اور گونڈا حاکموں کا مقابلہ کیا - اس کا منتر
اور بہنڈاری جکل راے کا بیٹا ملاپا - اور مل دماری کے چیلے لوکیلی واجی بنس نے ....
سے واپس آکے ... ستکروں کے واسطے یہہ بستی بنوائی - اس کا نام ....
تھا اور اوس نے یہی نام شبہ مہورت میں اوس بستی کا رکھا جو اوس نے تعمیر کرائی
اور اس بستی کے لئے راجہ نرسنگ نے نذرانے دئے -
اب ہم سنہ ۱۳۰ کا حال بیان کرتے ہیں جن میں تین مختلف نذرانے ہیں - جو علیحدہ علیحدہ
سالکھا سنہ ۱۲۰۰ سال سہالو سنہ ۱۱۶ اور سنہ ۱۲۸ اور سال ڈرکھی سنہ ۱۲۹۶ کے ...
باب میں یہ لکھا ہے کہ نرسنگ دیو کے منتری ہلا نے بیل گولا میں مندر بنوایا - دیگر کتبوں
میں بھی اس کا حال مندرج ہے -
شروع میں ہوسل راجاؤں کا بیان ہے - ان میں سے حسب ذیل بیانات قابل ذکر

کے بیٹے اور بلدیو کے پوتے بالا دیو نے پلاجبین سنیاسی نبکر دان گری کے تیرتہہ میں وفات پائی۔ اس کی ماں اور اس کی بہن نے اسکی یادگار میں بڑی سال بنائی۔ اور اس کے واسطے ایک تالاب اور زمین اپنے گرو پرسوچند کی معرفت عطا کی۔
یہہ بالا دیو ضرور ستلا دیوی کا چچا زاد بھائی ہوگا۔

اب ہم نمبر ۱۳۷ پر آتے ہیں۔ جو ایک مربع ستون کے چاروں طرف کہدا ہوا ہے اور اوس کو ککن نے بنایا تہا۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ ساکہا سمت ۱۰۶۸ سال گرو دتیا (۱۱۴۶ع) میں پرسوچندر نے وفات پائی پرسوچندر رالی ستلا دیوی اور اس کی ماں کا گرو تھا۔ اس کتبے کا پہلا حصہ مندرجہ بالا نمبر ۱۳۷ سے مطابق ہے۔ اور اوس میں میگہہ چندر تک گروؤں کا سلسلہ مندرج ہے۔ اوس کا ساتہی بالاچندر کا بیٹا سدہاکیرتی تھا۔ میگہہ چندر کا چیلہ پرسوچندر تھا۔ پرسوچندر کا ساتہی ورانندی تھا اور ورانندی میگہہ چندر کا بیٹا تہا۔ اس بات کا کچھ ذکر نہیں ہے کہ یہہ سمادہ کسنے بنائی۔

اب ہم نمبر ۱۳۸ کا ذکر کرتے ہیں۔ یہہ ایک مشہور کتبہ ہے جس پر ساکہا سمت ۱۰۸۸ سال ویرودہی (سنہ ۱۱۶۶ع) کی تاریخ ہے اس میں لکھا ہوا ہے کہ ہوسل راجہ نرسنگہ کے بہنڈاری اور سردادہی کاری ہلا نے بیل گول میں سہنڈاری بستی بنوائی جس کو اب عموماً بہنڈاری بستی کہتے ہیں۔

ہوسل راجاؤں کے ابتدائی بیان میں ایری انگا کا حال ہے۔ ایری انگا کا حال اور کسی جگہہ نہیں دیکہا۔ عموماً صرف اوس کا نام اور چند تعریفیں لکہی ہیں۔ اس کا بیان یوں لکہا ہے کہ اس نے مالوا کے حاکم کے شہر دہار کو جلایا۔ چولا راجہ لڑائی کے بہت مشتاق تھے۔ اسکے کیمپ میں خوف برپا کر دیا۔ چکر گوت کو ویران کیا۔ (یہہ نام وشنو وردہن کے ذکر میں پہلے آچکا ہے)۔ اس نے کلنکا کے راجہ کو شکست دی۔ ان بیانات سے بیشمار فتوحات اور حملوں سے مراد ہے جو ہوسل راجہ کی سلطنت کے قایم کرنیکی ابتدا میں کئے تہے۔ باقی بیانات کے واسطے۔ (دیکہو نمبر ۱۳۷)
اس کے بیٹے وشنو کا مفصل حال لکہا ہوا ہے کہ اس نے کئی جگہہ فتح پائی۔ ان میں بعض

کی کوٹھریوں کی ایک قطار ہے - اندر کی جانب ایک مربع چوک ہے اور اس کے چاروں
طرف مکانات ہیں - اس کی پشت پر کوٹھریاں ہیں - ان میں بیدیاں ہیں - اور اس
میں ترتھنکر کی بڑی مورتی ہے اور اس کے اوپر ایک کلس چڑھا ہوا ہے -
کتبہ نمبر ۱۱۵ اسکے بعد ہے - اگرچہ اس پر کوئی تاریخ نہیں ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ وہ
اس زمانہ سے متعلق ہے - وہ چٹان پر پتھر کے ڈھلان پہلو پر کندہ ہے - اور اس میں
سے اوس احاطہ میں رستہ جاتا ہے جو بڑی مورتی کے گرد بنا ہوا ہے - اور اس میں بھرت
اور باہوبلی یا گوتم سوامی کے مندروں کی تعمیر کا حال مندرج ہے - جو ڈھلان کے دامن
میں ہر طرف کو بنے ہوئے ہیں اور نیز اس میں اون بڑے بڑے زینوں کی تعمیر کا حال
ہے جو بھرت نے بنائے تھے - بھارت ماری یني دنڈنایک کا چھوٹا بھائی تھا - سندگری
کے ایک کتبے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس خاندان اور ہوسل خاندان کے درمیان پیار رشتہ
تھا - وشنو وردھن کی رانی نے سنہ ۱۰۳۹ء میں اپنی بہن کی شادی ماری میں سے کی تھی - اور
اس کو سندگری کا حاکم بنایا تھا - وشنو وردھن کے بڑے بھائی بلال نے ایک دن
ماری یني کی تین بیٹیوں کے ساتھ شادی کی - اور یہ وہ اور اوسکا بھائی بھارت وشنو
وردھن کے ماتحت اعلیٰ اعلیٰ عہدوں پر سرفراز تھے - اور کہتے ہیں کہ سنہ ۱۱۳۸ء میں
وہ جج - خزانچی اور بڑے بڑے مشیر کار تھے - بیل گول کے چند مکانات کے نام جنکا
ذکر اس کتبے میں ہے سمجھ میں نہیں آتے - اور نہ میں اسکی تشریح کر سکتا ہوں - علاوہ
ازیں اس نے ۸۰ نئی بستیاں گنگا وڈی میں بنوائیں - اور ۲۰۰ بستیوں کی مرمت
کرائی جو کھنڈر پڑے ہوئے تھے -
کتبہ نمبر ۵۲ میں لکھا ہوا ہے کہ بلدیو اور ماچی کبی کے بیٹے سنگی مایا نے ساکھا سمت ۱۰۶۱
سال سدا - تی سنہ ۱۱۳۹ء میں وفات پائی - کتبہ نمبر ۵۳ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ
وشنو وردھن کی رانی سنتلا دیوی کا چچا تھا - اوسکی لڑکی اور اسکی رانی پر بہت چند
کی چیلیاں تھیں - انہوں نے اسکی یادگار میں سمادھ بنائی -
کتبہ نمبر ۵۴ ایسا ہی ہے اور اس میں لکھا ہوا ہے کہ اسی سال ایک ماہ بعد ناگ دیو

میں ایک کتبہ سے یہ تحقیق ہوا ہے کہ بوپا گنگ راے اور ناگل دیوی کا بیٹا تہا - پس گنگ راجہ نے ۱۱۲۲ء میں اپنی رانی لچھمی کی وفات کے بعد دوسری شادی کی (دیکھو نمبر ۶۴)-
گنگ راجہ ساکھا سمت ۱۰۵۵ یا ۱۱۳۳ء میں مر گیا - اور بوپا نے دہرم سالہ ہل بید میں ایک مندر اس کی یادگار کے طور پر بنایا - پس نمبر ۶۶ سے ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ گنگ راجہ کے بیٹے بوپا نے چمنڈا راے بستی کی تعمیر ایک بڑے پیمانہ پر کرائی جو دراصل چمنڈا راے کے بیٹے نے تعمیر کرائی تہی - (دیکھو نمبر ۶۷) علاوہ ازیں اپنے اور اپنے پا یا زاد بہائی کے مشترک دادا ایچی راجہ کا نام قایم رکہنے کے واسطے اس نے اپنا نام ایچنا رکھا - ایچنا اسکے پہلے تایا زاد بھائی کا نام تھا - جو بڑی شاخ میں تھا اور اس وقت مر چکا تھا - اس کتبے پر کوئی تاریخ نہیں ہے - لیکن مذکورہ بالا بیانات سے وہ ۱۱۳۵ء سے متعلق ہے اس پہاڑی پر یہ بستی سب سے زیادہ خوبصورت بنی ہوئی ہے - وہ دو منزلہ ہے اور اس کے اوپر ایک برج ہے - اور بیرونی دیوار کے کنارے کے گرد بیشمار تصویریں ہیں - اور نقش و نگار کئے ہوے ہیں - بیرونی طرف سے وہ مستطیل ہے ۸۵ فٹ لمبا - ۲۷ فٹ چوڑا - بیرونی دیوار اور پشت پر اگرچہ اندر کی درمیانی جگہہ میں (یعنی تقریباً ½ ۱۲ فٹ) مٹی اور پتھر کوٹ کوٹ کر بہرا ہے چونکہ وہ اوپر کی منزل اور برج کی بنیاد تھی اسکو مضبوط بنایا تھا -
سرون بیل گول میں جین مندر کا نہایت ہی عمدہ نمونہ ہے - اور مرگسن صاحب اس سے بہت محفوظ ہوئے تہے چنانچہ مرگسن صاحب کی کتاب میں سے ذیل کا بیان بطور خلاصہ کے لکھتا ہوں - چندر گری پہاڑی کی پہلو پر پندرہ بستیاں بنی ہوئی ہیں - وہ سب ڈریوڈین طرز کی ہے اور مخروطی شکل کی ہیں - ان میں سے ہر ایک میں چھوٹی کوٹھریوں کے نشان بنے ہوئے ہیں - اور ان میں سکہر نہیں ہے - جو شمالی جینی مکانات میں عام ہے - اور اسکے سوائے باہر کی طرف شمالی جینی مندروں سے زیادہ منقش ہیں - شمالی مندروں کی بیرونی دیواریں بالکل صاف ہیں - جنوبی مندروں میں عموماً پلاستر بھرا رہتا ہے اور اوس میں نقش و نگار

گانو اور کچھ زمین دی - اور یہ عطیہ اس نے اپنے گرو پربھو چندر کی معرفت دیا -
پربھو چندر سنگھ چندر کا چیلہ تھا - جہانتک ہم کو معلوم ہے - وشنو وردہن اپنی رانی
سنتلا دیوی کے مرنے کے بعد دس برس یا کچھ زیادہ عرصہ تک زندہ رہا - اور یہ
ظاہر ہے کہ اس کے ہاں کوئی وارث تخت وتاج پیدا نہیں ہوا - اس وجہ سے راجہ
نے دوسری رانی کرنے کا ارادہ کیا - اور اسی وجہ سے سنتلا دیوی نے سوتی گندھ
ورن کا خطاب عطا کیا تھا - علاوہ ازیں ہری ہر میں ایک دوسرا کتبہ ہے اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ وشنو وردہن اور لکھما دیوی سے راجہ ہرسنگھ پیدا ہوا - اور بیل بید
کے کتبے سے واضح ہے کہ یہ ماجرا ۱۱۳۶ء میں ہوا - یا یہ تھو کہ سنتلا دیوی کی وفات
کے پانچ سال بعد - پس صاف ظاہر ہے کہ اس راجہ نے دوسری شادی کی تھی -
اب ہم کتبہ نمبر ۱۴۴ کو لیتے ہیں - اسپر کوئی تاریخ نہیں ہے - لیکن ظاہرا ۱۱۳۵ء سے
متعلق ہے - اس کا مدعا اس امر کا جتلانا ہے کہ لوپا دیو دنڈ نایک پسر گنگ راجہ نے
اپنے بھائی ایچی راجہ کی یادگار میں ایک سمادھ بنائی - اور ایچی راجہ دنڈ نایک کے مندر
کے واسطے زمین عطا کی - یہ کتبہ جن ناتھ پور میں ایک کھنڈر مندر کے دروازہ پاس بنا
ہوا ہے - لیکن معلوم ہوتا ہے کہ وہ جھنڈا راے کی بستی ہے چونکہ کتبے میں لکھا ہوا ہے
کہ وہ بیل گول میں واقع ہے اور اسپر نقش ونگار ہو رہا ہے اسی کتبہ میں یہ بھی لکھا ہوا
ہے کہ ہوسل نے چالوکیہ کی اطاعت قبول کی یہ کتبہ چالوکیہ نسل کے تری بھون مال کی
عہد حکومت سے متعلق ہے - جس نے ۱۰۷۶ء سے ۱۱۲۷ء تک حکومت کی -
اس کے بعد نمبر ۶۶ ہے - اس میں لکھا ہوا ہے کہ گنگ راجہ کے بیٹے ایچنا نے جھنڈا راے
بستی بنائی - ایک دوسرے اشلوک میں یہی بیان دوبارہ لکھا ہوا ہے اور اسی اشلوک
میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ ایچنا کا دوسرا نام بوپا تھا لیکن نمبر ۱۴۴ سے معلوم ہوتا ہے
کہ ایچا یا ایچی راجہ گنگ راجہ کے بڑے بھائی کا بیٹا اور اس بوپا کا تایا زاد بھائی - اگرچہ
ہندوؤں کے دستور کے موافق اس کو اپنا بڑا بھائی گنتا ہے - اور شجرہ نسب سے
اس امر کی تصدیق ہوتی ہے - کہ بوپا گنگ راجہ کا بڑا بیٹا تھا - علاوہ ازیں بیل بید

اسکی رانی سنتلا دیوی کا حال ہے - اور شروع میں یہ فقرہ دیا ہوا ہے - " اس کی
کنول جیسی چرنوں میں رہنے والا " یہ فقرہ ہمیشہ ماتحت کیلئے واسطے کام آتا ہے - چونکہ وہ
پٹ رانی تھی اسلئے معلوم ہوتا ہے کہ یہ الفاظ عاجزی کے طور پر لکھے گئے ہیں - اسکی
تعریف بہت کی ہے - مثلاً " سوتن رانیوں کے لئے ہاتھی " معلوم ہوتا ہے کہ
اسکے خاص معنی ہیں یعنی اس کا کوئی ہمسر نہ تھا - اس کے خاندان کا بھی حال دیا
ہوا ہے - اس کا باپ پیرگڈی مارا سنگہ تھا جو ایک شیو تھا - اسکی ماں ماچی کبی بلّی جینی
تھی - وہ خود جینی تھی اور اس کا خاوند راجہ وشنو وردھن ویشنو تھا - بات یہ معلوم
ہوتی ہے کہ جینڈرا دیو اس کا پیارا تھا اور وشنو اسکا دیو تھا - خود وہ - اس کے
خاوند - اسکے باپ اور اس کی ماں کے مذہب علیحدہ علیحدہ تھے -

کہتے ہیں کہ اس نے شوگنگ کے تیرتھ میں وفات پائی - شوگنگ ایک مشہور مخروطی
پہاڑی ہے - جو بنگلور سے شمال مشرق کی جانب ۳۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے
اس میں شو کے مندر اور شوالے ہیں - اور اس کی شکل سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ
بھی تیرتھ نہیں - کیونکہ لیسا کا ہونا ضروری تھا - اس رانی کی وفات کا کچھ حال نہیں
ہے - اور نہ یہ لکھا ہے کہ وہ اس وقت اس جگہ کیوں کر آئی - لیکن شاید اسکی موت
ناگہانی اور اچانک تھی - جیسا کہ وہ اپنے آپ سے ملنے جاتی تھی -

اس کے بعد اس کی وفات کا حال ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی بیٹی کی وفات کے
بعد سلیکھنا کر کے مر گیا - ماچی کبی صرف باقی رہی اور اس نے فوراً اپنی بیٹی کے مرنے پر
جان دینے کا ارادہ کیا - چنانچہ وہ بیلولہ میں واپس آ گئے - اور سنیاس کے نیم کر کے
ایک مہینے تک برت رکھا اور پھر دیولوک کو چلی گئی - اسطرح سلیکھن کرتے میں جو تیاری اور
سختیاں برداشت کیں - اسکے لئی اشلوک مندرج ہیں - اس کے بعد ماچی کبی اور
سنتلا دیوی کا شجرہ نسب دیا ہوا ہے - اور آخر میں چیز اس عطیہ کا ذکر ہے کہ سنتلا دیوی
نے اپنے لئے ایک بستی خیر ساکھا سمت ۱۰۴۵ سال سوبھاکرت سنہ ۱۱۲۳ء
میں جوتی کنڈ ہے ورن بستی کے واسطے جو اس نے بیلگولہ میں تعمیر کرائی تھی - ایک

چلتے تھے نالوں میں تبدیل ہو گئے۔ اس بیان سے ہمارا خیال (قدرتی طور پر) خود بخود
ہیل بید میں یعنی قدیم ہوسل راجاؤں کی راجدھانی کے شاندار اور منقش مندر کار اے ایشور
اور ہوسل ایشور کی طرف جاتا ہے۔ لیکن جب تک کہ وشنو وردھن نے راج دھرم کو بدلا
ہوسل پکے جینی ہو گئے تھے۔ اور کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ شہر کے مندر دنا دیتہ کی
عہد حکومت میں بنے ہوں۔ سوائے اس کے ہوسل ایشور دنیا دیتہ کے بزرگوں کی یادگار
ہے جو اس خاندان کا مورث تھا۔ مگر ان کے علاوہ ہیل بید میں دیگر بڑی بڑی جین
بستیاں ہیں اگرچہ ان پر نقش و نگار نہیں ہیں۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ کئی اور بستیاں
موجود تھیں جو بڑے تالاب کا پشتہ بنانے کی غرض سے ڈہا دی گئی تھیں۔

اس کے بعد ایری انگا کا ذکر ہے۔ اور اس سے زیادہ مشہور اس کا بیٹا بتی دیو یا وشنو
وردھن ہوا۔ بتی دیو کے القاب بیشمار تھے۔ ایک شخص یوں لکھتا ہے کہ وہ آئیدہ کی بات
بتلانے والا تھا۔ اس کو تلاکدو کا گرفتار کرنے والا بھی کہتے ہیں۔ اور کتبے میں لکھا ہوا ہے
کہ وہ پردمال کی سلطنت کو فروغ دینے میں کوشش کرنیوالا تھا۔ مگر یہ بات سمجھ
میں نہیں آتی۔ دیگر کتبوں میں اسکی تعریف اسطرح کی گئی ہے۔

چکر گوٹہ اور کوٹہ انبدل سردار کے ملک کے واسطے بت لی الٹی۔ منبوادی کا گرفتار
کرنیوالا۔ آدیم کے دل میں کھبنے والا۔ بانگی راے کی تجویزوں کو غارت کرنے والا
نرسنگہ ورما کو جڑ سے اکھاڑنے والا۔ منوگال کا پکڑنے والا۔ نیلگری کا اٹھانے والا
کونگا کے واسطے مانند مار کی۔ تری نیرو کا گرانے والا کویا ترو کے سر کو کچلنے والا
ہین جار و کو تخت سے اوتارنے والا۔ پانڈیہ کا تعقب کرنیوالا۔ اچاگی کا گرفتار کرنیوالا
بوم پوچا کا فتح کرنیوالا۔ سوامی مال کا پامال کرنے والا سگھاٹ کا ویران کرنے والا تلمود
کا کھینچنے والا۔ گوبند ادوی کا خوف۔ راے رائے پور کا لوٹنے والا۔

ان میں سے بعض بیانات دیگر کتبوں میں موجود ہیں۔ اور بعض نئے ہیں۔ اس نے
گنگا وری ۹۶۰۰۰ ہزار کو لوکی کندی (لکوندی واقع دیردار تک) اپنے حکم
کے تابع کیا تھا۔

کیوں سال سومیا ساکہا سمت ۱۰۱۵ یا سنہ ۱۱۲۹ء سے مطابق ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہوسل سیٹی ایک مشہور آدمی تھا۔ اس کو ہری پیرن اور چلا منکا راؤ بھی کہتے تھے۔ چلا منکا راۓ کا خطاب اس لئے ایک سوداگر کے لڑکے کو دیا تھا۔ جو اکو ملی میں جنگی کا ہتم تھا اور جس کو اس نے تبنی کر لیا تھا۔ اکوملی جس کو اب اسے ہہل کہتے ہیں ضلع کلادگی میں دریائے ل پرہا پر واقع ہے۔ زمانہ قدیم کے کتبوں میں اس کا ذکر کئی دفعہ آیا ہے۔ ملوتی کے مندر میں ساکہا سمت ۹۵۶ کا ایک مشہور چالوکیہ کتبہ ہے

سنگھت رماں کی کتابوں میں اس کا اکثر ذکر آیا ہے۔ ہوسل سیٹی کی وفات کا حال نہایت سیدھے سادے الفاظ میں دے رکھا ہے اور بہت اچھا ہے اسکی بیوی کے ایک لڑکا کچھ پوچھا ہوا۔ پوچھا کے مرنے کا ہی حال ہے اس کی بیوی کا پورو جنم کی تھی۔ شاید وہ لڑکا اوائل عمر میں مرگیا اور پس اوس کو تنبنا کرنے کی ضرورت ہوئی۔

اب ہم کتبہ نمبر ۲۴۰ پر آتے ہیں۔ اس پر کوئی تاریخ نہیں دی ہوئی ہے لیکن اس میں لکھا ہے کہ ہیرلنگ پوسل وشنو وردھن۔ بڑے منڈنا یک گنگ راجہ کے عہد میں چلا ونکا راؤ اور دیگر سوداگروں نے گومتیشور کی پوجا کے واسطے عطیہ عطا کئے۔

اگلا کتبہ نمبر ۵۳ بہت دلچسپ اور مشہور ہے۔ یہ ایک مربع ستون کے چاروں پہلوؤں پر کندہ ہے۔ اور اس میں لکھا ہوا ہے کہ ساکہا سمت ۱۰۵۳ سال ور ودہی کرت سنہ ۱۱۳۱ء میں شوگنگ کے مقام پر ہوسل راجہ وشنو وردھن کی رانی سنتلا دیوی نے وفات پائی اور یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ سنتلا دیوی کی ماں سلیکھنا کر کے مرگئی۔ اس کتبہ کا مضمون سولی مایا نے بنایا تھا جو چاروکیرتی دیوکا شاگرد تھا۔

شروع کے اشلوک میں پوسل یا ہوسل راجاؤں کا بیان ہے۔ کہتے ہیں کہ دنیا دیتہ کو تالاب۔ مندر۔ اور دیگر جینی مکانات بنانے کا بہت شوق تھا اس نے گنجان قصبے اور محلے بنائے۔ اس نے جین مت کا اتنے بڑے بڑے مندر بنوائے کہ اینٹوں کے واسطے جو گڑھے کھودے گئے تھے۔ وہ تالاب بن گئے۔ بڑے بڑے پہاڑ جن میں سے پتھر نکالے گئے تھے۔ وہ سطح زمین کے برابر ہموار ہوگئے۔ راستے جن میں چونے کے چھکڑے

نیند سے جگا دیا۔ اس بات سے اس نے کچھ رنج ظاہر نہ کیا اور تپسیا کئے گیا۔ بلکہ اس کو ایک کیڑا سمجھ کر آہستہ سے جھاڑ دیا اور دوسری طرف کروٹ بدل لی تاکہ وہ مرغی بچ کر نکل جاوے۔ اس کے بعد چندر کیرتی۔ کرم پرکیرتی۔ سری پال اور رتنی سنگھ کا حال ہے۔

پھر ہیم سین ہوا۔ جو راجہ کی سبھا میں داخل تھا۔ اس راجہ کا نام نہیں لکھا ہے۔ جو شخص اس کے ساتھ بحث کرتا تھا وہ اس کی بحث کو رد کرتا تھا پھر دیا پال ہوا۔ جو متی ساگر کا چیلہ تھا۔ اور وادی راجہ کا سدھرم تھا۔ وادی راجہ کے متعلق کئی نظم مختلف شاعروں کے اشلوکوں سے نقل کیے گئے ہیں لیکن کسی شاعر کا نام درج نہیں ہے۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ چالوکیہ مہاراجہ کے شہر میں (یعنی تیلا یا سیتارا ہے ہیں) لاثانی اور بے نظیر تھا۔ اسکے بعد سری وجیہ۔ کمل بھدر اور دیا پال کا ذکر ہے۔ اس کے بعد سنتا دیو کا ذکر ہے جو پسالہ خاندان کے دیودت کا گرو تھا۔ پس وہ سنہ ۱۱۲۰ء میں ہوا۔ یا ندبہ دلیش کے فاضل راجہ نے اس کو سوامی کا خطاب عطا کیا (شاید کہا یا سمبا نڈیہ ہوتا ہو زبان میں تھا یا نڈیہ مشہور ہے اور جو کسی وقت میں جینی ہو گیا تھا) اور شبد چتر الیہ کا خطاب اس کو راجہ اہوا مل یا چالوکیہ راجہ سومیشور یا تری لوکیہ مل کے دربار سے ملا ہوا تھا۔ راجہ سومیشور نے سنہ ۱۰۴۰ء سے ۱۰۶۹ء تک حکومت کی۔

اس کے بعد گن سین کا ذکر ہے جو مور و کے گرد و نواح کے ملک کا زیور تھا اور پھر اجیت سین کے چیلے شانتی ناتھ جس کو کوی تاکانت کہتے تھے اور پدم ناتھ تھے جس کو وادی کولاہل کہتے تھے۔ بعد میں کمار سین ہوا۔ اور سب کے آخر میں ملی سین مل دھاری ہوا جو اجیت سین کا چیلہ تھا اول اول اسکی استوتی کے کئے اشلوک ہیں۔ آخر میں دسویں اسر دو میں اسکی وفات کا حال مندرج ہے۔

اب نمبر ۶۸ شروع ہوتا ہے۔ یہ ایک ستون ہے جس کو چٹری گپی نے اپنے خاوند کی یادگار میں بنایا تھا چٹری گپی کا خاوند ایک سوداگر تھا اس کا نام ہوسل سیٹی تھا۔ ہوسل سیٹی نے سالکہا سمت ۱۱۳۵ سال سومیا میں وفات پائی اس تاریخ میں کچھ غلطی ہوئی ہے

کو اس سے منع کیا اور جو بودھ جینی نہیں ہوئے تھے وہ جلا وطن کر کے کانڈی ملک لنکا
میں بھیج دیے گئے۔ جہاں اب تک لاکھوں بودھ ہیں۔
ایک ہاتھی اتفاق سے گھس گیا تھا اوس نے بودھ مت کی کتابوں کو پیروں میں روندا
مگر جین مت کے شاستروں کو سر پہ اوٹھایا۔
اکلنک مہاراج ملکوں میں بودھوں کے ساتھ بحث کرتے پھرے۔ بودھ لوگ بہار
گیا کی طرف سے کانچی دیش میں تیسری صدی سن ع میں آئے تھے اور پانسو برس تک
بودھ دھرم کا وہاں خوب ڈنکا بجا۔ سمت ۸۵۵ ع کے قریب اکلنک دیو نے بحث کے
کے ذریعے بودھوں کا ناش کر کے سب جگہ جین مذہب پھیلایا۔ اکلنک دیو کو
بہت سی پودیاں ملی ہوتی تھیں۔ نیائے شاستر میں ان کو نہایت مہارت تھی۔ برہد تری
لگھو تری نیائے چولکا پرتیکشا کل مارتنڈ وغیرہ اونہوں نے بنائے اور راج بارتک
النکار بارہ ہزار اشلوکوں کی تت وارتھ سوتر کے ٹیکا اونہوں نے بنائے۔ اکلنک استوتر
وغیرہ بہت سے شاستر اونہوں نے بنائے ہیں۔
اس کے بعد شپ سین کا دوال چندر کا حال دیا ہوا ہے غیر مذہب والے اوس کی
ایک تحریر سے جو اوس نے اپنے گھر کے دروازہ پہ لکھ کر لگا دی تھی سخت ناراض
ہو گئے تھے۔ اس تحریر میں اوسنے شو۔ وشنو۔ بودھ کے پیرو کار۔ کپل
اور ... کی جہالت ظاہر کی تھی۔ اس کے بعد اندرنندی اور پروادی مال کا حال
ہے۔ ایک فقرہ لکھا ہے جس سے اس نام کی وجہ تسمیہ معلوم ہوتی ہے۔ اس کے
معنے ہیں مخالف بولنے والوں کا شکست دینے والا۔ یہ معنے راجہ کرشن کو سنائے
گئے تھے۔ کرشن راجہ راشٹرکوٹ یارت خاندان کا راجہ تھا۔ اسی نام کا ایک شخص
تھا جس کو اکال ورش کہتے تھے۔ جنے ساکھا سمت ۷۹۷ سے سمت ۸۳۳ (یعنی ۸۷۵ء
سے ۹۱۱ء) تک حکومت کی۔
اس کے بعد آریا دیو ہوا۔ وہ جین مت کا بہت پابند تھا۔ جب وہ تپسیا کر رہا
تھا تو شریر آدمیوں نے اسکے کانوں کو گھاس سے چھید ڈالا یا یہ کہو کہ اس کو گھری

سے پرشن ہوتے تھے اون سب کا جواب اور بدیدا کلنک دیو مہاراج کرتے رہے
مگر سوالات کسی طرح بند نہیں ہوئے ـ یہہ حالت دیکھ کر اکلنک دیو مہاراج کو بڑا تعجب ہوا
اور اونہوں نے کہا کہ سنگہ سری میرے سامنے ایک منٹ بحث نہیں کر سکتا تھا - وہ چھہ
ماہ سے برابر سوال کر رہا ہے یہہ کیا بہید ہے اوسی رات کو چکریشری دیوی نے اکلنک دیو سے
کہا کہ سنگہہ سری آپسے پرشن نہیں کرتا ہے - بلکہ اوس کی سدھ کی ہوئی تارا نام دیوی پردہ
کے اندر گھڑی میں بیٹھی ہوئی پرشن اور بحث کرتی ہے کل جب وہ آپسے سوال کرے
تو اسیہ سوال کو مکرر دریافت کرنا - تو وہ دوبارہ سوال نہیں کر سکیں گے - کیونکہ ایک
دفعہ کہے ہوئے بچن کو بولے اور پرشن کرنے کی اوس میں طاقت نہیں ہے وہ چپ
ہو جائیں گے اور آپکی جیت ہو جائیگی -
یہہ بہید معلوم کر کے اکلنک دیو نے صبح ہی راج سبہا میں بڑی زور سے راجہ اور
سبہا ... سے کہا کہ چھہ مہینے سے جو میں بحث کر رہا تھا اس سے میری مراد جینی شاستر
کی طاقت دکھلانے ... تھی آج میں بحث ختم کر دوں گا - یہہ کہکر پردہ کی طرف جب اوس
نے دیکھا تو پردہ سے فوراً سوال ہوا - اوس کو سنکر اکلنک دیو مہاراج نے کہا کہ
سوال پھر کرو - تارا دیوی سے بولا نہیں گیا اکلنک دیو نے پردہ کے اندر جاکر اس گھڑی
پر ایک لات ماری جس سے گھڑا ٹوٹ گیا اور تارا دیوی بہاگ گئے بعد میں اکلنک دیو نے سنگہہ
سے کہا - کہ بولتا کیوں نہیں سنگہہ سری نے راجہ کی بھری سبہا میں ہاتھ جوڑ کر کہا کہ مہاراج
میری کیا طاقت ہے جو آپسے بحث کر دوں چھہ مہینہ تک جو بحث ہوئی - وہ گھڑی کے
اندر بیٹھے ہوئی - تارا دیوی سے ساتھہ ہوئی ہے - یہہ سنکر تمام اودھ دہرم چھوڑ کر جینی ہوگئے
اور راجہ ہم سیتل بھی پکا جینی ہو گیا - اور جین رتھہ جاترا بڑی دہوم دھام سے ہوئی -
لیکھے مورخ یہہ بھی کہتے ہیں کہ یہہ بحث کانچی میں ہوئی تھی اور جینی اور بودھوں میں یہہ شرط
ٹھہری تھی کہ جو ہار جائے اوس کے تمام فرقہ والے کولہو میں پلوائے جائیں - بودھوں
نے اس بحث کے لئے بڑی بڑی طیاریاں کیں تھیں - اور جب جینی جیت گئے تو شرط کے
مطابق مہاراج ہیم سیتل نے کل بودھوں کو کولہو میں پلوانا چاہا - مگر اکلنک دیو نے راجہ

کھلا بھیجا کہ جب تک سنگ سری کو کوئی شخص بحث میں نہیں جیت لیگا - رتھ جاترا نہیں ہو سکیگی - یہہ سنکر مدم سُندری کو نہایت فکر ہوا اور وہ ہر ایک جین مندر میں ایسے پنڈت کے تلاش کئے - جو بودھ گرو کو جیت سکے - مگر اوس کو ایسا کوئی پنڈت نہیں ملا لاچار ہوکر اوس نے مندر میں آکھڑی لی کہ جبتک رتھ جاترا نہ ہولے تب تک میرا کھانا پینا تیاگ ہے اور مندر میں بیٹھکر مہا منتر کا جاپ کرنے لگے - اور دھیان میں بولیں ...

حکایت ... اوس سے کھا کہ ہے مدم سُندری فکر مت کر صبح ہی اس شہر کے قریب اکلنک دیو مہاراج ... اپنے چیلوں کے آوینگے اور تیرا کام مبدھ کرینگے یہہ سنکر رانی نے صبح ہی پوجن کیا اور اکلنک دیو کا پتہ لگانے کے لئے آدمی بھیجے - جو لوگ پورب کی طرف گئے تھے - اونہوں نے اکلنک دیو مہاراج کے درشن کئے - اور رانی کو اونکے آنے کی خبر دی - رانی اون کو شہر کے جین مندر میں لے آئی - اور رتھ جاترا کے اٹکانے کا کارن انسے بیان کیا - اونہوں نے اوسی دن مہاراج ہم سیتل کے سبھا میں سنگھہ سری بودھ گرو کو بحث میں جیت لیا - اور اوس کے غرور کو ڈھیلا کر دیا - مگر جت کے وقت بہت سے بودھ پنڈتوں نے - بٹ دھرمی سے کھا کہ ابھی بحث ختم نہیں ہوئی ہے کل پھر ہوگی اکلنک دیو نے بھی اس کو منظور کیا - سنگھہ سری بودھ گرو کو اکلنک کی لیاقت معلوم ہوگئی تھی - اور وہ اپنی ہار جانتا تھا - اس لئے اوس کو نہایت فکر ہوا - اور اوس نے تارا دیوی کی آرادھنا کی تارا دیوی آئی اور اوس نے کھا کہ میں پردہ کے اندر گھڑے میں بیٹھہ جاونگی - اور ہر ایک بحث کرنے والے کو جیت سکتی ہوں اگلے دن سنگھہ سری نے راج سبھا میں کہا کہ میں پردہ کے اندر بیٹھہ کر بحث کروں گا - یہہ کہکر پہلے سے طیار کئے ہوئے پردہ میں چلا گیا - اور دل ... کے گھڑے میں تارا دیوی کی استھاپنا کر دی - جب اکلنک دیو نے پرشن کرنے کو کھا - تب گھڑے میں سے تارا دیوی نے سنگھہ سری کی آواز میں طرح طرح کے سوال اور بحث مباحثہ کرنا شروع کیا اور یہہ بحث ۶ ماہ تک ہوتی رہی - مگر کسی کو ہار جیت نہیں ہوئی ہے جو جب پردہ

اکلنک دیو مہاراج

تھوڑی دیر کے بعد جب پہرہ تبدیل ہوا۔ تو وہاں پہرہ نہ ملے۔ اوسیوقت افسران کے پاس رپورٹ ہوئی۔ اور کوتوال نے چاروں طرف گھوڑوں کی ڈاک دوڑا دی اور حکم دیدیا کہ جب پکڑے جائیں تو فوراً قتل کر دئے جائیں۔ یہہ دونوں بھائی پکڑے جانے کے خوف سے پیچھے پھر کر دیکھتے جاتے تھے۔ جب اُفق کا وقت تھا اور تھوڑا سا اندھیرا تھا۔ تو گھوڑوں کے پاؤں کی آواز سنکر اور ڈر کر نکلنک نے کھا کہ بھائی اب دوڑ آتی ہے اب کیطرح نہیں بچیں گے۔ تو نہایت فاضل ہے اور جین مذہب کو بہت فائدہ پہونچا سکے گا۔ میری رائے ہیں تو تالاب میں غوطہ مارکر بیٹھ جا جہانتک ممکن ہوگا۔ میں بھی اپنے بچنے کی تدبیر کروں گا۔ یہہ سُنکر اکلنک دیو نے فوراً تالاب میں غوطہ لگایا اور کنول پتوں سے اپنا منہ ڈھنک کر تالاب میں بیٹھ گیا۔ اوس تالاب پر ایک دھوبی کا لڑکا کھڑا تھا۔ اوس نے یہ حال دیکھکر نکلنک سے خوف کی وجہ پوچھی تو نکلنک نے کھا کہ گھوڑوں پر دشمن کے سوار آتے ہیں۔ اور جو ملتا ہے اوسے قتل کر ڈالتے ہیں۔ اگر تجھہ کو جان بچانی ہے تو میرے ساتھہ بھاگ۔ اتفاق سے اوس لڑکے کی عمر اکلنک دیو سے ملتی تھی۔ نکلنک کے ساتھہ دھوبی کا لڑکا بھی بھاگ پڑا گھوڑے کے سواروں نے اونکو اکلنک نکلنک سمجھہ کر اون کے سر اوڑا دے اور چنڈال کو حکم دیا کہ انکو گاڑ دو صبح ہی کوتوال نے راجہ کو کل حال سنا دیا۔

اس آفت کے ٹلنے کے بعد اکلنک دیو مہاراج تالاب سے نکلے بہت ولیتوں میں دھرم اپدیش کرتے پھرے اور اپنے ولیت میں نہ گئے۔

پھرتے پھرتے کانچی ولیت میں پہونچے اور شہر کے قریب بن میں ٹھرے اوس شہر کے راجہ کا نام ہم ستیل تھا وہ راجہ بودھ دھرم کا پیرو تھا۔ مگر اوس کی پٹ رانی رام سُندری جین دھرم کی معتقد تھی۔ جس روز اکلنک دیو مہاراج اوس شہر کے قریب آئے۔ اوس دن پھاگن سدی اشٹمی کو اشٹاہیوں کا برت شروع تھا۔ اور مہارانی پدم سُندری پوجا میں مصروف تھی اور رتھہ جاترا کا سرانجام ہو رہا تہا۔ مگر راجہ کے بودھ گرو سنگھہ سری نے راجہ سے کھکر رتھہ جاترا کو رکوا دیا۔ اور مدم سندری سے مہاراج نے

اور سب طالب علموں کو حکم دیا کہ باری باری میرے سامنے اس پرتما کے اوپر سے لنگ جاؤ۔ تمام بودھ طالب علم بڑی خوشی کے ساتھ اوس پرتما کے اوپر سے چلے گئے۔ اکلنک دیو نے اپنی کپڑوں میں سے سوت کا ایک تار توڑ کر پوشیدہ طور پر پرتماجی پر ڈالدیا اور سمجھا کہ اب یہ پرتماجی کپڑے سے ڈھکے ہوئے ہیں۔ اور جھٹ پرتما کو اولنگ گئے۔ اس ہوشیاری کو چھوٹے بھائی نکلنک نے بھی تاڑ لیا۔ اور وہ بھی اوس پرتما پر سے نکل گیا۔ یہہ بات بودھ گورو یا اوس کی کسی چیلے کو معلوم نہیں ہوئی۔

ایک رات کے وقت جب سب طالب علم سوئے ہوئے تھے تو بودھ گرو نے ایک بڑی کانسی کی تھالی اوپر سے پھینکی جس سے بجلی گرنے کی سی خوفناک آواز ہوئی اور کل طالب علم ڈر کر بودھ دیو کا نام لینے لگے مگر اکلنک دیو اور نکلنک دیو کے منہ سے مہا نمسکار کا شبدھ اچارن ہوا جس سے بودھ گورو نے معلوم کر لیا کہ یہی دونوں جینی ہیں۔

اور اوس نے اون دونوں کو گرفتار کر کے راجہ کو خبر کر دی کہ یہہ شخص بودھ دہرم کے مخالف ہیں اور دھوکہ دیکر ہمارے دہرم پڑھنے کو آئے ہیں۔ راجہ بودھ دہرم کا معتقد تھا۔ اوس نے اوسی وقت حکم دیا کہ ان دونوں کو حفاظت سے حوالات میں رکھو اور صبح ہی ان کا سر کاٹ ڈالو۔ راجہ کے اہلکاروں نے بموجب حکم اون کو سخت پہرہ میں حوالات میں دیدیا۔ جب آدہی رات ہوئی۔ تو پہرہ دار سو گئے۔ اوس وقت نکلنک نے اکلنک دیو سے کہا صبح ہی ہم مارے جائیں گے۔ مجھے مرنے کا تو خوف نہیں مگر اس بات کا نہایت رنج ہے کہ جس کام کے لئے ہمنے نہایت محنت سے ودیا پڑہی تھی وہ کام ہم نہیں کر سکے۔ اور جن شاشن کا کچھ بھی اپکار نہیں کر سکے یہہ سنکر اکلنک دیو نے اوس کو تسلی دیکر کہا کہ کچھ خوف کی بات نہیں ہے میں نے منتر کے زور سے سب سور جہت کر دے۔ چھتری تانکر چہرہ چھپا کر یہاں سے نکل چلو چنانچہ دونوں نے ایسا ہی کیا۔ وہ دونوں بھائی وہاں سے نکل کر بھاگ گئے

ایسے بہت کم پنڈت تھے جو بودھ پنڈتوں سے مباحثہ میں جیت سکیں۔ اکثر راجہ بودھ
دھرم کے پیرو تھے۔ عام قاعدہ ہے کہ جو راجہ کا دھرم ہوتا ہے اکثر [illegible]
ہوتا ہے۔ اس لئے ہندوستان کے بہت سے حصے میں بودھ دھرم [illegible]
اوسکا ڈنکہ بج رہا تھا۔ اِن دونوں بھائیوں نے ارادہ کیا کہ [illegible]
شاستروں کو پڑھکر بودھ دھرم سے واقف ہو کر بودھ دھرم کے پنڈتوں کو شکست دیں۔
بودھ دھرم کی جہالت کو اوٹھا کر سناتن جین دھرم کا پرچار [illegible] دکھلائیں
ہندوستان میں جین مذہب پھیلاویں۔ تو ہمارا جنم سپھل ہے۔
یہ خیال کرکے دونوں بھائی بودھ پنڈتوں کا بھیس کرکے بودھ مت کا علم حاصل کرنے کیلئے
گیاجی میں سوگت درس بودھ گرو کے پاس پڑھنے گئے۔ بہت دنوں تک اون
کے پاس پڑھتے رہے۔ اکلنک دیوجی ایسے ذہن رسا تھے کہ مشکل سے مشکل مضمون
[illegible] دفعہ سننے سے دلمیں جمانے اور حفظ یاد کر لیتے تھے۔
نکلانک دو دفعہ سننے سے حفظ یاد کر لیتے تھے۔ یہ دونوں بھائی تھوڑے عرصہ
میں بڑے پنڈت ہو گئے۔ مسٹر ولسن صاحب کی رائے ہے کہ سوگت درس بودھ
گرو [illegible] میں رہتا تھا۔ مگر واقعات سے ثابت ہے کہ وہ گیاجی میں رہتا تھا۔ [illegible]
وہ گرو [illegible] شاستروں میں سے سپت بھنگی جین بانی کا [illegible]
تھی [illegible] اوس کا مطلب ٹھیک نہیں بیٹھتا تھا۔ [illegible]
[illegible] لیئے بودھ گرو باہر چلا گیا۔ اکلنک دیو نے اوس [illegible] کا غلط پاٹھ نہایت
ہوشیاری سے کہ برابر کے بیٹھے ہوئے طالب علموں کو بھی معلوم نہ ہوا درست [illegible]
جب کچھ دیر کے بعد بودھ گرو نے پستک کو دیکھا۔ تو اونہیں معلوم ہوا کہ کسی شخص
نے پاٹھ درست کیا ہے۔ اور وہ کوئی جینی ہے جو بودھ مذہب کے بہروپ میں
پاٹھ شالہ میں علم حاصل کرتا ہے۔ بودھ گرو نے بہت [illegible]
شخص جینی ہے۔ کئی کارروائی کی مگر اِن دونوں بھائیوں کی عقلمندی سے [illegible]
پتہ نہ چلا کہ کون طالب علم جینی ہے۔ ایکروز بودھ گرو نے ایک [illegible]

اور مدتبری کے سانہہ انجام دیتا تھا - پرشوتم نہایت ہی باقبال اور عقلمند وزیر تھا اور اپنے دہرم کرم میں نہایت ہوشیار تھا - اکلنک اور نکلنک اوسکے دو لڑکے پیدا ہوئے یہہ لڑکے نہایت ہونہار اور عقلمند تھے جب یہ لڑکے اٹھہ برس کے ہوگئے تو پرشوتم معہ اپنی بیوی اور لڑکوں کے پوترا اٹھائیوں کے اشٹمی کو جین مندر میں چترگپت من مہاراج کے پاس گئے - اور آٹہہ دن کا برہم چریہ برت لیا اور نندی شر دیپ کے اُتسو میں مشغول ہوگیا - اور پرشوتم نے اپنے لڑکے اکلنک اور نکلنک کو بہی آٹھہ دنکا منی مہاراج سے برہم چریہ برت دلوایا - آٹہہ دن بڑی انند سے پوجا پاٹ میں گذری -

- چند سال بعد اکلنک اور نکلنک دو نو بہائی شادی کے قابل جوان ہوئے پرشوتم اور اوس کی بیوی نے ایک دن لڑکوں سے شادی کا ذکر کیا مگر دو لڑکے اس بات کو سنکر متعجب ہوئے - چند یوم کے بعد موقع پاکر ان لڑکوں نے اپنے باپ پرشوتم سے کہا - کہ پتاجی ہم دونو کو تو اپنے من مہاراج سے برہم چریہ برت دلوا دیا تھا - اب ہماری شادی کا آپ کیوں انتظام کرتے ہیں پرشوتم نے کہا کہ تمکو اٹھہ دن کا برہم چریہ مذاق میں دلوا دیا تھا - یہہ سنکر اکلنک اور نکلنک دونوں بہائیوں نے کہا کہ دہرم کرنے اور برت لینے میں مذاق کیا اور جب ہم برہم چریہ لیچکے تو ہم مرنے تک پالیں گے - آپنے برہم چریہ دیتے وقت ہمسے یہہ تشریح نہیں کی تھی - کہ یہہ صرف اٹھہ دن کے لئے ہے - ہمنے تو مرنے تک کا برہم چریہ سوچ سمجہہ کر لیا تہا - اور ہم اس دنیا رنا پائدار میں دنیاوی خواہشات کی آرزو ہی نہیں رکھتے - نہ ہم مدہر وزہ زندگی میں عیش و عشرت کرنا چاہتے ہیں آپ ہماری شادی کا انتظام نکریں - اون کے باپ نے اون کی ایسی ہونہار باتیں سُنکر اون کی شادی کا ارادہ ترک لیا - اور بڑے بڑے فاضل پنڈتوں کو اپنے پاس رکھکر جین دہرم اور سنسکرت پراکرت بیاکرن وغیرہ اون کو بخوبی پڑہا دیا - تھوڑے دنوں میں یہہ دونو بھائی بڑے پنڈت ہوگئے - اسوقت ہندوستان میں بودہ دہرم ترقی پر تہا - اور یہی تقریبًا راج دہرم تھا

سنہ ۱۸۸۶ع کے نہون کا حال

اس پرتما کا نہون اکثر ہوتا رہتا ہے اور ۱۸۸۲ع میں کولہاپور کے بھٹارک نے تین[۳]
ہزار روپیہ خرچ کرکے نہون کرایا تھا - ۱۴ - مارچ گومٹ سوامی کے نہون کا دن
تھا بیس[۲۰] ہزار جاتری ہندوستان کے ہر ایک حصہ سے وہاں آکر جمع ہوگئے بنگالی
گجراتی - تامل وغیرہ قوم کے لوگ تھے - بعضے بعضے مہورت سے ایک مہینے پہلے آگئے تھے
اور نہون کے دن تک آتے رہے مہینے بھر تک گومٹ سوامی مہاراج کے چرنوں کی
اور بستی کے کل مندروں کی نہایت دہوم دھام سے پوجا ہوتی رہی - ۱۴ - مارچ
کے دن - دن نکلنے سے پہلے لوگ پہاڑی پر چلنے لگے تاکہ ایسی جگہہ جاکر بیٹھ جاویں
جہاں سے کل اَتسب دکھلائی دے - قیمتی قیمتی پوشاک پہنے ہزاروں خوبصورت
عورتیں اور لڑکیاں تہیں - دس بجے مندر کے صحن میں تل رکھنے کو جگہہ نہ رہی -
پرتما کے سامنے چالیس مربع فٹ میں زرد چاولوں کا مانڈلہ رچا گیا - اوس کے اوپر
ایک ہزار کلش جل سے بھرے ہوئے رکھے گئے اور کلشوں کے اوپر ناریل ڈھکے ہوئے
تھے - پرتما کے اوپر پاڑ بندھی ہوئی تھی جسکے اوپر چھولک اور سراوک ہاتھہ میں گھی
دودھ اور ایسی ایسی اور چیزوں کے کلش لئے کھڑے تھے - کولہاپور کے بھٹارک
کے اشارے پر یہ سب چیزیں پرتما کے اوپر چڑھائی گئیں - یہ اوّل نہون ہوا - اور
بڑا نہون اَتسب دو بجے دوپہر کے وقت ہوا - باجے بج رہے تھے ہزاروں کلش
ایک چشم زدن میں پرتما کے سنک پر ڈہالے گئے - اور منتر پڑھے جاتے رہے اور
جے جے کا شبد ہوتا رہا - آخری نہون میں پندرہ چیزیں - دودھ - دہی - جل
چندن وغیرہ سے نہون کیا گیا - اور ہزاروں روپے خیرات کئے گئے -

اکلنک دیو کا جیون چرتر

سنہ ۸۰۰ع کے قریب کہیٹ نام شہر میں شبھ تنگ راجہ تھا - اور اوس کا وزیر اعظم
پرشوتم تہا - پرشوتم کی بیوی کا نام پدماوتی تھا - پرسوتم راج کا کام نہایت عقلمندی

جنوب میں وفات پائی - اسکے بعد چنتا من منی ہوا - چوچنتا منی کتاب کا مصنف تھا ساکٹاین کی جین ویاکرن دگر یبرا اس نام کی تشریح ہے - ترجموں کے نوٹ میں ہی نام کی مشہور تامل زبان کی کتاب کا بیان ہے -

اس کے بعد سری وردہہ دیو کا حال ہے کہتے ہیں کہ وہ چوڑامنی نظم کا مصنف تہا لیکن سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مشہور سنسکرت شاعر ڈنڈی نے ایک بیت میں اس کی تعریف لکہی ہے - ڈنڈی چھٹی صدی میں ہوا - اس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سری وردھہ سوامی اسی زمانہ میں ہوا - یا اس سے پیشتر ہوا - اور مندرجہ بالا مصنف اوس سے پہلے ہوئے ہیں بہٹ اکلنک نے کرناٹک شبدانوساسن میں لکہا ہے کہ چوڑامنی ہیل کناڈا زبان کا نہایت ہی عمدہ نظم ہے - وہ تتوارتہہ سوتر کی ٹیکا ہے اور اس میں ۹۶ ہزار اشلوک ہیں - لیکن اسکے مصنف کا نام نہیں دیا ہے -

راجاولی کتہا میں اس کتاب کا ذکر ہے اور وہ تمبولراچاریہ سے منسوب ہے اوس میں ۸۴ ہزار اشلوک ہیں - بارہ ہزار اشلوک انڈکس میں ہیں - تمبولر کا پتہ نہیں لگتا - لیکن میرا خیال یہہ ہے کہ وہ میسور کی شمال مغرب میں تنگ بہدرا کے پاس ہے -

وال ہوس صاحب انڈین انٹی کویری جلد پنجم صفحہ ۳۶ میں کارکلا کی پرتما کا حسب ذیل حال لکھتے ہیں -

کارکلا کی پرتما ایک چار سو فٹ گول پہاڑی پر کھڑے جوگ براجمان ہے - یہہ بڑی پہاڑی کی مغربی ڈہلان پر جس میں جہاڑ جھنکاڑ اُگے ہوئے ہیں بنائی گئی تہی پہاڑی کی چوٹی اور اس جگہہ میں بہت غار اور اونچی نیچی جگہہ ہے پہاڑی کی سطح ہموار کی گئی تھی - اور اوس کے اوپر ہزار ہا ناریل اور ہزار دں من روئی بچھائی گئی تھی جب پرتما بن چکی تو پرتما کو بیش لوہے کی گاڑیوں میں جن کے حوالا دئے گئے تہے براجمان کیا گیا - اور کچھ دنوں میں ہزار ہا جینی اس پرتما کو نیچے سے پہاڑی پر لے گئے اور وہاں جاکر کھڑے جوگ براجمان کر دی جہاں اب تک براجمان ہے

میں تخت پر بیٹھا - ور دنت کا اتالیق مشہور بپھ جیہ پادھا - جو پانچویں صدی سے منسوب کیا جاتا ہے - اب اگر چھٹے راجہ نے ۴۲۵ء میں حکومت کرنی شروع کی - اور پہلے راجہ نے ۱۸۰ء میں اس خاندان کی بنیاد ڈالی - تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ پانچ راجاؤں نے ۲۴۷ برس حکومت کی یا یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہر ایک راجہ بحساب اوسط ۴۵ برس تک حکمران رہا - اگر چھ راجہ ہوئے تو اوسط ۳۹ سال کی ہوتی ہے - لیکن کہتے ہیں کہ پہلا راجہ ۱۵ سال تک حکمران رہا - اور چوتھے راجہ وشنوگوپال کی نسبت یہ کہتے ہیں کہ اس کی دماغی قوت مرتے وقت تک قائم رہی پس معلوم ہوتا ہے کہ وہ عرصہ دراز تک زندہ رہا - پس ۴۵ سال کے اوسط قرین قیاس ہے - اس سے وہ تاریخ غلط ہے - جس سے ہم اب واقف ہیں - پس کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ سمہا نندی دوسری صدی کے آخر میں کیوں نہ رکھا جاوے -

بانا راجاؤں کا ایک کتبہ ساکھا سمت ۲۶۱ مطابق ۳۳۹ء کا ہے - یہ بانا راجہ کے عہد حکومت کا ۳۲ سال تھا - اور اس کتبہ میں تین خاندانوں کا ذکر ہے اس سے ہم تیسری صدی کے آغاز میں پہونچ جاتے ہیں

اب ہم دیگر گرو کا ذکر کرتے ہیں جس سے ساسن دیوتا کی مدد سے جیہ ادہیا ایک کتاب بنائی - اور اس کا نام نواشبد واکیہ رکھا - اس کتاب سے بشرمنت والر بہت مشہور ہے - ہر ایک تنہکر کے ایک ساسن دیوی تھی - لیکن نہ معلوم اس سے کون شخص مراد ہے - اور نہ خود اس کتاب کا کچھ حال معلوم ہے اس کے بعد وجر نندی کا ذکر ہے جس نے نوستوتر بنایا - نوستوتر میں تمام جین مسئلہ درج ہیں - اسکے بعد پاتر کیسری کا ذکر ہے - جس نے تیرتھنکر پارسناتھ کی ساسن دیوی پدماوتی کی مدد سے تری لکشن کو نکما کر دیا - مگر اس کا کسی جگہہ پتا نہیں ملتا - یہی حال سوماتی دیو کا ہے جس کا ذکر آگے آئے گا - اور جس نے سوماتی سپت کام بنایا -

اس کے بعد کمار سین کا ذکر ہے جس نے شمال سے کوچ کیا اور ہندوستان کے

ایک صدمہ سے کاٹ ڈالا۔

معلوم ہوتا ہے کہ اگر سردن بیلگول کے کتبوں کے موافق سبھا نندی مہی پا کو سبھا نندی منی پا میں بدل دیں تو درست ہوگا۔ اور کوئی راجہ ایسا مشہور نہیں ہوا۔ اگر یہہ درست ہے تو نتیجہ یہہ نکلتا ہے کہ گنگ خاندان کا عروج کسی طرح پر سبھا نندی منی کی وجہ سے ہوا جس کی مدد سے اس کا چیلہ کونگنی ورما پتھر کے بڑے ستون کے کاٹ ڈالنے میں کامیاب ہوا جو کسی وجہ سے سلطنت کے دیوتا اور سلطنت کی بنیاد کا سد راہ تہا۔

اب یہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پتھر کے ستون کے کیا معنے ہیں۔ میرا خیال یہہ ہے کہ یہہ لفظ سل ستمبہ (پتھر کے ستون) کا بگاڑ ہے اور راجہ اشوک نے ان ستونوں کو سل ستمبہ لکھا ہے جن پر اوس نے اپنے فرمان کندہ کئے۔ کولار کے جنوب میں کوئی ستون نہیں ملتا۔ لیکن اس بات کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ وہاں کیوں نہیں ہیں۔ کیونکہ اشوک کی سلطنت جنوب میں لنکا تک تھی۔ جہاں پر اوس کا بیٹا خود لوده ست کا اوپدیشک بنکر گیا تہا۔ اسیوقت ایک اوپدیشک بناس اور میسور بہی گیا تہا۔

لیکن اگر ہم اس بات کو مان لیں تو یہہ بہی معلوم نہیں ہوتا کہ سلطنت کے قیام کا سد راہ یہہ ستون کیونکر ہوسکتا تھا اور اگر اس ستون کو کاٹ دیا جاتا تو اوس سے سلطنت کو فروغ ہو جاتا۔ بہر کیف اس سے یہہ مراد ہے کہ جینیوں نے کسی اور مذہب کو روکا۔

سبھا نندی کب ہوا۔ ظاہرا اسیوقت جبکہ کونگنی ورما ہوا۔ جو گنگ خاندان کا پہلا راجہ تھا۔ اس کا حال تامل زبان کی کتاب کونگا دیس کل سے ہمارے ہاتھ لگا ہے مسٹر ٹاسن صاحب یوں فرماتے ہیں کہ سبھا نندی ساکھا سمت ااا سال پر سودت ۱۸۸ ع میں تخت پر بیٹہا۔ اور ۵۱ سال تک حکمراں رہا۔ سبھا نندی کب ہوا

کتبوں سے اس تاریخ کی تصدیق ہوتی ہے۔ اس سلسلہ کا چھٹا یا ساتواں راجہ ۴۲۵ع میں تخت پر بیٹہا۔ اور اس امر سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ اوس کی ماں کدمب راجہ کرشن ورما کی بہن تہی۔ راجہ کرشن ورما اسی زمانہ میں ہوا۔ اس کا بیٹا دیو ونت ۴۷۵ع

تو اس سے قدرتی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مندرجہ ذیل بیانات کے مطابق اس کو پہلی یا دوسری صدی میں رکھنا چاہیئے۔ بیشک جین شاستروں کی رو سے وہ ساکھا سمت باسٹھ ۱۲۸ء میں ہوا ہے۔ سمنت بھدر کی کئی عجیب باتیں کتبہ نمبر ۱۰۵ میں بیان کی جاویں گی۔

پھر سبھا نندی کا ذکر ہے جس نے اس تلوار سے جو بھگوت ارہت نے اس کے واسطے محفوظ رکھ رکھی تھی۔ مہا پاپ کو کاٹ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ پھر اس نے وہ تلوار اپنے چیلے کو دیدی۔ اور اس نے اس تلوار کے ذریعہ اوس پتھر کے ستون کو کاٹ ڈالا جو پٹی کے مانند سلطنت کی دیوی کے سد راہ تھا۔

یہ عجیب عجیب باتیں ہیں۔ لیکن ان سے بڑا مطلب حاصل ہوتا ہے۔ اگر میں غلطی پر نہیں ہوں تو پتھر کے ستون کے کاٹنے سے مراد کونگنی درما سے ہے۔ جو گنگ نسل کا پہلا راجہ تھا ہر ایک گنگ کتبہ اس سے منسوب ہے۔ اور ہر جگہ یہی لکھا ہے کہ اپنی تلوار کے ایک صدمہ سے پتھر کے بڑے ستون کو کاٹ ڈالا اور بڑی شہرت حاصل کی۔ تعجب یہہ ہے کہ یہہ کام جو موجودہ کتبے میں سبھا نندی سے منسوب کیا جاتا ہے وہ بنا کتبے میں دونوں ماتوے منسوب کیا ہے۔ بنا کتبے کو ریونڈ۔ ٹی۔ فاکس صاحب نے شائع کیا تھا۔ مختلف بیانات پر نظر ڈالنے سے ذرا سا بھی شک باقی نہیں رہتا کہ سبھا نندی اور کونگنی درما میں کیا رشتہ تھا۔ جو غالباً سہو سے مسٹر فاکس صاحب کے کتبہ میں نہیں دکھلایا گیا۔

اس کا بانی بڑا امنی کنوا یا کدامنی کے لئے مشہور تھا۔ اور کا سیپا کے مشہور گھرانے میں پیدا ہوا تھا۔ راجہ سبھا نندی سے بھی ترقی کر گیا۔ پر مشورہ کرے کہ گنگ بنسی ناحوں کا سردار پہلے پہلے۔ کولالہ کا شہر کو اگر دولت کا مسکن بنا دیں تو بجا ہوگا اس شہر کولالہ میں ایک راجہ تھا۔ کنوا بنسی۔ گنگ نسل کا پہلا راجہ۔ کونگنی اس کا نام تھا۔ جو بانا ملک کی فتح کرنے کے واسطے پیدا ہوا تھا۔ وہ بچہ ہی سا تھا اور بڑے بڑے لڑکوں کے کھیل کھیلا کرتا تھا۔ اس نے ایک بڑا پتھر کا ستون اپنی لچکدار تلوار کے

مذہب بھارت (ہندوستان) میں پھیلایا۔ اور اس کے بعد سمنت بہدر کا حال ہے جس نے اپنے کلام کے جادو سے چندر پربھو کو بلایا۔ اس امر کی تشریح راجاولی کتھا میں یوں لکھی ہے کہ جسطرح پہلے پدم نندی یعنی کونڈاکنڈ اور پوجیہ پاد تتوارتھ میں شک کرکے بڑی کوشش سے مشرقی ودیہا یعنی ترہت یا بہار میں پہونچے اور ترہنکر اور ان کے کرتب کو دیکھکر تمام شکوک رفع کرکے واپس آئے تھے۔ اسی طرح سمنت بہدر سوامی ساسن دیوی کو سبھی کے شہر میں آئے۔ (لکوسبھی دریائے جمنا پر الہ آباد کے پاس ہے) اور اوس کو چندر گپت کی طلائی مورتی دکھلائی جس سے دنیا کو تعجب ہوتا تھا۔ اس نے آسان سنسکرت میں مختلف سدہانت اور چند قسم کے آگم شاستر کی تشریح لکھی ہے۔ سمنت بہدر کا ذکر

پہلی چرنی میں سمنت بہدر کی زندگی اور سفر کا مفصل اور دلچسپ بیان ہے۔ وہ یوں بیان کرتا ہے کہ اس نے پاٹلی پتر میں ڈہول بجایا اور لوگوں کو مباحثہ کے واسطے بلایا۔ پاٹلی پتر چندر گپت کی راجدہانی تھی۔ اس کو یونانیوں نے پالی سہوترا لکھا ہے اور اب اس کو پٹنہ کہتے ہیں اور یہ دریائے گنگ پر واقع ہے۔ پہر وہ مالوا۔ سندھ۔ ٹھکا واقع ملک پنجاب۔ اور کانچی واقع ملک کانچی ورم گیا۔ لیکن کوئی شخص اس کو ایسا نہ ملا۔ جو اس کے ساتھ بحث کرسکے۔ آخرکار وہ کرناٹکا یعنی کولاپور واقع ملک جنوبی مرہٹہ میں پہنچا۔ اور راجہ کو سخت سست کہا۔ راجہ کا نام نہیں لکھا ہے۔ اس کے دربار میں سے کوئی شخص اس سے بحث نکرسکا۔ راجاولی کتھا میں یوں لکھا ہے کہ کرناٹ کرناٹکا کے سامنے آیا۔ (یہہ بیان لفظ بہ لفظ ہے) اس کے بعد چند اشلوک ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کانچی۔ لمبوسا۔ دساپور اور بنارس میں گیا۔ بہیارآماین کی دفعہ ۷ ۔ ۲۵ لین لکھا ہے کہ دساپور اجین کے قریب تھا۔ جینیوں کی بڑی بڑی کتابیں جو پہل کناڈا حروف میں ہیں ان کے شروع میں سمنت بہدر۔ کوئی پہری شیٹی اور پوجیہ پاد کی تعریفیں ہیں۔ اگر فرض کریں کہ سمنت بہدر اس گروہ سے جس کا ذکر آئندہ ہوگا۔ کچھ عرصہ پہلے یا پیچھے ہوا۔

اور تری بھون مال اور بھوجابل بیرگنگ کا لقب اختیار کیا۔
اس کی رانی سنتلا دیوی تھی - جو مار اسنگھ اور ماچی کبی کی بڑی بیٹی تھی وہ سوتی گندھ
ورن کے نام سے بھی مشہور ہے - یعنی سوکھ رانیوں کے لیے مست ہاتھی - اس نے بیلگول
میں ایک بستی بسائی اور اوس کا نام سوتی گندھ ورن رکھا یہ خوفناک اور عجیب
نام اب تک چلا آتا ہے - اگرچہ یہ بستہ ایتور (صبر کا مالک) سے منسوب ہے دیکھو کتبہ
نمبر ۶۲ - اس نے وشنو وردھن کی اجازت سے مختلف زمین عطا کیں - یہ زمین
اوس نے اپنے گرو مہا چندر کی معرفت عطا کی تھیں - اور پربھو چندر کے چیلے
سہر کیرتی نے ۱۳۱۳ پیش کے برتن بنائے -
کتبہ نمبر ۶۲ شنلی تصویر کا ہے وہ سنسکرت نظم میں ہے اور اوس میں لکھا ہوا ہے
کہ پربھو چندر کی چیلی اور راجہ وشنولی رانی سنتلا دیوی نے مندر بنایا - اور شانت ناتھ
سوامی کی مورتی اس میں استھاپن کے یہ نرشنکر شاید اس واسطے پسند کیا تھا کہ اس
نرشنکر کا نام اسکے نام کے مانند تھا - ان نظموں میں سے ایک نظم سے اس کی دلکش
اور عمدہ صفات ظاہر ہوتی ہیں - یہ نظم مہدوان کی نظم میں نہایت ہی عمدہ خیال
کی جاتی ہے اس کے بعد کی تاریخ کا کتبہ نمبر ۵۹ اس تمام ذخیرے میں سے نہایت ہی
دلچسپ ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی عالم فاضل آدمی کا بنایا ہوا ہے
اس میں لکھا ہوا ہے کہ ساکہا سمت ۱۰۵۰ سال کا سنہ ۱۱۲۸ء میں شیں منی
نے وفات پائی - لیکن گرودں کے سلسلہ کا مفصل اور واضح طور پر بیان ہے -
وہ خود بھی اسی سلسلہ سے متعلق تھا - یہ تمام کتبہ سنسکرت نظم میں ہے - اور
اس میں کہیں کہیں چھپنی یا دیگر کتابوں سے نقل کی ہوئی تحریریں اس بات کی
ثبوت میں موجود ہیں - شروع میں وردھ مان سوامی اور اس کے چیلے گوتم سوامی
کی تعریف ہے اور سرت کیولی تک کی تعریف ہے بہدرباہو اور اس کے چیلے چندر گپت
کا خاص طور پر ذکر کیا ہے اسکے گرو کی صفات کی وجہ سے بن کے دیوتا اس نے
بڑی مدت تک اس کی پوجا کی - اس کے بعد کوندا کند کا ذکر ہے - اس نے بہت

تھا - کلا دہوت کا چیلا سمپورن چندر رہا - جو سورج جوتش اور چاند کے نجوم میں بہت ماہر تھا - اس کا چیلہ دم نندی تھا - اور اس کا بڑا بیٹا سر دہر تھا -

اس کے بعد چندر کیرتی اور اسکے چیلے دواکر نندی کا ذکر ہے اس کا چیلہ گنڈا دی مکھا ل دہاری تھا - مل دہاری کا چیلہ سبھا چندر - (دیکھو نمبر ۱۳۹) سبھا چندر کی وفات کا حال بڑے افسوس کے ساتھ کیا ہے - افسوس صد افسوس کہ مہاجنی سبھا چندر دیو سرگ باشی ہوگیا -

... اچھا لکھا ہوا ہے اور پربھو چندر کے چیلے مگیڈی مرای مایا نے ادس کا مضمون بنایا تھا - اس کو ورد ہمن آچاری نے کندہ کیا تھا - اس ورد ہمن نے چہہ سال پیشتر نمبر ۵۹ کندہ کیا تھا -

اب ہم نمبر ۵۶ کا ذکر کرتے ہیں جو اسی زمانہ کا ہے یعنی ساکھا سمت ۱۰۴۵ سال پربھاکرت (۱۱۲۳ء) - فی الحقیقت یہ کتبہ پہلے آ جانا چاہیے تھا - چونکہ یہہ لوروہ کے ... ماہ پیشتر جاری ہوا تھا - لیکن لنگ ایسے کی یادگاری کتبوں کو ایک جگہہ رکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے - موجودہ کتبہ بالکل مختلف ہے اس کا مضمون یہ ہے کہ وشنو وردہن کی رانی سنتلا دیوی نے ایک بستی بنائی اور ہوسل راجاؤں کا خاص ... ذکر ہے - اوّل میگھ چندر کے چیلے پربھو چندر کی تعریف ہے اور پھر یادو کل کا ... سے لگایا گیا ہے - پہر سلا اور شیر کی کہانی ہے - جس سے اس کا نام ... یا ہوسل ہوگیا - یہہ لقب اس خاندان کے تمام راجاؤں کا تھا - اس کے بعد ... کتبہ کا حال ہے - کہتے ہیں کہ دینادتیہ نے ملپاؤں یا پہاڑی سرداروں ... مغلوب کیا -

اس کا بیٹا ایری انگا تھا - جس کا بیٹا وشنو وردہن - وشنو وردہن کی فتوحات میں جلرگوتی - تلاکڈو - نیلگری - کونگو - ناگلی - کولالہ - تری پورو - کویا ترو لونگالی - اچانگی - نلیرو - پوم بچا - وندلا - سرجیک اور بلیا پٹن کا ذکر ہے اس نے ۹۶۰۰۰ گنگا ودی (میسور کے وسطی اور جنوبی حصہ) کو مغلوب کیا -

ہو گیا - اور کتبہ میں لکھا ہوا ہے کہ اس کی یادگار میں سمادھ بنائی گئی - آخر میں اس کے اوصاف خوبصورتی اور تقویٰ کی تعریف ہے کہتے ہیں کہ دنیا بھر میں کوئی عورت گنگ راجہ کی رانی کی برابری نہیں کر سکتی مگر اس مشہور جرنیل اور منتری کو خانگی جھگڑے بہت لگے ہوئے تھے - کیونکہ نمبر ۴۶ و ۴۷ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اوائل عمر میں اون کا اکلوتا بیٹا اور بیٹی مر گئیں - اور اس امر کی تصدیق یہہ ہے کہ کسی بچہ کا ذکر نہیں ہے ہندوں کے لئے ایسی ایسی دکھوں کا کوئی عوض نہیں ہو سکتا - یہہ بات بخوبی سمجھ میں آسکتی ہے کہ اس بات سے دونو خاوند اور بیوی کے دل میں مذہبی جوش و خیرات کی خواہش پیدا ہو گئی - گنگ راجہ کی اقبال مندی سب پر عیاں تہی - پس جیسا کہ ہم نے ابہی ذکر کیا ہے - بیوی نے اس بات کو تسلیم کر لیا کہ ان دکھوں کا باعث میں ہوں - اس دعورتا کے خاندان و حسب نسب کا کچہہ ذکر نہیں ہے -

اس کے بعد کتبہ نمبر ۴۴ ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ لکّوی کا گرو سبھاچندر تھا جو [illegible] سمت ۱۰۴۵ سال سوبہاکرت ۱۱۲۳ء میں مر گیا یہہ کتبہ ایک مربع ستون کے چاروں پہلوؤں پر کندہ ہے - یہہ ستون گنگ راجہ نے اس کی یادگار میں بنایا تہا - جو اوس کا چیلا تہا - آخر میں گنگ راجہ کی سالی اور لکّوی کی بہن سمی جکّانا اور اس کے چیلے کا ذکر ہے - ظاہرا وہ مذہب کی بڑی پابند تھی اور سب پرجون دیتی تھی -

اس کتبے کے آغاز میں سبھاچندر کے سلسلہ کا ذکر ہے اور اس میں بہت سے امور درج ہیں جو کتبہ نمبر ۴۴ سے اخذ کئے گئے ہیں - مہاویر سوامی اور گوتم سوامی کے بعد پدم نندی کا حال ہے - پدم نندی کا دوسرا نام کونڈاکنڈاچاریہ تھا اس کے بعد اما سواتی کا ذکر ہے جس کا دوسرا نام گردہر پنچا تہا - اس کے بعد اس کے چیلے بالک پنچا اور گنا نندی کا ذکر ہے گن نندی کے ۳۰ چیلے تھے - ان میں وہ بہت مشہور ہوئے - ان کا سردار دیو نندی تہا - اس کا چیلہ کلا دہوت نندی

کہتے ہیں کہ دیو کرنندی کی نسل کوندا کندا سے ملتی ہے - جو دیوندر کی مدد سے زمین سے ۴ انچ اوپر چلا کرتا تھا - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پورا جوگی تھا - (دیکھو نمبر ۱۰۵) دیوی کرنندی کا چیلہ مل دھاری دیو ہوا اور اس کا چیلہ سبھا چندر دیو تھا (دیکھو کتبہ نمبر ۱) کتبہ نمبر ۹ ۴ پر ساکھا سمت ۱۰۴۲ سال بکاری (۱۱۲۰ء کی) تاریخ ہے - اس میں دیوی کی وفات کا حال مندرج ہے - جو بوچی راجہ کی بہن اور سوداگر چمپد سیٹھی کی استری تھی - اس کی یادگار میں گنگ راجہ کی رانی لکشمی نے ایک ستون یا سل ستنبہ بنوایا تھا - (دیکھو نمبر ۴۷) - اس کتبہ کے بعض لفظ کتبہ نمبر ۴۶ سے ملتے ہیں - اور اگر قیاس درست ہے تو وہ یک گنگ راجہ کی بیٹی تھی اور لکلا لکلوسی یا لکشمی اس کی رانی تھی -

اس کے پیچھے کتبہ نمبر ۴۴ ہے - اس میں لکھا ہوا ہے کہ ساکھا سمت ۱۰۴۳ سال سرودری ۱۱۲۱ء میں گنگ راجہ کی ماں بوچی کبی نے وفات پائی - اور اس کی یادگار میں کتبہ بنائی گئی -

کتبہ نمبر ۴۵ کے مانند اس کتبے کے بھی شروع میں اس کے خاوند آچیا کے شجرہ نسب اور جین کی عبادت کا ذکر ہے - اس کے بعد بوچیکی کی صفات اور خیرات کا ذکر ہے - اوس نے بلگولا اور دیگر مقدس مقامات میں بہت سے جینالیہ بنائے - اور بہت سے دان پن کئے -

آخر کار گرہست چھوڑ کر رشی بن گئے اور سلیکہنا کر کے موجودہ زندگی کی تکلیفوں کو جیت کر سرگ لوک کو چلے گئے -

اس کے پیچھے گنگ راجہ کی تعریف مع القاب و خطاب مندرج ہے - اون میں اس کو ہوسل راجہ وشنو وردہن کی تخت نشینی کو پاک کرنیکا برتن کہا ہے - اس کا مطلب آگے لکھا جاوے گا -

اس سے اگلا کتبہ نمبر ۴۸ ہے جو ایک سال بعد کا ہے یعنی ساکھا سمت ۱۰۴۴ سال پلاوا (۱۱۲۲ء کا) ایک سال پیشتر گنگ راجہ کی ماں مر گئی تھی - اب اس کی بیوی کا انتقال

اس کتبہ میں ایک اشلوک ہے جو کوی جلہ لکھا ہوا ہے اس کے معنے یہ ہیں کہ گنگ راجہ لے گنگا وادی کی تمام بستیوں کی مرمت کرائی اور گومٹ دیو کے اردگرد احاطہ با جگہ بناتے۔ اس نے گنگا وادی سے تامل لوگوں کو نکال دیا اور بسیر گنگ یعنی وشنو وردہن سوامی کی کھڑی مورتی بنوائی۔ (تفصیل کے واسطے دیکھو نمبر (۹۰)) گنگ راجہ اپنے آپ کو گنگ بنس کے پہلے راجاؤں سے صدہا گنا زیادہ قسمت والا کہتا ہے۔ پچھلا حوالہ اوس گنگ کی طرف ہے جو گنگ بنسی راجاؤں میں آخیر تھا۔ اس نے بہرحال سنہ ۱۰۲۱ء سے سنہ ۱۰۶۴ء تک حکومت کی۔ اس کی راجدہانی پر چولا خاندان نے قبضہ کر لیا۔ اور گنگ بنس کا خاتمہ ہوا۔ اب ابھی ذکر کریں گے کہ موجودہ گنگ راجہ لے چولا خاندان کے قبضہ سے اپنے بزرگوں کی راجدہانی کو چھوڑا لیا۔

کتبہ نمبر ۵۹ اور نمبر ۵۸ میں ایک ہی بیان ہے۔ اور کتبہ نمبر ۵۹ میں چند مشہور باتیں اور دی ہوئی ہیں۔ اوس سے عطیہ کی تاریخ ساکھاسنت ۱۰۳۹ سال ہیوا لمبنے (سنہ ۱۱۱۷ء) ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کہ گنگ راجہ نے ہر طرف قصبے اور جین مندر بنوائے اس میں اس کی شہرت اور تعریف یوں لکھی ہے کہ اوسنے سب رشی کی شہرت کو ماند کر دیا۔ جس کی خاطر دریا گودا وری چپ چاپ کھڑی ہوگئی اب دریائے کاویری نے طغیانی پر آکر گنگ راجہ کو گھیر لیا اور اوس کے چرنوں کو چھوا۔ مردوامور کی تشریح کرنے کے لئے ہمارے پاس کچھ مصالح نہیں ہے۔

گنگ راجہ نے اس بستی کے واسطے جو اس کی ماں نے بنوائی تھی پرام کا گاؤں نذر کیا اس کے باپ ایچی راجہ نے اس کو منظور کیا۔ گاؤں کی حدود دی ہوئی لکھی ہیں۔ اس کتبہ کو وردہمن اچاری نے کندہ کیا ہے۔

کتبہ نمبر ۱۳۹ پر ساکھاسنت ۱۰۴۱ سال ولمبی (سنہ ۱۱۱۹ء) کی تاریخ ہے۔ اسی کتبے میں لکھا ہوا کہ ماں پچی کنتی ارجکا بن کر مر گئی۔ اس نے دیو کرن نندی سے دکشا لی تھی۔ جسکے لئے اس نے ایک سمادھ بنوائی تھی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ دیو کرن نندی اس سے پہلے مرا ہوگا۔ ہم نہیں تبلا سکتے کہ وہ کون تھی۔

گرگیا ہے - اور اب سادہ طرز پر بنادیا ہے - اور پہلی عمارت کے منقش ستونوں کی جگہہ جلے کی ٹکڑے وہاں ادھر اودھر پڑے ہوئے ہیں - سادہ اَن گھڑ پتھر لگا دئے ہیں اور ایک پردہ کی دیوار سامنے بنی ہوئی ہے - کہ اندر کا حال کچھ معلوم نہ ہو -

کتبہ نمبر ۴۳ سنسکرت اشلوک میں ہے - اور اوس میں گنگ راجہ کی رانی لکھشمی کی تعریف ہے - جس نے مندر بنوایا - یہہ چندر گپت بستی کے شمال مشرق میں اس بستی سے اور ساسن بستی سے جو اس کے خاندان نے بنوائی تھی - کچھہ فاصلہ پر واقع ہے - اور شمال رویہ ہے - یہہ بھی سادہ عمارت ہے اور اس کو ارے ڈوگتی بستی کہتے ہیں - چونکہ اس میں دروازوں کے ہر طرف ایک اونچا چبوترہ ہے غالبًا یہہ دوسری بستی سے پہلے بنایا گیا ہوگا - لیکن کتبہ نمبر ۵۹ میں پہلے اس بستی کا ذکر ہے - جس کو ماں نے بنایا تہا - اور پھر اس بستی کا ہے جس کو بیوی نے بنایا تہا - لیں ، میں لے بھی یہی ترتیب قایم رکہی ہے -

کتبہ نمبر ۴۵ اس واقعہ کے لحاظ سے جو اس میں مندرج ہے بڑے کام کا ہے - اس کی تاریخ سنہ ۱۱۱۷ع ہے (دیکہو نمبر ۵۹) اس کے بنانے کا مدعا یہہ ہے کہ وشنو وردہن سوامی کے منتری گنگ راجہ نے ان بستیوں کے لئے جو اوس کی ماں اور بیوی نے بنائی تہیں - پرام کا گانو وقف کیا - اس وقف کی کیفیت اوس میں درج کی جاوے -

گنگ راجہ کی نسل کا پتہ مارا سے لگتا ہے جس کی بیوی ماک نبی تھی - ان کا بیٹا ایچا ہو جو کونڈنیہ گوتر کا برہمن تھا - وہ پکا جینی بن گیا - اس کی بیوی پوچی کبہی تہی یہہ گنگ راجہ کے بزرگ تہے -

نہایت پُر جوش الفاظ میں یہ لکہا ہوا ہے - کہ چالوکیہ مہاراجہ تری بہون مال پرمادی دیو یعنی بکرماجیت نے سنہ ۱۰۷۶ع سے سنہ ۱۱۲۷ع تک حکومت کی - بکرماجیت کی فوج کننے گال میں بارہ باجگزار رئیسوں کے زیر کمان خیمہ ڈالے پڑے تہے - گنگ راجہ نے پرام کا گانو مانگا تاکہ اس کو مذکورہ صدر بستی کے نذر کردے -

کہ وہ دراصل ایک برہمن تھا - اور پیچھے جینی ہو گیا - بدہ متر اس کا برہمنی نام تھا اور جین مت اختیار کرنے پر اوس نے اپنا نام اچاریہ رکھا - ساسن بستی جس کا ذکر اوپر بیان کیا گیا ہے اس ساسن یا کتبے نمبر ۵۹ سے جو اس کے دروازہ پر کھڑا ہے ساسن بستی کہلاتی ہے - یہ ایک سادہ عمارت ہے اور چندر گپت کی بستی کے عین پیچھے واقع ہے اس کے بیچ میں ایک تنگ راستہ ہے اور شرق رویہ ہے کتبہ نمبر ۶۴ بڑے کناڈا حروف میں ہیں - اس میں لکھا ہوا ہے کہ سبھا چندر کے چیلے گنگ رائے نے اپنی ماں پوچی کے لئے یہ مندر بنوایا تھا - جب ہم کتبے نمبر ۵۹ و ۴۴ و ۶۳ و ۴۸ پر نظر ڈالتے ہیں - تو اغلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسی وقت تعمیر ہوا ہے - باہر کی طرف سے مندر بالکل سادہ ہے لیکن کچھ ایک لمبا ہے - لیکن چونکہ اس میں سامنے کے رُخ صرف ایک ہی دروازہ ہے اور اس کے آگے ایک بڑا پٹا ہوا دروازہ ہے اس وجہ سے اس میں روشنی نہیں جاتی - اور اسی وجہ سے اوس کو کتل بستی یعنی اندھیر مندر کہتے ہیں - اس کا نام پدماوتی بستی بھی ہے - غالباً پدماوت نے اس کو ازسر نو بنایا تھا - اور اصلی مورتی کو اوپر کی منزل پہ اٹھا کر لے گئے - تاکہ اس کی جگہ ایک اور پرتما تھاپن کی جاوے - جس کا ذکر نمبر ۲۷ میں ہے -

یہ مندر چندر گپت بستی کے مغرب میں واقع ہے - لیکن زیادہ تر جنوب کی طرف ہے پس اس کتبہ کا آغاز اور دوسرے کتبہ کا انجام ایک جگہ ہے - اس میں کچھ شک نہیں کہ اس میں چندر رائے کی بستی کے مانند ایک چھوٹا سا گنبد تھا - لیکن اب کوئی برج موجود نہیں ہے - اگرچہ نقشہ میں یہ برج دکھلایا ہے - وہ منڈپ میں تھا - اس کے کچھ عرصہ بعد ایک لمبا اور بڑا ستون دار کمرہ اس بستی اور چندر گپت بستی کے سامنے مربع جگہ میں اس طرح بنایا ہوا ہے کہ دونوں بستیوں کا دروازہ اسی کمرہ میں تھا - چندر گپت بستی کا دروازہ اوتر کی طرف ہے - اور چندر رائے بستی کا دروازہ پچھم کی طرف ہے - باہر کی طرف پتھر کا ایک زینہ شمالی مشرقی حصہ گوشہ پر کمرہ کی چھت تک لگا ہوا ہے - کہتے ہیں کہ رانیاں بڑے تہواروں پر تماشہ دیکھنے کے لئے یہاں جمع ہوا کرتی تھیں - یہ کمرہ اب

کیونکہ جب وہ بنائی گئی تہیں - جین مت ترقی پر تہا اور راج دہرم تھا - لیکن جب
راما نوج اچاریہ ایلفارمنر نے ہوسل راجہ بتی دیو کو اسی سال ویشنو بنا لیا تو جینیوں کے
ساتہہ اسکی سخت عداوت ہوگئی - جینی اتنے زبردست ہوگئے تہے کہ بالکل الگ نہیں کئے
جا سکتے تہے - کہتے ہیں کہ رامانوجی چیری نے مورتیوں کو کہنڈن کرنا شروع کیا -
تاکہ وہ پوجے کے لائق نرہیں بائیں ہاتہہ کی انگلی جو اندازہ سے چہوٹی تھی - اس کو الگ
کر دیا ہے اسکی جگہہ پوری انگلی لگا دی ہے - رامانوج آچاری کے وشنو دہرم اختیار
کرنے کی وجہ سے یہہ معلوم ہوتی ہے کہ راجہ کے جینی گروں نے آپکے ساتہہ کھانا کھانے سے
انکار کیا تھا کیونکہ راجہ کی ایک انگلی جاتی رہی تہی -

اس کے بعد کتبہ نمبر ۶۳ و ۶۴ و ۶۵ ہیں - ان میں یہہ لکہا ہوا ہے کہ چہوٹی پہاڑی پر تین بستیاں
اور تعمیر کرائی گئیں - یہہ ہر ایک مندر میں بڑی مورتی کے پاے پر علیحدہ علیحدہ کندہ ہیں
لیکن نمبر (۶۴) اوپر کی منزل میں مورتی پر ہے - نمبر ۶۵ سے معلوم ہوتا ہے کہ اودے
سور بستی جو اب ساسن بستی کے نام سے مشہور ہے گنگ راجہ نے تعمیر کری تہی -
نمبر ۶۴ سے معلوم ہوتا ہے کہ تیسری اودے سور بستی موسوم بہ ایرے دو بیٹے اسکی
بیوی نے بنوائی تہی - ان تینوں پر کوئی تاریخ نہیں ہے - ۱۱۱۶ء کے بنے ہوئے
ہیں - کیونکہ نمبر ۵۹ جسکی تاریخ ۱۱۱۷ء ہے ساسن بستی کے دروازہ پر ہے - اور اس
میں لکہا ہوا ہے کہ گنگ راجہ نے ان بستیوں کے لئے عطیہ دینا منظور کیا - جو اس کی
ماں اور بیوی نے تعمیر کرائی تہیں - اس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ تینوں بستیوں میں سے
ساسن بستی سب سے پچھلی بستی ہے - لیکن جس جگہہ وہ بنی ہوئی ہیں اس سے معلوم
ہوتا ہے کہ وہ سب سے پہلی بستی ہے - مگر وہ قریب قریب ایکہی وقت میں بنائی
گئی ہوں گی -

کتبہ نمبر ۶۵ سنسکرت اشلوک میں ہے - اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گنگ راجہ کا گرو
سبہا چندر تہا - اس کا باپ بدہ متر تہا - اور اس کی ماں پوچیکا تہی -
نمبر ۴۵ اور دیگر کتبوں میں بدہ متر کا نام ایچا ایچی راجہ لکہا ہے لیکن کتبے نمبر ۵۹ سے ظاہر ہے

کرتے تھے۔ اس بات کا کہنا مشکل ہے کہ یہہ کون تھا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ۱۰۲۳ء میں سنہد و سنگدیپ کے تخت پہ بیٹھا۔ اس کا دار الخلافہ انورادہاپور تھا۔ ہندوستان پر حملہ ہونے کے سبب اس نے ۱۰۳۲ء میں تخت چھوڑ دیا۔ ۱۰۵۹ء میں چولاؤں نے اوس کو گرفتار کر لیا اور قید کر کے لے گئے اور اوس ٹاپو پر ایک چولا نائب السلطنت مقرر کیا۔ قدیم سلطنت بجے باہو کے قبضہ میں آئی اور بجے باہو نے چولاؤں کو بڑی مشکل سے بارہ برس کے اندر وہاں سے نکال دیا۔

بجے باہو کا سدہرم اور گوپ نندی کا چیلہ منتری بتھی ہوا۔ اس کو اسوجہ سے تری تتھی کہتے تھے کہ وہ تین تھی بھوجن کھایا کرتا تھا۔ اسکے سدہرم گولا کے تین نام اور ہیں یعنی مل دہاری۔ ہیم چندر اور گنڈ ومکت۔ اس کا سدہرم سبھا کیرتی ہوا۔ سبھا کیرتی کا سدہرم میگہہ چندر جو میگہہ نندی کا بیٹا (چیلا) تھا۔ اگر اس فقرہ کا صحیح ترجمہ ہوا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ ابہے چندر کا نام اسکے ایک بیٹی تھی۔ لیکن اس کا اور کچھہ ذکر نہیں ہے۔ اوس کا سدہرم کلیان کیرتی تھا۔ جو ساکہنی بہوت کے آتارنے کی طاقت رکھتا تھا۔ اور جنتر منتر میں طاق تھا اس کا سدہرم بال چندر تھا جو ظاہرا ساگر خاندان کی نسل سے تھا۔ اس کی ودیا کا حال لکھا ہے اور کتبہ میں مذکورہ صدر گروؤں کے نام درج ہیں۔

اب ہم گنگ راجہ کے کتبوں کا ذکر کرتے ہیں۔ ان میں سے اول نمبرہ ۷۵ اور ۷۶ کی آخری سطریں ہیں۔ جو جین مہاراشٹری اور ہیل کناڈا حروف میں ہیں۔ اور اون کا مطلب یہہ ہے کہ گومتیشور کی بڑی پرتما کے گرد احاطہ بنوایا۔

یہہ کتبے مورتی کے ہر دو طرف ہیں اور چنڈرائے کے کتبوں کے عین نیچے ہیں۔ اور اسی قسم کے ہیں۔ اون کی تاریخ مندرجہ بالا وجوہات سے ۱۱۱۶ء مقرر کی گئی ہے۔ ارد گرد کے کنگورے کی دیوار اور دیگر عمارتوں سے وہ خوبصورتی اور رونق جاتی رہی ہے۔ جو اوس وقت تھی جبکہ پہاڑی کی چوٹی پر یہہ مورتی اکیلی اور برہنہ کھڑی تھی۔ لیکن حفاظت کے لئے دیواروں کا بنوانا ضروری سمجھا گیا۔

ویدانت وغیرہ بلحاظ دنیا ۔ جان اور روح کے ممکن ہے کہ بعض صورتوں میں
ان مسائل میں سے ہر ایک مسئلہ سچ ہو یا بعض صورتوں میں سچ نہ ہو ۔ اس لئے اس پر
پورا بھروسہ ہو سکتا ہے ۔ اور نہ اون سے مخالفت ہو سکتی ہے ۔

مہا بیر سوامی اور کونڈا کند سوامی کی تعریف کے بعد (دیکھو نمبر (۴۰) سے نوٹ)
یہہ لکھا ہوا ہے ۔ کہ دیونندر مول سنگ اور دیسیک گن میں پیدا ہوا تھا ۔ اور جینندر کہہ
دیو اوس کا چیلہ تھا ۔ اس نے چاروں دشاہیں آٹھ آٹھ روز یعنی ایک ماہ تک برت
رکھ کر یہہ نام حاصل کیا تھا ۔

اس کے نہ ۸ شاگرد تھے ۔ جن میں سے وکر گنج میں گوپ نندی مشہور ہوا ۔ اور
اس نے وہ کام کیا جس کو دیگر اشخاص نے ناممکن خیال کیا تھا ۔ یعنی اوس نے
جین دہرم کو جو کچھہ عرصہ سے ترقی پذیر نہ تھا وہ فروغ اور رونق دی جو گنگ راجہ
کے زمانہ میں کبھی اس کو حاصل تھا گوپ نندی کا ساتھی پربھو چندر تھا جسکے چرنوں
کو سیوا دہارا کا راجہ بہوج کیا کرتا تھا ۔ اس فاضل اجل شاستری نے سنہ ۱۰۰۰ع
سے سنہ ۱۰۵۵ع تک حکومت کی اور پربھو چندر کا دہرم کے کاموں میں ہم عصر دامانندی
ہوا ۔ جو وشیو بہٹ کی دلیلوں کو رد کرتا ہے معلوم نہیں کہ وشیو بہٹ کون تھا ۔
دامانندی کا سدہرم ل دہاری تھا ۔ جس کا نام گن چندر بہی تھا جو بظاہر بالی پور
میں ستی کے مندر میں رہتا تھا ۔ سانی پور یا بلگامی مراد ہے جو سموگا کے ضلع میں
تھا ۔ اوس کا سدہرم میگہہ نندی تھا ۔ جو سنادباد میں ماہر تھا ۔ اس کا سدہرم
جین چندر تھا ۔ جو جینندر گرامر کے علم میں مانند بوجیہ پاد اور منطق میں اکلنک اور
شاعری میں بہاروی کے ثانی تھا ۔ اس کا سدہرم دیونندر ہوا ۔ جس کو بانکے پور
ضلع دہاروار کا منی لکھا ہے ۔ اس کا سدہرم ورسو چندر تھا ۔ جو سیاد واد اور
منطق میں بڑا مشاق تھا ۔ اور جو چالوکیہ کنگ میں بال سرسوتی کے نام سے مشہور
ہوا ۔ اس کا بہائی اور سدہرم یاساکیرتی ہوا ۔ جس نے سیادواد کی تشریح کی
اور بودھوں کو مغلوب کیا ۔ سیمبہل اور سنگدیپ کے راجہ اس کے چرنوں کی سیوا

اس کا چیلا سوامی سوم دیو تھا - جو سکل اندو یا سکل چندر ہوا - اس کا چیلا میگھہ چندر اور
میگھہ چندر کا چیلہ پربھو چندر ہوا -

پھر اس کے بعد میگھہ چندر کی تعریفیں ہیں - اس کی وفات کا حال ہے - اور یہہ بھی لکھا ہے کہ گنگ راجہ کی رانی نے اپنے گرو پربھو چندر کی کہنے سے سمادھہ بنائی -

آخر میں ایک اشلوک ہے جس میں گنگ راجہ کی بڑی تعریف لکھی ہے کہ اوس نے ۹۶۰۰۰ گنگا ددی میں جینی مندروں کی مرمت کی اور ایک اشلوک لکھشمی متی کی فیاضی کے بارہ میں بھی درج ہے -

اس کے بعد کتبہ نمبر ۵۵ ہے اسپر کوئی تاریخ نہیں ہے - اس کتبہ میں بال چندر گرو تک گرووں کا سلسلہ دے رکھا ہے - بال چندر میگھہ چندر کا ہم عصر تھا اور ۱۱۱۵ء میں مرگیا دیکھو نمبر ۴۷ یہہ کتبہ اوس زمانہ کا ہے - اور اوس میں نہایت ہی دلچسپ واقعات ہیں -

یہہ نہایت ہی پرانا کتبہ ہے اور اوسکے شروع میں سیادواد کی استوتی کی اشلوک ہیں اور یہہ استوتی ہر ایک جین شاسن کے شروع میں ہے - اس استوتی کے بارہ میں مسٹر ولس صاحب یوں فرماتے ہیں کہ یہہ نہایت ہی عمدہ اور نہایت ہی مفید ہے اور مباحثہ کی کتابوں میں جین مت وادی سپت بھنگی مشہور ہے - اس کے معنے ہیں سات مسئلوں کے بحث کرنے والے یا رد کرنے والے - یا یہہ کھولکہ سات متضاد مسئلوں کا رضامند کرنے والے - اور وسواسی طبیعت کے رکھنے والے - جس سے دوسرے لقب سیادواد (ممکن باتوں کو بیان کرنیوالا) کی تصدیق ہوتی ہے - وہ سات مسئلہ ذیل میں درج ہیں -

(۱) چیز ہے - (۲) - چیز نہیں ہے - (۳) ہے اور نہیں ہے - (۴) اس کی تعریف نہیں ہوسکتی (۵) وہ ہے لیکن اس کی تعریف نہیں ہوسکتی - (۶) وہ نہیں ہے اور اوسکی تعریف نہیں ہوسکتی - (۷) وہ ہے اور نہیں ہے اور اسکی تعریف نہیں ہوسکتی -

ان سات باتوں سے مختلف درشنوں کے مختلف مسئلہ ظاہر ہوتے ہیں - مثلاً سانکھہ

زبان میں ہے - اور اس کی انشا بہت اچھی ہے -
اگرچہ اوس کا کچھہ ذکر تو نہیں ہے مگر کتبہ نمبر ۸۴ و ۹۴ کے ساتھہ مقابلہ کرنے سے تحقیق ہوتا ہے کہ للکلا اور لکشمی ایک ہی تھے - اور کربوجی راجہ گنگ راجہ کا بیٹا تھا تعجب یہہ ہے کہ گنگ راجہ کا کچھہ ذکر نہیں ہے - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا بیٹا اوائل عمری میں مرگیا تھا - اور اس سخت صدمہ کو گنگ راجکار وزرا فرزدن اقبالنندی کے ذکر میں لکھنا مناسب نہ سمجھا ہو گا - کہتے ہیں کہ اسکی رانی اس لڑکے پر بہت نازاں تھی اور اوس کا خیال ہے کہ یہہ تمام مصیبت میری وجہ سے ہوئی ہے کتبہ نمبر ۴۷ پر ساکھا سمت ۱۰۳۷ اسال منتہ (۱۱۱۵ ء) کی تاریخ ہے - اس میں لکھا ہوا ہے کہ لکشمی متی ڈنڈنایک کیتی نے جو ہرسل راجہ دشنوردہن کے منتری گنگ راجہ کی استری تھی - میگھہ چندر تری دید دیو کی یادگار میں ایک سمادھہ بنائی - یہہ کتبہ ایک مربع پتھر کے ستون کے چاروں پہلوؤں پر کندہ ہے قریب قریب یہہ تمام نظم میں ہے تھوڑا سا سنسکرت میں ہے اور تھوڑا سا ہل کنا ڑی احروف میں پر گیڈ ہسا ؤ راجہ نے اس کو بنایا تھا -
اگلے حصہ میں نندی گن کے مشہور گروؤں کے سلسلہ کا بیان ہے - جو بہا بیر سوامی کے چیلے تھے اور گوتم کی نسل میں تھے - پہلے پہل پدم نندی کا بیان ہے جس کو کوند کند اچاریہ بتایا ہے اس کے پیچھے اما سوامی کا حال ہے - جس کو گردہر پچھا سی کہتے ہیں اور جو اپنے زمانہ میں فاضل اجل حبیں تھا - اس کا چیلا بالک پنچہا ہوا - بالک پنچہا کا چیلا گنا نندی گنا نندی کے ۳۰۰ چیلے تھے - جن میں سے ۷ بہت مشہور ہوئے - ان میں سے بڑا دیو نندر ہوا - جس کا چیلا کل دھوت نندی ہوا - کل دھوت نندی کا چیلہ مدن شنکر اور مدن شنکر کا چیلہ بیرا نندی تھا -
کہتے ہیں کہ راجہ گولا دیو - راجہ نتن چندر کے خاندان میں تھا - راجہ گولا دیو نے کسی نہ کسی وجہ سے بیرا نندی سے دکشا لی - اور گولاچاریہ بن گیا - اس کا چیلا تر کال یوگی تھا اور تر کال یوگی کا چیلا ابہے نندی جو بحث کرنے میں پری شاہ وغیرہ پر غالب آیا -

عین وسط میں مندر کے صحن کے انتہائی شمال میں شرق رویہ واقع ہے - لیکن وہ اس زمانہ کا بنا ہوا معلوم نہیں ہوتا - کیونکہ نمبر ۶۶ سے جو نیچے مندر کی مورتی پر کندہ ہے ظاہر ہوتا ہے کہ اس موجودہ عمارت کو گنگ راجہ کے بیٹے نے تعمیر کیا تھا جو تقریبًا ۱۴۰ برس بعد ہوا - مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو پہلے یہہ صرف ایک مسطح تھا اور اس کے اوپر مورتی تھی - اور موجودہ عمارت اس کے اردگرد بنائی گئی تھی یا یہہ بات ہے کہ وہ مورتی جو اوپر کی منزل میں ہے دراصل نیچے کی منزل پر تھی - اور مندر کے دوبارہ بنانے کے وقت یا اس میں ایزادی کرانے کے وقت وہ اوپر لے جائی گئی ہے - تاکہ گنگ کا بیٹا اپنی مورتی استھاپن کرے - اس کے بعد بلحاظ تاریخی ترتیب کے کتبہ نمبر ۱۱۹ آتا ہے - جو ناگری حروف میں چٹانی کتبہ ہے - صرف اسی کتبہ پر بکرمی سمت کی تاریخ ہے - اور ۱۰۶۲ء کا ہے لیکن کانشٹا سنگ نام کے سوائے کچھہ نہیں پڑھا جاتا - اس سنگ کا کسی دیگر کتبہ میں ذکر نہیں ہے یہاں دو اور پہاڑی کتبے نمبر ۳ و ۲۶ موجود ہیں - جنکی تاریخ معلوم نہیں اور اُن اشخاص کا بھی کچھہ حال معلوم نہیں جنکا نام اوس میں دیا ہوا ہے -

کتبہ نمبر ۱۷ بھدر باہو کے گُفا کے پاس چٹان پر واقع ہے - اور ناگری حروف میں ہے اور قریب قریب گھس گیا ہے - اس میں لکھا ہوا ہے کہ جین چندر بھدر باہو کے چرنوں کی پوجا کیا کرتا تھا - ممکن ہے کہ یہہ وہ جین چندر ہو جس کو کتبہ نمبر ۵۵ میں میگھہ چندر کے باپ میگھہ نندی کا سدھرمی یا ساتھی لکھا ہے میگھہ چندر بموجب تحریر کتبہ نمبر ۴۷ سنہ ۱۱۱۵ء میں مر گیا - اس لئے موجودہ کتبے کی تاریخ سنہ ۱۰۹۰ء نکلی ہے اس کے بعد ہم کتبہ نمبر ۳۶ کا ذکر کرتے ہیں جس سالکا سمت ۱۰۳۴ سال دھیا (سنہ ۱۱۱۲ء) کی تاریخ ہے - اس میں لکھا ہے - کہ گنگ راجہ کی رانی لکھشمی نے بوچنا یا بوچی راجہ کی یادگار میں ایک ستون یا سل ستمبھ بنوایا -

بوچنا ڈنڈنایک کتی للکلا دتی کا بیٹا اور سبھا چندر سدہانت دیو کا چیلا تھا - اور اس نے اپنی زندگی جینی اعتقاد کے بموجب بسر کی - یہہ کتبہ زیادہ تر نظم میں ہے اور کنا ڈا

نو در اجہ کے مار ڈالنے سے سمر پراسو رہا اصہ پرتی پکش رکشس کا خطاب - جنگو بہٹ بیر
کے قلعہ کو توڑ کر بہٹ ماری کا لقب - بہادرانہ صفت رکہنے سے گن دم کا مر کا خطاب
اپنی نیکی اور فیاضی وغیرہ کے سبب سمیک رتناکر کا خطاب - غیروں کی دولت اور
بیوی کے لالچ نہ کرنے سے سوجا بہرن اور مذاق میں بہی کبہی جہوٹ نہ بولنے سے
ست یودہشٹر - بہادروں کا سردار ہونے سے سو بہٹ چوڑامنی کا خطاب حاصل
کیا - اپنی کتاب میں اوس نے اپنے آپ کو کوئی جن سکہر یعنی شاعروں کا
سردار لکہا ہے -
اکثر باتوں کا ہم کو تپہ نہیں لگتا - لیکن یہ تعجب ہے کہ اسقدر مشہور کارنامے نمایاں
میں ایک ہی مذہبی کام کا ذکر نہیں ہے سکوئی بڑا مذہبی کام ایسے شخص کو ضرور کرنا چاہئے
تھا - جسکو اتنی بڑی مورتی کی پوجا کرانیکا خیال تھا - باوجودیکہ اس میں اول سے
آخر تک لڑائی اور خونریزی کے سوائے کچہہ اور نہیں ہے - مگر کتبہ نمبر ۱۹ میں چمنڈرائے
گنگ راجہ اور ہلا کا ذکر ہے - چمنڈرائے وغیرہ کا ہم ابہی اور ذکر کرینگے چمنڈرائے
جین مت کا بڑا حامی تھا -
اگر کوئی شخص یہہ سوال کرے کہ سروَن بیل گول میں جین مت کے بڑے حامی کون تہے
تو جواب دیا جاویگا کہ اول راجہ رچل کا منتری رائے - اسکے بعد دشنو کا منتری گنگ
اور اوسکے بعد راجہ نرسنگہ دیو کا منتری ہل تہے - انکے علاوہ اگر کوئی اور شخص
حامی ہونے کا دعویٰ کرتا تو اونکا بہی ذکر کیا جاتا -
اب ہم کتبوں پر پہر نظر ڈالتے ہیں - اور اول کتبہ نمبر ۶ کا حال بیان کرتے ہیں - جو
چمنڈرائے بستی کی اوپر کی منزل میں مورتی کے دامن کے قریب کندہ ہے وہ
ہیل کنا ڈی احروف میں ہے - اور اس میں لکہا ہوا ہے کہ مندر کو منتری چمنڈ کے
بیٹے نے طبوایا تہا - اور وہ اجیت سین سنی کا گرہستی چیلا تہا - معلوم ہوتا ہے کہ وہ
دراصل چمنڈرائے کی یادگار میں بنایا گیا ہوگا - اسپر کوئی تاریخ نہیں ہے لیکن
وہ ۹۹۵ء کا ہے - یہہ مندر بلحاظ طرز وسعت اور آرائش کے نہایت ہی عمدہ ہے -

اب ہم چندر رائے اور اسکی مہمات کا کچھ حال بیان کرتے ہیں جسقدر ہم کو معلوم ہے- چندر رائے نے یہ سورتی بنوائی- کتبہ نمبر ۱۰۹ میں اس نے اپنا حال لکھا ہے اور اگر یہ کتبہ بالکل ہر ہم دیو ستون پر ہے خراب نہ ہوتا- تو ہم کو بڑی پرتما کی تعمیر کی اصلی تاریخ اور اس کے بنوانے کا ٹھیک مقصد معلوم ہوجاتا- لیکن افسوس کہ ہیگنڈ لکیہ نے اپنے حالات کی ۱/۲ ۲ سطریں کندہ کرانے کے لئے چینڈا رائے کے اصل کتبہ کے تینوں پہلوؤں کو بالکل صاف کرا دیا- صرف ایک پہلو چھوڑ دیا جس کا بیان کتبہ نمبر ۱۰۹ میں ہے- اس باقی ماندہ پہلو سے معلوم ہوتا ہے کہ چنڈ رائے برہم کہشتر بنس میں ہوتا ہے- اور اندر راجہ کے حکم سے پاتال ل کے چھوٹے بھائی وجول دیو کو فتح کیا- اور راجہ جگدے کیبر کے سامنے اسکی فوج کو بھگا دیا- جگدے کیبر نے نولب راجہ اور راجہ رانا سانگا کی لڑائیوں میں اس کی تعریف کی ہے کہ وہ سخت سے سخت لڑائی لڑنے کو طیار تھا- چلا ڈونگ گنگ نے گنگ سلطنت کو زبردستی چھین لینے کا ارادہ کیا مگر چمندرائے نے اس کی کوشش کو چلنے نہ دیا-

یہی واقعات چنڈ رائے پُران میں درج ہیں- چمنڈ رائے پُران کے پہلے باب میں لکھا ہوا ہے کہ اُس کا سوامی گنگ کل چوڑامنی جگدے کیبر- نولب کلنٹک دیو تھا- اور وہ برہم کہشتر بنس میں پیدا ہوا تھا- آخری باب میں یہ لکھا ہوا ہے کہ وہ اجیت سین کا چیلا تھا- اور وہ کرت جگ میں شنمکہ- تریتا میں رام دواپر میں گنڈدی اور کلجگ میں بیر ترنڈ ہوا- اسکے مختلف القاب کی اصلیت یہ ہے- کہ جنگ کھیڈگ میں وجول دیو کو شکست دینے سے سمر ڈہرندہر کا خطاب ملا- جنگ نولب میں گبور کے میدان میں بہادری دکھاکر بیر ترنڈ کا خطاب حاصل کیا- اچانگی کے قلعہ میں لڑائی کرنے سے رانا رنگ سنگ کا خطاب اور بگ پور کے قلعے میں تری بھوں وغیرہ کے قتل کرنے اور گوبند کو دخل دلانے سے بیر کل کال ڈنڈ کا خطاب- اور راجہ کام کے قلعہ میں راجہ وغیرہ کے شکست دینے سے بھوج بکرم کا خطاب- نفرت کرنے کے باعث اپنے چھوٹے بھائی ناگ ورم کے مار ڈالنے سے چلا ڈنک کا خطاب- گنگ بھٹ

دوسری طرف بنائی گئی تہی - اگر یہ بات سچ ہے تو اسکو موجودہ جگہہ پر لانا بڑی دانائی کا کام ہے اسمی انکی فن انجنیری کی واقفیت ظاہر ہوتی ہے مورتی کے جنوب میں ایک کتبہ ہے جس سے اس کی تاریخ معلوم ہوتی ہے - اور یہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ یہہ باہوبلی کی مورتی ہے - جس کو اندر راجہ نے جو چندر رائے کی نسل سے تھا بیلگولہ کے گرو چارو کیرتی منی کی صلاح سے ساکھا سمت ۱۵۲۵ سال شو بھاکرت (۱۶۰۳ء) میں تعمیر کرائی تہی - کہتے ہیں کہ اندر راجہ رائے کمبر کا داماد تھا - اور پنڈریک مہا دیوی کا بیٹا تھا - اور باہوبلی بہرت کا چھوٹا بھائی تھا -

ان مورتیوں کے متعلق (جینو ٹیوں) اس دیمک کی بہاڑی کا بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے جن میں سے سانپ نکلتے ہیں - یہہ دیمک کی بہاڑیاں مورتی کے پانوں کے گرد ہیں - اور اس بیل کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے جو دونوں ٹانگوں اور بازو کے گرد لپٹی ہوئی ہے - تینوں مورتیوں کا یہی حال ہے اور اس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ سوامی جی لولین ہو کر تپنشیا میں معروف تھے اور دیمک کی پہاڑیاں انکے گرد بن گئیں اور پودے اگ آئے مگر سوامی جی نے مطلق اس بات کی پروا نکی اور برابر تپنشیا کرتے رہے -

لیکن باہوبلی کی روایتی داستانوں میں یہہ لکہا ہوا ہے کہ اپنے سوتیلے بھائی بہرت کی عظمت کی تسلیم کرنے سے انکار کر کے وہ کسی غیر راجہ کی سلطنت میں ایسی جگہہ کی تلاش میں پہرتا رہا - کہ جہاں بیٹھکر وہ تپنشیا کرے - لیکن جہاں کہیں وہ گیا اس کو بہرت کی ہی سلطنت دکھائی دی - کیونکہ بھرت تمام سرزمین کا مالک تھا - اس حالت میں دہنیتر یعنی دیوتا ناگ بنکر حاضر ہوا اور اپنا سر باہوبلی کے سامنے کر دیا اور کہا کہ اس پر بیٹھہ کر تپنشیا کرے - اس سے باہوبلی کا بہرم جاتا رہا اور اوس نے خیال کیا کہ زمین پر ہزاروں بھرت جیسے ہو گئے ہیں اور بہرم جانے پر اونکو کیول گیان ہو گیا - چونکہ یہ اوّل اوّل موکش گئے تھے اور اونھوں نے بڑی سخت ریاضت کی تھی اس لئے جینی انکی پرتما بناکر پوجتے ہیں -

ڈاکٹر برنل صاحب نے کرکلا کی پرتما کا حال یوں لکھا ہے کہ یہہ ایک پہاڑی کی چوٹی پر ہے اور اونچی چمکدار گول پہاڑ پر واقع ہے۔ اور کئی میل کے فاصلہ سے دکھائی دیتی ہے وہ پتھر جس میں سے وہ تراشی گئی ہے ظاہرا پہاڑی کی جنوبی ڈھلان پر سے لیا گیا ہے اور چونکہ مورتی ۴۱ فیٹ ۵ انچ اونچی ہے۔ اور وزن میں تقریباً ۸۰ ٹن ہے یعنی ۲۲۴۰ من ہے تو یہہ کہا جا سکتا ہے کہ اونچائی میں تو یہہ مصر کی مورتوں کے برابر ہے کتبہ کی تاریخ اسکے دائیں پانوں کے قریب کندہ ہے اور زبان سنسکرت اور ہیل کناڈا حروف میں ہے اور گھس جانے کی وجہ سے صاف طور پر نہیں پڑھی جاتی ہے۔

بیراندر کے بیٹے بیر پانڈیہ بین چندر بنی نے بھاگن سدی دوادشی بدھ وار کو سال بروہی کرت ساکھا سمت ۱۳۵۳ میں باہوبلی کی جینیک مورتی کی پرتشٹا کی۔

کتبہ کے شروع میں جو اشلوک ہیں اون سے صاف ظاہر ہے کہ بیر پانڈیہ گرو للت کیرتی کی صلاح سے اس مورتی کی پرتشٹا ہوئی تھی۔ اسپر ۱۴۳۲ء کی تاریخ ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بیر پانڈیہ ودیانگر کا ایک باجگزار جینی رئیس تھا۔ جو گھاٹ سے اوپر ایکہری میں رہتا تھا لیکن اوس کے جانشین پکے لنگیت مہادیو کے پجاری تھے۔ اور اونہوں نے جنوبی کنارا میں جینیوں کے زوال میں بہت مدد دی تھی۔

مسٹر وال ہوس صاحب نے ینور کی مورتی کا یہہ حال لکھا ہے کہ یہہ مورتی دوسری مورتیوں کے مانند پہاڑی پر نہیں ہے بلکہ دریائے گرپہ کے جنوبی کنارہ پر ایک اونچے چبوترے پر واقع ہے۔ یہہ چبوترہ دریا کی تہہ سے پچاس فیٹ اونچا ہے۔ یہہ مورتی دیگر مورتیوں سے تمام ضروری باتوں میں ملتی جلتی ہے۔ لیکن اس میں نرالا پن یہہ ہے کہ اسکا چہرہ ہنس مکھ ہے۔ لیکن مجھکو اس کی وجہ معلوم نہیں ہوئی۔ ینور کی مورتی کا منہ کرکلا کی مورتی کے مانند کدریمکھ پہاڑی کی ڈھلان پر پورب کی جانب ہے کدریمکھ پہاڑ مغربی گھاٹ کا سب سے اونچا حصہ ہے۔ اونچائی میں یہ پہاڑ چھ ہزار فٹ سے زیادہ ہے۔ اور ساحل سے تقریباً بارہ میل لمبا ہے۔ وہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ جہاں یہہ مورتی ابکھڑی ہے وہاں سے ۳ یا ۴ میل کے فاصلہ پر دریا کے

وقت پیش آئی ہوگی - اور مشہور ڈاکٹر فرگسن صاحب افسر محکمۂ تعمیرات کا بیان ہے
کہ راجہ یا جینی رشی کی مورتیاں جو ہندوستان کے جنوب میں ہیں دیسی دستکاری کی بہت
ہی عمدہ نمونہ ہیں - ان میں سے تین مشہور ہیں - اور اہل فرنگ کو عرصہ سے معلوم ہے
اور اس میں بھی شک ہے کہ آیا ان تینوں کے علاوہ اور بھی موجود ہیں یا نہیں - وہ
ایسی مشہور چیزیں ہیں کہ ہر ایک انگریز کی نگاہ اون پر پڑتی ہے -
سرون بیلگول کی مورتی کو دیکھ کر ڈیوک اوف ولنگ ٹن کو اس کے غور سے دیکھنے
کی خواہش پیدا ہوئی - جبکہ صاحب ممدوح سرینگپٹم کے محاصرہ میں ایک فوج کے
دستہ کے افسر تھے - وہ اپنے تمام ہمراہیوں کے ساتھ یہہ دیکھکر حیران ہوا کہ اسکے
بنانے میں کتنی مشقت اوٹھانی پڑی ہوگی - اور وہ یہہ معلوم نہ کر سکا کہ آیا یہ پہاڑی
کا ایک حصہ ہے - یا اور جگہہ سے اٹھاکر یہاں لایا گیا ہے - پہلا خیال درست معلوم
ہوتا ہے اندر گری پربت تقریباً ۲۰۰ فیٹ اونچا ہے اور سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے
اور اس کی چوٹی پر ایک ٹیلہ ہے - وہ یا تو نیچے کے ٹکڑے کے حصہ سے ملا ہوا ہے
یا اس کے اوپر واقع ہے جنہوں نے اس کو ۷۰ فیٹ ۳ انچ اونچا بنا لیا - اور بہت
کامیابی کے ساتھ اوس کو پورا کیا - اگر اس سے بھی دو چند اونچی چٹان ہوتی - تو جینیوں
کا دل اسپر نقش و نگار کرنے سے باز نہ رہتا - لیکن پہاڑی کی گولاں صاف سطح پر اتنے
بڑے ڈھیر کا سرکانا اون کی طاقت سے باہر تھا اگرچہ انہوں نے اس ایک بات پر
بہت سے عقلمند لوگوں کی رائے لی ہوگی - مگر خواہ وہ چٹان وہاں کھڑی ہوئی تھی
یا وہ کسی اور جگہہ سے لائی گئی تہی - مگر مصر میں اس سے زیادہ دلکش اور دل فریب
چیز کوئی نہیں ہے - اور وہاں اور کوئی مورتی اس سے زیادہ اونچی نہیں ہے
گو میسور کی دو اور بڑی مورتیوں میں سے جنکا ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں اور جنوبی
کنارے میں واقع ہیں کرکالا کی مورتی سنہ ۱۴۳۲ء میں بنائی گئی تھی کہتے ہیں کہ وہ
۴۱ فٹ - ۵ - انچہ اونچی ہے - ینور کی مورتی سنہ ۱۶۰۴ء میں تیار ہوئی - اور تقریباً
۳۷ - فیٹ اونچی ہے -

پیمائش حسب ذیل ہے

پوری اونچائی کان کے نیچے حصہ تک .... ۵۰ فیٹ

کان کے نیچے کی لو سے سر کی چندیا تک .... ۶ فیٹ ۶ انچ

پیر کی لمبائی .... ۹ فیٹ

پیر کے اگلے حصے کی چوڑائی .... ۴ فیٹ ۶ انچ

انگوٹھے کی لمبائی .... ۲ فیٹ ۹ انچ

پنڈلی .... ۶ فیٹ ۴ انچ

ران .... ۱۰ فیٹ

کولھے سے کان تک .... ۲۴ فیٹ ۶ انچ

پیٹ یا دھڑ کی چوڑائی .... ۱۳ فیٹ

کمر کی چوڑائی .... ۱۰ فیٹ

کمر اور کہنی سے کان تک .... ۱۷ فیٹ

بغل سے کان تک .... ۷ فیٹ

کندھوں کی چوڑائی .... ۲۶ فیٹ

گردن کے نیچے حصے سے کان تک .... ۲ فٹ ۶ انچ

انگوٹھے کی لمبائی .... ۳ فٹ ۶ انچ

بیچ کی انگلی کی لمبائی .... ۵ فٹ ۳ انچ

تیسری انگلی کی لمبائی .... ۴ فٹ ۷ انچ

چوتھی انگلی کی لمبائی .... ۲ فٹ ۸ انچ

یہہ مورتی زیادہ سے زیادہ ۵۷ فٹ اونچی ہے - اگرچہ کہتے ہیں کہ وہ اس سے زیادہ اونچی ہے - سر آرتہر ولزلی صاحب نے - ۶۰ فٹ ۳ - انچ اونچی اور بوچنن صاحب نے ۷۰ فٹ ۳ - انچ اونچی بتلائی ہے - اس مورتی کے تیار کرنے میں بڑی

وہ ایک ڈھلان پہاڑی پر ہے اور اسکے بنانے میں بہت دقّت پیش آئی ہوگی اور اسی وجہ سے وہ بہت دلچسپ ہے۔

مورتی ننگی ہے اور سیدھی کھڑی ہوئی ہے۔ اور شمال رویہ ہے۔ اور چھوٹی پہاڑی کی سمت میں بنی ہوئی ہے۔ رانوں سے اوپر اوپر مورتی کو کسی قسم کا سہارا نہیں ہے۔ اور رانوں تک دیمک سے گھری ہوئی ہے۔ جس میں سے سرپ نکلتے ہیں دونوں ٹانگوں اور بازوؤں کے گرد ایک عشک پیچ کی بیل لپٹی ہوئی ہے۔ اور بازو کے اوپر کے حصّہ پر پھل یا دانہ کا خوشہ ہے پایہ کو جس کے اوپر پالوں ٹکے ہوئے ہیں۔ ایسا تراشا ہے کہ وہ کھلا ہوا کنول کا پھول دکھائی دیتا ہے اس کے اوپر سنگ تراش نے ایک پیمانہ کندہ کر رکھا ہے۔ جو قریب قریب بالکل ۳ فیٹ ۲½ انچہ انگریزی اور فرانسیسی میٹر کے مطابق ہے۔ جو ۳۷ر۳۹ انچہ انگریزی کے برابر ہوتا ہے۔ اور اصلی نقشہ میں بھی پیمانہ دیا ہے۔ تمام شکل و صورت کے متناسب حصّے چھاپہ شدہ تصویر سے ظاہر ہونگے۔ لیکن چونکہ مورتی بہت اونچی ہے اور نہ کوئی مقام اتنا اونچا ہے جہاں سے اس کی تصویر لی جاسکے۔ اسلئے اکثر تصویر سے چہرہ کے اصلی خط و خال کا تصور نہیں ہوسکتا۔

یہہ حصّے نہایت مکمل ہیں اور دلچسپ ہیں۔ گھونگریالے بال سر سے چپٹے رہے ہوئے ہیں کانوں کی لو نیچے لٹکے ہوئے ہیں۔ اور ان میں مستطیل شکل کے چھید ہو رہے ہیں۔

مختلف حصّوں کی معتبر پیمائش صیغہ تعمیرات کے مسٹر سکین لین صاحب نے جون ۱۸۶۵ع میں کی ہے۔ اور اس کو کپتان میکنزی صاحب نے انڈین اینٹی کیوری میں شائع کیا ہے۔ ٹھیک ٹھیک پیمائش کرنے کے لئے اوس چبوترے اور سیڑھی سے کام لیا گیا ہے جو دیوتاؤں پر دودھ چڑھانے کے واسطے بنائے گئے تھے۔ دودھ چڑھانے کی رسم صرف اس وقت ادا کی جاتی ہے جبکہ خاص خاص ستارے کئی سال کے بعد ملتے ہیں اس رسم میں بڑی رقم صرف ہوتی ہے۔ لیکن بدقسمتی سے پجاریوں نے مداخلت کی۔ جبکہ پیمائش ہو رہی تھی۔ اور اوسے پورا نہ ہونے دیا

آدمی کے ہاتھ سے پہونچا ہے۔ مورتیاں بذات خود بہت بہدی ہیں۔ اور سخت کہوس چٹان میں بہدے طور پر تراشی ہوئی ہیں۔ ان میں گہرا چونے کا پلستر ہوتا ہے اور اس کا مفصل حال اسپر لکھا ہوا ہے۔ اس سے صاف عیاں ہے کہ ان کا حال بعد میں نہیں لکھا گیا۔ بلکہ مورتیوں کی تعمیر کے وقت لکھا گیا تہا۔ چونے میں نقش و نگار ہو رہا ہے مورتیوں کے خط و خال دیدہ و دانستہ خراب کئے گئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ بڑی مورتی کی ٹانگیں نادرشاہ نے توپ کے گولہ سے اڑا دیں تہیں۔ دونوں مورتیوں کو گہٹنوں تک کپڑے پہنا رکہے ہیں۔ اور ململ کا کپڑا چونہ میں بہت اچھی طرح دکھلایا گیا ہے دونوں مورتیوں کے بازو کہنی پر سے مڑے ہوئے ہیں۔ اگلے بازو اور ہاتھ نکلے ہوئے ہیں۔ لیکن ہاتھ بسم گئے ہیں۔ پانو بھی ٹوٹ کر بدشکل ہو گئے ہیں۔ ہندوستان کے شمال میں بڑی بڑی مورتیاں تہیں اور چمنڈ رائے نے بعض مورتیوں کا حال سنا ہوگا۔ جس سے اس کے دل پر بڑا اثر ہوا۔ لیکن اب تک ان کا حال معلوم نہیں ہے۔ وہ سب بودہ کی مورتیاں تہیں۔ جین مت کی کوئی مورتی معلوم نہیں ہوتی۔ ان میں اصلی فرق یہہ ہے کہ جینی مورتیاں ننگی ہیں۔ اور بودہ کی مورتیوں پہ کپڑا پہنا رکھا ہے۔ ایک بات یہہ بہی ہے کہ شمال کے جینی سویتمبری تہے اور جنوب کے ڈگمبری اس سے یہہ نتیجہ ہرگز نہیں نکل سکتا کہ شمالی مورتیاں ننگی ہونگی لیکن درحقیقت یہہ یقین کیا جاتا ہے۔ کہ جینی تیرتہنکروں کی تمام مورتیاں ہمیشہ ننگی ہوتی ہیں۔ اس بیان سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ ڈگمبری قدیمی اور پکے جینی ہیں۔ کہتے ہیں کہ وردہ مان سوامی بہی ڈگمبری تہے۔ اور ننگے پہرا کرتے تہے۔ اور اونکے پاس سوائے ان کے ہاتہوں کے اور کوئی برتن نہ تھا۔

گومتیشور کی بڑی مورتیوں میں سے صرف تین مورتیاں موجود ہیں۔ ایک سروان بلگولا میں ہے۔ اور دو جنوبی کنارہ کے ضلع کرکل اور ینور میں ہیں۔ اگرچہ وہ سب عام صورت میں یکساں ہیں مگر خط و خال میں بہت اختلاف ہے ان تینوں میں سے بیل گول کی مورتی بلحاظ تاریخ کے سب سے پرانی ہی نہیں ہے بلکہ سب سے اونچی بھی ہے

اب تک یہہ مورتی اسی جگہہ موجود ہے۔

حال میں افغان سرحدی کمیشن کے متعلق موضع بامیاں میں بودہ مت کی ایک بڑی مورتی کا بیان ہے۔ اسی ملک کی گھاٹی میں جہاں ہزارہ کی قوم آباد ہے۔ کابل اور ترکستان کی بڑی سڑک پر یہہ مقام تقریباً ۸۵۰۰ فیٹ کی بلندی پر ہے۔ سب سے اوّل چینی جاتری ہیون سانگ نے سنہ ۶۳۰ء میں اس جگہہ کا حال لکھا ہے۔ چنگیز خاں نے سنہ ۱۲۲۲ء میں اس پر قبضہ کر کے اس کو بالکل تباہ کر دیا۔

ہیون سانگ کا بیان یہہ ہے کہ راجدھانی کے شمال مغرب کی طرف ایک پہاڑ ہے۔ جس پر بودہ کی پتھر کی مورتی سیدھی اور ۱۴۰ یا ۱۵۰ فیٹ اونچی بنی ہوئی ہے۔ اس کے سنہرے رنگ ہر طرف چمکتے ہیں۔ اور اس کے قیمتی جواہرات کی چمک سے آنکھیں چکا چوند ہو جاتی ہیں۔ اس کے مشرق کی طرف ایک مندر ہے۔ وہ مندر اس ملک کے قدیم راجہ نے بنایا تھا۔ اس مندر کے شرق میں ساکی منی بودہ کی ایک کھڑی مورتی دہات کی بنی ہوئی ہے۔ ۱۰۰ فیٹ اونچی ہے۔ اسکے مختلف حصوں کو ڈھالا ہے اور جوڑ کر اس کی پوری مورتی بنا دی ہے۔ شہر کے مشرق میں بارہ یا تیرہ لیگ کے فاصلہ پر ایک مندر ہے جس میں بودہ کی ایک بڑی مورتی ہے یہہ مورتی اوس وقت کی ہے جب بودہ نے نروان حاصل کیا تھا۔ یہہ مورتی تقریباً ۱۰۰۰ فیٹ اونچی ہے۔

افغان سرحدی کمیشن کے کپتان میٹ لینڈ صاحب سب سے پیچھے موضع بامیاں میں آئے۔ وہ فرماتے ہیں کہ شمال کی جانب پہاڑی چوٹیوں کی ایک مسلسل دیوار تقریباً [illegible] فیٹ اونچی ہے۔ چوٹیوں میں جابجا بیشمار غار ہیں۔ بامیاں میں کئی مشہور مورتی ہیں۔ انکا درمیانی فاصلہ تقریباً ¼ میل ہے ایک مورتی مرد کی ہے دوسری عورت کی اور وہ ۱۸۰ فیٹ اور ۱۲۰ فیٹ اونچی ہیں۔ بموجب بیان سیاحان قدیم مردانہ مورتی کا نام سل شال ہے اور زنانہ مورتی کا نام شاہ ممیہ۔ یہہ مورتیاں کھڑی ہوئی حالت کی ہیں۔ اور چوڑے چوڑے طاقوں میں رکھی ہوئی ہیں۔ طاقوں کی چوڑائی مورتیوں کی موٹائی سے تقریباً دوچند ہے اس لئے اون پہ ہوا اور پانی کا اثر نہیں ہو سکتا

کھنڈرات میں بہت سے کھنڈر ایسے پڑے ہیں کہ جس میں بےشمار مورتیاں اور سیاہ نیلے پتھر کے ٹیلے ہیں۔ کھنڈر کا بڑا ڈھیر تقریباً ۲۰۰ فیٹ مربع دیہات کے عین جنوب میں ہے۔ اس سے ذرا چھوٹا ٹیلہ جنوب مغرب کی جانب واقع ہے۔ اور ایک اور چھوٹا سا ٹیلہ ۱۲۰ فیٹ مربع کا اس گاؤں کے شمال میں واقع ہے۔ سب سے پچھلے ٹیلہ کو سگنت گڈھ یا سگنت کا گھر کہتے ہیں۔ بودھ کا ایک مشہور لقب سگت تھا۔ کھنڈرات کے بڑے ڈھیر میں میجر کٹیو صاحب مرحوم نے بہت سی مورتیاں اور ٹیلے کھودے۔ اور حال میں مغرب کی جانب کھودنے سے ایک بودھ مت کے سٹوپہ کی ٹھوس اینٹوں کی عمارت نکلی ہے۔ یہ کوکٹ پاد پرت اور جنگل شاید وہ جگہ ہے جس کا ذکر کتبہ نمبر ۵۸ میں ککوتیشور مورتی کے متعلق آیا ہے۔ بودنا پور سے شاید وہی گردپاد مراد ہے۔ جو اس مقام کا دوسرا نام تھا۔ اس جیسی مورتی کے برابر کوئی دوسری مورتی ان کھنڈرات میں نہیں ملی بودھ مت والے ایسی بات کا ذکر نہیں کرتے چونکہ اس کا تعلق ان کے سخت جانی دشمن جینیوں کے ساتھ تھا۔ اگر یہ بات ہوتی بھی۔ تو چونکہ گردونواح کی تمام سرزمین بودھ سے مخصوص ہے وہ تمام جینی پوجا کے نشانات کو مٹا دیتے۔

لیکن ہمارے پاس بودھ کے ابتدائی زمانہ کی بڑی مورتیوں کے حالات موجود ہیں فیہیان صاحب فرماتے ہیں کہ کوہ سنگ لنگ یا برفانی پہاڑ سے گذر کر ہم شمالی ہندوستان میں پہونچ جاتے ہیں۔ اس سرزمین کی حدود پر تولی نام ایک چھوٹی سی ریاست ہے۔ اس میں ہینل دہیکل کے متعلق پجاریوں کی ایک جماعت ہے۔ اس ریاست میں پہلے زمانہ میں ایک ارہت نے جادوئی یوگ کے ذریعہ ایک سنگ تراش کو دوسرے آسمان پر لے گیا۔ تاکہ میتریہ بدھ ستو کی شکل اور قد اور رنگت کو دیکھ لے۔ اور واپس آکر لکڑی کی ایک مورتی بنائی۔ صحیح صحیح مشاہدہ کرنے کی غرض سے تین دفعہ وہ آسمان پر گیا اور آخر کار اس مورتی کو بنایا۔ یہ مورتی ۹۴ فیٹ اونچی تھی۔ اور مورتی کے چرن ۹ فیٹ ۔ ۴۔ انچ لمبے تھے۔ تیوہار کے روز اس میں سے تیز روشنی نکلتی ہے اور قرب وجوار کے تمام راج کنور چڑہاوا چڑہانے میں ایک دوسرے کی برابری کرتے ہیں

مت کے جاتری فیہ ہین نے ہندوستان میں سنہ ۳۹۹ء سے ۴۱۳ء تک سفر کیا اور ہیون سانگ نے سنہ ۶۲۹ء سے ۶۴۵ء تک سفر کیا۔ انہوں نے لکھا ہے کہ یہہ جگہہ کاشیپ کشپ کے آشرم اور موت بھومی کے نام سے مشہور تھی۔ اور اس وجہ سے اس کا نام گرو پادپربت تھا۔ یعنی سوامی کے چرنوں کا پہاڑ۔

پاٹلی پتر کے نزدیک ایک دیہم سالہ تھی جس کو کوکٹ آشرم یا کوکٹ پادپہاڑ کہتے تھے۔

فیہ ہین کا بیان اسطرح پر ہے۔ کہ اس جگہہ سے نو میل جنوب کی طرف جاکر ہم ایک پہاڑ پر پہنچے ہیں۔ وہ کوکٹ پادگری کہلاتا ہے۔ بڑا کشپ آج کل اس پہاڑ کے اندر ہے ایک موقعہ پر اس نے اس پہاڑ کے دامن کو چیر ڈالا۔ اور اپنے نکلنے کے لئے ایک راستہ بنایا۔ یہہ دروازہ اب بند گیا ہے۔ اس سے کچھ فاصلہ پر ایک بڑا غار ہے۔ یہہ وہی جگہہ ہے جہاں کشپ کی پوری پرتما اب تک موجود ہے۔ اس شگاف کے باہر کی طرف وہ جگہہ ہے جہاں کشپ سوامی اپنے ہاتھ دہویا کرتے تھے۔ اس جگہہ کے باشندوں کے سر میں جب درد ہوجاتا ہے تو اس جگہہ کی مٹی لاکر اپنے سروں پر لگاتے ہیں اس سے فوراً ان کے سر کا درد اچھا ہوجاتا ہے۔ اس پہاڑ کے بیچ میں۔ آفتاب غروب ہونیکے وقت تمام راہب یا ارہت آتے ہیں اور نواس کرتے ہیں اس ملک کے اور غیر ملک کے بودھ جاتری سال بسال اس پہاڑ پر کشپ سوامی کی جاترا کے واسطے آتے ہیں۔ اگر کسی کو شک ہوجاتا ہے تو آفتاب غروب ہوتے ہی ارہٹ آتے ہیں۔ اور جاتریوں سے مباحثہ کرتے ہیں۔ اور اونکے شکوک کو رفع کردیتے اور غائب ہوجاتے ہیں۔ اس پہاڑی کے اردگرد جھاڑی کثرت سے ہیں اور اون میں شیر۔ تیندوے۔ بھیڑیے وغیرہ رہتے ہیں۔ پس وہاں بڑی احتیاط کے بغیر سفر کرنا مشکل ہے۔

جنرل کننگھم صاحب کرکی ہار کو کوکٹ پادپہاڑ سے منسوب کرتا ہے۔ ہندی میں یہہ لفظ کرک بہار ہے اور ہوتے ہوتے کرکی ہار بن گیا۔ اُس کا بیان ہے کہ کرکی ہار کے

نیچے نہیں اوترا۔ اس سے وہ بہت دق ہوئے۔ اور اس جگہہ کے تمام پوجاریوں
سے کہا اگر تم اس رسم کو ادا کرو۔ اور دودھ چڑہاؤ۔ پوجاریوں نے دودھ
چڑہایا مگر دودھ ناہی سے نیچے نہ اوترا۔ اسوقت کشمنڈنی دیوی ایک بڑھیا کی
شکل بناکر کنڈل میں تھوڑا سا دودھ لیکر حاضر ہوئے۔ اور کہا کہ میں بھی اس مورتی
پر دودھ چڑہاکر اپنا اعتقاد آزمالوں۔ چند پوجاریوں نے اسکے ہاتھ سے دودھ
لیکر اس مورتی پر چڑہایا۔ دودھ ساری مورتی پر بہہ نکلا اور پہاڑی اور قصبہ
کو ڈھانپ دیا۔ جب سے اس قصبے کا نام بیل گول مشہور ہوگیا۔

اس کے بعد چمنڈ ارائے نے بہت سے نئے شہروں کی بنا ڈالی۔ اور بہوجابلی کی
پوجا کے لیے رہینٹ کر دئے۔ اور پتھروں کے کتبوں کے ذریعہ کئی گاؤں
اور ۹۶۰۰۰ اہنوں کی مالیت کی زمین بخشش کردی غرض یہہ تھی کہ وہ انصاف
کے ساتھہ حکومت کرتا رہے۔

ایک جگہہ یہہ بھی لکھا ہوا ہے کہ چمنڈارائے نے بہت سے۔ جنالیہ بنائے۔ اور وقف
کرائے۔ اور اپنے ویش سے ۶۴ برہمن لاکر مندروں کے پوجاری بنادئے۔
پھر اس کے بعد وہ واقعہ ہوا۔ جیرساکھا سمت ۸۰۰ کی تاریخ ہے۔ اس بڑی مورتی
کے پہلو پر ایک سیدہا سادہ کتبہ ہے۔ اسکے سامنے کے رُخ پر کئی زبانوں میں یہہ
لکھا ہے کہ چمنڈارائے نے اوس کو بنایا تہا۔ مذکورہ بالا داستانوں میں زیادہ تحقیقات
کرنا فضول ہے۔ یہہ مورتی رام اور راون کے زمانہ سے بہت پہلے زمانہ کی ہیں۔
کتبہ نمبر ۸۵ اور دیگر حوالہ جات سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ پودنا پور میں ایک بڑی
مورتی کا حال سنکر چمنڈارائے کو یہہ خواہش ہوئی کہ سرون بیل گول میں بھی ایک
ایسی ہی مورتی بنائی جاوے۔ پودناپور کے مورتی کے چاروں طرف کہیں کا جنگل
تھا۔ اور اس میں مرغ اور سانپ کثرت سے تہے۔ اسی وجہ سے اس کو کوکو
تیشور کہتے ہیں۔ گکٹیشور پہلے حوالہ سے ہم کو فوراً کرکٹ یا دگری یعنی مرغ کے
پنجہ والی پہاڑ کا خیال آتا ہے جو بہار میں گیا کے نزدیک واقعہ ہے۔ بودہ

حال سنکر اس کو رائے کا خطاب عطا کیا۔

راجہ ولی کتھا میں بھی یہہ کھانی دی ہوئی ہے مگر مختلف طور پر ہے - اوّل ہی اوّل اس میں ہاتل کے درباری الکنک کا ذکر ہے جس نے بودھوں کو شکست دی -

(دیکھو نمبر ۵۴) - اس کے بعد لکھا ہوا ہے کہ یادو نبس میں سرج مل ہوا - جو جنوبی شہر میں رہتا تھا - اور کرناٹ - ڈرلوڈ - مہاراشٹر - تراونک وغیرہ ملکوں پر حکومت کرتا تھا - یہہ بیرمار تنڈ دیو مشہور ہوا - جبکہ اس کا بڑا بالگزار جمینڈارائے لائب کل کا جم راج اور گنگ کل کا زاویر بے غل وغش حکومت کر رہا تھا تو اس کی ماں نے آدی پوران میں یہہ سنا کہ پودناپور میں بہوجابلی دیو کی مورتی ۵۰۰ کمان اونچی ہے - وہ اپنی ماں کلکا دیوی کو لیکر اسکے دیکھنے کی نیت سے روانہ ہوا - اور اونہوں نے عہد کیا کہ جب تک اس کے درشن نکرلیں گے - دودھ پان نکریں گے - وہ اپنی فوج لیکر کوچ درکوچ چلے - اور جہاں کہیں وہ ٹھیرے اونہوں نے (جین مندر) جتالیہ بنایا - اس طرح وہ اس پہاڑی پر پہونچے - جہاں بہدربا ہو سوامی کی سمادہ تھی - وہاں سے آگے روانہ ہونے کی پہلی رات ماں بیٹے دونو نے پدماوتی دیوی خواب میں دیکھی اوس نے کہا تم پودناپور میں جانے کے لائق نہیں ہو - اس پہاڑی پر گومٹ سوامی کی ایک پتھر کی مورتی ہے - جنکی رام اور راون پوجا کیا کرتے تھے - اور مندودری نے اس کے درشن کئے تھے وہ مورتی پتھروں سے ڈھکی ہوئی ہے - اپنے تئیں پوتر کرو اور چھوٹی پہاڑی پر چٹان کے پاس جاکر دکھن کی دشا میں ایک تیر چلاؤ - تیر کی آواز بند ہونے سے پہلے پہلے مورتی برآمد ہوگی

دوسرے دن علی الصبح جب آفتاب برآمد ہوا - تو انہوں نے تیر چلائے اور بہوجابلی جینی کی مورتی جو پتھروں سے چھپی ہوئی تھی - نمودار ہوئی - وہ مورتی تیرہ آدمیوں کے قد کے برابر اونچی تھی -

اسکے چاروں طرف ایک چبوترا بنایا اور جینالیہ تعمیر کرائی - جمینڈارائے نے ناریل کا دودھ اور پانچوں امرت لیکر چار دفعہ دودھ چڑہایا مگر دودھ نابھی سے

[illegible]

ہیم چندر یہ بھی کہتا ہے کہ اگرچہ قدیم سے روایت تو یہی چلی آئی ہے مگر جین پراکرت اس قسم کی نہیں ہے جیسے کہ مگدہ بھاشا - یہہ خیال رکھنا چاہیئے کہ دو قسم کی زبانیں افکے پراکرت میں دیکھی جاتی ہیں - نہایت ہی پرانی نثر کی کتابیں اسی زبان میں ہیں جو فسرح لکھنے والوں اور شاعروں کی زبان سے بہت مختلف ہے - پچھلی کتابیں بالکل ان قاعدوں کے مطابق ہیں جو ہیم چندر سوامی نے مہاراشٹری کی پراکرت گرامر کے حصہ اول میں دئے ہیں - لیکن ہیم چندر کی مہاراشٹری بھاشا ہلا - ستو بندھ اور ناٹکوں کی مہاراشٹری بھاشا سے مطابق نہیں ہے - پس وہ جینیوں کی مہاراشٹری ہے پرانے سوتر جیسی پراکرت میں ہیں - اور یقین پڑتا ہے کہ جین مہاراشٹری سوراشٹر کی زبان سے بہت ملتی ہے کیونکہ روایت کے بموجب جینیوں کی مقدس کتابیں دکھنی زبان میں تھیں اسلئے اس کو جین مہاراشٹری کہا گیا ہے - لیکن اس میں پراکرت کی عام باتیں ہیں - جس کو عام طور پر مہاراشٹری کہتے ہیں - اور چونکہ ہیم چندر بھی اسکو مہاراشٹری کہتا ہے - میں نیا نام رکھنا نہیں چاہتا - بہت مجموعی جین پراکرت ویسی ہی زبان ہے جیسی کہ جین مہاراشٹری - جس سے وہ صرف اس بات میں مختلف ہے کہ اس میں پرانی شکلیں موجود ہیں - اگر ہم اس کو پرانی یا قدیم مہاراشٹری سمجھیں تو بجا ہے - ہیم چندر اس کو آرشم یعنی رشیوں کی بھاشا کہتا ہے - اور جین مہاراشٹری کے برابر خیال کرتا ہے - مگدہ بھاشا جو اس نے جین پراکرت میں دریافت کی یہہ ہے کہ واحد فاعل کے آخر میں حرف اِی ہوتا ہے - جو حرف اے سے بنایا گیا ہے - اسلئے میں جین پراکرت کو مہاراشٹری قرار دینے میں تامل نہیں کرتا جیسے کہ لیں صاحب اپنے قواعد لنگوی پراکرتی صفحہ ۴۴ میں قرار دے چکے ہیں - جہاں کہیں کہ جین پراکرت مہاراشٹری سے مختلف ہے وہاں عموماً پرانی صورتیں رکھی گئی ہیں - آگے بڑھنے سے پہلے یہہ تحقیقات کرنا ضروری ہے کہ گومٹ سوامی کون ہو اور اس کی یہہ مشہور بہت کیونکر بنی اور مورتی کی ایسی مشرح تفصیل یہاں کیونکر لکھی گئی - بعض لوگوں کی یہہ رائے ہے کہ لفظ گومٹ دو لفظوں سے مرکب ہے - گو معنی زمین اور ات بمعنی پھرنا یا ست بمعنی چلنا

تاریخ کی روایت ذیل کے مصرعہ سے واضح ہے۔جس کو اکثر جینی جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہہ مصرعہ ہمیشہ ان احکامات کی پیشانی پہ لکھا جاتا تھا۔جن کو اوس جگہہ کے جینی گرو جاری کیا کرتے تھے۔

کتبہ نمبر ۷ کے اشلوک ہیں جو مورتی کے پہاڑی پتھر کے پائے کے کنارے پر کندہ ہیں۔اور وہ اشلوک اس کی تعمیر کے زمانہ کے ہیں یا ۹۸۳ء کے ہیں۔کیونکہ قدرتی طور پہ یہہ خیال ہوتا ہے۔کہ وہ اس تعمیر کے تکمیل ہونے پر کندہ کئے گئے تھے۔جب ہم کتبہ نمبر ۹۳ کا ذکر کریں گے۔تو اوس وقت چمنڈ ارائے کا بھی ذکر کریں گے وہ گنگ راجہ جسنے حجرے بنوائے تھے۔اوس کا حال کتبوں میں ملتا ہے کتبہ نمبر ۹۰ اور ۱۳۷ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہوسل راجہ وشنو وردہن کا منتری تھا اور بلی پلا کے ایک کتبے میں ہم کو یہہ پتہ لگتا ہے کہ اسنے ساکھا سمت ۱۰۵۵ یعنی ۱۱۳۳ء میں وفات پائی۔ہم ٹھیک ٹھیک اور درستی کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ یہہ دو سطریں جن میں اس کا بیان ہے سنہ ۱۱۱۶ء سے متعلق ہیں۔کیونکہ کتبہ نمبر ۷۴ پر ۱۱۱۵ء کی تاریخ ہے اور اس میں ان تمام مکانات کا بیان ہے جو اوس نے تعمیر کرائے ہے مگر ستیدکیم کا کہیں ذکر تک نہیں۔اور اس کا ذکر ضرور ہوتا اگر وہ موجود ہوتا۔حالانکہ کتبہ نمبر ۵۹ میں صاف طور پہ اس کا ذکر ہے۔کتبہ نمبر ۵۹ پر ۱۱۱۷ء کی تاریخ لگی ہوئی ہے۔

کتبہ نمبر ۵۷ کی دو سطریں ناگری حروف میں لکھی ہوئی ہیں۔اور اس کی بابت یہہ کہنا ضرور ہے کہ یا تو وہ جینیوں کی پوتر بہاشا اردہہ مگدہی میں یا جین مہاراشٹری میں ہونی چاہیے تھیں۔جیکب ان کی نسبت مندرجہ ذیل بیان کرتا ہے۔وہ زبان جو مہابیر سوامی اور اون کے چیلے بولا کرتے تھے۔وہ بیشک مگدہ کی ورنیکلر بہاشا تھی کیونکہ مہابیر سوامی سنسکرت زبان کا استعمال نہیں کرتے تھے۔لیکن جین پراکرت انکے کتبوں کی بہاشا سے یا پراکرت قواعد والوں کی مگدہ بہاشا سے بہت کم ملتی ہے۔پھر بھی جینی اس کو مگدہ بہاشا کہتے ہیں۔ہیم چندر کی نصف رباعی میں صاف لکھا ہوا ہے کہ پرانے سوتر بالکل اردہہ مگدہی بہاشا میں ہیں۔

میں یہہ لکہا ہوا ہے کہ گنگ راجہ نے یہہ حجرہ یا احاطہ مورتی کے چاروں طرف بنوایا تھا۔ یہہ بہی اسی زمانہ کے ہیں جب یہہ تعمیر ختم ہوئی۔ پرانی سطروں کی تاریخ چمنڈا رائے کی تاریخ ہے۔ بموجب کتبہ نمبر ۸۵ و ۱۳۷ کے اور بموجب روایت کے وہ گنگ راجہ رچ مل کا منتری تھا۔ ہمکو ابہی معلوم ہوگا۔ کہ نمبر ۲۳۸ کا مار اسنگہ اوسکے بعد تخت پہ بیٹھا۔ پس وہ ساکہا سمت ۸۹۶ یا سنہ ۹۷۴ع میں تخت پہ بیٹھا تھا۔ اور جو کتبے ابہی چہاپنے باقی رہے ہیں اِن سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس کی حکومت ساکہا سمت ۹۰۶ یعنی سنہ ۹۸۴ع میں ختم ہوگئی۔ انہی دنوں میں یہہ بڑی مورتی بنائی گئی تھی۔ لیکن ہم ٹہیک ٹہیک تاریخ معلوم کرسکتے نہیں۔ چمنڈا رائے نے ایک کتاب بنائی تھی جس کو چمنڈا رائے پُران کہتے ہیں۔ اور اس میں ۲۴ ترتہنکروں کی مجمل تاریخ ہے۔ آخر میں اس کتاب کی تاریخ ساکہا سمت ۹ یا سنہ ۹۷۸ع دی ہوئی ہے۔ چمنڈا رائے کی مہمات کے حال میں گومتیشور کی مورتی کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ لیکن اگر یہہ کہا جاوے کہ وہ موجود تھی تو اس بات کا یقین نہیں آتا کہ اتنی بڑی مورتی کسی نے دیکہی نہ ہو۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہہ کتبہ سنہ ۹۷۸ع کے بعد تعمیر ہوا۔ لیکن چونکہ روایت کی بموجب رچ مل کے عہد میں وہ کتبہ تعمیر ہوا۔ اور رچ مل کے عہد کا خاتمہ سنہ ۹۸۴ع میں ہوا۔ پس کسی معتبر خبر کے نہ ملنے کی وجہ سے اس مورتی کی تاریخ اور چمنڈا رائے کے اِن کتبوں کی تاریخ ساکہا سمت ۹۰۵ یعنی سنہ ۹۸۳ع میں مقرر کرتے ہیں۔

اگر ایسی مشہور مورتی نہایت قدیم زمانہ کی نہ بتلائی جاوے۔ تو یہہ ایک تعجب انگیز بات ہوگی مسٹر رولس صاحب فرماتے ہیں کہ بیل گول کی چٹان پر ایک کتبہ ہے۔ اس میں لکہا ہوا ہے کہ چمنڈ رائے نے ایک قطعہ زمین کو گومتیشور کے مندر کے نام کلجگ کے سنہ ۶۰۰ میں دان کردیا۔ اس کلجگ سے جینیوں کا کلجگ مراد ہے اور وہ وردہ مان سوامی کی وفات کے تین سال بعد شروع ہوا۔ اسلئے اگر یہہ کتبہ موجود ہے تو ۵۰ یا ۶۰ برس قبل از مسیح لکہا گیا ہوگا۔ ایسا کتبہ کوئی نہیں ملتا۔ اگرچہ اس جگہ کی پوجاری یقین دلاتے ہیں کہ وہ اون کتبوں میں تھا۔ جو مورتی کے سامنے کے ستونوں پر کندہ ہیں۔ مگر اس

کسیقدر شک ہے مگر دیگر باتیں درست ہیں۔

اس امر کا فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ راجہ چوڑامنی کون تھا۔ جس کی بیٹی اندر راجہ کی رانی تھی۔ ممکن ہے کہ اس کنور کا وہی نام ہو جس کا ذکر اگلے کتبہ میں آگیا ہے۔ مگر اس کا لقب ایسا عام اور فرضی تھا کہ اس کا ٹھیک ٹھیک پتہ نہیں لگ سکتا۔

کتبہ نمبر ۵۸ ویسا ہی ہے جیسا کہ مذکورہ بالا کتبہ۔ اور اوسی زمانہ کا ہے۔ اس پر سال چیتر بہانو کی تاریخ لگی ہوئی ہے۔ وہ ستون جسکے چاروں پہلوؤں پر کتبہ کندہ تھا کسی زمانہ میں گر کر ٹوٹ گیا۔ اور جو کچھ باقی رہا ہے اوس کو اولٹ کر اوس زینہ کے پہلو میں لگا دیا ہے۔ جہاں سے ٹرینا بستی کو راستہ جاتا ہے۔ وہ ہیل کناڈا حروف میں ہے اور یہ پلا کی سوت کی یادگار ہے۔ جس کا لقب راجہ چوڑامنی کے لقب کے علاوہ ماون گندہستی بھی تھا۔ یعنی اپنے خسر کا مست ہاتھی۔ اس بات کا خیال کرنا مشکل ہے کہ وہ یا اوس کا خسر کون تھا۔

اب ہم کتبہ نمبر ۷۵ اور نمبر ۷۶ کا بیان کرتے ہیں اور ہم اول کی سادگی کی اصلی شان و شوکت کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ وہ سرگرمی اور ہنر کا بڑا بھاری کام ہے۔ اور اس بہادر سنگ تراش نے اپنا نام تک درج نہیں کیا وہ اس چٹان پر کھدا ہوا ہے جسکو چیونٹیوں کی پہاڑی کہتے ہیں۔ جو گومٹیشور کی قوی ہیکل مورتی کے نیچے کے حصے کو سہارا دئے ہوئے ہے۔ اور اسکے دائیں بائیں بازوؤں کے عین نیچے ہے۔ ایک طرف اوپر کی سطر ناگری حروف میں ہے۔ اور دوسری طرف اوپر کی دو سطروں میں سے پہلی سطر پورو ہیل کناڈا حروف میں ہے اور دوسری گرنتھ اور تامل حروف میں ہے۔ ان تینوں سطروں کا مضمون ایک ہی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ چاونڈرا چمنڈا رائے نے اس مورتی کو بنایا۔ وہ بلاشک اس زمانہ کی ہے جب کہ وہ کتبہ کندہ کیا گیا۔

ہر ایک پہلو پر سب سے پچھلی دو سطروں میں سے ایک ناگری حروف میں ہے اور دوسری سطر ہیل کناڈا حروف میں۔ ان کا مضمون ایک ہی ہے دونوں زبانوں

اور اس طرح دونوں خاندان ایک ہو گئے۔ مگر اس کتبہ سے یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رٹ خاندان کی آخری عورت نہ تھی۔ اب ہم کو یہہ خیال کرنا پڑے گا کہ گنگ گنگے اس کا نانا کون تھا۔ اب ہم کو میسور کے گنگ خاندان اور کلنگا کے گنگے بنس میں تمیز کرنا چاہیئے کہ وہ کون سے خاندان سے تھا۔ گنگ گنگے کا لقب آنگر کے کتبے میں دے رکھا ہے جو بیتہ داکیہ کو نگی ورما کے واسطے لکھا گیا تھا۔ وہ ساکھا سمت ۸۷۲ یا ۹۵۰ء میں حکمران تھا۔

اور کرشن راجہ جبکو کنار دیو کہتے تھے اور جو رٹ خاندان کے اموگھ ورش کا بیٹا تھا۔ اسکے ساتھ رابطہ اتحاد رکھتا تھا۔ اس کتبہ کی چوٹی پر یہہ بھی کندہ کیا ہوا ہے کہ یہہ گنگ راجہ رچ مل تھا۔ جو کہ ایری ایپا کا بیٹا تھا۔ اس نے اپنے دشمن مسمی بویگ کو شکست دی۔ جس نے پھر راجہ دِت چولا کنور سے جسکا ذکر کتبے کے پہلے حصہ میں آچکا ہے۔ کنارا دیو پر حملہ کرنے میں مدد مانگی۔ اسطرح اس کی دغابازی منکشف ہو گئی۔ اس نے شکست کھائی اور مارا گیا۔ اور وہ صوبجات جو اس کے زیر حکم تھے۔ علاقہ گنگ میں شامل ہو گئے۔ اگر ہم اس دوستی کا خیال کریں جو رچ مل اور کرشن راجہ کے درمیان تھی۔ اور نیز اس دوستی کا خیال کریں جو رچ مل کے جانشین مارا سنگ اور اس کرشن راجہ کے درمیان تھی جسکا ذکر نمبر ۸۳ میں ہے تو اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ گنگ راجہ رچ مل۔ (جس نے ۹۲۱ء سے ۹۶۳ء تک حکومت کی) کی بیٹی کی شادی رٹ خاندان کے کرشن راجہ کے بیٹے سے ہوئی تھی کرشن راجہ نے ۹۴۵ء سے ۹۵۶ء تک حکومت کی انکا بیٹا اندر راجہ ہوا جو رٹ خاندان کا آخری راجہ تھا۔

کلنگ خاندان کے گنگ یا گنگے راجاؤں کی کوئی معتبر تاریخ ہمارے پاس موجود نہیں ہے۔ ان کے فرمانوں پر جو تاریخ دی ہوئی ہے وہ پڑھی نہیں جاتی ڈاکٹر بلر صاحب نے ۹۸۵ء کی تاریخ دی ہے۔ لیکن یہہ معلوم نہیں کہ کس بنا پر۔ اس خاندان کی ایک راج کنیا کرشن راجہ کے بیٹے سے بیاہی گئی تھی۔ انہی

بڑا دلچسپ کتبہ ہے - یہہ تمام کتبہ ہیل کناڈا نظم میں ہے صرف دو ابتدائی سطریں زبان سنسکرت میں ہیں - کنایات - استعارات اور قافیہ بندی کی وجہ سے کئی حصے بہت مشکل ہیں - اور بنگلور میسور وغیرہ کے کینڈا زبان کے فاضلوں نے اوسکی بخوبی تشریح کی ہے - مگر بیفائدہ - کتبے میں استعارہ بھرے پڑے ہیں - لیکن اسکا بڑا مدعا بالکل عیاں ہے - اس میں لکھا ہوا ہے کہ اندر راجہ نے ساکھا سمت ۹۰۴ سال چترابھانو سنہ ۹۸۲ء میں وفات پائی - وہ ایک اونچے ستون کے چاروں پہلوؤں پر کندہ ہے - اور راوسی ترنیابستی کے آگے ایک منڈپ میں بنا ہوا ہے - پہلے بیت کا اثر دل میں بہت سوا تھا اور اوس سے کل کتبہ کا بھید کھل جاتا ہے - تشبیہ موزوں اور سادہ ہے اس کے دیکھتے ہی ہر ایک شخص کو ہندوستانی نظم کے بجائے فرنگستانی نظم کا خیال آتا ہے - بڑہئی (کھاتی) سوت یا جم راج انسانی درختوں میں سے سب سے لمبے اور سب سے مضبوط درخت کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر کاٹتا ہے - جو گرہست کے تفکرات میں پڑے ہوئے ہیں - جس کے یہہ معنی ہیں کہ وہ شخص جسکی یہہ یادگار ہے - عالم شباب میں پیش از وقت مر گیا -

دوسرے شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو رت کندپ کہتے تھے - وہ راجہ کرشن کا پوتا تھا - گنگ گنگے کا نواسہ اور راجہ چوڑامنی کا داماد تھا - اور اشلوکوں سے سے معلوم ہوا ہے علاوہ دیگر القاب کے اوس کو راج مرتنڈا - چلاؤ انکار اور کھتری نارائن بھی کہتے ہیں -

کرشن راجہ اوس کا دادا بیشک رت راجہ تھا - اس کا بیان نمبر ۳۸ میں آچکا ہے اور غالباً یہہ مانیہ کہیت کے رت راجہ یا راشٹرکٹ خاندان کے آخری راجہ کی یادگار ہے - جہاں تک کہ اس زمانہ کی تاریخ ہم کو معلوم ہے کہ راجہ کرشن کے بعد اوس کا بیٹا کگ یا اموگہہ ورشن تخت پر بیٹھا - اموگہہ ورشن راجہ کو چالوکیہ راجہ تیلانے شکست دیکر مار ڈالا تھا - اور اس پر رت خاندان کا خاتمہ ہو گیا - اور مغربی چالوکیہ خاندان کو عروج ہوا - علاوہ اسکے کگ کی بیٹی جکالا دیوی سے تیلا نے شادی کی

یعنی ۹۷۷ء کی تاریخ ہے - اس میں رگتش کا حال ہے - اور ادس کا لقب آتنگ بیٹ
تھا اور وہ بید دور یعنی لچھمن تیر ندی کے کنارہ پر اپنے بھائی سج ل کے ماتحت
حکومت کرتا تھا - اس کتبہ میں جس رگتش کا ذکر ہے وہ چھوٹا بھائی تھا - اور بانگ
کے ماتحت تھا - بانگ ادس کا دلی سرپرست تھا - کیونکہ لڑائی میں جانے کے وقت
بانگ دعا مانگتا ہے کہ خیرت سے واپس آدے - مذکورہ بالا وجوہات کے سبب اگر
ہم اس کو ۹۷۵ء کا بتلاویں تو کچھ غلط نہیں ہے - بانگ خاندان کا کاکی اولاد کو
تھا - بانگ رت یا راشٹر کٹ راجاؤں میں سے سب سے پچھلا راجہ تھا - اور اسکو
کرک بانگتل وغیرہ بھی لکھا ہے - اور نیز اس کو اموگھہ ورش بھی کہتے ہیں - اسلی
سلطنت ۹۷۳ء میں ختم ہوگئی - اسی سال تیلا نے اس خاندان کو مغلوب کیا اور
مغربی چالوکیہ حکومت کو پھر عروج پر پہنچایا -

پہلے مصرعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ
کتبہ نمبر (۶۱) کو بانگ نے تعمیر کرایا تھا - اور یہی وہ نمبر (۶۰) سے پُرانا ہے
یہہ کتبہ ادس نے گنتی کی یادگار میں بنایا تھا - گنتی اس کی بیوی کی بہن تھی - اسکے
والدین مادور اور دئی لاما ساکن پولالو تھے - اور جیسا انکا بھائی تھا گنتی کی شادی
لوک وِدیادہر سے ہوئی تھی - اور انکے ہاں ایک بیٹا اودے وِدیادہر ہوا چوٹی
کے پاس ایک کتبہ ہے جو پڑھا نہیں جاتا - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محبت کے مارے
اپنے خاوند کے ساتھ لڑائی میں گئی - اور لڑتے ہوئے اسکے پہلو میں گر کر مر گئی
چوٹی کے پاس تصویر میں کندہ ہیں اُن میں گنتی کی بھی تصویر ہے اس کو بطور ایک
بہادر کے دکھایا ہے - اور گھوڑے پر سوار ہے - اور بظاہر ایک ہتیار سے اچھر
نشانہ مارتا ہے - جو اس کی کمر میں لگا ہوا ہے - اس کا خاوند لوک وِدیادہر
نام کا گنگ سردار تھا - جس نے مذکورہ بالا فتوحات حاصل کرنے میں تیلا کو مدد دی
تھی -

پھر ہم کتبہ نمبر ۷۰ کو لیتے ہیں - جو اپنے مضمون اور مسودہ کے طرز کے سبب ایک

پرنہوی کو دتیت - مدتھو - کیٹب - مور وغیرہ سے پاک صاف کیا تھا -
کتبہ کا چوتھا پہلو تمام و کمال ہیل کناڈا میں ہے - اور اس میں چند مندرجہ بالا
مہموں کا ذکر ہے - اور اس میں ان مقامات کی فہرست ہے جہاں اوسنے کارہائے
نمایاں ظاہر کئے - اوس میں بہت سے القاب درج ہیں - جو مقامات اس نے
فتح کئے تھے اور جہاں اس نے نام کمایا تھا وہ وندھیاچل میں واقع ہیں -
مثلاً مانیہ کہیت - گنور - اوچانگی - بنواسی کا سک - پارسی قلعہ وغیرہ وغیرہ
یہہ بھی کہتے ہیں کہ اوس نے کئی جگہ بسادی اور مان ستمبہ بہی تعمیر کرائے تھے -
کہتے ہیں وہ بیل گول میں ثواب کے کاموں میں مدد دنیا رہا - اور ایک سال
اور حکومت کی - اور بانکی پور میں اجیت سین سوامی بھٹارک کے چرنوں
میں جینی رسم کے موافق جان دیدی - ایک ہجو آمیز شعر بہی لکھا ہوا ہے - جس
کے یہہ معنی ہیں کہ اے چولا - اے پانڈیہ - تم اپنے خوف دور کرو کیونکہ وہ
گنگ راجہ جو تم کو فتح کرنے والا تھا - اب دیولوگ کو چلا گیا ہے - اب ہم کتبہ
نمبر ۶۱ اور ۶۲ کو لیتے ہیں ان دونوں کتبوں میں شہیدوں کی بہادری کا
حال ہے - ادن پر کوئی تاریخ نہیں ہے - لیکن وہ اسی تاریخ کے ہیں جسکے مندرجہ
بالا کتبے وہ نیا بستی - یا بہوبلی - یا گومٹیشور بستی کے مقابل ہیں - اسوجہ سے
اور دیگر وجوہات سے چندر گپت بستی کے سوائے پہاڑی پر نہایت ہی پرانی
بستی ہے اور مندر کے صحن کے شمال مشرقی دروازہ کے نزدیک واقع ہے
اور شمال رویہ بنا ہوا ہے اس کا نام ٹرینا بستی یا کار کا مندر ہے - اس میں
ایک برج ہے اور وہ سنگھاسن کے مانند ہے -
کتبہ نمبر ۶۰ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کتبہ نمبر ۶۱ اس سے بہی پرانا ہے
نمبر ۶۰ کے کتبہ کا ہم پہلے ذکر کرتے ہیں تاکہ نمبر ۶۱ کی تشریح ہو جاوے - اس
میں لکھا ہوا ہے کہ گنگ راجہ کی لڑائی میں ایک سردار بایگ نامی مارا گیا - رکش منی
یا کنور رکس گنگا بجر کے خاندان سے تھا - کورگ میں ایک کتبہ ہے جسپر سالکھا سمت ۸۹۹

فتح پائی - مانیہ کہیت کے مہاراجہ کی فوج کے ذکر میں اس کا ذکر یہہ کیا گیا ہے چونکہ اِس کتبہ کا کچھہ حصہ مٹ گیا ہے - اسلئے وہ صاف طور پہ پڑھا نہیں جاتا - ڈاکٹر فلیٹ صاحب فرماتے ہیں کہ یہہ شہر مانیہ کھیت قلمرو نظام کا شہر مل کھیڑ ہے مل کھیڈرت خاندان کا دارالخلافہ تھا - اندر راجہ مانیہ کہیت میں رہتا تھا - اندر راجہ کے تخت پر بیٹھنے سے ستیہ والیہ بہت خوش ہوا - وہ نیتہ ورش کا ذکر کرتا ہے اور اوسکو کرشن راجہ کے بڑے بھائی کو تنگبہ کے مانند بتلایا ہے -

ایک کتبہ پر ساکھا سمت ۸۹۳ (یعنی سنہ ۹۷۱ع) کی تاریخ ہے - اس میں لکھا ہوا ہے کہ مارا سنگ ۹۶۰۰۰ گنگا وادی - ۳۰۰ پرہ گری - اور ۳۰۰ بیلولا پر نیتہ ورش کے زمانہ میں حکومت کرتا تھا -

موجودہ کتبے میں آگے بڑھ کر یہہ بھی لکھا ہوا ہے کہ مارا سنگ نے تمام نولمب راجاوں کی لڑنے والی طاقت کو غارت کر دیا تھا - اس راج کنور کا نام مٹ گیا ہے مگر وہ ماتر منس میں سے تھا - اور یہہ بھی کہتے ہیں کہ بنورسی ملک کا راجہ جو کہ سب راجہ تھا ڈر کے مارے اس کی تعظیم کرتا تھا - اس نے اوچانگی کے پہاڑی قلعہ کو خاک سیاہ کر دیا - یہہ قلعہ اوچانگی میسور کی سرحد پر ضلع بلاری کے جنوب مغرب میں واقع ہے - اور ۳۲۰۰۰ لومبوادی صوبوں کا دارالخلافہ تھا - اس قسم کے دیگر کتبوں سے معلوم ہوگا - کہ اکثر راجہ اس قلعہ پر حملہ کرنیکا فخر کرتے ہیں - اسنے سبارا منتری نرگ کو فتح کیا اور اس کو قتل کیا - اور اس کی بہادری کے سبب چیرا - چولا پانڈیہ اور پلو اس کی تعظیم کرتے تھے اس کتبہ کے دوسرے اور تیسرے پہلو مٹ گئے ہیں - مگر ننگ جوڑا منی گتیا گنگ - اور سری مارا سنگ کے نام بار بار آتے ہیں اور آخر میں یہہ بھی لکھا ہوا ہے کہ یہہ گنگ کنور چالوکیہ کمور راجدت کے واسطے ایسا ہی تہا جیسے کہ شیر ببر کے واسطے جنگلی آگ ہوتی ہے - اوس کا حال اور کچھ معلوم نہیں - نرگ کو سبارا منتری لکھا ہے اور اوس کو گنگ کنور نے قتل کیا تھا - اس کو یہاں اسُر لکھا ہے - گنگ کنور نے پرتھوی کو نرگ سے ایسا پاک کیا جیسے کہ پہلے زمانہ میں

تعریفیں بھری پڑی ہیں - انکا نام سیتہ داکیہ کونگنی ورما دہرم مہاراجہ ادہراج تھا
لیکن وہ نولمب کولنتک دیو کے نام سے مشہور تھے - اس بارہ میں وہ راجہ مارسنگھ
سے مشابہ ہے اور دیگر جوانوں سے اور اس نام کے بار بار آنے سے یہہ مشابہت
ٹھیک ہوجاتی ہے - اس زمانہ کے کئی کتبے ہیں - ان میں سے ایک کتبہ کریا میں ہے
اور اس پر ساکھا سمت ۸۹ کی تاریخ ہے - اس میں لکھا ہوا ہے - کہ یہہ اس کی سلطنت
کا پانچواں سال تھا - ایک کتبہ میلگی میں ہے - اور اوس پر ساکھا سمت ۸۹۶ کی تاریخ
ہے - اس میں مرقوم ہے کہ وہ سنہ ۸۹۶ء میں فوت ہوگیا - پس اس نے ساکھا سمت ۸۸۵
سے سمت ۸۹۶ تک اپنے (سنہ ۹۶۳ء سے سنہ ۷۴ء تک) حکومت کی - اور چونکہ موجودہ
کتبے کے آخر میں یہہ بھی لکھا ہوا ہے کہ یہہ اس کے مرنے کے ایک سال بعد کندہ
ہوا تھا تو اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ اس نے ساکھا سمت ۸۹۵ (سنہ ۹۷۳ء) میں وفات
پائی جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے -
کتبہ کی تحریر سے ہم کو یہہ بھی معلوم ہوا ہے کہ یہہ راجہ اس وقت سے جبکہ کرشن راج
نے شمالی ہند میں فتح پائی - یا جبکہ کرشن راجہ پر غنیم چڑھ کر آیا تھا - گرجرا کا بڑا راجہ مشہور
ہوگیا تھا - یہہ کرشن راجہ رت یار شٹرکٹ راجہ ہوگا - جو بروم اور اکال واسا کھلاتا
تھا - اس کے زمانہ کے کتبے موجود ہیں اور ان پر ساکھا سمت ۸۶۷ اور سمت (یعنی
سنہ ۹۴۵ء و سنہ ۹۵۶ء) کی تاریخ ہے - للکشن میتور کے کتبے میں اس مہم کا حوالہ ہے -
اس میں لکھا ہوا ہے کہ جب گرجروں کا سوامی فتح پاکر آگے جارہے تھے - انکو قاصدوں
سے خبر ملی کہ دیوکنگ راجہ چولاؤں کے یم (راجہ) کے حکم سے تم سے لڑنے کو آرہا ہے
اس غرور کو چھوڑ دے کہ میرے پاس ہاتھی اور گھوڑے مسلح موجود ہیں - دشمن کی
فوج کے ساتھ مقابلہ نہیں ہوسکتا - گنگا پار جانے کی تیاری کرو اور اس نے ایسا ہی
کیا - جو لانتکا راجہ کرشن راجہ ہوگا - اور اس فقرہ کے معنی یہہ ہیں کہ جب گرجرا
راجہ نے مارا سنگھ کو اپنا ملک حوالہ کردیا تو مارا نے اس کا نام اور لقب اختیار کرلیا -
سیتہ داکیہ نے ایک زبردست دشمن مسمی دلاپر اور وندھیا بن کے کراٹوں پر کئی دفعہ

کیونکہ موجودہ چوٹی کے پتھر کو نہ میں رکھنے سے یہہ قطاریں مغربی نصف حصہ کی قطاروں کے مطابق ہو جاتی ہے - اور دسوجا کا نام اپنی مناسب جگہہ پر نیچے کی طرف آجاوے گا - اس میں کچھہ کلام نہیں کہ وہ سنگ تراش تھا اور ممکن ہے کہ یہہ وہی دسوجا ہے جس نے کتبہ نمبر ۵۰ کندہ کیا تھا - کتبہ نمبر ۵۰ پر سنہ ۱۱۴۶ء کی تاریخ ہے -

مندر کے اندر ایک ستون دار دالان ہے جو گنتے بستی کا دروازہ ہے (گنتے بستی کے معنے ہیں تاریکی کا مندر) اس کے جنوب کی جانب پارس ناتھ جی کی مورتی ہے - مگر یہہ نہیں معلوم کہ کب اور کسے اس کو بنایا - لیکن ایک اونچا عالیشان ستون اسکے سامنے بنا ہوا ہے - اور کتبہ نمبر ۴۵ (سنہ ۱۱۲۸ء) دروازہ کے اندر ہے - ان مختلف مکانات کی وجہ سے اور اس وجہہ سے کہ مذکورہ بالا کمرہ کے چاروں طرف پتھر کی دیوار بنی ہوئی ہے چندر گیت بستی کا دروازہ بالکل تاریک ہے - اور اس میں شک ہے کہ کسی نے کنستانی سے پہلے کبھی اس پردہ کو دیکھا تھا یا نہیں -

سنگ تراشنے کی ماہیت کا اندازہ تشریحات سے ہو سکتا ہے لیکن بہت سے حصے خراب ہو گئے ہیں اور اگر انکی تشریح کی جاوے تو اس کے واسطے ایک علیحدہ کتاب کی ضرورت ہو - اب ہم کتبہ نمبر ۳۸ کا ذکر کرتے ہیں جو مندر کے صحن کے دروازے پر کوچ برہم دیو ستون کے دامن میں چھوٹی پہاڑی پر کندہ ہے - بدقسمتی سے اس کتبہ کا بہت سا حصہ گھس گیا ہے اور خراب ہو گیا ہے اور پڑھا نہیں جاتا - لیکن جو کچھہ پڑھا جاتا ہے اس سے اسکی تاریخ اور مضامین معلوم ہوتے ہیں - خود ستون کی چوٹی پر مشرقی جانب برہما کی ایک چھوٹی سی مورتی ہے - کوچی بابا بنوالا ستون اس کو اس وجہہ سے کہتے ہیں کہ اگلے زمانہ میں اوسکی چوٹی پر ایک روشنی کی جاتی تھی - جب کبھی کہ جینیوں کو کسی مذہبی کاروبار کی غرض سے بلوانا منظور ہوتا ہے -

کتبہ پر تاریخ تو ہوگی مگر اب مٹ گئی ہے - اور دلائل سے یہہ ثابت ہوا ہے کہ وہ ساکھا سمت ۸۹۵ مطابق سنہ ۹۷۳ء میں بنایا گیا تھا - تین پہلو سنسکرت میں ہیں - اور چوتھا پہلو ہل کناڈا زبان میں ہے - کہتے ہیں کہ اس میں ایک گنگ راجہ کی بہادر

سے صرف ۱۹ فیٹ لمبا اور ۱۵ فیٹ چوڑا ہے۔ اور جنوب رویہ واقع ہے۔ اس
میں تین کوٹھریاں واقع ہیں۔ بیچ کی کوٹھری میں پارسناتھ جی کی مورتی ہے۔ مغرب
رویہ کوٹھری میں پدماوتی ہے اور شرق رویہ کوٹھری میں کُنتس مونڈنی ہے۔ سامنے
ایک برآمدہ تقریباً چار فیٹ چوڑا بنا ہوا ہے اور اسکے دونوں انجام پر شیتر پال کی
مورتی ہیں۔ بیرونی دیواریں تقریباً ۸ فیٹ اونچی ہیں۔ اور اون پر چونا پھرا
ہوا ہے اور دیوار پر چھت کے قریب چھوٹے شیروں کے سر اور دھڑ کی تصویریں
ہیں۔ اوپر کی جانب دو چھوٹے لنگورے ڈراونی طرز کے ہیں۔ پہلوؤں کے کوٹھریوں
کے ہر طرف ایک ایک کنگورہ ہے اور تمام مندر اسی طرز کا بنا ہوا ہے۔ لیکن بعد میں
ایک آرائشی دروازہ لگا دیا ہے۔ اور اسمیں ہر طرف پتھر کی دیوار کا پردہ ہے جس
میں جھروکے بنے ہوئے ہیں۔ اس پردہ کا نصف حصہ پانچ فیٹ ہے دس انچ
لمبا اور پانچ فیٹ ½ ۵ انچ چوڑا ہے۔ اور اس میں مربع یا مستطیل شکل کے جھروکے
بنے ہوئے ہیں۔ اور درمیانی فاصلہ پہ بہدر باہو سوامی اور مہاراجہ چندرگپت
کے حالات باریک حروف میں کندہ ہو رہے ہیں۔ اور ہر ایک طرف ۴۵ و ۴۵ ہیں
یعنی کل ۹۰ ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام مندر کی تعمیر سے پیچھے کا ہے۔ اور اس کی
حفاظت کے لئے کیا گیا ہے۔ ایک طرف کو پردہ کے شرقی نصف حصے کے وسط میں
دسوجا کا نام لکھا ہوا ہے۔ دسوجا کا نام چھوٹے ہل کناڈ حروف میں ہے۔ ممکن
ہے کہ دسوجا سنگ تراش کا نام ہو گا۔ مگر اس کا اس تعمیر سے کچھ تعلق نہیں ہے
اس پر صرف یہی ایک کتبہ ہے۔ مسٹر لوئیس صاحب کا یہ خیال ہے کہ یہ پردہ جو مندر
کے صحن کے دروازہ پر ہے۔ کوچی برہم دیو کے ستون کی تعمیر کے بعد کا ہے۔ یا یہ
کہو کہ وہ ۹۷۳ء میں بنایا گیا تھا۔

دیکھو نمبر (۳۸)

لیکن مشرقی حصہ کے بے قاعدہ قطاروں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ
تینوں پتھر جو مشرقی حصہ میں لگے ہوئے ہیں مرمت کرتے وقت لگائے گئے ہیں

کے واسطے - ان تمام تشبیہات سے میں نے لفظ مدی پور کا ترجمہ مرا ہوا کیا ہے۔ اس بات کا لکھنا بے ضروری نہوگا کہ شریر چھوڑنے کا یہ طریقہ صرف جینیوں سے مخصوص نہ تھا۔ مسٹر لوکی صاحب روم بت پرست سلطنت کے حال میں لکھتے ہیں کہ خودکشی کا خیال - بیماری کی تکلیفوں کا کم کرنا اور بڑھاپے کی تکلیف سے بچنے کا ذکر صرف فلسفہ کی کتابوں ہی میں درج نہیں ہے - ہمنے اس کو عملاً دیکھا ہے - یہہ کام مختلف ارادوں سے کیا جاتا ہے - مگر اکثر اوقات موت بیماری کا آخری علاج سمجھا گیا ہے - اور ناقابل برداشت تکالیف سے بچنے کے لئے خودکشی ایک جائز ذریعہ خیال کیا گیا ہے رہا۔ حال کی نسبت وہ کہتے ہیں کہ ہمنے ایل بی لیس سسس میں ایک رسم دیکھی جس کو اڈورا کہتے ہیں - اس سے یہہ مراد ہے کہ خطرناک بیماری کی صورت میں بعض اشخاص فاقہ کشی سے اور بعض فصد کھلوانے سے موت کو جلدی بلا لیتے ہیں۔

سلیکھن کا عہد پورا کرنے کا ذکر پچھلے کتبوں میں دیا ہوا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہہ رسم سنہ ۱۸۰۹ع تک جاری رہی جو کتبہ نمبر ۲۷ کی تاریخ ہے - اب یہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا یہہ رسم اب بھی رائج ہے یا نہیں - اس امر کا دریافت کرنا آسان نہیں ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ جینیوں میں شریر چھوڑنے کا یہہ ایک مذہبی طریقہ ہے - صرف ایسے شخص سلیکھن کرتے ہیں جنکا وقت نزدیک ہوتا ہے اور فاقہ کشی سے جلدی مرجاتے ہیں - جیسے کہ دیگر فرقوں کے لوگوں کو مرنے کے لئے دریائے گنگا پر لے جاتے ہیں - اور وہ وہاں اس مقدس زمین پر جاتے ہیں - جو شخص کہ بسبب کمزوری کے اس رسم کو پورا نہیں کر سکتے تو یہہ رسم اونکے کان میں سنادی جاتی ہے - اور یہی رسم خانگی جانوروں اور مویشیوں کے مرتے وقت کی جاتی ہے مگر میں نہیں کہسکتا کہ یہہ بات کہانتک سچ ہے -

چندر گپت بستی کا اب کچھ ذکر کیا جاتا ہے - جو نہایت ہی پرانی بستی ہے - اور جس کے سامنے کے رخ پر چٹانی کتبے پڑھ سکتے ہیں - یہہ کتبہ مندر کے صحن کے عین وسط میں نہایت ہی اونچے مقام پر واقع ہے - مندر چھوٹا سا ہے - اور باہر کی طرف

اپنے دل کو پوتر کرے۔ دوستوں اور رشتہ داروں کے قصور معاف کر دے اور مہربانی کے الفاظ میں اون سے معافی مانگے۔ اپنے تمام قول فعل اور خواہشات میں مضبوط دل اور بے غرض بن جاوے اگر کوئی شخص اس کے عہد کو پورا کرنا چاہیے اور یہہ سوائے مرنے کے پورا ہو نہیں سکتا اس عہد کے پورا کرنے کا یہہ طریقہ لکھا ہے کہ اس نے آہستہ آہستہ اپنی خوراک کم کر دی۔ فقط کھیر کھاوے۔ پھر دودھ چھوڑ دے اور ایک چلو بھر پانی پر گزارہ کرے۔ پھر پانی بھی چھوڑ دے اور اپنی طاقت کے موافق برت کرے۔ اس طرح پانچ قسم کی بھگتی حاصل کرنیکے لئے اپنے شریر کو تیاگ دے۔ جینندر فرماتے ہیں کہ خوف کرنے۔ زندگی کی خواہش کرنے خوف اور دوستی کی یادداشت اور کام۔ ان پانچ باتوں سے سلیکھن ٹوٹ جاتا ہے۔

تمام کتبے جن کے آخر میں لفظ مدی بدر آتا ہے اون سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے سلیکھن یا مذہبی خودکشی کے عہد کو پورا کیا۔ لفظ سلیکھن کی وجہ تسمیہ بتانا مشکل ہے جو ظاہر میں لفظ ست اور لیکھن سے مشتمل ہے یا سم اور لیکھن سے مشتق ہے بعض اشخاص اسکو سم یک لیکھن کہتے ہیں مگر یہہ لفظ لغت میں نہیں ملتا ہے۔ اور یہہ لفظ جینیوں کے واسطے مخصوص ہے۔ اس امر کا ذکر کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ لیکھن کے معنے گھٹانے اور کھرچنے کے ہیں اور اس لفظ کا اطلاق ان معنوں میں ہوتا ہے کہ جسم کو آلودگی سے پاک کرے جیسے سانپ اپنی کینچلی جھاڑ دیتا ہے یا مکتی حاصل کرے۔ لفظ مدی بدر جینیوں کے لئے خاص ہے۔ شبد منی درپن کے دیا تو پر کرن میں مدی کا ترجمہ بالو نکا باندھنا ہے اور نروان کے معنی فنا ہو جانا ہے۔ مدی کے معنے ہیں مرنا۔ اور مدی پو کے معنے ہیں مارنیوالا۔ مدی کا متعدی مدی پو ہے اور پس اس کے معنے مارنے کے ہوئے۔ لفظ نروان نردا سے نکلا ہے۔ اور مسٹر بیغی صاحب فرماتے ہیں کہ اس کے معنے ہیں جسم کو چھوڑنا۔ یہہ لفظ وہی ہے جیسا کہ بودہ مت کا نروان جسکے معنے ہیں۔ بجھنا یا فنا ہو جانا امرکوش میں اس کے یہہ معنی ہیں۔ اڑ جانا یا بجھ جانا۔ یہہ لفظ یا تو آگ کے واسطے کام میں آتا ہے یا کسی شی منی

کتبہ ملا ہے جس پہ کرشن ورما پسر سپ ورما پسر وشنو ورما کے عہد کے ساتویں سال کی تاریخ ہے - اور اوس کے چند حروف قریب قریب ملتے جلتے ہیں - ہم جانتے ہیں کہ کرشن ورما کی بہن کی شادی گنگ راجہ مادہو سے ہوئی تھی - جس نے ۴۲۵ء تک حکومت کی - اس کے پوتے کا اتالیق مشہور لوجیہ پادری تھا - اور ۴۷۸ء میں تخت نشین ہوا - اور اس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ تاریخ صحیح ہے - ہم کو معلوم ہے کہ کدمب بنواسی کے قدیم شہر کے مالک تھے - جو میسور کے شمال مغرب میں واقع ہے - مہا وانشو میں اس شہر کا یہی نام درج ہے - اور ٹولمی صاحب کے جغرافیہ میں اس شہر کا بھی نام ہے - یہہ وہ شہر ہے کہ جہاں بودھ مت کا اپدیشک ۲۴۲ قبل از مسیح بھیجا گیا تھا - ولکس صاحب فرماتے ہیں کہ ہل کناڈا سب سے پرانی زبان ہے - اور وہ زبان جس میں موجودہ چٹان کے کتبے کندہ ہیں - بنواسی زبان ہے - قصہ کوتاہ اگر یہہ دلچسپ کتبہ سنہ ۹۰ عیسوی سے پہلے کا نہیں ہے تو اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ وہ سنہ عیسوی کے ابتدائی زمانہ کا ہے - اور سنہ ۵۰۰ء کا بعد کا نہیں ہے - کتبہ نمبر ۲ لغایتہ نمبر ۲۱ و کتبہ نمبر ۲۳ و کتبہ نمبر ۲۶ لغایتہ ۳۵ کے دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ وہ آپس میں ملتے جلتے ہیں - اور اون میں اون جینی تارک الدنیا اور دنیا دار - مرد اور عورتوں کی وفات کا حال ہے جنہوں نے شریر چھوڑنے کی غرض سے فاقہ کشی کی اور جان دیدی یا یہہ کہو کہ اونہوں نے کار ثواب کرنے کے لیے فاقہ کشی کرکے خودکشی کی اور بہت سے صورتوں میں وہ وقت بھی درج ہے جب تک اونہوں نے فاقہ کشی کی اس طرح فاقہ کشی کرکے مرجانے کے عہد کو سلیکہن کہتے ہیں -

دیکھو نمبر ۴۵

جب کوئی سخت مصیبت - قحط - بڑہاپا لاعلاج بیماری آگہیرتی ہے - تو آریا ثواب حاصل کرنے کی خاطر شریر تیاگ کر دیتے ہیں - اور اس کو سلیکہن کہتے ہیں - وہ جس کو کامل گیان حاصل ہے - گویا تمام نیشیا کا پھل حاصل ہے - پس جہانتک ہوسکے انسان کو اچھا عہد کرکے موت تلاش کرلی چاہیئے - دوستی - دشمنی - بندھن اور آمد کو ترک کرکے

نگ منگل کے پتھروں سے ہم دیکھتے ہیں کہ اس راجہ کے بعد لو کام ہوا - جو شومیر کے
نام سے مشہور ہوا - اور سرادنیں پور کے پتھروں سے اس کا نام نوچوک پایا جاتا ہے
یہہ بات سچ ہے کہ ان پتھروں میں اس کو چھوٹا بھائی لکھا ہے - لیکن یہہ کوئی لاحل عقدہ
نہیں ہے - اور سب کے سب اس بات پر متفق ہیں کہ اوسکا کوئی ایسا نام تھا جس
میں لفظ لو آتا ہے - اور پورا پتہ نہ ملنے کی وجہہ سے لفظ لو سے شخص مذکورہ بالا کا پتہ
لگتا ہے کتبہ نمبر ۲ کے نوٹ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پلّو نے چوتھی یا پانچویں صدی
میں جو ضلع عطا کیا ہے - اوس ضلع کا نام اس سے ملتا ہے کتبہ نمبر ۱۳۱ میں تلی کا دکا
حوالہ ہے - یہہ شہر اوّل ہی اوّل راجہ ہری ورما کے قلمرو میں تھا اور یہہ شہر گنگ
راجاؤں کا دارالخلافہ تھا - راجہ ہری ورما ۲۴۸ء میں راج کرتے تھے -
ایک ہی قسم کے حرفوں کے مقابلہ کرنے کے واسطے انڈین انٹی کیوری میں چند نہایت
ہی عمدہ ہم شکل حرفوں کے نمونے دئے ہوئے ہیں - لیکن نہایت قدیم زمانہ کے حروف
کا دریافت کرنا کوئی آسان بات نہیں ہے - تانبے کے پتھروں - پتھر کے تختے اور
چٹان کے کتبوں میں فرق کرنا چاہئے - جلد ۸ - صفحہ ۱۶۸ میں ایک تانبے کا پتر ہے -
جس میں چوتھی یا پانچویں صدی میں پلّو کی بخشش کا ذکر ہے - جلد نمبر ۱ صفحہ ۳۰۵
میں موضع ماداہی میں ایک ستون پر چالوکیہ پتھر کا کتبہ ہے - جس پر ساکھا سمت ۵۰۰
(یا ۵۷۸ء) کی تاریخ ہے - جلد ۸ صفحہ ۲۴۱ میں ایک چالوکیہ پتر کا کتبہ ہے جو
ساکھا سمت ۵۵۶ (یا ۶۳۴ء) کا ہے - اسی جلد کے صفحہ ۴۴ میں چالوکیہ تانبے
کے پتر میں نیبر در کی بخشش کا ذکر ہے - یہہ پتر چھٹی صدی کا ہے - جلد نمبر ۹
صفحہ ۱۳۰ میں ایک چالوکیہ تانبے کا پتر ساتویں صدی کا ہے لیکن برنل صاحب کی
سوتھہ انڈین پیلیو گرافی میں چوتھی صدی کے پلّو پتر دیکھنا چاہئیں - اور مغربی ہندوستان
کی آرکیالوجی کل سروے کی رپورٹ کے جلد چہارم کے پانچویں نقشہ کو دیکھنا چاہئے -
پانچویں صدی کے تانبے کے پتروں کی قدیم کدمب کے سند کے حروف سے
زیادہ مشابہت معلوم ہوتی ہے - مسٹر لوئیس صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے ایک

پس ہم اس طرح ان دلیلوں سے کتبہ کی اس تحریر کی صداقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ سوامی بہدر باہو نے سراون بیل گول میں وفات پائی تھی - ہم کو یہہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہ ایک سرت کیولی تھا - چندر گپت اونکا چیلہ تھا - اور مشہور موریا خاندان کا راجہ تھا - لیکن ہم یہہ بھی کہتے ہیں کہ جینی ہونے کی وجہ سے اس کو لازم تھا کہ دکشا لے - اور اسوقت سوامی بہدر باہو سے زیادہ مشہور مذہبی اوپدیشک اور کوئی نہ تھا جس کا وہ چیلہ بنتا -

اب اس بات کا فیصلہ کرنا باقی ہے کہ یہہ کتبہ کب کندہ ہوا - جو واقعات اوس میں مندرج ہیں وہ ۲۹۷ قبل از مسیح کے ہیں - لیکن اس امر کی کوئی شہادت نہیں ہے کہ وہ کب کندہ ہوا - کیونکہ اب تک اشوک کے فرمان جن پر ۲۵۰ برس قبل از مسیح کے تاریخ ہے عموماً ہندوستان کے نہایت ہی پرانے فرمان بیان کئے گئے ہیں - پس ہم یہہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ اس سے بہی پہلے کا ہے - تاہم اگر بہدر باہو سوامی چندر گپت کے اختتامی سال میں یعنی ۲۹۰ برس قبل از مسیح فوت ہوا - اور چندر گپت بارہ سال کے قحط کے بعد زندہ رہا - (بارہ سال کا قحط ۲۷۸ قبل از مسیح پڑا تھا) - تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہہ کتبہ اوسکے پوتے نے کندہ کرایا کہ جس نے چتبالیہ بنوائی تھی اور شہر بسایا تھا تو پس یہہ کتبہ ۲۵۰ قبل از مسیح کندہ کرایا ہو گا کیوں کے اشوک مہاراجہ چندر گپت کا پوتا تھا - اور ایک بات یہہ بھی ہے کہ مشترک کتبوں میں جو حوالے دئے ہوئے ہیں اور جو مبتیک اوس سے پہلے کے ہیں - اون سے نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ اوس سے مابعد کے زمانہ کے نہیں ہیں -

غالباً نہایت ہی پچھلا کتبہ نمبر ۴۲ ہے - اسمیں لکھا ہوا ہے کہ بڑے راجہ سری بلب کے بیٹے نے عطیہ دئے - اب یہہ گنگ راجہ بہو کرم نامی تھا - جو سنہ ۶۵ ء میں حکومت کرتا تھا - ایک راجہ سری بلب تھا جو کرشن کا بیٹا تھا - اور وہ رٹ خاندان کا تھا - جو جنوب میں ساکھا سمت ۷۰۵ (یا سنہ ۷۸۳ ء) میں حکومت کرتا تھا اغلب یہہ ہے کہ وہ گنگ راجہ تھا - کیونکہ اسکے بیٹے کا نام نولوک لکھا ہوا ہے -

ہوتا ہے کہ چندر گپت کی اولاد میں بکرما جیت راجہ اجین تھا - یہ خاندان سوم بنسی یا چندر بنسی خاندان سے منسوب کیا جاتا ہے - اس خاندان کے راجاؤں کے القاب اوجینی پرا ورادہی سور (یعنی عمدہ شہر اجین کا بڑا پتی) ہوا ہے - اور ایک موقعہ پر انکا لقب پاٹلی پتیر ورا رہی سور یعنی - (نہایت عمدہ شہر پاٹلی پتر کا بڑا پتی) تھا - اور یہ پاٹلی پتر چندر گپت کا شہر تھا - اونکو بتہریرا کندہ یعنی بارہ کا سزا دینے والا بھی کہتے ہیں - لیکن اس کے معنی بالکل صاف نہیں ہیں - اگرچہ اس سے مراد بارہ منڈلیکوں یا منڈلیشور کی فتح سے ہے - جنہوں نے اس پر حملہ کیا تھا - وہ پاک انجیر کا درخت اور گرڑ کے جھنڈے اپنے ساتھ رکھتے ہیں - اور شیر کی شبیہ اسپر بناتے تھے - ان کا کل دیو شو تھا -

کتبے جنکا حوالہ دیا گیا ہے ذیل میں مندرج ہیں -

چھودہ دام پور - گت خاندان کا گوبندھ چالوکیہ راجہ بکرماجیت بلگامی کے ماتحت بنوسی بارہ ہزار پر حکمران تہے - میں ساکھا سمت ۱۱۰۱ میں گپت خاندان کا سم پرچھو کھیور یا راجہ سنگہ کے ماتحت تھا -

ہل بیدیں = ساکھا سمت ۱۱۰۰ میں گت خاندان کا بکرماجیت جو کلاچوریا راجہ اہوامال کے ماتحت گنتوالال کے شہر پر حکومت کرتا تھا -

ہل بیدیں ساکھا سمت ۱۱۰۹ } بکرماجیت جو ورسی بارہ ہزار پر گنتوالال
چھودہ دام بعد 〃 ۱۱۱۳ } کے دار الخلافہ میں حکومت کرتا تھا -
ہل بید 〃 ۱۱۳۵ }

گنتال میں = ساکھا سمت ۱۱۵۹ میں گت خاندان کا جوئی دیو جو یادو راجہ سنگہ کے ماتحت تھے -

چھودہ دام پور میں = ساکھا سمت ۱۱۸۴ میں گت خاندان کا گت رس جو
〃 = یادو راجہ مہادیو کے ماتحت گنتوالال کے دار الخلافہ
〃 = میں حکومت کرتا تھا -

مہرن تخت پر بیٹھے۔

مشرقی مگدھ میں سکند گپت کا جانشین کرشن گپت ہوا۔ وہ اس کا بیٹا یا قریبی رشتہ دار تھا۔ اس خاندان کے دس راجہ اسکے بعد تخت پر بیٹھے۔ آخری جیوت گپت ہوا۔ جو ۷۰۲ء کے قریب تخت نشین ہوا۔ اوسی زمانہ میں مغربی مگدھ میں موکھری یا موکھرا خاندان کے راجہ حکومت کرتے تھے۔ موکھری خاندان کے راجہ اپنے نام کے آخر میں لفظ ورما لگاتے تھے دیگر چھوٹے چھوٹے گپت خاندانوں کا پتہ اڑیسہ میں۔ مہاکوسل میں اور ممالک متوسط کے مغربی گوڑ وغیرہ میں لگتا ہے۔ قنوج کے بڑے مہاراجہ ہرش وردھن کے عہد حکومت (۶۰۶ء لغایتہ ۶۴۸ء) میں تمام شمالی ہندوستان سوا مگدھ کے اس کی قلمرو میں شامل ہوگیا۔ لیکن یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ گپت کا تعلق شودر سے بھی تھا۔ کیرتی ورما کے بیان میں موریاؤں کا بیان بھی کیا گیا ہے۔ کیرتی ورما پولی کیسی دوم کا باپ تھا اور اس کی سلطنت سلکھا سنہ ۴۸۹ یا ۵۶۷ء میں ختم ہوئی۔ وہ کوکن میں حکومت کرتے تھے۔ اور ان کا دارالخلافہ شہر پوری تھا ایک اشلوک میں اونکے مغلوب کرنے کا حال ہے اور اس کے دوسرے اشلوک میں شہر پوری کا ذکر ہے یہ وہی شہر پوری ہے جو گیارہویں صدی میں کوکن کے سیلاہاروں کا دارالخلافہ تھا یہ موریا پاٹلی پتر کے موریا خاندان کی اولاد سے تھے موریا خاندان کا بانی چندر گپت چودھویں صدی میں ہوا۔ یونانیوں نے اوس کو سنڈراکوٹس لکھا ہے۔ اس خاندان کا حال زیادہ تفصیل کے ساتھ بارہویں اور تیرہویں صدی کا مہامنڈلیشر یا گت خاندان کے مجموعہ سیعون یا چندر گپت کے خاندان میں ملتا ہے۔ اوسکے کتبے ضلع دھارواڑ کے چندا دام پور اور بیل ہیہ واقع ضلع میسور میں پائے جاتے ہیں۔ وہ مغربی چالوکیہ راجاؤں اور اون کے جانشینوں کے باجگزار تھے۔

اس خاندان کو بعض اوقات گت کل اور بعض اوقات چندر گپت وامس یا چندر گپت تنویہ یا چندر گپت مہاراجہ ادھراج کل کہتے ہیں۔ اور ایک کتبہ میں

حال کے مورخین کی رائے میں سنہ مسیح کے ابتدائی تین سو سال تک شمالی ہندوستان میں انڈوسیتھین رہا۔ چوتھی صدی میں اس خاندان کو خاندان گپت نے فتح کرلیا اور صرف پنجاب میں انڈوسیتھین خاندان رہ گیا۔ سات مہاراجوں نے گپت خاندان پر حکومت کی اور اپنا دار الحکومت پٹنہ میں رکھا۔

(۱) گپتہ۔ گھوٹ کچھ۔ چندر گپت اول۔ سمدر گپت۔ چندر گپت دوم ۳۲۰ء سے ۳۳۵ء تک حکمرانی کی کمار گپت نے ۴۱۳ء سے ۴۵۵ء تک حکومت کی سکند گپت نے ۴۵۵ء سے سنہ ۴۸۰ء تک حکومت کی۔ گھوٹ کچھا اور چندر گپت اول مہاراجہ کہلائے۔ اور انڈوسیتھین کے ماتحت مگدھ دیش میں حکمرانی کرتے تھے۔ راجگان لچھوی خاندان نیپال میں حکمران تھے اور لچھوی خاندان کی کمار دیوی سے چندر گپت اول نے شادی کی۔ اور مہاراجہ ادھراج کا لقب اختیار کیا۔ سمدر گپت نے شمالی ہندوستان کے ایک بڑے حصہ کو اپنے زیر حکومت کیا۔ الہ آباد کے قلعہ میں اشوک کے ستون پر ایک کتبہ کندہ ہوا ہے۔ اس سے اس کی سلطنت کی وسعت کا حال معلوم ہوتا ہے۔ اس کی رانی دت دیوی تھی۔ چندر گپت دوم نے مغرب کی طرف گجرات اور کاٹھیاوار تک اپنی سلطنت پھیلائی اور سونے کے سکے کے علاوہ جو پہلے سے رائج تھا چاندی کا سکہ چلایا جیساکہ سوراشٹر کے راجاؤں نے جاری رکھا تھا۔ یہ سکہ یونانی اور باختری نصف ڈرایم کے برابر تھا۔ اس کے عہد سے تواریخ باقاعدہ طور پر قلمبند ہوئی ہے چندر گپت دوم کی رانی دھرو دیوی تھی۔ کمار گپت نے عرصہ دراز تک حکومت کی اور اسکے بعد سکند گپت تخت پر بیٹھے۔ جس کی سلطنت مشرقی نیپال کی حدوں سے لیکر خلیج کھمبائت کے کناروں تک پھیلی ہوئی تھی۔ لیکن اسپرغز ملک کے باشندے ہنوں نے حملہ کیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ گپت خاندان کی سلطنت بالکل خاک میں مل گئی۔ سکند گپت کے بعد بدھ گپت اس کی مغربی سلطنت کے ایک حصہ پر قابض ہوگیا۔ اغلب یہ ہے کہ بدھ گپت سکند گپت کا بیٹا تھا جو ممالک متوسط کے ضلع ساگر میں سنہ ۴۸۴ء میں حکومت کرتا تھا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ مغرب میں اوس کے بعد ہن سردار مسمی تورمانا اور

ہیں کہ مہابیر سوامی کے مکت ہونے کے ۱۵۵ برس بعد چندر گپت راجہ ہوا اور اسی
طرح اگر ہم اوس میں ۳۱۲ اور ملا دیں تو مہابیر سوامی کے مکت جانے کی ۴۶۷ برس
قبل مسیح تاریخ نکلتی ہے ۔ مختلف وجوہات سے ڈاکٹر گولر صاحب ۴۶۷ قبل مسیح مہابیر
سوامی کا مکت جانے کی ٹھیک تاریخ خیال کرتے ہیں ۔ اس کو صحیح مانکر اور اوس سے ۱۶۲
برس منہا کر کے جس میں شرت کیولی دہرم اوپدیش کرتے رہے ۔ ہم کو بدر باہو کی سرگباش
ہونے کی تاریخ ۳۰۵ سال قبل مسیح ملتی ہے ۔ اس کے برعکس بلب صاحب کا مقولہ ہے
کہ بدر باہو کی وفات کی تاریخ جینی مصنف ہیم چندر سے لیکر حال کے پنڈت تک ۱۷۰ سال
وردمان کے موکش گئے بعد بتلاتے ہیں مہابیر سوامی کی مکت کے ۱۷۰ برس گذرنے
کے پیچھے بدر باہو سوامی سرگ لوک ہوئے یہہ ہیم چندر آچاریہ کے اشلوک کا ترجمہ ہے
اس حساب سے بدر باہو کی وفات کی تاریخ ۲۹۹ قبل مسیح ہوتی ہے جیسے اوپر بیان
کیا ہے کہ چندر گپت کی تخت نشینی کی تاریخ ۳۱۲ یا ۳۱۵ برس قبل مسیح تہی اسکے خلاف
دیگر مورخوں کے بیان سے یہہ بھی ثابت ہے کہ تخت نشینی کی تاریخ ۳۱۶ یا ۳۱۸ ہو چندر گپت
نے ۲۴ برس سلطنت کی اور وہ سنہ مسیح سے ۲۸۸ یا ۲۹۴ برس کے دوران
میں بدر باہو سے مل گیا ہوگا اس طرح سے صرف ۳ سال کا فرق ہوتا ہے اور یہہ
تقریبًا ٹھیک تاریخ ہے یہہ ایک قدرتی سوال پیدا ہوتا ہے کہ موریا خاندان کا مشہور
شہنشاہ چندر گپت جو دریائے گنگا کے کنارہ والے پٹنہ میں حکمران تھا کبھی وہ جنوبی ہند
میں گیا اس عمل کے ثابت کرنے کے لئے کہ اوس کا جنوبی ہند سے تعلق تھا حسب ذیل
شہادت دلچسپ ہوگی ۔ ہم کو پہلی پہل گپت خاندان کے راجاؤں کے سلسلہ کو خیال کرنا
چاہئے جنہوں نے شمالی ہند میں حکومت کی گپت خاندان کا حال مسٹر ونسنٹ اے
سمتھ صاحب نے تحریر کیا ہے اور اون کے سکوں کا حال بھی لکھا ہے اوس تاریخی
دیباچہ کی بنیاد مسٹر فریٹ صاحب کی تحقیقات پر مبنی ہے فریٹ صاحب کی رائے میں
گپت خاندان کا سمت جسمیں اونکی سالیں محسوب ہوئے ہیں اور کتبے کہودے گئے
ہیں ۳۱۹ء مسیح سے شروع ہوتا ہے اور یہی رائے البرونی صاحب کی ہے ۔

۱۲۵ برس کا فرق جو دونوں فرقوں نے مہابیر سوامی کے موکش ہونے کی بابت
تحریر کیا ہے وہی فرق ہے جو سمت بکرماجیتی اور سمت سالباہن میں ہے اور یہہ
اغلب معلوم ہوتا ہے کہ دگمبریوں نے بکرماجیت سے سالباہن مراد لی ہوگی اور ستیامبریوں
نے اوجین کے بکرماجیت سے مراد لی ہوگی ستیامبریوں کے بہت سے شاستروں میں
لکھا ہے کہ مہابیر سوامی کے موکش پراپت ہونے کے ۴۷۰ برس پیچھے بکرماجیت ہوا۔
اس امر کے ظاہر کرنے کے لئے سب سے پرانی شہادت میرتنگ آچاریہ کی بنائی ہوئی
وچار سرینی اشلوک میں ہے جکا ترجمہ حسب ذیل ہے کہ شامی پالک پہ اوس رات کو دودھ
چڑہایا گیا جس رات کو مہابیر سوامی موکش گئے۔
۶۰ برس پالک خاندان کے ہیں اور ۱۵۵ برس نند خاندان کے اور ۱۰۸ موریا خاندان کے
اور ۳۰ برس پوشیا میتر خاندان کے۔
۶۰ برس بال متر اور بہو بہان متر تخت پہ بیٹھے ۴۰ سال نابہہ واہن اور ۱۲۳ برس تک
گرد بہلا کی حکومت رہی اور اوس وقت ساکھی کا چار سمت تھا دوسرے مذکورہ بالا
اشلوک کے جس کی بہت سی تشریحیں لکھی گئی ہیں صاف طور پہ معنی نہیں ہو سکتے اور
اون میں بکرماجیت اور مہابیر سوامی کا درمیانی فاصلہ لکھا ہے۔
بکرماجیت کے سمت کے شروع اور موریا خاندان کے سلطنت کے زمانہ میں مذکورہ
بالا حساب سے حسب ذیل ۲۵۵ سال ہوتے ہیں ۴+۱۲۳+۴۰+۶۰+۳۰+۱۰۸
اگر اس میں ہم ۵۷ اور ملا دیویں جو سمت اور عیسوی سنہ کا فرق ہے تو چندر گپت
کی تخت نشینی کی تاریخ ۳۱۲ مسیح ہو جاتی ہے یہہ تاریخ قریب ٹھیک ہے۔ اور وہی
تاریخ ہے جو یونانی مورخوں نے لکھی ہے سمت سے وہ سمت مراد معلوم ہوتی ہے
کہ جو ۵۷ برس قبل مسیح سے شروع ہوا نہ کہ وہ سمت جو ۷۸ء سے شروع ہوا۔ اسی
طرح سے اگر حساب لگایا جاوے تو ۵۱۷ برس قبل مسیح مہابیر سوامی کے نروان کی
تاریخ نکل آتی ہے چندر گپت مہاراج کی تخت نشینی اور مہابیر سوامی کے موکش جانے
کی درمیانی وقت میں بھی اختلاف ہے۔ چنانچہ پریشٹا پروان میں ہیم چندر آچاریہ کہتے

کے اندر ہے کرنیکا حال درج ہے لیکن وہ اس کی بہو مہاراج کے ایک رانی کی عداوت تحریر کرتے ہیں اسکے بعد شہزادہ کنال کی چندنیں شہزادی سے بیاہ ہوا اور چندر گپت اون کے لڑکا پیدا ہوا جب یہہ بالغ ہو گیا تو گدی پر بیٹھا اشوک اور کنال دکشا لیکر تپشیا کرنے لگے۔
اس کے بعد میں چندر گپت کے سولہ سپنوں اور بہدر باہو کے ملنے اور بارہ برس کے قحط کی پیشین گوئی کا حال ہے لکھا وتوں میں اختلاف ہونے کی وجہہ سے دو چندر گپت لکھے گئے اور شاید مہاراج آشوک کی کم نسلی چھپانے کے لئے دو چندر گپت ظاہر کئے بہدر باہو اور چندر گپت کا حال تو ہمنے بیان کر دیا اب ہم یہہ ذکر کرتے ہیں کہ بہدر باہو کب سرگباش ہوا اور یہہ بہی ہم ثابت کرتے ہیں کہ وہ چندر گپت کے عہد حکومت کے قریب ہوا یا نہیں۔
راجہ ولی کتہا میں حسب ذیل تحریر ہے۔ مہابیر سوامی تیس (۳۰) سال کی تپشیا کے بعد پالوا پوری کے باغ میں آسوج کی ۳۰۔تاریخ کو موکش گئے اور اوس وقت کلیوک کے ۲۴۳۸ برس گذر چکے تھے اور وردمان سوامی کے بعد گوتم اور دوسرے کیولی ۶۲ برس تک دہرم اوپدیش کرتے رہے نند متر اور دیگر سرت کیولی سو برس تک اوس کے بعد دہرم اوپدیش کرتے رہے۔ دشاکھا اور دیگر دس پوربی کے پاٹہی ۱۸۳ برس تک اوس کے پیچھے دہرم اوپدیش کرتے رہے۔
نکچھتر اور دیگر ایکادش انگ دہاری ۲۲۳ برس دہرم اوپدیش کرتے رہے۔
اوس وقت اوجین میں مہاراج بکرماجیت پیدا ہوا اور وہ جوتش میں نہایت کامل تھا اس لئے اوس نے اپنا بکرماجیتی سمت مہابیر سوامی کے موکش ہونے کے ۶۰۵ سال بعد جاری کیا مختلف مورخ وردمان سوامی کی موکش کی مختلف تاریخ بتلاتے ہیں۔
اس سے اکثر جینی تاریخ میں گڑبڑ ہو جاتی ہے۔ مذکورہ بالا واقعات سے مہابیر سوامی کے موکش کی تاریخ ۶۲۶ برس قبل مسیح اور آخر سرت کیولی کے سرگباش ہونے کی تاریخ ۴۹۹ برس قبل مسیح ظاہر ہوتی ہے۔ جیکب صاحب کہتے ہیں کہ جینیوں کی سیتامبر فرقہ کے خیال کے مطابق مہابیر سوامی کے موکش کی تاریخ ۴۷۰ برس بکرماجیت سے پہلے ہوئی اور دگمبریوں کے شاشتر کے مطابق بکرماجیت سے ۶۰۵ برس پہلے ہوئی

بادشاہ نے حیران ہوکر کھا کہ کیا کہ جس اپنا پورا تا وزیر یاد کیا اور اوسکو بھی قیدخانہ سے رہا کیکر
اپنے بے تامل کا افسوس کیا اور اوس سے التجا کی کہ ملک کو حملہ آوروں سے بچاؤ وزیر نے اس
حملہ کو نہایت عقلمندی سے دفع کیا اور اوس کی واپسی پر مہاراج نے اوسکو اوس کے عہدہ
پر بحال کرنا چاہا لیکن شاک تلا نے انکار کیا اور ایک دہرم سالہ میں بیٹھکر خاندان نند کی بربادی
کی تجاویز سوچنے لگا ایک دن اوس نے ایک برہمن مسمی چانک کو دیکھا کہ جس نے اپنے پاؤں
میں گھاس کا ایک کانٹا لگ جانے کی وجہ سے گھاس کے جھنڈ کی بیخ کنی کی اور اوس کو جلاکر
خاک کر دیا ایسے غصہ والا اور کینہ ور آدمی اوس کو اپنے بدلہ کی تدبیر کو عمل میں لانے کے
لیے مناسب معلوم ہوا اس لیے اوس نے چانک کو شرادھ میں بلایا اور اوس سے بہت خلق
سے پیش آیا لیکن جلدی اپنا سو بھاؤ بدلکے چانک کی بے عزتی کی اور حقارت سے پیش آیا چانک
خاص خیال سے کہ یہہ سب کچھ مہاراج کے اشارہ سے ہوا ہے بدلہ لینے کی قسم کھائی ہے اور
غیر ملکوں کے بادشاہوں سے سازش کرکے نند کو تخت سے اوتار دیا اور بڑے چندر گپت کو
تخت پر بٹھا دیا اس بادشاہ نے کچھ عرصہ سلطنت کرکے اپنے بیٹے نند و ساگر کو اپنا جانشین
مقرر کیا اور جنگل میں چانک کے ساتھ تپسیا کرنے کے لیے چلا گیا نند و ساگر نے تھوڑے عرصہ
سلطنت کرکے راج اپنے بیٹے اشوک کو دیدیا اور آپ تپسیا کرنے چلا گیا اشوک کے ایک بیٹا
مسمی کنال تھا جب اشوک کے ملک پر غیر ملک والوں نے حملہ کیا تو مہاراج نے لڑکے کو اوپادھیا
کے سپرد کرکے کپل کو اپنا نائب السلطنت اپنی غیر حاضری میں مقرر کیا لڑائی عرصہ تک جاری
رہی اور مہاراج نے وزیر کو ایک چٹھی سنسکرت میں لکھی ۔ اوپادھیائے کورم دتور کمارم ستدم
ادہیاتام

उपाध्याया करंद त्वा कुमारं मदं ना ध्याय

کہ اوپادھیائے کو بھوجن کھلایا جاوے اور شہزادہ کو رفتہ رفتہ تعلیم دی جائے) لیکن
وزیر نے چٹھی کے آخری حصہ کو

कुमारं न्व न्धं न्व ध्यायतम

غلط پڑھ دیا جسکے معنی یہہ ہیں کہ شہزادہ کو اندھا کیا جائے اس حکم کے پڑھنے پر شہزادہ
اندھا کیا گیا جب مہاراج فتحیاب ہوکر واپس آئے اور اونہوں کو حال معلوم ہوا تو
اونہوں نے وزیر کو فوراً اندھا کر دیا اور ملک سے نکال دیا بودھوں کی تاریخ میں بھی کنال

مہاراج نند کا حال

کے ناٹک میں لکھا ہے اور ولسن صاحب نے اس ناٹک کا ترجمہ کیا ہے جینیوں کے بیان کے مطابق یہہ بشاکہا دت بہدر باہوا اور چندرگپت کے ساتھ دکھن میں گئے۔ اور چندرگپت کے بعد اچاریہ ہوئے اس کے ترجمہ کے دیباچہ میں ولسن صاحب نے چندرگپت کا بھاگوت اور بشن پران کے مطابق مفصل بیان لکھا ہے اور پورانے زمانہ کے یونانی مورخوں ڈایوڈورس سرکیولس۔ اور سٹرییو۔ کونٹس کرٹیل وغیرہ نے جو سٹرراکوٹس یعنی چندراگپت کا حال لکھا ہے اور ورارچی نے جو ورہت کتہا میں چندرگپت کا حال لکھا ہے اوس سب کا بیان بھی مفصل طور پر مذکورہ دیباچہ میں درج ہے راجا دلی کتہا میں مہاراج نند کا حسب ذیل حال درج ہے۔

پٹنہ میں ایک راجہ تھا جسکا نام نند تھا اوسکی بندھو سبندھو کبیرا اور شاک ٹلا چار وزیر تھے جمیں سے شاک ٹلا امور سلطنت اور راج نیت میں نہایت ہوشیار تھا ایک دفعہ ملیکشوں نے راجہ کے ملک پر حملہ کیا اور شاک ٹلا سے مہاراج نے رائے لی وزیر نے رائے دی کہ بزور زر اون کو زیر کرنا چاہئے اور یہہ ایسے طاقتور ہیں کہ اونکا مقابلہ نا ممکن ہے اس بات پر مہاراج نے شاک ٹلا کو پورا پورا اختیار دیکر صلح کے عہدنامہ کرنے کو بہیجا اور بہت سے حملہ آوروں کو بہت سا روپیہ دیکر صلح کرلی اور ملک میں امن ہوگیا۔

کچھہ عرصہ بعد راجہ نے خزانہ کو دیکھکر معلوم کیا کہ شاک ٹلا نے تمام روپیہ خرچ کر دیا ہے اس بات پر وہ بہت خفا ہوئے اور حکم دیا کہ وزیر اور اوس کے تمام کنبہ کو ایک زمین دوز قیدخانہ میں قید کردو اور ایک مٹھی غلہ اور تھوڑا سا پانی ایک روشندان میں سے ہر روز دیا جاوے چونکہ اس سے صرف ایک آدمی زندہ رہ سکتا تہا۔ اس لئے شاک ٹلا نے اپنے کنبہ سے قیدخانہ میں یہہ کہا کہ تم میں سے جس کسی کو اپنی طاقت اور تقدیر پر بھروسہ ہو کہ خاندان نند کو شکست دیدے وہ اس غذا کو کھاکر زندہ رہے اون سب نے متفق ہوکر جواب دیا کہ اس کام کے لایق آپ ہی ہیں اس لئے اونہوں نے جو غذا جیلخانہ میں آتی تہی شاک ٹلا کو کہلاتے رہے اور سب بھوک سے مر گئے اس اثنا میں غیر ملکوں کے بادشاہوں نے یہہ سنکر کہ اب نند کے پاس اوسکے طاقتور وزیر کی مدد نہیں ہے پہر ملک پر حملہ کیا

(پروفیسر کرن کی رائے)

پروفیسر کرن صاحب آشوک کے کتبوں کو غور سے ملاحظہ کے بعد حسب ذیل نتیجہ نکالتے ہیں مناسب وقت اور جگہوں پر اور عمدہ طریقہ سے مہاراج آشوک اس مذہب کے اشلوکوں کا جو انہوں نے قبول کیا ہے ذکر کرتے ہیں لیکن درباری کاروبار میں کوئی بودہ مذہب کا طریقہ پایا نہیں جاتا ابتدائی زمانہ سے وہ ایک زبردست راجہ تھا اوس نے جو قوانین جانوروں کی جان بچانے کی بابت بنائے ہیں وہ جین مذہب کے اصولوں کے مطابق تھے نہ کہ بودہ مذہب کے اصولوں کے مطابق - اس امر کے ثابت کرنے کے لئے کہ بودہ مذہب اور جین مذہب میں سے کونسا پورانا ہے چند جدید مورخوں نے جو نتیجہ نکالا ہے اسکو تحریر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے - جیکب صاحب بیاں کرتے ہیں کہ بودہ اور مہابیر دو جداگانہ شخص ایک ہی وقت میں تھے - بولر صاحب کے خیالات کے مطابق اونہوں نے یہہ ہی معلوم کیا ہے کہ بودہ اور جین مت کے شاستروں میں مہابیر کا نام نرگرنتہہ تحریر ہے

(جیکب بولر اور کول برک صاحبان کی رائے)

کول بروک صاحب کی رائے ہے کہ مہابیر سوامی اس مذہب کا بانی نہیں تھا بلکہ اصلاح کنندہ تھا اور وہ یہہ ہی کہتے ہیں کہ جین مذہب کے آغاز کا پتہ پارس ناتھ سوامی سے لگ سکتا ہے اور یہ وہ تیرتھنکر ہیں جو مہابیر سوامی سے ڈہائی سو برس پہلے ہوئے ہیں - پروفیسر طامس صاحب لکھتے ہیں کہ جین مت کے آخری تیرتھنکر مہابیر سوامی اور بودہ مذہب کے بانی گوتم بدہ کے ایک وقت میں ہونیکے باعث جسقدر کھاوتیں عام میں مشہور ہو رہی ہیں وہ قابل غور ہیں جین مذہب اپنے اوپدیشکوں کی کمی سے اور اس امر سے کہ وہ اور مذہب والوں کو اس ذات میں نہیں ملاتے تھے اصلی صورت میں ہندوستان میں رہ گیا اور بودہ مذہب اپنے اوپدیشکوں کے زور سے تمام روئے زمین پر پہیل گیا - سر لوئیس ولیم صاحب نے رایل ایشیاٹک سوسائٹی کے جلسہ میں حسب ذیل فرمایا (زمانہ حال کے اکثر علما کی بھی رائے ہے) کہ جینی تیرتھنکر مہابیر سوامی اور گوتم بدہا ہمعصر ہیں اور جین بودہ مذہب سے پہلے کا ایک علیحدہ فرقہ تھا - بہرحال یہہ تحقیق معلوم ہوتا ہے کہ مُگری جینی بودہ مذہب سے پہلے کے ہیں اور بودہ مذہب کی مشہور کتاب مُری ٹیکا میں اوس کا ذکر ہے مہاراج چندر گپت کے خاندان نند کے تخت پر جلوہ فرمانے کا حال ناٹک کے طور پر وشاکہا دت نے مدرا راکشس سنسکرت

پربھو چندر رکھا تھا یہہ ہمیشہ سے جینیوں میں دستور چلا آیا ہے کہ دکشا لیکر نام آچارج پد دی کا
رکھتے ہیں لیکن چونکہ چندر گپت کا نام بہت مشہور تھا اسلیے آچاریہ ہوکر بھی اوس کا وہی نام
مشہور رہا اب ہم اس بات کا ذکر کرتے ہیں کہ یہہ چندر گپت وہی چندر گپت ہے جسکو یونانی
مورخوں نے سنڈراکوٹس پٹنہ کا مشہور مہاراج لکھا ہے اوس وقت جو مشہور فرقہ ہندوں

(ولسن صاحب کی رائے)

میں تھے اونکی بابت ولسن صاحب حسب ذیل لکھتے ہیں۔ یہہ مانی ہوئی بات ہے کہ جین مذہب
سکندر کے حملہ کے وقت بھی موجود تھا جبکہ یونان والوں نے سنیڈراکوٹس کے پاس اپنے
سفیر بھیجے بودھ مذہب اور جین مذہب میں بڑا فرق ہے۔ ٹومس صاحب لکھتے ہیں کہ

(ٹومس صاحب کی رائے)

چندر گپت جین مذہب کا پیرو ہے اور جینیوں کے شاستر میں اوس کا ذکر ہے۔ یہہ
ایک ایسا امر واقعہ ہے کہ جس کے لیے نہ کسی دلیل کی ضرورت ہے اور نہ کسی ثبوت کی۔
تحریری شہادت اس امر کی کہ چندر گپت جینی تھا بہت پورانی اور قطعی موجود ہے
میگس تھنس کی شہادت سے بھی یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ چندر گپت برہمی مذہب کا پیرو
نہیں تھا بلکہ جین مت کا پیرو تھا طامس صاحب ثابت کرتے ہیں کہ چندر گپت مہاراج
کی اولاد بھی جینی تھی اور مہاراج اشوک کے مختلف فرمان جو پہاڑوں اور ستونوں پر ہند کے
مختلف صوبوں میں کندہ ہیں اون سے طامس صاحب یہہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ مہاراجہ
اشوک اوّل میں جینی تھے اور بعد میں بودھ مذہب کے پیرو ہوگئے شہنشاہ اکبر کے مشہور

(ابوالفضل کی رائے)

وزیر ابوالفضل اپنی کتاب آئین اکبری میں تحریر کرتے ہیں کہ مہاراجہ اشوک نے کشمیر
میں جین مذہب پھیلایا اور اس کی تائید برہمنوں کی لکھی ہوئی کشمیر کی تاریخ راج ترنگنی
سے ہوتی ہے جس میں لکھا ہے کہ مہاراج اشوک نے جین مذہب کشمیر میں پھیلایا مہاراج
اشوک نے اپنے فرمانوں میں جو اوس نے اپنی گدی نشینی کے دس سے بارہویں سال تک
جاری کئے ہیں اپنا خطاب دیوانم پیا پیا داسی تحریر کیا ہے لیکن بہادری کے فرماں میں
جو اپنی تخت نشینی کے ستائیسویں سال جاری کیا ہے اونہوں نے اپنے تئیں بودھ مذہب کا
پیرو کر ظاہر کیا ہے دیوانم پیا کے لقب کو چھوڑ دیا ہے دیوانم پیا کا لفظ صرف جین مذہب
والوں سے مخصوص ہے۔

میں لکہا ہے کہ گوبرڈھن - وشنو - نندمتر - اپراجیت چار سُرت کیولی تھے جو جموں سوامی کے موکش کلیانک کی جاترا کو ملکر جاتے تھے پانچواں سُرت کیولی ستہل بہدر تھا جو قحط کے بعد میں شمالی ہند میں ٹہیرا رہا اس حساب سے بہدر باہو آخری سُرت کیولی تہے اور اسیطرح سلسلہ وار نام کتبوں میں ہیں صرف ستہل بہدر کا نام کتبوں میں نہیں لکہا ہے جسکا باعث یہہ تھا کہ وہ قحط زدہ اضلاع میں رہنے سے بہرشٹ سمجھے گئے تہے اور مذہبی فرائض اور پابندیاں وہ ادا نہ کر سکتے تھے - پروفیسر جکیب صاحب لکھتے ہیں کہ نزا دلی کی تحریر کے مطابق بہدر باہو مہا بیر سوامی کے پیچھے چھٹا سُرت کیولی تھا رشی منڈل سوتر میں ایک ہی اشلوک بہدر باہو کی استوتی میں ہے اور استہل بہدر کی استوتی میں صدہا اشلوک ہیں -

ترجمہ اشلوک -

میں بہدر باہو کو نمسکار کرتا ہوں جو اُتم سُرت کیولی تھے اور جنہوں نے دس کلپ اور بیوہار کے گرنتہ نو پورب میں سے تحریر کئے ہیں اور جو لفظ اس اشلوک میں مستعمل ہے اوس کے معنی یہہ ہی ہوسکتے ہیں کہ وہ آخری سُرت کیولی سے پہلے سُرت کیولی تھا اس حساب سے بہدر باہو سوامی پانچواں اور ستہل بہدر سوامی چھٹا سُرت کیولی ہوتا ہے جس وقت سے ہم کو تحریری تاریخ ملتی ہے اوس سے ثابت ہے کہ جینی دکہن میں بکثرت آباد تھے - اور وہ قحط کے باعث دکہن میں شمالی ہند سے گئے تہے - بہدر باہو سوامی دکہن میں جانیوالوں کا سرگردہ تھا اور وہ سرون بیل گول میں سرگباش ہوا علاوہ کتبوں کی شہادت کے وہ گپھا جس میں اوس کا دہیانت ہوا اب تک پہاڑ پر موجود ہے - بہدر باہو سوامی کے ساتھ چندر گپت مہاراج کا ہونا - کتبہ نمبر ۱۷ اور سری رنگ پٹن کے قریب گوتم کھیٹرہ کے دونوں کتبوں سے ثابت ہے کہ گوتم کہیٹرہ کے کتبوں میں کلبا گری کی پہاڑی کا اور بہدر باہو اور چندر گپت منیوں کے چرنوں کا ذکر ہے اور ان دونوں کے چرن وہاں علیحدہ علیحدہ بنے ہوئے ہیں اسکے علاوہ اس کی تائید کتبہ نمبر (۱۰۸) سے ہوسکتی ہے جسمیں لکہا ہے کہ اوس کی تپسیا کی شہرت دور دور ہیل گئی کتبہ نمبر ۵۴ میں لکہا ہے کہ چندر گپت کو بہدر باہو کا چیلہ ہونے کے باعث عرصہ تک جنگل کے دیوتا پوجتے رہے کتبہ نمبر ۴ کا بہی اس قسم کا مضمون ہے کتبہ نمبر ا کے مطابق یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اوس نے دکشا لیکر اپنا نام

لیکن چندرگپت نے اونسے کہا کہ پاس ہی یہہ قصبہ ہے چلئے وہاں بہکشا مل جائیگی وہ متعجب
ہوکر اوس کے ہمراہ گئے اور وہاں اون کو سراوکوں نے بہت عمدہ بھوجن کھلایا۔ لیکن جب
گنگا میں واپس آتے تھے تو ایک سادھو نے یہہ معلوم کرکے کہ اس قصبہ میں اپنا کمنڈل بہول
آیا ہے اوس کو لینے کے واسطے واپس گیا لیکن وہ یہہ دیکھکر بہت متعجب ہوا کہ وہاں قصبہ
نہیں ہے اور کمنڈل ایک درخت کی شاخ میں لٹکا ہوا ہے بڑا کہا چارمنی نے یہہ معلوم
کرکے کہ چندرگپت منی نے اون کو جادو سے بھوجن کھلائے ہیں اونہوں نے اوس کے
باپوں کا پرائشچت کراکر اوس کو پہر دکشا دی اور خود اور اوس کے چیلوں نے جو دیوتی
کھانا کھایا تہا اوس کا پرائشچت کرکے وہاں سے روانہ ہوئے یہانتک کہ مہاراج سمپرسین
کے بیٹے راجہ بھاسکر اپنی سبھا سمیت بہدرباہو کے چرنوں کی پوجا کو آئے وہاں اوس
نے چندرگپت اپنے گرو اور دادا کی پوجا کی اور بہت سے جین مندر بنائے اور پہاڑی
کے پاس ایک شہر بسایا جسکا نام بیل گول رکھا اس کے بعد چندرگپت مہاراج اسی جگہہ مرے
ہیں جسکا حال مذکورہ تاریخ میں آیا ہے۔
بیل گول اور بہدرباہو کے مذکورہ بالا بیان سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ آخری سرت کیولی
تھا اور کتبہ نمبر ۱۰۸ سے اوس کی تصدیق ہوتی ہے اور اس بیان کی دیگر مورخوں
نے بہی تائید کی ہے ولسن صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ جین گوروں کا سلسلہ ہمیشہ مہابیر
اور اوس کے چیلے سودہرما سے چلتا ہے باقی سب چیلے اپنے گرو کے سامنے مرگئے صرف
گوتم ایک ماہ بعد مرا اور اوس نے اس ایک ماہ کو تپشیا اور برتوں میں صرف کیا اس لئے
سودہرما ہی ایک ایسا چیلہ تھا جو مہابیر سوامی کی تعلیم کو تسلسل سکتا تہا۔ سودہرما کا چیلہ جموں
سوامی آخری کیولی تھا اوس کے بعد چھ سرت کیولی ہوئے اور سات دس پورب کے
جاننے والے منی ہوئے۔
مذکورہ بالا بیان کے نوٹوں کے ساتھ چھ سرت کیولی کی فہرست دی گئی ہے۔ جنہیں آخری
بہدرباہو سوامی اور ستھول بہدر سوامی تھے اس بات سے یہہ صاف ظاہر ہے کہ سرت کیولی
ایک ہی وقت میں ہوئے اونکے نام کی ترتیب میں خفیف اختلاف ہونا ممکن ہے راجہ ولی کتھا

کا کہنا مانا گیا کہ یگ میں پاپ سے بہدر باہو نے یہ معلوم کر کے کہ مینہ اور کھیتی کیاری کی پیداواری بند ہیماچل پربت سے نیلگری تک بند ہوجائیگی اور لوگ فاقہ کشی سے مرجائیں گے اور جو بچیں گے اون کا دہرم نشٹ ہوجائیگا بارہ ہزار چیلے جمع کئے اور دکھن کو چلے گئے ایک پہاڑی کے پاس آکر اونکو معلوم ہوا کہ اون کا انت آن پہونچا ہے اس لئے انہوں نے بشاکہا منی کو اویدیش کیا اور کل چیلوں کو اونکے سپرد کر کے اوس کو اونکا گرو بناکر چول اور پانڈے دیش میں بہیجدیا صرف چندر گپت کو یہ حکم ملا کہ وہ وہیں رہے جس نے اون کے مرے کی رسوم ایک گفا میں ادا کیں اور وہاں اون کے چرن بنا دئے۔

بہدر باہو اور مہاراج چندر گپت کا حال سنسکرت بہدر باہو چرت میں درج ہے۔ اس گرنتھ کو للت کرت کے چیلے رتن نندی نے بنایا تھا انہیں ایام میں بشاکھا چارج منی جین مرکوں اور مختلف جین مندروں کے گاؤں اور قصبوں میں درشن کرتے ہوئے اور دہرم روپی (رتنا ابھاوتی کی کتھا)
امرت بانی کو ہر طرف برساتے ہوئے اور سدا اپنے چیلوں کے بہار کرتے ہوئے چول منڈل اونتر میں پہونچے اس کے بعد قحط کے نازک نظارہ کا بیان ہے اور اوس میں لکھا ہے کہ جو جین منی ستھول بہدر منی اور دیگر منیوں کے سنگھ میں شمالی ہند میں رہ گئے تھے اونہوں نے کیا کیا دکھ بھوگے دہرم کے نیموں سے برودھ ہوکر اونکی پروا نہ کی شدادراشدھ کہانیکی کچھ پروا نہ کی تمام آناج صرف ہوگیا حتی کہ پھول پھل دانا جڑیں گانٹھیں سب ختم ہوگئیں اور روٹی کھانے کی تلاش میں پہرتے پہرتے مرگئے جبکہ بارہ برس کا کال ختم ہوگیا تو بشاکہا چارج منی بارہ ہزار چیلوں سمیت اوتر کی طرف چلے اور جب کرناٹک میں پہونچے تو اوس گپھا میں جہاں اونکے گرو بہدر باہو سوامی مرے تھے گئے وہاں دیکھا کہ چندر گپت منی بہدر باہو کے چرنوں کی پوجا کرتے ہیں اور اونکے بال بہت بڑہ گئے ہیں چندر گپت منی نے بشاکہا منی کو دیکھکر کھڑے ہوکر اونکی بندنا کی لیکن اونہوں نے کوئی جواب ندیا یہ خیال کر کے کہ کال میں چندر گپت مہاراج جڑیں اور دانہ کھاکر بھرشٹ ہوگئے ہیں لیکن اون کی بندنا منظور کر کے اونہوں نے بہدر باہو کی موت کے حالات دریافت کئے اوس دن برت کیا اور چونکہ اوس اوجاڑ دیس میں خوراک نہیں مل سکتی تہی اس لئے اونہوں نے دوسرے دن علی الصباح سفر کا ارادہ کیا

مطلع کیا۔
بھدر باہو سوامی نے جو خوابوں کی تعبیرات بتلائی وہ حسب ذیل ہیں۔ (۱) تمام علم پر تاریکی چھا جائیگی۔ (۲) جین مذہب کو زوال ہوگا اور تمہاری جانشین دکشا نہیں لیں گے (۳) دیوتا بھرت چھتر میں آیندہ نہیں آویگی۔ (۴) جینیوں میں بہت فرقہ ہو جاوینگے۔ (۵) مینہ کم برسے گا اور فصلیں اچھی نہیں ہوں گی۔ (۶) اصلی علم چونکہ گم ہوگیا ایک دو چنگاریاں علم کی رہیں گی (۷) آریا کھنڈ میں یعنی ہندوستان میں جین مت نہیں رہے گا اور پاکھنڈ چلیں گے۔ (۸) برائی غالب آویگی اور بھلائی چھپ جاوے گی۔ (۹) کمینہ اور رزیل اور شریر طاقت حاصل کریں گے (۱۰) راجہ پیداوار کا چھٹا حصہ لیکر صبر نہیں کرینگے اور مالگذاری آراضی بڑھائیں گے اور اپنے حق سے دو چند سہ چند لیکر رعیت کو تنگ کرینگے (۱۱) جوان دہرم کے پیرو ہوںگے مگر بڑھاپے میں دہرم کو چھوڑ دیں گے (۱۲) اعلیٰ خاندان کے مہاراج کمینوں کے ساتھ میل جول رکھیں گے۔ (۱۳) نیچ امیروں کو تا دبن لگے اور ادن کو بھی اپنا جیسا بنانے کی کوشش کرینگے۔ (۱۴) راجہ ناجائز محصول لگا کر رعیت کو دق کرینگے۔ (۱۵) کمینے لوگ امرا، و شرفا و نیکوں پر غالب آوین گے۔ (۱۶) بارہ سال کا مہا کال پڑے گا۔

- اسکے بعد ایک دن جبکہ بھدر باہو لے اپنے چیلوں کو مختلف اطراف میں آہار لینے بھیجا ہوا تھا اور وہ خود بھی آہار کے واسطے گئے تھے ایک مکان کے پاس جہاں پالنے میں ایک بچہ چلّا رہا تھا کھڑے ہوگئے وہ بچہ ایسے زور سے چلّا رہا تھا کہ اگرچہ ادنہوں نے بارہ دفعہ آہار کے لئے کھا مگر کسی نے توجہ نہ کی۔ اس بات سے اونہیں یہ معلوم ہوگیا کہ بارہ برس کا کال شروع ہوگیا ہے۔ اس مصیبت کے دور کرنے کے لئے مہاراج چندر گپت اپنے بیٹے سمبہسین کو گدی دیکر خود دکشا لیکر بھدر باہو کے ساتھ ہوگیا سمبہسین نے منتریوں سے مہاراج کو رائے دی کہ نمالوا ہٹنکا کو بلا لیا جاوے اور بڑا یگ کیا جاوے لیکن جین مت کے مولاچاری برہمن ہی بلائے گئے اور یگ میں جانوروں کے بلدان کرنیکے پن پاپ کے بارہ میں بڑا مباحثہ ہوا اور آخر کار جین مت کے مولاچاری برہمنوں

گومٹ سار - پربچن سار - راج بارتک - اشٹا سہری - پرے کمل مارتنڈ وغیرہ -
نمبر چہارم چرنان یوگ - جس میں گوروؤں کی عادات - اچار وغیرہ کا
ذکر ہوتا ہے - تربینا چار - مولاچار - جوگ مول - اشٹ پاہڑ - پدم نند پچیسی وغیرہ گرنتہ ہیں
پھر اونہوں نے دنیا وی آسائش کو چھوڑ کر دکشا لینی چاہی تو اوس وقت مہاشی نے
اون سے کھا کہ اپنے ماں باپ سے مل آؤ اور دکشا کی اجازت لے آؤ - جب وہ دربار
میں پہونچے تو راجہ نے اون کو ایک تحریر دکھلائی جس کو کوئی نہیں پڑھ سکتا تھا اور نہ سمجھ
سکتا تہا - مگر اوس نے فورًا اوس کی تشریح کر دی اور اسطرح اپنے علم اور فراست
کا قابل اطمینان ثبوت دیدیا اپنے والدین سے اجازت لیکر اوس نے دکشا لی اور
گیان دہیان تپ سنجم کی مشق سے آچاریہ ہوگیا اور گوردھن سُرت کیولی سُرگباش
ہوگیا - راجہ ولی کتہا میں جو اور حالات بہدر باہو سوامی کے لکھے ہیں وہ ان پہاڑی
کتبوں کے مطابق ہیں - چندر گپت پٹنہ کے راجہ نے کاتک کی پورن ماشی کو سولہ حسب ذیل
سُپنے دیکھے - (۱) سورج کا غروب ہونا (۲) کلپ برکش کی شاخ کا ٹوٹنا اور گرجانا -
(۳) دیو رتہہ کا آسمان سے اوترنا اور واپس جانا - (۴) چاند کے ٹکڑے ٹکڑے ہوجانا
(۵) کالے ہاتھیوں کا لڑنا - (۶) جگنو کو شفق میں چمکتے ہوئے دکھنا (۷) خشک جہیل کا دکھنا
(۸) تمام دنیا میں دھوئیں کا پھیل جانا - (۹) ایک بندر کا تخت پر بیٹھنا - (۱۰) ایک سونے کے
برتن میں کتے کا پانی پینا - (۱۱) سانڈوں کو جُتے ہوئے دیکھنا - (۱۲) کہتری کے لڑکوں
کو گدھوں پر چڑھے ہوئے دیکہنا - (۱۳) بندر کا ہنسوں کو ڈرانا - (۱۴) بچھڑوں کا
سمندر میں کودنا - (۱۵) لومڑیوں کا بڈھے بیلوں کا تعقب کرنا - (۱۶) ایک بارہ پھن
کے سانپ کا نزدیک آتے ہوئے دیکھنا - مہاراج دوسرے دن ان خوابوں کی وجہ
سے اپنے دلمیں بہت گھبرائے اور پریشان اوٹھے - اور صبح کی ضروریات اور پوجا پاٹھ
سے فارغ ہوکر دربار عام میں گئے شاہی باغ کے باغبان نے آکر خبر دی کہ بہدر باہو جی
ملکوں میں دہرم اوپدیش کرتے ہوئے یہاں آئے ہیں اور مہاراج اپنے تمام مشیر کاروں
کو لیکر اون کے درشن کے لئے باہر گئے اور دہرم اوپدیش سنکر اونکو اپنی خوابوں سے

(چندر گپت کے ۱۶ خواب)

(بهدر باهو سوامی کا حال)

کی پیدائش اور ودیا حاصل کرنے کا حال راج ولی کتہا میں حسب ذیل درج ہے بہرت کھنڈ
کے پندرہ وردہنا صوبہ میں شہر کوٹ کپورہ میں ایک راجہ پدم رتہہ راج کرتا تھا اوسکی رانی
پدماسری کا پروہت سوم سرما نام ایک برہمن تھا۔ جس کی بیوی سوماسری کے ایک لڑکا
پیدا ہوا اوس کے باپ نے بچہ کا زائچہ دیکھکر اور معلوم کرکے کہ وہ جین مذہب کا بڑا
حامی ہوگا اوس کا نام بہدرباہو رکھا اور جینی رسم کے بموجب چولہ اور اوپنیان
کی ابتدائی رسمیات ادا کی۔
لیک دن بہدرباہو سوامی سات برس کی عمر میں بچوں کے ساتھ کہیل رہے تھے چار شرکیولی
یعنی گوبردھن مہامنی اور وشنو نندمتر۔ اور اپراجیت اور اون کی پانچسو سنگہہ
کے مع کوٹ کپورہ میں جمبوں سوامی کی جاترا کرنے آئے اور اونہوں نے بہدرباہو
کو دیکھا گوبردھن مہامنی نے اونکے ہونہار چہرہ سے جان لیا کہ یہہ انتم سرت کیولی
ہونگے اس لئے اونہوں نے اوس لڑکے کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ اوسکو اوس کے
باپ کے پاس لے گئے اور کہا کہ یہہ لڑکا ہمیں پڑھانے کے واسطے دیدو سوم سرما نے
اون کو ڈنڈوت کرکے کہا کہ مہاراج اس کو لے جائیے۔ لیکن لڑکے کی ماں سوماسری
نے کہا کہ اس کو دکشا دینے سے پہلے ایک دفعہ مجہہ کو دکہلا دیجئے گا۔ گوبردھن سوامی
نے اس بات کا اقرار کرلیا۔ اور بہدرباہو سوامی کو اپنے شراوک کے سپرد کرکے
اوس کے کہانے اور ٹہیرنے کا انتظام کیا۔
سوامی جی کی اگیا کے موافق بہدرباہو نے چاروں طرح کے علم یوگنی۔ سنگنی۔ پرجیانی
اور پرجاپتی اور چار انیوگ اور دیاکرن اور چودہ پورب کا علم حاصل کیا۔
جینیوں کے شاستر حسب ذیل چار قسم کے ہیں اول برتہمان یوگ۔ اس میں تاریخ
اور سوانح عمری ہوتی ہے
پدم پران وغیرہ برتہمان یوگ کے شاستر ہیں دویم کرنان یوگ جس میں لوک الوک
وغیرہ کا حال ہوتا ہے ترلوک سار۔ جوتش سار۔ بجے گنت چندر پرجاپتی۔ سورج پرجاپتی
گرنتہہ اس قسم میں آتے ہیں۔ سوم دربیان یوگ۔ جس میں جینیوں کی فلوسفی ہے

آسان ترکیب یہہ ہے - کہ کتبوں پہ غور کریں اور جہاں تک ممکن ہو - انکو سلسلہ وار خیال کریں سب سے پرانے کتبہ نمبر ۱ سے نمبر ۱۴۵ تک بالترتیب رکھو گئو ہیں - یہہ سب پرانے دید ہل کنیڈا حروف میں ہیں - اور ان کے طول و عرض چند انچوں سے فٹ بھر یا اس سے زیادہ لمبا ہے - کتبہ نمبر ا پندرہ اور ا و تیس ۲۹ سنسکرت زبان میں ہیں - باقی ہل کنیڈا زبان میں یہہ کتبہ پہاڑ پہ تمام سمتوں میں موجود ہیں اور خاصکر چندر گپت بستی کے جنوب مغرب میں نصف دائرہ میں مختلف فاصلوں پر شمال مشرق کو چلے گئے ہیں اونکی طرف منہ کرکے انکو پڑھنا چاہیے ان کتبوں سے بجز دو تین کتبوں کی وہ جگہہ معلوم ہوتی ہے جہاں منی مہاراج سلیکہنا کرکے سرگ یا موکش گئے - عالیجناب لوئس رائس صاحب بہادر سے پہلے کوئی شخص ان کے پڑھنے میں کامیاب نہیں ہوا - اور نہ یہ معلوم ہوا - کہ وہ کیوں کھود دے گئے تھے - کیونکہ قدیم (الف، ب) کا علم کامل طور سے معدوم ہو گیا تھا اوّل کتبہ جس کو صاحب ممدوح نے پڑھنے کا استقلال کیا - نمبر ۲۶ کا کتبہ تھا - اس سے اون کو وہ کنجی مل گئی - جس سے بعض بعض چھوٹے کتبے نمبر ۱۶ سے ۱۶ تک سمجھ میں آگئے - جب وہ موقع پر اسکے دیکھنے کو گئے - اور مضمون ان کی سمجھ میں آگیا - تو نمبر (۱) کے کتبہ کی نقل کرکے انکو بڑی خوشی حاصل ہوئی -

کتبہ نمبر (۱) میں تحریر ہے کہ بھدر باہو سوامی جو کہ گوتم گندھر کے سلسلہ میں ہیں اُنہوں نے اُجین میں یہہ پیشین گوئی کی کہ بارہ برس کا مہا کال آنے والا ہے اور تمام جین مذہب کا سنگہہ اون کے ساتھہ شمالی ہند سے دکھن کو روانہ ہوا وہ ایک نہایت آباد اور سرسبز ملک میں جو اوس جگہہ واقع تھا - جہاں اب موجودہ ملک میسور کے شمال مغربی ضلع ہیں پہونچگئے جب وہ کٹاوا پرا پہاڑ کے پاس پہنچے تو بھدر باہو کو معلوم ہوا کہ میرا انت نزدیک آگیا تو اوس نے اپنے چیلوں کو آگے روانہ کیا اور صرف ایک چیلہ کے ساتھ سلیکہنا مرن کیا - جین شاستروں میں بھدر باہو ایک مشہور آچاریہ ہیں اوسکے حالات جس طرح اس کتبہ میں لکھے ہیں اس کی تائید راج ولی کتھا سے بھی ہوئی ہے - راج ولی کتھا کو ملبار کے جینی آچاریہ دیوچندر نے میسور کے شاہی خاندان کی استری دیوی رما کے کہنے سے حال ہی میں جینیوں کی تاریخ کے طور پر کیناڈا زبان میں تاڑ پتروں پر لکھا ہے بھدر باہو

ادھیراج چندر گپت اپنے گرو بھدر باہو سوامی کے ہمراہ اس پہاڑی پر ٹھیرے - یہہ چندر گپت مہاراجہ ادھیراج وہ چندر گپت ہیں - جو موریا خاندان کے مشہور شاہنشاہ ہند تھے - اور جنھوں نے ۳۱۵ قبل مسیح سے ۲۹۱ قبل مسیح تک سلطنت کی ہے - اور یہ وہی چندر گپت ہے - جسکو یونانی مورخوں نے سنڈراکوٹس لکھا ہے - جبکہ بھدر باہو سوامی اپنی سنگھہ سمیت شمالی ہند سے قحط کے باعث دکھن میں جارہے تھے - تو اس پہاڑی کے پاس پہونچکر انکو معلوم ہوا - کہ میرا انت سما نزدیک ہے - اور وہ اپنے چیلے مہاراج چندر گپت کے ساتھ سلیکھنا کے واسطے ٹھیر گئے - اور انکے ساتھ صرف مہاراج چندر گپت خدمت کے لئے ٹھیرے - یہہ بھدر باہو سوامی آخری سُرت کیولی تھے -

ان واقعات کی نہایت ابتدائی تحریر کتبہ نمبر ایک میں پائی جاتی ہے - اور یہہ تحریر اس زمانہ سے تعلق رکھنے کے باعث جب ہندوستان کا پہلی پہل یورپ کے یونانی بادشاہ سکندر اعظم وغیرہ سے تعلق ہوا - نہایت دلچسپ ہیں کتبے نمبر ۱۷ نمبر ۴۰ نمبر ۵۴ نمبر ۱۰۸ کی کیفیتوں اور نیز روایتوں اور کئی اور جگہوں کے کتبوں سے اسکی تائید ہوتی ہے -

اس پہاڑی پر ایک گوپھا کو بھدر باہو سوامی گوپھا کہتے ہیں اور یہہ وہ جگہہ ہے کہ جہاں سے وہ سرگباش ہوئے - اس گوپھا میں بھدر باہو کے چرن بنے ہوئے ہیں - جنکی پوجا ہوتی ہے - چھوٹی اور وسطی چندر گپت کی بستی جو بھدر باہو سوامی کے کتبے کے سامنے ہے پہاڑی پر مختلف مندروں اور عمارتوں میں سب سے پُرانی ہے - اور چونکہ یہ پہاڑی اس زمانہ میں مشہور اور متبرک تھی - اسلئے اس کی جانب منہ کر کے بیٹھا کرتے تھے - ان منی راجکان کی تپشیا کے حالات نمبر ۲ سے نمبر ۱۲ تک اور نمبر ۲۳ میں اور نمبر ۲۶ سے ۵۳ تک کے کتبوں میں تحریر ہیں - یہہ سب کتبے سامنے کے رُخ سے پڑھے جاتے ہیں دسویں صدی عیسوی میں گنگا بادشاہوں کے عہد میں سرون بیل گول کو بہت بڑی شہرت اور عزت حاصل ہوئی - اور یہ شہرت اور عزت ہوسلہ خاندان اور بعد کے راجاؤں کے عہد میں ترقی کرتے رہے -

ان کتبوں اور عمارتوں کی تعمیر کی تاریخ اور قدامت کا حال بیان کرنے کے لے نہایت

"بھدر باہو سوامی کی گوپھا" نمبر ۱ ان کتبوں کے لفظ عین میں مہاراج چندر گپت و مہاویر سوامی کے ابتدائی زمانہ سے دسویں صدی تک ...

(گومٹ سوامی کا دوسرا نام)

یہہ جگہہ سر نگر یا سر لپہ یعنی دیوتاؤں کا شہر کہلاتا ہے اور اس کو گومٹ پورہ یعنی گومٹ شوامی کا شہر ہی کہتے ہیں اور یہہ تیرتھ ہے - سرون بیل گول جسکو جینیوں کا بیل گول ہی کہتے ہیں - اس کی وجہ تسمیہ یہہ ہے - کہ یہہ لفظ بیل اور گولا سے مرکب ہے بیل کے معنی سفیدی کے ہیں - اور بیل کا مترادف کینڈا زبان میں بیل تھا - بیل بدل کر بیل بن گیا - گولا لفظ کینڈی زبان کے لفظ گولا سے بنا ہے - جسکے معنی تالاب کے ہیں - اس شہر کے بیچ میں ایک بڑا عالیشان تالاب ہے - سنسکرت میں اس کا ہم معنی دھول سرور اور دھول سرس اور سویت سرور ہے اور اس تالاب کو بہو دیوی منگلا در رشی کلیانی ہی کہتے ہیں ریاست میسور کے ضلع حسن تحصیل چنرای پٹن میں سرون بیل گول ایک بڑا گاؤں ہے اس کا عرض بلد شمالی ١٢ درجہ ٥١ منٹ ہے اور اس کا طول بلد شرقی ٧٦ درجہ ٢٣ منٹ ہے یہہ گاؤں دو بڑی پہاڑیوں کے دامن میں واقع ہے - پہاڑی کے سب سے اونچے یا جنوبی حصہ پر بہت سے مقدس عمارتوں کے علاوہ سری گومٹ شوامی کی کھڑی جوگ پرتما سطح سمندر سے ٣٣٤٧ فٹ بلندی پر براجمان ہے یہہ یا جنوبی پہاڑی پر سطح سمندر سے ٣١٥٢ فٹ بلند نہایت ہی قدیم کتبے اور بے شمار مٹھہ یا جینیوں کے سدر واقعہ ہیں - اور چند دیگر بستیاں نیچے قصبہ میں ہیں -

(گومٹ سوامی کی پرتما کی سطح سمندر سے بلندی)

اس تیرتھ میں دو پہاڑیاں ہیں - جنمیں سے ایک کو ڈوڈا بیٹ یا بڑی پہاڑی کہتے ہیں - اس کا نام نبدیا گری ہے - نبدیا گری کی وجہ تسمیہ یہہ ہے - کہ یہہ دو لفظوں سے مرکب ہے یعنی دم بمعنی آتما - دھیا بمعنی دھیان یعنی ایسی جگہہ کہ جہاں رشی بیٹھکر پرماتما میں لولین ہوکر دھیان لگایا کرتے ہیں - دوسری پہاڑی کا نام چک بیٹ یعنی چھوٹی پہاڑی ہے اور اس کو چندر گری ہی کہتے ہیں جس کی وجہہ یہہ ہے - کہ اول اول مہاراج چندر گپت نے اس جگہہ دھیان لگایا تھا -

(دہلی سے نزدیک ترین راستہ)

دہلی سے سب سے نزدیک راستہ اس پہاڑی کا بمبئی ہوکر جاتا ہے بمبئی سے جاتری کو آرسی کیرہ اسٹیشن کا ٹکٹ لینا چاہیے - ارسی کیرہ سے سرون بیل گول تک پختہ سڑک بنی ہوئی ہے اور جاتری گاڑیوں میں بہ آسانی جا سکتا ہے -

کتبوں کے دیکھنے سے دریافت ہوتا ہے - کہ یہہ تقریبا ٢٩٠ سال قبل از مسیح مہاراجہ

حصہ دوم
گومٹ سوامی کے اکتبونکا حال
اور
اون سے تاریخی نتایج

त्रैलोक्यं सकलं त्रिकालविषयं सालोकमालोकितं,
साक्षाद्येन यथा स्वयं करतले रेखात्रयं साङ्गुलि ॥
रागद्वेषभयामयान्तकजरालोलत्वलोभादयो, ना-
लं यत्पदलङ्घनाय स महादेवो मया वन्द्यते ॥

جو حجری سڑک منجرآباد گھاٹ میں ہوکر منگلور سے مغربی ساحل کو جاتی ہے اس پر سے
جب مسافر گذرتا ہے - تو اوس کی نگاہ چن رایٹن کے پاس جاکر جنوب کیطرف چند میل کے
فاصلہ پر ایک مشہور پہاڑی پر ٹھہرتی ہے - اس کی چوٹی پر دور سے پہل پہل ایک ستون سا نظر
آتا ہے - مگر نزدیک جانے پر انسانی شکل کی ایک عظیم الشان بہت معلوم ہوتی ہے - یہ عجیب
اور غیر معمولی چیز جو چاروں طرف میلوں سے نظر آتی ہے - ہندوستان کے جنوب میں
ایک نہایت دلچسپ پرتا ہے - اور جسکی کندہ تحریروں کو دیکھکر ہندوستان کی تاریخ کا
نہایت ہی ابتدائی اور معتبر زمانہ یاد آتا ہے - اور یہہ کتبے درحقیقت مہاراج آشوک کے مشہور
فرمانوں سے بھی جو ملک میں نہایت ہی پرانے کہتے ہیں - پہلے کے ہیں - علاوہ ازیں یہہ مشہور جگہ
جینیوں کے مذہبی فرقہ کی بڑی پوتر تیرتہہ کی جگہہ ہے - یہہ فرقہ کسی زمانہ میں رفعت و طاقت
و رسوخ کے لحاظ سے سب فرقوں سے بڑھکر تھا - اور اسکی ابتدا بودھ مذہب سے بہت
پہلے کی ہے -

(گومٹ سوامی کا بیان و اقعہ)

وفات کی اور وہ اپنے کام کو ادھورا چھوڑ کر ہندوستان کے کل جینیوں کو داغ مفارقت دیکر سرگباش ہوگئے۔امید ہے کہ اونکے صاحبزادہ یا کوئی اور دکہن کا مشہور پنڈت جے دھول۔مہادھول کے ترجمہ کے کام کو ختم کریگا ورنہ یہہ بہاں گرنتھہ نہ پڑھے جانیکے باعث بیکار ہوکر صرف درشن ماتر فائدہ پہنچا سکینگے اور ایک بے بہا خزانہ جینیوں کے ہاتھ سے مفت جاتا رہے گا۔

عالیجناب لیتہ برج صاحب نے جو تاریخ ہند تحریر کی ہے اور جسکا خلاصہ مدرسوں میں پڑھایا جاتا ہے کسی جینی راجہ کا حال تحریر نہیں کیا ہے اغلباً یہہ غلطی اس وجہہ سے ہوئی ہو کہ صاحب ممدوح کو کسی شخص نے جین گرنتھہ نہیں دکھلائے ہیں متھرا راجگرہی قلعہ گوالیار جوناگڈھ۔آبو وغیرہ کے قدیم پہاڑوں کی تحریروں اور کتبوں اور قدیم جین مندروں اور پرتماؤں کا حال بشرط فرصت تحریر کرونگا۔سب سے پہلے سرون بیلگول یا گومٹ شامی کے پہاڑوں پر جو عبارت کندہ ہے اوس کا لفظی ترجمہ کرکے پیش کیا جاتا ہے۔مگر کتبوں کے ترجمہ سے پہلے اوّل یہہ بتلایا جاتا ہے کہ یہہ گومٹ شوامی کہاں واقعہ ہے۔کس وقت اس کے کتبہ کھودے گئے اور کون کون راجہ یہاں آئے۔کن راجاؤں نے یہہ مندر بنوائے۔

حصّہ اول ختم ہوا

پنچکن سار - سمیہ سار - سوالآچار - گومٹ سار - تری لوک سار - لبدسار - چھپا سار وغیرہ بڑے بڑے گرنتھہ بنائے - دوسرے سین سمپردایہ میں بھوت بل - پشپ دنت - برشب سین - سدہ سین - سمنت بہدر - جن سین - بلبھدر وغیرہ بڑے بڑے آچاریہ ہوئے -

جنہوں نے کیٹ کنڈ شوتر - دھول - جے دھول - مہادھول - آدپران - پدم پران پراکرت وغیرہ گرنتھہ بنائے -

سدہ سین - سمنت بہدر وغیرہ شاد باد بدیا کی ادھکاری ہوئے - تتوارتھہ شوتر کی بہاشارچی اور انیک گرنتھہ بنائے -

جن سین نے سنسکرت آدپران بنایا - اور گن بہدر نے سنسکرت اوتر پران بنایا - اور اسی سمپردایہ میں کاشٹا سنگ آچاریہ بھی ہوئے ہیں - تیسرے دیو سمپردایہ میں اکلنک دیو سوم دیو وغیرہ آچاریہ ہوئے اکلنک دیو - نے پرمان پرکرن گرنتھہ رچا - سوم دیو نے یشستلک کابیہ بنایا - چوتھے سنگ سمپردایہ میں بادسنگ وغیرہ منی ہوئے -

ان کے بعد جین اچاریوں کے چار سنگ ہوئے - (۱) کاشٹا سنگہہ - مول سنگہہ - ماتھر سنگہہ گوپٹ سنگہہ - اس کے بعد میں ہیمچند - وغیرہ جین آچاریہ ہوئے اور امرسنگہ ٹوڈرمل وغیرہ بڑے بڑے جین پنڈت ہوئے جنہوں نے بہکتامبر - کلیان مندر وغیرہ کابیہ اور جوتش - بیاکرن نیائے - بیدک وغیرہ کے ہزاروں گرنتھہ بنائے امرکوش کو تمام سنسکرت دان بڑے فخر و شوق سے پڑھتے ہیں - جنکا مفصل حال کسی اور موقع پر تحریر کیا جاویگا -

اس وقت میں سب سے آخری جین پنڈت برہم سین سوری ساکن سردن بیلگول تھے - ان پنڈت مہاراج سے میں بمقام سردن بیلگول ملا تھا - شام رن لیبے قد کے پنڈت تھے سنسکرت - پراکرت - کرناٹک - پال - تلگو وغیرہ ۲۲ زبان جانتے تھے - اور تمام ہندوستان میں مسلم طور پر تمام جین پنڈتوں سے فاضل پنڈت تھے جے دھول مہادھول مہا گرنتھوں کا موجودہ زمانہ کی زبان میں ترجمہ کر رہے تھے اور اس ترجمہ سے امید تھی کہ جینیوں کے نہایت پرانے گرنتھوں کا ترجمہ ہو جاوے گا مگر افسوس کہ اس کی عمر نے

نہ ما۔ لکشمن نے چکر پھرا کر راون پر چلایا راون نے تیروں سے اور دیگر اسلحے چکر کو روکنا چاہا مگر چکر نہیں رکا۔ اور راون اوس سے زخمی ہوکر گر کر مرگیا۔ ببھیشن نے خودکشی کرنی چاہی مگر رامچندر جی نے اوسکا ہاتھ پکڑ لیا اور رام چندر کی فتح اور راون کی شکست ہوئی جب یہہ خبر راون کے رن واس میں پہنچی تو منددوری۔ رمبھہ۔ چندر رائیا۔ سندری سری تی وغیرہ رانیاں رونے لگیں سری رامچندر جی کے حکم سے راون کی نعش کو جلایا گیا اور کپور وغیرہ چتا میں ڈالے گئے راون کی اکثر رانیاں سنسار سے برکت ہوکر آرجکا ہوگئیں اور دکشا لیکر تپ کرنے لگیں اور رام چندر جی سیتا سے مل گئے۔

ہنومان کرن کنڈل پور میں عیش و عشرت سے عرصہ دراز تک راج کرتے رہے اور مزے اوڑاتے رہے ایک دن ہنومان نے آسمان سے ایک نہایت روشن تارا ٹوٹتا ہوا دیکھا اس سے اوسے ویراگ پیدا ہوگیا۔ اور وہ سنت چارن مُن کے پاس دکشا لیکر دگمبر جین مُن ہوگیا اور نہایت سخت ریاضتیں اور تپشیائیں کرنے لگا۔ آخر کار اوسکو کیول گیان ہوگیا اور وہ ماگی تونگی پربت سے جو من مار اسٹیشن سے ۲۴ کوس کے فاصلہ پر ہے موکش کو چلے گئے اس پربت پر اب تک ہزار ہا جینی جاکر سری ہنومان کے موکش جانے کی جگہہ کو پوجتے ہیں۔ اور یہاں پر جینیوں کے بے شمار مندر بنے ہوئے ہیں۔

مختصر طور پر ہمنے چوتھے کال کا حال بیان کیا اگر مفصل لکھا جائے تو ایک ہی راجہ کے جیون چرتر میں تمام کتاب ختم ہو جائے اور وہ ختم نہو۔

مہابیر سوامی کے مکت گئے۔ پیچھے جین مذہب کے مہاراج مہانند چندر گپت اور اشوک وغیرہ بڑے بڑے زبردست راجہ شمالی ہند میں اور گنگا بسی وغیرہ جنوبی ہند میں ہوئے اور مہاراج بردمان سوامی کے مکت گئے پیچھے تین کیولی پانچ سرت کیولی ہوئے آخری سرت کیولی بھدر باہو سوامی تھے مہابیر سوامی کے مکت جانیکے ۶۸۳ برس پیچھے دوسرے بھدر باہو آچاریہ ہوئے اوس کے کچھہ عرصہ بعد نندی۔ سین۔ دیو۔ سنگھ۔ چار آچاریوں کی سمپردایہ ہوئی اس میں نند سمپردایہ میں سری کند کند۔ اوما سوامی۔ نیم چندر پوجیہ پاد۔ بدیانند۔ وغیرہ بڑے بڑے آچاریہ ہوئے۔ اونہوں نے تتوارتھہ سوتر پنچاستکایہ

راستہ میں ہنومان نے اپنی زنجیریں توڑ ڈالیں اور واپس اپنے لشکر میں کے کندھے پر چلا گیا اور وہاں رامچندر جی کے پاس آیا اور سیتا جی کا حال سنایا اور سر کا چوڑا رام چندر جی کو دیدیا تب رام چندر جی اپنی بیشمار فوج کو لیکر لنکا پر چڑھے اونیں حسب ذیل بہادر نامی جبرئیل تھے دھکت - انگ جبوت - کنڈ - گرد - امگد - نل - نیل - مندر - مرگیندر - سگریو - ہنومان - اسی طرح منزل بمنزل چلتے چھوٹی چھوٹی لڑائیاں لڑتے لنکا پہنچے - راون بھی رام چندر کو معہ فوج آیا جانکر اپنی فوج کو تیاری کا حکم دیا بھبیشن نے راون سے کہا کہ مہاراج سیتا کو رام چندر جی کو دیدو تم جو سیتا کو لے آئے یہہ درست نہیں ہے اندرجیت نے راون کی منشار کے مطابق اوس سے کہا کہ تسے کون پوچھتا ہے - آخر راون اور بھبیشن کے تکرار ہوئے اور بھبیشن اپنی فوج لیکر رام چندر کے پاس چلا آیا -

بعد ازاں بھا منڈل بھی اپنی فوج لیکر رامچندر جی کے پاس چلا آیا راون نے اپنے سفیر اپنے ماتحت راجاؤں کے پاس بھیجے اور دور دور کے راجا اپنی فوجیں لیکر راون کی مدد کو آ گئے۔ دونوں طرف کی فوجوں میں نہایت خونریز لڑائی ہوئی طرفین کے بہادروں نے مردانگی کی داد دی میدان جنگ کوسوں تک کشتوں سے بھر گیا طرح طرح کے اسلحہ طرفین سے چلائے گئے راون کی طرف سے ہست پرہست میگھ ناہن - اندرجیت - کمبھ کرن راون نے خوب داد شجاعت دی اور فریقین خوب لڑے اور رام چندر جی کیطرف سے ہومان جامونت - نل - نیل - جے ستہ - چندرابھو - بھا منڈل - ہنومان - سگریو وغیرہ -

. . . . . .

. . نے خوب داد مردانگی دی - اس جنگ کا مفصل حال بہت سے جین گرنتھوں میں درج ہے - اور اوس وقت کی لڑائی کے اسلحوں کا حال بھی درج ہے - اندرجیت - میگھ ناتھ وغیرہ بکڑے گئے - ہندوستان میں یہہ لڑائی نہایت خوفناک ہوئی ہے - راون اور لکشمن بہت دیر تک لڑتے رہے - مختلف قسم کے اسلحہ ایک نے دوسرے نے چلائے آخر کار راون نے لکشمن جی پر چکر چلایا مگر وہ چکر لکشمن کے ہاتھ میں آگیا اور فوراً لکشمن جی نے راون سے کہا کہ اب بھی اگر سیتا کو واپس دیدو تو صلح ہوجاوے مگر راون نے

کی جدائی سے اس لئے میں خوش ہوئی ہوں - سندودری سمجھی کہ سیتاجی نے چونکہ کھانا وغیرہ نہیں کھایا پیا ہے اس لئے بیہودہ بک رہی ہے بعد میں سیتاجی نے کہا کہ جو میری انگوٹھی لایا ہے وہ میرا نہایت مشیر ہے وہ کیوں چھپ رہا ہے وہ میرے سے ظاہر ہو کر ملے تب ہنومان جی نے مندودری وغیرہ سب کے سامنے سیتاجی کو ہاتھ جوڑے اور کل حال سنایا سیتاجی رونے لگیں اور سب کی خیریت پوچھی ہنومان نے سارا حال سنایا سیتاجی نے کہا کہ رام چندر جی کے پاس کسقدر بہادر ہیں - سندودری راون کی تعریف اور رام چندر کی برائی کرنے لگی سیتاجی نے کہا کہ عنقریب راون مارا جائیگا اور تو بیوہ ہو کر رہیگی اور کٹنی کا کام کرتی ہے سیتاجی کی یہہ بات سنکر اوس کو نہایت غصہ آیا اور اوس نے اپنی سہیلیوں سمیت سیتاجی کو مارنا چاہا مگر ہنومان نے اون کو روک دیا سندودری وغیرہ بے عزت ہو کر راون کے پاس چلی گئیں ہنومان نے سیتاجی سے کھانیکو کہا سیتاجی نے اوسکے کہنے سے کھانا کھالیا اور ہنومان جی سیتاجی کا کپڑا لیکر رام چندر جی کے پاس گئے - اسکے بعد راون نے چیدہ چیدہ بہادر ہنومان کے گرفتار کرنیکو بھیجے ہنومان نے اون سے بغیر ہتیاروں لڑائی کی اور بہت لوگوں کو مارا - بعد میں اندرجیت ہنومان کو ناگ پھانس سے گرفتار کر کے شہر میں لایا - راون سارے ہنومان کے حالات سن چکا تھا - جب اندرجیت اوسکو گرفتار کر کر راون کے سامنے لایا تو راون نے کہا کہ اس نے بڑے قصور کئے ہیں - اور راون کے درباریوں نے کہا کہ ہنومان نہایت افسوس ہے کہ تمکو ساری عزت راون کی بدولت ملی اور اب رامچندر جی کا سفیر بنکر آیا ہے اور راون کے کل احسانوں کو بھول گیا اور راون نے یہہ بھی کہا کہ تو لونجے کا لڑکا نہیں ہے کسی اور کا ہے یہہ بچن سنکر ہنومان ہنسا اور کہا کہ تو جو سیتا کو لایا ہے اس سے تیری موت نزدیک معلوم ہوتی ہے اور تو پرائی عورت کو جبر کر لایا ہے اوس سے نرک میں جائیگا - اور تیرے باعث راکششوں کا ناش ہوگا ہنومان کے یہہ بات سنکر راون نہایت خفا ہوا اور حکم دیا کہ اس کے ہاتھ پیر زنجیروں سے باندھکر گالیاں دیتے ہوئے شہر میں پھراؤ اور لڑکے اور لڑکے اسکے ساتھ کر دو لڑکے ڈھول اور بجائیں سب لوگ اسکو لعنت ملامت کریں راون کے حکم کے مطابق ہنومان کے ہاتھ پیر باندھکر اوسکو گالیاں دیتے شہر میں پھرانا شروع کیا

حال رام چندر جی کا سنایا - اور یہہ بھی کہا کہ میں لنکا ہو کر آتا ہوں تم کے کندا پور جا کر رام چندر جی
کی خدمت میں رہو - ہنومان جی لنکا چلے گئے راجہ سگندر رام چندر جی کے پاس چلے گئے راستہ میں
لنکا کے محافظ بجر مکہہ سے لڑائی ہوئی ہنومان نے بجر مکہہ کو تھوڑی جنگ کے بعد قتل کیا - بعد میں
بجر مکہہ کی لڑکی لنکا سندری ہنومان سے لڑنے کو آئی اور ہنومان کی اور اوسکی خوب لڑائی ہوئی -
میدان جنگ میں لنکا سندری ہنومان پر عاشق ہو گئی اور ہنومان بھی اوس کی محبت کے جال میں
پھنس گیا دونو طرف جب زور سے لڑائی ہو رہی تھی اور لنکا سندری اور ہنومان لڑ رہے
تھے اوس وقت لنکا سندری نے ایک تیر ہنومان کے مارا اور اوسمیں حسب ذیل مضمون کی چٹھی
لگا دی اوس چٹھی میں لنکا سندری نے اپنا نام لکھا اور تحریر کیا کہ میں ایسی زبردست لڑنے والی
ہوں کہ مجھکو کوئی جیت نہیں سکتا مگر آپ نے کام کے بان سے جیت لیا - جب یہہ خط تیر میں
لگا ہوا ہنومان کے رتہہ میں جا کر گرا تو ہنومان اوس کو پڑھکر نہایت خوش ہوئے اور رتہہ سے
اوترکر اوس سے ملے بعد میں دونوں کی شادی ہو گئی - ہنومان لنکا کو جانے لگا تو لنکا سندری
نے منع کیا ہنومان نے رامچندر جی کا تمام قصہ اوسکو سنایا اور کہا کہ میں سیتا ستی کے درشن کرنے
جاتا ہوں ہنومان جی نے فوج لنکا سندری کے پاس چھوڑی اور چند چیدہ بہادروں کے ساتھ
لنکا پہنچا اوّل اوّل ہنومان جی بھبیشن کے محل میں گیا اور اوس سے کہا کہ نہایت افسوس کی بات
ہے کہ راون سیتا جی کو چرا لایا آپ اوسکو سمجھا کر سیتا کو واپس کرا دو بھبیشن نے کہا کہ میں نے
ہر چند سمجھایا مگر وہ نہیں مانتا گیارہ دن سے سیتا جی نے نہ کھانا کھایا ہے اور نہ پانی پیا ہے باوجودیکہ
سیتا جی نے گیارہ دن سے کھانا پانی نہیں کھایا پیا ہے مگر راون بدستور اوسکے عشق میں محو ہے -
یہہ سنکر ہنومان جی سیتا جی کے پاس گئے ہنومان جی نے دیکھا کہ سیتا جی نہایت سوچ میں بیٹھی ہیں
ہنومان نے رام چندر جی کی انگوٹھی سیتا جی کے پاس پھینکدی جس کو دیکھکر سیتا جی نہایت خوش
ہوئیں راون کے دوتیوں نے سیتا کے خوش ہونیکی خبر راون کو سنائی راون نے خیال کیا شاید
اب میرا مطلب سدھ ہو جائیگا اور مہارانی مندودری کو سیتا کے پاس بھیجی مندودری نے
سیتا جی سے کہا کہ آپکی خوشی سے ہمکو نہایت خوشی ہوئی ہے اب تو راون سے جو دنیا کا بادشاہ
ہے محبت کرلے اور اوس کا کہنا مان لے یہہ سنکر سیتا جی نہایت خفا ہوئیں اور کہا میرے خاوند

دارالخلافہ میں آئے اور ہنومان کی بہت خاطر داری کی - اور اپنی بہن چندر نکھا کی لڑکی اننگ کسما
کی ہنومان سے شادی کی اننگ کسما نہایت خوبصورت مہ جبین تھی راون نے ہنومان کو
بہت زر و نقد دیا اور کرن کنڈل پور کا راج بھی دیا بعد میں ہنومان ہنومان جی نے کنکوپچ
کے راجا نل کی لڑکی ہر مالنی سے شادی کی قصہ کوتاہ ہنومان نے ایک ہزار رانیوں سے بیاہ
کیا +

کر کنڈ نگر کے راجا سگریو کی رانی کا نام ستا را تھا - اور اوس کی لڑکی کا نام پدم راگا تھا اوس کو
بھی ہنومان نے شادی کی اور یہہ شادی بڑی دہوم دہام سے ہوئی -

مہاراج رام چندر جی کی رانی سیتا کو راون اوٹھا کر لے گیا تھا - اور رام چندر جی راون پر
چڑہائی کی طیاری میں تھے - اوس وقت سگریو کے وزیر جامبو وغیرہ نے رام چندر جی سے
کہا کہ راون نہایت زبردست ہے اوس سے لڑنا آسان کام نہیں ہے بہتر ہو کہ کوئی لائق شخص
راون کے پاس جائے اور اوسکو سمجہا کر سیتا کو واپس لے آوے سب نے رائے دی کہ ہنومان
کے سوا ایسا کوئی شخص نہیں ہے اور رام چندر جی نے ہنومان کے پاس سری بہوت سفیر بہیجا
سفیر ہنومان کے پاس پہنچا اور سارا حال سنایا ہنومان فوج لیکر رام چندر جی کے پاس گئے جب
ہنومان جی پہنچے تو سری رام چندر اور لکشمن جی انہیں دیکھکر اوٹھے اور سینہ سے لگا کر اونکو بٹھایا
رام چندر جی نے ہنومان کو سارا حال سنایا - ہنومان جی نے کہا کہ میں راون کو سمجہا کر سیتا کو پہیر
لا دونگا ہنومان جب جانے لگے تو رام چندر جی نے ہنومان سے کہا کہ سیتا سے یہہ کہدینا کہ
ہم تم کو ضرور لے جاینگے اور اپنے ہاتھ کی انگوٹھی ہنومان کو دی کہ سیتا جی کو دیدیویں اور اونکے
ہاتھ کا چوڑا لیتا آوے ہنومان رام چندر اور لکشمن کو ہاتھ جوڑ کر لنکا کو روانہ ہوا - جب آسمان
میں ہنومان جی بوان میں جا رہے تھے تو اونہوں نے راجہ مہندر کا نگر دیکھا - اوس شہر کو دیکھکر
ہنومان کو غصہ آیا کہ راجہ مہندر نے انجنی کو پتا ہو کر بھی نہیں رکھا تھا - اور لڑائی کے نقارے
بجا دئے - ادھر سے راجہ مہندر فوج لیکر نکلا بڑی سخت خونریز لڑائی ہوئی ہنومان نے راجہ مہندر
کا رتھ دہنش دہجا توڑ دئے ہنومان نے راجہ مہندر کو پکڑ کر اپنے رتھ میں لے آئے راجہ مہندر
نے ہنومان کی بہت تعریف کی - تب ہنومان نے ہاتھ جوڑ کر اپنی طفلانہ حرکت کی معافی مانگی اور سلا

کی بغیر اجازت مہندر نگر کو روانہ ہوئے اور وہاں جاکر اپنے ساس سسر سے ملکر اپنی بیوی کے محل میں گئے وہاں بی انجنی جی نہ ملیں تو وہ غم کے مارے بیہوش ہو گئے اور بنواں میں چڑھکر انجنی کو ڈھونڈنے لگے - ادھر انجنی پونجے کے بن میں پونجے کو یاد کرتی رہی اور مہاراج پرت سوریہ انجنی کے ماماں نے پونجے کو تلاش کرنا شروع کیا اور تلاش کرتے کرتے راجا پرت سوریہ پونجے سے مل گیا - اور اوسکو کل حال سنایا اور پونجے کو اپنے ساتھ لے گیا وہاں جاکر پونجے جی انجنی اور اپنے لڑکے ہنومان سے ملے -

راجا برن راون سے پھر باغی ہو گیا اور راون نے پھر اوس پہ چڑھائی کا ارادہ کیا اور سفیر بھیجکر دور دور سے فوج منگائی - راجا پرت سوریہ اور پونجے کے نام بھی مہاراج راون کی لڑائی میں شامل ہونیکے فرمان پہونچے ان دونوں فرمانوں کے پہونچنے پر پونجے اور راجا پرت سوریہ نے فرمانوں کو آنکھوں سے لگایا اور بموجب حکم راون کے پاس جانیکو تیار ہو گئے دونوں نے ہنومان کو راج دینے کا ارادہ کیا - ہنومان نے دریافت کیا کہ یہہ کیا معاملہ ہے پونجے نے اوس سے کہا کہ ہم اور پرت سوریہ راون کے پاس جنگ میں جاتے ہیں تم یہاں کا راج کرو - ہنومان نے کہا کہ میں لڑائی میں جاؤنگا اونہوں نے بہت سمجھایا مگر ہنومان نے ایک نہ مانی - ہنومان فوج لیکر پہاڑوں اور سمندروں سے ہوتا ہوا راون کے پاس پہونچا - مہاراج راون ہنومان کو دیکھکر سنگھاسن سے اوٹھے اور ہنومان کو چھاتی سے لگاکر ہنومان کی مزاج پرسی کی اور ہنومان کی بہت تعریف کی - مہاراج راون نے کل فوج ہنومان کو اپنے ساتھ لیکر مہاراج برن پر چڑھائی کی - ادھر مہاراج برن نے اپنی فوج اور اپنے لڑکوں کی فوج کو طیار کرکے دوسری جانب اپنا ڈیرہ جمادیا - چکر تیر - کمان - بھالے برچھی وغیرہ چلنے لگی اور لاشوں سے میدان جنگ سرخ ہو گیا ہزاروں بہادر میدان میں کام آئے - ہنومان نے برن کے سو لڑکے گرفتار کر لئے اور راون نے برن کو گرفتار کرلیا - برن کی گرفتاری کے بعد اوسکی تمام فوج بھاگ گئی راون نے برن کو دربار میں بلایا اور اوس سے کہا کہ لڑائی میں بہادروں کا یہی طریقہ ہے کہ یا مارا جائے یا فتح کرے - اب تم اپنے گھر جاکر راج کرو - یہہ سنکر برن اطاعت کا اقرار اور راون کی تعریف کرکے چلا گیا - مہاراج راون اپنے

کہ یہہ انجنی جی سیسری بھانجی ہیں چونکہ عرصہ کے بعد دیکھی ہیں پہچان نہ سکا اور اوسی وقت ساونت سر جیوتشی سے ہنومان کے جنم کا لگن لگوایا جوتشی نے کہا کہ چیت سُدی اشٹمی سرون نچھتر میں یہہ لڑکا پیدا ہوا ہے اور میکہ کا سورج اونچے استہان میں بیٹھا ہے اور چندرماں برکہہ کا ہے اور مکر کا منگل ہے اور بدھ مین کا ہو اور برہسپت کرک کا ہے۔ شکر سنیچر میکہ ہیں سورج پوری درشٹ سے سنیچر کو دیکھتا ہے اور منگل دس بسوہ سورج کو دیکھتا ہے۔ اور برہسپت ۱۵ بسوہ سورج کو دیکھتا ہے اور سورج ۱۰ بسوہ برہسپت کو دیکھتا ہے۔ اور چندرماں کو پوری درشٹ سے برہسپت دیکھتا ہے اور برہسپت چندرماں کو دیکھتا ہے اور برہسپت سنیچر کو ۵ بسوہ دیکھتا ہے اور سنیچر برہسپت کو ۱۰ بسوہ دیکھتا ہے اور برہسپت شکر کو ۱۵ بسوہ دیکھتا ہے اور شکر برہسپت کو ۵ بسوہ دیکھتا ہے۔ بوجوہات بالا جوتشی نے ہنومان جی کی کل گرہ نہایت عمدہ بتلائی بعد ازاں انجنی اپنی ماماں کے ساتھ سے اپنی ٹہلنی کے بوان میں بیٹھکر آکاش میں چلی ہنومان بوان کی جہالر پکڑنے کو اوچھلا اور اوچھل کر پہاڑ پر جا پڑا تمام بوان کے آدمی روتے ہوئے لڑکے کی تلاش میں نیچے اوترے جس جگہ ہنومان گرے تھے وہاں سے اونکو اوٹھا لیا اوسکے فضل سے کچھ چوٹ نہیں آئی چونکہ یہہ پہاڑ پر گرے تھے انکا نام سری سیل ہوا اور ہنور دیپ میں اپنے جنم کی خوشیاں ہوئی تھیں اسلئے ان کا نام ہنومان مشہور ہوا اور انجنی جی اپنی ماما کے پاس سے آگئیں۔

اب ہم پونجے جی کا حال بیان کرتے ہیں کہ وہ انجنی جی کے پاس سے راون کے پاس گیا اور اوس کی اجازت لیکر راجا برن سے لڑائی شروع کر دی آخرکار بہت جنگ و جدل کے بعد پونجے نے راجہ برن کو گرفتار کر لیا اور اوس کی قید سے کہر دوشن کو آزاد کیا اور برن کو مہاراج راون کے پاس لے گیا راون نے اوس سے اپنی ماتحتی کا اقرار لیکر برن کو آزاد کر دیا۔ راون سے رخصت ہوکر پونجے اپنے گھر کو آیا راجہ پہلاد نے اپنی لڑکی کی واپسی کا حال سنکر نہایت تزک و احتشام سے شہر سے باہر جاکر اوسکا استقبال کیا پونجے اپنے ماں باپ کو نمسکار کر انجنی کے محل میں گیا اور وہاں انجنی کو نہ پاکر اپنے دوست پرہست سے دریافت کیا اوس کے دوست نے بعد دریافت اوس کو کل قصہ سنایا یہہ حال سنکر پونجے نہایت ناراض و غمگین ہوکر اپنے ماں باپ

مگر اوس کی ساس کیکئی متی نے خفا ہو اوسکے بیان کو جھوٹا خیال کیا اور کہا اپنی سکھی سمیت یہاں سے
چلی جاؤ اور ان دونوں کو راجا دشرتھ والی رتھ میں بٹھلا کر سندر نگر کے باہر چھوڑ آیا شہر سے باہر انکو
اونہوں نے مقام کیا صبح ہی ڈرتی ڈرتی اپنے باپ کے محل میں انجنا جی گئیں وہاں دربان نے انکو
پہچانا نہیں اور اندر جانے سے روکا بسنت مالا نے کل حال دربان کو سنایا - دربان نے حال
سنکر مہاراج کو خبر کی - مہاراج نے اپنی لڑکی کی آمد کی خوشی میں شہر کی زیبائش اور استقبال کی
تیاریوں کا حکم دیا اوسوقت دربان نے کہا کہ مہاراج وہ تو حمل کے باعث ساس کی نکالی ہوئی
آئی ہے یہہ سنکر راجہ مہندر نہایت خفا ہوا اور اپنی بے عزتی خیال کرکے انجنا کو شہر سے نکالنے کا حکم
دیا - راجا کے ایک وزیر نے انجنی کی سفارش کی مگر راجا نے کسی کی نہ مانی اور حکم دیا کہ اوسکو چپکے سے
شہر سے نکالدو راجا کے رشتہ داروں میں اور عہدہ داروں کے پاس انجنی گئی مگر کسی نے اوسکو
اپنے پاس نہیں رکھا اور نہ اوسکو پناہ دی آخر لاچار ہوکر اوس نے بن میں جانے کا ارادہ
کیا اور اپنے اشبھ کرم کو سوچ کر نہایت روتی رہی اور اپنے دلمیں خیال کیا کہ میرا اس وقت
میں کوئی ساتھی بھی نہیں - بن میں شیر - ریچھ - بھیڑیے وغیرہ درندے اور سانپ بچھو وغیرہ
صدہا طرح کے جانور تھے اور چونکہ یہہ نازنین کبھی گھر سے باہر نہیں نکلی تھی - اس لئے نہایت
ڈرتی ہوئی جنگل میں گئی اور پیدل چلنے سے پیروں میں کانٹے لگے اور کانٹوں کے مارے اوسکے
پیر لال ہوگئے وہ جنگل میں اتفاق سے ایک پہاڑ کے گپھا میں پہنچے اوسوقت نے گپھا میں دیکھا کہ
چارن دگمبر منی دھیان میں لولین ہیں انجنی جی اور اوس کی سکھی بسنت مالا منی مہاراج کو
دیکھکر اور نمسکار کرکے بیٹھ گئیں جب منی مہاراج دھیان کر چکے تو بسنت مالا نے پوچھا کہ کس
باعث سے انجنی کا خاوند پہلے اوس سے ناراض رہا پھر اوسکے پاس آیا اور کس پاپ کے باعث
سے انجنی اسقدر تکلیف بھگت رہی ہے - منی مہاراج نے اوسکا پورب لے جنم کا کل حال اسکو
سنایا منی مہاراج دھرم اپدیش دیکر چلے گئے - اور انجنی اور اوس کی سکھی بسنت مالا اوس
گپھا میں رہنے لگیں - آخر کار اسی گپھا میں چیت سدی اشٹمی کو ہنومان جی پیدا ہوئے -
اسکے چند یوم بعد راجا پرت سوریہ مع اپنی رانی کے بوان میں جارہا تھا وہ گپھا کا حال معلوم
کرکے مع اپنی رانی کے گپھا میں گیا اور بسنت مالا کی زبانی انجنی کا سارا حال سنکر اوس نے کہا

ہنومان جنم

سے جو حالت اون پر طاری ہوئی تھی وہ سب شادی اور اپنے دوست سے کہا کہ اگر میں انجنی سے نہ مل سکونگا تو میں مرجاؤں گا اوس کے دوست نے جواب دیا کہ ہم لڑائی کے لیے اپنی ماتا پتا سے اجازت لیکر فتح کے لیے آئی ہیں اور اب واپس چلنا مناسب نہیں اور انجنی جی کو یہاں بلانا نہایت درجہ کی بےشرمی کی بات ہے خیر آپ چپکے سے چلے جائیں اور انجنی سے ملکر جلدی چلے آئیں - پونجے نے مدگر نامی جنرل کے فوج سپرد کرکے سیر پربت کے درشن کا بہانا کرکے اپنے پرہست دوست کے ہمراہ بوان میں بیٹھکر انجنی جی سے ملنے کو چلے شام ہوچکی تھی رات کے وقت انجنی کے محل میں پہونچے پون کمار باہر کھڑے رہے پرہست خبر کرتے اندر گئے انجنی جی نے اوّل تو پون کی آمد کا یقین نہ کیا بعد میں خبر کو درست خیال کرکے نہایت خوش ہوئی جب پون محل میں گیا تو شرماکر انجنا جی کی مزاج پرسی کی اور بلا وجہ اوسکو تکلیف دینے کی معافی مانگی اسی قسم کی باتیں رات بھر ہوتی رہیں اور صبح کے وقت انکو کچھ نیند آئی جب صبح تک پونجے جی نہ اوٹھے تو اون کے دوست نے اونکو جگایا اور کہا کہ فوج میں جلد چپ چاپ چلے چلو جب پونجے چلنے لگے اوسوقت انجنی جی نے ہاتھ جوڑکر کہا کہ یہ میرا رت ہے ہو (رتوکال حیض کے ایام کے تین دن بعد ہوتا ہے)- اور آپنے مجھے بھوگ کیا ہے مجھکو ضرور حمل ہوگا چونکہ کل خاندان کو یہہ روشن ہے کہ آپ میرے سے ناراض ہیں حمل کو دیکھکر وہ شک کرینگے اسلئے آپ اپنے والدین سے اپنے آنے کا حال کہتے جاویں-

پونجے جی نے کہا کہ میں اون سے رخصت ہوآیا ہوں اب اگر اون کے پاس جاؤں گا تو شرمندہ ہونا پڑے گا تم میرے نام کی انگوٹھی اور ہاتھوں کے کڑے بطور نشانی رہنے دو میں جلد واپس جنگ سے آتا ہوں اور بسنت مالا کو انجنی جی کی خدمت کی تاکید کی اور بوان پر چڑھکر اپنی فوج میں جا پہنچے-

اس کے چند دنوں بعد راجہ مہندر کی پتری انجنی کے حمل کے علامات ظاہر ہونے لگے منہ زرد ہوگیا- چال نرم ہوگئی جب انجنی کی ساس کو اوسکے حمل کا حال معلوم ہوا تو اوس نے غصہ ہوکر دریافت کیا کہ یہہ حمل کس کا ہے ؟ انجنی نے پون کے آنیکا حال بیان کیا مگر اسکی ساس نے کہا کہ تو جھوٹ کہتی ہے انجنی جی نے انگوٹھی اور کڑے دکھائے کہ یہہ پونجے جی کی نشانی ہے

پونجے جی کا محل میں آنا

پونجے کا انجنی سے ناراض ہونا

پون یہہ بات سنکر غصّہ مین آیا اور اپنے دوست سے کہا کہ اس داسی اور انجنی کا سر کاٹ لونگا اوس کے دوست نے کہا کہ ہماری تلوار بڑے بڑے راجاؤں پر چلتی ہے عورتوں پر نہیں چلتی اور اپنے دوست کو خفا دیکھکر اون سے کہا کہ چلو اسیوقت پونجے کے دل میں یہہ شک ہوا کہ انجنی کو بدیت پربھو سے محبت ہے اس لئے ہماری بُرائی اور اوسکی تعریف سنتی ہے اگر یہہ اسکو پسند نہ ہوتی تو یہہ داسی کیون ذکر کرتی اور انجنی جی سے خفا ہوگئے اور اونکو انجنی سے بجائے الفت کے نفرت ہوگئی واپس جاکر پون نے اپنی فوج کو کوچ کا حکم دیا جب فوج چلنے لگی تو اوسوقت پون کمار کے جانیکی خبر سنکر انجنی نہایت رنجیدہ ہوئی اور اپنے کرموں کی بُرائی کرنے لگی پونجے کے فوج والے بھی یکایک کوچ کے حکم سے طرح طرح کے خیالات پکانے لگے لڑکی کا باپ راجا مہندر پون کمار کا کوچ کا حکم سنکر نہایت ملول خاطر ہوکر اپنے سب بھائیوں کے ہمراہ راجا پہلاد کے پاس آیا اور پہلاد اور مہندر دونوں نے ملکر پون کمار کو سمجھایا۔ انکے سمجھانے پر پون کمار واپس ہوکر شادی پر رضامند ہوگئے اور دل میں ٹھان لی کہ انجنی کو شادی کرکر چھوڑ دونگا تاکہ وہ اور سے بھی شادی نہ کرسکے حسب مانسرور کے کنارہ پر جین دہرم کے رسوم کے مطابق نہایت شان و شوکت سے پون اور انجنی کی شادی ہوئی بعد ازاں پونجے نے انجنی کو بالکل چھوڑ دی اور شادی کے بعد بات تک نہ کی انجنی جی خاوند کی ناراضی سے نہایت دکھی ہوئی اور برہ کی آگ میں جلنے لگی اور اپنے کرموں کو دوش دینے لگی ؎

مہاراج راون نے پہلاد کو برن کی لڑائی میں شامل ہونے کے لئے بلایا۔ یہہ خبر سنکر پونجے نے جنگ میں بجائے اپنے باپ کے خود شامل ہونا چاہا پہلاد نے منع کیا بعد رد و کد کے پون خود فوج لیکر راون کی مدد کو روانہ ہوا۔ اور چلتے وقت بھی انجنی جی سے نہ بولا بلکہ غصّہ و ناراضگی ظاہر کی سرداروں کے ہمراہ پون لوان میں ٹھہکر لڑائی میں روانہ ہوئے۔ راستہ میں اونہوں نے ایک چکوا چکوی کی حالت دیکھی چکوی چکوے بغیر نہایت بیتاب تھی ان کی حالت دیکھکر پونجے جی نے خیال کیا کہ اسی طرح سے انجنی جی کا میرے بیوگ میں حال ہوگا۔ جس طرح اس چکوی کا ہے اور دل میں خیال کیا کہ انجنی جی بالکل بے قصور ہیں اگر کچھہ قصور تھا تو داسی کا تھا اور انجنی کی یاد میں ملول خاطر ہوگئے پرہست منتر کے دریافت پر اونہوں نے چکوا چکوی کو دیکھنے

بندھی خاندان کی وجہ تسمیہ — پونچھ اور انجنی کا حال

نے اپنے لڑکے بکرم کو راج دیکر خود بیراگ لیا - بکرم سین نے بہرت بل کو راج دیا اوسوقت
سے بانڑ ہیوں کے بہت سے راجہ ہوئے چونکہ اون کے جہنڈوں اور نکٹوں میں اون کا نشان
نشان بندر کا تھا - اس لئے یہہ بندر ونشی کہلانے لگے - اسی بانڑ ہیا خاندان میں بچیار دھ
پہاڑ کے دکن کیطرف آدت پور نامہ خوبصورت اور عمدہ شہر تھا وہاں کا راجا بیلا د تھا اور
رانی کیستی تھی اور انکے لڑکے بانڑ کمار پیدا ہوئے - جب بانڑ کمار جوان ہوگیا تو اونکے باپ کے
دل میں اونکی شادی کا خیال ہوا بہت چہتر ہیں سمندر کی دکن وشاکو دتی بانڑ پہاڑ تھا اس
پہاڑ پر راجہ مہندر نے مہندر پور نگر بسایا اور اس راجا کی ہردی بیگا رانی تھی اونکے اری دم
وغیرہ ستو لڑکے تھے اور ایک نہایت ہی خوبصورت حسین انجنی جی لڑکی تھی ایک دن انجنی جی اپنی
سکھیوں سمیت پھر رہی تھیں اونکے باپ نے اونکو دیکھکر انجنی جی کو شادی کے قابل خیال کرکے
اونکی شادی کرنی چاہی اور وزیروں سے صلاح کی اسپر مختلف شاہزادوں کی تعریف وغیرہ
بیان ہونے لگی - انجنی کے پتا مہاراج مہندر تمام کنبہ سمیت سری کیلاش پربت پر گئے راجا بیلاد
پونچھ کے باپ بھی اتفاق سے کیلاش پربت پر پھرتے ہوئے راجا مہندر سے ملے اور دونوں
ایک جگہہ بیٹھ گئے اور وہاں پونچھ جی کا بیاہ انجنی سے دونوں نے رضامندی سے بہل بالسر
کے کنارہ کرنا ٹھہرایا - پونچھ انجنی کی خوبصورتی کا حال سنکر نہایت شوق سے اوس کے دیکھنے کا
مشتاق ہوا پونچھ جی نے اپنے دوست پرہست سے کہا کہ پہری ہست کسی ترکیب سے مجھکو انجنی جی
کو دکھلا دو جب رات ہوگئی تو یہہ دونوں دوست ہوا میں بیٹھکر انجنی کے ست کھنڈے مکان پر
چڑھ کر جہروکوں کے پاس جالیوں میں چھپ کر بیٹھ گئے - پون نے دیکھا کہ انجنی نہایت ہی خوبصورت
ہے ایڑی سے چوٹی تک ہر عضو متناسب ہے - اگر آنکھ - چہرہ - ناک - پستان - ستن - بال وغیرہ
کی تعریف کیجائے تو کتاب کو طول ہوجائے جب یہہ بیٹھے انجنی جی کو دیکھ رہے تھے - اوسوقت
انجنی جی کی سکھی بسنت تلک نے کہا کہ تم نہایت خوش نصیب ہو کہ تمہاری شادی پونچھ سے ہوگئی
یہہ سنکر انجنی نے شرم سے آنکھیں نیچی کرلیں - اوس وقت مسر کیشی نامی دوسری سکھی ناک
بہویں چڑھا کر بولی کہ اگر بدیت پربھو سے شادی ہوتی تو ٹھیک تھا بدیت پربھو اور پونچھ میں
زمین آسمان کا فرق ہے بدیت پربھو نہایت طاقتور عقلمند حسین راجہ ہے -

اور مہاراج کے حکم کے مطابق اون کو تماشا کرنا ناچنا وغیرہ کرتب سکھائے لعض بندروں کے دانت سرخ رنگ دئے بعض کے منہ میں سونے کے تار لگا دیے۔

مہاراج کبھی کبھی ان بندروں کو لیکر پہاڑوں پر بھی جاتے تھے اوس جگہ پر مہاراج نے کیھوں کو نام شہر بسایا بعد میں مہاراج سری کنٹھ دیگمبر منی ہوکر تپسیا کرنے لگے اور اپنے لڑکے بجر کنٹھ کو راج دیدیا۔ بعد میں مہاراج بجر کنٹھ بھی دیگمبر منی ہو گئے اور اپنے لڑکے اندرایود کو راج دیدیا۔ اسی طرح سے اندرایود نے بھی اپنے لڑکے اندرمت کو راج دیدیا۔ اسی طرح سے اندرمت نے میر کو اور میر نے مندر کو اور مندر نے سیرانگت کو اور سمیرن گت نے ردی پربھو کو۔ اور ردی پربھو نے امر پربھو کو راج دیا

امر پربھو نے مہاراج انکالی لڑکی گنوتی سے شادی کی مہارانی گنوتی امر پربھو کے محل کے اندر کی تصاویر جو دیواروں پر بنی ہوئی تھیں دیکھتی پھرتی تھی۔ کسی جگہ بالابوں کی تصاویر تھی اور کسی جگہ جیولوں کی تھیں ہنسوں کی ان تصاویر کو دیکھکر وہ نہایت خوش ہوئی۔ ایک جگہ اوس نے دیکھا دیوار پر بندروں کی تصویریں بنی ہوئی ہیں رانی ان خوفناک تصویروں کو دیکھکر ڈر گئی اور کانپنے لگی جب راجہ امر پربھو کو یہہ حال معلوم ہوا تو وہ نہایت خفا ہوئے اور کہا میرے محل میں بندروں کی تصویر کس نے بنائی جس سے رانی صاحبہ ڈر گئی۔ تب لوگوں نے کہا آپکے خاندان کے سورت اور اس شہر کے بسانیوالے مہاراج سری کنٹھ تھے اونھوں نے ان بندروں کو خوب پالا اور بالا اور اوسوقت سے انکی تصاویر محلوں میں اور مبارک موقعہ پر بنتی ہیں مہاراج نے یہہ بات سنکر کہا کہ اگر ہمارے بزرگوں سے شبہہ کام میں یہہ تصاویر بنتی ہیں تو ہم اپنی مکٹوں میں اور جھنڈوں میں اور نیز نشانوں پر بندروں کی تصاویر بنا دینگے۔

اور وہ پیروں کو حکم دیا [illegible] اور شاہی نشانوں میں بندروں کی تصاویر بطور شاہی نشان کے بنا دو حکم کے مطابق وزرا نے تعمیل کر دی۔ بعد میں مہاراج نے بجیارد پربت کے علاقہ کو فتح کرنے کا ارادہ کیا اور اپنی فوج سے جنکے جھنڈوں پر بندروں کے نشان تھے اور افسروں کے مکٹوں میں بندروں کے نشان تھے بجیارد کے علاقہ کو فتح کیا علاقہ فتح کرکے معہ بڑے بڑے راجوں کے لنکا کو لوٹے۔ اور مہاراج ادھراج بن گئے حد میں راجہ

اسکی خبر کی وہ نہایت غصہ ہوا اور اپنی فوج لیکر مہاراج سری کنٹھ کے قتل کے ارادہ سے
اوس کا تعاقب کیا سری کنٹھ اس تعاقب سے ڈرا اور اپنی بہنوئی کیرت دھول کے پاس
لنکا میں چلا گیا وہاں اوسکے بہنوئی نے اوسکی بہت خاطر داری کی - مہاراج پشپوتر معہ اپنی
فوج کے وہاں جب پہونچے تو راجہ کیرت دھول نے اپنی فوج کو بھی لڑنے کی اجازت دی
مگر لڑائی سے پہلے اپنا ایک نہایت عقلمند سفیر مہاراج پشپوتر کے پاس بھیجا سفیر نے مہاراج سے
کہا کہ مہاراج سری کنٹھ نہایت اعلیٰ خاندان ہے دوست آپکی برابر کا راجہ ہے اس لئے آپکو اپنی
لڑکی کی شادی اوس سے کر لی مناسب ہے - سفیر یہہ عرض کر ہی رہا تھا کہ پدم بھالی [illegible]
بھیجی ہوئی سکھی بھی مہاراج پشپوتر کے پاس آکر عرض کرنے لگی کہ مہاراج آپ کی لڑکی نے کہا ہے
کہ میں تو شرم کے مارے حاضر ہو کر عرض نہیں کر سکتی اپنی سکھی کی معرفت عرض کرتی ہوں -
کہ میں چونکہ مہاراج سری کنٹھ کے ساتھ چلی آئی ہوں اس لئے صرف اسی سے شادی کرونگی اور
کسی سے شادی نہیں کروں گی - لڑکی کی یہہ عرض سنکر مہاراج بھی رضامند ہوگئے اور منگسر
سدی اکیم کو سری کنٹھ اور پدم بھالی کی شادی ہوئی -

شادی کے بعد مہاراج کیرت دھول نے سری کنٹھ سے کہا کہ بجیاردھ پہاڑ میں تمہارے
دشمن بہت ہیں تم سمندر میں ایک جزیرہ لے لو اور وہیں ٹھیرو - سری کنٹھ بھی رضامند ہو گیا
اور مہاراج نے اپنے [illegible] کو حکم دیا کہ جونسا جزیرہ اچھا ہو دیدو - سمندر کے بیچ
میں بانر دیپ اونہوں نے لے لیا - بانر دیپ میں سونے چاندی - ہیرے - لعل کی کانیں
تھیں - ہر طرح کے پھل پھول پیدا ہوتے تھے اور [illegible] جزیرہ تھا -

اندھوریہ نے مہاراج سری کنٹھ کو بانر دیپ دیدیا تو وہ اپنے کنبہ سمیت وہاں گئے - اوس
جزیرہ میں کیلے - انار - ناریل - الائچی - لونگ چندن - مولسری - وغیرہ کے بے شمار درخت
اور طرح طرح کے پھول تھے - اوس جزیرہ میں بندر بہت تھے اور وہ بندر طرح طرح کے
کھیل تماشے آدمی کی طرح کرتے تھے کہ [illegible] بار بار کھاتا تھا وہی ایک دوسرے
کی جوں دیکھتا تھا راجہ ان بندروں کے تماشے دیکھ کر [illegible] خوش ہوا - اور اپنے ملازموں
کو حکم دیا کہ ان کو پکڑ کر ہمارے پاس لاؤ چنانچہ ملازمان اونکے پاس چند بندر پکڑ کر لے گئے

پرش سنگھ - پونڈریک - دت - سری لکشمن جی - سری کرشن جی -

اور حسب ذیل نو بلبھدر ہوئے - اچل - بجے - بھدر - سوپربھ - سودرشن - نندمتر (نند آنند) - نندشین (نند نندن) - سری رامچندر جی - بلبھدر -

اور نو حسب ذیل پرت نارائن ہوئے - اشوگریو - تارک - میرک - مدھو کیٹبھ - نشنبھ - بل - پرہلاد - راون - جراسندھ -

پانچ بل بھدر اور پانچ نارائن اور پانچ پرت نارائن تو دھرم ناتھ سوامی کے وقت تک ہوئے - اور چھٹے ساتویں ارہ ناتھ سوامی کے وقت تک اور آٹھویں بل بھدر باسدیو منی سبرت ناتھ سوامی کے مکت گئے پیچھے نمی ناتھ سوامی کے پہلے ہوئے اور نویں نارائن سری کرشن جی مہاراج نیم ناتھ کے چچا کے لڑکے تھے - اور انہیں سے سری رامچندر بلبھدر اور سری کرشن نارائن بہت مشہور ہوئے ہیں سری رام چندر کے کمانڈر چیف ہنومان جی تھے یہ ہنومان جی بانربنسی راجاؤں میں سے - چونکہ ان کا اور ان کے خاندان کا حال بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا - وہ بھی مختصر طور پر حسب ذیل ہے -

بجیارده گر پربت کے دکھن میں میگھ پور شہر کا اتی اندر بدیا دھر راجہ تھا اور سری متی اوس کی رانی تھی - اونکے سری کنٹھ نام لڑکا تھا اور مہا منوہر دیبی لڑکی تھی -

رتن پور شہر میں پشپوتر نام بڑا طاقتور بدیا دھر راجہ تھا اوسکی پدم پربھا لڑکی تھی اور پدموتر نام لڑکا تھا -

راجہ پشپوتر نے اپنے لڑکے کی راجہ اتی اندر کی لڑکی مہا منوہر دیبی کے ساتھ شادی کرنی چاہی مگر لڑکی کے بھائی سری کنٹھ نے کیرت دھول لنکا کے راجہ کے ساتھ اوس کی شادی کر دی پدموتر کے ساتھ نہ کی پشپوتر راجہ اس بات سے سخت ناراض ہوا - ایک دن سری کنٹھ راجہ سمیر پربت کے مندروں کے درشن کرکے واپس آتا تھا - راستہ میں پشپوتر راجہ کی لڑکی پدم پربھا اپنے محل میں بین بجا کر گا رہی تھی - راجہ سری کنٹھ نے اوس کا راگ سنکر اوس کو دیکھا اور پدم پربھا نے راجہ سری کنٹھ کو دیکھا وہ ایک دوسرے پر عاشق ہو گئے - راجہ سری کنٹھ اوسکو اٹھا کر اپنی ہوائی بوان میں لے گیا - اونکے کہنے کے آدمیوں نے مہاراج پشپوتر کو اس

نو بلبھدر نو پرت نارائن

سری کنٹھ اور بندروں کی اصلیت

نیم ناتھ جی مہاراج کے مکت گے بعد جب چہراسی ہزار برس گذر گئے - تو چھتریوں کے نہایت مشہور خاندان کا بنارس میں راج تھا - مہاراج اسوسین چھتری بنارس کے راجہ تھے - اور مہارانی باماں اونکی پٹ رانی تھی - پوہ بدی ایکادشی کو بنارس میں سری پارس ناتھ سوامی پیدا ہوئے - بعد میں مہاراج پوہ بدی ایکادشی کو دگمبر منی ہوگئے اور نہایت سخت تپ کیا - جب مہاراج تپ میں لین تھے تو کمٹھ نامی دیوتا نے مہاراج کو کشٹ دیا اور پدماوتی نے مہاراج کا کشٹ دور کیا - ساون سُدی اشٹمی کو سری سکھر جی سے مہاراج موکش چلے گئے -

پارس ناتھ سوامی تیئیسویں تیرتھنکر

پارس ناتھ مہاراج کے موکش جانیکو ڈہائی سو برس بعد راجپوتوں کے ہربنس خاندان میں سدہارتھ نام کنڈل پور میں راجہ تھا - مہارانی ترسلا اونکی پٹ رانی تھی - چیت سُدی تیرس کو کنڈل پور میں آخری تیرتھنکر مہابیر سوامی ترسلا کے گربھ سے پیدا ہوئے - اونکے پانچ نام ہیں سنمت - بردھمان - ویر - مہابیر - اتی بیر - مہاراج نے ویراگ ہوکر منگیر بدی اشٹمی کو منی دہرم اختیار کیا - راجگرہ نگر کے مشہور راجہ سرینک نے مہاراج سے بہت بہت دہرم اپدیش سنا ہے اور گوتم رشی مہاراج بردہمان کے گن دہر تھے پاوا پور سے کاتک بدی ماوس کو مہابیر سوامی موکش چلے گئے - اندر نے مہاراج کے موکش جانے پر بڑی روشنی کی اور موکش کی یادگار میں دیوالی کا تہوار قایم ہوا - دیوالی پر اب تک بڑی روشنی ہوتی ہے اور ہر ایک جین مندر میں لڈو چڑھایا جاتا ہے - مہابیر کی یادگار میں بردھمان پور بسایا گیا جسکو اب بردوان کہتے ہیں -

مہابیر سوامی چوبیسویں تیرتھنکر

دیوالی کا حال

اور اسی طرح چوتھے کال میں علاوہ مذکورہ بالا چوبیس تیرتھنکروں کے بارہ چکرورت - نو نارائن نو پرت نارائن - اور نو بل بہدر ہوئے -

بارہ چکرورتیوں کے نام حسب ذیل ہیں - اوّل بھرت - دوسرا سگر - تیسرا مگہوا چوتھا سنت کمار - پانچواں سانت ناتھ - چھٹا کونت ناتھ - ساتواں ارناتھ - آٹھواں سبہوم نواں مہاپدم - دسواں ہری شین - گیارہواں جے سین - بارہواں برہم دت -

بارہ چکرورتی کے نام

حسب ذیل نو نرائن ہوئے - اوّل تری پرشٹھ - دوئم دوپرشٹھ - سوئم سیم بھو - چہارم پرشوتم

شودم بدیا دہرا اور ہر نس چار خاندان ہوئے - پہلا کل نس میں سورج بنسی اور سوم بنس
میں چندر بنسی راجہ ہوئے اسیطرح سے جنیوں کے دوسرے اوتار اجیت ناتہہ جی ہوئے
سمبہو ناتہہ جی - ابہی نندن ناتہہ جی - سمت ناتہہ جی - پدم پربھو جی - سپارس ناتہہ جی - چندر پربھو جی
پشپ دنت جی - سیتل ناتہہ جی - سریانس ناتہہ جی - باس پوج جی - بمل ناتہہ جی - انت ناتہہ جی
دہرم ناتہہ جی - سانت ناتہہ جی - کنتہ ناتہہ - ارہ ناتہہ جی - مل ناتہہ جی - منی سورت ناتہہ جی
نمی ناتہہ جی ہوئے - نیم ناتہہ جی ہوئے -

چہتریوں کے مشہور خاندان کے مہاراج سمدر بجے جی سوری پور عرف بٹیشر میں راج کرتے تہے
سوا دیوی اونکی پٹ رانی تہی - ساون سدی چہٹہ کو سوری پور عرف بٹیشر میں سری نیم ناتہہ جی
پیدا ہوئے -

جب مہاراج جوان ہو گئے تو آپکے بزرگانے جونا گڑھ کے مہاراج اگرسین کی لڑکی راجل جی کو
اونکی شادی ٹہرائی - سوری پور سے جونا گڑھ نہایت شان سے برات بہیجی اور سری کرشن جی
وغیرہ سب برات کے ساتھ تہے - چونکہ برات میں کچھہ ملیکش راجہ بہی تہے اسلئے اونکی خاطر کچھہ پرند
پکڑ کر پنجروں میں بند کر رکھے تہے - جب برات پہنچی تو پرندوں نے مہاراج سے فریاد شروع
کی - مہاراج یہہ معلوم کرکے کہ یہہ پرندمارے جائینگے سنسار سے مرکت ہو گئے اور فوراً پرندوں
کو چہوڑنے کا حکم دیا اور کنگنا وغیرہ توڑ کر ساون سدی چہٹہ کو دگمبر منی ہو گئے اور نہایت سخت
ریاضت کرنے لگے - مہاراج کے دکشا لینے کے بعد راجل جی نے بہی دکشا لی - باوجودیکہ راجل جی
کے باپ مہاراج اگرسین نے راجل جی کو شادی کرنے کو کہا مگر راجل جی نے شادی کرنے سے قطعی
انکار کیا اور گرنار پربت پر جا کر سخت ریاضت کرنی شروع کی راجل جی کی گپھا جہاں اونہوں نے
اخیل تپ کیا اور جہاں نیم ناتہہ جی نے دکشا لی ابتک گرنار پربت پر موجود ہیں نیم ناتہہ جی نے سخت
تپ سے کیول گیان حاصل کیا -
اور اساڑہ سدی ساتیں کو جونا گڑھ گجرات کے پاس گرنار پربت سے مکتی کو چلے گئے - سری کرشن
مہاراج نیم ناتہہ جی کے حقیقی چچا کے لڑکے تہے - نیم ناتہہ کے جیون چرتر میں جینی آچاریوں نے
رنگ و برگ کے بارہ میں نہایت عمدہ عمدہ مختلف کتابیں و نظم تحریر کی ہیں اور بڑے بڑے گرنتہہ بنائے ہیں

مفصل جیون چرتر آدپران میں درج ہے۔

مہاراج رشب دیونے اپنے بڑے لڑکے بھرت کو اپنا ولیعہد بنایا تھا۔ اور باہوبلی کو پوڈناپور کا راج دیا تھا۔ اون کی دکشا لینے کے بعد بھرت مہاراج تخت پر جلوہ افروز ہوئے۔ یہہ وہی بھرت مہاراج ہیں جنکے نام کے باعث ہندوستان کو بھارت ورش یا بھرت کہنڈ یا بھرت چھیتر کہتے ہیں یہہ چکرورتی تھے۔

جب مہاراج بھرت گدی نشین ہو گئے تو باہوبلی جی نے کہا کہ ہم صرف پوناپور پر خود مختاری کی حکومت کرتے ہیں کیونکہ ہم کو رشب دیو مہاراج نے دی ہے۔ بھرت کو اپنے سے بڑا راجہ نہیں مانتے نہ اپنے آپ کو بھرت کا ماتحت مانتے ہیں۔

مہاراج بھرت فوج لیکر باہوبلی جی پر چڑھے فریقین کے سرداروں اور افسران فوج کے جمع ہونے پر اور مشورہ ہونے پر حسب ذیل لڑائی ٹھہری اٹل درشٹی یودھ یعنی آنکھ لڑانا دویم جل یودھ تیسرے کشتی۔

ان تینوں لڑائیوں میں مہاراج بھرت باہوبلی جی سے ہارے آخر میں بھرت مہاراج نے باہوبلی پر چکر چلایا چونکہ وہ چرم شریری تھے چکر اونکے نہ لگ سکا اور بھرت کے پاس واپس آگیا مگر باہوبلی کو اس لڑائی سے براگ پیدا ہوگیا اور اونہوں نے راج چھوڑ کر اسقدر سخت ریاضت جسکا بیان نہیں ہوسکتا۔ مگر چونکہ اون کے دلمیں یہہ خیال پیدا ہوگیا تھا کہ جس زمین پر ہم چلتے ہیں وہ بھرت مہاراج کی ہے اسلئے باوجود سخت سے سخت ریاضت و تپسیا کے اونکو کیول گیان نہیں ہوا۔ ایکروز اونکا یہہ بہرم جاتا رہا اور اونکو خیال ہوا کہ اس سنسار میں ہزاروں بھرت ہو گئے ہیں۔ اور اون کو کیول گیان ہوگیا اور وہ دہرم اپدیش کرکے موکش کو چلے گئے۔

مہاراج بھرت بہی باہوبلی سے شکست کھاکر بیراگی ہوگئے۔ اور کچھ عرصہ بعد راج چھوڑ کر تپسیا کرکے کیول گیان حاصل کرکے موکش پہونچ گئے چونکہ مہاراج رشب دیو کے لڑکے باہوبلی اوّل موکش گئے تھے اور اونھوں نے بڑی بڑی سخت جیسی تپشیا کی تہی اس لئے جینی مذہب والے اونکی بہی پرتما بناکر پوجتے ہیں۔

اونھیں بھرت مہاراج نے برہمن برن بہی استہاپن کیا تھا بھرت مہاراج کے ہیم اچہا اک

مہاراج بھرت [illegible] سال - [illegible] سال

॥ ॐ नमः सिद्धेभ्यः ॥

خلاصہ تاریخ جین حصہ اوّل

मोक्षमार्गस्य नेतारं भेत्तारं कर्मभूभृताम्
ज्ञातारं विश्वतत्त्वानां वंदे तद्गुणलब्धये ॥

جس طرح سے کہ ایک مہینے میں بدی سُدی دو پکش ہوتے ہیں اوسی طرح جین مذہب کے عقیدہ کے مطابق ایک کلپ میں اپ سرپنی اور اوت سرپنی دو کال ہوتے ہیں اوپ سرپنی کال میں اوّل سکھما سکھما کال ہوتا ہے - اسکے بعد دوسرا سکھما - تیسرا سکھما دکھما - چوتھا دکھما سکھما پانچواں دکھما اور چھٹا دکھما دکھما اوسکے پیچھے اوت سرپنی کال شروع ہوجاتا ہے اوس کے اوّل چھٹا کال دکھما دکھما ہوتا ہے پھر پانچواں دکھما پھر چوتھا دکھما سکھما پھر تیسرا سکھما دکھما پھر دوسرا سکھما اوسکے بعد پہلا سکھما سکھما - اسیطرح رہٹ کے گھڑوں کی طرح اپ سرپنی کے پیچھے اوت سرپنی اور اوت سرپنی کے پیچھے اپ سرپنی ہمیشہ ہوتی رہتی ہے - اور ہمیشہ ہوتی رہیگی - کبھی خاتمہ نہیں ہوگا سو جودہ اوپ سرپنی کال میں تیسرے سکھما دکھما کال کے آخر وقت میں چودہ کل کر ہوئے ان میں چودھواں کل کر مہاراج راجہ نابھ تھے - انکی مہارانی کا نام مرو دیوی تھا اونھوں نے تمام کھیتی کیاری کی ترکیب اپنی رعیت کو سکھلائی - مہاراج رشب دیو انکے پتر ہوئے جو چوتھے کال میں جینیوں کے پہلے اوتار تھے یہ ایودھیاپور میں پیدا ہوئے تھے انہوں نے عرصہ دراز تک حکومت کی اور چھتری لوگوں کو بنایا جو بہادر اور طاقتور تھے اور رعیتوں کی رکشا کرنا اون کا کام مقرر کیا اور بیوپار کرنیوالوں کو ویش بنایا اور خدمتگاروں کو شودر ٹھہرایا - مہاراج رشب دیو کے بھرت وغیرہ سو لڑکے سو نندا نامی رانی سے تھے اور سنندا نامی رانی سے باہو بلی پتر تھے -

بعد میں رشب دیو مہاراج نے دکشا لیکر تپ کیا اور کیلاس پربت سے موکش چلے گئے - ۱۱ کا

کال چکر کا حال

رشب دیو اوتار کا ذکر

By Kind Permission

This book is humbly and respectfully

dedicated

TO

Thomas Gordon Walker Esq. C.S.

Commissioner & Superintendent

DELHI DIVISION

AS A HUMBLE TOKEN OF DEEP

RESPECT ENTERTAINED

FOR

HIM BY THE

AUTHOR.

منگلاچرن

سوہ مہاتم دلن دن تپ لکشمی بھرتار
سو پارس پرچھیں مجھ سیو گمت داتار
با مانندن کلب تزوجیو جگت ہت کار
منی جن جالی آس کر یاچین شبھ پھل سار

دوہا

ایڈورڈ مہاراج کا چرجیو سو راج
روی ششی کرتے رہیں جب تک اپنا کاج

اندر پرستھ استھان کی مالک معتبر میان
گارڈن ولکر صاحب کو دھنیاد سر آن

شبھ ابلاشہ سکھا مینارڈ والیش
جن کی سکھ سمپت بڑھے نس دن ایسر ہیں

سوّیا۔ تاریخ خاتمہ

ناتھ[9]۔ چندر[1]۔ بید[4]۔ گنجا[2] بست نربان بیر
ادلی صدر دوسن عیسوی وسبر ماہ
کری ہے تمام سکھ دھام کی کتاب آج
دہلی دگمبر جینی مکند لال سُت

بکرم۔ نو[9]۔ بان[5]۔ انک[9]۔ چندر[1] دن سجا کی
مارگسر شکل پنچمی شکر دوا ولش تتیہ ملے
چرنجی کو سیدی صحیح کر چھپا ن کے
پر بھو دیال نصیرا رسیک بھگوان کے

جین اتہاس

(جسمیں مختصر تاریخ جین مفصل جیون چرتر تیرتھنکروں جی کا اور بیان کی گئی ہیں کہ کسقدر مفصل حال اور انکا لفظی ترجمہ ہے)

جسکو

پنڈت پربھو دیال جین دہلوی تحصیلدار انبالہ

نے

بہت سے پراکرت سنسکرت - بھاشا اور انگریزی گرنتھوں سے اور اُن یادداشتوں سے

جو مؤلف نے خود بمقام سرن بیلگول تحریر کیں تالیف کیا

در مطبع ست بھوشن انبالہ شہر باہتمام

پنڈت رکھی کیش مالک مطبع طبع گردید

بار اوّل

تعداد جلد ۱۰۰۰

کہتی ہے جو اختیار ہے۔ کہ اس مقصد پر قدرتی اعتبار کے [illegible]
کے ادا کرنے سے ہم جنت سے [illegible] مجرم ہوتے ہیں [illegible]
ہماری نسلوں سے دنیا کو صاف کرنا چاہتا ہے۔ شادی قدرتی [illegible]
جو مرد و عورت میں ایک خاص عمر پر خود بخود پیدا ہوتی ہے۔ اور ہماری بقائے نسل کا [illegible]
بنتی ہے۔ جب وہ وقت نہ آن پہنچے۔ اس سے پہلے شادی کرنا نہ صرف قدرت کی نگاہ میں کچھ معنی نہیں رکھتا۔ بلکہ قدرت کے ساتھ جنگ آمیز تمسخر ہے اور اس کا نتیجہ بقائے نسل کی بجائے فنائے نسل ہے۔

جیسا کہ اوپر کے فقروں سے نمایاں ہے۔ چھوٹی عمر کی شادی ہندو دھرم کی رو سے نہ صرف ناروا ہے بلکہ بے معنی ہے۔ اسلئے جب قدرتی عمر سے پہلے ہی شادی کی رسم ادا کرتے ہیں۔ تو نہ صرف ہم قدرت کے خلاف مجرم ہیں۔ بلکہ اپنے دھرم کی بھی سخت ہتک کرتے ہیں اور دنیا کی نظروں میں ان مہرشیوں کی عظمت پر دھبہ لگاتے ہیں جنہوں نے ہمیں شادی کا ایسا اونچا آدرش بتلایا ہے۔

جو بات بچپن کی شادی پر صادق آتی ہے وہی بڑھاپے کی شادی پر عاید ہوتی ہے ایک قدرتی وقت سے پہلے ہے۔ تو دوسری قدرتی وقت کے بعد۔ نتائج دونوں کے تباہ کن اور غارت گر ہیں۔ شادی کا انسٹیٹیوشن دنیا بھر میں پاک ترین انسٹیٹیوشن ہے۔ اور ساری باتیں صرف اسی ایک ستون پر زیادہ تر انحصار رکھتی ہیں۔ اگر ہم ایسے ضروری اور بنیادی کام میں اس روشنی سے کام نہ لیں جو سائنس اور دھرم سے ہمیں ملتی ہے۔ تو نادر اندیشی کی کیا حد ہو سکتی ہے اور ہماری بہتری کی کیا امید ہو سکتی ہے جب بنیاد ہی غلط رکھی گئی ہو۔ عمارت کی مضبوطی اور پائیداری کی توقع کرنا گویا این خیال است و محال است و جنون۔

رحم کرو۔ رحم کرو

انصاف پسند اور رحم دل بھائیو! دیش کی بھولی بھالی معصوم بچیوں کو بیاہ کی فرضی تہمت سے بچاؤ۔ جھوٹی تہمت سے ان کی زندگیاں برباد نہ ہونے دو۔ جن کو اپنے بیاہ کی رسم کی بھی ہوش نہیں ان کو بیوہ قرار دیا۔ ہائے غضب

سینکڑوں بیاہی گئیں طفولیت میں [illegible] ایسی ناداں معصومیں :
بیاہ سے انجان [illegible] اور نہ [illegible] :
[illegible] کا سایہ تھا جن کا :
[illegible] :
دل [illegible] کی بیوہ کی تہمت :
[illegible] :
[illegible] :
[illegible] :
[illegible]

چھوٹی عمر کی شادی کے مسئلہ کی بابت پہلے سے موجود ہیں۔ قدرت کیطرف اشارہ کر رہی ہیں۔ جب حالات ایسے ہیں تو کیا آپ چاہتے کہ اس ملک کے علاج کی تلاش کیلئے بیتاب نہیں ہونگے؟ کیا آپ اس کا مکمل علاج معلوم کئے بغیر ایک دم بھی چین سے رہ سکینگے۔

علاجِ شافی

مرض کا علاج موجود ہے لیکن ہم نظر انداز کرتے رہے اور اپنے ہم وطنوں کو چھوڑ گئے

علاج کیلئے باہر جانے کی ضرورت نہیں۔ گھر میں ہی علاج موجود ہے۔ ہمارے گھر میں دھنونتری جیسے حکیم موجود ہیں جن کو اپنے فن میں کمال حاصل ہے۔ اور ان کے قدموں میں ہی حاضر ہو کر موجودہ دکھ بھری حالت کا علاج دریافت کیجیا۔

حکیم کامل حضرت دھنونتری اپنے مشہور گرنتھ سشرت میں صاف صاف اس مرض کا یوں علاج بتلاتے ہیں :-

ऊनषोडशवर्षायामप्राप्तः पञ्चविंशतिम्
यद्याधत्ते पुमान् गर्भं कुक्षिस्थः स विपद्यते ॥
जातो वा न चिरं जीवेज्जीवेद्वा दुर्बलेन्द्रियः ।
तस्मादत्यन्तबालायां गर्भाधानं न कारयेत् ॥

سولہ برس سے کم عمر والی عورت میں پچیس برس سے کم عمر والا مرد اگر حمل ٹھیرائے تو اس سے اسقاط ہو جاتا ہے اور اگر بچہ پیدا ہو تو دیر تک زندہ نہیں رہتا اور اگر زندہ رہے۔ تو ضعیف الاعضا ہوتا ہے اس بیان کی رو سے آئندہ آنیوالی مصیبتوں کے بند کرنیکا علاج یہی ہے کہ چھوٹی عمر کی شادی قطعی طور پر بند کر دی جائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا اول تو بیواؤں کے ہونے کا امکان ہی بہت تھوڑا رہ جائیگا۔ دوسرے پختہ سالی کی حالت میں شادی کرنے سے بیواؤں کے ہونے کی سنبھاوتا اور بھی گھٹ جائیگی اور موجودہ مصیبت ناک حالت کے متعلق مذکورہ بالا اپدیش سے یہ سبق ملتا ہے کہ بچپن کی شادی کو شادی نہ سمجھا جائے۔ اور ایسی برائے نام شادیوں کے بعد جو بیچاری کنیائیں بیوائیں کہلانے لگی ہیں۔ ان کو بیوہ خیال نہ کیا جائے۔ گذشتہ مردم شماری سے پتہ لگتا ہے کہ ملک میں ۱۵ سال سے کم عمر کی بیواؤں کی تعداد اڑھائی لاکھ کے قریب ہے۔ اگر ہم اڑھائی لاکھ روحوں کو ان کے دکھ سے نجات دے کر ان کی زندگیوں کو آنند سے بھر سکیں۔ تو ہمیں بے اندازہ برکت نصیب ہونے میں شک کی گنجائش ہی کہاں ہے؟!

چھوٹی عمر کی شادی ہی نہیں

چھوٹی عمر کی شادی کو شادی کا نام دینا صرف جہالت پر مبنی ہے بلکہ قدرت کے خلاف جرم ہے جس کی سزا سے ہمارا اور ہماری نسلوں کا کبھی چھٹکارا ہو نہیں سکتا جو کام قانون قدرت کے خلاف ہے ایسے کوئی کتاب بھی خواہ اسے کروڑوں ادمیوں آدمی الہامی یقین کرتے ہوں جائز قرار نہیں دے سکتی۔ جہاں چھوٹی عمر کی شادی کی چال ہے وہاں ظلم اور مخول بازی کو اگرچہ ہم شادی کا نام دیتے ہیں اور اس مقدس رسم کو اور اس کی ناقابل برداشت کدورت کو ڈھانکنے کے لئے شادی بات کہا جاتا ہے ان حالات کو مد نظر رکھ کر ایسی شادی برداشت کی جاتی ہے۔ قدرت کی تمام طاقتیں اس کے خلاف

لیکن کسی کو ڈنکے اٹھانے کی مجال نہ ہو۔ مگر واقعات یہی کہہ رہے ہیں کہ صرف [illegible] ہے۔ دو باتوں میں ایک ضرور ماننی پڑیگی (۱) یا تو ہم [illegible] ترقی میں [illegible] کام نہیں کرتا۔ اور یہی ماننا پڑیگا (۲) [illegible] ہندو جاتی [illegible] بے رحم و محروم خیال کرتی آئی ہے۔ اور کئی پہلوؤں میں اسی اصول پر عامل رہی ہے لیکن کسی ایک پہلو کی بنیادوں میں کوئی سخت چوک ہوتی رہی ہے جس کا نتیجہ ہندو جاتی کی موجودہ ادھوگتی ہے۔

اس امر کا خیال میں لانا ہی [illegible] ہے۔ کہ جس قانون قدرت کو تاریخ ثابت کرتی ہے اور جس کو ہر ایک شخصی زندگی اپنی بیشمار مثالوں سے قطعی طور پر ثابت کرتی ہے وہ جس کے بغیر تمدن اور اس کے سب کام محض بے معنی ہو جاتے ہیں۔ غلط ہو یا ہندو جاتی ایسے عالمگیر قانون سے مستثنےٰ ہو خدا سے خود [illegible] ہے یہ بات صاف طور پر عیاں ہو جاتی ہے کہ ہندو جاتی نے جہاں دیگر قوموں اور جانداروں کے متعلق اس اصول کا استعمال کیا ہے وہاں اپنے گھر کے اندر اس پر عامل ہونے میں بڑی بے اعتنائی کی ہے اپنی کروڑوں بھائیوں کو انسانی حقوق سے محروم کر کے انہیں غلامی کی حالت میں رکھا ہے۔ حیوانات کو پالنا اور ننھے جانداروں سے پیار کرنا تو سیکھا ہے مگر اپنے بھائیوں سے چھوت اور حرام کی انتہا خیال کیا ہے اپنی کروڑوں بے گناہ بچیوں کو یونہی رنڈاپے کی تہمت لگا کر ان کے لئے جہالت بھری [illegible] دیا ہے۔ اور بلاوجہ ان کو زندگی جائز آزادی اور خوشی سے سدا کیلئے محروم کر دیا ہے نہیں پوترتا پر دھتکاروں کی بوچھاڑ کی ہے۔ سنا ہزاروں دلیلوں بیگانیوں کی بھرمار کی ہے ان مظلوموں کی آہیں ہی ہمارے درخت اقبال کو جھلسا رہی ہیں۔ ان دکھیاریوں کی خاموش فریادیں ہماری خوشیوں کو خاک میں ملا رہی ہیں۔ اور آہستہ آہستہ ہمارے نام کو صفحۂ ہستی سے مٹا رہی ہیں۔ قدرت مجسم انصاف ہے کہ ہم اپنا کیا آپ پا رہے ہیں۔ اور اپنا بویا آپ کاٹ رہے ہیں ٭

ہندو جاتی کا ناسوروں سے چھدا ہوا جسم

یہ نہایت مسرت بخش اور امن بخش خیال ہے کہ ہندو جاتی میں بیداری آنے لگی ہے اس نے بھی ہاتھ پاؤں ہلانے شروع کر دیئے ہیں۔ اپنی کمیوں اور کوتاہیوں کیطرف متوجہ ہو رہی ہے۔ اور ان کے دور کرنے کیلئے [illegible] کوشش ہونے لگی ہیں۔ نیچ اور اچھوت کو اٹھانے اور ان کو انسانی حقوق دینے کا خیال [illegible] ہمارے لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم کیلئے جابجا سکول اور کالج کھل رہے ہیں۔ جابجا یتیم خانے قائم ہو رہے ہیں مگر باوجود اس قدر بیداری یا آثار بیداری کے دکھیا اور بے زبان بدھواؤں کے پہلو سے ہم ابھی تک گہری نیند کی حالت میں ہیں اس پہلو میں جسقدر کوشش ہوئی بھی ہے وہ بدھواؤں کی تعداد اور ان کی حالت زار کے مقابلے قابل شمار ہی نہیں جہاں بدھواؤں کی مصیبت کا طوفان سارے ملک کو غرقاب کرنے والا ہے ایک دو کچی دیواریں کیا کر سکتی ہیں۔ جہاں کروڑوں [illegible] پیاس کی ماری تڑپ رہی ہوں وہاں [illegible] کے چند قطرے پیاس نہیں بجھا سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ کئی پہلوؤں میں ترقی کیلئے قدم بڑھاتے ہوئے بھی ہمارا قدم پیچھے ہی [illegible] زندگی کیلئے ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے بھی ہماری تعداد گھٹتی چلی جا رہی ہے ملک کے اندر دوسری قومیں ترقی کے میدان میں آگے ہی بڑھتی چلی جا رہی ہیں دن بدن ان کی طاقت اور تعداد میں اضافہ ہی نظر آتا ہے۔ لیکن ہندو جاتی ہے کہ اوپر چڑھنے کی بجائے نیچے اتر رہی ہے [illegible] ہونے کی بجائے دن بدن [illegible] ہوتی جاتی ہے۔ اور اب [illegible]

بچپن میں کھیلتی ہوئی بیوائیں

ہندوستان میں ہندو جاتی کی کتنی ہی کنیائیں ابھی کھیلتی چھلتی ہیں جنہوں نے ابھی گڑیوں سے باہر نکل کر بیٹھنا سیکھا اور
سہیلیوں کے ساتھ کھیلنا سیکھا ہے۔ جن کے حواس ابھی دنیا کے تجربہ سے آشنا نہیں ہوئے۔ جن کی ...
ہیں جن کی زبان میں اب توتلا پن ... آرہا ہے جنہیں اب اپنے بیگانے کی تمیز ہونے لگی
ہے۔ جن کو فرض کے ابھی معنی ہی معلوم نہیں جن کے لئے ساری دنیا کھیل تماشہ ہے اور جنہیں
دن رات کھیلنے اور شرارتیں کرنے سے ہی سروکار ہے۔ جن کے دل میں ابھی جسم کے سنوارنے اور خوبصورت
اور دلکش کپڑے پہننے کا شوق جاگنے لگا ہے۔ جنہیں ابھی پاپ پن۔ ادھرم ادھرم کا بھید معلوم
بھی نہیں۔ اور جن کے اندر ابھی قدرت ہی اچھلتی۔ کودتی کھیلتی ہنستی اور بولتی ہے۔ ان خوشی کی چڑیوں
پر ہندو جاتی نے جس کو دھرتی زمین سب سے بڑھ کر دیا وان جاتی ہونیکا ناز ہے۔ رنڈاپے کی کالی گھٹا ڈال دی ہے
اور ان کو تمام جسمانی اور قدرتی لذات سے جنم بھر کے لئے محروم کر دیا ہے۔ جن کو ابھی پتہ ہی نہیں کہ
بیاہ کس جانور کا نام ہے۔ اور پتی کس کھلونے کو کہتے ہیں۔ ان کو منحوس بیوہ کہہ کر دھتکارا جاتا ہے
ان کی معصوم ہنسی پر تیور بدلے جا رہے ہیں۔ ان بدقسمتی کی دلہنوں کو کبھی اچھا لباس پہننے کی ممانعت
ہو رہی ہے۔ ناچنے گانے سے میٹھی تمنا ان کیلئے جرم تصور ہو رہا ہے۔ کسی خوشی میں شریک ہونا ان
کے لئے مہاپاپ سمجھا گیا ہے؛

آفریں ہندو جاتی۔ یہ تیرا ہی جگر ہے کہ ایسے ظلم کو سہار سکے۔ یہ تیرا ہی دل ہے کہ اپنی معصوم بچیوں کو
بیٹھے جی مار سکے۔ یہ تیرا ہی انصاف ہے کہ بے قصوروں کا انگ انگ رواج کی آہنی زنجیروں سے
جکڑ کر ان کو عمر کی عمر قید میں تڑپا سکے۔ اور ان کو منہ سے اُف کرنے کی اجازت نہ دے۔ یہ تیری ہی
دیا ہے۔ کہ دن رات اندر ہی اندر جلتی ہوئی بچیوں کے آنسوؤں کو بھی چشم سے باہر نکلنے کی اجازت ہو
یہ تیری ہی ہمدردی اور نرم دلی ہے کہ گھر گھر میں کروڑ سے ایسی مظلوم معصوم بدھواؤں کے بیٹھے
ہوئے خوشی کے شادیانے بجا کریں۔ راگ رنگ اور ضیافتوں کے جلسے ہوا کریں؛
کیا دیوی پتریوں کے ساتھ ایسا جابرانہ۔ ظالمانہ۔ غیر منصفانہ۔ بے دردانہ برتاؤ کرتے ہوئے ہندو جاتی
اپنے لئے بہتری اور برکت کی کوئی امید رکھ سکتی ہے؟

کرم پھل کا نیم اٹل ہے

دنیا میں کرم پھل کا نیم اٹل ہے جو جیسا کرتا ہے ویسا ہی پاتا ہے جو ظلم کرتا ہے اسے مظلوم بننا پڑتا ہے
جو سب کی بھلائی چاہتا ہے ساری موجودات اسکی بھلائی کیلئے کوشاں رہتی ہے؛
جو دوسروں کی برائی چاہتا ہے ہر طرف اسے برائی کا سامنا ہوتا ہے ہمارے شاستروں کا ایک نہایت
اعلے سبق अहिंसा परमोधर्म یعنا ہم دھرم ہے یعنی کسی کی برائی نہ چاہنا ہی سب سے
افضل دھرم ہے۔ اسی اصول کے متعلق ہندو جاتی میں کسی جاندار کو دکھ دینا یا اس کی جان لینا بہت
بڑا پاپ سمجھا جاتا ہے۔ کیڑوں مکوڑوں کو ... تو کہیں ان کی پوجا کی جاتی ہے اور ان کے
سوراخوں پر اناج بکھیرا جاتا ہے۔ گئوؤں کی حفاظت کے لئے گئوشالائیں کھولی جاتی ہیں اس اصول کے
مطابق ہندو جاتی کے دل میں کسی قوم کو دبانے اور اس کے حقوق کچلنے کا کبھی خیال ہی نہیں آتا ...
... کا نمونہ ... جاننا معلوم ہوتا ہے کہ ہندو جاتی کو ...

کی ہنسی خاموش اور پاکیزہ مسکراہٹ سے کبھی نہیں کھلی [illegible] جنہوں نے ابھی اپنے آپ کو [illegible]
کھلا ہنسنا بھی جانتی ہی نہیں۔ جو پودوں پر ہم [illegible] مگر بیٹی کی بندھن رواج کے [illegible]
جسم ہمارے [illegible] ہے ان معصوم دلہنوں کی قسمت پہ یہاں بھی ہوا ہے۔ آج سے ہی انہیں [illegible] کی
بدبختی دے دیا ہے۔ بس ہوش سنبھالتے ہی اُن کا تمام حکمن خوشیوں اور برکتوں کے دروازے بند ہیں ان
مایوس کرینں کھلنے سے پہلے ہی مرجھا جائینگے بھلا اس سے بڑھ کر حیات انہیں کی کون سی شکل ہو سکتی ہے کہ معصوم دلہنوں
کو جنہیں دنیا چھوڑ جبکی ابھی اپنی ہستی کا بھی احساس نہیں۔ ابھی سے بیوہ قرار دیا جائے۔ مگر ایسی سیکڑوں مثالیں
اس پاک سرزمین میں دیکھی جاتی ہیں شاید آسمان کے ستارے بھی اس نظارے کو دیکھ کر کانپتے ہونگے مگر
ہماری آنکھیں احساس کے جادو سے ایسی جکڑی آتی ہیں کہ ان نظاروں کو دیکھ کر بھی نہیں ہوتیں۔
گذشتہ مردم شماری کی رو سے اس ملک میں ایک سال سے کم عمر کی بیوہ بچیاں ۱۱۴۴ اور ایک سال سے
دو سال کی عمر کی بیوہ بچیاں ۳۲۵ موجود ہیں۔ کیا بیوہ جاتی اس ظلم نامے پر ظلم رواج سے دستخط کرتی ہوئی
اپنی بہنوں کی [illegible] حقیقت حاصل کرنے کی امید رکھ سکتی ہے؟

چلنا سیکھتی ہوئی بیوائیں

بشاشت کی گود میں ایسی ایسی دلہنیں ابھی موجود ہیں جنہوں نے اپنی ماں کی گود سے نکل کر زمین پر قدم رکھنا سیکھا ہے۔ ماں کا دودھ چھوڑ کر اناج کو منہ لگایا ہے جو اب بھولے بھالے بے زبان ٹکڑوں سے ملی ہوئی آواز دل کی [illegible] سیکھ رہی ہیں۔ جن کی خوشی نے ابھی ہی خاموش مسکراہٹ سے کھلکھلاہٹ میں قدم رکھا ہے جو صرف بچپن کے اندر ہی جان پہچان حاصل کر رہی ہیں جنکو گھر سے باہر دنیا کی سدھ نہیں جن کا بچپن ابھی چاند کو کھلونا سمجھتا ہے جنہیں ابھی تک اپنے بیگانے کا شعور نہیں۔ جن کو ابھی جدائی ہجر کا پتہ نہیں لگا ہے ان معصومیت کی پیشانیوں کے ماتھے پر ہندوستان نے آج "بدنصیب رانڈ" کے اسٹ الفاظ لکھ دئیے ہیں۔ ان بھولی بھالی پاک زندگیوں کے لئے آئندہ جینا ممنوع ہو گیا ہے۔ اور سدا گھل گھل کر مرتے رہنے کا حکم صادر ہو چکا ہے۔ اب یہ ہزاروں معصوم صرف بیہوشی کی رات میں ہی خوشی کے خواب دیکھ سکتی ہیں ہوش کا دن ہوتے ہی ان کے لئے ماتم کدہ دنیا ہوگی۔ اور انہیں جینے کی بجائے سدا ماتم کرنا ہوگا۔ دنیا کی بہاران کیلئے خزاں ہوگی۔ پھول ان کی آنکھ میں کانٹے چبھینگے۔ پھل محلوں میں اٹکیں گے۔ ٹھنڈی ہوائیں جلا دینگی۔ چاندنی راتیں جھلسا دینگی۔ برساتیں آنسوؤں کی جھڑی لگا دینگی۔ اور گرد کی خوشیاں ان کے جگر میں برچھیاں ہو جائینگی۔

افسوس تو یہ ہے کہ اس بیہودہ رواج کو شاستروں اور [illegible] سے جائز اور دھرم انوکول ثابت کرنے کی کوشش ہوتی ہے۔ ان ناقابل برداشت [illegible] کا پردہ ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے مگر کیا اہل ملک نہیں جانتے کہ [illegible] ان دلہنوں سے واقفیت ہونے کے بعد [illegible] میں ظلم دیکھنے کا ویسا ہی [illegible] بنا ہوتا ہے [illegible] یہ ظالمانہ رواج ہے [illegible] کی زندگی خاک میں ملاتا ہے۔ دیکھیں ہندو شاستر کی حکمت کریں دلوں سے مٹاتا اور رشیوں کے نام پر کلنک [illegible] ہے؟

[illegible] ہے کہ [illegible] ایسی [illegible] کتنی تعداد میں موجود ہیں۔

۱۰۵۲ — ایک سال سے [illegible] سال کی عمر تک

۳۲۰۱

۵۸۳۴

اوم
ابھیاس کا جادو

ابھیاس غیر معمولی شے کو بھی معمولی سا بنا دیتا ہے ہمارے چاروں طرف خطرناک عجوبے موجود ہیں لیکن روز کے ابھیاس کے زیر اثر ہم ان عجائبات قدرت کو بالکل معمولی خیال کرتے ہیں اور ان کی بجائے چھوٹے چھوٹے معمولی تماشوں کی دید کیلئے بیقرار ہو جاتے ہیں اگر ہم پر ابھیاس کا جادو نہ ہو تو یہی معمولی دنیا ہر حیرت کی مورت بنا ہوا سارا جگت پرم آسچریہ آنند روپ دکھائی دینے لگے۔

اسی طرح بڑے بڑے ہولناک نظارے ابھیاس کے اثر سے محض معمولی معلوم ہوا کرتے ہیں نہایت دردناک واقعات بھی ہمارے دلوں پر ذرا اثر نہیں رکھتے۔ آج ہم بردہ فروشی کے عالمگیر رواج کا خیال کر کے کانپ اٹھتے ہیں انسانی روح کو ایسی ذلیل حالت میں تصور کرنا بھی طبیعت کو گوارا نہیں ہوتا۔ مگر جب دنیا میں اس رواج کا دور دورہ تھا تب بردہ فروشی کی رسم ایسی ہی معمولی بات سمجھی جاتی تھی جیسی کہ مویشیوں کی خرید و فروخت دور کیوں جائیں اسی ملک کی گذشتہ رسم کو لیجئے جس کا نام لیتے ہوئے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں مگر جب یہ رسم ستی جاری تھی سب لوگ اس نہایت ظالمانہ اور وحشیانہ نظارے کو دیکھتے اور عام طور پر اسے نہ صرف فعل مقدس خیال کرتے تھے بلکہ اسے سورگ دوار (دروازہ بہشت) یقین کیا جاتا تھا حتیٰ کہ راجہ رام موہن رائے کی بیدار روح نے جو عام رواجوں اور سنسکاروں سے بلند تھی اس وحشیانہ رسم کے خلاف آواز اٹھائی۔ کسی کو اس کے برا ہونے کا خیال تک بھی نہ آیا۔ غیر ملکوں کے لوگ جو اس رواج کے زیر اثر نہیں تھے۔ ہندوستان کے اس وحشیانہ رسم کو دیکھ کر گھبرا جاتے تھے۔

وقتاً فوقتاً دنیا میں ایسی آتمائیں ظاہر ہوتی رہی ہیں جو دنیا کے سانچے میں ڈھلنے کی بجائے اسے اپنے سانچے میں ڈھال کر نئی شکل دیتی ہیں۔ ابھیاس اور سنسکار ان کی ذاتی بیداری میں فرق نہیں لا سکتے وہ چیزوں کو رواج کے دھندلے شیشے سے دیکھنے کی بجائے براہ راست واقعی حالت میں دیکھتی ہیں ایسی ہی آتمائیں ہمارے رواجوں کے نقص صاف صاف دیکھ کر ہمیں آگاہ اور بیدار کرتی ہیں۔

مہاتما پنڈت ایشور چندر ودیا ساگر کی پوتر آتما بھی ایسی شخصیت کی تھی جس نے بھارت کی بیواؤں کے دکھ کو محسوس کیا۔ اور انہیں دکھ سے نجات دینے کے لئے آواز اٹھائی۔ لوگوں نے سخت مخالفت کی۔ کیونکہ عموماً سویا ہوا شخص بیداری کو پسند نہیں کرتا۔ اس کے بعد اب تک ملک میں آہستہ آہستہ اس طرف میں بیداری آ رہی ہے اور بہت سی آتمائیں اس کار خیر میں حصہ لینے لگی ہیں۔

نہایت دردناک نظارے

دودھ پیتی بیوائیں

بھارت کی سینکڑوں ایسی بچیاں ہیں جنہوں نے سال کے اندر ہی ابھی پتر جی کو جنم لیا ہے جو ابھی تک دودھ پیتی ہیں اناج کو ابھی منہ نہیں لگایا جن کی دنیا ان کی گود تک ہی محدود ہے ابھی منہ سے تتلانا بھی نہیں آتا۔ اور گرد کی چیزوں کی شناخت نہیں احساس نے اور ادراک کی صورت اختیار ہی نہیں کی جن

اغراض و مقاصد سبھا

(۱) ہندو ودھواؤں کو شادی کیلئے آمادہ کرنا اور ان کی شادی کیلئے جائز بندوبست کرنا۔
(۲) پبلک کے ہاتھ تک اس خاص غرض کیلئے مختلف قسم کا لٹریچر پہنچانا۔
(۳) ایسے جائز وسائل کو اختیار کرنا جن سے اوپر کے دو مقاصد کو مدد ملے۔

پریذیڈنٹ

رائے بہادر لالہ گنگا رام صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ ایم۔ وی۔ او۔ لاہور ۔

سیکرٹری

لالہ لاجپت رائے صاحب بی۔ اے۔ لاہور ۔

خاص صفات

(۱) ودھواؤں کی حالت میں خصوصاً تمام خط و کتابت پوشیدہ رکھنے کی کوشش کیجاتی ہے۔
(۲) کوئی فیس نہیں ہے۔ بلکہ حتی المقدور مدد کیجاتی ہے اور ہر موقعہ شادی گرہ سے خرچ کیا جاتا ہے۔ اور بیواؤں کو تحفہ بھی دیا جاتا ہے۔
(۳) سبھا ہندو جاتی کے کسی فرقہ کے مذہب میں دخل نہیں دیتی اور یہ طرفین کی مرضی پر منحصر ہے۔ کہ جس کسی کو چاہیں۔ اپنی مرضی اور تسلی کے مطابق جیسے اور کسی رسم سے شادی کریں ۔

سبھا کا دفتر

سیالکم بلڈنگ میکلیگن روڈ متصل الائنس بنک آف شملہ

واقع ہے

خط و کتابت بنام لالہ لاجپت رائے صاحب بی۔ اے۔ آنریری سیکرٹری پنجاب ودھوا وواہ سہائک سبھا لاہور ہونی چاہئے

اوم

پھول دو دن کھل کھلا کر بہار اپنی دکھا گئے
حسرت اُن غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

کنواری بیوائیں

از

پنڈت نرمل چند جی

پنجاب ودھوا وواہ سہائک سبھا لاہور کی طرف سے شائع ہوا

کاشی رام پریس لاہور

اضا پرمو دصرب

يتو دصرس تتوجيه

بھارت ورش کی ضروری قوموں میں اب تو ہماری سماج کا شمار ہی نہیں رہا۔ کتنے شوک کی بات ہے۔
کیا اب بھی ہر دو فرقوں کے نیتا گہری نیند سے جاگیں گے۔ اور آپس کے جھگڑے
ختم کر کے سماج کی جاتی ہوئی عزت کو بچا دیں گے۔ اس وقت فوراً ہی عملی کام کی ضرورت ہے
ملک میں زبردست اندولن ہو رہا ہے۔ اور مختلف اقوام کے حقوق کی محفوظگی کا سوال
در پیش ہے اس وقت ایک مستقل سنگھٹن کی اور خوب مل جل کر کوشش کرنے کی ضرورت
ہے۔ اگر اب بھی سوتے رہے نہ معلوم اس کے نتائج کیا نکلیں۔ اور پھر سوائے پچھتانے
کے اور کچھ بن نہ آوے۔ اس لئے میں بڑے زور سے یہ درخواست کروں گا کہ اس معاملہ پر
خوب غور کیا جاوے۔ اور آپس کی نا اتفاقی دور کرنے کے لئے عملی تجاویز سوچی جاویں۔
مردم شماری کا وقت آ رہا ہے۔ سب بھائیوں کو چاہئے کہ اپنے آپ کو فہرست مردم شماری
میں جینی ضرور درج کرا دیں۔ تاکہ اپنی سماج کی درست تعداد معلوم ہو سکے۔

بھائیو اور بہنو! مضمون بہت لمبا ہے۔ کہاں تک آپ کا وقت لوں۔ اب بھی
میرا خیال ہے کہ آپ سنتے سنتے تھک گئے ہوں گے۔ میں خواستگار معافی ہوں۔ اور آخر میں
صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں باوجود اس قدر دیار مک اور سماجک تنزلی کے مایوس نہیں ہوں
ابھی تک ہماری سماج میں اہنسا اور دیا دھرم کی لہر موجود ہے۔ صرف آپ کی دلی کوششوں
کی ضرورت ہے۔ اور وہی پہلی سی عظمت اور ترقی پھر حاصل ہو جاوے گی۔ ایک مرتبہ پھر میں
آپ کی تشریف آوری کے لئے آپ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور روہتک جین
سماج کی طرف سے آپ کا سواگت کرتا ہوں۔

(کانگریس الیکٹرک پریس دہلی)

مہاویر کے پیرو اپنے اشٹ دیو کے علاوہ دوسروں کی پرستش کریں۔

بھائی اور بہنو یہ سب اس وجہ سے ہے کہ ہمکو دہرم کی اصلی واقفیت نہیں ہے۔ اور اپنے دیو گرو و شاستر کا اصلی سروپ معلوم نہیں ہے۔ ورنہ ویتراگ دیو کو چھوڑ کر کون تیھارتھ سیون کر سکتا ہے۔ اس سے بہت بُرے نتائج سماج میں ظہور میں آ رہے ہیں۔ ہماری آتمائیں دن بدن کمزور ہو رہی ہیں۔ موت کا ڈر ہر وقت سامنے موجود ہے۔ بزدل ہوتے جا رہے ہیں۔ اصل تو یہ ہے کہ ہم اپنا جنیتو دگن کھو رہے ہیں۔ اور گمراہ ہو کر بھٹک رہے ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ جتنی جلدی ہو سکے۔ اُن رسومات کو جو ہمارے سمیکت کو کلنکت بنا رہی ہیں۔ گھروں سے بالکل دور کیا جاوے۔

سجنو! اگر ہم اپنی سماج کی بد رسومات اور فضول خرچی دور کر دیویں۔ تو ہر ایک بھائی و بہن کو سُکھ شانتی اور سنتوش ضرور حاصل ہوگا۔ خود بخود پاپ کم ہو جاویگا۔ کاروبار تجارت و لین دین وغیرہ میں بے ایمانی کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوگی۔ دہرم سیون کے لئے بہت وقت ملیگا۔ اور دان کرنے کے لئے ہاتھ میں بہت کافی دھن ہوگا۔ پریم بڑھیگا۔ سیوا اور پروپکار یہ کے بھاؤ پیدا ہوں گے۔ اور خود غرضی جو اس وقت سماج پر تسلط کئے بیٹھی ہے۔ رفو چکر ہو جاوے گی۔

سجنو! ہماری سماج کی کمزوری اور اُس کا تنزل اس وجہ سے بھی زیادہ ہو رہا ہے کہ ہم دہرم کے نام پر آپس میں لڑ رہے ہیں۔ اور اپنی بیخ کُنی کر رہے ہیں۔ تیرتھ چھیتروں کے متعلق دگمبریوں اور سویتامبریوں کا آپس میں جھگڑنا اور پریوی کونسل تک مقدمات لڑنا کتنا افسوسناک نظارہ ہے۔ جو استھان ہم کو سُکھ اور شانتی دینے والے ہیں۔ اور جن کی پوتر بھومی کا درشن ہی پاپوں کا ناش کرنے والا ہو۔ اُن کے متعلق لڑنا کتنا پاپ کا کام ہے آپ خوب بچار کر سکتے ہیں۔ جب سے یہ لڑائی شروع ہوئی ہے۔ ہماری سماج کی عزت قدر و منزلت دنیا کی آنکھوں میں کم ہوتی جا رہی ہے اور آپس میں سنگھٹن نہ ہونے کی وجہ سے

کو وظیفہ دیویں ۔ بیوگان کی مدد کریں ۔ ابھی حال میں ہی لالہ کدارناتھ صاحب جین سیاہو کار روہتک نے اپنی دہرم پتنی کی وفات پر کاج نہیں کیا۔ بلکہ ایک گرل سکول اُن کی یادگار میں قائم کیا ہے ۔ میں اُن کو دھنیاد دیتا ہوں ۔ اور اُن کی مثال سماج کے سامنے تقلید کیلئے پیش کرتا ہوں ۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ اس رسم کو ہمیشہ کے لئے بند کر دیویں گے ۔

(۵) رسم سیاپا

اس سے زیادہ بیہودہ اور غیر مہذب رسم دنیا میں کوئی نہیں ہو سکتی ۔ اپنے عزیز کے مرنے پر شوک کس کو نہیں ہوتا ہے اور رونا کس کو نہیں آتا ۔ مگر اُس کو ایک باقاعدہ دھارنی بنا راگ اور سُروں میں الاپنا کہاں کی انسانیت ہے ۔ عورتوں کا بر سر بازار چھاتی کوٹنا کتنا معیوب ہے ۔ کیا مرد معذرت کے لئے نہیں جاتے ۔ اور فکر نہیں کرتے ۔ کیا عورتیں اس طرح نہیں جا سکتی ہیں ۔ نہ معلوم یہ رسم کس طرح جاری ہوئی ۔ ہمارے دھرم کے مطابق شوک بذات خود ایک پاپ ہے ۔ اور ہر ایک شاستری میں اس کی مذمت کی گئی ہے ۔ اور کہاں یہ وحشیانہ سیاپا جو ہر صورت سے مہا پاپ ہے ۔ آپ کو سن کر خوشی ہوگی ۔ کہ یہاں کے کچھ بھائیوں اور بہنوں نے اس رسم کو بالکل ترک کر دیا ہے ۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ سب بھائی اور بہن مل کر اس منحوس رسم کو ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کر دیویں گے ۔

(۶) متیا تھ سیون

اس سے زیادہ کوئی پاپ نہیں ۔ ہمارے دہرم کے بموجب ایک جینی ہر ایک کام کر سکتا ہے ۔ جو اُس کے سمیکت (سچا اعتقاد) کو کلنک نہیں لگاتا ۔ سچے دیو اور سچے گرو اور سچے شاستر میں شردھان رکھنا ایک جینی کا پہلا فرض ہے ۔ بلکہ یہ کہئے کہ وہ جینی کہلانے کا مستحق نہیں ہے کہ جس کو سچے دیو ۔ گرو اور شاستر میں شردھان نہ ہوں ۔ کہاں یہ اصول اور کہاں ہمارا یقین و آچرن ۔ کتنے ہی بھائی اور بہن سیتلا دیوی اور دیوتاؤں کو پوجتے ہیں ۔ ہوئی اور کروہ کی رسم کرتے ہیں ۔ ہولی پوجتے ہیں ۔ دسہرہ پوجتے ہیں ۔ دیوالی کے موقعہ پر روپیہ پوجتے ہیں ۔ اپنے بزرگوں کے کنا گت کرتے ہیں ۔ مردہ کی تیرھویں کرتے ہیں ۔ غرضیکہ پاکھنڈ کی سب باتیں رائج ہیں ۔ کتنے شوک کی بات ہے ۔ کہ شری

بنانا مہا پاپ ہے۔ سماج کی تنزلی کی ایک بڑی وجہ میرے خیال میں شادی کے فضول اخراجات ہیں۔ ڈاکٹر مہال کرن ڈی۔ایس۔سی پروفیسر آگرہ کالج۔ گھمنڈی لال جین افسر پولیس کا نمونہ آپ کے سامنے موجود ہے۔ حسب ذیل تجاویز آپ کے غور کے لئے میں پیش کرتا ہوں۔

(۱) بارات کی تعداد زیادہ سے زیادہ 50 مقرر کی جاوے۔

(۲) بارات ۳ روز کی بجائے دو روز قیام کرے۔

اب بھی یہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ بہت تھوڑے آدمی بارات میں ۳ روز ٹھہرنا پسند کرتے ہیں۔ دو روز کی بارات ہونے سے اخراجات کی کمی ہوگی۔ مزید براں لڑکی والے کے واسطے ایک روز کا اپنے دان ہوگا۔

(۳) بری کی پیتول اور زیورات بوقت شادی بیٹی والے کے ہاں چڑھانا بند کیا جاوے۔

(۴) بڈھار کی رسم بند کی جاوے۔ یہ نہایت غیر مہذب رسم ہے۔

(۵) روپیہ کٹوڑہ دینے کی رسم کو بند کیا جاوے۔ اس رسم میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ کوئی گلاس دیتا ہے۔ کوئی چائے کا سیٹ دیتا ہے۔ کوئی تھال دیتا ہے۔ نوشکہ ٹوکنے کا نمبر باقی ہے۔ یہ رسم بھی ایک بھدی اور نامناسب رسم ہے۔

(۶) لڑکی والے کی طرف سے کسی موقعہ پر بھی جہیز اور زیورات برادری میں دکھلا کر نہ دیئے جاویں۔

(۷) پھیروں کی رسم کو جین بدھی کے مطابق بہت آنند سے منایا جاوے۔

(۴) رسم کاج

ابھی تک یہ منحوس رسم ہماری سماج میں کئی جگہ رائج ہے کہ جب بڈھا یا بڈھی مرتے ہیں کثیر رقم خرچ کرکے برہمنوں اور برادری کی ضیافت ہوتی ہے۔ اور برہمنوں کو دکھشنا دیا جاتا ہے۔ اور برادری میں بھاجی تقسیم ہوتی ہے۔ یہ رسم صریحاً دھرم اور تہذیب کے خلاف ہے۔ اگر واقعی بڈھے اور بڈھی کی عزت اُس کی اولاد کی نگاہ میں ہے۔ تو اولاد کو چاہیئے۔ کہ اُن کی زندگی میں اُن کی سیوا کریں۔ اور مرنے کے بعد دان دے کر اُن کی یادگار قائم کریں۔ کوئی ودیالیہ قائم کریں سادوشدھالیہ قائم کریں۔ غریب طلباء

والے کی ناراضگی کا خوف ہر وقت دامنگیر رہتا ہے۔ اول ہی سمدھی صاحب کا مقابلہ اُس وقت ہوتا ہے۔ کہ جب ڈھو کا ڈسے پہلے بارات کو لینے لڑکی والا معہ اپنی برادری کے جاتا ہے۔ جو روپیہ یا زیورات اس وقت پیش کئے جاتے ہیں۔ اگر بموجب اقرار ہوئے یا حسب خواہش سمدھی صاحب پیش ہوئے۔ تو خیر ورنہ بتوری چڑھ جاتی ہے۔ اور پھر بات بات میں نکتہ چینی شروع ہو جاتی ہے۔ پھیرے جیسے ضروری رسم تو یونہی جلدی جلدی رات کو اونگھتے اونگھتے ختم کی جاتی ہے۔ معرکہ آرائی بڈہار کے وقت ہوتی ہے۔ اُس وقت لڑکے والے کا چہرہ دیکھئے۔ لڑکی والے کے لئے کتنا ڈراؤنا ہوتا ہے۔ وہ بچارا تو ہاتھ جوڑے کھڑا رہتا ہے۔ اُس کی طرف کی برادری والے اگر کسی بے قاعدگی پر معترض ہوتے ہیں۔ تو وہ بچارا اُن کو بھی منت سے خاموش کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ عزت جاتی رہے گی۔ اگر اُس وقت عزت قائم رہی تو پھر وداع کے وقت دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ وہ تو بچارا اپنے پاس سے یا کسی سے قرض لا کر کثیر رقم خرچ کر کے جہیز دیتا ہے۔ مگر سمدھی صاحب کے من نہیں بھاتا۔ روپیہ کٹورہ فی باراتی پر ضد لگتی ہے۔ لڑکے والا باراتیوں سے کئی گنی تعداد روپیوں و کٹوروں کی طلب کر لیتا ہے۔ بیٹی والا اپنی جھوٹی عزت کے بچانے کی فکر میں اُس حکم کی بھی تعمیل کرتا ہے۔ اگر کٹورہ تیار نہیں پائے تو وہ افسردہ خاطر ہو کر خاموش ہو جاتا ہے۔ اور اپنے خیال کے مطابق عزت کھو بیٹھتا ہے۔

اس قسم کی جدوجہد سے کتنی صورتوں میں یہ بھی دیکھا گیا۔ کہ ہمیشہ کے لئے آپس کے تعلقات کشیدہ ہو جاتے ہیں۔ سمجھو کتنے شوک کی بات ہے۔ کہ شادی کے وقت جب کہ ایک لڑکی والا اپنی پیاری لڑکی کو ہمیشہ کے لئے شادی میں دیتا ہے۔ لڑکے والا اُس کا مشکور ہونے کی بجائے اُس کے لئے باعث خوف ہو جاتا ہے۔ ایسا کیوں ہے۔ محض اس وجہ سے کہ ہم دان کی قدر نہیں جانتے۔ اور جھوٹی عزت اور بے جا لوبھ کے شکار رہیں۔ اور شادی کو ایک ذریعہ آمدنی سمجھتے ہیں۔ کیا اس قسم کی شادیوں سے سکھ اور شانتی مل سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔

بھائیو اور بہنو! شادی کی رسم کو کوشش کر کے آسان بناؤ۔ جس سے اصل خوشی حاصل ہووے۔ لوگوں کے دلوں میں یہ بھاؤ پیدا کرو کہ شادی کو تجارت و آمدنی کا ذریعہ

دہرم کی اُنتی ہوگی۔ دھرم پریم بڑھیگا۔ لڑکا تلاش کرنے میں سہولیت ہوگی۔ اور سماج کی سکھ اور شانتی میں اضافہ ہوگا۔

(۳) رسم شادی

شادی ہماری برادری میں بہت پیچیدہ ہوگئی ہے۔ شادی سے کافی عرصہ پہلے ہی تیاریاں شروع ہوجاتی ہیں۔ مگر جب تاریخ شادی مقرر ہوجاتی ہے۔ تو اُس وقت طرفین کی جدوجہد کو دیکھئے۔ لڑکے والے کو اول فکر تو یہ لاحق ہوتا ہے۔ کہ بری کی قیمتی بیتول اور زیورات ہر قسم بہو کے لئے بنوائے جاویں۔ اس وقت وہ اپنی جیب کو نہیں دیکھتا۔ نہ یہ خیال کرتا ہے۔ کہ روپے کی ضرورت کاروبار کے لئے ہے۔ بچوں کی صحت اور تعلیم کے لئے ہے۔ دہرم اور دان کے لئے ہے۔ وہ تو صرف اس دھن میں ہے کہ کسی طرح دوسروں سے بہتر بیتول اور زیورات چڑھاؤں۔ چنانچہ اس دُھن کو پورا کرنے کے واسطے اُس روپیہ کو جو اُس نے بصد مشکل کمایا تھا اور اپنی اور بچوں کی صحبت و تعلیم کو نظر انداز کرکے بچایا تھا۔ برباد کرتا ہے۔ کتنے بھائی ایسے ہیں۔ جو اس مطلب کے واسطے روپیہ سود پر قرض لیتے ہیں۔ یا اپنی جائداد کو رہن و بیع کرتے ہیں۔ اور ہمیشہ کے لئے دکھی ہوجاتے ہیں۔ ذرا سوچئے کتنی عورتیں بری کی بیتول پہنتی ہیں۔ اور کتنے زیورات ارسال ہوتے ہیں۔ عموماً تو رکھے رکھے ہی خراب ہوجاتے ہیں۔ بیتول تو وقت گذرنے پر کسی قیمت کی نہیں رہتی۔ زیورات بھی کم قیمت کے رہ جاتے ہیں۔ اُن کی ہر وقت کی حفاظت البتہ دامنگیر ہوجاتی ہے۔ اس پر ہی اکتفا نہیں۔ لڑکے والا کثیر رقم خرچ کرکے بارات کا ایک لشکر لے جاتا ہے جس کے اکٹھا کرنے اور لے جانے میں جو سر دردی اس کو اٹھانی پڑتی ہے۔ وہ سب کو معلوم ہے۔

ادہر لڑکی والے کو دیکھئے۔ تاریخ شادی مقرر ہوتے ہی اُس کے تو ہول ہوجاتی ہے۔ اور ہر وقت یہ خیال رہتا ہے کہ کب عزت سے چھٹکارا ہو۔ بارات کے لشکر کی آؤ بھگت کی تیاری میں پہلے ہی مین رہتا ہے۔ کثیر رقم خرچ کرتا ہے۔ اور پھر بھی ڈرتا رہتا ہے۔ کہ تین روز کس طرح ختم ہوں۔ اس کے لئے تو ۳ روز ۳۰۰ سال کے برابر ہوجاتے ہیں۔ لڑکے

فیصلہ خود ہی کر دیا کرتے تھے۔ مگر مغربی تہذیب کا نظارہ نظر آیا۔ کہ جوڑا اپنا فیصلہ خود کرتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ سگائی سے قبل والدین لڑکے اور لڑکی کو خود دیکھنے لگے یہ بہت تسلی بخش ثابت ہوا۔ مگر سماج کی ایسی تقدیر کہاں کہ اس پر اکتفا ہو۔ اب تو لڑکی کو دیکھنے کے معنی ہی کچھ اور ہو گئے۔ لڑکے کی ماں چند عورتوں اور مردوں کے ہمراہ دیکھنے جاتی ہے۔ اگر لڑکی والا کچھ زیور طلائی اور گنی ہائے سمدھن کو اور باقی مرد عورتوں کو گنی ہائے بھینٹ کرتا ہے۔ تو لڑکی امتحان میں پاس ہو جاتی ہے۔ چاہے اُس میں ہزار نقص ہوں۔ اور اگر بھینٹ نہ مل سکی تو چاہے لڑکی کیسی گنوان ہو اور خوبصورت ہو نا منظور ہو جاتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہی نہیں ہوتا۔ کہ وہ سگائی نہیں ہوئی۔ بلکہ آیندہ سگائی میں دقت ہو جاتی ہے۔ چونکہ یہ عام خیال ہو چلتا ہے۔ کہ فلاں لڑکی کو فلاں شخص دیکھنے آئے تھے۔ پسند نہیں آئی۔ کوئی نقص ہوگا۔

یہ ہی نہیں۔ کچھ صورتوں میں سگائی سے پہلے فیصلہ ہونے لگے۔ کہ اگر جہیز میں موٹر ملیگی یا فلاں فلاں چیزیں ملیں گی۔ یا بارات کا کُل خرچ ملیگا۔ تو سگائی منظور ہے کیا یہ پسر فروشی نہیں۔ بنگال میں تو اس کے دردانگیز نتیجے روشن تھے۔ مگر اب یہ ہماری اس بدقسمت سماج میں بھی آگئی۔ اول تو روک ٹوک یہ ہیں اس قدر کہ اگروال کی سگائی اگروال کے ہاں ہی ہو۔ اور اوسوال کی اوسوال کے ہاں ہو۔ اور پھر ہاں بھی گوت بچتے ہیں۔ اور پھر یہ پسر فروشی۔ لڑکی والوں کو عجیب مصیبت کا سامنا ہو گیا ہے۔ کیا ایسی سگائی سکھ اور شانتی دیتی ہیں۔ ہرگز نہیں۔ دھرم کے خلاف ہیں۔ پس ہمارا فرض یہ ہے کہ [illegible] جلدی ہو سکے۔ اس [illegible] روشی کی رسم کو روکیں۔ بہت بہتر تو یہ ہوگا کہ آپ انترجاتی بیاہ کی اجازت [illegible]۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کیا ہرج ہے کہ اگروال کی شادی کھنڈیلوال کے ہاں ہو۔ اور اور کھنڈیلوال کی اگروال کے ہاں اور اسی طرح اور جین [illegible] ہیتوں میں۔ [illegible] سے

ہیں - دائی بھی ایسی بلائی جاتی ہے۔ کہ جس کے کپڑوں اور بدن سے بدبو آتی ہے۔ اور جو بلا ہاتھ دھوئے ہوئے ہی اوپریشن شروع کر دیتی ہے۔ اور کتنی حالتوں میں تو وہ بالکل ناواقف ہی ہوتی ہیں - اگر لڑکا پیدا ہوگیا - تو کھانے پینے کی کچھ خبر گیری ہو جاتی ہے اگر لڑکی پیدا ہوئی - تو بس خیر ہے - سوائے رنج اور فکر کے اور کسی بات کی فرصت نہیں ہوتی - نتیجہ کیا ہوتا ہے کہ کتنی ہی عورتیں زچہ خانہ میں جان دے دیتی ہیں - کتنی ہی دائم المریض ہو جاتی ہیں - کتنی ہی عرصہ تک بیمار رہتی ہیں - کتنے ہی بچے پیدا ہوتے ہوتے مرجاتے ہیں - اور کتنے ہی چند گھنٹے کے بعد - یہ صورت ہر ایک دیکھتا ہے - مگر ہم ایسے لکیر کے فقیر ہیں - کہ مجال ہے کہ اس میں بھی کچھ تبدیلی آنے دے - ساری کنجوسی اس وقت ختم ہوتی ہے - مگر پھر دریا دلی کا سال دیکھئے - کہ اگر لڑکا پیدا ہوگیا - تو دسوٹھن منایا جاتا ہے - اور کثیر رقم ضیافت وغیرہ میں خرچ کی جاتی ہے - اور پروجنوں کے وقت تو اور بھی دل کھل جاتا ہے - جائے غور ہے کہ کتنا الٹا کام ہے - جہاں خرچ کرنا چاہئے وہاں کنجوسی اور جہاں ضرورت نہیں وہاں فراخ دلی -

بھائی اور بہنو!

اس پر پورا دھیان دو - سماج کی تعداد دن بدن کم ہوتی جا رہی ہے - اپنی عورتوں اور بچوں کو اکال مرتیو سے بچاؤ - بچے کی پیدائش کے وقت اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرو - اور ہر طرح کا آرام اس کی ماتا کو دو - کمرہ روشن اور ہوا دار ہو - ایک ہوشیار اور صاف دائی کو بلواؤ - دسوٹھن اور پروجنوں کی فضول خرچی کو بند کر دو - کسی طرح نقصان میں نہیں رہو گے -

(۲) سگائی

ایک زمانہ تھا - جب کہ برہمن اور نائی ایک لڑکے اور ایک لڑکی کی نقدیر کا

بھائیو اور بہنو! یہ ہمارا سوبھاگیہ ہے کہ کچھ بھائیوں کی انتھک کوششوں سے ہماری سماج میں اب بھی اچھے ودیالے۔ وددواہ آشرم۔ برہمچریہ آشرم۔ مہیلا آشرم۔ اناتھ آشرم جین بورڈنگ ہاؤس جاری ہیں۔ مگر فنڈ کی کمی کی وجہ سے اُن کی ترقی رُکی ہوئی ہے۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی شکتی کے مطابق اُن کی پوری سہایتا کریں۔ اور یہ آسانی سے اس طرح پر ہو سکتی ہے۔ کہ بھادروں میں دش لاکشنی پرب کے موقعہ پر دھرم اُتساہ خوب ہوتا ہے۔ دان دہرم کے روز ہر بھائی اور بہن سے ہر جگہ دان لیا جاوے۔ اور اُس کو مختلف سنستھاؤں میں ہر جگہ کی برادری جیسا مناسب ہو۔ تقسیم کر دیوے۔ دگمبر جین تیرتھ چھیتر کمیٹی کی مدد بھی نہایت ضروری ہے اور بہت آسانی سے اس طرح پر ہو سکتی ہے۔

بھائیو اور بہنو!

ہماری دہارمک گراوٹ ہماری روحانی ترقی میں ہی حائل نہیں ہوئی ہے۔ بلکہ ہماری سماجک تنزل کی ایک زبردست باعث ہوئی ہے۔ کیونکہ اصلی دہرم کو بھول کر ہم ایسی رسومات ورواج کے شکار ہو گئے ہیں۔ کہ جن سے ہمارا سرمایہ اب صرف دکھ و فکر ہی رہ گیا ہے۔ اور سکھ اور شانتی اور سنتوش بالکل رفوچکر ہو گئے ہیں۔ اگر ان سب رسومات کا ذکر میں اب آپ کے روبرو کروں۔ تو وقت بہت لگیگا۔ اس لئے اب میں صرف چند کے متعلق ہی اپنے خیالات کا اظہار کروں گا۔

(۱) بچے کی پیدائش

کیسی جہالت ہے کہ جس وقت ہماری دیویاں ہمارے لئے ہماری اُمیدوں کو پوری کرتی ہیں۔ اور ایک طرح سے خود بھی نیا جنم لیتی ہیں۔ ایسی حالت میں اُن سے اچھوتوں سے بھی بُری طرح سلوک کیا جاتا ہے۔ اُن کو ایک تاریک کوٹھری میں بند کیا جاتا ہے۔ ہوا کا گذر بالکل بند کر دیا جاتا ہے۔ ایک ٹوٹی ہوئی ناقابل استعمال چارپائی اُس کو دی جاتی ہے۔ گندے پھٹے ہوئے کپڑے بچھانے اور اوڑھنے کے واسطے اس کو دئے جاتے

شروع سے ہی بُری عادتوں میں پڑجاتے ہیں۔ بچوں کو دھرم کی تعلیم دینا اور اُن کے شریر کو مضبوط بنانا ہمارا سب سے بڑا فرض ہے۔ چونکہ سماج کی آئندہ ترقی کا انحصار اُن پر ہی ہے۔ مگر یہ ضروری ہوگا کہ پاٹ شالا کی تعلیم کا کورس جین وِدوانوں کی ایک بورڈ تجویز کرے۔ اور دیکھ بھال اور امتحانات کا بھی مُناسب انتظام کرے۔

آج سماج میں لڑکیوں کی تعلیم خاص طور سے ضروری ہے۔ ہمارا طریقہ رہائش عام طور سے اصول صحت کے قطعی خلاف ہے۔ ہمارے گھر غلیظ ہیں۔ ہم روشنی و ہوا سے خائف ہیں۔ ہمارے بچے گندے رہتے ہیں۔ عورتوں میں ضعیف اعتقادی و وہم کی حد نہیں۔ بُزدلی کی تعلیم گھروں میں ہر وقت جاری ہے۔ کمزوری اور ڈر نے اپنا سکہ پورے طور سے ہم پر جمایا ہوا ہے۔ اور یہ سب اس وجہ سے کہ ہم نے اپنے گھروں کا دروازہ ودیا دیوی کے واسطے قطعی بند کر دیا ہے۔

ودھواؤں کی آج جیسی دُردشا ہو رہی ہے۔ آپ سب کو اچھی طرح معلوم ہے۔ اس بات پر ابھی سماج کے وِدوانوں میں اختلافات ہے۔ کہ آیا جین دھرم اُن کی دوبارہ شادی کی اجازت دیتا ہے یا نہیں۔ مگر میرے خیال میں اس امر کی بابت دو رائے نہیں ہیں۔ کہ جین دھرم اُن کو اپنی زندگی سُکھ اور شانتی سے گذارنے کا پورا حق دیتا ہے۔ سمجھو۔ اگیانتائی کی حالت میں رہ کر ...وں کے ساتھ رہتے ہوئے اُن کو سُکھ اور شانتی حاصل ہونا بہت مشکل ہے اس لئے ... اُن کی دھارمک تعلیم کا انتظام کرو۔ اُن کے لئے ودھوا آشرم کھولو۔ اور جو کھلے ہوئے ہیں۔ اُن کو اچھی طرح چلاؤ۔ ودوا ہیں گیان پراپت کر کے سماج کی ہر طرح سے سیوا کر سکیں گی۔ اور آج کل جو یہ دقت ہے کہ کنیا شالاؤں کے واسطے یوگ ادھیاپکائیں نہیں ملتی ہیں۔ وہ بھی رفع ہو جاویں گی۔ ودھواؤں کے واسطے وقت کا گذارنا بھی آسان ہو جاوے گا۔ جو ادھیاپکی کا کام کرنا چاہے گی۔ وہ ادھیاپکی کر سکے گی۔ اور جن کو آجیوکا کی ضرورت ہے۔ وہ ضرورت بھی پوری ہو جاوے گی۔

ہے۔ نوجوان بھائیوں کو ہر جگہ یہ کام اپنے ہاتھ میں لینا چاہیئے۔ موجودہ شاستروں کی وہ ایک درست فہرست طیار کریں۔ اس سے ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہوگا۔ کہ بہت سے شاستر جواب معدوم خیال کئے جاتے ہیں۔ ظہور میں آجاویں گے۔ جو جو شاستر بندھے رکھے ہوئے خراب ہو گئے ہیں۔ اُن کو درست کریں۔ نئے شاستر ہر سال ایزاد کریں۔ اور سوادھیائے کے لئے بھائیوں کو ہر قسم کی سہولیت دیویں۔

دہرم پرچار کی اشد ضرورت ہے۔ مگر یہ جب ہو سکتا ہے۔ کہ کچھ نوجوان لوگ بھائی مشنری سپرٹ میں کام کریں۔ میرا یقین ہے کہ ایسی صورت میں فنڈ کی کمی کبھی نہیں ہوگی۔

ٹریکٹس کے ذریعہ بھی دہرم پرچار خوب ہو سکتا ہے۔ جو جین متر منڈل دہلی نے واقعی کر کے دکھلا دیا ہے۔ اُن کا یہ کار نہایت قابل تعریف ہے۔ اور ہماری سماج کے وہ خاص شکریہ کے مستحق ہیں۔ معافی چاہتا ہوا جین متر منڈل کی توجہ اس امر کی طرف ضرور دلانا چاہتا ہوں۔ کہ اُن کے اردو کے ٹریکٹس کٹھن ہیں۔ اگر عام فہم اور آسان اردو میں شائع ہوں تو فائدہ بہت زیادہ ہو سکتا ہے۔ اُن کی یہ مشکل آسان کرنا بھائی اور بہنو آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اگر ودوان لوگ ایک ایک مضمون بھی ہر سال لکھیں۔ تو کتنے ہی ٹریکٹس چھپوائے اور تقسیم کئے جا سکتے ہیں۔ اُمید ہے کہ ودوان لوگ میری اس درخواست کو منظور فرمادیں گے۔

ہر جگہ لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم کے لئے جین پاٹ شالا نہایت ضروری ہیں۔ میرا سچا یقین ہے۔ کہ اگر بچپن میں دہرم کی چھاپ پڑ پر لگ جاوے۔ تو اُس کا آچرن خراب نہیں ہوگا۔ اور بُری صحبت میں پڑ کر وہ اپنے آپ کو کمزور اور بُزدل نہیں بنا دیگا۔ بلکہ اپنے برہمچریہ رتن کی پوری پوری حفاظت کرے گا۔ سماج روز بروز گھٹتی جارہی ہے۔ بچے پیدا کم ہوتے ہیں۔ اور مرتے بہت زیادہ ہیں۔ غرضیکہ ہماری جسمانی حالت دن بدن کمزور ہوتی جاتی ہے۔ اور اُس کی ایک زبردست وجہ یہ ہے۔ کہ بچے دہارمک تعلیم نہ ہونے سے گمراہ ہو جاتے ہیں۔ اور

سجنو! اب وقت نہیں ہے۔ کہ انگریزی تعلیمیافتہ اشخاص اور پرانے ودوان پنڈت ایک دوسرے سے جُدا رہیں۔ اور ایک دوسرے کی نکتہ چینی میں ہی وقت ضائع کریں۔ عیب جوئی سے سوائے اس کے کہ دل پراگندہ ہوں۔ اور نفرت کے خیالات پیدا ہوں۔ کچھ حاصل نہیں ہوسکتا۔ آؤ! ہم سب ایک دوسرے کے گنوں کو گرہن کریں۔ جس سے دہرم اور سماج کی اُنتی ہو۔ خاص طور پر میں اپنے انگریزی تعلیمیافتہ بھائیوں سے اپیل کرونگا۔ کہ وہ اپنے ودوان پنڈتوں کی عزت کریں۔ اُن سے شاستر گیان پراپت کریں۔ اور پوجن اور بھگتی کی اصلیت کو اُن سے سمجھیں۔ اور پھر محض ایسے نہیں بلکہ واقعی طور پر دھرم کے سچے مارگ پر چلیں۔ پھر دیکھنا۔ کہ پرانی اور نئی روشنی کے اتحاد کا کیا عجیب نظارہ ہوگا۔ اور سماج کو کوئی کام کرنا مشکل نہ رہیگا۔

اس اتحاد سے ہم مندروں کا تسلی بخش سدہار کرسکیں گے۔ اس وقت مندروں کا فنڈ کتنی جگہ برباد ہورہا ہے۔ محض یہی نہیں بلکہ کتنی جگہ اُس کے انتظام کے متعلق برادری میں آپس میں فریق بندی ہورہی ہے۔ اور مقدمہ بازی تک نوبت آرہی ہے۔ پراچین مندروں کی مرمت کی طرف دھیان تک نہیں ہے۔ اور نئے مندر بنوائے جارہے ہیں۔ ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم ہرایک مندر کا باقاعدہ حساب آمدنی و خرچ رکھیں۔ مندروں کی مرمت کرادیں۔ فنڈ موجودہ کے جمع کرانے کے متعلق آسان قواعد بنادیں۔ جہاں تک ہوسکے۔ کسی بھائی کے پاس جمع کرانے کے بجائے کسی اچھے بنک میں جمع کرادیں۔ اپنے میں سے ہوشیار حساب دانوں کو آنریری آڈیٹر مقرر کریں۔ جو ہر جگہ جاکر سالانہ حساب کی جانچ پڑتال کریں۔ اور سربرآوردہ اشخاص کی ایک بورڈ منتخب کریں۔ کہ جو جہاں جہاں مندر کے متعلق کوئی آپس کے تنازعہ ہوں۔ وہاں جاکر تنازعات کو رفع کریں۔

تقریباً ہرایک مندر میں لائبریری موجود ہے۔ مگر بہت کم جگہ اس کا کوئی انتظام

جین دہرم کا اصلی مدعا یہ ہے۔ کہ یہ سنساری آتما اپنی اصلیت کو جان کر اپنی اصلی صفات کو حاصل کرے۔ دوسرے الفاظ میں جین دہرم کا یہ مقصد ہے کہ اس کے پیرو دکھ سے چھوٹ جاویں۔ اور سُکھ اور آنند پراپت کریں۔ جب یہ معلوم ہو جاوے گا۔ اور اس پر پکا اعتقاد ہو جاوے گا کہ سُکھ اور شانتی آتما کی صفات ہیں۔ اور آتما اپنی پرشارتھ سے ان صفات کو حاصل کر سکتی ہے۔ تو پھر ہم ایسے کام کیوں کریں گے۔ کہ جن سے دُکھ ہوں اور سکھ اور شانتی ناش کو پراپت ہوویں۔ یعنی ہر کام میں کسوٹی یہ ہوگی۔ کہ اگر اُس کے کرنے سے سُکھ اور شانتی حاصل ہوتے ہیں تو وہ کام مطابق دہرم ہے۔ اور اگر اُن کا ناش ہوتا ہے تو وہ کام دہرم کے خلاف ہے۔ ایسا پختہ اعتقاد ہمارے زاویہ نگاہ کو بدل دیگا۔ اور ہماری زندگی اور سماج کی حالت میں ایک نمایاں فرق بہت جلد پیدا کر دیگا۔

شاستر سبھا سے جو فائدہ ہمکو روہتک میں ہوا ہے۔ میرے لئے بیان کرنا مشکل ہے۔ اس لئے اس ذاتی تجربہ کی بنا پر سب سے اول بات جو میں چاہتا ہوں وہ یہ ہے۔ کہ ہر شہر و گاؤں میں صبح یا شام کو یا دوپہر کو جیسا مُناسب ہووے۔ مندر جی میں شاستر سبھا ہو۔ میں اپنے انگریزی تعلیم یافتہ بھائیوں سے عرض کرونگا کہ اس کام کو وہ اپنے ہاتھ میں لیویں۔ اُن میں سے اکثر ہندی بھاشا جانتے ہیں۔ اور اب ودوانوں کی مہربانی سے اکثر شاستر ہندی بھاشا میں ہیں۔ وہ خود پڑھیں۔ یا اگر کوئی یوگ پنڈت جی وہاں موجود ہوں۔ اُن سے پڑھوائیں شاستر سبھا میں جانے کا خود نیم لیویں۔ اور دوسروں کو نیم دلواویں۔

نیم میں جو زبردست طاقت ہے۔ وہ سب پر عیاں ہے۔ اُس کے بیان کرنے کی یہاں ضرورت نہیں۔ شاستر سبھا کے کئی فائدے ہوں گے۔

(۱) شری ارہنت دیو کی ویتراگ اور منوگیہ بمب کے درشن ہوں گے۔

(۲) دہرم کے اصلی سروپ کا گیان پراپت ہوگا۔

(۳) اپنی آتما اُنتی کا موقعہ ملیگا۔ اور ایک بڑی بات یہ ہوگی۔ کہ ہر روز اکٹھا ہونے سے آپس میں پریم بڑھیگا۔ اور سچا سنگھٹن ہوگا۔ اور اپنی اور سماج کی خرابیاں دور کرنے کا پورا موقعہ ملیگا۔

کریں گے۔ سجنو! اگر جین سماج کی حالت پر ذرا غور کریں۔ تو معلوم ہوگا کہ اس وقت سماج ہر پہلو سے تنزلی پر ہے۔ سب سے ابتر حالت اس کے دہارمک پہلو کی ہے۔ ہمارا طریقہ رہائش ہمارا کاروبار، ہمارا آپس کا برتاؤ۔ ہماری رسومات شادی و غمی ایک سمت میں ہیں۔ اور دہرم کے اصول اور ہدایات مختلف سمت میں ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہماری موجودہ حالت سے نتیجہ نکال کر جین دہرم جیسے عملی اور انمول دہرم کو عوام محض فلسفہ اور ناقابل عمل دہرم کہنے لگے ہیں۔ اس کا سبب محض یہ ہے کہ ہم میں سے کثیر التعداد صرف نام کے جینی ہیں۔ ہم یہ نہیں جانتے اور نہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ جین دہرم کیا ہے۔ آتما کیا ہے۔ پرماتما کیا ہے۔ ہم کیا ہیں۔ ہم ایسے کیوں ہیں۔ ہم کیا ہو سکتے ہیں۔ اور ہمارا مقصد زندگی کیا ہے نتیجہ اس کا یہ ہے کہ ہم میں سے اکثر تو دہرم کا خیال تک نہیں کرتے۔ اور اگر ہم میں سے کچھ دہرم پر چلتے بھی ہیں۔ تو وہ محض رسمیہ۔ اس لئے بہت ضروری یہ ہے۔ کہ ہم سب دہرم کی اصلیت کو سمجھیں۔ اور یہ اس وقت ہی ہوسکیگا۔ کہ جب ہم شاستروں کو پڑھینگے سنیں گے۔ اور ان پر وچار کریں گے۔ اس زمانہ میں ہم کو یہاں ترتھنکر بھگوان کے درشن ناممکن ہیں۔ سچے گرو کا ملنا بہت مشکل امر ہے۔ اس لئے آج کل ہماری رہبری صرف جین بانی ہی کر سکتی ہے۔ اکثر آدمی کہہ دیا کرتے ہیں کہ جین شاستروں کا سمجھنا بہت مشکل امر ہے۔ مگر میں آپ کو بتلانا چاہتا ہوں۔ کہ یہ جواب صرف ان لوگوں کا ہے۔ کہ جنہوں نے کوئی وقت کبھی اس مطلب کے لئے نہ دیا اور نہ دینا چاہتے ہیں۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اگر کچھ روز بھی کوئی بھائی جین شاستروں کی سوادھیائے خود کرے یا سنے تو اس کو ایسا آنند پراپت ہوگا۔ کہ وہ اس کو ہی اپنا فرض اولین سمجھیگا۔

جین شاستروں کے سننے یا پڑھنے سے سب کو بخوبی معلوم ہو جاویگا۔ کہ آتما اصل میں سروگیہ شدھ پرم شانت پرمانند مئی اور اننت شکتی مان ہے۔ اس وقت جو اس میں راگ دویش کرودھ۔ مان۔ مایا۔ لوبھ اور کام کے بھاؤ ہیں۔ وہ سب کرم جنت ہیں۔ اور موہ اور راگ و دویش کی وجہ سے ہیں۔ اس وقت جو دکھ کی حالت میں یہ سنسار میں بھٹک رہی ہے۔ یہ سب اس وجہ سے ہے کہ یہ اپنے آپ کو نہیں جانتی ہے۔ یہ بھی بخوبی ظاہر ہو جاوے گا۔ کہ

میں منعقد کرانے کا خیال کس طرح اور کس لئے پیدا ہوا۔ چند سالوں سے یہاں پر برادری کا اچھا سنگھٹن ہو رہا ہے۔ اور دھرم کا اُتساہ بڑھا ہوا ہے۔ ہر روز شاستر سبھا ہوتی ہے۔ پوجن اور بھگتی میں بھائی اور بہن خوب حصہ لیتے ہیں۔ سب بھائیوں کو اکٹھا ہونے کا اور دھرم اور سماج کی موجودہ حالت پر وچار کرنے کا موقعہ ہر روز ملتا ہے۔ کئی مرتبہ بدرسومات کو دُور کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے مگر زیادہ کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ معلوم ہوا کہ ایک جگہ کی برادری اکیلی ایسا دستور العمل نہیں بنا سکتی۔ جو واقعی مفید ثابت ہو۔ ضرورت ہوئی کہ کسی طرح دور و نزدیک کے سب بھائی اکٹھے ہوں۔ اور باہمی رضامندی و مشورہ سے مشکلات کو حل کریں نئی سوسائٹی یا سبھا کا قائم کرنا بالکل بے سود سمجھا گیا۔ چاروں طرف نظر ڈال کر یہی معلوم ہوا کہ اس وقت جین سماج میں اگر کوئی ایسی انجمن ہے کہ جس کا دائرہ خیالات وسیع ہے۔ اور جس کا مقصد موجودہ حالت کی تبدیلی ہے۔ اور جس میں سب طرح کے خیالات والوں کو کام کرنے کا پورا موقعہ ہے۔ تو وہ انجمن پریشد ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت تک پریشد بہت زیادہ عملی کام نہیں کر سکتی ہے۔ مگر اس امر کا لحاظ کرتے ہوئے کہ اس کو جاری ہوئے تھوڑا عرصہ ہوا ہے۔ جس قدر سیوا سماج کی اس انجمن نے کی ہے۔ نہایت قابل تعریف ہے اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ پریشد کو اس سال یہاں بلایا جاوے۔ اور سب کے مشورہ سے صرف ایسی تجاویز پاس کی جاویں۔ کہ جن کو عملی جامہ پہنایا جا سکے۔ اور محض تجاویز کے پاس کرنے تک ہی کوشش محدود نہ ہو۔ بلکہ ایک کمیٹی ایسے اشخاص کی بنائی جاوے کہ جو خود اُن پر عمل کریں۔ اور جگہ جگہ پنچایت اکٹھی کر کے ان کا عمل درآمد کرا دیں۔ تاکہ واقعی دھرم اور سماج کی اونتی ہو۔ اور آج کل جو عام خیال ہو رہا ہے۔ کہ کانفرنس کرنے سے محض روپیہ اور وقت ضائع ہوتا ہے۔ اور سوائے تماشہ کے اور کچھ نہیں ہوتا ہے۔ ایسے خیالات دُور ہوں اور مایوسی کی لہر کی بجائے دھرم اُتساہ اور جوش پیدا ہو۔ مجھ کو اُمید ہے کہ آپ سب اس امر پر ہمارے ہم خیال ہیں۔ اور اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہماری ہر طرح سے دلی امداد

اوم

ایڈریس

نمنہ شری وردھمانا یہ　　　نروھوت کل لا ستیے

سالوکانام ترلوکانام　　　یدودیا درپنا تیے

بھائیو اور بہنو!

بڑی خوشی کا مقام ہے کہ آج شری پربھو کی کرپا سے بھارت درش دگمبر جین پریشد کا سالانہ جلسہ روہتک میں منعقد ہوا ہے۔ اور آپ سب تکلیف اٹھا کر اس موقعہ پر تشریف لائے ہیں۔ اور اجلاس کو کامیاب بنانے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں۔ جین سماج روہتک کو خوش قسمتی سے اپنے باہر کے بھائیو کی سیوا کرنے کا موقعہ اول مرتبہ آج پریشد کی کاریہ کرنی کی مہربانی سے ملا ہے۔ میرے لئے بڑے فخر کا مقام ہے کہ روہتک جین سماج نے مجھ کو یہ خوشگوار فرض سپرد کیا ہے۔ کہ میں اُن کی طرف سے آپ سب بھائیو اور بہنو کا سواگت کروں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ جیسا انتظام اور سہولیت بہم پہنچانا ایسے موقعوں پر ضروری ہے ہم سرانجام دینے سے قاصر رہے ہیں۔ مگر مجھ کو امید ہے۔ کہ آپ ہمارے دلی پریم اور اُتساہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کمی کے لئے ہم کو فراخ دلی سے معاف کریں گے۔

سب سے اول میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ روہتگ جین سماج کو پریشد کا اجلاس روہتگ

بندے ویرم

بندے جنوم

بندے بنوم

ایڈریس

لالہ چند جین بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

ایڈووکیٹ رہتک پریزیڈنٹ استقبالیہ کمیٹی

بموقعہ اجلاس ہشتم بھارت ورشیہ دگمبر جین

پریشد منعقدہ بمقام روہتک بتاریخ

۲۰ فروری ۱۹۳۱ء پڑھا

کہ یہاں ہر سہ فرقوں کے بچے بھی داخل کئے جاتے ہیں۔ سپرٹ کے لحاظ سے یہ سنستھا پاٹھ شالا ہونے کی بجائے گوروکل ہی ہے۔

گوروکل سوسائٹی اور جین سماج پنجاب کا سوبھاگیہ ہے کہ اسے لالہ کیرتی پرشاد جی ایم اے ایل ایل بی جیسے گورو بھگت۔ لالہ جگن ناتھ جی کا راسخ ایمان کے جیسے ادھشٹھاتا کی آنریری خدمات حاصل ہیں۔ لالہ بنی رام جی بی اے ایل ٹی۔ پرنسپل گوروکل کا سادہ عمل جیون اور سماج کیلئے سچا سوزِ دل کسی سے چھپا ہوا نہیں ہے۔ ادھشٹھاتا اور پرنسپل کے ساتھ بھائی ہنس راج جی ایم اے جیسے تعلیم یافتہ ایثار نواز نوجوان کا گوروکل سٹاف میں سیوا بھاؤ سے شامل ہو جانا۔ تری رتن۔ درشن۔ گیان اور چارتر کا یکجا اکٹھا ہو جانے کی مانند ہے۔ جین سماج پنجاب کا فرض ہے کہ وہ اپنے ہونہار اور قابل بچوں کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں گوروکل میں تعلیم دلانے کے لئے داخل کریں۔ اور گوروکل کے کارکنوں کو ابتدائی مشکلات عبور کرنے کے لئے پوری پوری امداد دیوے۔ گوروکل کی ترقی سماج کے ہاتھ میں ہے۔ اور اچھی تعلیم کی اشاعت میں جین سماج اور سنسار کا کلیان ہے۔

گورو کل کی سپھلتا

گورو کل کو قایم ہوتے ابھی چھ سال ہی ہوتے ہیں۔ اس قلیل عرصہ میں سنستھا نے اپنے کام کی بدولت دور دور نام پیدا کر لیا ہے۔ اس کا شمار جینیوں کی بہترین سنستھاؤں میں ہونے لگا ہے پنجاب اور یو۔ پی کے علاوہ مارواڑ۔ گجرات، در کاٹھیاواڑ تک کے ودیارتھی اس جگہ تعلیم پا رہے ہیں۔ ساہتیہ منڈل کے سات ودیارتھی جو گورو کل سے اعلےٰ امتحان پاس کر کے نکلے ہیں۔ وہ اپنے اپنے کام میں خوش اسلوبی سے لگے ہوتے ہیں۔ ان میں سے چار اچھی تنخواہوں پر ادھیاپک کا کام کر رہے ہیں۔ باقی تین اپنے بیوپاری کاروبار میں مصروف ہیں۔ ہائی سکولوں کے چند قابل اور تجربہ کار ہیڈ ماسٹروں کی جنہوں نے گورو کل کا معائینہ کیا ہے۔ رائے ہے۔ کہ گورو کل کے ودیارتھی سکولوں کی اسی عمر اور جماعت کے ودیارتھیوں سے دکتر ہوشیار ہیں۔ لالہ شام لال جین ایڈووکیٹ۔ رہتک۔ ڈاکٹر ستیہ پال پنڈت سکھ لال پرنسپل چھبیل داس جیسے ودوانوں نے گورو کل کے کام کو دیکھ کر اس کی تعریف کی ہے۔ شری یت تپیت رائے جین بیرسٹر ایٹ لاء و ودیاوارِدھی نے گورو کل کے متعلق یہاں تک لکھا ہے۔ " اگرچہ سنستھا ابھی ایام طفولیت میں ہے۔ پھر بھی اپنی قسم کی پرانی سنستھاؤں سے مقابلہ میں پوری آ رتی ہے۔ جگہ اچھی ہے۔ اور ریلوے سٹیشن کے قریب ہی ہے۔ میں نے اپنی زندگی میں کئی بار جین یونیورسٹی کا خواب دیکھا ہے۔ مجھے تعجب نہ ہوگا۔ اگر گورو کل گوجرانوالہ ایسی یونیورسٹی کی بنیاد ثابت ہو۔ مجھ پر سب سے زیادہ اثر اس بات کا ہوا ہے۔ کہ لڑکے اپنے استادوں سے دلی محبت اور ان پر پورا اعتقاد رکھتے ہیں"

شری ہیتا منی لال جی کو ٹھاری کی رائے ہے " جو ترقی کہ گورو کل نے بیرتی پرشاد جی اور پربندھک کمیٹی کی راہنمائی میں کی ہے۔ اس پر جین سماج پنجاب بجا طور سے فخر کر سکتی ہے۔ جین سماج میں قومی تعلیم کے لئے یہ سنستھا پائونیر (Pioneer) ہے۔ اور مجھے خوشی ہے

طریقہ پرستش قدرے مختلف ہونے سے دھارمک جیون میں کچھ فرق نہیں آتا ۔ تنگ دلی کا زمانہ گذر چکا ہے ۔ فرقہ بندی کو گہرے غار میں دبانے کی ضرورت ہے ۔ تعلیم یافتہ جینیوں کے نزدیک مندر اور آدیا ترے پرستش کے متبرک مقام ہیں ۔ وہاں جا کر ایکتا اور پریم کا الہام ہونا چاہیئے نہ کہ تفرقہ اور جھگڑے کے جذبات مشتعل ہوں ۔

جینیوں کی ذہنیت

جینیوں کی موجودہ ذہنیت گورو کل کی آئندہ ترقی کے راستے میں سخت رکاوٹ ہے ۔ جین دھرم کے فلسفے اور اخلاق کو جین سماج کے کثیر تعداد افراد کے دل و دماغ پر پورا تسلط حاصل نہیں ۔ پریم کی جگہ بغض اور کینہ کا راج قائم ہے ۔ سہن شیلتا کی بجائے لوگ زود رنج طبع کا شکار ہیں ۔ سبھا سوسائٹی یا کمیٹی میں اگر کسی بھائی کی ذرا سی بات خواہ وہ قاعدے کے خلاف کیوں نہ ہو نہیں مانی جاتی ۔ تب وہ اپنی ضد پورا کرنے کی خاطر بڑے سے بڑے مفاد کو حقارت سے ٹھکرا دیتا ہے ۔ اس وقت دھرم کے اصول اور آچاریوں کے فرمان سب طاق پر دھرے رہ جاتے ہیں ۔ یہ خطرناک ذہنیت ہر ترقی کا راستہ روکتی ہے ۔ اور اسے بدلنے کی از حد ضرورت ہے ۔ آزاد خیالی اور ایماندار نکتہ چینی ترقی کے معاون ہیں مگر ہٹ دھرمی اور عیب جوئی گلا گھونٹنے والے ہیں ۔ اکثر بھائی نکتہ چینی کی غرض سے نقص نہیں نکالتے بلکہ عداوت کے باعث ایسا کرتے ہیں ۔ بیاہ کی مثال لے لیجئے ۔ ایک دفعہ تو شریکوں کی ضرور کھڑکیگی ۔ اگر آدمی نہ بھی لڑیں ۔ مستورات کی طعنہ زنی ضرور ہوگی رنجش تو پہلے سے ہی ہوتی ہے ۔ محض دل کا بخار نکالنے کی خاطر بہانہ ٹٹولا جاتا ہے ۔ لالہ جی یا بابو جی صاحب ذرا سی بات پر برس پڑتے ہیں ۔ اول تو بھاجی پر ہی تو تو میں میں ہو جاتی ہے ۔ ورنہ لاگوں پر گڑگڑاتے ہیں ۔ اور کسی نہ کسی کو ضرور کھڑا کر دیتے ہیں ۔ جب نقص بینی کا باعث کینہ ہو ۔ لڑائی کے سو بہانے ہیں ۔ اسی طرح دھارمک جلسوں اور تعلیمی میٹنگوں میں جھگڑے پیدا کئے جاتے ہیں ۔ ذاتی معاملات میں تو دوسری طرف سے بدلے کا ڈر بھی ہوتا ہے ۔ مگر دھارمک معاملات میں کسی کے گھر کا کچھ نہیں بگڑتا ۔ اس لئے وہاں بے دریغ تنازعات اور پیچیدگیاں پیدا کی جاتی ہیں ۔ جب تک جینیوں کی موجودہ ذہنیت درست نہ ہوگی ۔ تب تک بیشمار مشکلات کا سامنا کرنا پڑیگا ۔ سچی قربانی اور مصمم ارادہ یقیناً گورو کل کی ترقی کے رستے کو صاف کر دیگا ۔

کرتے۔ پرانی کرمن میں کریا کا چھوٹے دیار تھیوں کیلئے سمجھنا اور اس میں دلچسپی کا اظہار کرنا دشوار معلوم ہوتا ہے۔ ہر ایک زمانہ اپنی خاص خصوصیت رکھتا ہے۔ جو کریائیں پانچ سو سال پہلے مفید تھیں۔ وہ آج ویسی ہی مفید دکھائی نہیں دیتیں۔ دنیاوی کریاؤں کو ہی دیکھ لیویں۔ زمانہ کے تیز رفتار تبدل سے کتنا فرق آگیا ہے دھارمک کریائیں بھی آتمک شکتیوں کو ظاہر کرنے کا محض ذریعہ ہیں۔ کیا انہیں حالات کے مطابق زیادہ مفید اور دلچسپ نہیں بنایا جا سکتا؟ یہ نوین خیالات ہیں جو نوجوانوں کے دلوں میں اٹھ رہے ہیں یاد رکھنا چاہیے۔ کہ نوین خیالات والوں کو بھی جین دھرم میں پختہ اعتقاد ہے۔ اُن کا اٹل عقیدہ ہے۔ کہ روئے زمین پر جین دھرم سب سے زیادہ فراخ اور پاکیزہ دھرم ہے۔ جین دھرم سچائی کا دوسرا نام ہے۔ اور دنیا کے روبرو اخلاق کا بلند معیار پیش کرتا ہے۔ ویر بھگوان کا تیاگ ان کے نزدیک سب سے افضل ہے۔ مہاتما گاندھی جی نے چرخے کی عظمت کو دنیا پر آشکار کر دیا ہے۔ چرخہ سادگی کی منہ بولتی تصویر ہے۔ چرخہ غریبوں کا مددگار اور خودداری کی نشانی ہے۔ چرخہ اور تکلی چلانے سے چھوٹے چھوٹے دیار تھیوں کے دلوں پر بھی ہاتھ سے کام کرنے کی قدر و منزلت نقش ہو جاتی ہے۔ گاندھی اور نہرو جیسے ملکی محب الوطنی ایثار اور قربانی کے مجسمہ ہیں۔ اُن کے آدرش جیون ہی برہمچاریوں کے دل میں سماج اور دیش سیوا کی روح پھونک سکتے ہیں۔ نوین اور پراچین خیالات کی ٹکر سے اگر بیزاری پیدا ہو گئی۔ تو وہ سماج کے لئے تباہی کا موجب ہوگا۔ اگر ہر دو کے ملاپ سے موجودہ زمانہ کی کسوٹی پر پورا اترنے والا خوشگوار نتیجہ حاصل ہوا۔ تو کامیابی یقینی ہے۔

سمپردائک مت بھید

جین سماج کی تنزلی کی سب سے بڑی وجہ سمپردائک مت بھید ہے۔ جینیوں کی تعلیمی درسگاہوں کی بھی یہی بڑی کمزوری ہے مسلم سکولوں میں اس بات کی کوئی تمیز نہیں کرتا کہ وہ سنیوں کے ہیں یا شیعوں کے۔ حنفیوں کے ہیں یا وہابیوں کے ہیں۔ اسی طرح مشن کالجوں میں کوئی نہیں پوچھتا کہ فلاں پروفیسر عیسائیت کے کس فرقہ سے تعلق رکھتا ہے۔ یا کس مذہب کا پیروکار ہے۔ حالانکہ اُن کے اختلافات وسیع ہیں مگر جین سماج میں یہ برائی بھیانک صورت کی طرح پھیلی ہوئی ہے۔ نوین خیالات کے نوجوان فرقہ بندی کو جڑ سے مٹانے کے لئے مصمم ارادہ کر چکے ہیں۔ آخر عملی طور پر بھی جینی کے صد ہا نقوں میں فرق ہی کیا ہے؟

شدہ جنگل میں روشنی پھیلانے کے کام لایا جا سکتا ہے۔ اور یہی شعلہ جنگل کو خاک سیاہ بھی کر سکتا ہے۔ اسی طرح سماج میں نوین اور پراچین خیالات والوں کی ٹکر سے ایک طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ جو سماج کو اونچے شکھر پر پہنچانے یا اسے چاہِ ضلالت میں گرانے کا کام یکساں طور سے کر سکتی ہے۔ اگرچہ گورو کل پراچین تعلیمی اصولوں کو واپس لانا چاہتا ہے۔ تاہم اس کا یہ مطلب نہیں کہ نوین آزاد ماہرانِ تعلیم کے تجربات کو نظرانداز کر دیا جائے۔ گورو کل سوسائٹی کے ممبران میں پراچین خیالات والے بھی ہیں اور نوین خیالات والے بھی ہیں۔ ہر دو کے خیالات کی آپس میں ٹکر ہے۔ پراچین خیالات والے ہر سال ہزاروں کا خرچ دیکھ کر پریشان ہو رہے ہیں۔ انہیں نتیجہ دکھائی نہیں دیتا۔ وہ کہتے ہیں کہ گورو کل کے لڑکے ابھی عالم نہیں بنے۔ وہ روزانہ پرتی کرمن نہیں کرتے۔ گورو کل میں ٹکل چلانے کا کیا فائدہ ہے۔ ملکی نیتاؤں کے جنم اتسو کیوں منائے جاتے ہیں۔ تعلیمی درسگاہوں کیلئے چھ سال کا عرصہ لمبا نہیں ہے۔ گورو کل کا کورس ۱۴ سال کا ہے۔ اسے ختم کر کے جو لڑکے کاریکشیتر میں آئینگے۔ ان کی لیاقت اور قابلیت سے گورو کل کی یوگتا کا اندازہ لگایا جا سکیگا۔ ۱۱ سال سے پیشتر نتائج اخذ کرنا قبل از وقت ہے۔ کریا کانڈ کا مسئلہ نہایت بحث طلب ہے۔ مگر کریا کی عظمت کو کوئی سمجھدار آدمی نظرانداز نہیں کر سکتا۔ مگر کسی بات کو محض رواج کے طور پر رسم سمجھے بغیر کئے جانا کبھی مفید نہیں ہو سکتا۔ خاص کر گورو کل میں ہر ایک کریا کی جانچ ودیارتھیوں کی تعلیم کے معیار سے کرنی ضروری ہے۔ یہ کہنا کہ گورو کل میں دھرم کا کچھ نہیں سکھایا جاتا۔ سراسر غلط ہے۔ جین سوتروں اور دھارمک گرنتھوں کا پڑھایا جانا تو کورس کا ضروری حصہ ہے۔ آچار اور کریا کانڈ میں بھی گورو کل کے لڑکے موجودہ جین سماج سے بہت زیادہ بڑھے ہوئے ہیں۔ گورو کل کا کوئی لڑکا راتری بھوجن نہیں کرتا۔ سب لڑکوں کیلئے قند مول بند ہے۔ تتھیوں کے روز سبزی نہیں دی جاتی۔ بھلا پنجاب کے جینیوں میں کتنے دھرماتما ایسے ہیں جنہیں ان سب باتوں کا تیاگ ہے۔ ہر ایک برہمچاری روزانہ بخوشی پراتہ کال اور آرتی کو پرارتھنا میں شریک ہوتا ہے۔ دیو درشن۔ دیو پوجا۔ اور آرتی۔ ودیارتھیوں کیلئے لازمی ہے۔ سب ودیارتھی ماہ میں ۱۰ دن سامائک کرتے ہیں۔ تتھیوں کے روز اکثر ودیارتھی ایکاسنا۔ آئنبل۔ برت وغیرہ کی تپسیا کرتے ہیں۔ پنجاب میں مشکل سے ۵ فی صدی جینی ایسے ہونگے۔ جو باقاعدہ نیم میں رہتے ہیں۔ فقط جین اپنا سارا زور گورو کل پر ہی صرف کرتے ہیں وہ اپنے اردگرد دیکھنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں

کریں۔ عام طور پر لوگوں کا خیال [illegible] مشکلات سن کر انہیں تسلی دیں۔ گوروکل میں بچے بھیجنے کی ترغیب [illegible] گوروکل کی عام شکایت یہ ہے کہ خرچ بہت زیادہ ہے۔ بلاشک خرچ زیادہ ہے۔ مگر وجہ یہ ہے کہ گوروکل صرف نہ صرف تعلیم کا ہی خرچ برداشت کر رہا ہے۔ بلکہ ودیارتھیوں کی خوراک پوشاک۔ کتب وغیرہ کا کل خرچ بھی اس کے ذمہ ہے۔ علاوہ ازیں یہ بات بھی قابل غور ہے۔ کہ جتنے ودیارتھی زیادہ ہونگے۔ اتنا ہی فی کس خرچ کم ہوگا۔ جتنا سٹاف آج ساٹھ لڑکوں کو پڑھا رہا ہے۔ وہی یکصد لڑکوں کے لئے بھی کافی ہوگا۔ غرض اس بات کی ہے کہ گوروکل میں ناجائز کوئی خرچ نہیں کیا جا رہا۔ ذیل میں چند مشہور قومی درسگاہوں کے اخراجات سے واقفیت درج کئے جاتے ہیں۔

نمبر شمار	نام سنستھا	تاریخ سنستھا	تعداد طلباء موجودہ	فیس ماہواری	خرچ سالانہ	فنڈ	کیفیت
۱	شانتی نکیتن (وشو بھارتی)	سنہ 1901ء	208	لڑکوں سے ۔/35 روپے اور لڑکیوں سے ۔/25 ماہوار	...	...	کمروں اور کتابوں کا خرچ فیس سے علاوہ دینا پڑتا ہے
۲	گوروکل کانگڑی	سنہ 1902ء	407	پانچویں جماعت تک ۔/15 روپیہ ماہوار دسویں تک بیس روپیہ اور دسویں سے آگے ۔/25 روپیہ ماہوار	روپیہ 177511/-	روپیہ 500000/- اماکنات عمارتیں دس لاکھ روپیہ کل 1500000/-	صرف چھ سے ۱۰ سال تک کی عمر والا لڑکا داخل ہو سکتا ہے۔ دسویں تک کوئی ودیارتھی گھر نہیں جا سکتا۔ ذات پات کی بالکل تمیز نہیں
۳	گوروکل برنداون	سنہ 1900	183 سنہ ۲۹ میں تھے	"	....	....	۸ سال سے دس سال کی عمر کے لڑکے داخل ہو سکتے ہیں۔
۴	پریم مہاودیالیہ بندرابن	سنہ 24ء	167 سنہ 24 میں	خوراک کے ۸ روپے ماہوار لئے جاتے ہیں۔ دودھ گھی کا الگ خرچ	مستقل آمدنی کے علاوہ ۔/15 روپیہ ماہوار کی ودیارتھی	راجہ مہندر پرتاپ کے پانچ گاؤں وقف تھے خاص سالانہ آمدنی 33 ہزار روپیہ سالانہ ہے	کلا کوشل اور دستکاری کیلئے مخصوص ہے
۵	کنیا مہاودیالہ جالندھر	سنہ 1886	495 لڑکیاں	۔/15 روپیہ ماہوار کپڑے اور کتب جدا	...	...	ودیالہ کے ساتھ اناتھ آشرم اور ودھوا آشرم بھی ہیں

نوین اور پراچین خیالات کی ٹکر — جب دو پتھر آپس میں ٹکراتے ہیں۔ تب ایک شعلہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ

بچوں کا مستقبل بگڑ جاتا ہے۔ اکثر گھروں میں گالیاں عام ہوتی ہیں پھر گالی ہے مگر بچوں پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ آہستہ
آہستہ بے شرم اور ڈھیٹ ہو جاتے ہیں۔ اکثر بچے میلے کچیلے پھٹے پرانے کپڑے زیب تن کئے پھرتے ہیں۔
سونے جاگنے کا کوئی وقت مقرر نہیں۔ کبھی ورزش نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ توانا ہونے کی بجائے کمزور اور لاغر
نظر آتے ہیں۔ گھر میں نہ لڑکوں کی صحت کا خیال رکھا جاتا ہے۔ اور نہ ہی اُن کی لیاقت اور اخلاق کی فکر
ہی کی جاتی ہے۔ جین سماج نے ابھی تک تعلیم و تربیت کی ضرورت کو محسوس نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ترقی کی
دوڑ دھوپ میں سب سے پیچھے ہیں۔ تعلیم و تربیت کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی۔ والدین سمجھتے ہیں کہ جب شہر میں
سکول ہے اور فیس بھی تھوڑی۔ پھر وہاں کیوں نہ انٹرنس تک تعلیم دلائی جائے۔ سرکاری سکولوں میں گوروکل
کی طرح کوئی پابندی نہیں۔ جب جی میں آئیگا۔ اٹھا لیویں گے۔ سکولوں میں صرف چار گھنٹے پڑھائی ہوتی ہے
باقی وقت لڑکوں کا گھر میں ان پڑھ عورتوں کے درمیان یا محلے میں شریر لڑکوں کے ساتھ آوارہ گردی میں گذرتا
ہے۔ گھر میں بھی لڑکوں پر کھانے کا، کپڑے کا، کتابوں اور سٹیشنری کا، بیماری اور دیگر ضروریات کا جو خرچ
ہوتا ہے۔ اس کا اندازہ نہیں لگایا جاتا۔ بہت سے بھائی پڑھنا اور لکھنا تو جانتے ہیں۔ مگر وچار شکتی نہیں رکھتے
یہی لاعلمی کی نشانی ہے۔ وہ سنی سنائی باتوں پر فوراً یقین کر لیتے ہیں۔ کسی سے سن لیا۔ کہ گوروکل کے روپے
کا کچھ انتظام نہیں۔ وہ برباد ہو رہا ہے۔ بلا تحقیقات اس بات کو فوراً تسلیم کر لیتے ہیں۔ حالانکہ ۰۰ فیصدی روپیہ
فرسٹ کلاس گورنمنٹ سکیورٹیز میں لگا ہوا ہے۔ ایک نیک دل باپ اپنے بچے کو گوروکل میں داخل کرانے کے
لئے تیار ہوتا ہے۔ لیکن کسی سے سن لیتا ہے کہ وہاں لڑکوں کو اچھا کھانا نہیں ملتا۔ وہ یار بھی سر کھجا کر کانتا
ہو گئے ہیں۔ جھٹ یقین کر کے داخلہ کا خیال ترک کر دیتا ہے۔ بھیڑیں ایک دوسرے کے پیچھے بلا سوچے
سمجھے چلی جایا کرتی ہیں۔ اگر مرد بھی ایسا ہی کریں۔ تو انسان اور حیوان میں فرق ہی کیا ہوا۔ بہت سی غلط فہمیوں کی
وجہ دراصل یہی چال ہے۔ کوئی شخص نادانی، خود غرضی یا عداوت سے غلط بات سنا دیتا ہے۔ وہی سب کہنے لگتے
ہیں۔ کوئی تحقیقات کرنے کی تکلیف نہیں کرتا۔ سمجھدار آدمیوں کا فرض ہے۔ کہ وہ محض سن کر ہی یقین نہ کر لیا کریں
بلکہ اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور خود بھی طرح تحقیقات کریں۔ والدین کا کام لڑکے کو گوروکل میں داخل کرا
دینے سے ہی ختم نہیں ہو جاتا۔ ان کا فرض ہے۔ کہ وہ قواعد گوروکل کی پابندی کیلئے کارکنان کی پوری
امداد کریں۔ گوروکل کے انتظام کو بہتر بنانے کیلئے ہر ممکن کوشش سے تعاون کریں۔ تعلیم کی ترقی

یات اُستادوں کی نگرانی میں رہتے ہیں۔ اُن کے پڑھنے لکھنے کھانے پینے سونے جاگنے اور کھیلنے کیلئے وقت مقرر ہیں۔ صبح ۴½ بجے سے لیکر رات کے ۹ بجے تک برہمچاریوں کا ہر لمحہ کسی مفید کام میں گذرتا ہے۔ امیر اور غریب سب لڑکوں سے یکساں سلوک کیا جاتا ہے۔ سب کو ایک ہی قسم کا کھانا اور کپڑا ملتا ہے۔ تعلیم کا ذریعہ ماتری بھاشا ہندی ہے۔ اُستاد برہمچاریوں کی پرورش اپنے بچوں کیطرح کرتے ہیں اور انکی طبیعت کا رجحان سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ غرض گورو کل میں ودیارتھیوں کی زندگی ایسے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کیجا رہی ہے۔ کہ وہ جیون سنگرام میں پورا حصہ لے سکیں۔ جہاں اُن کا جسم مضبوط، عمل درست اور خیالات بلند ہوں وہاں انہیں پیٹ کا فکر دامنگیر نہ ہو۔ جیون دھرم اور دینی تہذیب کے بلند آدرشوں کو برہمچاریوں کے سامنے رکھ کر انہیں سچا شرادک بنانا اس گورو کل کا خاص ادیش ہے

گورو کل کی مشکلات!

اَن پڑھ سماج گورو کل کی سب سے بڑی مشکل یہ ہے۔ کہ اس کا واسطہ ایسی سماج سے ہے جس کی کثیر تعداد افراد بیوپار پیشہ دولتمند مگر اَن پڑھ ہیں۔ وہ فراخدلی سے گورو کل کو مالی امداد ضرور دیتے ہیں مگر اپنے بچوں کو تعلیم دینے کیلئے گورو کل میں داخل کرانے کو تیار نہیں ہیں۔ اُن کیلئے بچوں سے جدائی دشوار ہے۔ اگر باپ دل کو کڑا کر کے لڑکے کو گورو کل میں داخل کرانے کا ارادہ کرتا بھی ہے۔ تو ماتا گھر میں کلیش کھڑا کر دیتی ہے یہ جھوٹی محبت بچوں کی نیک زندگی بنانے میں بڑی سدِ راہ ہے۔ سمجھدار والدین جوان لڑکی کو کنواری رکھنا گوارہ نہیں کر سکتے۔ یوگیہ ور کی تلاش کر کے لڑکی کا بیاہ کر دینا اُن کا ضروری فرض ہے۔ جسطرح بیاہی ہوئی جوان لڑکیوں کیلئے مناسب جگہ سسرال کا گھر ہے۔ اسی طرح دھرم شاستروں کے مطابق تعلیم کے قابل لڑکوں کیلئے مناسب جگہ گورو کل ہے۔ والدین کے غلط لاڈ اور پیار سے بچوں کی تعلیم و تربیت درست ہونے کی بجائے انکی زندگی برباد ہو جاتی ہے۔ عموماً دیکھنے میں آتا ہے۔ کہ امیر گھرانوں میں ناتجربہ کار اور اَن پڑھ مائیں۔ بچوں کے پیٹ کو تھیلے کی طرح بھرتی ہی رہتی ہیں۔ انہیں یہ بھی پتہ نہیں کہ صحت کیلئے کون سی چیز مفید ہے۔ اور کونسی غیر مفید۔ زیادہ تر زور مٹھائی پر رہتا ہے۔ جو معدے کو خراب کر دیتی ہے۔ اگر ماتا خود مٹھائی نہیں دیتی۔ تو بچے ضد کرتے ہیں۔ یا چھین کر لے جاتے ہیں۔ دن بھر لڑنا گالی گلوچ

لئے اور جین سماج کو ہمیشہ اس کیلئے تلقین کرتے رہتے تھے۔ آپ کے اپدیش سے گجرات اور کاٹھیاواڑ میں چند پاٹھ شالائیں قائم ہوئیں۔ انکی کارروائی ہندی بھاشا میں تعلیم دینا تھا۔ اسوقت پنجاب میں جتنے جین مندر آپ سے ہیں سادھوؤں کے ساتھ لائبریری بھنڈار قائم ہیں۔ یہ سب سوامی آتما رام جی کی سرتوڑ کوششوں کا نتیجہ ہے آپکا دلی ارادہ پنجاب میں ایک آزاد تعلیمی درسگاہ قائم کرنے کا تھا۔ مگر آپکی بے وقت وفات کی۔ اپنے شش رتن شری وجے ولبھ سوری جی سے آپکا آخری پیغام یہ تھا۔ کہ پنجاب میں جین مندر تو ہر جگہ تعمیر ہو چکے۔ اب کم سے کم ایک آدرش سرسوتی مندر کی ضرورت ہے جہاں سے شرادھک تیار ہو سکیں۔ گورو کے حکم کی تعمیل کرنے کیلئے شری وجے ولبھ سوامی جی نے پوری کوشش کی۔ جو آخر ۷ ار جنوری ۱۹۲۴ء کے روز گورو کی نگری گوجرانوالہ میں شری آتمانند جین گوروکل پنجاب قائم ہونے سے بر آئی۔

شری آتمانند جین گوروکل پنجاب گوجرانوالہ

شری آتمانند جین گوروکل پنجاب گوجرانوالہ ایک آزاد ریذیڈنشیل تعلیمی درسگاہ ہے۔ اس کا ضبط و انتظام آتمانند جین گوروکل پنجاب سوسائٹی جو زیر ایکٹ ۲۱ سنہ ۱۸۶۰ء باقاعدہ رجسٹرڈ ہو چکی ہے۔ کے ہاتھ میں ہے بالعموم ۹ سے ۱۲ سال تک کی عمر کے لڑکے داخل کئے جاتے ہیں۔ دسویں مندر یعنی ہائی سکول کا کورس سات سال کا ہے۔ اور سابقہ مندر یعنی کالج کا کورس تین سال کا ہے۔ شروع شروع میں ودیارتھیوں سے کسی قسم خرچہ نہیں لیا جاتا تھا۔ مگر اب دو سال سے کمیٹی نے بہ نیت خود خرچ کے بعد تعلیم تو بدستور مفت رہنے دی ہے۔ مگر کپڑے جوتے کتابوں وغیرہ کے خرچ کا کچھ حصہ وصول کرنے کے لئے پہلی جماعت کیلئے صرف سات روپیہ ماہوار مقرر کر دیا ہے۔ ہر سال جماعت کی ترقی کیساتھ فیس میں ایک روپیہ کا اضافہ ہوتا رہیگا۔ گوروکل میں فی ودیارتھی اوسط خرچ کا اندازہ ۲۵ روپیہ ماہوار ہے۔ اسوقت گوروکل میں چھ جماعتیں ہیں۔ چھٹی جماعت سے پیشہ یعنی کرشی تعلیم کا انتظام بھی کر دیا گیا ہے۔ صنعت و حرفت سکھانے کا کام شروع ہو چکا ہے اور اسے ترقی بخش بنانے کیلئے کوشش کی جارہی ہے۔ برہمچاریوں کیلئے شدھ سودیشی کھدر کے کپڑے پہننا ضروری ہے۔ گوروکل کا مقصد طالب علموں کی جسمانی، دماغی اور اخلاقی تقویت کیلئے بہترین خوراک مہیا کرنا ہے اور انہیں دھرم اور سماج کی سیوا کیلئے لائق امن پسند اور ایماندار شہری بنانا ہے۔ ودیارتھیوں کے آچار نیم کی پابندی کیساتھ انہیں پریم سنگٹھن اور ایثار وغیرہ کا پالن کرانے کی پوری کوشش کیجاتی ہے۔ لڑکے نہایت

موجود کرنے والی ہو۔ دوئم قومی تعلیم کے لئے شاندار ماضی کا گہرا احساس ہونا ضروری ہے تاکہ بچوں کے دل و دماغ پر ہندوستانی علم و ادب صنعت و حرفت علوم و فنون و تمدن کی فضیلت اور بزرگی کے پچھلے آثار کی عظمت کی مہر چھاپ لگائی جا سکے۔ سوئم قومی تعلیم سودیشی طرز زندگی سے اتنا ہو ہوئے استاد اور والدین باہمی سلوک اور مشورہ سے کام کریں۔ چہارم قومی تعلیم قومی مزاج کے مطابق ہو اور ملک کے کیرکٹر کو ہر پہلو سے بہتر بنانے والی ہو۔ گجرات ودیا پیٹھ کے پرنسپل ڈاکٹر بالکرشنا کالیکر اپنی تصنیف ”راشٹریہ سکھشا کے آدرشوں کا وکاش“ میں لکھتے ہیں ” جو دیش اپنے نوجوانوں کی سچی تعلیم کی طرف سے بے خبر رہتے ہیں۔ انہیں ملک ہی کیا ہے۔ وہ خودکشی کرتے ہیں۔ یہ کہنا کہ دیش کو تعلیم کی ضرورت ہے۔ یہ کہنے کے برابر ہے کہ خوراک شریر کیلئے ضروری ہے۔ مگر سب طرح کی خوراک شریر کے مطابق نہیں ہوتی۔ خاص جسم کے لئے خاص عمر میں کونسی خوراک فائدہ مند ہوگی یہی ایک بڑا سوال ہے۔“

آزاد تعلیمی درسگاہ اور سوامی آتمارام

انگریزی طریقہ تعلیم کے رائج ہونے کے بعد جین سماج میں آزاد تعلیمی درسگاہ قائم کرنے کا خیال اول ہی اول پراتہ سمرنیہ جین آچاریہ شری وجیانند سوری المعروف سوامی آتمارام جی مہاراج کے دل میں پیدا ہوا۔ انیسویں صدی میں جبکہ انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ کی آنکھیں مغربی تہذیب کے ایک ہی جھٹکے سے چندھیا گئی تھیں۔ اور نوجوان اپنے دھرم سے بھرشٹ ہو کر عیسائیت اور فیشن پرستی کے شیدائی بن رہے تھے۔ اس زمانہ میں سورگباشی سوامی آتمارام جی نے دیش اور سماج کی بے بہا خدمات سرانجام دی ہیں۔ نہایت ہی مشکل اوقات میں جبکہ جین دھرم ہندوستان سے نیست و نابود ہو رہا تھا۔ چاروں طرف سے اسے مٹا دینے کی کوشش جاری تھی۔ لاثانی پستک بھنڈار ہمیشہ کے لئے تباہ ہو رہے تھے اور جین سماج انواع و اقسام کے توہمات میں جکڑی ہوئی موت کے گھاٹ اتر رہی تھی۔ اس نازک زمانہ میں سوامی آتمارام جی نے وسیع جین لٹریچر کا مطالعہ کر کے لاثانی علمی خزانوں کے بند قفل دروازے ہر خاص و عام کے لئے کھول دیئے۔ اور عالموں کو دعوت دی کہ آؤ دیکھو ہندوستان کے گیان ساگر میں غوطہ لگا کر علم و ہنر کے موتی تلاش کرو۔ آپ ہر مرد و عورت کو تعلیم یافتہ دیکھنا چاہتے

جو اُردو میں پڑھا ہوتا ہے۔ پھر انگریزی میں پڑھایا جاتا ہے۔ [illegible] نے تعلیمی معاملات کی تحقیقات کیلئے جو کمیٹی مقرر کی تھی اس کی [illegible] ہے "طریقہ تعلیم میں سرتاپا بربادی اور ناقابلیت ہے"۔ سکولوں اور کالجوں کی تعلیم زیادہ تر کتابی ہے۔ جو طالب علموں کو کتابی کیڑا بنا دیتی ہے۔ تعلیم کا مقصد امتحان پاس کرنا ہی بنا ہوا ہے جس درسگاہ کے نتائج امتحان اعلیٰ ہوں وہی عمدہ سمجھی جاتی ہے۔ طالب علموں پر امتحان کا خوف طاری رہتا ہے۔ اساتذہ لڑکوں کے امتحان کی تیاری میں لگے رہتے ہیں۔ ملک الشعراء سر رابندر ناتھ ٹیگور اپنی تصنیف "شکشا" میں لکھتے ہیں: "ہم سکولوں کو تعلیم دینے کی ایک مشین سمجھتے ہیں۔ ماسٹر لوگ اس کارخانے کے پرزے ہیں۔ دس بجے گھنٹہ بجنے پر کارخانے کھلتے ہیں۔ مشین کا چلنا شروع ہوتا ہے۔ ماسٹروں کے منہ چلتے ہیں چار بجے کارخانے بند ہو جاتے ہیں ماسٹر روپی پرزے اپنا منہ بند کر لیتے ہیں۔ طالب علم ان پرزوں کے کاٹے ہوئے صفحات لیکر گھر جاتے ہیں۔ بعد ازاں امتحان میں تعلیم کی جانچ ہوتی ہے۔ اور لڑکوں کو مارک لگائے جاتے ہیں۔" دیش کے بیدار مغز راہنما سرکاری طریقہ تعلیم کے نقائص سے اچھی طرح واقف ہو چکے ہیں۔ تعلیم کے آدرش کو پورا کرنے والی قومی تعلیم کی ازحد ضرورت ہے۔

قومی تعلیم

فخر القوم محب وطن لالہ لاجپت رائے جی اپنی تصنیف "قومی تعلیم" میں لکھتے ہیں۔ "قومی تعلیم کیلئے ضروری ہے کہ وہ ہر ایک شہری کو بہتر زندگی بسر کرنے کے قابل بنا دے۔ باعزت زندگی کیلئے لازمی ہے کہ انسان کے پاس اپنا گھر ہو۔ کھانے کو خوراک اور پہننے کو کپڑے ہوں کچھ آرام کیلئے وقت ہو۔ اسے [illegible] کے پسندیدہ شوق کو پورا کرنے کیلئے ذرائع ہوں۔ کوئی شخص ہوا پر گذر اوقات نہیں کر سکتا۔" ایسی تعلیم جس کی امداد سے انسان باعزت زندگی بھی بسر نہیں کر سکتا۔ تعلیم نہیں لعنت ہے۔ [illegible] نے قومی تعلیم کے متعلق مندرجہ ذیل اصول بیان کئے ہیں۔ [illegible] طریقہ تعلیم کے بانی [illegible] ہندوستانی [illegible] تعلیم [illegible]

لڑکوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اور اب بھی کیا جا رہا ہے۔ ٹریننگ کالج میڈیکل کالج و دیگر کالجوں کے لئے داخلہ امتحان میں مذہب اور جماعت کی بنا پر تفریق ڈالی جا رہی ہے نابرابری والے سلوک سے تنازعات کھڑے کئے جاتے ہیں ان باتوں سے عیاں ہے۔ کہ سرکاری تعلیم کس حد تک تعلیمی آدرش کو پورا کرنے والی ہے۔

سرکاری طریقہ تعلیم کی نقائص

سرکاری طریقہ تعلیم کا سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ اس نے نوجوانوں کو اخلاق سے گرا کر آرام طلب اور فیشن پرست بنا دیا ہے دودھ اور گھی کی جگہ سوڈا اور بسکٹ کا استعمال ہے۔ تپ اور سادگی کی بجائے سینما اور تھیٹر کی لت ہے دھارمک بھاوؤں کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ کھاؤ۔ پیو۔ موج اڑاؤ۔ موٹو بنا ہوا ہے۔ بدیشی زبان۔ بدیشی پوشاک۔ بدیشی عادات اور طریقہ زندگی نے لڑکوں کے دل و دماغ کو پریشان کر دیا ہے۔ ڈاکٹر سیڈلر صدر کلکتہ یونیورسٹی تحقیقاتی کمیٹی نے یہاں تک لکھ دیا ہے "سکولوں میں روحانی زندگی کا نشان نہیں کوئی اخلاقی یا دماغی شغل نہیں۔ جو بچوں کے جذبات کو مشتعل کر سکے" کثیر تعداد گریجویٹوں کی قابلیت یہ ہے کہ معمولی سا سوال کرنے پر بغلیں جھانکنے لگتے ہیں۔ ان کی بازاری قیمت کم ہونے کی یہی وجہ ہے۔ کہ وہ ہاتھ سے کوئی کام نہیں کر سکتے۔ سوامی ستیہ دیو جی پری براجک نے لکھا ہے "انگریزی پڑھنے سے ماتھوں میں ہندی لگ جاتی ہے۔ اور وہ اس قدر تاننگ ہو جاتے ہیں۔ کہ بعض جیبوں میں ڈالے رکھتے ہیں۔ کوئی ملک ایسا نہیں جو بدر کثیر خرچ کر کے بچوں کو نکما بناتا ہو" جسمانی حالت کا ملاحظہ کرنا ہو۔ تو کسی سکول میں چلے جاؤ ایسے لڑکے زیادہ ملیں گے۔ جن کا جسم کمزور۔ چہرہ مرجھایا ہوا اور آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی ہونگی مضامین کی تعداد اور کتابوں کا بوجھ ان کا کچومر نکال رہا ہے۔ سرکاری سکولوں میں تعلیم کا ذریعہ (medium of instruction) انگریزی ہے۔ جو بچوں پر انتہائی ظلم ہے۔ اپنے وطن میں جرمن یا انگریز قوم کبھی برداشت نہیں کر سکتی کہ ان کے بچوں کو فرانسیسی زبان کے ذریعہ تعلیم دی جائے۔ سرکاری سکولوں میں بچے بھی اپنی زبان میں ہوشیار ہونے نہیں پاتے کہ انگریزی شروع ہو جاتی ہے۔ تہری تاریخ جغرافیہ

ضروری ہے۔ پس سوسائٹی کا فرض ہو جاتا ہے۔ کہ وہ ہر ایک بشر کو اخلاق حسنہ سے واقف کرے انسانی حقوق اور فرائض کا سبق پڑھا کر انہیں قابل شہری بنائے۔ طالب علموں میں سپاہیانہ شکتی پیدا کر کے انہیں دنیا میں بلند ہونے کے قابل خوش خصال انسان بنائے۔ یہی تعلیم کا آدرش ہے۔

سرکاری تعلیم کا مدّعا

شروع شروع میں سرکاری سکول اور کالج جاری کرنے کا مقصد میکالے صاحب کے اپنے الفاظ میں یہ تھا کہ حاکم محکوم کے درمیان ترجمانوں کی ایک جماعت پیدا ہو جائے۔ جو کلرکی کا کام بخوبی کر سکے۔ وہ رنگ روپ سے ہندوستانی ہوں۔ مگر ان کا دل و دماغ خیالات اور طرز زندگی انگریزی بن چکے ہوں۔ صاحب ممدوح نے ۱۸۳۶ء میں اپنے والد کے پاس خط لکھتے ہوئے فخر سے بیان کیا۔ کہ انگریزی تعلیم کا اثر تعلیم یافتہ ہندو نوجوانوں پر اس قدر ہوا ہے۔ کہ وہ ہندو مذہب کے سچے پیرو نہیں رہے اگر تیس سال اور یہی طریقہ تعلیم رائج رہا تو بنگال کے اندر کوئی مورتی پوجک نہیں رہیگا۔ چارلس گرانٹ نے اٹھارویں صدی کے آخر میں ہندوستانیوں کی تعلیم کے متعلق ایک کتاب لکھی جس میں انہوں نے واضح کیا۔ کہ تعلیمی پالیسی کی کامیابی میں انگریزی راجیہ کی سلامتی ہے۔ نہ کہ خطرہ۔ چالیس سال بعد مدراس کے گورنر سر چارلس ٹریولین نے اسی مضمون پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ تعلیم پر ڈیڑھ کروڑ روپیہ سالانہ کے خرچ سے ہندوستانی ہمارے مطیع ہو کر ہماری یگانگت کے قابل ہو جائینگے۔ غرض سرکاری تعلیم کا مدعا پولیٹکل اقتدار حاصل کرنا اور ہندوستانیوں پر دماغی اور اخلاقی حکومت قائم کرنا تھا۔ شروع شروع میں جب تعلیم یافتہ لوگوں کی ضرورت تھی۔ ان کی قدر منزلت بھی رہی۔ اب ہوا کا رخ کدھر ہے۔ اس کا اندازہ امسال کے امتحان میٹریکولیشن کے انگریزی کے پرچہ اول میں ترجمہ کے لئے طالب علموں کو دی ہوئی حسب ذیل عبارت سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے "سوال یہ ہے کہ کالجوں کی تعلیم ہم کو روٹی کمانے کے قابل بناتی ہے یا نہیں۔ میں تو اس کا جواب نفی میں دونگا۔ ایک زمانہ تھا۔ کہ جب بی اے پاس کی قدر تھی۔ آجکل بی اے کو کوئی نہیں پوچھتا۔ سچ تو یہ ہے کہ ملک تعلیم ہو چکا

[illegible] ہے بچوں کو سبق رٹانے کا زمانہ گزر چکا ہے۔ اب تو انہیں ہر ایک بات دلیل سے سمجھائی جاتی ہے۔ انہیں گراموفون کے ریکارڈوں کی طرح بھرنا لاحاصل ہے۔ ایک لائق استاد جانتا ہے کہ تعلیم بچوں پر ٹھونسی نہیں جاسکتی۔ بلکہ وہ اس ڈھنگ پر دی جاتی ہے۔ کہ طالب علم اس کا دل سے قبول کرے۔ اور وہ دماغ میں جاگزیں ہو جائے۔ ودیارتھیوں میں وچار شکتی پیدا کرنا تعلیم کا دوسرا لوازمہ ہے۔ تیسرا لوازمہ یہ ہے کہ تعلیم دھارمک ہو جس سے طالب علم اپنی زندگی کے ادیش کو سمجھ کر آدرش کو پہنچانے لگیں۔ حصولِ علم اور لطفِ زندگی کیلئے تندرست جسم کا ہونا ضروری ہے۔ جو تعلیم جسم کو لاغر اور حواسِ خمسہ کو ناکارہ بنا دیوے۔ وہ تعلیم تعلیم کہلانے کی مستحق نہیں ہے جسمانی تندرستی اور طاقت کی نشوونما کا خاطر خواہ بندوبست کرنا تعلیم کا چوتھا لوازمہ ہے۔ تعلیم وہ جو زندگی میں کام آئے۔ اگر تعلیم حاصل کرکے آدمی باعزت روزی نہیں کما سکتا۔ تو وہ ان پڑھ سے بھی برا ہے۔ تعلیم کا پانچواں لوازمہ یہ ہے کہ طالب علموں کو اقتصادی طور پر دوسروں کا دست نگر نہ ہونا پڑے۔

تعلیم کا آدرش

انسان اور حیوان میں تمیز کرنے والی طاقت علم ہی ہے۔ کھانا پینا سونا اور خواہشاتِ نفسانی انسانوں اور حیوانوں میں یکساں ہیں علمیت کی کمی و بیشی سے مختلف جاتیاں ترقی و تنزلی کرتی آئی ہیں۔ مگر ہزاروں برسوں میں جنگلی جانوروں کی بود و باش۔ عادات اور خصلتوں میں ذرا فرق نہیں آیا۔ وہ بدستور شروع ہی کا سا گزر کرتے ہیں۔ انسان اپنی لیاقت سے بڑے بڑے جانوروں کو قابو کر لیتا ہے۔ اور دماغی قابلیت سے طرح طرح کے کام لیتا ہے۔ منش قدرتاً سوسائٹی کو پسند کرتا ہے۔ آدمی سے گھر۔ گھروں سے کنبے کنبوں سے فرقے۔ اور فرقوں کے اجتماع سے قومیں بنتی تھیں۔ آہستہ آہستہ رسم و رواج اور طرزِ حکومت عالمِ وجود میں آجاتے ہیں۔ انسانی سوسائٹی کی مضبوطی کیلئے قواعد اخلاق کی پابندی

تعلیم کیلئے پکار

ہندوستان میں ہمیشہ سے تعلیم کے لئے بہت پکار رہی ہے۔ سکھ، مسلمان، عیسائی، سناتنی، آریہ سماجی سب جماعتیں تعلیم کیلئے سرگرمیاں دکھا رہی ہیں۔ مختلف سبھا سوسائٹیاں کرتے ان تعلیم پھیلانے کیلئے کانفرنسیں منعقد کر رہی ہیں۔ جولاہے، موچی، کمہار، ترکھان، چمار وغیرہ سب کی توجہ تعلیم کی جانب منعطف ہو چکی ہے۔ ہر جماعت کے بیشتر لوگوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تعلیم قومی امراض کیلئے اکسیر ہے۔ شائستگی پھیلانے کا بہترین ذریعہ تعلیم ہی ہے۔ مسلمان عیسائی اور سناتنی تو بھلا کثیر تعداد میں ہیں۔ سکھ اور آریہ سماجی ہر سال لاکھوں روپیہ تعلیم پر صرف کر رہے ہیں۔ وہ کمر ہمت باندھ کر سرگرمی سے تعلیم کی اشاعت میں لگے ہوئے ہیں۔ جین سماج نے ابھی تک تعلیم کی اہمیت کو محسوس نہیں کیا۔ انکی درسگاہیں تھوڑی ہیں۔ اور وہ بھی کسمپرسی کی حالت میں ڈگمگا رہی ہیں کوئی توجہ دینے والا نہیں۔ ان کیلئے اپیل بے معنی ہے۔ بہت سے جینی اپنی درسگاہوں کو بیوپاری نقطۂ نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ایک دفعہ روپیہ اکٹھا کر دینے سے درسگاہ خود بخود چلنے لگیگی۔ وہاں لڑکے بھیجنے کی ضرورت نہیں۔ انتظام اور نگرانی کی ضرورت نہیں دوکان سے ہر سال ہزاروں کا منافع نکلتا ہے۔ سکولوں اور گوروکلوں پر ہزاروں روپیہ سالانہ خرچ کر کے کوئی فائدہ دکھائی نہیں دیتا۔ اس لئے وہ درسگاہوں کو شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ بلکہ بلا سوچے سمجھے ایسی باتیں بناتے ہیں۔ جن سے درسگاہوں کو نقصان ہو۔ پھر تعلیم کیلئے پکار کیسے ہو؟

تعلیم کے لوازمات

تعلیم کا اصل عنصر پڑھنا اور لکھنا سیکھنا ہے۔ پڑھنے سے واقفیت بڑھتی ہے۔ اور لکھنے سے خیالات کو ترتیب دینا آتا ہے۔ محض جان لینا ہی کافی نہیں ہے۔ بلکہ اس کا درست استعمال کرنا بھی ضروری ہے۔ "سچ بولو" یہ دو لفظ رٹ لینا تو کچھ مشکل نہیں مگر اس پر عمل کرنا دشوار ہے۔ ان دو لفظوں کو سیکھنے کیلئے مہینے نہیں سالہا سال درکار ہیں۔ بچہ دل و دماغ رکھتا ہے۔ جو ارد گرد کے حالات سے ہر وقت متاثر ہوتا

تعلیم کا آدرش

اور

شری آتما نند جین گورو کل پنجاب گوجرانوالہ

تعلیم کی اہمیت

انسانی ترقی کا دارو مدار بچوں کی تعلیم و تربیت پر ہے۔ دنیا کی مہذب اور برسر اقتدار قوموں نے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اپنے اپنے ملک میں بچوں کیلئے تعلیم لازمی اور مفت کر دی ہے۔ ان کی آمدنی کا بڑا حصہ ہر سال تعلیم پر خرچ ہوتا ہے۔ شروع سے ہی بچوں کو ایسی تعلیم دی جاتی ہے کہ حب الوطنی و قومی آن و شان کا جذبہ ان کی رگ رگ و نس نس میں سرایت کر جاتا ہے۔ ہمارا پیارا بھارت بھی کبھی علم و ہنر کا مرکز تھا۔ جین دھرم اور بدھ دھرم کے پرچارکوں نے دنیا کو علمی روشنی سے منور کر رکھا تھا۔ ہر دھرم کے اس زمانہ میں ہر ایک مندر مکتب کا کام دیتا تھا۔ آجکل یورپ میں گرجوں کی بجائے مدرسوں کی بہتات ہے۔ امریکہ کے قصبات و دیہات کے ہر محلہ میں سکول کا ہونا لازمی ہے۔ وہاں ہر ایک استاد سے اس بات کا حلف لیا جاتا ہے کہ وہ امریکن بچوں کو قومی جھنڈے کیلئے مر مٹنے کی تعلیم دینگے۔ برٹش پارلیمنٹ کی نبض آکسفورڈ اور کیمبرج یونیورسٹیوں کے ہاتھ میں ہے۔ فرانسیسی گورنمنٹ اشاعت تعلیم کا کام پوری کوشش سے کر رہی ہے۔ جرمنی کی درسگاہیں شہرہ آفاق ہیں۔ مسولینی نے تعلیم کے ہتھیار سے اٹلی کا نقشہ بدل ڈالا ہے۔ غرض یورپ بچوں کی تعلیم و تربیت پر پوری طاقت صرف کر رہا ہے۔ جاپان کی موجودہ ترقی اس کے طریقہ تعلیم میں پنہاں ہے۔ سوویٹ روس نے اپنی حیرت انگیز ترقی کی بنیاد تعلیم پر رکھی ہے۔ طالب علم قوم کے بے بہا رتن ہیں۔ استاد قومی خزانہ کے محافظ۔ یورپ اور امریکہ میں قابل پروفیسروں کی وہ عزت ہے جو ہندوستان میں بڑے بڑے راجاؤں کو حاصل نہیں۔ انکی آواز بڑے انہماک سے سنی جاتی ہے۔ اور گورنمنٹ پر خاص اثر رکھتی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ وہاں علم کی بادشاہت ہے۔

ابتدائی کلمات

شری آتمانند جین گوروکل پنجاب گوجرانوالہ کے کسی نہ کسی کام کے سلسلہ میں مجھے پنجاب کے اکثر شہروں میں جانے کا اتفاق ہوا ہے۔ کئی ایک بھائیوں نے گوروکل اور اس کی تعلیم کے متعلق ہمارے ساتھ بات چیت کی۔ چند ایک مقامات پر یہ معلوم کر کے کہ گوروکل کے متعلق کچھ غلط فہمیاں ہیں۔ ہمیں یہ چند صفحات لکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ ابھی تک کثیر تعداد جینیوں نے تعلیم کی اہمیت کو محسوس نہیں کیا۔ اور تعلیم کے آدرش کو نہیں پہچانا۔ سرکاری طریقہ تعلیم کے نقائص اور گوروکل شکشا کی ضرورت مختصراً جتلانے کی کوشش کی گئی ہے۔ گوروکل کے کاریہ کرتاؤں کا راستہ پھولوں سے بچھا ہوا نہیں ہے۔ بلکہ کانٹے دار جھاڑیوں سے گھرا ہوا ہے۔ گوروکل کی مشکلات بیشمار ہیں۔ مگر

مشکلے نیست کہ آسان نشود۔ مرد باید کہ ہراساں نشود

لگاتار کوشش۔ اَن تھک محنت۔ ایثار اور استقلال۔ ان سب سے بڑھ کر بھی قربانی مشکلات پر فتح حاصل کرنے کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔

شری آتمانند جین سبھا انبالہ نے اس ٹریکٹ کو چھپوا کر گوروکل پریم کا ثبوت دیا ہے جس کے لئے سبھا انبالہ کے ہم مشکور ہیں۔

بابو رام۔ کھیتو رام

تعلیم کا آدرش

اور

شری آتمانند جین گورو کل پنجاب گوجرانوالہ

مرتبہ

بابو رام ایم اے بھیتو رام نولکھا زیرہ

جسکو

شانتی داس سیکرٹری شری آتمانند جین سبھا زیرہ نے

شائع کیا ۔ ۲۲ مارچ [illegible]

گورو نانک پریس گوجرانوالہ

بعض عورتیں ایک اور طرح سے معذرت طلب کرتی ہیں یعنی تو وہ یہ کرتی ہیں کہ شوہر کو غصہ میں
جو چاہیں کہہ لیتی ہیں۔ پھر ان کی معذرت تو طلب نہیں کرتیں لیکن اعتذاراً اس طرح کی بات
یہ کہتی رہتی ہیں کہ اگر اس میں کچھ گستاخی ہو تو معاف فرمانا تاکہ شوہر یہ سمجھے کہ وہ بات جو گستاخی کی
کی گئی تھی محض ناسمجھی سے کی گئی تھی کیونکہ اگر ناسمجھی نہ ہوتی تو یہ ضرور معذرت طلب کرتیں ایسے
کرنا ان سے بھی دل ان کی بات میں ملال طلب کرتی ہیں مگر ہوشیار شوہر اس چال کو سمجھ جاتے
ہیں انہیں یہ طریقہ شوہر کے ساتھ ہرگز ہرگز اختیار نہیں کرنا چاہئے۔ کبھی عورتیں یہ بیان کر کے شوہر
معذرت سے خوش ہو جاتا ہے یہ کرتی ہیں کہ دیگر مستورات کے روبرو شوہر کو سب کچھ کہہ لیتی ہیں
اور پھر تنہائی میں معذرت طلب کر لیتی ہیں۔ وہ جانتی ہیں کہ اپنا مقصود پورا ہو [illegible]
شہرت بھی حاصل کر لی اور شوہر پر قابو رکھنے والی نام پالیا اور وہ حرمت [illegible]
کرلیا۔ مگر کوئی شوہر ایسی معذرت سے دل میں خوش نہیں ہوتا بلکہ اس کا دل [illegible]
اے معزز بیبیو اور اے میری پیاری بہنو اگر تم ان چند اشارات پر [illegible]
ہدایات پر چلو گی جن کو میں نے اپنے ہم جنس اشخاص سے مشق کر [illegible]
اپنے میں وہ اوصاف پیدا کرو گی جن کا میں نے مختصراً ذکر کیا تو تمہیں اور [illegible]
پیدا ہو جائیں گے۔ تم دل و جان سے ان کی تعظیم کرو گی تو وہ بھی دل سے تمہاری [illegible]
تم ان کا حکم بے نکتہ چینی بجا لاؤ گی اور بے چون و چرا تعمیل کرو گی تو وہ بھی تمہاری فرمائشوں
کو شوق دل سے پورا کریں گے۔ تم ان کو پورے دل سے چاہو گی تو وہ بھی تمہارے تابعدار
بنے رہیں گے۔

جس سے شوہر کو طرح طرح کے شبہات پیدا ہوتے ہیں۔ شوہر و زوجہ کا رشتہ اتحاد اور آپس کے پورے اعتماد کا ہے۔ اس حالت میں زوجہ کو کوئی خط و کتابت بلا اجازت وعلم شوہر نہیں کرنی چاہئے۔ اور سب سے بہتر انتظام یہ ہے کہ زوجہ ہمیشہ اپنے خطوط کھلے لفافہ میں شوہر کے حوالہ کرے۔ لیکن اگر بدقسمتی سے آپس میں اس قدر اتحاد واعتماد نہ ہو تب شوہر کو بھی ہرگز زوجہ کے خطوط کے دیکھنے کے درپے نہیں ہونا چاہئے۔ اس کا نتیجہ صرف یہ ہوگا کہ اُس کی زوجہ کسی اور خفیہ پتہ پر خط و کتابت کرےگی جو زیادہ بدنامی کا موجب ہے پس شوہر کو ایسے حالات میں اپنے طریق عمل سے یقین دلا دینا چاہئے [illegible] کے خطوط کے دیکھنے کے درپے نہیں ہے۔ اور بیوی کی اس بے اعتمادی

[illegible]

[illegible] نصیحت یہ ہے کہ ان فرائض میں سے اگر کچھ کوتاہی ہو جائے [illegible] یا ترک اطاعت۔ یا کوئی امر خلاف محبت تو بیوی کو لازم ہے کہ جس قدر [illegible] سے اُس فروگذاشت کی بابت معذرت طلب کرے۔ اگر کوئی [illegible] یا غصہ میں منہ سے خلاف شان شوہر نکلا ہو اور شوہر باوجود اُس کے [illegible] گیا ہو تو اُس کی خوشی پر بھولنا نہیں چاہئے اور یاد رکھنا چاہئے کہ اُس کلمہ کی نسبت جب تک تم معذرت نہ کروگی شوہر کے دل میں ضرور کھٹکتا رہیگا۔ معذرت کے طلب کرنے میں کبھی شرم نہیں کرنی چاہئے اور یاد رکھنا چاہئے کہ یہ شرم ایسی مضر نہیں ہے جیسا شوہر کے دل میں کسی رنجش کا جاگزین رہنا بعض عورتیں جو بہت ہوشیار

ایک اور خفیف سا امر ہے جس کی طرف اگر وقت پر توجہ نہ کی جائے تو سخت رنجش تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ بعضے وقت شوہر بیوی کو کسی کام کے لئے کہتا ہے اور وہ سستی سے یا غفلت سے یا کسی اور وجہ سے اُس کام کی سرانجام دہی میں دیر کر دیتی ہے تو شوہر اُس کام کو جو حقیقت میں عورتوں کے ہی کرنے کا ہوتا ہے مثلاً بچوں کا مُنہ ہاتھ دھونا یا کپڑے بدلوانا اپنے ہاتھ سے کرنے لگتا ہے۔ اور اُس سے یہ جتلانا مقصود ہوتا ہے کہ چونکہ بیوی نے اِس کام کو نہیں کیا ہے اس لئے لاچار اُس کو خود کرنا پڑا ہے۔ یا خود کرنے کی بجائے وہ کسی اور عزیز سے اُس کام کو کرواتا ہے۔ اس قسم کے معاملے ابتدا میں بہت چھوٹی سی بات ہوتے [illegible] کہ لازم ہے کہ اگر کوئی کام جو خود اُس کے اپنے کرنے کا ہے اپنے شوہر [illegible] اُس نے اُس کے لئے بیوی کو کہا ہو یا نہ تو اُس سے نہایت [illegible] اور کہے کہ جب میں موجود ہوں تو آپ خود کیوں تکلیف کرتے ہیں یا اگر شوہر [illegible] سے پہلے اُس کے کرنے کے لئے کہہ چکا ہے تو عذر کرنا چاہئے کہ میں [illegible] رہا تھا ورنہ میں کیوں اس کام کو نہ کرتی۔ لیکن اگر بیوی اس فرا[illegible] کریگی یا شوہر کے اس طرح کام کرنے کو اُس کا شوقیہ کام سمجھ لیگی تو یہ اُس کی [illegible] ہوگی اور شوہر کے دل میں کدورت اور رنج بٹھانے کا باعث ہوگی +

شوہر و زوجہ کے درمیان رنجش کی وجہ زوجہ کے تعلیم یافتہ ہونے کی حالت میں کبھی یہ بھی ہوتی ہے کہ زوجہ کسی خفیہ پتہ پر اپنے عزیزوں سے خط و کتابت رکھتی ہے

اس زمانہ میں کہ دماغی محنتیں بڑھتی جاتی ہیں اگر کوئی عورت اپنے شوہر کے اس ضروری فرض کو ترک کرتی ہے تو گویا وہ اپنے شوہر کو خود جان بوجھ کر مارتی ہے۔ تعلیم یافتہ شخصوں کی اشتہائیں اس زمانہ میں عموماً بگڑی ہوتی ہیں ان کے لئے ایسی غذا کی ضرورت ہے جو مقدار میں کم اور غذائیت میں زیادہ ہو۔ اور تھوڑے تھوڑے اوقات معینہ کے بعد مثلاً دن میں تین یا چار دفعہ ملنی چاہئے۔ ہر بیوی کو اپنے شوہر کے مزاج سے اس باب میں پوری آگاہی حاصل کر کے اس پر نہایت پابندی کے ساتھ کاربند ہونا چاہئے۔

خانہ داری کے متعلق ملازموں کا انتظام بھی ہے۔ جن لوگوں کو خدا نے ملازم رکھنے کی استطاعت دی ہے ان کی اہلخانہ کو چاہئے کہ جو ملازم رکھیں اس کی دیانتداری اور [illegible] خوب اطمینان کر لیں۔ نوکروں کے باب میں بعض خانہ داریوں میں یہ جھگڑا اکثر [illegible] خادمہ یا خادم کو بیوی رکھنا چاہتی ہے مگر شوہر کسی وجہ سے نکالنا [illegible] چاہتا یا شوہر رکھنا چاہتا ہے مگر بیوی رکھنا نہیں چاہتی۔ یہ امر بعض دفعہ [illegible] شوہر [illegible] ہوتا ہے۔ بیوی کو چاہئے کہ شوہر کی رضامندی کو مقدم سمجھے [illegible] رضامندی کے خلاف کسی نوکر کو رکھتی ہے تو گویا وہ عملاً یہ ظاہر کرتی ہے [illegible] دلجوئی شوہر کی دلجوئی سے زیادہ ضروری ہے۔ جس سے شوہر کی عزت و [illegible] سب کو سخت صدمہ پہنچتا ہے بلکہ شوہر کی نظر جس ملازم سے ذرا پھری ہوئی پائی جائے تو فوراً شوہر سے دریافت کرنا چاہئے کہ آیا اس کے رکھنے میں آپ کی ناخوشی تو نہیں ہے۔

زیادہ نہیں ہونے چاہئیں۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جس طرح اپنی حیثیت اصلی سے اُتر کر گھٹیا طریق زندگی اختیار کرنا خسّت اور کنجوسی کہلاتا ہے اسی طرح اپنی حیثیت سے بڑھ کر بڑے آدمیوں کی ریس کرنا اور اُن کا سا لباس اور طریق معاشرت اختیار کرنا اوچھا پن کہلاتا ہے اور ایسا کرنے والوں پر لوگ گو سامنے کچھ نہ کہیں لیکن پیٹھ پیچھے ضرور ہنستے ہیں۔ ہماری قوم کے شرفا کے دستور کے موافق متوسط اور اعلےٰ درجہ کے لوگوں کا اور اُن کی مستورات کا باہم ملنا جلنا ایک عام بات ہے۔ دس روپیہ کا محرر ڈپٹی کلکٹر سے ملتا ہے اور اسی طرح اُن کی بیویاں بھی باہم ملتی جلتی ہیں۔ اب اگر ایک ادنے محرر کی بیوی ایسے عہدہ داروں کی بیویوں کی ریس کرنے لگے تو قطع اس کے کہ وہ اپنے شوہر کے لئے بلائے جان بننا چاہتی ہے وہ اپنی جگ ہنسائی کرواتی ہے۔

زمانہ کی مُسرفانہ وضع اور فضول خرچی کے فیشن نے یہ حال کر رکھا ہے کہ متوسط الحال شریف لوگ جو لٹھہ اور نین سکھ پہنتے ہیں وہ ہی لباس بھنگی پہننے لگے ہیں [illegible] استطاعت نہیں کہ اُن سے تمیز قائم کرنے کے لئے اپنے سے [illegible] لباس پہنیں۔ پس اپنی حیثیت جانچنے میں یہ غلطی کبھی نہیں ہونی چاہئے [illegible] عورت جس کا شوہر ہمارے شوہر کی نسبت کم استطاعت رکھتا ہے ایسا لباس [illegible] رکھتی ہے تو ہم اُس سے زیادہ یا اُس کی برابر کیوں نہ رکھیں۔

خانہ داری کے متعلق سب سے ضروری اور سب سے مقدم یہ امر ہے کہ شوہر کے لئے جس کی ذات پر کل گھر کا آرام منحصر ہے عمدہ مفید صحت اور مقوی غذا کا انتظام کرے

اختیار کی جائے۔ زندگی موت کا اعتبار نہیں۔ بیماری صحت انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہے
ہر حال میں ایسا طریق اختیار کرنا چاہئے کہ جو آمدنی شوہر کی ہو اُس کا ایک حصہ خاص پس انداز
ہوتا ہے کہ وقت ضرورت کے کام آئے۔ بعض بیبیاں اصل سرمایہ اور آمدنی میں فرق
نہ کر کے یہ کہنے لگتی ہیں کہ اس قدر تو سرمایہ ہے حالانکہ آمدنی واقعی بہت ہی کم ہوتی ہے۔
پس خرچ کا اندازہ آمدنی سے کرنا چاہئے نہ کہ سرمایہ سے۔ بیبیوں کو خیال کرنا چاہئے کہ اُن کا
شوہر کس محنت اور تکلیف سے روپیہ کماتا ہے۔ جس تکلیف سے وہ اُس روپیہ کو پیدا کرتا
ہے اُسی دردمندی کے ساتھ اُس کو خرچ کرنا چاہئے۔ بجا اور بے جا خرچ کی شناخت کے
لئے یہ اصول مقرر کرنا چاہئے کہ جب کوئی چیز بنوانی یا خرید کرنے کا ارادہ ہو اُس وقت
[illegible] گھر میں نہ ہو تو کچھ ہرج یا قباحت ہے یا نہیں۔ اگر کوئی ہرج یا قباحت
[illegible] ہے اور روپیہ کو ایسے فضول طور پر ضایع کرنے سے بچانا چاہئے۔
[illegible] م طلبی اور عیش پسندی کے سامان زیادہ ہوتے جاتے ہیں جن کی حقیقت
[illegible] ہوتی پس اُن کے طلب میں ہرگز نہیں پڑنا چاہئے۔ بیوی کو
[illegible] ے لحاظ سے ہر چیز کا حساب رکھنا چاہئے اور خصوصًا خاص اپنے
[illegible] اور شوہر کے اخراجات کا تاکہ اُس کو ہمیشہ یہ بات یاد رہے کہ خاص میری
[illegible] ات کے لئے کس قدر خرچ کی ضرورت ہے اور اُس میں بغیر اشد ضرورت کے اور زیادتی
نہ ہو اور یہ بھی خیال رہے کہ عمدہ سے عمدہ انتظام کر لینا آسان ہے لیکن کمانا بہت
مشکل ہے۔ پس انتظام کرنے والے کے اخراجات کمانے والے کے اخراجات سے

لئے ہی نہیں ہے جو بوجہ عدم استطاعت ماما نہیں رکھ سکتیں۔ بلکہ امیر سے امیر گھر کی بہو بیٹی بغیر اس ہنر کے سلیقہ مند شمار نہیں ہوتی۔ اُن کو اس قسم کا کمال حاصل ہونا چاہیئے کہ ماماؤں کی ہر غلطی کو پکڑ سکیں اور اصلاحِ مناسب کر سکیں۔ اور یہی بات سینے پرونے کی نسبت سمجھنی چاہیئے ۔

ہر چیز کو موقعہ پر رکھنا یہ ایسا وصف ہے کہ تمام گھر کی زیبائش اور خود اپنی آرام اسی سلیقہ پر منحصر ہے۔ اور اسی طرح ہر چیز کے اُجلے اور صاف رکھنے کی نسبت سمجھنا چاہیئے جن عورتوں کو اچھا کھانا پکانا نہیں آتا اور مہمانوں وغیرہ کے آنے پر اُن کے شوہروں کو اور لوگوں کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے یا جو سینے پرونے کا سلیقہ نہیں [illegible] یا جن کے گھر میں ہر چیز بے قرینہ پڑی پائی جاتی ہے۔ یا ہر چیز میلی دیکھی جاتی ہے اُن کے نفاست پسند شوہر ہمیشہ اُن سے ناراض رہتے ہیں۔ کفایت شعاری کی نسبت کسی قدر تشریح ضرور ہے۔ خرچ کے باب میں اس قسم کا اعتدال چاہیئے کہ نہ تو اسراف ہو جاوے اور نہ بخل و کنجوسی کے درجہ کو پہنچ جاوے۔ میانہ روی عمدہ چیز ہے ۔

عموماً عورتوں میں ریس کی بُری عادت ہوتی ہے۔ جب اُن کے [illegible] کوئی عورت ملنے آتی ہے تو جو نیا لباس یا زیور اُس کے پاس دیکھتی ہیں [illegible] فرمائش [illegible] شوہر سے کرتی ہیں۔ یہ بھی خیال نہیں کرتیں کہ جن عورتوں کے پاس فلانی چیز دیکھی ہے اُن کے پاس بہت سی وہ چیزیں نہیں ہیں جو ہمارے پاس ہیں۔ نہ اُس چیز کے شوق میں شوہر کے اخراجات کا خیال کرتی ہیں۔ سب سے مقدم یہ امر ہے کہ عاقبت اندیش

(۲) محبت کا مقتضاء رازداری بھی ہے۔ بیوی کو چاہئے کہ اپنے شوہر کے رازوں کو بغیر اُس کی اجازت کے کبھی افشا نہ کرے۔ شوہر کے راز کو افشاء کرنا نہایت بُری عادت ہے اور بعض اوقات اس سے شوہر کے دل میں ایسی بُرائی بیٹھ جاتی ہے کہ عمر بھر نہیں جاتی۔ بعض بیویاں یوں تو افشاء راز نہیں کرتیں لیکن اگر کسی بات پر ناچاقی ہو جائے تو وہ سب کے روبرو کہہ دیتی ہیں کہ فلاں بات یوں نہ تھی؟ اور شوہر کو اس طرح کا کہہ دینا سخت ناگوار گذرتا ہے۔ ایسی حالت میں سخت ضبط کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اس طرح کے افشاء سے بعض دفعہ نہایت خطرناک اور لاعلاج خرابیاں پیدا ہو جایا کرتی ہیں اور پھر تمام عمر اُن کا تدارک نہیں ہو سکتا۔

(۳) خانہ داری۔ کیا بمقتضائے محبت اور کیا بلحاظ اصل فرض زوجہ خانہ داری وہ چیز ہے جس سے عورت کے جملہ اوصاف کا امتحان ہوتا ہے۔

خانہ داری میں زیادہ تر یہ امور داخل ہیں:۔

(۱) کھانا پکانے کا اعلےٰ درجہ کا سلیقہ ہونا

(۲) سینا پرونا ہر قسم کا

(۳) ہر چیز کو اپنے موقعۂ مناسب پر رکھنا

(۴) ہر چیز کو اُجلا اور صاف رکھنا

(۵) ہر بات میں کفایت شعاری مدنظر رکھنا

کھانا پکانے کی نسبت صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ یہ ہدایت صرف اُن مستورات کے

اس خالص اور بے غرضانہ محبت کا اس زمانہ کی عورتوں میں وجود نہیں۔ اُن کی محبت والفت کا تھرما میٹر زیور اور لباس ہے۔ جتنی یہ چیزیں بڑھتی ہیں اُتنا ہی محبت کا درجہ بڑھتا ہے۔ جتنی ان میں کمی ہو محبت والفت بھی گھٹتی جاتی ہے۔ کہنے کو تو عورتیں کہہ دینگی کہ نہیں نہیں ہمیں شوہر سے نہایت سچی الفت ہے اور شوہر کے ہوتے کسی چیز کا ہمیں مطلق خیال نہیں لیکن وہ دل میں سوچیں کہ جب اُن کی کوئی ادنےٰ سی فرمائش پوری نہیں کی جاتی تو اُن کی طبیعت کی کیا حالت ہوتی ہے۔

محبت ایسا وسیع وصف ہے جس میں متعدد اوصاف بیوی کے شامل ہو جاتے ہیں یعنے وہ جملہ اوصاف جو محبت پر مبنی ہیں مثلاً :۔

(۱) عورت کا فرض ہے کہ جب سے وہ شوہر کے گھر آئے وہ اُس کے خصائل وعادات سے واقفیت اور مزاج شناسی حاصل کرے۔ وہ خوب دھیان سے دیکھے کہ وہ کن کن امور کو پسند کرتا ہے۔ کن کن سے ناخوش ہوتا ہے۔ پھر دیکھے کہ میری عادت اپنے شوہر سے کن کن باتوں میں ملتی ہے اور کن کن باتوں میں نہیں ملتی۔ پھر شوہر کی خوشی کی باتیں معلوم کرکے اُن کو اپنا دستور العمل ٹھیرائے۔ بعض شوہر اپنی بیوی کا لحاظ کرکے اُن کی عادات پر نکتہ چینی نہیں کرتے۔ لیکن اَور گھروں کی عورتوں کے حالات بیان کرکے کسی بات کو اچھا بتلاتے ہیں اور کسی بات کو بُرا۔ شوہر کے ایسے اشارات کو ہدایات سمجھنا چاہیے۔ شوہر جس عورت کی تعریف کرے تو معلوم کرنا چاہئے کہ کس وصف کی وجہ سے اُس کی تعریف کی جاتی ہے پھر اُس وصف کو اپنے آپ میں پیدا کرنا چاہئے۔

کہ وہ اپنے شوہر کی عزت کرنے میں اور تابعدار ہونے میں مشہور ہو نہ یہ کہ شوہر کو اپنا تابعدار بنانے میں مشہور ہو۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ عورت جس قدر اپنے شوہر کی تابعداری کریگی اسی قدر اُس کے دل میں اُسکی جگہ ہوگی اور وہ خود بیوی کا تابعدار بنتا جائیگا۔ پس شوہر کی تسخیر کا اصل عمل یہ ہے کہ دل وجان سے اُس کی فرمانبردار رہے ؀

سوم محبت۔ یہ پہلے دو وصفوں سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ بیوی وہی ہے جس کے محبت بھرے الفاظ شوہر کے دل سے دنیا کی کدورتوں اور کلفتوں کا غبار زائل کرتے ہیں اور اُس کے متفکر دل سے تشویش ہٹا کے شگفتگی بخشتے ہیں۔ ضرور ہے کہ عورت کی تمام حرکات سکنات محبت والفت شوہری سے لبریز ہوں۔ ایک بزرگ نے اپنی بیٹی کی شادی کے وقت جو نصیحت اُس کو کی تھی وہ نہایت دلچسپ ہے اُس نے کہا کہ "بیٹی جس گھر میں تو پیدا ہوئی تھی اُس سے اب تو نکلتی ہے۔ ایسے بستر پر جاتی ہے جس سے تو واقف نہ تھی۔ ایسے آدمی کے پاس رہیگی جس سے پہلے سے الفت نہ تھی۔ تو بیٹی تو اس کی زمین بننا وہ تیرا آسمان بنیگا۔ تو اُس کے آرام کا خیال رکھنا وہ تیرا دل آرام بنیگا۔ تو اُس کی لونڈی ہونا وہ ازخود تیرا غلام بنیگا۔ اپنی طرف سے اُس کے پاس مت جانا کہ وہ تجھ سے نفرت کرے اور نہ اُس سے دور ہونا کہ تجھ کو بھول جائے۔ بلکہ اگر وہ تیرے پاس آئے تو اُس کے قریب ہونا۔ اور اگر علیحدہ رہے تو دور رہنا اُس کے ناک کان آنکھ سب کا ادب کرنا اس طرح سے کہ تجھ سے بجز خوشبو کے اور کچھ نہ سونگھے۔ اُس کے کان جب سنیں تب اچھی بات سنیں۔ اُس کی آنکھیں جب دیکھیں تب اچھی بات دیکھیں" ؀

دوم ادب و تعظیم۔ جس کی اطاعت کا اس قدر تاکید سے حکم دیا گیا اس کی تعظیم
کی کیا حد و نہایت ہو سکتی ہے۔ گویا خاوند مجازی نمونہ قرار دیا گیا ہے خاوند حقیقی کا۔ عورتوں
کو اپنی ہر بات اور حرکات میں اس کا نہایت لحاظ رکھنا چاہئے۔ یہ سچ ہے کہ باوجود تمام تر
کوشش کے میاں بیوی میں جزوی باتوں میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے لیکن اس کے اظہار میں
کمال ادب کو کام میں لانا چاہئے۔ مثلاً اگر شوہر نے کوئی بات ایسی کہی جس کو عورت صحیح نہیں
سمجھتی۔ تو عورت کو یوں کہنا ہرگز مناسب نہیں کہ تم جھوٹ کہتے ہو۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ
آپ کا فرمانا بسر و چشم مگر میری سمجھ میں یہ نہیں آیا۔ یا یہ کہ میں تعمیل کو حاضر ہوں لیکن کہیں
یہ قباحت پیدا نہ ہو۔ یا یہ کہ اس کی بجائے یوں ہو تو کیسا ہے۔ ہم نے ایک تعلیم یافتہ لڑکی
کو دیکھا ہے کہ جب وہ اپنے شوہر سے اختلاف کرتی تھی اور اس کا شوہر اس کی وجہ دریافت
کرتا تو وہ کہتی کہ میں آپ کی زباں درازی کا کیا جواب دوں۔ اس سے زیادہ نامعقول اور
شوہر کو آزردہ کرنے والی حرکت بیوی کی اور خصوصاً تعلیم یافتہ کی کیا ہو سکتی ہے۔ بعض بیویوں
کا ایک اور دستور ہے۔ وہ اپنے شوہر کا یوں تو ہر حال میں ادب کریں مگر جب ان کے
ہاں کوئی اور بیبیاں آجاتی ہیں تو وہ ان کے روبرو شوہر سے کسی قدر شوخی سے گفتگو کرتی
ہیں تاکہ اور بیبیاں دیکھیں کہ ہم نے اپنے شوہر کو کس قدر اپنے قابو میں کر رکھا ہے۔ نہایت
ہی نالائق عادت ہے۔ نیک بیبیوں کو بالکل اس کے برعکس طریق اختیار کرنا چاہئے۔
یعنے معمولی حالات میں گو شوہر کی تعظیم میں کچھ کوتاہی ہو جاتی ہو تو ہو مگر اور لوگوں کے روبرو
تعظیم میں جس قدر مبالغہ ہو تھوڑا ہے۔ لڑکی کے لئے یہ بہت نیکنامی اور سعادتمندی ہے

کہ ہماری اپنی رائے میں۔ اندریں صورت یہ تعمیل احکام شوہر نہ ہوئی بلکہ اپنے دل کی خوشی کا کام ہوا۔ کہ اچھا لگا تو مانا۔ نہ اچھا لگا نہ مانا۔ پس اصل فرمانبرداری وہ ہے کہ شوہر کے حکم کو بغیر چون وچرا کے دلی خوشی کے ساتھ تسلیم کرے اور اگر اس حکم کی خوشی میں بیوی کی دلی خوشی نہ بھی ہو تب بھی اپنی ناخوشی کا اظہار کرکے شوہر کے دل کو میلا نہ کرے۔ بہت سی بیویاں اپنے شوہر کے احکام کی تعمیل تو کرتی ہیں لیکن نہایت بیدلی کے ساتھ وہ اپنی صورت اور وضع اور آواز وغیرہ سے ایسا ظاہر کرتی ہیں کہ انہیں نہایت رنج ہے۔ کبھی کبھی وہ کئی کئی وقت کھانا نہیں کھاتیں۔ کبھی اپنا غصہ یوں ظاہر کرتی ہیں کہ بچوں کو ناحق پیٹنے لگتی ہیں۔ کبھی خدمتگاروں پر غضب نازل ہوتا ہے۔ کبھی سر میں درد اور کراہنا شروع ہو جاتا ہے۔ یہ سب باتیں شوہر کو نہایت رنج دیتی ہیں اور چند دفعہ اس طرح کے ہونے سے رفتہ رفتہ اس کے دل میں فرق آجاتا ہے۔ شوہر کو خوش کرنے کا ذریعہ سب سے عمدہ یہ ہی ہے کہ آنکھیں بند کرکے اس کے حکم کی تعمیل بسر وچشم کرے۔ اور اگر اس کے بجالانے میں کوئی عذر ہو تو وقت مناسب پر جب شوہر کو اپنی [illegible] متوجہ پائے نہایت مناسب طور پر ظاہر کرے۔ شوہر کی اطاعت کی تاکید اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ اللہ تعالٰے نے اجازت دی ہے کہ اگر کسی عورت کا شوہر بدمزاج ہے اور وہ کھانے کے نمک تیز یا پھیکا ہونے پر تکرار کرتا ہے تو وہ عورت فرض روزہ میں نمک چکھ لیا کرے۔ گویا خدا کی نظر میں روزہ فرض کا مکروہ ہو جانا بُرا نہیں لیکن بدمزاج شوہر کا ناخوش ہونا منظور نہیں۔ اور نفل روزہ اور نماز میں تو یہ صاف فرمایا گیا ہے کہ بلا اجازت شوہر یہ عبادت قبول ہی نہیں ہوتی ؎

لڑکی دیکھی ہے جس کی پیاری ماں حالتِ نزع میں تھی اور بیٹی کے گھر کے بہت قریب رہتی تھی اور شوہر کی ممانعت کی وجہ سے وہ ماں کو دیکھنے نہ گئی۔ تھوڑی دیر میں اُس کی ماں مرگئی۔ اور اُس بدنصیب لڑکی نے کہلا بھیجا کہ مجھے آنے کی اجازت نہیں ہے مگر تم میری ماں کا جنازہ میرے دروازہ کے آگے سے لے جانا کہ میں اُس مسافر کو گذرتا دیکھ لوں۔ مگر اُس شمر منش شوہر نے جنازہ کے دیکھنے کی بھی اجازت نہ دی۔ جنازہ گھر کے آگے سے گذرا شور وفغاں گھر میں پہنچا۔ جسم کو قابو میں رکھا۔ ضبط کو کام میں لائی اور اپنی جگہ سے نہ سرکی مگر دل اور آنکھیں قابو میں نہ رہیں۔ چند آنسو اُس تقصیر دار کی آنکھوں سے نکل ہی پڑے۔ اِس پر اُس سفاک نے اُس مظلوم کو اِس بیدردی سے پیٹا کہ اب کہ چھ برس اس واقعہ کو ہو چکے ہیں نشاناتِ ضرب اُس مظلوم کے جسم پر نمایاں ہیں مگر اے مظلوم لڑکی تحسین ہے تیری اطاعت شوہری پر اور مرحبا تیری تربیت پر اور تیری تربیت کرنے والوں پر کہ تو نے ایک کلمہ برابری کا اُس ظالم کے حق میں حاضر و غائب کبھی نہ نکالا۔ ہم زمین پر تیری تحسین کرتے ہیں اور ملائک آسمان پر کرتے ہونگے۔ ایسے زبون الفطرت شاذ و نادر پیش آتے ہیں۔ لیکن شوہر کی اطاعت بہرحال ضروری اور عورت کی بہتری کا سب سے عمدہ ذریعہ ہے۔ جن گھروں میں ناچاقیاں دیکھی جاتی ہیں وہاں عموماً اطاعت شوہر کی کمی پائی جاتی ہے۔ اس زمانہ کی بعض تعلیم یافتہ لڑکیاں اطاعت احکام شوہر کا دعوے کرتی ہیں مگر اُس کے ساتھ معقول کی قید لگاتی ہیں۔ یعنے صرف اُن احکام کی اطاعت کرنے کا اقرار کرتی ہیں جو معقول ہوں۔ لیکن اگر پوچھا جاے کہ کس کی راے میں معقول ہوں تو ضرور یہی جواب دیگی

حقوق ثابت ہوتے ہیں اوّل اطاعت و فرمانبرداری جو اس درجہ کی ہونی چاہیئے جس قدر کوئی کنیز اپنے آقا کی کرتی ہے۔ دوم تعظیم و ادب جو اس قدر ہونا چاہیئے جس قدر خاوند حقیقی کا ہوتا ہے۔ سوم رضامند و خوش رکھنا اپنے شوہر کو جو ایسا درجہ ثواب کا رکھتا ہے کہ اس کے عوض جنت ملتی ہے۔ پس ہر بیوی کو اپنے شوہر کی فرمانبرداری اور تعظیم اور محبت میں اعلےٰ درجہ کی سعی کرنی چاہیئے۔ اب ہم ان تینوں امور کی کسی قدر تشریح کرتے ہیں اور ان تینوں امور میں سے جو اور شاخیں نکلتی ہیں اُن کا بھی مختصر سا بیان کئے دیتے ہیں+

اوّل فرمانبرداری۔ اس کی تمثیل میں حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک شخص سفر کو گیا اور بی بی سے کہ گیا کہ بالاخانہ سے نیچے مت اُترنا۔ اور اُس عورت کا باپ نیچے رہتا تھا۔ اتفاقاً وہ بیمار ہوا۔ اُس عورت نے آنحضرت کی خدمت میں اجازت لینے کے لئے آدمی بھیجا کہ اپنے باپ کے پاس اُتروں۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے خاوند کی اطاعت کر۔ اُس کا باپ مرگیا۔ پھر اُس نے اُترنے کی اجازت چاہی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اپنے شوہر کی اطاعت کر۔ غرض اُس کا باپ دفن ہوگیا اور وہ نہ اُتری۔ آنحضرت نے کہلا بھیجا کہ اطاعت شوہر کے عوض خدا تعالےٰ نے تیرے باپ کی مغفرت فرمائی+

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ ایک جوان عورت آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور پوچھا شوہر کا حق عورت پر کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر بالفرض شوہر کے سر سے پانوٴ تک پیپ ہو اور عورت اُس کو چاٹے تب بھی اُس کا پورا شکر ادا نہ کرسکیگی۔ یہ حکایات امام حجۃ الاسلام نے لکھی ہیں جو اُن کی چشمدید نہیں ہیں۔ لیکن ہم نے خود ایک مصیبت زدہ

اس کی وجہ ظاہر ہے - مردوں نے بے غیرتی اور بے شرمی اختیار کر کے اپنے دل خوش کرنے کے ایسے ناپاک ذریعے پیدا کر لئے ہیں جن کو نیک سرشت عورتیں خواہ کتنی ہی تکلیف کیوں نہ اٹھائیں اختیار نہیں کر سکتیں - ہم نے اس رسالہ میں مستورات کے جن حقوق پر زور دیا ہے اس کو تسلیم کرنے والے اور خدا سے ڈر کر بیویوں کی حق رسی کرنے والے بہت کم نکلینگے اس لئے اس زمانِ بے انصافی اور خود پسندی میں مستورات کو ہرگز صلاح نہیں دیتے کہ وہ ان حقوق پر خود زور دیں بلکہ وہ اپنے صبر پر قائم رہیں اور یقین کریں کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے - ہم مستورات کے لئے چند ہدایات لکھتے ہیں اگر وہ ان پر کاربند ہونگی تو امید ہے کہ اپنے شوہروں کی نظر میں محبت اور الفت کی جگہ پائینگی - اور وہ اشارات ایسے ہیں جن کو سلف سے آج تک سب نے تسلیم کیا ہے - اور اکثر ان کی خلاف ورزی ہی باعث رنجش شوہر ہوتی ہے - چنانچہ وہ ہدایات یہ ہیں :-

بیویوں کے لئے چند ہدایات

حدیث میں آیا ہے کہ نکاح ایک طرح کا لونڈی ہونا ہوتا ہے اور ایک اور حدیث قدسی میں آیا ہے کہ اگر میں کسی کو یہ حکم کرتا کہ دوسرے انسان کو سجدہ کرے تو عورتوں کو حکم کرتا کہ شوہر کو سجدہ کرے - ایک اور حدیث میں ہے کہ ایما امراۃ ماتت وزوجھا عنھا راضٍ دخلت الجنۃ - کہ جو عورت ایسے حال میں مرے کہ اس کا شوہر اس سے ہر طرح پر خوش ہو وہ جنت میں داخل ہوگی - ان احادیث سے بیویوں پر شوہروں کے تین بڑے

(۹) اگر شوہر ایسا ہو کہ اُس کی پہلی بیوی مرگئی ہو اور اب ازدواج ثانی کیا ہو تو اُس کو لازم ہے کہ اپنی زوجہ ثانی کے روبرو اپنی پہلی زوجہ کی تعریف کبھی نہ کرے زوجہ ثانی کو زوجۂ اول کی تعریف سُننا ہمیشہ ناگوار ہوتا ہے۔ شائد شوہر کی خاطر سے سُن کر چُپ ہو رہیں لیکن ہم نے یہ تو کبھی نہیں پایا کہ زوجۂ ثانی باوجود جاننے اس بات کے کہ زوجۂ اول اچھے اوصاف کی عورت تھی کبھی اپنے مُنہ سے اُس کی تعریف کرے۔ ہم اُنّی تو کس شمار میں ہیں یہ ہی جھیکنا سرورِ عالم کی ازواج مطہرات میں پڑا رہتا تھا۔ حضرت خدیجہ کی دردمندانہ خدمتگذاری اور دلی محبت اِس درجہ کی تھی کہ جناب رسول خدا اُس کو بھول نہ سکتے تھے اور ہمیشہ احسانمندی کے ساتھ اُس کو یاد کیا کرتے تھے۔ مگر جناب حضرت عائشہ صدیقہ حضرت خدیجہ کی تعریف سُن کر جل بھُن جاتی تھیں اور کہتیں کہ آپ اُس بڑھیل کی کیا تعریف کیا کرتے ہیں جس کے مُنہ میں دانت نہ پیٹ میں آنت۔ عورتوں میں ان خیالات کا ہونا تعجب کی بات نہیں۔ نہ محل شکایت۔ مردوں کو اپنے نفس پر غور کرنا چاہئے کہ اگر وہ کسی بیوہ سے ازدواج کریں اور وہ شوہر جدید کے روبرو شوہر اول کی تعریف کرے تو کیا مرد کو یہ بات پسندیدہ معلوم ہوگی؟ پس شوہر کو زوجہ اور زوجہ کو شوہر کے خیالات کا ضرور لحاظ رکھنا چاہئے۔ نکاح کے بعد شوہر و زوجہ کی زندگی اس قسم کی ہو جاتی ہے کہ اُس کو آرام سے گذارنے کے لئے دونوں میں سے ہر ایک کی خوشی لازم و ملزوم ہوتی ہے۔ لیکن زمانہ کے ڈھنگ اور ملک کے رواج نے کچھ ایسی اُفتاد ڈالی ہے کہ عورت کے ناخوش ہونے سے شوہر کو اس قدر تکلیف نہیں پہنچتی جس قدر شوہر کے ناخوش ہونے سے زوجہ کو پہنچتی ہے

اپنی بہن کو چھوڑ دونگی۔ اگر وہ اپنی بہن کو نہیں چھوڑ سکتی تو شوہر اپنی بہن کو کس طرح چھوڑ دیگا۔ یہ اصول تقریباً سب جگہ کام آتا ہے اور اگر فریقین نزاع اس بات کو مدنظر رکھا کریں کہ جو بات ہم دوسروں سے چاہتے ہیں اگر ایسی ہی حالت میں وہ ہم سے یہ بات چاہیں تو ہم بھی منظور کر سکتے ہیں یا نہیں تو کوئی نزاع طول نہ پکڑے اور ہر رنجش کا باآسانی فیصلہ ہو جایا کرے۔

(۸) شوہر و زوجہ میں کسی امر یا عادت کی ناپسندیگی پر جو رنجش پیدا ہوتی ہے تو بعض اوقات مرد یہ کہہ اٹھتا ہے کہ اگر ہم ایسے تھے تو تم نے ہم سے نکاح ہی کیوں قبول کیا تھا۔ اور اسی طرح عورت کہہ دیتی ہے کہ مجھ سے کیوں نکاح کیا تھا میں نے کب آپ کی منت کی تھی کسی اور اچھی عورت سے نکاح کیا ہوتا۔ یہ طعن نہایت غیر مہذب اور نہایت گنواری بات ہے۔ میاں بیوی میں ایسے طعنے ہرگز درمیان میں نہیں آنے چاہئیں۔ ایسے میاں بیوی ملنے مشکل ہیں جن کے مزاج میں ذرا بھی اختلاف نہ ہو۔ جب خوب چھان بین کر کے بھی نکاح کیا جاتا ہے تو اتنی بات حاصل ہوتی ہے کہ جو اہم صفات شوہر کو مطلوب ہوتی ہیں اُس صفات کی بیوی مل جاتی ہے اور اسی طرح جو اہم صفات زوجہ کو مطلوب ہوتی ہیں اُن صفات کا شوہر مل جاتا ہے۔ مگر ان مطلوبہ صفات کے ملنے پر بھی بہت سی صفات ایسی ہوتی ہیں جو ایک دوسرے کو پسند نہیں ہوتیں۔ اُن کی نسبت یہ امید کر لی جاتی ہے کہ چونکہ اصول مزاج میں اتفاق ہے اس لئے یہ جزوی اختلاف کچھ عرصہ بعد مزاج شناسی ہونے پر دور ہو جائینگے۔ لیکن جب یہ اختلاف دور نہیں ہوتے تب کبھی کبھی خفیف سا ملال پیدا ہو جایا کرتا ہے جس پر یہ کہنا کہ ہم ایسے تھے تو نکاح کیوں کیا نہایت ہی بیہودہ اور رذیلانہ جواب ہے۔

نہ کیا جائے بلکہ تنہائی میں جو چاہے کہے۔ سب کے روبرو کہنے سے بیوی کی وقعت میں فرق آتا ہے اور اس کو اپنے ہمچشموں میں خفت اٹھانی پڑتی ہے جس کا اس کو ہمیشہ رنج رہتا ہے ۔

(۶) گھر میں جو مامائیں یا اناّئیں ملازم ہوتی ہیں ان سے آرام یا تکلیف خود مستورات کو ہی زیادہ پہنچتی ہے وہ گھر کی بیوی کے ہاتھ پانو ہوتے ہیں جن سے وہ کام لے کر اپنے شوہر کو آرام پہنچاتی ہیں۔ پس کسی خادمہ کے رکھنے یا موقوف کرنے پر مرد کو کوئی اصرار مناسب نہیں ہے۔ کسی خاص خادمہ کی طرفداری کرنے سے بیوی کو ضرور کچھ نہ کچھ شبہ شوہر پر ہوتا ہے جس کا پیدا ہونا اچھا نہیں ہے۔ ایسی عورتیں شاذ و نادر ہیں کہ شوہر پر ایسی بدظنی سے بچیں۔ یہ بدظنی کی عادت خود مردوں کے چال چلن نے پیدا کی ہے جس کا خمیازہ کچھ زمانہ تک ہمکو صبر سے بھگتنا چاہیئے ۔

(۷) ایک بڑا بھاری سبب ناموافقت زوجین کا یہ ہوتا ہے کہ شوہر و زوجہ اپنے اپنے اقربا کے ساتھ تعلق اعتدال سے نہیں رکھتے اور بلکہ رکھنا بھی نہیں چاہتے۔ مثلاً بیوی چاہتی ہے کہ شوہر اپنے سب عزیزوں کو میری خاطر چھوڑ دے۔ اسی طرح شوہر چاہتا ہے کہ بیوی جو کچھ دل میں محبت رکھتی ہے سب مجھ پر خرچ کرے۔ اس کے دل میں کسی دوسرے کی جگہ نہ ہو۔ مگر یہ خواہشیں ناجائز اور خلاف فطرت ہیں۔ ہر شخص کا ہر عزیز کے ساتھ جُداجُدا تعلق اور جُداجُدا حقوق ہیں اور وہ تلف نہیں کئے جاسکتے۔ اس کا امتحان زوجین اپنی اپنی حالت میں خود کرلیں۔ مثلاً بیوی اگر اپنی نند سے ناراض ہے اور یہ چاہتی ہے کہ شوہر اپنی ہمشیرہ سے قطع تعلق کردے تو اس کو سوچنا چاہیئے کہ اگر ایسی ہی فرمائش شوہر مجھ سے کرے تو کیا میں

تشدد ہرگز نہیں چاہئے خصوصاً ایسے شبہات سے کہ میری بیوی اپنے بھائی بندوں کو کچھ دیتی ہے بہت احتراز کرے یہ شبہے بہت بے لطفی پیدا کرتے ہیں ٭

(۳) عورت کے چال چلن کی نسبت ہمیشہ بدظن رہنا بہت ہی بُری عادت ہے جسے شوہر کا دل بھی جلتا رہتا ہے اور بیوی کا بھی۔ ذرا ذرا سی بات پر شبہ کرنا تو بہت بڑی بات ہے جناب رسول خدا کا یہ دستور تھا اور اوروں کو بھی یہی فہمائش تھی کہ جب تم سفر سے آؤ تو یکایک گھر میں مت آو۔ بلکہ اپنے پہنچنے کی اطلاع کرکے آؤ۔ اور نیز فرمایا کرتے تھے کہ عورتوں کی جاسوسی مت کرتے رہو۔ میاں بیوی کی رنجشوں کا بہت سا حصہ اس بدظنی سے پیدا ہوتا ہے ٭

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا طال احدکم الغیبۃ فلا یطرق اھلہ لیلا۔ بخاری

(۴) محبت و وفاداری کا امتحان نہ کرے۔ بعض مرد اپنی بیویوں کا طرح طرح سے امتحان کرتے ہیں مثلاً کہا کہ مجھے اس طرح ایک غیر معمولی خرچ پیش آگیا ہے تم اپنا زیور دو تو میں رہن رکھ کر روپیہ لے لوں۔ اس سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ دیکھیں بیوی ہماری [illegible] کا کہاں تک خیال رکھتی ہے اور ہماری تکلیف کا دور کرنا زیور پہننے پر مقدم رکھتی ہے یا نہیں۔ اس قسم کی آزمائشیں ہرگز مناسب نہیں نہ مرد کو عورت کے ساتھ نہ عورت کو مرد کے ساتھ۔ ہمیشہ حسن ظنی سے کام لینا چاہئے ٭

(۵) میاں بیوی میں اگر اتفاقاً کوئی ناچاقی پیدا ہوجاوے اور شوہر بیوی پر خفا ہو یا غصہ کے الفاظ سے کام لے تو اس بات کا خیال چاہئے کہ خادمہ یا دیگر مستورات کے سامنے اس طرح

لوگوں کا ظلم شمار ہو بلکہ گورنمنٹ کا ظلم سمجھا جاتا ہے۔ مذہب اسلام کے رو سے خلع کا اختیار بذریعہ قاضی عمل میں آتا ہے۔ چونکہ کل اختیارات فوجداری جو اہل اسلام کی حکومت میں بذریعہ قاضی عمل میں آتے تھے وہ اب گورنمنٹ کی طرف منتقل ہو گئے ہیں اس لئے گورنمنٹ کو اختیار خلع بھی جس سے ہزارہا بدسلوکیوں کا انسداد ہو جائیگا اپنے ہاتھ میں لینا چاہیے۔ ہمیں امید ہے کہ گورنمنٹ جو عورات ہند کی درستی حالت کے لئے بہت کوشش کر رہی ہے اس امر پر غور فرمائیگی اور وہ اُن حقوق کو زندہ کرنا جو شریعت اسلام نے عورات کو عطا کئے ہیں سب سے عمدہ ذریعہ اُن کی اصلاح کا سمجھیگی +

قبل اس کے کہ ہم معاشرت زوجین کی فصل ختم کریں چند امور ایسے بیان کرنے چاہتے ہیں جن کی نگہداشت سے شوہر و زوجہ میں محبت بڑھنے اور رنجشیں پیدا نہ ہونے کی بہت توقع ہے۔ شوہر اگر امور ذیل کا لحاظ رکھیگا تو غالب قیاس یہ ہے کہ بیوی ہمیشہ خوش رہیگی اور اُن کا گھر رنجشوں سے محفوظ رہیگا +

(۱) اپنی حیثیت کے موافق پوشاک اور زیور میں کوتاہی نہ کرے۔ عموماً مستورات مردوں کی نسبت زیادہ کفایت شعار ہوتی ہیں۔ وہ کبھی اپنے شوہروں کا قرض دار ہونا یا اُن کے مال میں اسراف پسند نہیں کرتیں۔ اُن کی درخواست زیور وغیرہ کی نسبت ایسی صورتوں میں ہوتی ہے جب شوہر بدر دیہ ہوتا ہے اور بیجا اسراف کرتا رہتا ہے اور خاص بیوی کے اخراجات میں کفایت شعار بن جاتا ہے +

(۲) جو روپیہ پیسہ خرچ کے لئے بیوی کو دیا جاتا ہے اُس کے حساب طلب کرنے میں

سیکڑوں بیگناہ لڑکیوں کا خون کریگی اور چار دیواری کے پردہ میں عاجز بیکس بے وارث عورتوں کے سروں پر جوتیاں ماری جائینگی اور تمام تعلیم یافتہ خلقت خاموش رہیگی؟ کیا ان ستم رسیدوں کی صدائے الم واضعانِ قانون کے کانوں تک نہ پہنچیگی؟ کیا قانون انصاف عورتوں کے ستی ہونے کو جو گھنٹہ آدھ گھنٹہ کے جلنے کا عذاب تھا موقوف کرکے عورتوں کے عمر بھر کے جلاپے کو قائم رکھیگا؟ ہم صاف کہتے ہیں کہ رحم دلی اور انسانیت اور عقل اور انصاف اور سب سے زیادہ شریعت سب کا اتفاق ہے کہ ایسے پاجیوں کی پردہ گاہوں کو حکماً توڑا جاوے +

گورنمنٹ کو ان امور میں دخل دینے کے وہی وجوہات ہیں جن کے رو سے رسم ستی موقوف کی گئی اور قانون رضامندی منظور کیا گیا۔ باقی رہا یہ کہ وہ مداخلت کس طرح کی جاوے اس کی نسبت ہماری یہ درخواست ہے کہ مجلس واضعانِ قوانین ایک قانون براد انسداد ان خرابیوں کے جو ناموافقت زوجین کی وجہ سے ظہور میں آتی ہیں منظور کرے اور اس ایکٹ کا نام ایکٹ خلع عورات اہل اسلام ہند رکھا جاوے۔ اس ایکٹ کے رو سے اس امر کے ثبوت پر کہ شوہر زوجہ کے ساتھ نامعقول سلوک کرتا ہے یا اس امر کے ثبوت پر کہ بوقت نکاح عورت کی آزادانہ رضامندی حاصل نہیں کی گئی تھی برطبق درخواست زوجہ اس کے حق میں ڈگری خلع بلا واپسی حق مہر جو شوہر نے ادا کیا ہو صادر کی جاوے۔ خلع کا حکم اہل اسلام کی جملہ کتب فقہ میں موجود ہے۔ اور ملک عرب میں برابر اس پر عمل ہوتا ہے پس مسلمانوں کی عورتوں کو ایسے فقہی حکم کی حفاظت سے محروم کر دینا ایسا ظلم نہیں ہے جو

حیف ہے تمہاری انسانیت پر۔ میں نے سُنا ہے کہ پُرانے زمانے میں جادوگر اور ڈائن ہوتی تھیں جو انسان کا کلیجہ کھا جاتی تھیں مگر پھیپھڑے کا کھا جانے والا انسان تو ہماری بدنصیب آنکھوں نے خود دیکھ لیا۔ موت و زندگی کا اختیار اللہ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ ایک لحظہ کے لئے مجھے یہ اختیار دے اور قلب ماہیت کی قدرت بخش دے تو سب سے اول میرا یہ کام ہو کہ میں تمہاری بی بی کو زندہ کروں۔ اور اُس کو مرد بنا کر شوہر بناؤں اور تم کو اُس کی بیوی اور یہ حکم دوں کہ وہ پچاس جوتے صبح اور پچاس جوتے شام تا زندگی تمہارے سر پر لگایا کرے۔

اے ناخدا ترس تجھ کو اتنی توفیق نہ ہوئی کہ اُس مسافر سے آخری ساعت میں اپنی تقصیریں معاف کراتا اور اُس وداعی وقت میں ہی اُس کی دلداری کرتا۔ اور اپنا مغرور سر اُس کے ناتوان قدموں پر رکھ دیتا۔ اے ظالم یہ خون بیگناہ رائگاں نہ جائیگا۔ ہوشیار رہ۔ اور جلد تلافی کر۔ اُس کی قبر پر جا۔ اور جس کو عمر بھر پیار نہ کیا اب اُس کی خاک کو چوم اور آنسوؤں سے ترکر اور یہ عمر رونے اور توبہ کرنے میں بسر کر مگر کیا توبہ قبول ہوگی بغیر اس کے کہ اپنی خود بین آنکھوں میں انگلیاں ڈال کر ڈیلے نکال ڈالے۔ اور اپنے بیدرد دل میں خنجر مار کر خودکشی کر لے۔ میں اپنی کیا کہوں۔ رنج و غم سے میری حالت خراب اور دل بیتاب ہے۔ اس حالت میں میں نے اگر کچھ سخت کہا ہو تو معاف کرنا۔ والسلام فقط

تمہارا دل افگار بھائی ممتاز علی

کیا مظلوم مخلوق پر یہ ظلم و بیداد ہوگی اور ادنےٰ اونے نالائق پاجیوں کی تنک مزاجیاں

بھر بھر کے پلایا کرتی تھی۔ رنجوں اور مصیبتوں نے اُس کا پھیپھڑا چھلنی کر دیا اور وہ شہید دِق وسِل ہوئی۔ موت سے پہلے سب طاقتوں نے جواب دے دیا اور اُس کا شوہر جو ہمیشہ اُس کو ستانے اور دل دُکھانے پر کمر بستہ رہتا تھا آخر انسان کا بچہ تھا۔ دل نرما گیا۔ اور ارادہ کیا کہ اِس چلتے مہمان کی کچھ خاطر کروں۔ رات کو پٹی کے نیچے بیٹھا تیمارداری کیا کرتا تھا کہتے ہیں کہ جب وہ حقہ بھرتا تھا تو یہ بیمارِ غم بےچین ہو جاتی تھی اور اصرار کرتی تھی کہ مجھے نیچے اُتار دو بصد مشکل نیچے اُتاری جاتی۔ اپنے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے حقہ بھرتی تھی اور کہتی تھی کہ جب تک دم میں دم ہے میں اپنی آنکھوں کے روبرو آپ کو یہ تکلیف نہ کرنے دونگی آخر جب تیل ختم ہو چکا اُس مظلوم کا چراغِ حیات بجھ گیا ✦

ایک ہمارے عزیز ہیں جن کے ناپاک استقلال کا کیا ذکر کیا جاے۔ اُن کی بیوی نے اُن کی والدہ کا کوئی کہنا نہ مانا تھا۔ اِس پر اُنہوں نے عہد کر لیا کہ میں کبھی تم سے نہ بولونگا۔ اُس کی پُر آشوب زندگی کو بھی سِل نے ختم کیا۔ وہ چونکہ ہمارے عزیز تھے اور خُرد تھے اور اُن کی اِس نالائقی پر ہمیں بہت رنج ہوا ہم نے اُنہیں ایک خط لکھا تھا جس کی نقل یہ ہے:۔

ہمارا خط ایک عزیز کو

ظالم و بیدرد بھائی۔ تمہیں بے انتہا قلق ہو رہا ہوگا کہ آخر قضا و قدر نے تمہارے مشقِ ستم کا خاتمہ کر دیا۔ اب تمہارے جفا گر ہاتھ کس کے دل و جگر میں ہر روز کوچے دیا کرینگے۔ اور اب کس بیگناہ کو ستا کر اپنا دل خوش کیا کروگے اور کس بے تقصیر کا خون پیا کروگے ✦

میں نے سُنا ہے کہ تم اُس مسافر چند ساعت کو بستر مرگ پر چھوڑ کر چلے گئے۔ ہاے بیدرد۔

ہر شخص کو دے رکھی ہے دخل دے۔ غرض بہتیری اشراف زادیاں رنج و غم میں گھل گھل کر مدقوق و مسلول ہو کر طعمۂ اجل ہوتی ہیں۔ بہتیری نازک مزاج جو عمر بھر کا جلا پا سہنے کی طاقت نہیں رکھتیں افیون کھا کر یا سنکھیا کھا کر اس پر آفات زندگی کا خاتمہ کرتی ہیں کوئی اُس بیباکی اور جرأت سے جو بیحد سختی و ظلم سے بزدل سے بزدل انسان میں پیدا ہو جاتی ہے کنوؤں میں کود پڑتی ہیں۔

ایک ہمارے نہایت لائق دوست ہیں جو علم کے لحاظ سے فاضل مولوی۔ تہذیب کے لحاظ سے نیچری۔ عزت کے لحاظ سے وکیل۔ اور ہمارے جانی دوست۔ مگر وہ خدا کا بندہ بیوی کے حق میں ایسا ظالم ایسا نالائق ایسا بیدرد جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ خدا کا شکر ہے کہ اُن کی مظلوم بیوی ہمیشہ کے لئے اُن سے چھوٹ گئی اور ایسی جگہ پہنچ گئی جہاں شریروں کی شرارت اور ستمگاروں کے ستم کی رسائی نہیں۔ ہمارے دوست کا گھر اُس مسکین سے آباد نہ ہوا تو اُس نے قبر کے کونے کو جا آباد کیا۔

ہمارے اُس [illegible]ت کا بیان ہے کہ جب کھانا بدمزہ پکا کرتا تھا تو اُس کے لئے دو سزائیں مقرر تھیں۔ شدید سزا یہ تھی کہ جلتی لکڑی چولھے میں سے نکال کر اُس سے اُس مظلوم کو زد و کوب کرتے تھے۔ دوسری خفیف سزا یہ تھی کہ دوپٹہ سر سے اُتار کر اور چوٹی پکڑ کر تمام دیگچی کا شوروا اُس کے سر پر بہا دیا جاتا تھا۔ اور اُس مظلوم نے ان تمام شدائد پر مرتے دم تک اُف نہیں کی۔ کبھی شوہر کو سخت کیا نرم بھی جواب نہیں دیا۔

ظالم شوہر کو حقہ کا بہت شوق تھا۔ اور وہ عاجز بڑے شوق سے اُس بیدرد کو حقے

اور وہ بھی سوار ہونے لگے۔ انگریزی کپڑا پہننے میں کفانت پائی اور وہ انگریزی کپڑا پہننے لگے۔ اسی طرح جب وہ طریق شرعی کی متابعت میں لوگوں کو خوش حال اور شادماں پائینگے وہ خود پیروی کرنے پر راغب ہونگے۔

مگر اُن خرابیوں کے سواجن کی روک کے لئے ہماری اوپر کی نرم تدابیر کا اختیار کرنا کافی ہوگا بعض نالائق مردوں کی ایسی کمینہ حرکات اور ایسے بیدردی کے سلوک ہیں کہ اُن کے انسداد کے لئے ہم گورنمنٹ کی مداخلت مناسب سمجھتے ہیں۔ ہم نے بہت سے سفید پوشوں کو جو سرشتہ داری اور تحصیلداری کا معزز رتبہ رکھتے ہیں جن کی معقول آمدنیاں ہیں اور متعدد خادم ہیں اپنی بیبیوں اور بہو بیٹیوں سے چرخہ کتواتے اور دھان کُٹواتے اور چکی پسواتے دیکھا ہے۔ اِس سے کم معزز سفید پوشوں کو جو اپنی شرافت و نجابت کے ثبوت میں گز گز بھر لمبے شجرے رکھتے ہیں دیکھا ہے کہ ذرا ذرا سی بات اور ادنےٰ ادنےٰ رنجش پر اپنی بیبیوں کو چوٹی پکڑ کر گھسیٹتے اور آئے دن جوتیوں سے پیٹتے ہیں۔ ہانڈی میں نمک تیز ہوگیا ہے اور بی بی کو مغلظ گالیاں دی جارہی ہیں۔ کپڑے سینے میں ذرا جھول رہ گیا ہے اور بیچاری اُس شریف نابدمعاش کی لاتیں کھارہی ہے۔ سیکڑوں عفیفہ بیبیاں اور اشراف زادیاں جن کو دوسری ادنےٰ درجہ کی عورتوں کے روبرو جوتیوں کی مار پڑتی اور چوٹی پکڑ کر گھسیٹا جاتا ہے جن کو خفیف جرم پر فاقہ کی سنگین سزا دی جاتی ہے وہ برادری میں مُنہ دکھانے کے قابل نہیں رہتیں۔ کوئی ہمدرد و غمخوار اُن کی دلجوئی نہیں کرتا۔ کسی کو مجال نہیں کہ اُس خودمختارانہ حکومت میں جو ملک کے رواج نے چار دیواری کے اندر

کے لئے جس کی ہم نے تجویز کی ہے مستعد کر دیا ہے۔ ساتھ ہی اس کے ہم ضرور سمجھتے ہیں کہ جن لوگوں پر عورات کی تمدنی حالت میں انقلاب پیدا کرنے کی ضرورت روشن ہوگئی ہے وہ منتظر نہ رہیں کہ اور لوگ بھی اُن کے ہم آہنگ ہوں تب وہ اپنے یقین و وثوق پر کاربند ہوں بلکہ چند نیک اور پاکیزہ خیال والوں کے عمل خود اپنا قدرتی اثر دیکھنے والوں کے دلوں پر کرینگے اور اُن کو بھی اُسی طریق عمل کا گرویدہ بنائینگے۔ مگر ہاں ازبس ضرور ہے کہ جن لوگوں پر عورات کی تمدنی حالت کو شریعت کی راہ پر لانے کی ضرورت اور موجودہ گمراہی کی بیحد مضرت واضح ہوچکی ہے اُن لوگوں کو اپنے باہمی اتفاق رائے سے اپنی جمعیت کو قوی اور موثر بنانا چاہئے اور اپنے اوضاع واطوار اور چلن کو شریعتِ محمدی کا اعلےٰ نمونہ بنانا چاہئے جو اور لوگوں کی تقلید کے لئے عمدہ مثال ہو۔ انسان کو کسی کام کے کرنے اور کسی کام کو ترک کرنے پر نیک مثال سے زیادہ کوئی شے ترغیب دینے والی نہیں۔ بجاے اس کے کہ کسی نیک کام کے فائدے دلائل سے ثابت کرو اور طول طویل تقریریں کرو اور لوگوں کو اُس کے اختیار کرنے پر مائل کرو تم خود اُس پر عمل کرو اور دنیا کو دکھلاؤ کہ احکام شرعی کی ٹھیک متابعت سے کیا کیا دینی اور دنیاوی فائدے تم کو حاصل ہوئے اور لوگ خود تمہاری پیروی کرینگے۔ کس شخص نے ریل پر سوار ہونے کے فائدوں کو دلائل سے ثابت کیا تھا کہ تمام خلقت اُس پر سوار ہوتی ہے؟ کس شخص نے بجاے دیسی کپڑے کے انگریزی کپڑا پہننے کی ضرورت پر تقریر کرکے لوگوں کو سمجھایا تھا کہ خاکروب تک انگریزی کپڑا پہنتے ہیں؟ لوگوں نے ریل پر سوار ہونے والوں کو منزل مقصود پر جلد پہنچتے دیکھا

ہے۔ کیا اس وجہ سے کہ لڑکیاں گھر میں چھپی رہنے والی ہیں اور شریعت کے پردہ کو توڑ کر ان کا لباس بھی داخل پردہ کر دیا گیا ہے یہ بدسلوکیاں اور بیرحمیاں دعیانِ ہمدردی کے کانوں تک نہ پہنچائی جائینگی۔ کیا اس وجہ سے کہ اُن کی زبان کو داخل پردہ کرکے انہیں بے زبان کر دیا گیا ہے اُن کی فریاد کی شنوائی نہ ہوسکیگی؟

اِن تمام خرابیوں کا علاج مردوں میں اعلےٰ درجہ کی تعلیم کا پھیلانا اور اُن میں نیک خیالات کا پیدا کرنا ہے۔ عورتوں کے حقوق قائم نہیں ہوسکتے اور اُن کی حفاظت نہیں ہوسکتی اور اُن کی حفاظت نہیں کی جاسکتی اور جو ظالمانہ بدسلوکیاں اُن کے ساتھ کی جاتی ہیں وہ رک نہیں سکتیں اور اُن میں ادنے ترین درجہ کی تعلیم ذرا بھی ترقی نہیں پاسکتی تا وقتیکہ مردوں میں اعلےٰ درجہ کی تعلیم نہ پھیلائی جاوے اور اُس تعلیم کے ذریعہ سے ان امور کی ضرورت اُن کو ذہن نشین نہ ہوجاوے اور نہ صرف یہ تعلیم ہی کافی ہوگی بلکہ اُس کے ساتھ ساتھ اعلےٰ اخلاقی تربیت اور نیک صحبت کی ضرورت ہے جو اُن کے دلوں کو سچائی اور نیک دلی کے سانچہ میں ڈھال دے۔ جس سے اُن کے دل پاکیزہ خیالات اور نیک جذبات کے ساتھ ایسی مناسبت پیدا کرلیں کہ وہ اُس کے آرام و خوشی کے ضروری شرط بن جائیں۔ جب تک اس قسم کی تعلیم سے ہماری قوم کے مردوں میں روشن دماغی اور نیک تربیت سے اُن کے دلوں میں خداترسی پیدا نہ ہوگی کیا ممکن ہے کہ یہ ہماری چند سطور اُن کے صفحۂ دل پر کوئی گہرا نقش بنا سکیں اور اُن کی طبیعتوں کی ماہیت کو بدل سکیں ہمارے ان اوراق کو اگر کوئی پڑھنے والے ہونگے تو وہ ہی جن کو اعلےٰ تعلیم اور نیک تربیت نے اُس انقلاب

پانی پئیں اُن یزید منشوں کی حلق سے برف کا پانی کس طرح اُترتا ہے اور جن کے لخت جگر گرمی سے تڑپیں اُن کا کلیجہ اپنی تن رسانی سے کس طرح ٹھنڈا ہوتا ہے۔ کیا عجب ہے کہ بعض ذکی الطبع اپنے وحشیانہ سلوک کی تائید میں یونانی حکمت پیش کریں جس کے رو سے عورات کا مزاج طبعًا بارد واقع ہوا ہے اور شائد یہ برودت سخت سے سخت گرمی کے مقابلہ کے لئے کافی سمجھی جاوے۔ گو یہ رکیک جواب لطیفہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا مگر پھر اس امر کا کیا جواب ہوگا کہ جب وہ جاڑے میں خود بانات اور کشمیرے اور مالیدہ اور پٹو پہنتے ہیں اُن بارد مزاج مخلوق کو جو جاڑے میں اور بھی اشد البرودت ہو جاتی ہونگی اپنے سے گرم کپڑا کیوں نہیں پہناتے۔ بہت شاذ و نادر خاندان ہونگے جن میں بھائی اور بہنوں۔ باپ اور بیٹیوں اور شوہر اور بیبیوں کا ایک قسم کے گرم کپڑے کا لباس ہوتا ہو۔ دیہات وقصبات میں ماہ پوہ کے جاڑے میں بھی عورتوں کے لباس میں صرف اس قدر ترمیم ہوتی ہے کہ چھینٹ کے کرتوں کے نیچے ململ کا استر لگا کر اُن کو دوہرا کر دیتے ہیں۔ پاجامہ معمولی چھینٹ کا اکہرا رہتا ہے۔ وہ صبح شام دولائی یا رضائی اوڑھ کر چارپایوں پر اسباب کے پوٹ بن کر بیٹھ جاتی ہیں۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اس قسم کے سلوک وحشیانہ اور خلاف انسانیت ومروت نہیں ہیں اور کیا اس سے بڑھ کر نالائقی تصور میں آسکتی ہے۔ ہمارا یہ ہرگز مقصد نہیں کہ جن بیچارہ آفت زدوں کو مقدور نہیں ہے وہ عورتوں کی جڑاول کے لئے مقروض بنیں بلکہ ہم صرف اتنا جتلانا چاہتے ہیں کہ ہر ایک ذی مقدور صاحب استطاعت باپ جو بیٹا اور بیٹی رکھتا ہے وہ خود سوچے کہ ہر جاڑہ کے لباس میں وہ بیٹے اور بیٹی دونوں پر یکساں خرچ کرتا

تکلف سے میرے میزبان دوست نے ایک نہایت آرام کے وسیع کمرے میں جو اُس موسم میں خاندان کے کل مردوں کا خوابگاہ تھا اُتارا۔ کمرہ کو سرد رکھنے کے جس قدر سامان تھے سب موجود تھے۔ پنکھا قلی پنکھے کھینچتے تھے۔ خس کی ٹٹیاں لگی ہوئی تھیں اور سقے اُن کو ذری ذری سی دیر میں چھڑکتے تھے۔ کمرہ کی چھت بھی نہایت بلند تھی مگر ہم لوگ مارے گرمی کے سخت بے چین تھے۔ مجھے اُس وقت نہایت جستجو اِس امر کے معلوم کرنے کی ہوئی کہ ایسی حالت میں مستورات کے آرام کا کیا سامان کیا گیا ہے۔ مجھے اِس امر کے معلوم ہونے سے سخت تکلیف پہنچی کہ بیچاری بے زبان عورتوں کے لئے جن کی گود میں معصوم بچے بھی ہیں کھجور کے پنکھوں کے سوا اور کوئی سامان راحت نہیں ہے۔ پنکھے بھی آدمیوں کی تعداد کی برابر نہیں تھے بلکہ کم ہونے کی وجہ سے باری باری استعمال میں آتے تھے۔ دوپہر کے وقت دیوانخانہ میں برف منگائی گئی اور سب نے پانی ٹھنڈا کرکے پیا۔ باوجود تمام انتظام اخفا کے اُس برف کی خبر گھر میں بھی جا پہنچی اور چند بچے بلف بلف کہتے دوڑے آئے۔ اُن بچوں کو نہایت سرد مہری کے ساتھ بہکا پھسلا کر گھر میں واپس بھیجا۔ تیسرے پہر کو وہ برف بہت پگل گئی اور جس کپڑے میں لپٹی ہوئی تھی وہ بالکل بھیگ گیا۔ اِس پر صاحبِ خانہ نے نوکر کو حکم دیا کہ اِس کو گھر میں بھیج دو۔ مگر اے ناظرین اِس لئے نہیں کہ اُسے عورتیں اور بچے پی لیں۔ بلکہ اِس لئے کہ خشک کپڑے میں لپیٹ کر دیوانخانہ میں واپس بھیجیں۔ جو تکلیف میرے دل کو پہنچی تھی وہ اِس شرمناک بیرحمی سے ایسی دردناک ہوگئی کہ مجھے وہاں قیام کی زیادہ تر برداشت نہ ہوسکی۔ میں نہیں جانتا کہ جن کی پیاری بہنیں۔ اور دلسوز بیبیاں اور لخت جگر بیٹیاں شدت کی گرمی میں مشکوں کا معمول

بیرحمی سے استعمال کرتے تھے۔

اس طبقہ کے بعض لوگ ایک نہایت شرمناک تمیز قائم کیا کرتے ہیں یعنے وہ اپنے لئے عمدہ نفیس کھانا علیحدہ تیار کرواتے ہیں اور عورتوں کے لئے ادنےٰ درجہ کا علیحدہ تیار ہوتا ہے بعض لوگ اپنی بیبیوں اور لڑکیوں کو پوشاک اپنی حیثیت کے لحاظ سے ایسی ذلیل پہناتے ہیں کہ اُس بیحد خست کے چھپانے کے لئے اُنہیں ایک اور جابرانہ قاعدہ باندھنا پڑتا ہے کہ وہ کہیں برادری میں نکلنے نہ پائیں اور نہ برادری کی کوئی عورت اُن کے گھر آنے پائے

ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ غربا میں نکاح کا اصول یہ ہے کہ روٹی ٹکرہ کا آرام ہو جاے اور تسلیم کیا ہے کہ اس طبقہ میں یہ اصول قابل اعتراض نہیں۔ مگر اس طبقہ کے مرد جب تعلیم میں کوشش کرکے یا اور اسباب سے ترقی حاصل کرکے اپنے سے اعلےٰ طبقہ میں پہنچ جاتے اور عزت میں برتری اور مال میں فراخی اور وسائل معاش میں وسعت حاصل کر لیتے ہیں تو عموماً یہ دستور ہے کہ وہ اپنی ان ترقیوں کی متناسب ترقی مستورات کی حالت میں نہیں کرتے۔ اُن کی غریبانہ ومفلسانہ حالت اُسی طرح غیر متغیر وغیر متبدل رہتی ہے۔ تعلیم کے درجوں اور فضیلت کے اسناد اور عہدہ کی عزت سے جو کچھ تہذیب وشائستگی حاصل ہوتی ہے اور طریق معاشرت میں جو جو آرام پیدا ہوتے ہیں اور خوراک ولباس میں جو جو لطافت ونفاست اختیار کی جاتی ہے اُس کی سرحد زنانے مکان کی دہلیز ہے۔ میں ایک موسم گرما میں ایک نہایت معزز ومتمول رئیس کے گھرانے میں مہمان ہوا۔ جون کا مہینا تھا اور اس قدر غیر معمولی شدت سے گرمی پڑتی تھی کہ بڈھے آدمی کہتے تھے کہ سالہا سال کے بعد ایسی گرمی ہوئی ہے۔ مجھے نہایت

سے ہو سکتی ہے جو اوپر مذکور ہوئیں۔ مگر بعض لوگ یہ رائے رکھتے ہیں کہ عورت کو عام طور پر گو
کچھ حقوق حاصل ہوں مگر بیوی بن جانے کے بعد وہ ایک طرح کی مملوک بن جاتی ہے اور اس
لئے وہ گوارا نہیں کرتے کہ بعد نکاح اس کے ساتھ طریق مساوات مرعی رکھا جائے۔ اس قسم
کے لوگوں میں یہ بات نہایت شرم کی شمار ہوتی ہے کہ عورت کو ہمسری کا رتبہ دیا جائے بلکہ
جو لوگ اپنی بیبیوں کے ساتھ درجہ مساوات برتتے ہیں اور انکو ہر طرح پر اپنی برابر آرام دیتے
ہیں ان کو وہ طرح طرح کے حقیر ناموں مثلاً "جورو سے دبنے والے" اور "جورو کے غلام"
سے یاد کرتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جو شخص بی بی پر حاکمانہ رعب داب نہیں رکھتا یا جس کی
طرز گفتگو میں اتنا اثر نہیں کہ اس کو سن کر بی بی تھرّا اٹھے وہ مرد ہی کیا ہے۔ میں نے ایک
نہایت معزز شریف مسلمان کو دیکھا جن کا یہ قاعدہ تھا کہ جب وہ اپنے گھر میں جاتے تو ہمیشہ
کسی جھوٹی سچی بات پر کسی نوکر وغیرہ پر خوب خفا ہولیتے اور بکتے اور جھڑکیاں دیتے ہوئے گھر
میں چلے جاتے اس سے ان کی غرض یہ تھی کہ ان کا غضبناک انداز دیکھ کر گھر کی عورتیں سب
خوف زدہ ہو جائیں۔ ایک اور معزز عہدہ دار کا گھر میں جاتے [illegible] یہ تھا کہ وہ کبھی
گھر میں ہنس کر کسی سے بات نہ کرتے تھے۔ اور بہت مختصر بات چیت کرتے تھے تاکہ ان کے
رعب میں کمی نہ آجائے۔ وہ کھانا کھانے کے سوا اور کسی وقت گھر میں نہیں جاتے تھے۔ جب
وہ گھر میں جاتے تھے تو سب عورتیں اپنے اپنے قرینہ پر مودبانہ خاموش بیٹھ جاتی تھیں۔ ان
کی بی بی اور بیٹیوں کی مجال نہ تھی کہ ان سے کسی شئے کا سوال کریں خواہ وہ کیسا ہی ناجی
ہو۔ ان کی ہر حاجت کا پورا ہونا انہیں سرپرست خاندان کی خود مختارانہ خوشی پر تھا جس کا وہ اکثر

یاد آتے ہیں انہیں باوا کے گھر کے قورمے   کھاؤں گر کھانا نہیں تو یہ جتا دیتے ہیں وہ

راقمہ وہ ہی تمہاری دکھیاری بھتیجی

مسلمان مردوں کے اُس وحشیانہ طریق نے جو وہ عورتوں کے ہمراہ جائز رکھتے ہیں عیسائیوں کے دلوں میں ایک عجیب غلط خیال اسلام کی نسبت پیدا کردیا ہے جو اُن کی تصانیف میں بھی پہنچ گیا ہے۔ عیسائیوں نے سمجھا ہے کہ مسلمانوں کے مذہب کے رو سے عورتوں میں روح نہیں ہوتی۔ اِس غلطی کا منشاء بھی صرف یہ ہی امر ہے کہ مسلمان مردوں کا طریق عورتوں کے ہمراہ اس قسم کا ہے جیسا انسانوں کا غیر ذی روح حیوان کے ساتھ ہوا کرتا ہے۔ کبھی یہ خرابیاں اِس وجہ سے پیدا ہوتی ہیں کہ بی بی بوجہ تعلیم یافتہ نہ ہونے کے صرف امور خانہ داری کے انتظام اور پیدائش اولاد کا ذریعہ ہوتی ہے یعنے وہ خدمتگار اور مادہ حیوان سے زیادہ رتبہ نہیں رکھتی اور تعلیم یافتہ شخص کی روحانی خواہشوں کے پورا کرنے اور خوش خیال رفیق بننے کے قابل نہیں ہوتی لاچار مرد ازدواج ثانی یا فسق فجور کی طرف مائل ہوتا ہے اور دونوں سے بہت بڑے بڑے نتائج اور تکلیفیں پیدا ہوتی ہیں اور تمام عمر عجب کلفت میں گذرتی ہے۔ مگر سب سے زیادہ ان خرابیوں کا موجب یہ ہوتا ہے کہ نکاحِ مروجہ کے رو سے بی بی حسب خواہش و پسند خاطر نہیں ملتی اور فریقین ازدواج طوطی را بازاغ در قفس کردند کا مصداق بنتے ہیں۔ کوئی مصیبت زدہ صبر کے ساتھ اپنی پرآشوب زندگی کو جوں توں کر کے تیر کردیتا ہے۔ کوئی تیز مزاج اپنے گھروں میں کسبیاں ڈال کر اپنے اُن ناعاقبت اندیش بزرگوں کو جنھوں نے اُس کو بلا مرضی آفت میں پھنسایا وہ بھی سزا دل آزاری کا دیتا ہے۔ اُن سب آفات کی روک اُن اصلاحات

مگر ضرور یہ کہونگی کہ جو جو ظلم و ستم میں سنے ہے وہ قبلہ و کعبہ کی بدولت۔ وہ مجھے ناچ ناچ کر اور کود کود کر کہتے ہیں کہ ہوں! تیرے باوا کو خبر نہیں تھی؟ کیوں دیتے تھے۔ میں شرابی ہوں رنڈی باز ہوں۔ بدمعاش ہوں۔ اپنی ـــ کو آپ دی۔ اب بھی اِس تحفہ کو رکھ لیں۔ مجھے تیری کیا پرواہ ہے۔ غرض کیا ظلم بیان کروں۔ دل کو سمجھاتی ہوں کہ اے دل جس طرح ہو سکے جہاں اتنی عمر تیر کی اور بھی تیر کر دے۔ کسی کو حال لکھنے سے کیا فائدہ۔ کوئی تیرا رنج بانٹ تو لیگا نہیں۔ پس ؎

لازم ہے میری آہ کا شعلہ عیاں نہ ہو	اِس طرح جل بجھوں کہ ہرگز دھواں نہ ہو

مگر پھر عزیزِ من ع کہاں تک کھائیے غم کب تلک ضبطِ فغاں کیجے ــ + + + +

میں نے چار وقت سے کھانا نہیں کھایا تھا۔ آج اُن کو خبر ہوئی تو ناچ کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور ایک منہ میں ہزار ہزار بات سُنائیں۔ بیگم صاحبہ اگر یہ ہی نخرے کرنے تھے تو آئی کیوں تھی اور ہاں یہ روٹی کیونکر کھائیں۔ اِن کو تو باوا کے گھر کے شیرمال یاد آتے ہیں۔ یہ نواب زادی تو سونے کے جھولنے جھولنا چاہتی ہے۔ ایسا تھا تو باوا کے گھر سے ایک سونے کا چھپر کھٹ لاتا تھا۔ یہ یہاں روٹی کیوں کھائیگی۔ اس کی قبر میں کیڑے پڑینگے خدا اِسے خراب اور برباد کرے ایک بات ہو تو کہوں۔ ؎

طعن کے تیروں سے دل چھلنی بنا دیتے ہیں وہ	بول سکتی میں نہیں۔ لاکھوں سُنا دیتے ہیں وہ

دیتے ہیں طعنہ امیری کا مجھے ہر بات میں	غنچۂ دل کو مرے ہر دم مُجھا دیتے ہیں وہ

بات وہ کرتے ہیں جو مانند نشتر کے چُبھے	زخمِ دل پر اور اِک چرکا لگا دیتے ہیں وہ

ایک لڑکی کا خط:۔

عزیزہ من۔ میں نے ــــ کے گھر میں جو گلچھرے اڑائے۔ اور جو چوچلے کئے وہ خدا کو معلوم ہیں۔ مگر اس اللہ کے بندے نے ٹھنڈے پیٹ کبھی گھر میں خرچ نہ دیا۔ رات دن مجھے امیری کا طعنہ دیتے ہیں۔ مجھ کمبخت نے اس گھر اچھا کھانا۔ اچھا پہننا۔ دنیا کا تر و خشک میوہ سب ترک کر دیا کہ مجھے طعنہ نہ ملے کہ امیرزادی چٹورپن کرتی ہے۔ اس پر بھی مجھے طعنے ملیں تو کیا کروں۔ زہر کھالوں ؎

زندگی میں باپ کے جب یہ مری توقیر ہے　　بعد میں پھر دیکھئے دکھلاتی کیا تقدیر ہے

میرا دل پکا پھوڑا ہو گیا ہے بُرا سُنتے سُنتے۔ جفا سہتے سہتے۔ کئی روز سے بیمار ہوں۔ آج کچھ ہوش آیا ہے۔ میاں مرتی کو بھی گالیاں دے جاتے تھے۔ میں دوا نہیں پیتی تھی۔ میں کہتی تھی کہ میں بُری ہوں مجھے مرنے دو تو بھائی نہ وہ مجھے مرنے ہی دیتے ہیں نہ جینے ہی دیتے ہیں ؎

نہ تو نالے کی اجازت نہ فریاد کی ہے　　گھٹ کے مرجاؤں یہ مرضی مرے صیاد کی ہے

بھائی یہ جھیکنا آج کا نہیں۔ تین برس سے یعنے جب سے نکاح ہوا ہے یہ ہی رونا پڑا ہوا ہے۔ نکاح سے ساتویں روز ہی یہ حکم ملا تھا کہ تم نکل جاؤ میرے گھر سے اپنے باوا کے ہاں جاؤ۔ مجھے مانسی سے رہنا ہے تو چپ کرکے رہو۔ اگر یہ پوچھا کہ کہاں جاتے ہو اور رنڈی بازی کیوں کرتے ہو یا شراب کیوں پیتے ہو تو میں تمہارے باوا کو لکھ بھیجونگا کہ تمہاری بیٹی امیرزادی ہے میرے کام کی نہیں۔ گھٹنے سے لگائے بٹھا رکھو + + + + غرض جو ظلم اس خاوند کے میں نے سہے ہیں دنیا میں کسی نے نہ سہے ہونگے۔ تسپر میری ہی قبر میں کیڑے پڑینگے۔

ہو سکتا کہ وہ اپنے شوہر کو پورے دل اور جان سے چاہے اور عزیز رکھے اور اُس کی محبت کی پوری قدر کرے اور دنیا میں اُس کو اپنا سب سے بڑا خیر خواہ جانے ◆

کبھی کبھی ان رنجشوں کا باعث یہ ہوا کرتا ہے کہ چونکہ ایک خاندان کی بیٹی کو دوسرے خاندان نے ستایا تو اگر دوسرے خاندان کی بیٹی پہلے خاندان میں بیاہی جاتی ہے تو یہ اُن کی بیٹی کو دق کرتے ہیں اور اپنی بیٹی یا عزیز کا بدلہ لیتے ہیں۔ یہ خیال نہایت کمینہ اور ناجیانہ ہے اور صرف اُن ناپاک لوگوں کا ہے جو بیوی صرف حیوانی خواہش کے لئے چاہتے ہیں ورنہ کب ممکن ہے کہ ایک بے قصور نیک سرشت بیوی کو محض اس لئے ستایا جائے کہ ان کے کسی عزیز کو دوسرے خاندان والے ستاتے ہیں ◆

اگر اتفاق سے امیر گھر میں کوئی لڑکی غریب گھر کی آجاتی ہے تو اُن کے فقر و فاقہ و تنگدستی کے طعنہ دے دے کر بیوی اور اُس کے ماں باپ کا دل دُکھایا جاتا ہے اور ان طعنوں سے شوہر و زوجہ میں سخت تلخی و بےلطفی پیدا ہوتی ہے مگر بیچاری عورتوں کے لئے ہر طرح مشکل ہے۔ یعنی تنگدستی کے طعنے تو خیر ٹھیک بات ہے۔ ہم نے تو ان مظلوموں کو دولت مندی کے طعنے بھی کھاتے سُنا ہے۔ اور اُن کو دولت مندی کے طعنوں پر بھی اُتنا ہی روتے دیکھا ہے جتنا افلاس کے طعنے پر۔ ایک معزز دولت مند کی بیٹی نے جو کسی غریب گھر بیاہی گئی تھی اپنے ایک عزیز کو خط لکھا ہے۔ وہ ہمارے ہاتھ آگیا ہے اُس کو یہاں درج کرتے ہیں اس سے ظاہر ہوگا کہ لڑکیوں کے لئے امیر باپ کی بیٹی ہونا بھی مصیبت ہو جاتا ہے۔ وہو ہذا۔

چلی تو آؤنگی مگر تیرے میاں کی کمائی کھانی مجھے حرام ہے مگر پھر ڈرتی ہوں۔ ماں تا ایسی ظالم ہے کہ اس کی خاطر شائد مجھے حرام خور ہی نہ بننا پڑے۔ تمہیں اپنے میاں کی پاکبازی پر بڑا ناز ہے۔ مجھے تو اُن کی پاکبازی پر اتنا بھی یقین نہیں جتنی اُرد پر سفیدی۔ وہ آدمی بہت چالباز ہیں۔ تم پھولے نہیں سماتی کہ ہر وقت تم سے خلا ملا رہتا ہے۔ اور تم کو اپنے گلے کا ہار بنائے رکھتے ہیں ایک دم کو جُدا نہیں ہونے دیتے۔ جب دیکھو شیر و شکر۔ مگر اے باولی لڑکی اتنا تو سوچو کہ آخر تم چھ سات ماہ کے لئے میرے پاس رہ گئی تھیں۔ جس شخص کا یہ حال ہو کہ ایک شب بے عورت کے نہ رہ سکتا ہو ذرا سوچو وہ چھ مہینے کس طرح رہا ہوگا۔ پس یا تو تمہارے ساتھ یہ دھوم دھام کا شوق سب جھوٹا ہے یا چھ مہینے بے عورت رہنا سراسر جھوٹا ہے۔ ایک بات ضرور ہے۔ ہماری رائے میں تو اصل بات یہ ہے کہ یہ ساری خوشامدیں مہر کے معاف کرانے کی ہیں اور جہاں تو نے یہ کیا اور تو گئی گذری۔ اب کہاں تک تمہیں سمجھاؤں۔ میری نصیحت کی کچھ پروا ہے تو یہ نصیحت یاد رکھو کہ سب چیزیں اعتدال کے ساتھ ٹھیک ہوتی ہیں۔ اس محبت کو محبت نہیں کہتے چھچھورپن کہتے ہیں۔ چند روز میں اپنا وقر کھو دوگی۔ ہم بھی کبھی بہو تھے۔ تمہاری بہنیں بھی شوہر رکھتی ہیں۔ مگر وہ اپنے شوہروں پر ایسی بیہودہ طرح پر دلدادہ نہیں ہیں جس طرح تم ہو۔ اس طرح پر ریجھنا تمہیں بالکل بے عزت کر دیگا۔ آئندہ تم جانو۔ فقط

راقم تمہاری والدہ

بیٹی والوں کو سمجھنا چاہئے کہ کوئی امرا اُن کی بیٹی کے لئے اِس سے زیادہ مفید نہیں

ماں میرے خط کے لئے کس طرح تڑپتی ہوگی۔ اچھا بیٹی آباد رہو۔ شاد رہو۔ ہمیں کچھ خیال ہے
اور سوچ ہے تو تمہاری بہتری کا ہے۔ جس طرح بنی ہم نے تو اپنی بسر کر لی۔ اب جو فکر ہے تمہارا
ہے۔ مگر ہم کیا اور ہماری سمجھ کیا۔ ہماری عقل اور ہمارا دماغ اور دماغ کا خون دال روٹی
سے بنا ہے۔ تمہاری عقل قورمہ پلاؤ سے پیدا ہوئی ہے۔ تم ہم غریبوں کی کب سنتی ہو۔ مگر
بیٹا سنو۔ اگرچہ تمہارے دل میں شوہر کے سوا اور کسی کی جگہ نہیں رہی اور اس کی امیرانہ محبت
کے مقابلہ میں ہم مسکینوں کی غریبانہ محبت کس گنتی میں آسکتی ہے۔ لیکن خدا کوئی مشکل گھڑی نہ
لائے۔ اگر ایسا وقت آیا تو ہمیں ہی یاد کرو گی۔ اپنے اپنے ہی ہیں خواہ وہ کیسے ہی مفلس
ہوں۔ اور غیر غیر ہی ہیں خواہ کیسے دولتمند ہوں۔ لڑکی چاہے تمہیں برا ہی لگے ہم تو صاف
کہے دیتے ہیں کہ تمہارے میاں کی محبت ملمع کی چمک ہے جسے کچھ پائداری نہیں۔ یہ وہ لہلہاتا
سبزہ ہے جس میں سانپ چھپا ہوا۔ یہ وہ شربت شیریں ہے جس میں ہلاہل ملا ہوا ہے۔ یہ
وہ ریت کی چمک ہے جسے پیاسا آدمی دور سے پانی سمجھا کرتا ہے۔ بیٹا ایک بات تو تم
ہماری بھی آزما دیکھو۔ تمہارے میاں تمہارے عشق کا تو اتنا دم بھرتے ہیں کہ لوگ تم کو
لیلیٰ اور اُن کو مجنوں کہتے ہیں۔ مگر تم نے نہیں سنا کہ مجنوں تو لیلیٰ کی کتیا کا بھی ادب کیا کرتا
تھا کیا ہم تمہاری کتیا کا بھی درجہ نہیں رکھتے۔ تم ایک دفعہ ذرا اپنے میاں سے کہ کر تو
دیکھو کہ جہاں تمہارے اتنے بڑے بڑے خرچ لگے ہوئے ہیں میرے ماں باپ کو بھی
یہاں بلا لو۔ پھر دیکھو وہ کیسے مجنوں نکلتے ہیں اور بیٹا یوں ہیں وہ بہت چالاک کیا عجب
بات کو سمجھ جائیں اور فوراً رضامند بھی ہو جائیں۔ خیر اگر مجھے بلایا تو میں ماتا کے مارے

مستورات کی صحبت میں بٹھاوے اور درستی اخلاق اور ترقی تعلیم میں کوشش کرے۔ پھر بھی کامیابی نہ ہو تو صبر کرے ؏

جس طرح شوہر کے اقارب باعث رنجش شوہر و زوجہ بنتے ہیں اسی طرح زوجہ کے والدین بھی طرح طرح کی رنجشوں کے باعث ہو جاتے ہیں۔ خصوصاً زوجہ کی والدہ یا بڑی بہن عموماً یہ چاہتی ہیں کہ اُن کی بیٹی یا بہن حد سے زیادہ گرویدہ اپنے شوہر کی نہ ہو جاوے۔ وہ ہمیشہ یہ نصیحت کرتی ہیں کہ شوہر پر اپنا دباؤ رکھو تاکہ تمہاری قدر شوہر کے دل میں زیادہ ہو۔ بیوی کا یوں کھنچنا کبھی کبھی شوہر کی طبیعت کی اصلاح کر دیتا ہے مگر بعض صورتوں میں سخت مضر بھی ہوتا ہے۔ جب کسی لڑکی کو نیک نہاد شوہر مل جاتا ہے اور پوری محبت کرتا ہے اور اپنی بیوی کو نہایت آرام سے رکھتا ہے تو وہ ضرور متوقع اِس امر کا رہتا ہے کہ وہ بھی اُسکے ساتھ پوری محبت کریگی اور اُس کے آرام کو اپنا آرام سمجھیگی۔ ایسی حالت میں جبکہ زوجہ اپنی والدہ یا بہن کے سمجھانے بھکانے سے شوہر کے ساتھ روکھاپن برتتی ہے یا کج ادائی کرتی ہے تو ضرور شوہر کے دل میں اُس کی نالائقی اور ناقدر شناسی کا نقش جمتا ہے اور وہ بھی بے التفاتی سے پیش آنے لگتا ہے۔ ایک لڑکی اپنے شوہر کو بہت چاہتی تھی۔ اور وہ شوہر حقیقت میں اس قابل تھا کہ وہ اُس کو جتنا چاہتی تھوڑا تھا۔ مگر یہ امر اُس لڑکی کی والدہ کو سخت ناگوار تھا چنانچہ والدہ نے جو خط اپنی بیٹی کو اس باب میں لکھا اُس کی نقل ہم کو مل گئی ہے اُسے ہم یہاں درج کرتے ہیں وھو ہذا :۔

ماں کا خط بیٹی کو

برخورداری۔ مدتیں گذر گئیں کہ تمہارا کوئی خط نہیں آیا۔ تمہیں ذرا پروا نہیں ہے کہ میری

ان رنجشوں کو شوہر ادنےٰ توجہ سے دور کر سکتا ہے۔ بلکہ شوہر کی توجہ کی بھی ضرورت نہیں ہے
خسر جو اس خاندان میں زوجہ کے باپ کی بجا ہے وہ آسانی سے ان تمام شکایتوں کو دور کر سکتا
ہے۔ خسر کو لازم ہے کہ اپنی بی بی اور بیٹیوں کو بخوبی سمجھا دے کہ دیکھو تم نے کس چاؤ سے بہو لانے
کی خواہش ظاہر کی تھی۔ کس شوق سے اور منتیں مان مان کر قبروں پر غلاف۔ تعزیوں پر علم چڑھا
چڑھا کر بہو مانگی تھی۔ خدا نے بہو دی تو اب اُس کا یہ درجہ کرنا کہ وہ تمہاری باندی بن کر رہے
کون سی اشرافت کی بات ہے۔ کیا اگر یہی سلوک تمہاری بیٹیوں کے ساتھ ان کی ساسیں
کریں تو کیا تمہارا دل ایسے سلوک سے خوش ہوگا۔ ہرگز نہیں۔ پس کیوں اس مظلوم کا صبر
سمیٹتی ہو۔ خدا کے فضل سے تمہارے آگے بھی بیٹیاں ہیں غرض خسر اگر نیک خیال آدمی ہو
تو بہوؤں کو کوئی تکلیف نہیں پہنچ سکتی۔ اس قسم کی رنجشوں کے مقابل میں کبھی ایک اور قسم
کی رنجشیں پیش آتی ہیں جبکہ شوہر کے والدین ذریعۂ معاش نہیں رکھتے اور بیٹا ہی کماتا ہے
اور ماں باپ اور بیوی سب کو پالتا ہے۔ ایسی حالت میں بیوی ساس کو بہت ستاتی ہے
اور اُس کو ناگوار گذرتا ہے کہ میرے شوہر کی کمائی میں اُس کے والدین بھی شریک ہوں۔ شوہر
کی عجیب ناگفتہ بہ حالت ہوتی ہے۔ اگر بیٹا اپنی کمائی ماں کے حوالہ کرتا ہے تو بیوی بگڑتی ہے اور
اگر بیوی کے حوالہ کرتا ہے تو ماں طعنے دیتی ہے کہ میں نے کس مصیبتوں سے پالا تھا۔ بڑا ہوا اور
کھانے کمانے کے قابل تو میری خدمتوں کو بھول گیا اور بیوی کا غلام ہوگیا۔ ایسی صورت میں سب
سے بہتر یہ ہے کہ شوہر خرچ اپنے ہاتھ میں رکھے۔ اور ذاتی ضرورتوں کے لئے تھوڑا بہت بیوی
اور ماں دونوں کو جدا جدا دے دے اور سب سے زیادہ یہ کہ ان کو نیک نصیحت کرے اور نیک

اوڑھ سکے۔ ہر وقت بناؤ سنگار کے طعنے دیتی تھی۔ اور دن رات اُس کا دل جلاتی تھی۔ اَور بہوؤں کا ذکر کیا جاتا تھا تو یہ کہ اُنکی چکی پیستی ہے۔ ڈھکی اناج چھڑتی ہے۔ فلانی کے کپڑے بالکل مٹی کے رنگ کے رہتے ہیں۔ اور تیرا بناؤ سنگار ہی ختم نہیں ہوتا۔ لاچار مجبور ہوکر اُس غریب نے سفید دوپٹہ اوڑھنا شروع کر دیا۔ مگر یہ امر اَور بھی زیادہ غصہ کا باعث ہوا۔ ساس نے یہ سمجھا کہ یہ سفید دوپٹہ میرے بیٹے کی بدشگونی منانے کے لئے اوڑھا گیا ہے۔ غرض اُس آفت زدہ بہو کی جان عذاب میں تھی اور کسی کل چین نہ تھا۔ ساس کی اس قسم کی بدسلوکیاں عموماً ایسی حالت میں ہوتی ہیں جبکہ بیٹا خود کوئی ذریعہ معاش نہیں رکھتا بلکہ مع اپنی بیوی کے اپنے ماں باپ کے ساتھ رہتا ہے۔ اور وہ ہی متکفل اُن کے اخراجات کے ہوتے ہیں۔ ایسی حالت میں ساس کو نہایت ناگوار گذرتا ہے کہ بہو اور اُس کا نکھٹو میاں مفت کی روٹیاں کھایا کریں۔ اور بہو کا ذرا سا آرام بھی ساس سے دیکھا نہیں جاتا۔ سو اس کا علاج بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ جب تک کوئی ذریعۂ معاش حاصل نہ ہو جاوے اُس وقت تک ہرگز ہرگز شادی نہ کی جاوے اس کی احتیاط اگر خود مرد نہ کرے تو لڑکی والوں کو تو ضرور ہی کرنی چاہئے کہ وہ اپنی لڑکی ایسے مرد کو نہ دیں جو کوئی مستقل ذریعۂ معاش نہ رکھتا ہو۔ بعض شوہر ایسی حالتوں میں اپنی دانست میں نہایت ہی منصفی کرتے ہیں اور اپنی غایت درجہ کی بےتعصبی ظاہر کرتے ہیں جبکہ وہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ جھگڑے عورتوں عورتوں کے باہمی تکرار ہیں اس میں مردوں کو دخل نہیں دینا چاہئے شوہر کی عدم مداخلت کی وجہ سے ساس نندیں اور بھی شیر ہو جاتی ہیں اور بیچاری بہو کو رات دن ستایا جاتا ہے۔ اور یہ عدم مداخلت پرلے درجہ کی بےانصافی زوجہ کے حق میں ہوتی ہے۔

کی آہیں نہیں ہیں جلے بُھنے دِل کا دُھواں ہے۔ آنسو نہیں ہیں۔ جگر پانی ہوکر آنکھوں کے راستہ سے بہہ رہا ہے ؎

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگامِ دعا کردن اجابت از درِ حق بہرِ استقبال مے آید

اِن اسبابِ رنجش کے بعد وہ اسباب ہیں جو شوہروں کے رشتہ داروں سے تعلق رکھتے ہیں خصوصًا ساس اور نند سے۔ بہت کم گھر ایسے ہونگے جن میں ساس بہوئیں یا بھاوج اور نند میں اتحادِ دلی اور محبت قلبی ہو۔ مختلف خاندانوں میں مختلف وجوہات اِن رنجشوں کی نکلتی ہیں لیکن اصولِ رنجش سب جگہ ایک ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ شوہر کے سب عزیز یہ چاہتے ہیں کہ بہو ہم سب میں سے ایک ایک کی تابعداری اور فرمانبرداری اس طرح کرے جس طرح وہ شوہر کی کرتی ہے بلکہ اُس سے بھی زیادہ۔ بعینہ جس طرح کسی فوجداری حاکم یا افسرِ پولیس کے عزیز واقارب ناجائز فائدہ اپنے رعب خلافِ قانون سے اُٹھاتے اور بیگناہوں کو ستاکر اپنی حکومت جتلایا کرتے ہیں اسی طرح شوہر کے اقارب بیچاری بہو کو ستاتے ہیں۔ وہ ساسیں جو بہت منتوں اور مرادوں کے مانگنے اور بڑی بڑی آرزوؤں اور تمناؤں کے بعد بہو بیاہ کر لاتی ہیں بڑی مشکل سے بہو کو بہو کی حیثیت میں صرف چار پانچ مہینے رہنے دیتی ہونگی۔ اُس کے بعد اُن کی خوشی صرف اس بات میں ہوتی ہے کہ وہ بہو اُن کے آگے بُرے گھر کی باندی کی طرح رہے اور ساس نند اُس پر وہ حکومت قائم کرنا چاہتی ہیں جو صرف مول لی ہوئی لونڈیوں پر ہوسکتی ہے۔ ہم نے ایک ساس کو دیکھا جو اپنی چار مہینے کی بیاہی ہوئی بہو کی نسبت اتنا گوارا نہیں کرسکتی تھی کہ وہ رنگا ہوا دوپٹہ

تمہیں خود اس قدر اختیار دے دیا ہے کہ تم چاہو تو اُس کو مار ڈالو چاہو تو اُس کو جلا دو۔ جو تمہاری خدمت اِس دردمندی سے کرتی ہے کہ دنیا میں کوئی نہ کریگا۔ جو تمہارے بچوں کو اِس شفقت سے پالتی ہے کہ اور کوئی نہیں پال سکتا اور جو باوجود اِن سب باتوں کے اپنے تئیں تمہاری کنیز اور تمہیں اپنا سرتاج کہتی ہے کون سی غیرت اور انسانیت اجازت دیتی ہے کہ ایسی عاجز مخلوق کو ستایا جاے اور اُس مظلوم کا دل دُکھایا جاے۔ تم بدوضعی اختیار کرو اور اُس بیچاری کی امانت میں خیانت کرو۔ اور اُس کا حق چھین کر بازاری عورت کو دو۔ اُس کے کلیجہ میں چھُریاں مارو اور پھر اُس بیکس کی شکایت کرتے ہو کہ وہ ناخوش رہتی ہے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اُس کا دل انگاروں پر بھونو اور اُس میں سے دھواں نہ نکلے۔ اُس کا دل چیرو اور خون نہ بہے۔ اُس کا جگر چاک اور جان ہلاک کرو اور وہ اُف نہ کرے ؎

نئی تاکید ہے ضبطِ محبت کی وہ کہتے ہیں   جگر ہو تو فغاں کیوں ہو دہن ہو تو زباں کیوں ہو

ذرا دھیان سے تصویر کھینچ [illegible] بے زبان کی کیفیتِ قلبی کا۔ جب ایک جفاکار کسی کسبی کو اپنی بیٹھک میں بلاتا ہے اور اپنی دلفگار رفیق سے اُس کے لئے کھانا پکواتا ہے اور اپنا مُنہ اور عاقبت سیاہ کرتا ہے اور وہ اشراف زادی اُس حرامکار کی جابرانہ اور کافرانہ حکموں کی تعمیل کر رہی ہے آنسو کی لڑی اُس کی آنکھوں سے جاری ہے۔ اور وہ اُس بیدرد سفاک کے خوف سے جلدی جلدی اپنی آنکھیں پونچھتی ہے کہ وہ کہیں دیکھ نہ لے اور ایسا ظاہر کرنا چاہتی ہے کہ چولھے کے دھوئیں سے آنکھوں سے آنسو نکلے ہیں۔ ارے ظالم اُس لڑکی کی

(۲) شوہر بدوضعی کی وجہ سے یا محض بے اعتباری کے سبب بیوی کو کافی خرچ نہیں دیتا اور جس قدر دیتا ہے اُس کا حساب ناواجب سختی سے لیتا ہے۔

(۳) شوہر ناعاقبت اندیشی سے مہر زیادہ مقرر کروالیتا ہے۔ بعد نکاح وہ اپنی بیوی سے مہر معاف کروانا چاہتا ہے بیوی مہر معاف نہیں کرتی تو میاں بیوی کے دل میں فرق آجاتا ہے۔ اور سچی محبت و اخلاص مبدل بہ خودغرضی ہوجاتا ہے۔

(۴) بعض شوہر باوجود لائق ہونے کے عورات کے باب میں نہایت پست خیالات رکھتے ہیں اور وہ بیویوں کا زیادہ خواندہ ہونا پسند نہیں کرتے۔ ایسے نوجوان حبیب الدین کے دباؤ سے شادی کرتے ہیں اور کوئی بدنصیب لکھی پڑھی لڑکی اُن کے پلے پڑجاتی ہے تو آپس میں سخت ناموافقت ہوتی ہے۔

ان سب صورتوں میں مرد کو اپنے عادات کی اصلاح کرنی چاہئے اور اُن ہدایات پر کاربند ہونا چاہئے جو خاتمۂ کتاب پر لکھی جائینگی۔ متاہل شخص کے لئے بالخصوص بدوضعی سخت روسیاہی ہے اور شوہر کو محض بیوی کی دلجوئی اور خوشی کے لئے نہیں بلکہ خوف خدا سے بدچلنی سے بچنا چاہئے۔ کہ اِس سے زیادہ کوئی گناہ نہیں ہے۔ خانہ داری کی خوشی کو تباہ کرنے والا۔ بچوں کے لئے بدراہی کا نمونہ دکھانے والا۔ دنیا میں ذلیل و خوار اور آخرت میں عذاب دوزخ میں گرفتار کرنے والا ہے۔ شوہر کو غور کرنا چاہئے کہ جس لڑکی نے تمام دنیا سے ایک طرح کا قطع تعلق کرکے اپنے تئیں تمہارے سپرد کردیا ہے جو اب صرف تمہاری کہلاتی ہے۔ جس کی قسمت کا فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔ جس نے

ہے۔ مگر بد طریق زندگی نے اُن کو کسی کام کا نہیں رکھا۔ اُن کے بے انتہا علم سے ایک ذرہ کی برابر فیض کسی کو نہیں پہنچتا۔ ہم تو جب کبھی اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں تو یہ ہی دیکھا کہ مولوی صاحب پیڑھا ٹھوک رہے ہیں۔ یا چارپائی کی ادوائن کس رہے ہیں۔ یا پنہاری کو گیہوں تول کر دے رہے ہیں۔ یا بچوں کی آبدست کر رہے ہیں۔ پس جس شخص کو اس قسم کی خانہ داری نصیب ہو اُس کو کیا راحت نصیب ہو سکتی ہے ❊ بعض لوگوں کو ایسی بیویاں ملتی ہیں جو اچھی لکھی پڑھی ہیں۔ شوہر کی اطاعت بھی کرتی ہیں۔ کفایت شعار بھی ہیں۔ مگر خوش سلیقہ نہیں۔ بعض مردوں کو مکان کی زینت و آرائش کا بہت شوق ہوتا ہے اور خود بیوی کو بھی صاف اُجلے لباس میں ہی دیکھ کر خوش ہوتے ہیں مگر بیوی اپنی طبعی سادہ مزاجی کی وجہ سے اپنے شوہر کی اس خواہش کی طرف پوری توجہ نہیں کرتی اس لئے شوہر کے دل سے رفتہ رفتہ وہ اُتر جاتی ہے اور وہ اُس کو پھوڑ سمجھنے لگتا ہے۔ ایسی حالت میں شوہر و زوجہ میں کوئی حقیقی اُنس نہیں ہوتا اور وہ صرف حیوانی خواہشوں کے پورا کرنے کے لئے شوہر و زوجہ بنتے ہیں۔ بلکہ ایسے شوہر و زوجہ کو شوہر و زوجہ کہنا ہی نہیں چاہئے وہ صرف نر و مادہ ہوتے ہیں۔ مگر ان خرابیوں کا علاج بعد نکاح کچھ نہیں ہو سکتا۔ اور قبل از نکاح اگر انتخاب میں پوری کوشش کی جاوے تو ان خرابیوں سے بچنا بخوبی ممکن ہے ❊

لیکن شوہر و زوجہ کے درمیان جو عموماً رنجشیں پیدا ہوتی ہیں بعض اُن میں ایسی بھی ہیں جن کا علاج بخوبی ممکن ہے۔ اُس کے اسباب عموماً حسب ذیل ہوتے ہیں:۔

(۱) شوہر کا بدوضع ہونا جس کی وجہ سے وہ اپنی بیوی کی طرف پورا التفات نہیں کرتا ❊

میں بینظیر ہیں مستورات کے باب میں اُن کی فیاضانہ رائیں۔ اور دلی دردمندیاں
اور منصفانہ فیصلے اس قابل ہیں کہ اہلِ اسلام بھی اُن کی پیروی کریں پنڈت صاحب
موصوف کی شادی نومبر ۱۸۸۱ء میں ایک برہمن خاندان میں گنیش سندری دیوی سے
ہوئی۔ یہ لڑکی اگرچہ کسی قدر تعلیم یافتہ تھی اور عبادت اور مذہبی رسومات کے ادا کرنے کا
اُس کو بیحد شوق تھا اور اپنے شوہر سے بھی بظاہر ہر طرح خوش تھی مگر اُس میں اِس قدر
استعداد نہ تھی کہ وہ اپنے شوہر کی خوبیوں کو سمجھ سکتی اور اُن سے پورے طور پر مستفید ہوسکتی
اندریں صورت ان میں وہ خوشی اور بشاشت جو ایسے لائق شوہر کے حاصل ہونے سے
ہونی چاہئے تھی حاصل نہ تھی۔ پنڈت صاحب موصوف اپنی قوم میں ایک ہی شخص ہیں جو
مستورات کے حقوق کے بڑے بھاری حامی ہیں۔ جس خوش نصیب برہمن لڑکی کو اُن کی
زوجیت کی عزت حاصل ہوتی وہ اُن کے وجود کو مغتنمات سے گنتی + ایسی ہی بعض مثالیں
اپنے احباب اہل اسلام کی ہیں مگر وہ اپنا نام ظاہر کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔
ایک ہمارے مخدوم دوست ہیں جن کا دل قوم کی محبت اور ہمدردی کے جوش سے
لبریز ہے اور جس دن وہ نہ ہوگا سارا ہندوستان اُسے روئیگا۔ اُس کی زندگی کا ایک
ایک سانس قوم کے لئے دو رہا ہے۔ ان بیچاروں کو بھی رفیق ایسا ملا ہے کہ اُس کی نظر
میں وہ زمانہ بھر کا ہمدرد اُس کا ہمدرد نہیں ہے۔ زمانہ بھر میں اگر کوئی اُن کا شاکی ہے تو
اُن کی بیوی۔ ایک ہمارے نہایت فاضل دوست ہیں جو بحر علوم عربیہ میں شناوری کرنے
والے اور نہایت خوش مذاق خوش خیال شخص ہیں جن کی ذات گروہ علماء میں مغتنمات سے

امور مرد کو رنج دینے والے ہیں وہ ہی عورت کو رنج دینے والے ہیں اور جو امور مرد کو خوش کرنے والے ہیں وہ ہی عورت کو خوش کرنے والے ہیں مگر لوگ بیبیوں کے حقوق کے ادا کرنے میں طریق شریعت سے اس قدر دور جا پڑے ہیں کہ صرف سرسری راہ نمائی اُن کو راہ پر نہیں لا سکتی بلکہ ضرور ہے کہ اُن کا ہاتھ پکڑ کر طریقِ شریعت پر کھڑا کیا جاوے۔ شوہر و زوجہ میں جو ناچاقیاں اور بے لطفیاں پیدا ہوتی ہیں وہ تاہل کو تلخ اور خراب کر دیتی ہیں۔ اُن کے اسباب عموماً یہ ہوتے ہیں۔ فریقین ازدواج کے درجۂ تعلیم میں بیحد تفاوت کا ہونا یا طبعی بد مزاجی یا ساس نند کے تنازعات۔ تعلیم کی نسبت ہم بہت کچھ کہہ چکے ہیں اور بتلا چکے ہیں کہ تعلیم یافتہ نوجوان ناخواندہ بیویوں سے کبھی خوش نہیں رہ سکتے اور جبکہ زمانۂ حال میں لڑکیوں میں ابتدائی تعلیم کا آغاز ہے تو لائق نوجوانوں کو لائق رفیق ملنے مشکل ہیں۔ البتہ کمی تعلیم کی کسی قدر تلافی خوش تربیتی اور سلیقہ مندی سے ہو جاتی ہے۔ شوہر جانتے ہیں کہ بیوی پڑھی ہوئی نہیں ہے اس لئے وہ ناخواندہ سے خواندہ کے سے افعال کے متوقع نہیں ہو سکتے۔ بعض وقت لائق شوہر کو جو اپنی بیوی کے ساتھ سلوک بھی اچھا کرتا ہے۔ محبت بھی بے انتہا رکھتا ہے اور کوئی دقیقہ انس و ہمدردی کا اُس کے لئے اُٹھا نہیں رکھتا اس بات سے نہایت رنج و بیدلی ہوتی ہے کہ وہ بیوی باوجود خواندہ ہونے کے اپنے شوہر کے اوصاف کی پوری قدردانی نہیں کرتی اور قدردانی نہ کر سکنے کے باعث وہ اُس قدر خوش و بشاش بھی نہیں پائی جاتی جس قدر اُس کو ایسے حالات میں پایا جانا چاہیئے تھا۔ ہمارے مخدوم دوست پنڈت شیو نرائن اگنی ہوتری جو بانی دیو دھرم ہیں بیوی کے ساتھ حسن سلوک میں اپنی قوم

ملنا اور مودبانہ پیش آنا۔ ہر سوال کا معقول مختصر جواب دینا آدمیت کی باتیں ہیں نہ اندھا بھینسا بن جانا۔ دوسروں کے چلائے چلنا اور دوسروں کے اٹھائے اٹھنا۔ دولھن کے پاس ہر وقت بھیڑ کا رہنا بھی خوب نہیں بلکہ بیبیوں سے ملانے کا ایک وقت خاص چاہئے۔ اور اس کے علاوہ دولھن کو تنہائی میں بے تکلفی کے ساتھ آرام کرنے کا موقع دینا چاہیے۔ چوتھی کی رسم صرف اِس غرض سے ہے کہ دولھن نئے گھر میں جانے کی وجہ سے اور فاقوں سے گھبرا نہ جائے پس اگر اُس کے ایک دو عزیز اُس کے پاس ہوں اور اُس کو بے تکلفانہ رکھا جائے اور آدمیت کے طریق برتے جائیں تو ضرور نہ ہوگا کہ دوسرے روز ہی دولھن کے لوگ اُس کے لینے کو چڑھ آئیں۔ بلکہ ہفتہ عشرہ میں جب مناسب ہو دولھن کو بھیج دیا جائے مجھے امید ہے کہ اگر اِن اصلاحوں پر یا اِن کے قریب قریب اِسی قسم کی اِصلاحوں پر باضابطہ عملدرآمد ہو تو نکاح جیسا ذریعہ شادی وخوشی کا ہے ویسا ہی بن جائے اور ہزاروں گھرانے اِن اِصلاحوں کی بدولت خوش وخرّم ہوں۔ گھر کے لوگوں میں دلی محبت و یکجہتی پیدا ہو اور گروہ انسان سے ہزارہا رنج وغم دور ہوں ٭

معاشرت زوجین

جب عورت کے حقوق کا بالکل مردوں کے حقوق کے مساوی ہونا ثابت ہو چکا۔ اور ایسی قسم کی تعلیم کی جو اُس کو مرد کا جلیس انیس بنانے کے لئے ضرور ہو محقق ہو چکی اور سنت نبوی علےٰ صاحبہا التحیۃ والسلام کی دربارۂ نکاح معلوم ہو چکی تو معاشرت زوجین کی نسبت کچھ زیادہ کہنا فضول تھا کیونکہ جب عورت اور مرد خلقت میں یکساں ہیں تو ظاہر ہے کہ جو

اول یہ کہ بارات میں چند عزیز و اقرباء یا دو چار دوستانِ مخلص کا جانا کافی ہے۔ کل کنبہ یا برادری کا لشکر جمع کر کے رتھیں اور بہلیاں اور گھوڑے لے جانا عجب بیہودگی ہے۔

دوم۔ بارات کے ساتھ لڑکے کا گھوڑے پر سوار ہونا اور باقی کل لوگوں کا اُس کے پیچھے پیچھے پیدل چلنا بھی لغو دستور ہے۔ ضرور ہے کہ سب ایک قسم کی سواری پر سوار ہوں یا سب کے سب پیدل ہوں۔ دولھا کا کسی قدر زیادہ زینت دار لباس اور پھولوں کے ہاروں سے متمیز ہونا کافی ہے مگر اُس کو سپیروں کی طرح پشواز پہنانی جس کو جامہ کہتے ہیں سنت نبوی کو بدنما اور مکروہ صورت بنانا اور اُس کی عزت کو کھونا ہے +

سوم۔ ضرور ہے کہ بارات کے آنے سے پہلے لڑکی والے اپنے گھر کو اپنے مقدور کے موافق آراستہ کریں۔ اُس کی آراستگی عمدہ روشنی اور شاداب پھول پتوں سے ہونی مناسب ہے جو سرسبزی اور تر و تازگی اور شادکامی کی عمدہ علامات ہیں +

چہارم۔ دولھن کو ایسے پردہ کے لباس میں جو اُس کے اقرباء مناسب سمجھیں عقد نکاح کے لئے مجلس نکاح میں شامل ہونا اور قاضی کے روبرو اُس عقد کی رضامندی کا اپنی زبان سے اظہار کرنا ضروری سمجھا جاوے مناسب ہے کہ بعد عقد نکاح دولھا اور دولھن پر پھول برسائے جائیں +

پنجم۔ رخصت کے وقت دولھن کے ہمراہ اُس کے عزیزوں میں سے کسی مرد اور کسی قدر عورتوں کا جانا موجب اُس کے آرام و سہولت و اطمینان کا ہے۔ سسرال میں پہنچ کر دولھن کا کمال حیاء و شرمگین نگاہ کے ساتھ اُترنا اور معتدل رفتار کے ساتھ چلنا اور سب سے

کہاں تک شکر کروں کہ حق تعالےٰ نے باجابت دعاے سحری ونیم شبی فقیر بلا کسی تدبیر ظاہری کے میری لجنہ عفیفہ کو ایسا شخص بامحبت واخلاق صادق الوداد عطا فرمایا۔ اللّٰھم لک الحمد حمدا یوافی نعمک ویکافی مزید کرمک احمدک بجمیع محامدک ما علمت منہا و مالم اعلم وعلی کل حال۔ آپ کو وہ مبارک ہو اور آپ اُس کو مبارک اور فقیر کو دونوں مبارک۔ جب ارادہ ازدواج ہو کم از کم ایک مہینہ پیشتر اطلاع ہونی چاہئے کہ میں رخصت لے کر آؤں اور خود انصرام کار کروں*

افسوس ہے کہ آپ کے مودت نامہ کے جواب میں بوجہ کثرت کار سرکاری دو روز کی دیر ہوگئی۔ اس وقت کہ وقت شب ہے چراغ کے روبرو آپ کو خط لکھ رہا ہوں۔ پروانے کثرت سے چراغ پر جان فدا کر رہے ہیں۔ صدہا پروانے میرے جسم پر لپٹے ہیں۔ لیکن میں اپنے چراغ پر پروانہ ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ ہمیشہ اس چراغ کو روشن اور تاباں رکھے آمین یارب العالمین۔ مورخہ ۱۱ ستمبر

ایک اور خط

عزیز من۔ بعد دعاء آنکہ۔ گذشتہ مہینے میں تمہارا مفصل خط ۱۳۔ صفحہ کا میری نظر سے گذرا تھا۔ میں تمہارے باب میں برے خیالات نہیں رکھتا۔ نہ تمہاری درخواست کو نامناسب سمجھتا ہوں۔ میں مجملاً پہلے ظاہر کر چکا ہوں کہ میری دانست میں تمہاری تجویز کی مخالفت کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ تمہاری علالت کا افسوس ہوا۔ میں خیریت سے ہوں۔ والدعا۔

رسوم تقریب نکاح

تقریب نکاح کے رسوم میں بھی دو تین اصلاحیں بہت ضروری معلوم ہوتی ہیں:۔

لوگ کچھ انگریزی خواں سے ہیں ان تکلفات کو نہیں جانتے کہیں وہ ہمارے اس انکار کو سچا انکار ہی نہ سمجھ لیں اور چپ ہو بیٹھیں۔ پھر ہم کس منہ سے کہینگے کہ لو بیٹی لے لو اس لئے بہتر یہ ہے کہ رشتہ تو کچھ دبی ہوئی زبان سے منظور ہی کر لو۔ مگر ہاں شادی میں ذرا دیر لگانا اگرچہ لڑکی کی عمر زیادہ ہو گئی ہے اور دیر کا موقع نہیں لیکن ہم نے سُنا ہے کہ لڑکے والوں کو بھی بہت جلدی ہو رہی ہے۔ پس دو چار دفعہ کے ٹلانے سے ہمارا کچھ ہرج نہ ہوگا بلکہ ہماری عزت بڑھیگی اور انہیں معلوم ہو جائیگا کہ انہیں ہماری چنداں پروا نہیں ہے منظوری کا خط لکھو تو دو چار جگہ کے جھوٹے سچے رشتوں کا بھی ذکر کر دینا کہ فلاں فلاں جگہ سے پیغام آئے ہیں "۔ فقط

اِس خط میں بھاری بھرکم کے اصول کو خوب تصریح کے ساتھ بیان کیا ہے بجائے ایسے خطوں کے جو دلوں میں فرق اور محبت میں کمی اور باہم مغائرت پیدا کرتے ہیں ایسے خاندانوں میں خطوط نہایت پُرلطف اور دل خوش کرنے والے ہونے چاہئیں اُس تحقیق و تفتیش کے بعد جو ابتداءً بیشک ضروری ہے اور جس کے اثناء میں بیشک عیب و صواب سب کچھ دیکھنا پڑتا ہے پھر ہر دو فریق کی نظر میں دوسرا فریق اس رشتہ کے باب میں دنیا میں سب سے بہتر قرار پانا چاہئے۔

ہمارے پاس دو طرح کے اَور دو خط ہیں جو نمونہ کے لئے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:۔

ایک خُسر کا خط اپنے داماد کو

لختِ جگر نورِ بصر۔ مودت نامہ مورخہ یکم ستمبر مجھے پرسوں ملا۔ جو کچھ آپ نے تحریر فرمایا میں نے کئی بار شوق سے پڑھا۔ اور ہر بار لطف قند مکرر کا پایا۔ میں اللہ تعالےٰ کے انعام کا

جگہ سے آئے تھے مگر تمہاری تقدیر یاد رکھی ۔

جس اصول پر یہ کارروائی ہوتی ہے اس کا نام ہماری دانست میں بھاری بھرکم کا اصول ہے اس اصول کے رو سے لڑکی والے باوجود اس کے کہ لڑکی کی عمر زیادہ ہوگئی ہے اور اس کے لئے بیاہے جانے کی شدید ضرورت ہے ایسی لاپروائی سے رشتہ کا ذکر کرتے ہیں کہ گویا لڑکی ابھی قابل ازدواج ہی نہیں ہوئی اور گویا پچاس جگہ سے رشتہ آیا ہوا ہے۔ ایک لڑکی کا کسی خاندان میں رشتہ ہوا۔ لڑکی نہایت لائق اور لڑکا لیاقت کا نہایت قدردان۔ دونوں میں از حد دلی محبت ہوگئی۔ ممکن نہ تھا کہ اگر یہ رشتہ ٹوٹ جائے تو یہ لڑکا لڑکی اپنا رشتہ کسی اور جگہ ہونا پسند کریں۔ تاہم ذرا سی بات پر لڑکی کی بہن لڑکے والوں کو ہمیشہ یہ ہی کہا کرتی تھی کہ اب بھی کچھ نہیں بگڑا۔ جہاں گل ہے وہاں بلبلوں کا کال نہیں ۔

ہمیں ایک اور تعلیم یافتہ عورت کا خط ہاتھ لگا ہے جو اپنے کسی عزیز کے رشتہ کے بارہ میں اپنے خاندان کے بزرگ کو لکھتی ہے :-

"قبلہ و کعبہ۔ بعد آداب کے عرض ہے کہ ننھی کے رشتہ کے لئے میں تین دفعہ پہلے لکھ چکی ہوں۔ یہ چوتھا خط ہے۔ والدہ صاحبہ فرماتی کہ منظوری کا خط جلدی بھیج دو۔ کہیں رشتہ ہاتھ سے نہ نکل جائے۔ لڑکی کو خیر سے اٹھارھواں سال شروع ہے۔ اتفاق سے رشتہ ایسی جگہ سے آیا ہے کہ گھر خاصہ آسودہ۔ لڑکا لائق۔ بیوی کا قدردان رتبہ شناس۔ نیک چلن۔ اور سب سے اچھی یہ بات کہ خود اُنہوں نے آرزو سے یہ رشتہ چاہا ہے۔ ہم نے گر کر یہ رشتہ نہیں دیا بلکہ ہم اپنے گھر بھاری بھرکم رہے۔ اماں تو چاہتی ہیں کہ ایک آدھ دفعہ انکار کر دو۔ لیکن وہ

دونوں کے مزاج بہت قریب الاتحاد ہو جائینگے۔ اور گویا دونو ایک دوسرے کے ساتھ رہنے کی تیاری کر لینگے۔ معمولی حالتوں میں دو بالکل غیر متجانسوں کو بلا تمہید یک لخت ملا دیا جاتا ہے۔ اول تو مزاج سے محض ناواقفت۔ دوسرے لڑکی پر شرم کا ایسا بیحد حملہ ہوتا ہے کہ نکاح جس کا نام شادی یعنے خوشی تھا ایسی تقریب ہو جاتا ہے جس میں خصوصًا لڑکی کو بے آرامی اور تکلیف اور تشویش کے سوا کوئی راحت نہیں ملتی۔ اور یہ بے آرامیاں اس قدر بڑھ جاتی ہیں کہ اگر چوتھی کی رسم نہ ہوتی جس سے لڑکی کو جلد ایک ذریعہ نجات کا مل جاتا ہے تو وہ سخت عذاب میں گرفتار رہا کرتی +

منگنی کے ایام میں لڑکی اور لڑکے کے اقرباء میں جو خط و کتابت ہو وہ ضرور ہے کہ سچے اخلاص اور محبت سے پُر اور یگانگت کے رنگ سے رنگین ہو۔ ہمارے ہاں منگنی کے ایام میں جس قسم کی خط و کتابت ہوتی ہے ہم اُس کو سخت ناشائستہ تصور کرتے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ منگنی سے پہلے دونو خاندان ایک دوسرے کے حال کی تفتیش بہت چھان بین کے ساتھ کرتے ہیں لیکن جب یہ مرحلہ طے ہو چکے اور یگانگت قائم ہو جاوے تو ایک دوسرے کی عیب جوئی۔ یا چھوٹائی بڑائی کا فرق تو بڑی بات ہے کوئی امر ایسا بھی نہیں ہونا چاہئیے جو مغائرت پر دال ہو۔ ہمارے ہاں یہ بہت معیوب بات ہے کہ ہر خاندان اپنی عزت کو دوسرے سے برتر ثابت کرنا چاہتا ہے۔ خصوصًا لڑکی والے ہر تقریر اور ہر تحریر سے یہ جتلانا چاہتے ہیں کہ ہم کو اِس رشتہ کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ اور گو حقیقتہً لڑکی کی شادی کی اُن کو جلدی بھی ہو لیکن دوسرے فریق پر وہ اِس ضرورت کو ظاہر نہیں کرتے بلکہ بظاہر ٹلانا چاہتے ہیں۔ اور بار بار یہ بھی جتلاتے ہیں کہ رشتہ تو اچھی اچھی

یا اُس کے عوض کوئی جائداد مثلاً اراضی زرعی یا کوئی جائداد سکنی یا گورنمنٹ پرامیسری نوٹ یا جو بلحاظ حیثیت مناسب ہو دینا مفید ہوگا +

ہم نے انتخاب شوہر و زوجہ کے ساتھ ہی تعین مہر کا ذکر کیا ہے - اِس کی یہ وجہ ہے کہ ہماری دانست میں مہر کا تعین اسی مرحلہ پر طے ہونا چاہئے - ورنہ بسا اوقات تعین مہر کے جھگڑے میں بنی بنائی بات بگڑ جاتی ہے - دو خاندانوں میں سخت رنج پیدا ہوجاتا ہے - تمام بارات بھوکی اور قاضی منتظر نکاح پڑھنے کا رہتا ہے - رات کے دو دو بج جاتے ہیں اور مہر کا جھگڑا طے نہیں ہوتا - ان نزاعات کو رفع کرنے کے لئے ضرور ہے کہ خواستگاری کے وقت اِس امر کا فیصلہ ہوجایا کرے - جب انتخاب شوہر و زوجہ عمل میں آجاے - مہر معین ہوچکے تب اگر ضرورت معلوم ہو تو منگنی کی رسم ادا کی جاے - ورنہ فوراً نکاح عمل میں آے - مناسب معلوم ہوتا ہے کہ منگنی کی نسبت بھی ہم کچھ لکھیں +

منگنی

ہمارے ہاں منگنی ایک ایسی رسم ہے کہ اگر اُس سے فائدہ اُٹھایا جاے تو بہت مفید ثابت ہوسکتی ہے - اِس کے مفید ہونے کے لئے یہ امر ضرور ہے کہ بعد منگنی کے خاطب و مخطوبہ کو اجازت باہمی خط وکتابت کی دی جاے باوجود اجازت کے لڑکی کو ایسے خطوط بہت لحاظ اور حیا اور کسی قدر پردہ کے ساتھ لینے ہونگے - گو اس امر کا علم سب خاندان کو ہو - اس خط وکتابت سے فریقین کو ایک دوسرے کی مزاج شناسی کا موقع ملیگا - اور شادی سے پہلے

متوقع رہیگی۔ یہ حسن سلوک بہت سے امور پر مبنی ہوسکتا ہے۔ مثلاً

(۱) حسن انتظام خانہ داری

(۲) محبت ودلداری شوہر

(۳) تربیت اولاد وتعلیم

(۴) سلوک ہمراہ اولاد سابق اگر شوہر رکھتا ہو

(۵) اقرار دربارہ عدم ازدواج ثانی بعد موت شوہر

۱۰۔ نکاح کے متعلق ایک اور اصلاح بھی ضروری اور بہت مفید معلوم ہوتی ہے۔ حال کے دستور کے موافق والدین اپنی بیٹی کو جہیز میں بہت سی پتیلیاں اور لوٹے اور چمچے اور کٹورے اور بہت سی خاک بلا دیتے ہیں۔ بعض والدین نہ صرف برتنوں پر اکتفا کرتے ہیں بلکہ ہگنے موتنے کا سامان بھی مثلاً چوکی طشت وغیرہ بھی دیتے ہیں۔ اسی طرح وہ بے شمار کپڑوں کے جوڑے سلے سلائے جن میں پاجامے۔ کرتیاں۔ دوپٹے وغیرہ سب کچھ ہوتے ہیں کئی سال کا سامان پہلے سے تیار کر دیتے ہیں اور جس طرح برتنوں میں چوکی اور طشت تک نوبت پہنچتی ہے ان میں رومال۔ کمر بند۔ موباف بٹوے۔ تیلے دانیوں اور کنگھی تک نوبت پہنچتی ہے۔ یہ پارچات قطع نظر اس امر کے کہ وہ پہننے والی کو پسند یا مرغوب ہونگے یا نہیں اس وجہ سے بنانے فضول ہیں کہ پارچات ہمیشہ نئے نئے انواع واقسام کے آتے اور رہتے ہیں اور اس وقت حسب دستور زمانہ خریدنے اور بنانے پڑتے ہیں۔ ہماری رائے میں چند نفیس جوڑوں اور چند ضروری ظروف کا دینا کافی ہوگا اور باقی جہیز کے عوض نقد روپیہ

کم وبیش مقرر کیا جایا کرے۔ اور اُس پیمانہ کے رو سے بآسانی تشخیص مہر ہو جایا کرے اور وہ اختلاف پیدا نہ ہوا کرے جس کی وجہ سے اکثر رنجشیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ رشتے ٹوٹ جاتے ہیں اور شوہر و زوجہ میں کشیدگی آجاتی ہے۔ ہماری دانست میں مہر معجل بقدر دہم حصہ جائداد شوہر مشخص ہونا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اور اگر شوہر کوئی جائداد نہ رکھتا ہو بلکہ ملازمت پیشہ اور تنخواہ دار ہو تو تین سال کی تنخواہ مہر قرار پانا چاہئے اور ہر ماہ میں بوضع چہارم یا پنجم حصہ تنخواہ مہر ادا ہوتا رہے۔ شرعی حصص ورثا کے جو قائم کئے گئے ہیں وہ اُس حالت میں بہت ہی موزوں ہیں جب سب ورثہ ایک ہی قسم کی زندگی بلحاظ آسودگی بسر کرتے ہوں۔ لیکن جب افراد میں مختلف درجہ کا تمول پایا جاتا ہو تو اُن کو شرعی حصص پر چھوڑنا کسی کی حالت میں بیرحمی ہوگی اور کسی کے ساتھ بے ضرورت فیاضی۔ ایسے حالات میں ہبہ کے قاعدہ سے مستفید ہونا چاہئے۔ اور جس شخص کو جو کچھ دینا منظور ہو اُس کو اپنی زندگی میں دے دیا جائے۔ شرعی حصص بظاہر ایسی مجبوری کے حالات سے متعلق ہیں کہ جب کوئی شخص ہبہ یا وصیت کے قوانین سے مستفید نہ ہو۔ ایسی ناعاقبت اندیشی کی حالت میں ضرور شرعی حصص میں تقسیم ہو کر اُس کی جائداد کی تکابوٹی ہوگی۔ لیکن کوئی سی صورت اختیار کی جائے خواہ زندگی میں اپنے مال و املاک کا انتظام کر دیا جائے۔ خواہ بعد موت بذریعہ حصص شرعی تکابوٹی ہونے کے لئے چھوڑا جائے بیوی کے حق کو کوئی گزند نہیں پہنچیگا کیونکہ اُن حصص کے رو سے بھی اُس کو کم از کم ہشتم حصہ ہاتھ آئیگا اور بعض حالات میں چہارم اور یہ حصے اور مہر معجل مل کر ایک معقول رقم بنتی ہے۔ یہ حصہ ہر حالت میں ہر بیوی کو ملنا چاہئے۔ لیکن اس کے علاوہ بلحاظ حسن معاشرت ہر بیوی اپنے شوہر کے حسن سلوک کی

عام غلطی ہے کہ لوگوں نے ایک قلیل حقیر مقدار کو شرعی مہر سمجھا ہوا ہے۔ اس مہر کو بجائے شرعی مہر کے نبوی مہر کہیں تو بجا ہے یعنے یہ وہ مقدار ہے جو رسول خدا صلعم نے اپنی ازواج مطہرہ کی مقرر کی یا اپنی بیٹیوں کے لئے مقرر کرایا مگر آپ نے کوئی حکم امت کو اُس قدر مہر کے مقرر کرنے کا نہیں دیا۔ رسول خدا صلعم اور اُن کے دامادوں کے اخلاق ایسی اعلےٰ درجہ کی روحانیت اور تقدس پر پہنچے ہوئے تھے کہ اُن سے بہتر اخلاق اور نیک دلی اور حسن معاشرت کا خیال پیدا ہونا مشکل ہے۔ جو لوگ اپنے دامادوں سے اپنی بیٹیوں کے ہمراہ ایسے نیک سلوک کی امید رکھ سکتے ہیں جیسی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات سے کرتے تھے وہ بے شک ایسے قلیل مہر کو اپنی اولاد کے حقوق کی حفاظت کے لئے کافی سمجھیں۔ مگر خیالات وچال چلن شیطانی رکھنا اور سنت نبوی کی پیروی کا دعوےٰ کرنا کچھ معنی نہیں رکھتا۔

خود خدا تعالےٰ نے قرآن مجید میں جہاں طلاق کا ذکر فرمایا ہے وہاں فرمایا کہ اگر تم نے عورتوں کو مہر میں بے شمار خزانہ بھی دیا ہو تو بعد طلاق تم اُن سے کچھ واپس لینے کا حق نہیں رکھتے۔ پس ظاہر ہوا کہ کثیر التعداد مہر مقرر کرنا خلاف شرع یا مرضی الٰہی نہیں ہے۔ ہم جو کثیر التعداد مہر کے مخالف ہیں تو اُس قسم کی فرضی کثیر التعداد مہر کے مخالف ہیں جو بلحاظ اپنی حیثیت کے ناقابل الادا ہو۔ ورنہ کثیر التعداد مہر جو بلحاظ حالت شوہر قابل ادا ہو اور بطور مہر معجل بروقت نکاح ادا کر دیا جاوے تو وہ کسی طرح قابل اعتراض نہیں ہاں بہر حال کوئی پیمانہ ضرور ہونا چاہیئے جس کے مطابق بلحاظ کمی بیشی جائداد یا آمدنی شوہر مہر

> حیث قال اللہ تعالیٰ وان اردتم استبدال زوج مکان زوج واتیتم [redacted]ھن قنطارا فلا تاخذوا منہ شیئا ۵ النساء

الزوجة من الاضرار بها وکسر قلبها و
خراب بیتها وشماتة اعدائها ما لیس فی
اشتراط عدم نکاحها وانکاح غیرها و
قد فرق النص بینهما فقیاس احدهما
علی الاخر فاسد۔ زاد المعاد

کا فرق ہے۔ پس جب ائمہ اہل اسلام ایسے
شروط کو جائز رکھتے ہیں تو بجائے بڑے بڑے
مہروں کے ایسی شرایط و نیز تاوان مقرر کرنے
کی شرایط سے حقوق نسوان کی حفاظت اولے
وانسب ہے ❊

مہر کے باب میں یہ ایک نہایت موثر اصلاح ہو سکتی ہے کہ تمام مہر معجل قرار پایا کرے۔ اس سے کئی فایدہ حاصل ہونگے۔ اول تو بی بی کی قدر زیادہ ہو جائیگی۔ کیونکہ اُس کا حصول محض فرضی رقوم کی زبانی جھوٹے اقرار پر نہ رہیگا۔ جھوٹا اقرار اس کو ہم اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اقرار نہ کبھی پورا ہوتا ہے اور نہ پورا ہو سکتا ہے۔ دوم۔ ماں باپ جو بے مقدور ہوتے ہیں اور قرض دام لے کر اولاد کا نکاح کر دینا غلطی سے اپنا فرض سمجھتے ہیں اس ناعاقبت اندیشی سے باز رہینگے۔ سوم بصورت بیکاری شوہر دولھن کو جو ساس سسرے خرچ سے تکلیف دیتے ہیں اس قاعدہ کے مقرر کرنے سے وہ تکلیف ہلکی ہو جائیگی ❊ مناسب معلوم ہوتا ہے [redacted] جو مہر اُس طرح پر ادا کیا جائے اُسے ماں باپ کسی بنک یا کسی اور ذریعہ آمدنی میں لگا دیں۔ اور وہ مہر اور اُس کا انتفاع سب خاص عورت کی ملکیت کے طور پر جمع رہے اور اُس کی حفاظت کی ایسی تدابیر کی جائیں کہ شوہر یا کوئی اور شخص سوائے اُس عورت کے اُس سے انتفاع حاصل نہ کر سکے بجز اُس صورت کے کہ زوجہ خود اپنے شوہر پر اعتماد کر کے کوئی دوسرا طریق اختیار کرے۔ مہر کی تعداد کسی حالت میں جب فریقین کی حیثیت مالی اجازت دے تو قلیل نہیں ہونی چاہئے۔ یہ بھی ایک

چاہیگی اپنے خصم کو طلاق دے دیا کریگی - عمر نے کہا کہ مسلمانوں کی شرایط ضرور پوری ہونی چاہئیں -
بڑے بڑے جلیل القدر صحابی اور تابعی اور ائمہ یہی مذہب رکھتے تھے - چنانچہ اُن کے
نام نامی یہ ہیں - حضرت عمر فاروق - عمر بن العاص - طاؤس - ابو الشعثاء -
امام شافعی - امام احمد - اوزاعی - اسحاق وغیرہ ائمہ حدیث امام احمد کا مذہب یہ ہے
کہ اگر شوہر زوجہ سے یہ شرط کرے کہ میں تیرے
ہوتے نکاح ثانی نہ کرونگا تو اس شرط کا ایفاء
ضروری ہے اگر یہ شرط پوری نہ ہوگی تو نکاح
ٹوٹ جائیگا - ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ لایحل ان تنکح امراۃ بطلاق اخری - یعنے اس طرح
کا نکاح جائز نہیں کہ ایک عورت یہ شرط کرے کہ اگر تو اپنی پہلی بیوی کو طلاق دے دے تب
میں نکاح کرتی ہوں - چونکہ اوپر کے اقوال سے یہ بات ثابت ہے کہ یہ شرط ٹھیرانی جائز ہے
کہ شوہر نکاح ثانی نہ کرے اس واسطے بعض علمانے یہ اعتراض پیش کیا ہے کہ ازدواج ثانی
کے نہ کرنے کی شرط ا[redacted] ثانی کے طلاق دینے کی شرط میں کیا فرق ہے کہ وہ جائز ہے اور
یہ ناجائز - اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ طلاق کی شرط میں پہلی بیوی کی دل آزاری اور دل شکنی
اور خانہ بربادی اور دشمنوں کی خوشی مقصود ہے
اور ازدواج ثانی نہ کرنے کی شرط میں یہ خرابیاں
نہیں ہیں کیونکہ وہاں زوجہ ثانی کا وجود ہی
نہیں - پس ان دونو صورتوں میں زمین آسمان

واختلف فی شرط ان یتزوج علیها
فاوجب احمد وغیره الوفاء به ومتے لم
یف به فلها الفسخ عند احمد زاد المعاد

فان قیل فما الفرق من شرط الطلاق و
بین اشتراطها ان لا یتزوج علیها حتے
صححتم هذا وبطلتم شرط طلاق الضرة
قیل الفرق بینهما ان فی اشتراط طلاق

مانقول وکیل ۂ القصص	کے لئے حجت شرعی بن سکتا ہے

ابوداؤد میں ہے المسلمون علیٰ شروطھم یعنے اہل اسلام اپنی شرطوں پر قایم رہتے ہیں۔ ترمذی نے بھی اور طریق سے اس روایت کو لیا ہے اور اس میں اس قدر فقرہ زیادہ ہے الا شرطا حرم حلالا او احل حراما۔ یعنے مسلمان کو اپنی شرط پوری کرنی چاہئے لیکن اگر کسی حلال چیز کو حرام یا حرام چیز کو حلال کرنے کی شرط کی ہو تو پھر اس کا پورا کرنا لازم نہیں۔ مگر سب سے صریح وہ حدیث ہے جو صحیح بخاری میں آئی ہے اور جس کے الفاظ یہ ہیں کہ سب سے

احق ما اوفیتم من الشروط ان توفوا به ما استحللتم به الفروج

ضروری امر یہ ہے کہ جن شرطوں کے ساتھ شرمگاہ حلال کی جائے اُن شرطوں کو پورا کیا جائے۔

قال کنت مع عمر حیث تمس رکبتی رکبته فجاء رجل فقال یا امیر المؤمنین تزوجت امراة وشرطت لها دارها وان اجمع لامری اولشانی ان استقل الی ارضی کذا وکذا۔ فقال لها شرطها فقال الرجل هلك الرجل اذا لا تشاء امراة ان تطلق زوجها الا طلقت فقال عمر المسلمون علی شروطهم

فتح الباری ۱۲

فتح الباری میں ہے کہ عبدالرحمن بن غنم روایت کرتے ہیں کہ میں عمر کے پاس گھٹنے سے گھٹنا ملائے بیٹھا تھا کہ کوئی شخص آیا اور بولا کہ اے امیرالمومنین میں نے ایک عورت سے نکاح کیا تھا اور یہ شرط کرلی تھی کہ تجھ کو تیرے گھر سے کہیں نہ لے جاؤنگا اور اب میں اُس کو فلانی جگہ لے جانا چاہتا ہوں۔ عمر نے جواب دیا کہ تجھ کو اپنی شرط پوری کرنی پڑیگی۔ اس پر وہ شخص یوں بولا کہ بس مرد تو گئے گذرے۔ جو عورت

مقرر کرنے کے اس وجہ سے ترجیح دیتے ہیں کہ ایسا کرنے سے اولاً بمجرد ٹوٹنے شرایط مقررہ کے زوجہ کو حق نالش حاصل ہو سکتا ہے۔ اور مہر زیادہ ہونے میں شوہر کے ازدواج ثانی سے زوجہ کو یہ حق حاصل نہیں ہو سکتا بلکہ صرف طلاق سے یا بعد موت شوہر یہ حق حاصل ہوتا ہے۔ ثانیاً شوہر کو بھی یہ فایدہ ہوتا ہے کہ اگر اُس کا سلوک اپنی بیوی کے ہمراہ درست ہے تو کوئی خطرہ منجانب والدین زوجہ نہیں رہتا۔ مہر زیادہ ہونے کی صورت میں بعض اوقات بعض بے غیرت اشخاص دامادوں پر ترکۂ دختری کی نالش کرتے ہیں۔ اور اسی اندیشہ سے میاں بیوی میں مہر کے معاف کرنے نہ کرنے کی تکرار رہتی ہے جس سے طبیعتوں میں فرق آجاتا ہے۔ ہاں غور طلب امر یہ ہے کہ ایسے معاہدوں کی بابت شریعت کا کیا حکم ہے۔ سو مرد و عورت میں جو شرایط نکاح قرار پائیں شرعاً اُن کا ایفاء واجب ہے۔ اور درصورت عدم ایفاء فسخ نکاح کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ یہ حکم آیاتِ قرآنی اور احادیث نبوی سے بخوبی ثابت ہے۔ سورۂ قصص کے ابتدا میں شعیب کا قصہ درج ہے جنھوں نے اپنی دختر کا نکاح موسی سے اس شرط پر کیا تھا کہ وہ آٹھ برس تک اُن کی بکریاں چرائیں۔ موسی نے اس شرط کو تسلیم کیا اور ایفاء کیا۔ اگرچہ یہ حکایت انبیاء سابقین کی ہے الا اصول تفسیر میں بات بجائے خود تسلیم ہو چکی ہے کہ جب افعال انبیاء سابقین کا ذکر بلا رد و انکار ہو تو وہ مسلمانوں

قال انی ارید ان انکحک احدی ابنتی هتین علی ان تاجرنی ثمانی حجج فان اتممت عشرا فمن عندک وما ارید ان اشق علیک ستجدنی ان شاء الله من الصلحین قال ذلک بینی وبینک ایما الاجلین قضیت فلا عدوان علی والله علی

کریں۔ یہ اصلاح من وجہ والدین کو اس طرف بھی راغب کریگی کہ وہ اُن کے لئے طریق حصول معاش کا فیصلہ کر دیں جو عموماً ہماری قوم میں نہیں کیا جاتا۔

۹۔ تعین مقدار مہر میں بھی اصلاح ہونی ضرور ہے۔ عام دستور ہو گیا ہے کہ اعلےٰ ادنےٰ حیثیت کے لوگ بے حد مہر مقرر کرتے ہیں۔ بیس بیس چالیس چالیس ہزار روپیہ کا مہر اُن لوگوں کا ہے جن کی آمدنی پندرہ روپیہ ماہوار کی بھی نہیں۔ اس قدر کثیر التعداد مہر اس غلط فہمی پر مقرر کیا جاتا ہے کہ اس کے خوف سے طلاق کی روک ہو۔ مگر اس تدبیر سے یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ اگر شوہر کچھ مالی حیثیت نہیں رکھتا تو اُس کو ایسے کثیر التعداد مہر سے کچھ خوف نہیں ہوتا۔ ایسے شخص پر عدالت سے ڈگری پالینا نہ پانے کے برابر ہے۔ ہاں بیشک جو شوہر اچھی مالی حیثیت رکھتا ہے اُس کی نسبت یہ توقع ہو سکتی ہے کہ وہ خوف ادائے مہر سے زوجہ کو طلاق نہ دے۔ مگر ایسے بزرگ بلا طلاق ہی بی بی کو اس قدر دق کرتے اور ستاتے ہیں کہ اُن مصائب سے طلاق سو درجہ اچھی ہے۔ معہذا مرنے سے پہلے جائداد کے فرضی ناجائز انتقال کر جاتے ہیں اور بیچاری بیوی مُنہ دیکھتی رہ جاتی ہے۔ پس منع طلاق کے لئے بڑے مہر کا مقرر ہونا کچھ مفید نہیں ہوتا۔ پھر ان فرضی رقموں کے مقرر کرنے اور اس پر بحث و تکرار سے کیا فایدہ۔ ہاں رفع اندیشۂ طلاق بلکہ منع ازدواج ثانی کے لئے سب سے عمدہ ایک اور تدبیر ہے یعنے یہ کہ بروقت نکاح ایک معاہدہ تحریری منجانب شوہر عمل میں آنا چاہئے اور اُس میں وہ شرایط درج ہونی چاہئیں جو زوجہ کو منظور ہیں۔ مثلاً بصورت طلاق یا ازدواج ثانی ایک رقم کثیر بطور تاوان یا ہرجانہ مقرر کی جائے۔ اس طریق عمل کو ہم بہ نسبت زیادہ مہر

ماں بیمار ہو جائے تو اُن کی بلا سے۔ اور بہن پر مصیبت ہو تو اُن کی جوتی سے۔ ایسے نوجوانوں کو اکثر دیکھا ہے کہ متاہل ہو کر بیوی کے ساتھ کوئی گہری الفت نہیں رکھتے۔ اور اُن کی بیویاں ہمیشہ اُن کے روکھے پن اور بے رُخی کی شاکی پائی جاتی ہیں*

۸۔ قبل از منظوری رشتہ لڑکی والوں کو چاہیئے کہ لڑکے کے ذریعۂ معاش کی بابت قطعی یقین حاصل کر لیں۔ آجکل فی زمانہ ذرائع معاش بہت محدود ہو گئے ہیں اور ماں باپ صرف اپنا چاؤ پورا کرنے کے لئے قرض لے لے کر شادیاں کر دیتے ہیں۔ چونکہ لڑکا کوئی مستقل صورت گذارہ نہیں رکھتا اِس لئے کئی طرح کی خرابیاں ظہور میں آتی ہیں۔ اوّل تو بیاہ کی خوشیاں چند روز میں ختم ہو جاتی ہیں اور دولھن پُرانی ہو جاتی ہے۔ اور کنبہ میں ایک آدمی کا خرچ بڑھ جانے کی وجہ سے یہ بوجھ صاف محسوس ہونے لگتا ہے جو بالطبع ناگوار ہوتا ہے۔ لڑکے کا بیکار رہنا جو پہلے والدین کے دل پر چنداں بار نہ تھا اب خاص طور پر موثر ہو کر بیٹے اور بہو سے نامعلوم نفرت پیدا کرنے لگتا ہے* دوم یہ امر کہ کچھ عرصہ گذر جانے سے اور پُرانی ہو جانے سے دولھن کی دیگر مرومان خانہ کے ساتھ خوراک پوشاک میں مساوات ہو جاتی ہے دولھا اور دولھن کے لئے رنجدہ رہتا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ کسی قسم کا امتیاز قایم رہے۔ سوم۔ بعض اوقات والدین لڑکے پر شُبہ کرتے ہیں کہ وہ اُن سے گذارہ لے کر اپنی سُسرال کو دے دیتا ہے۔ یہ خرابیاں ایسے شدید درجہ کو پہنچ جاتی ہیں کہ بعض وقت اُن کے بد نتائج تمام عمر بلکہ پشتہا پشت تک وراثتاً چلے جاتے ہیں۔ پس ان کے انسداد کے لئے ضرور ہے کہ لڑکی والے لڑکے کے استقلال معاش کی نسبت اطمینان کئے بغیر ہرگز رشتہ قبول نہ

(۶) دیگر مستورات خاندان کے ہمراہ اُس کا سلوک کیسا ہے *

ان امور پر ذراسی توجہ کرنے سے سب حال آئینہ ہو سکتا ہے چنانچہ ان امور کی تھوڑی سی تشریح ضروری ہے *

(۱) بعض خاندانوں میں موروثی رسم ازدواج ثانی کی چلی آتی ہے اور سب مرد دو دو بیبیاں رکھتے ہیں ایسی صورت میں ہر فرد کی نسبت یہ ہی قیاس ہوگا بجز اس کے کہ قراین قوی اس کے خلاف ہوں۔ اس واسطے باپ و دیگر رشتہ داران کا چال چلن ملاحظہ کرنا ضرور ہے *

(۲) چونکہ ہر شخص اپنے ہمخیال کی صحبت پسند کرتا ہے پس دوستوں کے چال اور خیالات سے قریبًا صحیح پتہ لڑکے کے چال چلن کا لگ جائیگا *

(۳) اسی طرح کتابوں سے چال چلن کا پتہ بخوبی لگ جائیگا۔ آیا اخلاق اور تصوف اور دینداری کی کتابیں پڑھتا رہتا ہے یا ناپاک ناول پسند خاطر ہیں *

(۴) دن رات کے مشاغل سے بہت کچھ حال لڑکے کا کھل جاتا ہے۔ بعض لڑکے اپنے اوقات کبوتر بازی میں صرف کرتے ہیں۔ بعض دن بھر کنکوے بناتے اور مانجھا تیار کرتے رہتے ہیں بعض شطرنج کی بازی جمائے رہتے ہیں *

(۵) چونکہ اچھے کو اچھا اور برے کو برا سب کہا کرتے ہیں اس واسطے عام شہرت سے بھی بہت حال کھل سکتا ہے *

(۶) عام مستورات کے ساتھ سلوک دیکھنا بہت ضروری امر ہے۔ بعض لڑکے باوجود نیک چلن اور خوش وضع اور تعلیم یافتہ ہونے کے مستورات کی طرف سے قدرتی بے توجہی رکھتے ہیں۔ اگر

اور انھوں نے اس فن میں مہارت پیدا کی ہے اور اس فن کی تکمیل کو جاری رکھتے ہوں وہ ایسے
حالات میں تصویر سے بھی مدد لے سکتے ہیں۔ میرا یہ منشا نہیں ہے کہ لڑکی کا باپ داماد ہونے والے
لڑکے کو بلا کر اپنی بیٹی کی تصویر دے بلکہ وہ ہی طریق اغماض اختیار کیا جائے۔ یعنے وہ کسی
رشتہ دار کے ذریعہ سے لڑکے تک پہنچا دے۔ مجھے امید ہے کہ یہ طریق لحاظ کے قایم رکھنے اور
مطلب کے باحسن الوجوہ حاصل ہونے میں بہت مدد دیگا۔ رفتہ رفتہ خود ایسے اشخاص پیدا
ہو جائینگے جو اس شرعی حکم میں سہولت پیدا کرنا موجب شرم نہ سمجھینگے۔

۶۔ لڑکی کو بھی اسی طرح لڑکے کے حالات معلوم کرنے اور لڑکے کی اس طرح صورت دکھا
دینے میں کہ لڑکے کو خبر نہ ہو مدد دیں اور یہ کام ہمعمر لڑکیوں اور رشتہ کی بہنوں کے ذریعہ سے کئے
جائیں۔ اور کوشش کی جائے کہ لڑکی کا اظہار رضامندی کسی قسم کے جبر یا شرم یا لحاظ یا بخوف
ناخوشی والدین تو نہیں ہوا۔

۷۔ لڑکے کے چال چلن کو بخوبی دیکھنا چاہئے۔ کہ لڑکی کی آیندہ خوشی یا ناخوشی زیادہ تر
اسی پر منحصر ہے اس کے خیال کے لئے ان امور پر نظر کرنی چاہئے۔

(۱) لڑکے کے والد و دیگر اقرباء ذکور کا چال چلن کیسا ہے۔

(۲) لڑکے کے صحبتی کیسے لوگ ہیں۔

(۳) لڑکا تعلیم یافتہ ہے تو کس قسم کی کتابوں کے مطالعہ کا شوق ہے۔

(۴) لڑکے کا عام مشغلہ کیا ہے۔

(۵) شہرت عام لڑکے کے چال چلن کی مدرسہ اور محلہ وغیرہ میں کیسی ہے۔

آنے کے واسطے بہتیرے موقع پیدا کئے جا سکتے ہیں۔ کچھ بھی موقع نہ ہو تو مجلس مولود ایسی چیز ہے جس کے لئے ہر مسلمان کو اپنے احباب کو جمع کرنا آسان ہے۔

۳۔ اگر لڑکی لکھی پڑھی ہو تو اُس کے ہاتھ کی نستعلیق تحریر لڑکے کو دکھانی بالکل بے عیب اور کسی طرح نامناسب نہیں ہے۔

۴۔ اگر بلحاظ موقع مکان یا حالت آمد و رفت یا دیگر حالات کے ایسا موقع ملنا ممکن ہو کہ لڑکا لڑکی پر ایسی حالت میں کہ لڑکی کو معلوم نہ ہو سرسری نظر ڈال سکے تو لڑکی کے والدین کو دیدہ و دانستہ اغماض کرنا بلکہ ایسا موقع پیدا کرنے میں مدد دینا چاہیئے۔ ہم پردہ کی بحث میں ثابت کر چکے ہیں کہ شرع نے پردہ کہاں تک لازم ٹھیرایا ہے اور خصوصاً کسی شخص کا کسی عورت کو بارادہ نکاح دیکھنا شرعاً نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے۔ پس والدین اگر اس قدر بھی جائز رکھیں تو کوئی شرعاً ممانعت نہیں ہے۔ لیکن چونکہ رواج اس قدر اس کے مخالف ہے کہ اُس کو یک لخت توڑنا ناممکن ہے تو اُس کے لئے فی الحال اس سے بہتر کچھ نہیں ہو سکتا کہ غیر صریح طور پر اُس کو قریب قریب شرعی طریق کے لاویں اور [redacted] اُس سے اغماض و تجاہل کریں۔ اس تجویز کی ضرور لوگ مخالفت کرینگے مگر ہم یقین دلاتے ہیں کہ ہماری سب تجویزوں میں سب سے اعلےٰ اور اہم یہ ہی ہے اور اگر اس پر عملدرآمد ہوگا تو نہ صرف تمام خرابیوں کی جڑ کٹ جائیگی بلکہ نکاح اپنی اصلی صورت شرعی پر آجائیگا جیسی شارع علیہ السلام نے تجویز فرمائی۔

۵۔ جو لوگ اپنے گھروں میں بطور تفریح (فوٹو یعنی) تصویر عکسی کا سامان رکھتے ہیں

ٹھیک رائے قایم کر سکینگی اور جس لڑکے سے اس کا رشتہ قرار پائے اس کو اُس لڑکی کے حالات زیادہ وضاحت اور صحت اور وثوق سے معلوم ہو سکینگے۔ دوم یہ کہ لڑکی کے والدین لڑکی کی تربیت میں خاص کوشش کیا کرینگے اور اس کی حرکات و سکنات میں کوئی ایسا امر پیدا نہ ہونے دینگے جو اور بیبیوں کی نظر میں قابل اعتراض ہو۔ سوم لڑکیوں کی صورت شکل یا سیرۃ میں بعض ایسے امور ہوتے ہیں جن کو اُن کے والدین مخفی رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور بعد نکاح وہ امور ظاہر ہو کر باعث ناموافقت زوجین ہوتے ہیں۔ اُن کے اول ہی ظاہر ہو جانے سے بعد کی خرابیوں کا انسداد ہو جائیگا۔ ماں باپ کا یہ نہایت ہی غلط خیال ہے کہ کسی طرح لڑکی کا جھوٹی سچی باتیں بنا کر نکاح ہو جانے۔ پھر میاں بی بی کو جب آپس میں رہنا سہنا ہوگا آپ ہی موافقت ہو جائیگی۔ یہ خیال اکثر صورتوں میں نوجوان بیٹوں کی ضد اور ہٹ کا موجب اور خاندانی تنازعات کا مورث ہوتا ہے۔

۲۔ لڑکی والوں کو مناسب ہے کہ جس کنبہ میں ان کی لڑکی کی بات چیت ہونے والی ہو اُن کے ہاں کی بیبیوں کو اپنے ہاں بلانے اور لڑکی کو اُن کے روبرو ہونے دینے اور چند چند روز اپنے ہاں بطور مہمان ٹھیرانے اور لڑکی کی عادات سے واقفیت پیدا کرنے کا دستور نکالا جائے۔ یہ زیادہ مکمل صورت پہلی ترمیم کی ہے۔ مگر ایسی ملاقاتوں میں جب تک بات پختہ نہ ہو جائے اور لڑکے کو صحیح صحیح بلا مبالغہ حالات بتا کر پوری پوری رضامندی نہ لے لی جائے تب تک رشتہ کا زبانی ذکر نہیں آنا چاہئے تاکہ بصورت اس امر کے کہ لڑکا انکار کرے لڑکی والوں کو سبکی اور ندامت نہ ہو۔ یہ ملاقاتیں معمولی محبت کی ملاقاتیں ہوں اور اُن کے عمل میں

کہتی ہے کہ ایک بہو کی پیٹھ پر کنکھجورا چڑھ گیا اور اس کے جسم کے اندر اپنے پانوں گاڑ کر گھس گیا مگر دولھن نے اُف نہ کی۔ کوئی کہتی ہے کہ ایک بہو کے پاس سے جب عورتیں علیحدہ ہوئیں تو اس نے نائن کو کہا کہ بی دیکھنا میرے کندھے میں کسی نے کاٹا ہے۔ میں بیبیوں کے شرم سے ہل جُل نہ سکی۔ دیکھا تو ایک زہریلا بچھو کندھے پر ڈنک مار رہا تھا۔ ایک دولھن کا ذکر ہے کہ اس کو میکہ میں زیور پہنا رہے تھے اور وہ بے حس و بے حرکت بیٹھی تھی۔ پہنانے والی نے بالیاں پہناتے ہوئے نہ دیکھا کہ کان کتنے بندھے ہیں اور عورتوں کے ساتھ باتیں چیتیں کرتے بغیر دیکھے بھالے کان میں بلا سوراخ بالی گھسانی شروع کر دی اور جب اس کا اپنا ہاتھ خون سے تر ہوا تو معلوم ہوا کہ اس بے زبان لڑکی پر کیا ظلم کیا۔ یہ تمام لغویات جو صحت کے لئے مضر، شریعت کے مخالف۔ دیکھنے سننے میں قابل نفرین ہیں قطعاً موقوف ہونی ضرور ہیں اور نکاح کو اپنی اصلی صورت شرعی پر لانا اور اس کا اعلان چند خوشی کے نشانوں سے کرنا کافی ہے۔ دولھن کے جہیز کو لوگوں میں دکھانے کا طریق بھی جو نہایت خلاف تہذیب وشائستگی ہے بند کرنا چاہئے۔ ہماری رائے میں نکاح کے طریق کی درستگی اور آسانی کے لئے مفصلۂ ذیل تجاویز قابل غور ہیں۔

(۱)۔ طبقۂ شرفا میں جو بالغہ اور قابل ازدواج لڑکیوں کو بیاہ شادیوں کی تقریبوں میں نہ لے جانے کا عام دستور ہے اس کو بند کرکے ان کو اپنی بہنوں اور ماؤں کے ہمراہ ان تقریبات میں شامل ہونے کی اجازت دی جائے۔ اس سے تین فایدہ ہوں گے اول یہ کہ کنبہ اور برادری کی عورتیں اس لڑکی کو دیکھ کر اور بات چیت کر کر اس کی صورت و سیرۃ کی نسبت

پر ایک کام کیا جاتا ہے جو ممکن ہے کہ موجب شادمانی و کامرانی ہو اور ممکن ہے کہ عمر بھر کے لئے عذاب جان اور موجب یاس و حرمان ہو۔

کیسے غضب اور افسوس اور شرم کی بات ہے کہ ایک لڑکی کو کپڑوں میں لپیٹ لپاٹ اور اُس کی صورت شکل سیرۃ تمام حالات چھپا کر جوے کی بازی پر لگانا کہ لو اس لڑکی کو خواہ اندھی ہو۔ کانڑی ہو۔ لنگڑی ہو لولی ہو منظور کرتے ہو۔ دوسرا شخص کہتا ہے کہ ہاں منظور ہے۔ قسمت کا پاسہ ڈالا جاتا ہے اور عمر بھر کی خوشی یا رنج اُس پاسے کے نتیجہ پر موقوف ہے۔ کوئی اس سے زیادہ بیہودہ اور لغو طریق نکاح خیال میں آسکتا ہے ؟

اصول نکاح کو تو خراب کیا ہی تھا اس تقریب کے رسوم کو جن سے سراسر خوشی و مسرت کا اظہار ہونا چاہئے تھا اور بھی ایسا بھدا اور بدنما بنایا ہے کہ اُس سے بدتر رسوم بھی خیال میں آنی مشکل ہیں۔ لڑکی کا مایوں میں بیٹھنا اور تاریخ نکاح تک بالتخصیص غلیظ و میلی زندگی بسر کرنا۔ سسرال میں جا کر بیمار اپاہج کی طرح دوسروں کی گود میں اُتارا جانا۔ آنکھیں بند کر کے گردن جھکا کے دن بھر بیٹھنا۔ حتے المقدور فاقہ کرنا۔ کھانا کھانا تو دوسرے کے ہاتھ سے۔ جائے ضرور جانا تو دوسروں کی گود میں سوار ہو کر۔ بھلا کوئی انسان کہہ سکتا ہے کہ یہ اُس خوشی کے اظہار کی علامتیں ہیں جو زندگی میں سب سے بڑھ کر خوشی ہے کیا یہ اپاہج۔ قریب المرگ۔ مایوس العلاج بیمار کا سوانگ نہیں ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ کوئی خوش نصیب صحت ور لڑکی ایسی ہوگی جو اس کڑی ازمائش میں بے بیمار ہوئے رہے۔ پھر ان بیہودہ رسوم کی ترقی دینے والی نالایق عورتیں بیچاری نو عمر لڑکیوں کو عجیب عجیب حکائتیں سُنا کر ان بیہودگیوں کی برداشت کی عادت ڈالتی ہیں۔ کوئی

اور خدا کے محکمہ کو دنیا کے اُن ذلیل محکموں کی سطح پر لانا چاہتے ہیں جہاں قانون کے معنی کی نسبت زیادہ تر اُس کے الفاظ پر بحث ہوتی ہے۔ پس اُس علام الغیوب نیتوں کے جاننے والے کے آگے کیا جواب دوگے جو جانتا ہے کہ سکوت سے سکوت والے کی نیت کیا ہے اور پوچھنے والے کی نیت کیا ہے۔ ہمیں کوئی بتا دے کہ لاکھوں کروڑوں نکاحوں میں جو ہر روز ہوتے ہیں اتنی کیسی مثالیں ہیں جن میں کسی نے یہ بھی کہا ہو کہ مجھے قبول نہیں۔ اگر ایسے سوال کو جس کے جواب میں ہمیشہ ایجاب کی توقع رکھی جاتی ہے۔ اور فی الواقع ایجابی جواب ملتا ہے۔ اور سب جانتے ہیں کہ یہ موقع کسی اور قسم کے جواب کا نہیں اور تمام تیاریاں بیاہ کی اس یقین پر کرلی جاتی ہیں کہ جواب ایجابی ہی دیا جائیگا اگر ایسے سوال کو اختیار سے تعبیر کیا جا سکتا ہے تو یہ لفظ کا بالکل غلط استعمال ہے +

لیکن سب سے سخت مشکل یہ ہے کہ اگر اس قسم کا پورا اختیار عورت کو دے بھی دیا جائے تو وہ بیچاری ایک شخص کو کس طرح اچھا یا بُرا کہہ سکتی ہے جبکہ اُس نے اُس کو دیکھا تک نہیں اُس کی عادات و اطوار سے واقفیت حاصل نہیں کی۔ وہ نہیں جانتی کہ اُس کی خو بو کیسی ہے۔ اور وہ اُس کے ہمراہ کس قسم کا سلوک کریگا۔ پس عورت کو اختیار ملنے کی صورت میں بھی فقط اس مختصر امر کی بنا پر کہ فلاں شخص فلانے شخص کا بیٹا ہے اور اس عمر کا ہے وہ زندگی بھر کے معاملات پیچیدہ کے لئے اُس کو کس طرح منتخب کر سکتی ہے +

اس سے معلوم ہوا کہ نکاح کی خرابی کی اصل بنیاد یہی پردہ خلاف شرع ہے جس کے رو سے فریقین ازدواج کو ایک دوسرے سے علیحدہ رکھ کر جُوے کے طور پر قسمت کے بھروسہ

اليه وحطت الجارية الى هوى امها فابتا حتى ارتفع امرهما الى رسول الله فقال قدامه يا رسول الله ابنة اخي اوصى بها الي فزوجتها ابن عمتها فلم اقصر بها في الصلاح ولا في الكفاءة ولكنها امرأة وانما حطت الى هوى امها۔ قال فقال رسول الله صلعم هي يتيمة ولا تنكح الا باذنها قال فانتزعت والله مني بعد ان ملكتها فزوجوها المغيرة ابن شعبة رواه احمد ودارقطني (نيل الاوطار)

کی بابت اپنے بھائی قدامہ کو اختیار دیا۔ عثمان اور قدامہ دونوں ابن عمر کے ماموں تھے۔ ابن عمر نے قدامہ سے اُس کی بھتیجی کے لئے خواستگاری کی چنانچہ اُس نے اُس لڑکی کا نکاح ابن عمر سے کر دیا۔ اس کے بعد مغیرہ ابن شعبہ لڑکی کی ماں کے پاس گیا۔ اور مال کا لالچ دیا۔ چنانچہ ماں کی رائے پھر گئی اور ماں کے ساتھ لڑکی کی بھی۔ آخر دونو نکاح سے منکر ہو گئے۔ یہ معاملہ رسول اللہ کے پاس پہنچا۔ قدامہ نے کہا کہ یہ لڑکی میری بھتیجی ہے اس کے باپ نے وصیت کی تھی کہ میں اس کا نکاح کر دوں۔ سو میں نے اس کا نکاح اس کے پھوپھی زاد بھائی (ابن عمر) سے کر دیا۔ میں نے اس کی بہتری میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ اور لڑکا اس کا ہم کفو بھی ہے۔ لیکن آخر یہ عورت ہے اور ماں کی طرفدار ہے۔ اس پر رسول اللہ نے فرمایا کہ دیکھو یہ یتیم ہے اس کا نکاح اسی کی خوشی پر ہونا چاہئے۔ ابن عمر کہتے ہیں کہ وہ مجھ سے چھین لی گئی۔ حالانکہ خدا کی قسم وہ پورے طور سے میری ملکیت میں آچکی تھی پھر اُس کا نکاح مغیرہ ابن شعبہ سے کر دیا۔ (نیل الاوطار)

کیسے افسوس کی بات ہے کہ رسم و رواج اور اپنے فرضی ناموس کے قایم رکھنے کے لئے شریعت مصطفوی کو پامال کیا جاتا ہے۔ خدا اور رسول کے ساتھ ٹھٹے اور دغا بازیاں کی جاتی ہیں۔

اختیار لڑکی کو نہیں دیا جاتا تو وہ نکاح شرعی ایجاب وقبول سے خالی رہیگا اور سکوت بمنزلہ رضامندی نہیں سمجھا جائیگا - اور شرعًا وہ نکاح صحیح نہ ہوگا - ایسے نکاح آنحضرت صلعم کے عہد مبارک میں بھی ہوئے اور ناجایز قرار دئے گئے چنانچہ ہم دو مثالیں اس مقام پر لکھتے ہیں - عائشہ

عن عائشة ان فتاة دخلت عليها فقالت ان ابي زوجني ابن اخيه ليرفع بي خسيسته وانا كارهة قالت اجلسي حتى ياتي النبي صلى الله عليه وسلم فجاء رسول الله فاخبرته فارسل الى ابيها فدعاه فجعل الامر اليها فقالت يا رسول الله قد اجزت ما صنع ابي ولكن اردت ان اعلم ان للنساء من الامر شيء	کہتی ہیں کہ میرے پاس ایک نوجوان لڑکی آئی اور کہنے لگی کہ میرے باپ نے اپنے بھتیجے سے میرا نکاح کر دیا ہے حالانکہ میرا دل اُس کو پسند نہ کرتا تھا - حضرت عائشہ بولیں کہ ذرا بیٹھ جا کہ آنحضرت تشریف لے آئیں - چنانچہ آپ تشریف لائے اُس لڑکی نے اپنا قصہ سُنایا - آپ نے اُس کے باپ کو طلب کیا - اور کہا کہ اس نکاح کا قایم رہنا یا نہ رہنا اس لڑکی کی خوشی پر منحصر ہے - لڑکی نے کہا یا رسول اللہ مجھے اپنے باپ کا کیا منظور ہے لیکن میں نے یہ سب کچھ اس واسطے کیا ہے تا کہ سب کو معلوم ہو جائے کہ عورتوں کا حق بھی کوئی شے ہے ❊
عن ابن عمر قال توفي عثمان بن مظعون وترك ابنة له من خولة بنت حكيم واوصى الى اخيه قدامة ابن مظعون قال عبد الله وهما خالاي فخطبت الى قدامة ابنة عثمان فزوجنيها - ودخل مغيرة ابن شعبة يعني الى امها فارغبها في المال فخطبت	ابن عمر کہتے ہیں کہ عثمان ابن مظعون مرگیا اور اُس نے ایک بیٹی چھوڑی اور اُس کے نکاح

او البکارفعند المالکیۃ ان نفرت او بکت او قامت او ظہر منہا ما یدل علی الکراہۃ لم تزوج وفرق بعض الشافعیۃ بین الدمع ان کان حارا دل علی المنع وان کان باردا دل علی الرضا۔ فتح الباری

مثلاً وہ نکاح مجوزہ کے لئے بیٹھنا بھی گوارا نکرے اور وہاں سے اُٹھ کھڑی ہو یا آبدیدہ ہو یا اور کوئی علامت رنجش کی ظاہر کرے تو نکاح نہیں ہوگا۔ لطیفہ۔ خدا مغفرت کرے ہمارے بعض علمائے شافعیہ پر جو اپنی نازک خیالی کا ایک عجیب نمونہ اس مسئلہ میں چھوڑ گئے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اگر لڑکی آبدیدہ ہو تو دیکھنا چاہئے کہ اُس کے آنسو گرم ہیں یا سرد۔ اگر گرم ہوں تو نکاح نہیں کرنا چاہئے اور اگر سرد ہوں تو اس کو علامت رضامندی سمجھنا چاہئے۔ اگر اُس زمانہ میں تھرمامیٹر ہوتے تو اِن دانشمندوں سے کچھ بعید نہ تھا کہ آنسوؤں کی بجائے تھرمامیٹر سے گرمی سردی معلوم کرکے نکاح کے جواز و عدم جواز کا فیصلہ کیا کرتے ۔

کیا عورت کی رضامندی حاصل کرنے کے یہ ہی معنے نہیں ہیں کہ اُسے اس قسم کا اختیار دیا جائے کہ اگر وہ رضامند ہے تو اپنی رضامندی کا اظہار کردے اور اگر نارضامند ہے تو بلاخوف و تامل نارضامندی کا اظہار کردے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ جب اس قسم کا اختیار عورت کو دیا جائیگا تو پوچھنے والے کو اُس کی طرف سے ہاں اور ناں کی یکساں توقع رہیگی۔ لیکن کوئی ہمیں بتادے وہ کون سے ماں باپ ہیں جو اپنی بیٹی سے اظہار رضامندی لینے گئے اور اُن کو اُس کی طرف سے انکار کی بھی اُتنی ہی توقع تھی جتنی ایجاب کی اور وہ اُس کے انکار سے بھی اُسی قدر خوش رہتے جس قدر اُس کے ایجاب سے۔ پس اگر اس قسم کا

ہیں کہ اگر اُن کے سینوں کا کھولنا اور اُن کے مافی الضمیر کا پڑھ لینا ممکن ہو تو وہ سنگسار ہونے کے قابل نکلیں۔ ان تمام خرابیوں کی بنیاد اس امر پر ہے کہ عورت و مرد کو نکاح کے لئے ایک دوسرے کے انتخاب کی آزادی نہیں دی جاتی بلکہ اُن کو اپنی پسند کی بجائے دوسروں کی پسند پر مجبور کیا جاتا ہے جو بالکل خلاف طبع ہے۔ صرف یہی نہیں کہ عورت سے اختیار پسندیدگی شوہر چھین لیا گیا ہے بلکہ حکم شرعی کو جس کے رو سے ایجاب وقبول کا ہونا ضروری ہے لغو سمجھ کر عورت کے منہ سے الفاظ متضمن رضامندی کا باضابطہ طور پر ادا کروانا ہی لغو سمجھا ہے اور احکام فقہ کو ایک مضحکہ بنایا ہے۔ یہ سچ ہے کہ احکام فقہ وحدیث کے رو سے عورت کا سکوت اُس کی رضامندی پر محمول ہوتا ہے۔ مگر اس قاعدہ کی بنیاد صرف عرف عام پر ہے۔ اگر کسی قوم کی نسبت یہ علانیہ معلوم ہو کہ اُن میں سکوت علامت نارضامندی ہے تو وہاں یہ قاعدہ نہیں چل سکتا۔ علیٰ ہذا القیاس جہاں لڑکی کے وارثوں اور اقربا کو یقین ہو کہ یہ سکوت محض بوجہ فرط حیا ہے اور اگر لڑکی کو رشتہ مجوزہ منظور نہ بھی ہو تب بھی وہ بوجہ حیا ہرگز اظہار نارضامندی نہیں کرنے کی یعنے جن مواقع میں سکوت قبولیت و انکار ہر دو پر محمول ہو سکتا ہو اُن حالات میں سکوت کو بلا کسی وجہ کے خاص رضامندی کی علامت قرار دے لینا شریعت کے ساتھ بے ادبی و گستاخی کرنا ہے۔ اس رائے میں ہم منفرد نہیں رہے ہیں بلکہ اپنے بھائی مالکیوں کو اس مسئلہ میں اپنا ہم خیال پاتے ہیں جیسا کہ فتح الباری میں لکھا ہے کہ جب لڑکی

چپ ہو جائے اور چپ ہونے کے ساتھ کوئی قرینہ ایسا پایا جائے جس سے لڑکی کی ناراضگی ظاہر ہو	اختلفوا فیما اذا لم تتکلم بل ظہرت منہا قرینۃ السخط او الرضا بالتبسم مثلاً

اس بات کے کہ اتفاقاً و طبعاً عورات کو اپنے شوہروں کے انتخاب کا ویسا ہی اختیار ملنا
چاہئے جیسا مردوں کو۔ اگر عورات کو یہ اختیار نہ دیا جائے تو اِس کا اثر بھی مردوں پر ہی منعکس ہوتا
ہے اور نہایت اہم غرض جو نکاح سے تھی یعنے حصول عفت و پاکیزگیِ نفس وہ فوت ہوجاتی
ہے۔ اگر بیوی اپنی محبت صرف روٹی ٹکڑا کھلا دینے گھر بار کا عمدہ ترین بندوبست کرنے اور
درد میں ہمدردی کرنے پر محدود رکھتی ہے اور اُس میں محبت و اُلفت کی وہ ادائیں نہیں جو شوہروں
کے دل کو اپنے میں اس طرح جذب کرلیں کہ وہ کسی اور جگہ بھٹکتا نہ پھرے اور اُن میں وہ اندازِ
محبوبیت نہیں پایا جاتا جسے درحقیقت مرد کا عمر بھر کے لئے عورت کے لئے مخصوص ہوجانا
اور عورت کا مرد کے لئے مخصوص ہوجانا ممکن ہو جو اصل مقصد و معنی نکاح ہے تو وہ نکاح
نہ صرف فضول ہے بلکہ گناہ ہے کیونکہ غیر نکاح کی حالت میں صرف ایک بدکاری کا گناہ ہوتا
اور نکاح کی حالت میں بدکاری کے گناہ کے سوا سخت بے ایمانی کا جو عورت کی حق تلفی سے
مراد ہے علیحدہ گناہ ہے۔ اسی واسطے شارع علیہ السلام نے بدکاری کی سزا جو غیر حالت
نکاح میں عمل میں آئے سو تازیانہ مقرر کی ہے لیکن اگر نکاح کرکے یعنے اپنے تئیں ایک
عورت کے لئے مخصوص کرنے کا معاہدہ کرکے پھر بدکاری کرے تو وہ پاجی بدکار خداوند تعالےٰ
کی نظر میں اس قابل نہیں رہتا کہ دنیا میں رہے بلکہ اُس کو فوراً سنگسار کرنا واجب ہے۔
مجھے اس امر کے کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں کہ بڑے بڑے جبہ اور عمامے پہننے والے۔ اور
بہت سے تہذیب کے مدعی جو اعلےٰ تعلیم پانے کا فخر حاصل کئے ہوئے ہیں اس قابل
اعتراض بلکہ قابل نفرین طریق نکاح کی بدولت ایسی پلیدی اخلاق میں ڈوبے ہوئے

ہمراہ سیدھے منہ سے بولیں۔ وہ نہیں چاہتیں کہ اپنی پسند کے اختیار کو استعمال میں لاکر شوہروں پر نکتہ چینی کریں۔ لیکن خواہ وہ کیسی ہی تابعداری و اطاعت وخدمتگزاری کیوں نہ کریں دلی رغبت اور محبت اختیاری امر نہیں ہے۔ پس جو لوگ عورتوں کا قدرتی اختیار چھیننا اور اُن کی ظاہری اطاعت و فرمانبرداری وغمخواری کو محبت پر محمول کرنا پسند کرتے ہیں اُن کو یاد رہے کہ اس زبردستی کا لازمی نتیجہ خود اُن کے حق میں مفید نہ ہوگا یعنے وہ سچا اُنس وخلوص اور وہ مقام محبت کا جسے ایک روح اور دو جسم ہوجانے سے تعبیر کرتے ہیں کبھی نصیب نہ ہوگا اور وہ اُس حقیقی نکاح کا جو خدا تعالیٰ کو اپنے بندوں میں منظور ہے ہرگز حظ ولطف نہ اُٹھا سکینگے۔

ہزاروں شریف نوجوان ملینگے جن کی بیبیاں نہایت حسین اور تعلیم یافتہ اور سلیقہ مند ہیں اور اپنے شوہروں کی اطاعت اور فرمانبرداری اور انتظام خانہ داری سب کچھ کمال خوش سلیقگی سے کرتی ہیں مگر ہم اُن نوجوانوں کو آوارہ اور فسق وفجور میں مبتلا پاتے ہیں۔ اس کی وجہ بجز اس کے اور کچھ نہیں ہوتی کہ تعلیم اور تربیت اور نیک صحبت نے جو کچھ فرایض زوجیت لڑکیوں کو سکھائے اُن سب پر وہ لڑکیاں پورا عمل کرتی ہیں جتنے اختیاری امور ہیں اُن میں وہ اپنے شوہروں پر ملال نہیں آنے دیتیں مگر سچا اخلاص اور پیار جس سے وہ حالت پیدا ہوتی ہے کہ من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی اُس پر تعلیم وتربیت کی حکومت نہیں۔ وہ سچا پیار و اخلاص کرنا چاہتی ہیں مگر نہیں کرسکتیں کہ وہ اُن کی طاقت سے خارج ہے۔ پس وہ نوجوان ان تمام ظاہری خوشیوں میں ایک ایسی شے کی افسوسناک کمی پاتا ہے جس کو بے اختیار اُس کا دل ڈھونڈتا ہے اور وہ نہیں ملتی پس قطع نظر

بچپن کی ضد سمجھتے تھے گوارا کیا - آخر وہ حرماں نصیب جس کو یہ بھی مشکل پیش آئی ہے کہ وہ ازدواج ثانی کو مشروط بعدل سمجھتا اور اس شرط کا ایفاء ناممکن جانتا ہے سخت یاس وحسرت میں گرفتار اور رنج ومحن میں مبتلا ہے نہ یارائے شکیبائی نہ طریق رہائی یاس وحسرت کے اشعار پڑھنا - سرد آہیں بھرنا - ہروقت غمگین اور اوداس رہنا - عمر بھر کے لئے امید کی خوشی سے محروم ہوجانا نوجوانی میں کیسی آفت ہے - بیٹے کو دولھن سے ناخوش دیکھ کر ماں باپ کا دن رات دل جلتا ہے - مگر یہ جگرخراش رنج اور لاعلاج خرابیاں دوسرے ماں باپوں کو کچھ عبرت نہیں دیتیں اور نکاح کے طریق میں کوئی اصلاح عمل میں نہیں آتی - وہ مظلوم غمزدہ لڑکیاں جن کو ماں باپ نے دنیا کے کتے بن کر چند روزہ دنیا کی نعمت کے لالچ سے گھر سے دھکیل دیا - جن کے شوہروں نے اس نالایقی کے قصور میں کہ ان کے ماں باپ نے شرع کی صریحًا مخالفت کرکے ان کی سچی رضامندی حاصل کرنے کے بغیر ان کا نکاح کردیا کبھی آنکھ اُٹھا کر اُن لڑکیوں کو نہیں دیکھا - جن کی ساری عمر اپنی قسمت پر رونے اور اپنی بدقسمتی سے اپنے ماں باپ کو رولانے میں گذری دوسرے ماں باپوں کو کچھ سبق نہیں دیتیں غلطی پر غلطی کی جاتی ہے - اور لڑکیوں کو جان بوجھ کر جان سے مارا جاتا ہے*

یہاں تک ہم نے جو کچھ کہا وہ اُن خرابیوں کی نسبت تھا جو نکاح میں شوہر کی پوری پوری آزادانہ رضامندی حاصل نہ کرنے سے پیدا ہوتی ہیں مگر اسی قدر اس کے مقابل میں وہ خرابیاں ہیں جو نکاح میں عورت کی پوری پوری آزادانہ رضامندی حاصل نہ کرنے سے پیدا ہو سکتی ہیں - مگر عورات کے حقوق ہمارے ملک میں ایسے دبائے گئے ہیں کہ اُن کو خود اپنے حقوق کا دعوے بلکہ خیال تک کرنے کی جرأت نہیں رہی - عورتیں اپنے تئیں نہایت خوش قسمت جانتی ہیں اگر شوہر اُن کے

کر سکے۔ نہ اس قدر مقدور کہ پہلی بیوی کا مہر ادا کر کے اُس سے مخلصی پائے غرض درویش بجانِ درویش عجب بلا میں مبتلا ہے۔ وہ مظلوم لڑکی نہ بیوی ہے نہ مطلقہ بلکہ معلقہ۔ اور وہ بے گناہ سوچتی ہے اور خدا کے آگے رو رو کر التجا کرتی ہے کہ یا الٰہی میرا اس معاملہ میں کیا قصور ہے۔ آرسی مصحف کے سوا میرے شوہر نے میری شکل نہیں دیکھی کہ میں اُس کی خدمت کرتی۔ مجھے کبھی اپنے شوہر کے پاس لحظہ بھر بیٹھنے کی اجازت نہیں ملی کہ میں اپنے سب کیے اور نامعلوم تقصیروں کی معافی مانگتی۔ اے مقلب القلوب تو میرے شوہر کا دل نرم کر کہ وہ مجھ غمزدہ اور ستم رسیدہ کو اپنی ادنےٰ ترین باندی سمجھ کر موقع خدمتگزاری کا دیں۔ میں نہیں جانتا جن عقل کے اندھے والدین نے اپنی بیٹی کی زشت روئی چھپانے میں کوشش کی اور جہاں تک ہو سکا اُس کو حسین و قبول صورت ظاہر کرنا چاہا اُن کو اپنی لخت جگر کے ایسے نکاح سے کیا خوشی حاصل ہوئی ہوگی۔ اسی طرح جن کوتاہ اندیشوں اور نالائقوں نے دولھا کو خلاف مرضی پھُسلا بہلا کر جال میں ایک مرتبہ پھنسانا کافی سمجھا وہ خود اپنے جگر گوشہ کی تلخکامی اور بہو کی ناشاد زندگانی سے کیا دلشاد ہوتے ہونگے۔

میرے ایک اور بدنصیب نوجوان دوست ہیں جنھیں خدا نے اپنے فضل سے علم دولت صحت ناموری خاندانی پاکیزگی خیالات ہردلعزیزی سب کچھ عنایت کیا۔ مگر عمر بھر کا رفیق دل پسند نہ ملا۔ گو اُس بدنصیب جوان نے بے شرم ہو کر اپنی دل پسند جگہ بھی بتلادی مگر سُنتے ہیں کہ وہ ہڈی کے امتحان میں پوری نہ نکلنے کی وجہ سے اور اُس کے ہمراہ بہت بیش بہا جہیز آنے کی امید نہ ہونے سے خاندان کے بڑے بوڑھوں نے کپڑوں کے چمکیلے جوڑوں اور گراں بہا طلائی زیوروں کے مقابلہ میں اپنے نور دیدہ کی دلشکنی کو جس کو وہ اپنی خوش فہمی سے لحظہ بھر کی ناخوشی اور

قرار پاگیا ہے +

مجھے ایک شریف خاندان کے نکاح میں شامل ہونے کا اتفاق ہوا۔ بارات لڑکی والوں کے ہاں جا پہنچی تھی۔ نکاح کا وقت آگیا تھا۔ قاضی کی آمد کا انتظار تھا کہ کسی خبر کرنے والے نے دولھا کو خبر لا کر دی کہ وہ لڑکی جس کو تم تمام دنیا میں سے اپنے واسطے عمر بھر کے لئے مونس غمخوار منتخب کرنا چاہتے ہو وہ محض ناخواندہ اور چیچک رو اور ایک آنکھ سے کانی ہے۔ دولھا نے تمام عمر کی تکلیف میں پڑنے اور اُس کی تلخیاں چکھنے کی نسبت اس وقت کی لحظہ بھر کی بے شرمی کی ذلت کو گوارا کر کے عزم مصمم کر لیا کہ میں اس کانی دولھن کو منظور نہ کرونگا۔ بڑے بوڑھے لوگوں کو جنھوں نے بڑی چھان بین سے اچھی ہڈی کی دولھن چھانٹی تھی سخت تشویش پیدا ہوئی۔ آخرش اپنے اپنے خیالات کے بموجب دولھا کی دلجوئی کرنی شروع کی۔ کسی نے کہا بھائی تم ابھی بچے ہو۔ بیوی کی شکل صورت نہیں دیکھتے۔ بیوی کی سیرۃ دیکھنی چاہئے۔ کسی نے کہا میاں لڑکے کیسے غضب کی بات ہے کہ تم کنوارے ہو کر بیاہ کے معاملہ میں اپنی زبان سے بولتے ہو۔ ایک اور بولے ارے میاں یہ کون مشکل کی بات ہے۔ ماں باپ کی اطاعت فرض ہے۔ اگر تم کو یہ بیوی پسند نہ آئی تو اپنے پسند کی اور کر لینا۔ جو خدا نے مقدور دیا تو دو کر لینا۔ تین کر لینا۔ چار کر لینا۔ ان سے بھی ہوس پوری نہ ہوئی تو طلاق دے کر ان کو ادل بدل کرتے رہنا۔ ہم ذمہ وار بنتے ہیں کہ جیسی خوبصورت بی بی چاہو گے ہم تم کو ڈھونڈ دینگے۔ غرض وہ بیچارہ دم میں آگیا اور قاضی کے آگے جا بیٹھا۔ اور قبول کیا کا بول مُنہ سے نکلنا تھا کہ عمر بھر کے لئے لاعلاج روگ لگ گیا۔ سمجھانے والے پلاؤ زردہ کھا کے چلے گئے۔ اب اُس بیچارہ میں نہ اس قدر استطاعت ہے کہ دوسرا نکاح

صلاح کی کہ قرضہ کی ادائگی کی یہ ہی سبیل ہے کہ معافی قرضہ شرط نکاح ٹھیرائی جائے - ادھر لڑکا بدحال ہو رہا تھا اور اُدھر لڑکی رو رو کر ہلاک ہوئی جاتی تھی - ڈاکٹروں نے کہہ دیا کہ اس کو سل ہوگیا ہے مگر ماں باپ کا دل بھی پتھر کی سل بن گیا - اور سب نے عزم کر لیا کہ خواہ یہ بڈھی ہو جائے مگر اس کا نکاح اِس لڑکے سے نہیں ہونے دینگے تاوقتیکہ ہمارا قرضہ معاف نہ ہو - کوئی اُس کو کہتا تھا کہ نکاح کی تجھے کیا ضرورت ہے کیا تیرا روٹی ٹکڑا ہمیں بھاری ہے - کوئی کہتا تھا کہ مصلے پر بیٹھی اللہ کو یاد کیا کرو - کوئی کہتا تھا کہ ہم تجھ کو مکہ حج کے واسطے لے جائینگے وہاں اللہ کی یاد میں عمر تیر کر دینا - اور اُس پر گذرتا تھا جو گذرتا تھا - مگر آفرین ہے اُس پاک نہاد نوجوان پر بھی - کہتے ہیں کہ اُس نے قرضہ کا بوجھ اپنے ذمہ لیا اور گُل و بلبل کا عقد ہوا ۰

غرض نکاح کے جو اصلی اغراض و مقاصد تھے وہ لوگوں کے دلوں سے مِٹ گئے اور ان کی جگہ لوگوں کے دلوں میں چھوٹے اصول اور کمینہ خواہشیں متمکن ہوگئی ہیں - اس لئے اُن اغراض و مقاصد کی تکمیل کے جو طریقے تھے اُن کی پیروی کی بھی کچھ ضرورت نہ رہی اور لوگ نکاح کے باب میں بالکل غلط راہوں پر پڑ گئے اور گمراہ ہو گئے اور اس گمراہی سے جو خرابیاں پیدا ہونی ضرور تھیں وہ پیدا ہو رہی ہیں - ہر ایک گھر میں نااتفاقی اور بغض اور لڑائی جھگڑے کا بیج بو یا گیا ہے جو اپنا قدرتی پھل لا رہا ہے اور لائیگا - ان جھگڑوں سے ہزاروں شریفوں کے گھرانے جو حقیقی راحت و شادمانی کی تصویر ہوتے اور بے انتہا محبت و خوشی کے مرجع بنتے بدترین کدورتوں اور دل آزاریوں کے نمونے ٹھیرے ہیں - اور اِن گھرانوں کو رات دن وہ بے لطفیاں اور ناچاقیاں گھیرے رہتی ہیں کہ نکاح تمام خاندانی فسادوں کی جڑ اور تمام تنازعات کی اصل

اسی طرح بعض اوقات لڑکی کے ماں باپ کی بھی غرض نہایت کمینہ ہوتی ہے ✦

ایک غریب مفلوک الحال خاندان نے اپنی لڑکی نہایت آسودہ حال و متمول خاندان میں اس غرض سے بیاہی کہ اُس کے ذریعے سے ہم امیر ہو جائیں۔ اس کا انتظام انہوں نے اس طرح کیا کہ مہر کی تعداد زیادہ قرار دی اور اپنی کوشش اس میں مبذول رکھی کہ لڑکی اپنے شوہر کی اس قدر تابعدار اور فرمانبردار اور گرویدہ نہ ہو جائے کہ جو وہ کہے وہ ہی کرے۔ اس سے مقصود یہ تھا کہ اُن کی لڑکی اپنا مہر معاف نہ کرے۔ اس کے بعد یہ منصوبہ باندھا کہ دو صورت میں سے ایک صورت ہونی ضرور ہے۔ یا شوہر پہلے مریگا۔ یا بی بی۔ اگر شوہر پہلے مرا تو وہ بیٹی سے مہر کا دعوے کر کے دولت بے شمار حاصل کرینگے۔ اور اگر وہ خود پہلے مر گئی تو شوہر سے ترکہ دختری کے دعوے دار ہونگے ✦

لالچی ماں باپ کی بدنصیبی سے لڑکی کو اپنے شوہر میں کوئی عیب نظر نہ آیا اور میاں بیوی میں اس قدر محبت بڑھ گئی کہ اُس نے نہایت خوشی سے مہر معاف کر دیا۔ کہتے ہیں کہ ماں باپ اُس بدنصیب لڑکی سے [redacted] قدر آزردہ ہوئے کہ نہ موت کے وقت اُس سے ملنے آئے اور نہ جنازہ میں شریک ہوئے اور نہ ماں نے اپنی لڑکی کا دودھ بخشا ✦

ایک مقروض خاندان کا ذکر ہے جس کے ذمہ بہت سا قرضہ ایک اور خاندان کا تھا۔ مقروض خاندان کی ایک لڑکی کا رشتہ دوسرے خاندان میں ہوا۔ ایام نسبت میں لڑکی کے رشتہ داروں پر یہ بات کھل گئی کہ لڑکی اور لڑکے میں بے حد محبت ہے خصوصاً لڑکے کو اس قدر فریفتگی ہے کہ شاید اُس لڑکی کے بغیر جان ہلاک کر دے۔ اس لئے سب بیدردوں نے

ہیں کہ اُن کے نزدیک عورت کا لنگڑی - اندھی - کانڑی - اپاہج - زشت رو - بدسیرۃ ہونا اُس کے شریف النسب ہونے کی خوبیوں کے آگے ہیچ ہے - بعض حسن پرست اس میں ترمیم کرکے یہ کہتے ہیں کہ آنکھیں اور دل لحظہ بھر کے لئے کسبیوں سے بھی خوش کیا جاسکتا ہے مگر بی بی کہلانے کے لئے کوئی شریف النسب عورت ہی گھر میں ہونی چاہئے ۔

ایک قصہ ہمیں ہمیشہ یاد رہیگا - کسی نے ہمارے آگے اپنی بی بی کی بہت تعریف کی اور خدا کا بہت شکر ادا کیا کہ ایسی بی بی اُس کو عطا فرمائی - ہمیں اُس کی بی بی کے اوصاف سُننے کا شوق ہوا - اُس نے کہا کہ بس وصف کیا بیان کروں - خدا جانے آپ کی کیا رائے ہے - مگر میری رائے میں تو اُس میں ایک وصف تمام جہان کی نعمتوں سے بڑھ کر ہے - میں نے کہا کہ آخر فرمائیے تو سہی - اُس نے کہا کہ شاید آپ یوں ہی ہنسی میں اُڑائیں میں ہرگز بیان نہ کرونگا - مجھے اِس بات کی کچھ پروا نہیں کہ اُس وصف کی کوئی اور شخص بھی داد دے - غرض جب ہم نے بہت اصرار کیا تو یہ معلوم ہوا کہ اُن کی بی بی دونو آنکھوں سے اندھی ہے - اور باوجود اندھی ہونے کے روٹی وغیرہ کا کام اچھی طرح انجام دے لیتی ہے - انہوں نے ہمیں ایک ضرب المثل سُنائی جو اس وقت ہمیں یاد نہیں رہی اُس کا مطلب یہ تھا کہ عورت ایسی زشت رو کرنی چاہئے جس کی طرف کسی کو رغبت نہ ہو - اور اندھی ہونے سے اس بات پر خوش تھے کہ اُن کو اس امر کا اطمینان ہے کہ وہ کوٹھے پر کھڑے ہوکر یا ڈیوڑھی کے پردہ میں سے یا اور کسی روزن وغیرہ میں سے مردوں کو دیکھ نہیں سکتی جس سے خواہ مخواہ وہم پیدا ہوں ۔

جس طرح نکاح سے نکاح کرنے والوں یعنے شوہروں کی بعض اوقات کینہ غرضیں ہوتی ہیں

ہے کہ بیوی کے پسند اور منتخب کرنے کی زحمت اُٹھائیں۔ نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے کہ ناموافقت مزاج ہونے کی وجہ سے جو اس قسم کے نکاحوں کو بالطبع لازم غیر منفک ہے تمام عمر عذاب میں گذرتی ہے اور اصلی شرعی نکاح سے جس قدر برکتیں اور راحتیں پیدا ہوتی ہیں اُتنی ہی ان نکاحوں سے رنجشیں اور خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اور آخر کار بجز اس کے کوئی چارہ نہیں پاتے کہ اُس شادی کو جو ماں باپ نے کرائی تھی کالعدم سمجھ کر کسی اور عورت کو جو خوش صورت و خوش سیرت ہو رفیق بنائیں۔ مگر قوم کی حالت و دستور اجازت نہیں دیتا کہ اپنا اختیار و پسندیدگی پورے طور پر کام میں آسکے۔ ہرچند رسول خدا صلعم کا حکم موجود ہے کہ نکاح کرنے سے پہلے دیکھ لو مبادا اُن میں کوئی عیب یا ایسا امر ہو جو بعد نکاح موجب ناموافقت ہو مگر کون خدا اور کس کا رسول۔ یہاں فرضی ناموس ناموس اکبر سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ لاچار شرفا کے بچے بجز کسبیوں کے اور کسی کو نہیں پاتے جو اس حکم رسول خدا صلعم کا استعمال اپنے پر ہونے دیں۔ لاچار وہ کسبیوں کو گھر میں ڈالتے اور شریف خاندانوں کو بدنام کرتے اور اپنے بڑوں کی عزت کو جو ضرور ڈوبنی چاہیے تھی ڈبوتے ہیں ⁂

ایک اور اصول نکاح کا ہے جس سے گو اس قدر دنائت نفس ظاہر نہیں ہوتی جس قدر اصول مذکورۂ بالا سے مگر بدنتائج پیدا کرنے میں دیگر اصول سے کچھ کم نہیں میری مراد اُس اصول سے ہے جو ہڈی کے اچھا بُرا ہونے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ عورت کی صورت شکل کا کیا دیکھنا۔ عورت کی صفت یہ ہے کہ ہڈی کی اچھی ہو۔ ہڈی سے واقعی جسم کی استخوان مراد نہیں ہیں بلکہ شرافت نسبی سے کنایہ ہے۔ بعض لوگ تو اس شرافت نسبی پر اس قدر شیدا اور دلدادہ

جو شوہر و زوجہ کا روحانی تعلق پیدا کرتا ہے محض بے خبر ہوتے ہیں اُن کا منتہائے خوشی اس سے بڑھکر اور کیا ہو سکتا ہے کہ جب وہ مارے تھکے بھوکے پیاسے شام کو محنت مزدوری کر کے آئیں تو اُن کو اپنا غریبانہ کھانا گرم گرم تیار ملے۔ کھانا کھاکر اور پانی پی کر لیٹ جائیں اور ایک شخص دلسوزی و محبت سے اُن کی مٹھی چاپی کرے اور اُن کو آرام سے سُلا دے۔ اور اس آرام کے بدلے وہ صرف روکھی سوکھی روٹی اور پھٹے پرانے کپڑے لینے پر قناعت کرے بلکہ اپنے اس خرچ کی قیمت سے زیادہ محنت کر کے۔ چرخہ کات کر۔ چکی پیس کر۔ سلائی کے کپڑے سی کر اور طرح طرح کی مزدوری کر کر بال بچوں کی پرورش کرے۔ یہ ایسے غریب طبقہ کے شوہروں کا اصول ہے کہ اس طبقہ کی عورت اپنے ماں باپ کے گھر میں بھی اس آرام سے زیادہ نہیں پا سکتی جو اُس کو اپنے شوہر سے ملتا ہے۔ پس اس طبقہ کے لوگوں میں نکاح کا یہ اصول اور میاں بی بی کا یہ سلوک اُن کی حالت کے لحاظ سے کچھ چنداں قابل شکایت نہیں ہے

درحقیقت نکاح کا یہ اصول کہ روٹی ٹکڑے کا آرام ہو جائے ایک فرع ہے اُس عام غلط اصول کی کہ عورت مرد کے آرام کے لئے ہے۔ اسی وجہ سے باپ بیٹیوں کو خدمتگار سمجھتا ہے۔ بھائی بہنوں کو خدمتگار جانتا ہے اور میاں بی بی کو باندی بنا کر رکھتا ہے۔ اور اس اصول کی بنیاد ہے خودغرضی اور طمع کیونکہ بحالت مساوات حقوق زن و مرد اخراجات خانگی المضاعف ہو جاتے ہیں۔ کبھی کبھی یہ اصول اپنی اصلی صورت میں نمایاں ہوتا ہے جبکہ بعضے لوگ ایسے امیر شخص کی بیٹی سے شادی کرنے کے خواہش مند ہوتے ہیں جو اولاد نرینہ نہ رکھتا ہو کہ بی بی کی بدولت مال کے وارث بنیں۔ پس جب جورو کی کمائی کھانا نکاح کا اصول ٹھہرا تو ایسے اصول پر چلنے والوں کو کیا ضرورت

عموماً لوگ واقف ہو گئے ہیں اس لئے اس امر پر زیادہ زور دینا غیر ضروری ہے۔ لیکن جو نکاح عموماً زمانہ بلوغت یا اس سے بھی بعد عمل میں آتے ہیں اُن کے پسندیدہ ہونے میں شاید بہت کم لوگوں کو کلام ہوگا۔ مگر ہم ان نکاحوں کو بھی سخت قابل اعتراض سمجھتے ہیں۔ جہاں تک ہمارا تجربہ ہے کسی صورت میں لڑکی کو تو اپنے لئے شوہر کے پسند کرنے یا اس باب میں کچھ ضعیف سی بھی رائے دینے کا اختیار ہوتا ہی نہیں الا یہ سمجھنا بھی کہ لڑکوں کو ایسا اختیار حاصل ہوتا ہے صریح غلطی ہے۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ بزرگوں کا بزرگانہ دباؤ اور عزیز و اقربا کا زبردست لحاظ اور دوستوں کی پاس خاطر ان سب امور کا مجتمع قوی اثر بیچارہ لڑکے پر ڈال کر اس سے شرما شرمی کسی نہ کسی طرح اظہار پسندیدگی کروا لیتے ہیں۔ مگر آیا یہ اُن کی دلی اور حقیقی پسندیدگی ہوتی ہے اُن کی متاہلانہ زندگی کے طریق عمل سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے ◆

لیکن کیا امر ہے جو والدین کو اُس قسم کے نکاح سے جو درحقیقت مفید صحت و اخلاق اور مطابق شریعت ہے منحرف کر کے ایسے قسم کے ازدواج کی ترغیب دیتا ہے جس سے فریقین ازدواج کی صحت بالکل برباد اور اُن کے اخلاق مذموم اور بقیۃ العمر سخت تلخی اور بدمزگی میں بسر ہوتی ہے۔ یہ موجب ترغیب کوئی انوکھی چیز نہیں ہے۔ بلکہ وہ ہی چیز ہے جو دُنیا کی تمام خرابیوں کی جڑ اور ہر فساد کی بنیاد اور ہر فتنہ کا باعث ہوتا ہے یعنی طمع زر۔ یہ طمع جو تمام خواہشوں کا اصلی مرکز ہے مختلف اصول کے پیرایہ میں ظاہر ہوتا ہے۔ کوئی شادی کرنے کا یہ اصول قرار دیتے ہیں کہ روٹی ٹکرہ کا آرام ہو جائے۔ یہ اصول عموماً غریب محتاج لوگوں یا اشخاص اہل حرفہ کا ہے جن کو اپنے ہاتھ سے ہانڈی ڈوئی کرنی پڑتی ہے۔ تعلیم و اخلاق اور اس اعلےٰ درجہ کی خوشی سے

دلی رغبت نہ ہو۔ اس حد عمر کو عرف شرع میں بلوغ اور اس آزادی کو ایجاب وقبول سے تعبیر کرتے ہیں۔ اب دیکھنا چاہئے کہ اہل اسلام ہندوستان میں جو نکاح عمل میں آتے ہیں اُن سے یہ اصلی اغراض نکاح حاصل ہوتی ہیں یا نہیں۔

نسبت امر اوّل ہم اہل اسلام ہندوستان کی حالت نہایت قابل افسوس پاتے ہیں۔ صرف یہ ہی نہیں کہ انہوں نے کوئی عام حد عمر نکاح مقرر نہیں کی یا بہت صغر سنی میں نکاح کیا جاتا ہے بلکہ دودھ پیتے بچوں اور کبھی کبھی بن پیدا ہوئے بچوں کا جو ابھی پیٹ میں جنین ہوتے ہیں رشتہ ہوجاتا ہے جو نکاح سے بھی زیادہ موکد اور ناقابل التنسیخ ہوتا ہے۔ اس قسم کے ازدواج سے صرف یہ ہی نقصان نہیں ہوتا کہ فریقین ازدواج اُس خوش معاشرتی سے جو خوشی کے انتخاب وپسندیدگی کا نتیجہ ہے محروم رہ کر ناموافقت وباہمی کدورت کی تلخی تمام عمر چکھتے ہیں بلکہ اُس زبردستی کے رشتہ کے ہوجانے کے بعد نکاح بھی ایسی صغر سنی میں ہوجاتا ہے کہ اُس وقت تک لڑکے اور لڑکی کے اعضاء کا نشو ونما اس رشتہ کے قابل نہیں ہوتا۔ اس لئے جو بچے بچپن میں ہی شوہر وزوجہ اور چند روز بعد باپ اور ماں بن جاتے ہیں اُن کی صحت کو ایسے سخت صدمے اُٹھانے پڑتے ہیں کہ پھر کسی قسم کی تدبیر یا علاج سے تمام عمر اُس کی تلافی نہیں ہوسکتی۔

جن شرائط پر دوسرے مقصد کا حصول ہے وہ بھی نکاح مروجہ میں کلی طور پر مفقود ہوتی ہیں اوّل تو شوہر کو زوجہ کے پسند کرنے کا اختیار ہی نہیں ہوتا اور اگر ہوتا بھی ہے تو دس بارہ برس کا بچہ کیا جان سکتا ہے کہ میں کس قسم کا اور کتنی مدت کے لئے معاہدہ کرتا ہوں اور اُس کا کیا اثر میری کل زندگی پر ہوگا۔ لیکن اس قدر صغر سنی میں نکاح ہونا ایسا صریحاً مذموم امر ہے کہ اُس کی مذمت سے

کسی عورت کو اس طرح دوام کے لئے علے الاعلان مخصوص کرنا عرف شرع میں نکاح کہلاتا ہے۔
مرد اور عورت میں حقیقی اُنس و شفقت کا ہونا اور باہم ایک دوسرے کا غمخوار و غمگسار بننا اصلی
مقصد نکاح یعنے حفظ نوع انسان کی تکمیل کے لئے اس قدر ضروری ہے کہ وہ بجائے لوازم مقصد
اصلی متصور ہونے کے بمنزلہ ایک جداگانہ مقصد نکاح کے سمجھا جاتا ہے۔ پس اس طرح پر نکاح کے
گویا دو مقصد ہوتے ہیں۔ ایک بقائے نسلِ انسان۔ دوم زندگی بھر کے لئے ایک مونس شفیق و
ہمدرد مخلص منتخب کر لینا۔ اور نکاح کا کامل یا ناقص ہونا اسی امر پر موقوف ہے کہ جو نکاح کے
اصلی اغراض ہیں وہ کس حد تک پورے ہوتے ہیں۔ اس لئے نکاح کے کامل اور مفید ہونے
کے لئے ضرور ہے کہ وہ سب شرایط جن سے اغراض نکاح کا حصول باحسن الوجوہ ہوتا ہو پورے
کئے جائیں۔ جس قدر ان شرایط کے پورا ہونے میں کوتاہی ہوگی اُسی قدر نقص نکاح میں باقی رہیگا۔
پہلے مقصد کے حصول کے لئے فریقین ازدواج کی صحت کا عمدہ ہونا اور ایک خاص حد عمر کو
پہنچ جانا ضروری ہے کیونکہ ایسے فریقین ازدواج کی اولاد جن کے قویٰ جسمانی اپنے پورے درجہ
نشو و نما تک نہیں پہنچے بجائے اس کے کہ موجب بقائے نسلِ انسان ہو بوجہ نسل ناقص ہونے کے
موجب فنائے نسل انسان ہوتی ہے۔ دوسرے مقصد کے حصول کے لئے بھی فریقین ازدواج
کا ایسی عمر کو پہنچ جانا ضرور ہے کہ وہ اس دوامی معاہدہ کی وقعت اور اُس کے فرایض کی جوابدہی
اور اُس کے اہم نتائج کو سمجھ سکتے ہوں اور اُن کے اس انتخاب میں بجز مشورہ مشفقانہ اور نصیحت
بزرگانہ کے کوئی ایسا امر وقوع میں نہیں آنا چاہئے جو اُن کی آزادی رائے کو دبا کر جبراً ایسا
تعلق پیدا کرنے کی طرف مائل کرے جو حقیقت میں اُن کو ناپسند ہو یا جس کی طرف اُن کو پوری

(۴) ساس اور ساس کی بہنوں کا پردہ داماد سے نہیں ہونا چاہئے۔

(۵) سالی کا پردہ بہنوئی سے نہیں ہونا چاہئے۔

نکاح

جبکہ عورتوں کے حقوق کا مردوں کے حقوق کے برابر ہونا اور اُن کی تعلیم کی ضرورت اور احکام پردہ کا بیان ہو چکا تو مناسب ہے کہ اب ہم نکاح کے متعلق چند ضروری امور بیان کریں۔

نکاح مرد اور عورت کی زندگی میں ایک بڑا بھاری انقلاب ہے اور متاہلانہ زندگی بالکل ایک عجیب نئی قسم کی زندگی ہے جس کی نسبت کسی طرح کا قیاس اس قسم کی زندگی کا تجربہ کئے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ عورت اور مرد کے پیدا ہونے کی جو علت غائی ہے اُس کا حصول نکاح سے ہوتا ہے۔ سب جانتے ہیں کہ وہ علت غائی حفظِ نوع ہے۔ انسان کے سوا جس قدر اَور حیوانات ہیں اُن میں بھی نر اور مادہ کا پیدا کیا جانا بقاءِ نسل کے لئے ہے مگر اُن میں اور انسان میں جس کو عقل و تمیز سے مشرف کیا گیا ہے ایک یہ فرق عظیم ہے کہ دیگر حیوانات کے بچے پیدا ہو کر ایسے بے بس اور والدین کی مدد کے محتاج نہیں ہوتے جس قدر انسان کا بچہ ہوتا ہے۔ انسان کا بچہ کئی سال کے عرصہ تک والدین کی پرورش کا محتاج اور محض بے بس اور اَور حیوانات سے بھی کم عقل ہوتا ہے۔ انسان کے بچہ کی پرورش محال ہوتی اگر نوعِ انسان میں سے ہر ایک مرد کسی نہ کسی عورت کو مدت العمر کے لئے اپنے لئے مخصوص نہ کر لیتا اور نیز تا وقتیکہ وہ مخصوص کردہ شدہ عورت اُس مرد کے لئے حقیقی غمخوار اور مونسِ غمگسار اور شریک غم و راحت نہ بن جاتی کسی مرد کا

۱۲- موقعۂ بیماری پر جب عورت کے کسی حصہ جسم کا طبیب کو دکھانا ضرور ہو تو صرف اُس قدر حصہ کا جس کے ملاحظہ کی اشد ضرورت ہو مناسب طریق سے روا رکھا جائے جیسا کہ تمام کتب فقہ سے اس امر کا جواز ثابت ہے۔

۱۳- خدمتگاروں اور دوکانداروں کے ہمراہ برقع اوڑھ کر گفتگو کرنا معیوب نہ سمجھا جاوے۔

گو شریعت نے باستثنائے چہرہ کل جسم کو چھپا کر جملہ غیر محرم اشخاص کے روبرو ہونے کی اجازت دی ہے لیکن ہم فی الحال بلحاظ مصلحت زمانہ اس وسیع دایرہ کو کسی قدر تنگ کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ ذیل میں ہم اُن رشتہ داروں کی فہرست دیتے ہیں جن سے بلحاظ یگانگت و عزیزداری پردہ کرنے میں سخت ہرج اور تکلیف ہے اور یہ امر باعث قطع محبت و کمی ہمدردی ہوتا ہے ان رشتہ داروں میں کوئی پردہ سوائے شرعی پردہ کے جس کی تفصیل اوپر گذری نہیں ہونا چاہئے۔

(الف) کسی عورت کا پردہ اپنے چچا زاد بھائی۔ یا پھوپھی زاد بھائی۔ یا ماموں زاد بھائی یا خالہ زاد بھائی سے نہیں ہونا چاہئے۔

(ب) کسی عورت کا پردہ اپنے حقیقی خُسر یا چچیا خُسر یا پُھپھیا خُسر یا میا خُسر یا خلیا خسر سے نہیں ہونا چاہئے۔ یعنے شوہر کے باپ یا شوہر کے چچا یا شوہر کے پھوپھا یا شوہر کے ماموں یا شوہر کے خالو کے روبرو ہونے میں بالکل عیب متصور نہیں ہونا چاہئے۔

(ج) کسی عورت کا پردہ اپنے شوہر کے حقیقی بھائی یا چچا زاد بھائی یا پھوپھی زاد بھائی یا خالہ زاد بھائی یا ماموں زاد بھائی سے نہیں ہونا چاہئے۔

۷- کمربند کا لٹکتا نظر آنا سخت بے تمیزی اور بے حیائی ہے۔

۸- کمربند میں کنجیوں کا گچھا یا بٹوا ہونا اور کنجیوں اور بٹوے کی ہر ضرورت پر کمربند کی طرف ہاتھ لے جانا سخت گنوارپن ہے۔

۹- بجائے بھدی اور گھیتلی جوتی کے جن کا دیہات و قصبات میں عام رواج ہے سلیم شاہی جوتی یا انگریزی گرگابی مع موزہ پہننا زیادہ آرام کی بات ہے۔

۱۰- جو صاحب ہماری رائے سے اتفاق رکھتے ہوں جس شہر میں جتنے ہوں وہ اپنی ایک خاص جمعیت بغرض اصلاح حالت مستورات اہل اسلام ہند بنائیں۔ اور اُن کی مجالس میں اُن کے ہمراہ اُن کی بیبیاں بھی شامل ہوا کریں جو حسب مرضی اُن صاحبان کے لباس شرعی میں ملبوس ہوں یا کسی ایسے لباس میں جو وہ اس موقع کے لئے قرار دیں۔ یہ فی الحال سب سے اعلیٰ درجہ کی اصلاح متصور ہوگی۔

۱۱- اس سے اُتر کر ایک اوسط درجہ کی اصلاح ہونی چاہئے۔ وہ یہ ہوگی کہ مرد بضرورت درستی صحت مستورات کو نقاب یا برقع پہنا کر اپنے ہمراہ ہوا خوری کے لئے باہر لے جانے کا دستور قایم کریں اور خرید و فروخت کے ایسے معاملات میں بھی جو خاص عورتوں کی پسند کے بموجب ہوتے ہیں اور خدمتگاروں کو بیسیوں پھیرے کرنے پڑتے ہیں مستورات کو برقع اوڑھ کر اپنے کسی عزیز کے ہمراہ بازار جانے میں کچھ عیب نہیں ہونا چاہئے۔ یہ امر خاص کر عورتوں کو اپنے لباس کے لئے پارچہ خرید کرنے میں جس کے لئے بار بار بے شمار تھان گھر پر لا کر دکھانے پڑتے ہیں۔ نیز دیگر ضروری اشیاء خانہ داری کی خرید میں بہت مفید ہوگا۔

امتحان ایک امر لابد ہے جس کو بہت ہی کم شرفا گوارا کرتے ہیں +

ستر شرعی کے باب میں بھی احکام شریعت کا پاس بالکل اٹھ گیا ہے اور سوائے معدودے چند متقی خاندانوں کے لباس بلحاظ قطع ایسا چھوٹا یا تنگ ہوتا ہے جو ستر شرعی کے لئے کافی نہیں ہوتا اور اُس کے لئے عموماً کپڑا بھی ایسا استعمال کیا جاتا ہے جو اُن کے جسم سے وہی نسبت رکھتا ہے جو ٹریسنگ کلاتھ نقشہ یا تصویر سے رکھتا ہے۔ غرض پردہ ستر اور حجاب دونو حیثیت سے اصلاح طلب ہے۔ ہماری رائے میں ستر اور حجاب میں جو اصلاحیں فی الحال عمل میں آنی ضروری ہیں اُن کے لئے تجاویز مندرجہ ذیل قابل غور ہیں :-

۱ - جو عورات تنگ یا اُٹنگے کے پاجامے پہنیں اُن کو لازم ہے کہ گھٹنوں تک کی جرابیں پہنیں +

۲ - کُرتی کم ازکم اس قدر لمبی ہونی چاہئے کہ نیفہ کو بالکل ڈھک لے اور کسی حالت میں شکم ظاہر نہ ہونے پائے +

۳ - کُرتی یا تو ایسے کپڑے کی ہو کہ اُس میں سے بدن نظر نہ آسکے یا اگر باریک کپڑے یا ریشم کی ہو تو اُس کے نیچے جسم چھپانے کے لئے بدن سے چسپاں اور صدری یا بنیان ہونی چاہئے +

۴ - کُرتوں کی آستینیں ایسی ہونی چاہئیں جس سے جسم کی صورت نہ معلوم ہوسکے +

۵ - جن عورات کو چھوٹی آستین کی کرتیوں کی عادت ہے اُن کو چاہئے کہ ایسی نیم آستیں کرتیاں لمبے آستین کے کرتوں یا قمیصوں پر پہنیں +

۶ - کرتوں اور صدریوں کے گریباں بند ہونے چاہئیں اور اُن کے ایسے گلوبند ہوں جن سے گردن چھپی رہے +

اور ترمیم کی ہے کہ چہرہ اور ہاتھوں کو بھی اُن اعضاء میں داخل کر لیا جن کے چھپانے کا درحقیقت حُکم دیا گیا تھا۔ مگر یہ ضابطہ بھی کلی نہیں معلوم ہوتا اور سیکڑوں خاندانوں میں ہم خالہ زاد بھائی بہنوں اور پھوپھی زاد اور ماموں زاد بھائی بہنوں میں پردہ نہیں پاتے۔ ایک اور ترمیم حُکم شریعت میں یہ ہوئی ہے جو سب سے عجیب اور بہت ہی بیہودہ ہے کہ بہو کا پردہ خسر سے کرایا جاتا ہے تیسری ترمیم حُکم شریعت میں یہ ہوئی ہے کہ پہلی ترمیم میں جس کے بموجب شوہر کا بھائی ایسا رشتہ دار قرار پاتا تھا جس سے پردہ لازم ہے یہ استثناء کیا ہے کہ شوہر کا چھوٹا بھائی اس حُکم کی پابندی سے معاف ہے۔

بیماری کی حالت میں مستورات کو پردہ کی وجہ سے اور بھی مشکلات واقع ہوتی ہیں۔ اور اس کی حفاظت میں جانِ عزیز کا تلف کر دینا تقاضائے شرافت سمجھا جاتا ہے۔ جب کسی مریضہ کو دیکھنے کے لئے یعنی صرف نبض دیکھنے کے لئے حکیم آتا ہے تو بڑے سے بڑے لحاف کی موٹی تہ مریضہ کے پردہ کے لئے کافی نہیں سمجھی جاتی بلکہ مزید احتیاط کے لئے مریضہ کے پلنگ کے محاذی ایک چادر تانی جاتی ہے اور معالج اس چادر کے اندر ہاتھ ڈال کر مریضہ کی نبض ٹٹولتا ہے۔ **لطیفہ**۔ ایک ہمارے دوست حسین بیوی رکھتے تھے۔ اُس بیچاری کے ہاتھ کی پشت پر [redacted] نکل آئی۔ اور ضرور ہوا کہ ہاتھ ڈاکٹر کو دکھایا جائے۔ ہمارے دوست کو اس قدر فکر رسولی کے مرض کا نہ تھا جس قدر یہ فکر تھا کہ ان کی بیوی کے حسین ہاتھ پر ڈاکٹر کی نظر پڑیگی۔ ہم نے اُن کو اس فکر میں غلطاں و پیچاں پاکر اُن کو یہ تجویز بتائی کہ مقام ماؤف کے سوا باقی کل ہاتھ پہونچے تک نیل یا سیاہی میں رنگ دیا جائے۔ مگر ہمارے دوست نے اس کو تمسخر سمجھ کر بہت بُرا مانا۔

سینہ کے امراض مثلاً دق یا سل میں جو عموماً مستورات کو زیادہ ہوتے ہیں اور مہلک ہیں سینہ کا

کیا کرینگے غرض کوشش کی جاتی ہے کہ بیوی کو ایسی تاریکی در تاریکی میں رکھا جائے اور اُس پر اس قدر لحافوں کی تہ چڑھائی جائے کہ اس بات کا پتہ لگانا مشکل ہوجائے کہ ان لحافوں میں کون ہے کوئی انسان ہے یا حیوان ہے ۔

ہمارا مطلب ان امور کے اظہار سے یہ ہرگز نہیں کہ جس طرح اخباروں میں سیکڑوں مضامین لکھے جاتے اور پڑھے جاتے ہیں اور کچھ عمل اُن پر نہیں ہوتا یا نہیں ہوسکتا اسی طرح ہماری یہ تحریر بھی ضایع جائے اس لئے ہم اُس کے ہر پہلو پر نظر کرنا اور لوگوں کے دلوں کے چھپے ہوئے اعتراض ظاہر کرنا اور اُن کو سمجھانا اور طریق شریعت صاف کرنا چاہتے ہیں۔ ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ اگر پورے پورے طور پر فی الحال اُس طریق پر آنا مشکل ہے تو وہ تدریجی سبیل نکالی جائے جو کچھ عرصہ بعد اُن کو خاص طریق محمدی پر لے آئے۔ پس ہم لوگوں کے خطروں کو تسلیم کرکے اور زمانہ کی وضعی پر خیال کرکے اور مصلحت وقت کا بھی اندازہ کرکے یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ فی الحال پردہ کے بے حد تشدد کو توڑا جائے اور اُس کے لئے ایک قسم کا ضابطہ اور یک رنگی تجویز کی جائے اور ایک اس قسم کی اعتدال کی راہ نکالی جائے جو نہ آزادی کے اُس پرلے کنارہ تک پہنچتی ہے جہاں مغربی تہذیب پہنچاتی ہے نہ اُس میں وہ تنگی اور وقت ہو جس سے شرعی حکم جو محض حیاداری کی حفاظت کے لئے ہے جس بے جائی کی حد تک پہنچ جائے۔ باوجود اس کے کہ اہل اسلام ہند نے پردہ کے تشدد کو درجۂ غلو تک پہنچایا ہے تاہم یہ تعجب کی بات ہے کہ اس غلو کے لئے اُنہوں نے کوئی اصول یا ضابطہ مقرر نہیں کیا۔ عام ضابطہ جو بظاہر پردہ مروجہ کی بنیاد معلوم ہوتا ہے یہ ہے کہ غیر محرم عزیزوں سے جس قدر شریعت نے پردہ کا حکم دیا ہے اُس حکم شریعت میں ہمارے علماء نے اتنی

ہمارے بعض ہندوستانی بھائی گھر میں سے کی بجائے کبھی کبھی ایک اور بیہودہ لفظ بولا کرتے ہیں یعنی سواریاں۔ جب کسی کی بیوی کہیں سے آتی ہے تو کہتے ہیں کہ سواریاں آئیں۔

بعض لوگ خصوصاً پنجابی بیوی کی بجائے قبیلہ کا لفظ بولتے ہیں۔ وہ بھی اسی قسم کا لفظ ہے جو مجموعہ مردمان پر دلالت کرتا ہے اور ذہن کو تھوڑی دیر کے لئے مختلط کر ڈالتا ہے اور خیال کو سیدھا کسی کی بیوی کی طرف نہیں جانے دیتا۔ مگر ان پردہ پوشوں کو بڑی مشکل پیش آتی ہے وہ یہ کہ یہ الفاظ جو پردہ داری کے لئے وضع کئے جاتے ہیں کچھ عرصہ کے بعد کثرت استعمال کی وجہ سے ایسے بن جاتے ہیں کہ ان کی دلالت اپنے مدلول حقیقی پر محض مجازی رہ جاتی ہے اور اس اصطلاحی معنے پر حقیقی بن جاتی ہے یعنی رفتہ رفتہ ان لفظوں سے بھی ذہن پر وہی اثر ہونے لگتا ہے جو لفظ بیوی سے ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں جب ان کی پردہ داری کی بجائے پھر پردہ دری ہونے لگتی ہے تو وہ اس لفظ کو جو پہلے ہی معنے جمعیت کے رکھتا ہے دوبارہ جمع بناتے ہیں مثلاً قبیلہ کی بجائے قبائل کہنے لگتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ ڈبل جمع تو ضرور کچھ ذہن اور بیوی کا آمنا سامنا روکیگی۔ مگر کثرت استعمال سے آخر پھر وہی حقیقت پیدا ہوتی ہے یعنی رفتہ رفتہ قبائل بھی بالکل بیوی کا مرادف یعنی ہم معنی بن جاتا ہے۔

بیچارے پردہ پوش اس لفظ پر جمع کی ایک اور تہ چڑھاتے ہیں اور قبائل کی بجائے قبائلان بولتے ہیں۔ مگر [illegible] زبان خلق چند روز میں ہی اُس کو بھی بیوی کا ہم معنی بنا دیتی ہے اور بیچاری بیوی پھر بے پردہ ہونے لگتی ہیں۔ تب اہل زبان ایک اور [illegible] جمع کا چڑھاتے ہیں اور قبائلان ہائے بولنے لگتے ہیں لیکن خدا جانے جب اس لفظ کا بھی وہی حال ہوگا تو پھر

اُسی وقت ان امور کو آسانی سے معلوم کر کے اپنا سفر ملتوی کر کر تمہارے ساتھ ہولیگا اور جہاں تم جاؤگے وہاں وہ بھی آکر رہیگا ان باتوں کو کوئی شخص جس کو ذراسی بھی عقل ہوگی تسلیم نہ کریگا ؎

لطیفہ۔ پردہ کے تشدد کے اصول پر ہم نے ایک روز غور کی تو ایک عجیب لطیفہ معلوم ہوا۔ بیوی کی صورت۔ آواز۔ قدوقامت۔ لباس وغیرہ چیزیں تو پردہ میں چھپائی گئی تھیں۔ تماشا تو یہ ہے کہ **بیوی** کے لفظ کا بھی پردہ کیا جاتا ہے اور پردہ بھی نہ صرف آنکھ یا کان سے۔ بلکہ مردوں کے ذہن سے بھی۔ کوئی بھلا مانس یوں نہیں بولتا کہ میری بیوی یہ کہتی ہیں۔ یا میری بی بی کا یہ حال ہے۔ بلکہ بیوی کی بجائے اور پردہ کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں ہر شریف شخص ڈرتا ہے کہ میں بیوی کا لفظ یا اُس کا کوئی ایسا ہم معنی لفظ نہ بولوں جسے سُن کر مخاطب کا ذہن یا خیال سیدھا میری بیوی کی طرف جائے بلکہ وہ ایسا لفظ استعمال کریگا جس سے مخاطب کا ذہن اُس کی بیوی کی طرف متوجہ نہ ہو اس غرض کے لئے عموماً بیوی کی بجائے الفاظ گھر میں سے بولے جاینگے مثلاً بجائے اس کے کہ میری بیوی بیمار ہیں یوں کہینگے کہ میرے گھر میں سے بیمار ہیں۔ اگر یہ پوچھنا ہو کہ آپکی بیوی یہاں ہیں تو اس کی بجائے یوں کہینگے کہ آپ کے گھر میں سے یہاں ہیں ؎

ان الفاظ کے وضع کرنے کی یہی وجہ ہے کہ گھر کا لفظ سُن کر سامع کا ذہن تخصیص کے ساتھ کسی فرد خاص کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ گویا بیوی کا پردہ صرف آنکھ یا کان سے ہی نہیں کرایا جاتا بلکہ خیالات اور ذہن سے بھی کرایا جاتا ہے۔ ہمیشہ یہ ہی ڈر رہتا ہے کہ کہیں مخاطب کے خیال کا بیوی کے ساتھ آمنا سامنا نہ ہو جائے ؎

وہ باوجود تعلیم یافتہ ہونے کے اور نیز اس امر کے کہ اُن کے لئے ترغیبات اس قدر موثر نہیں ہوسکتیں جس قدر غربا کی مستورات کے لئے اور نیز باوجود اس امر کے کہ شرفاء کی عورتوں کو جن کو نوکر چاکر رکھنے کا مقدور رہے بازاروں میں پھرنے کی ضرورت نہ ہوگی تاہم وہ فسق میں مبتلا ہوئے بغیر نہ رہینگی۔ ہم اپنی قوم کے معزز گھرانوں کی بیگمات کے اطوار و اوضاع کی نسبت نہایت اعلےٰ رائے رکھتے ہیں جو ہم کو ایسے ناپاک خطروں سے مانع ہے +

علاوہ ازیں یہ خطرہ فسق بعض حالات میں تو محض بیہودہ و خیالی ہوتا ہے مثلاً سفر ریل میں ہم نے اثناء سفر میں بعض بدظن وہمیوں کو دیکھا ہے کہ اُن مقاموں پر جو ریل کے جنکشن کہلاتے ہیں یعنے جہاں ریل کی ایک گاڑی میں سے اُتر کر دوسری میں سوار ہونا پڑتا ہے چند مستورات کو ایک قطار میں کھڑا کرکے اور اُن کے دونوں طرف متوازی چادریں پکڑ کر ایک پلیٹ فارم سے دوسرے پلیٹ فارم تک اسی حراست میں لے جاتے ہیں اور تمام یورپین زن و مرد اُن کی حماقت پر ہنستے اور ٹھٹھہ کرتے ہیں +

بعض وہمی نہ صرف اسٹیشن پر ان اوہام پر عمل کرتے ہیں بلکہ چلتی ریل میں کھڑکیاں کھولنا اور مستورات کو باہر جنگل کی طرف دیکھنے دینا بھی معیوب اور مکروہ سمجھتے ہیں۔ اب ہمیں حامیان پردہ خلاف شرع بتلائیں کہ جنگل کے کسی کھیت میں کھڑے ہوئے مرد کو آناً فاناً دیکھ لینا کس فسق کی طرف منجر ہوسکتا ہے۔ علےٰ ہذا القیاس ریل کے اسٹیشن پر جہاں ملکوں ملکوں کے مسافر دور دراز مقامات کے ٹکٹ لئے ہوئے اپنی اپنی گھبراہٹ میں ہوتے ہیں کیا یہ خطرہ کیا جاسکتا ہے کہ اُن میں کا کوئی مسافر کسی عورت کو دیکھ کر اُس کی بود و باش کا حال پوچھنے کے درپے ہوگا اور

باہم بیٹھ کے بے تکلفی کی گفتگو کرتے ہیں تو اکثر اُن کی گفتگوؤں کے مضمون غیر مہذب اور بیہودہ ہوتے ہیں۔ اپنی بیٹیوں اور بہنوں اور بیبیوں کی شمولیت ان کی مجالس کو مودب اور مہذب اور باوقار اور مفید بنادیگی اور ہر شخص کو سلیقہ اور تمیز سے اور مناسب محل گفتگو کرنا آجائیگا اور اس قسم کی مجالس خرد سال بچوں کے لئے عمدہ راہ نمائے تربیت ہونگی۔ اگر خود حکم شریعت لوگوں کی نظر میں اس قابل نہیں رہے کہ بلا حصول کسی فائدہ دنیاوی کے ان کی تعمیل کی جائے تو بھی جو فائدہ اس خلاف ورزی حکم شریعت کے موقوف ہونے سے حاصل ہونگے وہ کافی ترغیب حکم شریعت پر چلنے کی ہوسکتی ہے۔

جو کچھ خطرہ اس انقلاب سے خیال میں گذر سکتا ہے وہ فسق کے بڑھنے کا ہے۔ مگر کیا شارع علیہ السلام اور خود خدا تعالےٰ جس نے انسان کی ضرورتوں کو جان کر شریعت نازل کی اس خطرہ سے واقف نہ تھا۔ ضرور تھا۔ اور جو مناسب تدابیر تھیں وہ اُس حکم شرعی میں مرعی رکھی گئی ہیں۔ اس سے زیادہ وہم وہم شیطانی ہے جس سے ہر مسلمان کو دور رہنا چاہیئے۔ ہر شہر میں عموماً چند گھر غریب مسلمانوں مثلاً جولاہوں۔ درزیوں۔ چپراسیوں وغیرہ کے ایسے ہوتے ہیں جن کی مستورات حوائج کے لئے باہر پھرتی ہیں اور نوکر چاکر رکھنے کا مقدور نہیں رکھتیں۔ باوجود اس کے بعض گھروں اور گھر والیوں کی نسبت تمام اہل محلہ کہا کرتے ہیں کہ ان کے چال چلن میں کوئی بات قابل عیب دیکھنے یا سُننے میں نہیں آئی۔

پس جب ان غریب ادنےٰ گھروں کی عورتیں باوجود بے علمی اور بے استطاعتی کے اپنی عصمت کو اس طرح بچاسکتی ہیں تو کیا یہ شریف زادیوں ہی کے لئے خاص بات ہے کہ

دیکھنے میں آتے اور باعث ازدیاد آگاہی اور تجربہ ہوتے ہیں۔ چار دیواری مکان کے اندر دنیا کے کیا عجائبات نظر آسکتے ہیں۔ بڑے بڑے شہروں کی عالیشان عمارتیں۔ عجائب خانجات چڑیا خانے۔ ریل کے کارخانے۔ دریاؤں کے پل۔ باغات۔ یہ سب چیزیں ایسی ہیں جن کا دکھانا لڑکیوں کو ضرور ہے اور یہ سب چیزیں بے معلوم اثر دل کی توسیع اور ترقی عقل کا کرتی ہیں۔ ہم کو معلوم نہیں کہ اس بات سے کیا خوشی ہو سکتی ہے کہ چالیس برس کی عورت کو اتنی بھی عقل و ہوش نہیں ہونی چاہیئے جتنی بارہ برس کے بچہ کو ہوتی ہے اور اس عقل و ہوش کی عورتیں مائیں ہو کر بچوں کی تعلیم کی بنیاد کیا اچھے اصول پر رکھ سکتی ہیں ؞

انسان کے دماغ اور دل کی پر حکمت ساخت سے جس میں ہزاروں قابلیتیں کسب علوم و فنون کی مخفی رکھی گئی ہیں اُس صانع ازلی و حکیم لم یزلی کی بے انتہا دانش کا ناقابل بیان اثر انسان کے دل پر پیدا ہوتا ہے۔ ان قابلیتوں نے مصنفوں۔ صناعوں اور حکیموں کے وجود میں دنیا کو کیا کیا کمالات دکھلائے اور فائدے پہنچائے ہیں۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ قسام ازل کی طرف سے عورتوں کو ان قابلیتوں کا حصہ مردوں سے کچھ کم ملا ہے۔ ہرگز نہیں مگر اس خلاف شرع پردہ نے اللہ کی آدھی حکمت کو تاریکی میں چھپا رکھا ہے اور جواہرات مثل بھالک خاک میں ملا رکھا ہے گویا یہ لوگ بجائے ما خلقت ھذا باطلاً کہنے کے خدا تعالیٰ سے یوں خطاب کر رہے ہیں انک خلقت ھذا باطلاً یعنے یا الٰہی تو نے حقیقت میں یہ چیزیں لغو پیدا کی ہیں ؞

ایک اور بڑا فائدہ پردۂ خلاف شرع کے توڑنے سے یہ ہوگا کہ مردوں کی صحبتیں عورتوں کے شمول سے زیادہ نیک اور مہذب ہو جائینگی۔ ہمارے اچھے اچھے تعلیم یافتہ نوجوان بھی جب

پہنچتی ہے اُس کو علم طب کے ماہر بخوبی جانتے ہیں۔ اور یہ اثر جس قدر نسل در نسل زیادہ ہو کر غیر معلوم طور پر مردوں کی صحت جسمانی پر پڑ رہا ہے اُس کا گواہ مسلمانوں کا عام ضعف ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں کی عورتوں کا مقابلہ دنیا کی کسی اور قوم کی عورات سے کرو تو ان میں اس قدر فرق پاؤ گے جس قدر یہاں کے مرد اور عورات میں ہے۔ پس کیا جن لوگوں کو حفظ نوع کا خیال ہے اور حفظان صحت کی تدابیر سوچتے رہتے ہیں اور گندھک اور کاربالک اور لوبان اور فینائل جلاتے اور چھڑکواتے رہتے ہیں اُن کا فرض نہیں کہ وہ ہندوستان کی آدھی آبادی کو ہوائے لطیف میں نکلوانے کا فکر کریں +

شرع نے جو پردہ تجویز کیا ہے وہ حیاء انسانی پر مبنی ہے اور وہ اس قسم کا ظاہری پردہ ہے جس میں کوئی امر معیوب چھپا رہ نہیں سکتا۔ پردۂ خلاف شرع میں ڈولیوں اور چار دیواری کی آڑ کے ذریعہ سے ایسی بدکرداریاں وقوع میں آسکتی ہیں جن کا کوئی علاج نہیں عزیز و اقارب کے اس سے ڈولی آنے پر دستور مروجہ کے بموجب مرد گھر سے باہر مردانہ میں رہتے ہیں اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ڈولی میں کون آیا اور گھر میں کیا ہو رہا ہے۔ گو ایسی صورتیں بہت ہی کم وقوع میں آتی ہوں مگر ایسی صورتوں کی گنجایش بخوبی پائی جاتی ہے۔ خلاف شرع پردہ سے لڑکیوں کی تعلیم کو بھی سخت نقصان پہنچتا ہے۔ لڑکیوں کی تعلیم متفرق طور پر فرداً فرداً اشخاص کی کوشش سے سرانجام نہیں پا سکتی۔ بلکہ قومی تعلیم کے لئے ضرور ہے کہ عام اصول پر باضابطہ مدارس قائم ہوں اور وہ موجودہ حالت میں قائم نہیں ہو سکتے +

تعلیم کی تکمیل کے لئے اُن تمام مظاہر قدرت کا دیکھنا ازبس ضروری ہے جو لڑکوں کے

اکثر بھلے مانسوں کو دیکھا ہے کہ جب وہ کاروبار ملازمت سرکاری سے تھک کر گھر جاتے ہیں اور مزاج کھسیانا ہوتا ہے تو اُن کو اپنی غریب بی بی کے لئے حرام کی بچی۔ اُلّو کی پٹھی۔ اوت کی جنی سے بہتر اور کوئی لقب نہیں سوجھتا۔ اور اگر وہ کوئی اشارہ یا اظہار اس امر کا کرے کہ یہ الفاظ شرفا کو بولنے مناسب نہیں تو پھر جوتی پیزار تک کی نوبت آتی ہے۔ شریف زادیاں اپنے ماں باپ کے ناموس کی خاطر اور شوہر کی اطاعت فرض جان کر خون کے گھونٹ پیتی اور صبر کرکے بیٹھ جاتی ہیں اور زیادہ رنج ہوا تو ایک دو وقت کھانا نہیں کھاتیں۔ کیا ان مظلوموں کی فریاد سننے والا دنیا میں کوئی نہ ہوگا۔ کیا اسلام کے واعظ گوارا کئے جائینگے کہ اندھیری کوٹھڑیوں میں یہ بدکرداریاں جاری رہیں اور اُن پر روشنی نہ پڑے۔ کیا قوم اور جماعت تمدنی ان ظالموں کو اُن کے ظلموں سے اس بناء پر قطع نظر کرکے کہ وہ بیچ کے معاملات ہیں اپنی آنکھوں میں اُن کی عزت و توقیر ہونے دیگی اگر ہمارے واعظ یہ ہونے دینگے تو افریقہ اور کافرستان کے بردہ فروش ان واعظوں سے ہزار درجہ اچھے ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ یہ خلاف شرع پردہ اسی غرض سے رکھا گیا ہے کہ ان خلاف انسانیت حرکات کو کوئی دیکھنے والا اور اُن پر اعتراض کرنے والا نہ ہو اور اس خلاف شرع پردہ کے دور کرنے سے اس ظلم و ستم پر جو تمام ملک ہندوستان میں شب و روز نوعمر لڑکیوں اور بیکس عورتوں اور محتاج بیواوں پر نہایت بے دردی کے ساتھ ہو رہا ہے اور جن کے رونے چلانے کی آواز چار دیواری سے باہر نہیں پہنچتی روز روشن کی روشنی پڑیگی اور اُس کے انسداد کی تدبیریں عمل میں آنی شروع ہونگی۔

اس خلاف شرع پردہ سے عورتوں اور گود کے بچوں کی صحت جسمانی کو جس قدر مضرت

حکومت کرتا ہے جس کی باز پُرس کے لئے صرف قیامت کا دن مقرر ہے بہت کم شرفاء اہل اسلام نکلینگے جن کا سلوک اپنے گھر کی عورات کے ساتھ اُس خوش حیثیتی کے مطابق ہو جو طبقہ مذکور میں اُن کی تنخواہ اُن کی آمدنی اُن کے مکانات سے ظاہر ہوتی ہے۔ ہم نے نہایت جلیل القدر عہدہ داروں کی نسبت سُنا ہے کہ اُن کے گھر کی عورات بہ لحاظ اپنی خوراک اور اپنی پوشاک کے اس سے زیادہ رتبہ نہیں رکھتیں جو ایک چپراسی کی عورت رکھتی ہے۔ جو لوگ خود الپکہ کے چغے اور طلائی لنگیاں اور ورنش کے بوٹ مٹکاتے پھرتے ہیں اُن کی بیبیاں اور چارخانہ کے پاجامے اور تین آنہ گز کی ململ کی کُرتیاں پہنتی ہیں جو لوگ گرمیوں میں برف میں لیمنڈ کی بوتلیں سرد کر کر کے پیتے ہیں اور پنکھوں اور خس کی ٹٹیوں میں استراحت فرماتے ہیں اُن کی عورات کے ہاتھوں میں کھجور کے پنکھے بھی ثابت نہیں ہوتے *

ہم نے پان پانسو روپیہ کی تنخواہ کے عہدہ داروں کو دیکھا ہے کہ وہ اپنی ضعیف اور تقریبًا نابینا بیوہ والدہ کو جس کا کوئی اور سہارا نہ تھا کھانے پینے پوشاک خدمتگار غرض جو جو ہر ایک چیز کے لئے کل [illegible] روپیہ ماہوار خرچ دیتے تھے۔ ایک ہمارے دوست ہیں جن کے پاس خدا کے فضل سے ستر ہزار سے زیادہ روپیہ نقد موجود ہے اور اور جائداد و املاک اس کے علاوہ۔ اُن کی والدہ نہایت عسرت سے زندگی بسر کرتی ہیں اور دس روپیہ ماہوار سے زیادہ اُن کو کسی حال میں نہیں مل سکتا *

یہ ذکر تو اُن عالی رتبہ متعدد اشخاص کا ہے جو قوم کے سربرآوردہ لوگ ہیں۔ ان سے نیچے ایک طبقہ ہے جو ہر طرح سفید پوش اور معزز سمجھا جاتا ہے۔ اس فرقہ کے لوگوں میں ہم نے

یہ ظن کیا جاسکتا ہے کہ اس کا نتیجہ ناپسندیدہ ہوگا۔ یا دوسرا یہ خیال اُس کے دل میں گذرتا ہے کہ فلاں شخص جو بظاہر میرا دوست یا عزیز ہے ایسا فاسق بداطوار شخص ہے کہ اگر ایک دفعہ اس کی نظر اُس عورت پر پڑ گئی تو ضرور اُس سے کوئی نہ کوئی بدوضعی سرزد ہو کر رہیگی۔ ظاہر ہے کہ جب تک ان دو خیالوں میں کوئی ایک خیال دل میں جاگزین نہ ہوگا ممکن نہیں کہ کوئی آدمی اپنے بھائیوں اور عزیز و اقربا سے اپنی زوجہ کو پردۂ خلاف شرع میں رکھے اور جب جماعت تمدنی کے ہر ایک فرد کے دل میں یہ ناپاک خیال بیٹھا ہوا ہو تو خیال کرنا چاہئے کہ اُس جماعت کی اخلاقی حالت کیسی گری ہوئی ہے کہ بھائی بھائی کو دوست دوست کو ایک عزیز دوسرے عزیز کو ظاہر میں محبت اور ادب سے پیش آئیں بھائی بھائی کہہ کر بلائیں اور دل میں اُن کو بدکار اور بدمعاش سمجھیں اور عملاً ہر ایک دوسرے شخص پر اس امر کا اظہار کرے کہ تم ناقابل اعتبار ہو اور ایسے چلن کے ہو کہ تمارے روبرو ہماری بہو بیٹیاں اور بہنیں نہیں ہو سکتیں۔ جب جماعت متمدنہ میں ایک دوسرے کی نسبت یہ نجس خیالات ہوں تو اُس جماعت میں سچی محبت اور اتفاق اور ہمدردی اور خلوص کب پیدا ہو سکتا ہے۔ کیا اس قسم کی بدظنیاں اُس فرمودۂ نبوی کے خلاف نہیں جس میں عموماً مومن کی نسبت بدظنی کرنے سے منع فرمایا ہے؟

ایک اور بڑا نقصان جو جماعت تمدنی کو پردہ خلاف شرع سے پہنچتا ہے یہ ہے کہ مردوں کو جو عورات کی طرف سے منصب ہیں تمام جہان کی نگاہ سے اوجھل چار دیواری کے اندر عورتوں پر طرح طرح کے ظلم اور بدسلوکیاں کرنے کا موقع ملتا ہے اور اس باب میں اُن پر جماعت تمدنی کا دباؤ جو تہذیب انسانی کا اصول ہے بالکل نہیں پڑ سکتا اور ہر شخص اپنے دائرہ حرم کے اندر خودمختارانہ اور جابرانہ

چیز کو ہم نے حلال کیا اُس کو وہ حرام ٹھیراتے ہیں اور جس چیز کو ہم نے حلال کیا اُس کو وہ حرام بتلاتے ہیں۔ اگر یوں ہوتا کہ عورتیں احتیاطاً بہت کم نکلا کرتیں اور اپنے عزیز و اقارب کے ہمراہ نکلتیں اور زیادہ تر گھروں میں رہتیں تو سمجھا جاتا کہ وہ احتیاطاً ایسا کرتی ہیں۔ یہ احتیاط نہیں کہلاتی کہ ایک حلال شے کو عملاً حرام قطعی سمجھ لیا جائے

دوسرا امر اس سے بھی زیادہ سخت ہے۔ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ تم لوگوں میں جو

واللاتی یاتین الفاحشۃ من نسائکم فاستشھدوا علیھن اربعۃ منکم فان شھدوا فامسکوھن فی البیوت حتی یتوفاھن الموت او ...	عورتیں بدکاری کی مرتکب ہوں تو اُن پر چار گواہ لاؤ۔ پس اگر وہ گواہی دے دیں تو اُن عورتوں کو مرتے دم تک گھر میں روکے رکھو۔

اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس طرح کا سخت پردہ جیسا کہ مسلمانوں میں آجکل رائج ہے خداوند تعالےٰ کے نزدیک صرف بدکار عورتوں کے لئے محض بطور سزا کے تجویز ہوا ہے۔ خداوند تعالےٰ ہر مسلمان کی بہو بیٹی کو ایسی سزا سے محفوظ رکھے۔

تیسرا جواب اس امر کا کہ حالت موجودہ میں انقلاب کرنے سے کیا فایدہ ہوگا یہ ہے کہ سیکڑوں بدیوں اور خرابیوں کا دفعیہ ہو جائیگا۔ سوچنا چاہئے کہ جب کوئی شخص اپنی کسی رشتہ دار عورت کو دوسرے شخص سے چھپاتا ہے تو وہ کیا خیال ہے جو اُس کو محرک اس پردہ خلاف شرع کا ہوتا ہے۔ ہماری دانست میں صرف دو خیال محرک اس امر کے ہو سکتے ہیں ایک تو یہ خیال کہ وہ شخص یقین کرتا ہے کہ وہ ایسی بدوضع عورت ہے کہ اگر میرے سوا کسی اور مرد کے روبرو ہوئی تو اس کی عادت سے

لباس میں بلحاظ شریعت کوئی ایسا نقص ہو جس کی وجہ سے اس کا ام سلمہ کے روبرو ہونا نامناسب سمجھا گیا ہو۔ چنانچہ علامہ ابن حجر نے شرح صحیح بخاری میں یہ ہی لکھا ہے کہ عبداللہ ابن مکتوم کا کوئی جزو بدن ضرور کھلا ہوگا جس کی اس کو بوجہ نابینا ہونے کے خبر نہ ہوگی اور اجنبی لوگوں کے چہرے دیکھنے کے جواز کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ ہمیشہ عمل یہ ہی رہا ہے کہ مستورات مساجد اور بازاروں اور سفر کو جاتی تھیں اور نقاب ڈال لیتی تھیں کہ مرد نہ دیکھیں مگر مردوں کو کبھی یہ حکم نہیں ہوا کہ وہ اپنے چہرہ پر نقاب ڈالا کریں کہ ان کو مستورات دیکھنے نہ پائیں۔ اسی واسطے امام غزالی بھی اس جواز پر یہ ہی حجت لائے ہیں اور کہا ہے کہ ہم یہ نہیں کہتے کہ عورت کو اجنبی مرد کے چہرہ کا دیکھنا ناجائز ہے۔

> فلعله كان منه شيء ينكشف ولا يشعر به ويقوي الجواز استمرار العمل على جواز خروج النساء الى المساجد والاسواق والاسفار منتقبات لئلا يراهن الرجال ولم يؤمر الرجال قط بالانتقاب لئلا يراهم النساء وبهذا احتج الغزالي على الجواز فقال لسنا نقول ان وجه الرجل في حقها عورة ۔ فتح الباري

شبہ سوم یہ ہے کہ اچھا ہم تسلیم کرتے ہیں کہ عورتوں کو گھر میں مقید رکھنے کا حکم شریعت میں نہیں ہے۔ الا اگر احتیاطاً رفع فتنہ کے لئے ایسا کیا جائے تو کیا مضایقہ ہے اور اس حالت موجودہ میں انقلاب پیدا کرنے سے کیا منفعت متصور ہے؟

جواب۔ اس کے جواب میں ہم تین امور پیش کرتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ایسا کرنے سے ہم اس الزام کے مورد بنتے ہیں جو خدا تعالے نے یہودیوں پر قرآن مجید میں عاید کیا ہے کہ جس

اور کچھ نہیں یا زیادہ اطمینان چاہو تو اُس حدیث کو ملاحظہ کرو جو صاحب فتح القدیر نے نقل کی
ہے اور جس کا مضمون یہ ہے کہ ایک مرتبہ اسماء نہایت مہین کپڑے پہن کر آپ کی خدمت میں آئیں
آپ نے فرمایا کہ اے اسماء جب لڑکی بالغ ہو جائے تو اُس کو سوائے ہاتھ اور چہرہ کے اور کوئی
حصہ جسم کا غیر محرم لوگوں کے سامنے نہیں کھولنا چاہیئے۔ پس کچھ شک نہیں کہ اولاً اس حدیث
کے وہ معنے ہیں جو اخیر میں بیان ہوئے اور ثانیاً اس حدیث میں جو ممانعت ہے وہ عورت
کے پاس صرف تنہائی میں جانے کی ہے۔ محرم رشتہ داروں کی موجودگی میں کسی عورت کے پاس
جانے کی ممانعت نہیں ہے +

شبہ دوم۔ ام سلمہ کی حدیث سے جس کو اصحاب سنن نے بیان کیا ہے ثابت ہوتا
ہے کہ جناب پیغمبر خدا نے ام سلمہ کو عبداللہ ابن مکتوم کے روبرو ہونے سے منع کیا حالانکہ
وہ محض نابینا تھا اور فرمایا کہ وہ اندھا ہے تو تم تو اندھی نہیں ہو +

جواب۔ اگر یہی بات ہے تو عورت کو مرد کے چہرہ پر نظر ڈالنی بالکل حرام ہوتی۔ لیکن
جب مستورات برقع یا [illegible]ڑھ کر باہر نکلتی ہیں تو اُن کی نظر اجنبی مردوں کے چہروں پر ضرور
پڑتی ہے گو مرد اُن کو نہ دیکھ سکیں۔ پس وہ ہی اعتراض کہ مرد تم کو نہیں دیکھتے تو تم تو مردوں کو دیکھتی
ہو یہاں بھی وارد ہوتا ہے۔ اور اگر یہ اعتراض صحیح ہوتا تو ازواج مطہرات کی نسبت کیا کہا جائیگا
جو عیدین میں آتی جاتی تھیں۔ اور باہر اپنے حوائج ضروری کو نکلتی تھیں اور خانہ کعبہ کا طواف کرتی
تھیں۔ کیا معاذ اللہ اُن کا یہ فعل ناجائز تھا اور رسول خدا اُس ناجائز فعل پر سکوت فرماتے تھے
ہرگز نہیں۔ اسلئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ عبداللہ ابن مکتوم نابینا تھا ممکن ہے کہ اس سے

ومعه نفر من الانصار فدعانی ثم قال اخ اخ ليحملنی خلفه فاستحييت ان اسير مع الرجال وذكرت الزبير وغيرته وكان اغير الناس فعرف رسول الله انی قد استحييت فمضى فجئت الزبير فقلت ماجرى فقال والله لحملك النوى كان اشد علی من ركوبك معه

تھے۔ انھوں نے مجھے بلایا۔ اور وہ اپنا اونٹ بٹھلانے لگے کہ میں اُن کے پیچھے سوار ہوجاؤں مگر مجھے لوگوں کے ہمراہ یوں جانے میں شرم آئی مجھے زبیر کا بھی خیال آیا کیونکہ اُس کی غیرت کی کوئی حد و انتہا نہ تھی۔ رسول اللہ نے پہچان لیا کہ مجھے یوں ہمراہ سوار ہونے میں شرم آتی ہے۔ اس لئے وہ تشریف لے گئے۔ میں زبیر کے پاس آئی اور اس کو سارا ماجرا کہ سنایا۔ زبیر نے کہا کہ اللہ کی قسم تو اگر اُن کے ساتھ سوار ہوجاتی تو یہ مجھ کو اس قدر شاق نہ گذرتا جس قدر تیرا اپنے سر پر بوجھ اُٹھا کر لانا مجھے شاق گذرا ہے۔

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ اسماء جس طرح اور لوگوں کے روبرو ہوتی تھیں اسی طرح اپنے جیٹھ پیغمبر خدا کے روبرو ہوتی تھیں اُنھوں نے کوئی فرق پردہ کے باب میں اپنے جیٹھ یعنے پیغمبر خدا اور اور غیر محرموں میں نہیں رکھا تھا۔ نہ رسول خدا نے کوئی اس قسم کا فرق اُن کو بتلایا کہ تم اور غیر محرموں کے روبرو تو ہوا کرو اور ہمارے روبرو ہونا موت کی برابر خطرناک سمجھو۔ ہاں وہمی مزاجوں کے وہم سے کچھ بعید نہیں کہ وہ یہ کہیں کہ ممکن ہے کہ اُس وقت اسماء کے مُنہ پر برقع پڑا ہو اور وہ گھوڑے کو چرا کر اور بوجھ سر پر اُٹھا کر برقع اوڑھے آرہی ہوں اور پیغمبر خدا نے محض بیرونی قرائن سے اُن کو شناخت کر لیا ہو مگر ان وسوسوں کا علاج بجز لاحول پڑھنے کے

الفاظ خواہ کچھ ہی ہوں مگر اُس کے رو سے عورت کو اپنے شوہر کے بھائی کے روبرو ہونے کی ممانعت ہرگز ثابت نہیں ہوتی۔ جناب رسول خدا کا کوئی حقیقی بھائی نہ تھا کہ اُن کی کوئی بھاوج ہوتی لیکن اُن کے کنبہ کے حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رشتہ کے بھائی رکھتے تھے چنانچہ زبیر ابن عوام آپ کے پھوپی زاد بھائی ہوتے تھے اور آپ زبیر کے ماموں زاد بھائی ہونے کی وجہ سے زبیر کی بیوی کے جیٹھ ہوتے تھے۔ زبیر کی بیوی اسماء بنت ابی بکر تھیں جو عائشہ کی بہن ہونے کے سبب بھاوج کے علاوہ آپ کی سالی بھی ہوتی تھیں۔ پس اسماء بنت ابی بکر کے دونوں رشتے یعنی بھاوج اور سالی کے ایسے رشتے تھے جو ہمارے آج کل کے شرفاء کے دستور اور رواجی شریعت کے بموجب مقتضی سخت پردہ کے ہیں۔ اب ہم کو ایسے حالات کی جستجو ہے جن سے یہ صاف ظاہر ہو جائے کہ اسماء رسول خدا کے روبرو ہوتی تھیں یا نہیں۔ بڑی محنت کے بعد ہم بخاری میں ایک حدیث پاتے ہیں جس کی روایت کرنے والی خوش قسمتی سے خود اسماء ہیں۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ میرا نکاح زبیر سے ہوا۔ اُس کے پاس صرف ایک گھوڑا تھا اور ایک اونٹ۔ اس کے سوا اور کچھ مال متاع نہ تھا میں ہی اُس کے گھوڑے کو چرالایا کرتی تھی۔ اور زبیر کی زمین سے کھجور کی گٹھلیاں اپنے سر پر اٹھا لاتی تھی۔ ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ میں چلی آرہی تھی اور گٹھلیوں کا بوجھ میرے سر پر تھا کہ راہ میں رسول اللہ مل گئے۔ اُن کے ہمراہ چند احباب بھی

قالت تزوجني الزبير وماله في الارض من مال ولا مملوك ولا شئ غير ناضح وغير فرسه فكنت اعلف فرسه وكنت انقل النوى من ارض الزبير على رأسي فجئت يوما والنوى على رأسي فلقيت رسول الله صلعم

کسی عورت کے پاس تنہائی میں جانا منع ہوا ہے - لیکن جب کوئی رشتہ دار محرم موجود ہو تو اس کی موجودگی میں عورت کے لئے کسی غیر محرم کے روبرو ہونے کی ممانعت نہیں پائی جاتی +

ثانیاً - کوئی قطعی دلیل اس بات کی موجود نہیں کہ برادر شوہر کو موت کہنے سے یہی مراد ہے کہ یہ امر موت کی طرح مہلک ہے بلکہ ممکن ہے کہ جناب پیغمبر خدا کی مراد یہ ہو کہ برادر شوہر کے روبرو ہونے سے کب اجتناب ہو سکتا ہے اس کا تو ضرور آمنا سامنا ہوگا جس طرح موت سے آدمی نہیں بچ سکتا اسی طرح عورت شوہر کے بھائی کے روبرو ہونے سے نہیں بچ سکتی - یہ معنی کچھ ہمارے گھڑے ہوئے نہیں ہیں بلکہ بڑے بڑے جلیل القدر علما کا یہی مذہب ہے جیسا کہ صاحب فتح الباری نے تحریر کیا ہے اور خاص شیخ تقی الدین صاحب شرح العمدہ کا نام بھی لکھا ہے +

> فکانہ قال الحمو الموت ای لابد منہ ولا یمکن حجبہ عنہا کما انہ لابد من الموت واشار الی ھذا الاخیر الشیخ تقی الدین فی شرح العمدہ
>
> قال النووی اتفق اھل العلم باللغۃ علی ان الاحماء اقارب الزوجۃ کابیہ وعمہ واخیہ ونحوھم

ثالثاً - کچھ شک نہیں کہ یہی معنی صحیح ہوں کیا وجہ کہ حقیقت میں حمو عربی زبان میں صرف دیور یا جیٹھ کو نہیں کہتے بلکہ شوہر کے کل رشتہ دار ان از قسم ذکور کو کہتے ہیں جن میں شوہر کا باپ یا دادا بھی داخل ہیں - حالانکہ یہ رشتہ دار محرم میں سے ہیں جن کے روبرو عورت کا آنا جائز ہے - پس اگر الفاظ احادیث کے وہی معنے لئے جاویں جو عوام میں مشہور ہیں تو عورت کا ان محارم کے روبرو ہونا بھی ناجائز ٹھیرے گا جو صریحاً غلط ہے +

خود جناب پیغمبر خدا کا طریق عمل ہمارے لئے اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ اس حدیث کے

ایسا ہوا کہ رامچندر جی کا گذر بھی اس علداری میں ہوا اور اُن کے روبرو بھی وہ زیور پیش ہوا انہوں نے فوراً وہ زیور پہچان لیا۔ مگر بغرض اطمینان اپنے چھوٹے بھائی سے پوچھا کہ دیکھو یہ تمہاری بھابی کا ہی زیور ہے نا؟ لچھمن جی کا جواب سننے کے قابل ہے؟ انہوں نے کہا کہ پانوٗ کا زیور تو بیشک اُن کا ہی ہے۔ میں اسے بخوبی پہچانتا ہوں کیونکہ میں ہمیشہ اُن کی قدمبوسی کرتا تھا۔ مگر کان کے زیور کی نسبت میں کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ میں نے اُن کے چہرہ پر اس دھیان سے کبھی نظر نہیں ڈالی کہ میں اُن کا زیور شناخت کرسکوں۔ اس فقرہ سے لچھمن جی کا کیسا اعلےٰ درجہ کا اتقاء پایا جاتا ہے اور اپنے پیارے بھائی کی آبرو اور ناموس کا کس قدر لحاظ ثابت ہوتا ہے۔ بس یہ ہے پردہ۔ اور یہ ہے احصان۔ گارے اینٹ کی دیواروں یا کپڑوں کے غلافوں کے پردے اصلی پردہ نہیں ہیں؛

ہماری گذشتہ تقریروں پر چند شبہات پیدا ہونے ممکن ہیں۔ پس مناسب ہے کہ اُن کو بھی بیان کر دیا جاوے اور اُن کا جواب دیا جاوے۔

شبہ اوّل۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی عورت کے پاس بغیر موجودگی کسی رشتہ دار محرم کے تنہا نہیں جانا چاہئے کسی نے پوچھا کہ کیوں حضرت شوہر کے بھائی کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے آپ نے فرمایا کہ شوہر کا بھائی تو موت ہے پس اس حدیث سے جو متفق علیہ ہے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عورت کا دیور اور جیٹھ کے روبرو ہونا سخت گناہ کا کام ہے جس کو موت کے برابر قرار دیا ہے؛

جواب اولاً۔ اس حدیث سے صرف رشتہ دار محرم کی عدم موجودگی میں غیر محرم شخص کا

تمہارے گناہگار ہونے کے خوف سے گھروں میں گھسے رہنے کا۔ اگر تم اپنے تئیں مامون عن الشہوت سمجھتے ہو تو کیا وجہ ہے کہ باقی جہان کو فاسق و فاجر جانتے ہو۔ کیا یہ قابل یقین ہے کہ تم جہان بھر کی عورتوں کو پاک نظر سے دیکھتے ہو باقی اور سب جہان بد نظر ہے۔ اور اگر تم بھی باقی لوگوں کی طرح ہو تو کیوں اس گناہ سے بچنے کی کوشش نہیں کرتے ہو۔ کیا رسول خدا صلعم نے نہیں فرمایا کہ لک الاولیٰ وعلیک بالثانیہ۔ یعنے اجنبی عورت پر پہلی نگاہ جایز ہے مگر جب نظر پاک نہ رہے تو دوبارہ قصداً دیکھنے سے بچے۔ اہل اسلام نے بالکل خلاف شریعت عمل کیا ہے کہ بجائے اس کے عورتوں کو پردہ شرعی کے ساتھ نکلنے دیں اور خود اُن کو بدنظری کی نیت سے دیکھنے سے بچیں یہ کیا ہے کہ عورتوں کو تو گھروں میں سے نکلنے سے منع کر دیا۔ مگر خود عورتوں کا تاکنا بند نہیں کیا۔ اور گرجاؤں اور باغوں اور میلوں میں جا جا کر غیر اقوام کی عورات کو جو اُن کے لئے مثل اپنی ماں بہنوں کے ہیں بُری نظر سے دیکھتے ہیں کیا سنت نبوی پر چلنے کے یہی معنے ہیں؟ مسلمان شیخی میں اور سچے دین کے گھمنڈ پر غیر مسلم قوموں کو جو چاہیں کہا کریں۔ ہمیں پردہ کی حقیقت اور ماہیت بتلانے اور اس کا اندازہ سمجھانے کے لئے رامائن کے ایک واقعہ سے بہتر مثال نہیں ملی۔ رام چندر جی کی بیوی سیتا جی کو جب راون لیگیا تو رام چندر جی اُس کی تلاش میں نکلے اور اپنے بھائی لچھمن جی کو بھی ساتھ لیا۔ اثناء سفر میں سیتا جی کے دو زیور جن میں سے شاید ایک کرن پھول تھا اور دوسرا کوئی زیور پاؤں کا تھا راہ میں گر پڑے۔ دیانت داری کا عہد تھا کوئی راہگیر اُٹھا کر راجہ کے پاس لے آیا۔ اور راجہ نے حکم دیا کہ زیور کے مالک کو تلاش کیا جائے۔ چنانچہ جو مسافر وہاں سے گذرتے تھے اُن کو وہ زیور بغرض شناخت دکھایا جاتا تھا۔ اتفاق

مگر اس کا جو علاج ممکن تھا وہ شرع نے خود بتلادیا۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں اگر گناہگار ہونگے تو خود بدنظر لوگ ہونگے نہ کہ وہ بیگناہ عورات جو اپنے حاجات ضروری کو نکلتی اور خدا کی دی ہوئی آزادی کو برتتی ہیں۔ اس کا علاج یہ ہی ہوسکتا تھا اور یہ ہی شرع نے بتایا کہ جو لوگ شہوت سے مامون نہ ہوں اور انہیں خوف ہو کہ ہم میں اس قدر تمیز اور انسانیت نہیں ہے کہ پرائی عورت کو دیکھیں اور اپنے قواے شہوانی کو قابو میں رکھ سکیں تو ان کو چاہئے کہ اپنے تئیں عورتوں پر نظر ڈالنے سے بچائے رکھیں۔ ان بدمعاشوں کی خاطر نصف دنیا قید نہیں کی جاسکتی۔ کل کو اگر بدنیت لوگ دوسروں کا مال دولت دیکھ کر چوری کی نیت یا طمع ظاہر کرنے لگیں تو کیا لوگوں کو منع کیا جاویگا کہ وہ خلقت پر اپنے متاع کا اظہار نہ کریں۔ یا اگر چند بھوکے بدمعاش چاہیں کہ حلوائی کی دوکان پر سے آنکھ بچا کر مٹھائی پر جھپٹا ماریں تو کیا حلوائیوں کو اپنی دوکانیں بند کردینی چاہئیں کیوں ان حرامزادوں کو پولیس میں گرفتار نہ کروایا جاوے۔ معہذا یہ کیسی الٹی سمجھ ہے کہ یا تو اس قدر اتقاء کہ عورتوں کو باہر نکلنے سے بایں نظر منع کیا جائے کہ دوسرے لوگ اپنی بدنظری کی وجہ سے گنہگار اور اقارب عورات گناہ کی مددگار نہ ٹھیریں۔ اور یا اس قدر بیباکی کہ اہل ہنود اور انگریزوں کی بیبیوں کو خوب گھور گھور کر دیکھنے سے خود مرتکب گناہ ہوں کیا اعانت گناہ ارتکاب گناہ سے بھی بدتر چیز ہے۔ شریعت نے عورتوں کو نکلنے کی ممانعت کرنے کی بجائے یوں حکم دیا ہے کہ مرد خود ان کے دیکھنے سے بچیں اگر انہیں خوف بدنظری ہو۔ پس یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ چونکہ اہل ہنود اور عیسائی اپنی بیبیوں کو نکلنے دیتے اور ہمارے روبرو آنے دیتے ہیں اس لئے ہم پر گناہ نہیں ہے۔ شریعت کا حکم ایسی صورتوں میں خود مردوں کو بچنے کے لئے ہے نہ عورتوں کو

کو لباس پہنتی ہیں کہ اس سے درحقیقت شکم و سینہ و پشت کا جس کا چھپانا قرآن مجید سے صریح ظاہر ہے تقریباً بالکل برہنہ رہتی ہیں۔ بڑے پائنچوں کے پاجامے بھی گو بظاہر نہایت پردہ کی چیز ہیں مگر ایک طرح مخل ستر ہوتے ہیں یعنے بہت بڑے ہونے کی وجہ سے بغیر اس کے کہ ان کو اٹھا کر چلیں چلنا پھرنا مشکل ہے اور ان کو اٹھا کر چلنے سے کسی قدر حصہ پنڈلیوں کا برہنہ ہوجاتا ہے۔ دیہات میں عموماً دہلی کی سی بانکی کرتیاں تو نہیں پہنی جاتیں بلکہ ان کی بجائے کرتے پہنے جاتے ہیں مگر ان کے گریبان کھلے رہتے ہیں جس میں سے کسی قدر چھاتی کا بالائی حصہ نظر آتا رہتا ہے۔ غرض ہندوستانی لباس عورات میں اس حکم خداوندی کی جس کے رو سے چہرہ اور ہاتھ کے سوا کل جسم اور پوشیدہ خوبصورتی کے چھپانے کی سخت تاکید فرمائی گئی ہے ذرا بھی تعمیل نہیں ہوتی۔ اور کچھ شک نہیں کہ اس قسم کا لباس پہننا بالکل حرام ہے۔ یہ بے حیائی کا لباس پہنا کر ان کو چار دیواری میں قید کرنا اور ان کو ہوائے تازہ میں جو صحت کے لئے طبعاً ان کو اسی قدر ضرور ہے جس قدر مردوں کو برقع اوڑھ کر بھی نہ نکلنے دینا پرلے درجہ کی حماقت ہے۔ اور عورتوں پر صریح ظلم۔ ہماری دانست میں شرعی لباس پہنکر اور دوپٹہ اسی طرح اوڑھ کر کہ سر کا کوئی حصہ ننگا نہ رہے کھلے چہرہ اور ہاتھوں سے ایسے اجنبی اشخاص سے کہ روبرو جن پر ان کے شوہروں اور والدین کو نیک چلنی کا اعتبار ہو اپنے محرم عزیزوں کی موجودگی میں بشرط ضرورت روبرو ہونا لوگوں کے خیال میں کیسا ہی معیوب ہو مگر خدا اور رسول کے احکام کے مطابق ہے اور اس بے حیائی سے جو گھروں میں رہ کر لباس حرام کے ذریعہ سے عمل میں آتی ہے بدرجہا بے عیب اور بے گناہ ہے۔ اس عملدرآمد پر اگر کوئی شرعاً اعتراض ہو سکتا ہے تو شاید صرف یہ ہو کہ لوگ اجنبی عورات کو اس طرح باہر نکلتا دیکھ کر نظر بد سے تاکا کرینگے۔

جائز ہیں۔ مگر داؤد نے کہا ہے کہ اُس کے تمام جسم کا دیکھنا جائز ہے۔ نیل الاوطار

جس قدر آیات قرآنی اور روایات فقہی اور احادیث اوپر مذکور ہوئیں اُن سے احکام ذیل حاصل ہوئے عورت اجنبیہ کا پردہ جو متفقاً از روئے شریعت ثابت ہے وہ یہ ہے کہ

۱۔ چہرہ اور ہاتھ کے سوا تمام جسم چھپایا جائے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک پاؤں کا پردہ ضرور نہیں۔ اور امام ابو یوسف کے نزدیک جن کی رائے پر تمام حنفی لوگ فتویٰ دیتے ہیں عورات اجنبیہ کی باہیں بھی پردہ میں داخل نہیں ۔

۲۔ اگر کوئی شخص مغلوب الشہوت ہو تو وہ عورات اجنبیہ پر نظر نہ کرے ۔

۳۔ اس باب میں عورات اہل اسلام و کفار کا یکساں حکم ہے ۔

۴۔ نکاح کی غرض سے مرد کا عورت کو دیکھنا نہ دیکھنے کی نسبت جناب پیغمبر علیہ السلام کے ارشاد کے موافق زیادہ پسندیدہ ہے۔

پہلے حکم کے رو سے ہندوستان کی عورات اہل اسلام کا وہ لباس بالکل خلاف شرع ٹھیرتا ہے جس کا دستور دہلی اور لکھنؤ کی شریف زادیوں میں ہو رہا ہے کہ اُس میں کُرتی اس قدر اونچی ہوتی ہے کہ پاجامہ کے نیفہ اور کرتی کے کنارہ کے درمیان نہایت بے حیائی سے شکم نظر آتا رہتا ہے۔ اور جن کی آستینیں اتنی چھوٹی ہوتی ہیں کہ امام ابو یوسف کے فتوے سے بھی جس سے صرف کہنیوں سے نیچے تک کے حصہ کے برہنہ ہونے کا جواز نکلتا ہے اس بے شرمی کی حمایت نہیں کی جا سکتی۔ علاوہ اس بے شرمی کے جو بازوؤں اور پیٹ کی برہنگی کھلنے سے متصور ہے سب سے بڑی آفت جو دہلی و لکھنؤ کی عورات پر آئی ہے یہ ہے کہ وہ ایسی باریک ململ اور تن زیب اور سینگ

والکفین- وقال داود یجوز النظر الی جمیع البدن (نیل الاوطار)

ہیں جن سے نکاح کے ارادے سے عورت کو دیکھنا نہ صرف جائز بلکہ مستحب ثابت ہوتا ہے ایسی روایات کثرت سے ہیں- ہم اس جگہ صرف تین چار احادیث کا ذکر کرتے ہیں-

آنحضرت صلعم کے پاس ایک عورت آئی اور کہا کہ یا رسول اللہ میں اس لئے آئی ہوں کہ اپنے تئیں آپ کے سپرد کردوں- آپ نے اس کو خوب دیکھا بھالا- بخاری

ایک شخص نے کسی عورت سے خواستگاری کی آنحضرت نے فرمایا کہ اس کو پہلے دیکھ لے کیونکہ انصار مدینہ کی آنکھوں میں کچھ عارضہ ہوتا ہے- مسلم و نسائی

مغیرہ بن شعبہ نے کسی عورت سے خواستگاری کی آپ نے فرمایا کہ اس کو دیکھ بھی لیا ہے اس نے کہا نہیں- کہا پہلے دیکھ لے تا کہ تم میں الفت زیادہ ہو- نسائی و ترمذی

جابر کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جب تم کسی عورت سے خواستگاری کرو تو حتی الامکان جس وصف کے طالب ہو اس کو دیکھ لو- چنانچہ میں نے جب ایک عورت سے خواستگاری کی تو اس کو دیکھا کرتا تھا یہاں تک کہ میں نے اس میں وہ وصف پالیا جو مجھے مطلوب تھا-

ظاہر احادیث سے یہ نکلتا ہے کہ عورت کو دیکھنا جائز ہے- خواہ اس دیکھنے کا علم عورت کو ہو یا نہ ہو- نیل الاوطار

اس امر میں اختلاف ہے کہ جس عورت سے خواستگاری کرنی ہو اس کے جسم کا کس قدر حصہ دیکھنا جائز ہے- زیادہ تر میلان رائے کا اس طرف ہے کہ صرف منہ اور دونوں ہاتھ دیکھنے

مسلم و نسائی ۔

عن المغیرہ بن شعبہ قال خطبت امرأۃ فقال لی رسول اللہ صلعم ھل نظرت الیھا۔ قلت لا۔ قال فانظر فانہ احری ان یودم بینکما (نسائی۔ ترمذی)

عن جابر بن عبداللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا خطب احدکم المرأۃ فان استطاع ان ینظر الی ما یدعوہ الی نکاحھا فلیفعل فخطبت جاریۃ فکنت اتخبأ لھا حتی رأیت منھا مادعانی الی نکاحھا وتزویجھا۔

ظاھر الاحادیث انہ یجوز النظر الیھا سواء کان ذلک باذنھا ام لا (نیل الاوطار) ۔

فقد وقع الخلاف فی الموضع الذی یجوز النظر الیھا من المخطوبہ ۔ فذھب الاکثر الی انہ یجوز النظر الی الوجہ

سے بیان کیا گیا ہے کہ ایک عورت نے اپنے تئیں رسول اللہ صلعم پر پیش کیا۔ پس آپ نے اس کے چہرہ پر نظر کی اور اس کی طرف اپنی رغبت نہ پائی ۔

۲ - دوسری حدیث یہ ہے کہ اسماء بنت ابوبکر باریک کپڑے پہنے ہوئے تھی رسول اللہ صلعم کے پاس آئی رسول اللہ صلعم نے اپنا منہ اس کی طرف سے پھیر لیا اور کہا کہ اے اسماء جب لڑکی بالغ ہو جائے تو مناسب نہیں کہ اس کا بدن سوائے اس کے اور اس کے (منہ اور ہاتھ کی طرف اشارہ کرکے) نظر آوے ۔

۳ - جب فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنا کوئی سا بیٹا بلال یا انس کو دیتیں تو بلال یا انس کہا کرتے تھے کہ ہمیں حضرت فاطمہ کا ہاتھ چاند کا ٹکڑا سا معلوم ہوا کرتا تھا ۔ پس ثابت ہوا کہ عورت کے منہ اور ہاتھ کی طرف نظر کرنے میں کچھ مضایقہ نہیں ہے ۔

یہ روایات تو عام طور پر منہ اور ہاتھ کے کھلے رہنے کے جواز میں ہیں ۔ ان کے علاوہ وہ روایات

وعليها ثياب رقاق فاعرض عنها رسول الله صلعم قال يا اسماء ان المراة اذا بلغت المحيض لم يصلح ان يرى منها الا هذا وهذا واشار الى وجهه وكفيه

۳- ان فاطمة رضى الله عنها لما ناولت احدا ابنيها بلالا او انسا قال رايت كفها فلقة قمر اى قطعة فدل على انه لا باس بالنظر الى وجه المراة وكفها۔

عن سهل بن سعد قال جاءت امراة الى رسول الله صلعم فقالت يا رسول الله جئت لاهب لك نفسى فنظر اليها رسول الله فصعد النظر و صوبه۔ بخارى

عن ابى هريرة قال خطب رجل الى امراة فقال النبى صلعم انظر اليها فان فى اعين الانصار شيئا

کیونکہ اس آیت کی تفسیر میں صحابہ کے متعدد اقوال ہیں مگر علی اور ابن عباس کے قول کے سوا اور کسی قول سے وہ مطلب حاصل نہیں ہوتا جس کا ثابت کرنا یہاں مطلوب ہے۔ لیکن ان کا قول بھی استدلال مطلوبہ کے لئے غیر واضح ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ سرمہ کی جگہ آنکھ ہے نہ کہ کل چہرہ اور اسی طرح انگشتری کی جگہ انگلیاں ہیں نہ کہ کل ہاتھ۔ اور جو امر ثابت کرنا ہے وہ یہ ہے کہ اجنبی عورت کے کل چہرہ اور کل ہتیلی کی طرف نظر کرنا جایز ہے لیکن صاحب فتح القدیر کا اس نکتہ چینی کرنے سے یہ منشا نہیں کہ اجنبی عورت کے کل چہرہ اور ہتیلی کا دیکھنا ناجایز ثابت کیا جائے بلکہ [illegible] یہ ہے کہ اس باب میں علی اور ابن عباس کے قول سے استدلال کرنا خوب نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے خود آگے چل کر تین احادیث سے استدلال کرکے اجنبی عورت کے کل چہرہ اور ہتیلی کے دیکھنے کا جواز ثابت کیا ہے۔ پہلی حدیث میں جو انہوں نے لکھی

الظاهر ان المقصود من نقل قول
علی وابن عباس ههنا انما هو الاستدلال
علی جواز ان ينظر الرجل الی وجه الاجنبية
وكفيها بقولهما فی تفسير قوله تعالی الا ما
ظهر منها فان فی تفسيره اقوالاً من
الصحابة لا يدل علی المدعی ههنا شیٔ منها
سوی قولهما لكن دلالة قولهما علی ذلك
غير واضح ايضاً اذ الظاهر ان موضع
الكحل هو العين لا الوجه كله وكذا موضع
الخاتم هو الاصبع لا الكف كله والمدعی
جواز النظر الی وجه الاجنبية كله والی
كفيها بالكلية

۱- ان امراة عرضت نفسها علی رسول
الله صلی الله عليه وسلم فنظر
الی وجهها ولم يرغبها رغبته

۲- ان اسماء بنت ابی بكر دخلت الی
رسول الله صلی الله عليه وسلم

یہ نص ہے اس بات پر کہ اجنبی عورت کے پانوٗ
کا دیکھنا جایز نہیں ہے۔ اور امام ابوحنیفہ رہ
سے روایت ہے کہ پانوں کا دیکھنا بھی جایز ہے
کیونکہ اُس میں بھی کچھ نہ کچھ ضرورت ہے اور امام
ابویوسف رہ کا یہ قول ہے کہ اجنبی عورت کی
باہوں کا دیکھنا بھی جایز ہے کیونکہ عادۃً وہ بھی
کُھلی رہتی ہیں۔ لیکن اگر مرد شہوت سے مامون
نہ ہو تو ضرورت کے سوا اجنبی عورت کے چہرہ کو
بھی نہ دیکھے +

صاحب فتح القدیر نے ہدایہ کی اُس
استدلال پر جو قول علی و ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے کیا گیا ہے سخت نکتہ چینی کی ہے چنانچہ
لکھا ہے کہ ظاہر ہے کہ اس مقام پر علی اور ابن
عباس کا قول نقل کرنے سے یہ مقصود ہے کہ
قولہ تعالیٰ الا ما ظہر منہا کی تفسیر میں جو اُن کا قول
ہے اُس کے ذریعہ سے اس امر کا استدلال کیا جائے
کہ مرد کو اجنبی عورت کا چہرہ اور ہاتھ دیکھنا جایز ہے

لا يجوز ان ينظر الرجل الى الاجنبية
الا الى وجهها وكفيها لقوله تعالى لا
يبدين زينتهن الا ما ظهر منها
قال علي وابن عباس رضي الله عنهما
ما ظهر منها الكحل والخاتم والمراد
موضعهما وهو الوجه والكف كما ان المراد
بالزينة المذكورة مواضعها ولان في
ابداء الوجه والكف ضرورة لحاجتها
الى المعاملة مع الرجال اخذا و
اعطاء وغير ذلك وهذا تنصيص
على انه لا يباح النظر الى قدمها
وعن ابي حنيفة رح انه يباح لان فيه
بعض الضرورة وعن ابي يوسف رح
انه يباح النظر الى ذراعيها ايضا
لانه قد يبدو منها عادة فان كان
لا يامن الشهوة لا ينظر الى
وجهها الا لحاجة

پھر آگے چل کر اُسی فتاوی میں لکھا ہے کہ
جس جس عورت کی طرف نظر کرنا بُرا نہیں اُس کے
جسم کو بلا کپڑے مس کرنے میں بھی کچھ مضایقہ نہیں
بشرطیکہ مس کرنے میں خواہش بد نہ ہو مگر یہ حکم اجنبی
عورات سے متعلق نہیں کیونکہ اُن کے چہرے کو
دیکھنا تو جایز ہے مگر چھونا مکروہ ہے*
ہدایہ میں اس مسئلہ کو یوں لکھا ہے کہ جایز
نہیں کہ مرد اجنبی عورت کا بدن سوائے چہرہ اور
ہتیلی کے دیکھے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ
عورتیں اپنی زینت بجز اس قدر کے جو کُھلی رہتی
ہے نہ دکھلاویں۔ علی اور ابن عباس رضی اللہ
عنہما نے کہا ہے کہ ظاہر زینت سُرمہ اور انگشتری ہیں
اور اُن سے مراد اُن کی جگہ ہے یعنے چہرہ اور
ہتیلی جسطرح زینت سے مراد زینت کی جگہ ہے
اور اس حکم کی وجہ یہ ہے کہ چہرہ اور ہاتھ کے کھولنے
کی ضرورت رہتی ہے کیونکہ مردوں کے ہمراہ دینے
لینے وغیرہ معاملات کی حاجت پڑتی ہے۔ اس لئے

منهن وذلك الوجه والكف في ظاهر الرواية كذا في الذخيرة وروى الحسن عن ابي حنيفةؒ يجوز النظر الى قدمها ايضاً وفي رواية اخرى عنه قال لا يجوز النظر الى قدمها وفي جامع البرامكه عن ابي يوسفؒ انه يجوز النظر الى ذراعيها ايضاً عند الغسل والطبخ

اور حسن نے ابوحنیفہ رض سے روایت کی ہے کہ اجنبی عورتوں کے پاؤں کی طرف نظر کرنا بھی جایز ہے اور انہیں سے ایک اور روایت میں یوں ہے کہ اُن کے قدموں کی طرف نظر کرنا جایز نہیں اور جامع البرامکہ میں ابویوسف سے مروی ہے کہ اجنبی عورتوں کی باہوں کی طرف بھی جو کسی چیز کے دھونے یا پکانے میں کھلی ہوں نظر کرنا جایز ہے +

لا باس للرجل ان ينظر من امه وابنته البالغة واخته وكل ذات محرم منه الى شعرها وصدرها وراسها وثدييها وعضدها وساقها ولا ينظر الى ظهرها وبطنها ولا الى ما بين سرتها الى ان يجاوز الركبة

ما لا يكره النظر اليها لا باس بان يمسها بلا حايل بلا شهوة الا لا الاجنبية فانه لا باس بالنظر الى وجهها ويكره المس

پھر فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے کہ الکافرۃ کالمسلمۃ۔ یعنے کافر عورت اور مسلمان عورت کا یکساں حکم ہے۔ فتاوی قاضی خاں میں ذوات محارم کی طرف نظر کرنے کے باب میں یہ لکھا ہے کہ کچھ مضایقہ نہیں کہ آدمی اپنی ماں اور بالغ بیٹی اور بہن اور ہر ذی محرم کے بال۔ چھاتی۔ سر۔ پستان۔ بازو۔ پنڈلی کی طرف نظر کرے۔ مگر اُس کی پشت اور شکم اور مابین ناف و زانو نظر نہ کرے +

ہیں اب یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ ہمارے علماء فقہ جن کا خاص کام قرآن مجید سے احکام کا استنباط کرنا ہے اس باب میں کیا لکھتے ہیں۔ فتاوی عالمگیری میں پردہ کی بحث کو نہایت تفصیل کے ساتھ لکھا ہے اور اس کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ اول مرد کا مرد کو دیکھنا۔ دوم عورت کا عورت کو دیکھنا۔ سوم عورت کا مرد کو دیکھنا۔ چہارم مرد کا عورت کو دیکھنا۔ پہلی تین صورتوں میں لکھا ہے کہ جس قدر حصہ بدن مابین ناف و زانو کے ہے اُس کا دیکھنا ناجائز ہے۔ اور صورت چہارم کے پھر چار اقسام کئے ہیں اول مرد کا اپنی بی بی و لونڈی کو دیکھنا۔ ثانی مرد کا اپنی ذوات محارم کو دیکھنا ثالث مرد کا اجنبی آزاد عورت کو دیکھنا۔ رابع مرد کا غیر کی لونڈیوں کو دیکھنا۔ ہم صورت اول و رابع کو بیان کرنا غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ صورت ثانی یعنے ذوات محارم کے دیکھنے کی نسبت فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے کہ ذوات محارم (مثلاً ماں بہن وغیرہ) کی

اما نظره الی ذوات محارمه فنقول یباح له ان ینظر منها الی موضع زینتها الظاهرة والباطنة وهی الراس والشعر والعنق والصدر والاذن والعضد والساعد والکف والساق والرجل والوجه

ظاہری اور باطنی زینت کے مقام کو دیکھنا جائز ہے اور وہ یہ ہیں۔ سر۔ بال۔ گردن۔ سینہ۔ کان بازو۔ پہونچا۔ ہتیلی۔ پنڈلی۔ پاؤں۔ چہرہ +

اما النظر الی الاجنبیات فنقول یجوز النظر الی مواضع الزینة الظاهرة

صورت ثالث کی نسبت فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے کہ اجنبی عورتوں کی طرف نظر کرنے کے باب میں ہماری یہ رائے ہے کہ اُن کی زینت ظاہری کے مقامات یعنے چہرہ اور ہتیلی کی طرف نظر کرنا جائز ہے۔ (ذخیرہ میں اسی طرح لکھا ہے)

ہے ۔

اسی طرح کا حکم پیغمبر خدا صلعم کے گھر میں داخل نہ ہونے کے باب میں سورہ احزاب کی آیت مذکورہ صدر میں دیا گیا ہے اور اُس کے ساتھ یہ فرمایا گیا کہ اگر کوئی چیز گھر میں سے منگانی مطلوب ہو تو پردہ کے پیچھے سے منگالو۔ یعنے جب گھر میں ملاقات کی نظر سے جانا منظور ہی نہیں بلکہ صرف کوئی چیز لینی ہے تو تمام گھر والوں کو اطلاع دینا کہ وہ سب ملاقات کے لئے بلحاظ درستی لباس وغیرہ تیار ہو جائیں کچھ ضرور نہیں ہے اور ذرا ذرا سی چیز کے لئے گھر والوں کو گھڑی گھڑی اس طرح تکلیف دینا کیا حاصل۔ بہتر ہے کہ گھر کی عورتیں جس حال میں ہیں اُسی میں رہیں تم پردہ کے پیچھے سے جو چیز مانگنی ہے مانگ لو۔ عموماً ہر شخص کو یہ امر پیش آتا ہے کہ گرمی کی شدت کے وقت یا کسی کام میں حد سے زیادہ مصروفیت کی وجہ سے گھر میں عورتوں کو یہ خیال نہیں رہتا کہ اُن کے سر پر ٹھیک طور پر دوپٹہ ہے یا نہیں۔ یا بوجہ علالت یا کسی اور باعث سے وہ ایسی آزادگی کے ساتھ اپنے گھر میں لیٹی ہوئی ہیں کہ غیر کے روبرو وہ آزادگی جائز نہیں ہوسکتی ایسی صورتوں میں اگر مردانہ مکان میں چند آدمی جمع ہوں جن کے لئے کبھی پان کے واسطے اور کبھی پانی کے واسطے اور کبھی حقہ یا کسی اور شے کے واسطے کسی مرد کو اندر آنے کی ضرورت پڑے تو اب کس قدر دقت ہے اگر ہر دفعہ وہ شخص اندر آنے کی اجازت طلب کرے اور ہر بار گھر کی سب عورتیں مودبانہ قرینہ سے بیٹھیں۔ اس سے بہتر ہے کہ وہ پردہ کے باہر سے جو کچھ مانگنا ہو مانگ لے ۔

یہاں تک جو کچھ ہم نے لکھا وہ اُس تفسیر کی بناء پر تھا جو ہم خود الفاظ قرآن مجید کے سمجھتے

واذا سألتموهن متاعا فسئلوهن من	سے مانگو۔ کہ یہ امر تمہارے لئے اور اُن عورتوں
وراء حجاب ذٰلکم اطهر لقلوبكم وقلوبهن	کے لئے دل کی پاکیزگی کا موجب ہے۔ یہ آیت

اول تو ازواج مطہرات پیغمبر خدا سے متعلق ہے جن کی نسبت خدا تعالیٰ نے عام عورات سے علیحدہ کچھ احکام دئے تھے چنانچہ اگلی پچھلی آیات کے پڑھنے سے بخوبی ثابت ہے۔ اس کے علاوہ یہ آیت تعلق رکھتی ہے اُس حکم سے جس کے رو سے بلا اجازت پیغمبر خدا کے گھر میں جانے کی ممانعت کی گئی ہے اسی مضمون کا حکم جملہ اہل اسلام کی نسبت سورہ نور میں اس طرح بیان فرمایا گیا ہے

يا ايها الذين آمنوا لا تدخلوا بيوتا غير بيوتكم	کہ اے ایماندار لوگو اپنے گھروں کے سوا اور گھروں
حتى تستأنسوا وتسلموا على اهلها	میں داخل نہ ہوتا وقتیکہ اجازت نہ لے لو اور گھر
ذٰلكم خير لكم لعلكم تذكرون - فان لم	والوں کو سلام نہ کر لو۔ یہ تمہارے لئے اچھا ہے
تجدوا فيها احدا فلا تدخلوها حتى يؤذن	شاید تم نصیحت حاصل کرو۔ اگر تم گھر پر کسی کو نہ پاؤ
لكم وان قيل لكم ارجعوا فارجعوا هو ازكى لكم	تو جب تک تم کو اجازت نہ ملے اُن میں داخل مت

ہو۔ اور اگر تم کو واپس چلے جانے کو کہا جاوے تو تم واپس چلے جاؤ۔ یہ تمہارے لئے پسندیدہ ہے

سب آدمی مرد ہوں یا عورت اپنے مکان پر جب کوئی غیر شخص موجود نہ ہو بے تکلفی سے رہتا ہے اور اُس طور کی پابندی لباس کی ملحوظ نہیں رکھتا جس قدر غیروں کے روبرو کرنی پڑتی ہے۔ ایسی صورت میں غیر آدمی کا یک لخت بلا اطلاع چلا آنا اور صاحب خانہ کو ملاقات کے لئے تیار ہونے کی مہلت نہ دینا ہمیشہ خلاف تہذیب اور موجب حرج اور بعض اوقات مخل پردہ شرعی ہوتا ہے۔ اس واسطے اس طرح بلا اجازت ایک دوسرے کے گھر میں جانے کی ممانعت کی گئی

عورتیں ہیں۔ لاچار مسلمان عورتوں نے شرما کر نکلنا چھوڑ دیا اور یہ سخت باعث تکلیف و حرج کا ہوا۔ اس پر خدا تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ وہ اپنی چادریں کسی قدر نیچے تک لٹکا کر آئیں جائیں اور وہ اس شریفانہ وضع سے جس کا عام طور پر سب کو حکم دے دیا گیا بآسانی شناخت ہو جایا کریں گی کہ یہ خاتونان اہل اسلام ہیں اور پھر منافق ستانے سے باز رہیں گے۔ پس اس آیت کو بھی غیر محارم کے روبرو ہونے کے جواز یا عدم جواز سے تعلق نہیں۔ بلکہ منافق جو عدم شناخت کے بہانہ سے مسلمانوں کی عورتوں کو ستاتے تھے اُن کی ایذاء سے بچنے کے لئے ایک خاص شریفانہ وضع سے جو سب کے لئے بطور علامت ہو نکلنے کے لئے حکم دیا گیا ہے۔ بجائے اس کے کہ اس آیت سے ہندوستان کے سے پردہ کی تائید ہو حالت ایذاء یابی میں بھی بلا نقاب وغیرہ جس کا اس آیت میں کہیں اشارہ تک نہیں صرف چادر کو اس طرح اوڑھ کر کہ وہ کسی قدر لٹکی رہے بلا شرط اس امر کے کہ اُس سے چہرہ چھپ جائے باہر نکلنے کی اجازت دی گئی ہے ۔

جو آیتیں اوپر مذکور ہوئیں ان کے سوا اور کوئی آیت قرآن مجید میں پردہ کے متعلق نہیں ہے۔ پس قرآن مجید اگر جواب[illegible] ہے تو صرف اس قدر پردہ کا ہے جو ان آیتوں میں بیان ہوا اور جو سراسر مطابق عقل و فطرت انسانی ہے۔ قرآن مجید اُن خرابیوں کا جواب[illegible] نہیں ہو سکتا جن کا موجب وہ پردہ ہے جس کا اشارہ تک کلام الٰہی میں نہیں ملتا اور جس کے موجد صرف مسلمانانِ ہندوستان ہیں۔

قبل اس کے کہ ہم قرآن مجید کی بحث ختم کریں ایک اور آیت کا بھی ذکر کرنا مناسب ہے جس کو ممکن ہے کہ لوگ غلطی سے پردہ کے متعلق سمجھیں۔ ہماری مراد سورہ احزاب کی اُس آیت سے ہے جہاں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب تم کو اُن (عورتوں) سے کوئی چیز مانگنی ہو تو پردہ کے پیچھے

نہ ہے بلکہ اس آیت میں خطاب خاص ازواج رسول خدا صلعم کی طرف ہے جیساکہ اس سے پہلی آیت سے ظاہر ہے چنانچہ ہم دونوں آیتوں کو یہاں لکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی کی عورتو۔

یا نساء النبی لستن کاحد من النساء ان اتقیتن فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبہ مرض وقلن قولا معروفا ۝ وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولی ۝ الاحزاب	تم ہر عام عورت کی طرح نہیں ہو۔ اگر تم پرہیزگار ہو تو اس طرح دب کر بات مت کہو کہ جس شخص کے دل میں کھوٹ ہو اُسے لالچ پیدا ہو۔ تم معقول بات کہو۔ اور اپنے گھروں میں ٹھیرو اور جاہلیۃ کے دکھانے پھرنے کا دستور ترک کرو۔
یا ایھا النبی قل لازواجک وبناتک ونساء المؤمنین یدنین علیھن من جلابیبھن ذلک ادنی ان یعرفن فلا یؤذین ۝ الاحزاب	تیسری آیت بھی سورۂ احزاب کی ہے جہاں فرمایا ہے کہ اے نبی اپنی بیبیوں اور اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں کو کہ دے کہ وہ چادریں اوڑھ

کر نیچے تک لٹکالیں۔ اس سے وہ غالباً پہچانی جائینگی اور پھر ان کو کوئی ایذا نہ دیگا۔ سورہ احزاب مدینہ میں نازل ہوئی ہے۔ زمانہ نزول سورہ احزاب میں مدینہ میں اسلام کا پورا تسلط نہ ہوا تھا اور مسلمان باشندوں کی آزادی بجز یہودیوں اور منافقوں کے قول وقرار کے جسے وہ ہر وقت توڑ سکتے تھے اور کسی قانون کی حفاظت میں نہ تھی۔ اس وجہ سے مسلمانوں کو کفار سے طرح طرح کی ایذائیں پہنچتی رہتی تھیں۔ چنانچہ ایک تکلیف یہ بھی تھی کہ بدمعاش لوگ مسلمانوں کی عورتوں کو مدینہ میں چھیڑتے اور ٹوکتے اور دق کرتے رہتے تھے۔ منافقین جو ظاہر میں اپنے تئیں مسلمانوں کا دوست ظاہر کرتے تھے مسلمانوں کی عورتوں کو دق کرنے کے بعد یہ عذر کر دیتے تھے کہ ہم نے پہچانا نہیں تھا کہ یہ تمہاری

نہ یہ نکلتا ہے کہ غیر محارم رشتہ داروں کا گھروں میں آنا اور عورات کا اُن کے روبرو ہونا ممنوع ہے اور ان دونوں امور کا جواز سورہ نور کی آیت مذکورہ بالا سے ثابت ہے۔ بڑا قطعی ثبوت اس امر کا کہ اس آیت کو پردہ سے کچھ تعلق نہیں ہے یہ ہے کہ رسول خدا کے اخیر عہد تک ازواج مطہرات اپنے حوائج اور نماز اور عیدین کے لئے برابر باہر پھرا کرتی تھیں۔ اگر گھر میں ٹھیرنے کا حکم دینے سے ہر دم اور ہر آن گھر میں ٹھیرنا ضروری ہوتا اور حوائج ضروری کے لئے باہر جانا جایز نہ ہوتا تو ازواج مطہرات باہر کیوں نکلا کرتیں۔ حضرت عایشہ سے ایک حدیث مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے سودہ بنت زمعہ کو باہر پھرتے دیکھ لیا تھا اور اس طرح پھرنے پر اعتراض کیا وہ جناب رسول خدا کے پاس واپس آئیں اور حال عرض کیا۔ آپ اُس وقت حضرت عایشہ کے حجرہ میں کھانا کھا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ نے اجازت دی ہے کہ تم اپنے ضروری کاربار کے لئے باہر نکلا کرو۔

| اذن اللہ لکن ان تخرجن لحوائجکن |

علیٰ ہذا القیاس آنحضرت صلعم کے حضرت عایشہ کو حبشی بازیگروں کے تماشا دکھلانے کا قصہ مشہور ہے اور کتب حدیث میں درج ہے گو اُس کی نسبت امام نووی نے لکھا ہے کہ اُس وقت حضرت عایشہ صغیر سن تھیں اور بلوغت کو نہ پہنچی تھیں اور نہ تب تک پردہ کا حکم نازل ہوا تھا۔ مگر یقیناً امام صاحب کا یہ خیال صحیح نہیں ہے یہ واقعہ مدینہ میں وفد حبشہ کے پہنچنے کے بعد کا ہے۔ اور وفد حبشہ کے پہنچنے کا زمانہ ارباب سیر نے سنہ ہجری لکھا ہے۔ مگر سنہ ہجری میں حضرت عایشہ کی عمر سولہ سال سے متجاوز تھی اور اُس وقت آیت حجاب نازل ہو چکی تھی ٭

یہاں یہ بات بھی بیان کرنی ضرور ہے کہ یہ آیت عورات عام اہل اسلام پر قابل اطلاق نہیں

دوپٹہ ڈالنے یعنے اُن کو چھپانے کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر فرمایا کہ اس قسم کی نمایش صرف شوہر یا باپ یا دیگر محرم رشتہ دار یا نوکر چاکر یا کم عمر بچوں کے روبرو جایز ہے۔ اس حکم میں جو بالتخصیص عورتوں کے لئے ہے دو امور قابل غور ہیں اول یہ کہ شوہر و دیگر محارم کے سوا اور کسی کو پوشیدہ حُسن یا زیب و زینت کھول کر دکھانی ممنوع ہے۔ البتہ جس قدر خود بخود ظاہر نظر آتی ہو اُس کا نظر آنا ہر شخص کے روبرو جایز ہے۔ دوم یہ کہ گھروں میں چونکہ اس قسم کا تکلف درستی لباس کا ہر وقت قایم نہیں رہ سکتا جیسا باہر نکلنے میں کیا جاتا ہے اس لئے نوکر چاکروں کے روبرو بھی یہ تکلف کی سخت پابندی معاف ہے +

دوسری آیت سورہ احزاب کی ہے جس میں عورتوں کو فرمایا کہ تم اپنے گھروں میں ٹھیرو

وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلیة الاولیٰ - الاحزاب

اور جس طرح ایام جاہلیت میں دکھاتے پھرنے کا دستور تھا اُس طرح مت دکھاتی پھرو۔ اس آیت میں صرف زمانۂ جاہلیت کی بے حیائی و بے شرمی کو کہ عورتیں سنگار کر کے اکھاڑوں میں جائیں اور بے حیائی کے اشعار پڑھتیں منع فرمایا ہے اور صاف ظاہر ہے کہ گھر میں ٹھہرنے کا جو ذکر ہے وہ اُس آوارہ گردی زمانہ جاہلیت کے مقابلہ میں ہے اُس کا یہ منشاء ہرگز نہیں کہ جائز ضرورتوں کے لئے بھی گھر سے نکلنا منع ہے بے شک شریف حیادار عورتوں کو ایسے ناپاک میلوں میں ہرگز نہیں جانا چاہیئے بلکہ اپنے گھر ٹھیرنا چاہئے۔ اس آیت میں صرف ایام جاہلیت کی آوارگی کو رد کیا گیا پردہ سے آیت کا بالکل تعلق نہیں ہے۔ اس آیت سے یہ نہیں نکلتا ہے کہ ایام جاہلیت کی سی نمایش کے بغیر اور نہایت شریفانہ طور پر ضرورتاً عورات کا باہر نکلنا ممنوع ہے

الا لبعولتھن او آباءھن ۔۔۔ او التابعین	ذرا نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کو محفوظ رکھیں
غیر اولی الاربۃ من الرجال او الطفل الذین	اور سوائے اُس زینت کے جو کھلی نظر آتی ہو اپنی
لم یظھروا علی عورات النساء ولا یضربن	اور کوئی زینت نہ دکھاویں اور اپنے گریبانوں پر
بارجلھن لیعلم ما یخفین	اپنے دوپٹے ڈالے رکھیں اور اپنی زینت کسی پر
زینتھن ۔ النور	نہ کھولیں ۔ مگر ہاں اپنے شوہر یا اپنے باپ ۔۔

یا ایسے مردوں پر جو کمیرے ہیں اور اُور کچھ غرض نہیں رکھتے یا اُن لڑکوں پر جو عورتوں کے بھید نہیں پہچانتے اور عورتوں کو اپنے پاؤں زور سے مار کر نہیں چلنا چاہئے تاکہ اُن کا چھپا سنگار معلوم ہو ۔

پہلی آیت میں مردوں کو ہدایت فرمائی ہے کہ وہ اپنی نظر ذرا نیچی رکھیں اور پاکبازی اختیار کریں ۔ دوسری آیت میں اُنہیں الفاظ میں وہی حکم اُسی قدر نظر نیچی رکھنے اور پاکبازی کا عورتوں کو دیا گیا ہے ۔ یہاں تک تو جس قدر حکم شرم و حیاء و پاکبازی کا عورتوں کو دیا گیا ہے اُتنا ہی مردوں کو دیا گیا ہے ۔ کوئی خاص پردہ عورتوں کے واسطے تجویز نہیں کیا گیا ۔ لیکن چونکہ عورتوں میں شرم و حیاء مردوں کی نسبت زیادہ ہے اس لئے اُسی زیادتی کے موجب اُس شرم و حیاء کو عمل میں بھی لانے کا حکم دیا گیا اور وہ یہ ہے کہ عورتوں کی حرکات ایسی نہیں ہونی چاہئیں کہ اُن کی زینت یا آرایش جو دوسرے آدمی کو بظاہر نظر نہیں آتی اُن حرکات سے اُس پوشیدہ زینت کی نمایش ہو ۔ عرب کی عورتیں اپنے گریبان کھلے رکھتی تھیں اور چاک گریبان سے سینہ نظر آتا رہتا تھا جو موجب سخت بیحیائی کا تھا ۔ اس بے حیائی کو روکنے کے لئے گریبانوں پر

کا مجموعہ فوراً ہمارے دل میں آجاوے جو لفظ پردہ کے سُننے سے آتا ہے۔ لفظ پردہ نشین سے جو خیال چار دیواری مکان میں شب و روز و دم موت تک محصور رہنے اور کسی ضرورت کے لئے بھی باہر نہ نکلنے اور بجز ماں باپ بھائی اور شوہر اور چند اور رشتہ داروں کے سب سے اپنی آواز اور قد اور لباس وغیرہ کو عمر بھر چھپانے کا دل میں یک لخت گذر جاتا ہے وہ حجاب یا نقاب یا ستر یا جلباب یا خمار سے ہرگز نہیں گذرتا۔ گویا شریعتِ محمدی ہندوستان کے سے پردہ سے بالکل ناآشنا ہے۔

مردوں کی فضیلت کے باب میں ہم نے جو کچھ بیان کیا چونکہ وہ نسبت عمل کے زیادہ تر خیال اور رائے کا معاملہ ہے اس واسطے بجز اُن دلایل کے جو قرآن مجید سے مستنبط ہوتی ہیں دیگر دلایل شرعی سے ہم نے کچھ تعرض نہیں کیا۔ مگر پردہ کا سوال مہمات رسوم ہندوستان سے ہے اور اس رسم نے اب حکم شرعی کا رتبہ حاصل کر لیا ہے اس لئے ضرور ہے کہ ہم قرآن مجید اور حدیث اور فقہ تینوں سے اس مسئلہ پر بحث کریں۔

قرآن مجید کی صرف تین آیتیں ہیں جو پردہ کے تعلق سمجھی جاسکتی ہیں۔ پہلی آیت سورہ نور کی

قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم و یحفظوا	ہے جس میں فرمایا ہے کہ ایمانداروں کو کہہ دے
فروجھم ذلک ازکی لھم ان اللہ خبیر بما یصنعون	کہ وہ اپنی آنکھیں ذرا نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں
وقل للمؤمنات یغضضن من ابصارھن و یحفظن	کو محفوظ رکھیں کہ اس میں اُن کے لئے پاکیزگی
فروجھن ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا و	ہے۔ اللہ کو ان کے ہر ایک کام کی خبر ہے
لیضربن بخمرھن علی جیوبھن ولا یبدین زینتھن	ایماندار عورتوں کو بھی کہہ دے کہ وہ بھی اپنی آنکھیں

کی خواہش پیدا کرتا ہے۔ اصول تہذیب انسانی جن کو شریعت نے تکمیل کو پہنچایا ہے اپنی ابتدائی
فطرت میں اس دھندلی سی حالت سے زیادہ وجود نہیں رکھتے اور اس امر کے ثبوت کے لئے
کہ فلاں حکم شرعی مطابق اصول فطرت ہے یہ ہی امر ضرور ہوتا ہے کہ انسان کی طبیعت میں اس اصول
کا جس کی بنیاد پردہ حکم شرعی قایم ہوا دھندلا سا نشان بتادیں۔ ورنہ فطرت انسانی میں ان اصول
کی تعیین و تخصیص و تصریح ملنی ناممکن ہے +

ہر انسان میں کسی قدر شرم و حیا منجملہ دیگر اصول اخلاقی کے پائی جاتی ہے اور عورات میں
خصوصًا اس اصول کی فطرتًا زیادہ تکمیل پائی جاتی ہے۔ یہ ہی اصول وہ بیج ہے جو شریعت کی
آبیاری سے پھول پھل کر پردہ کی تعیین و تخصص کی خوبصورت شکل حاصل کرتا ہے۔ پس جو
لوگ پردہ کو خلاف فطرت اور انسانی ایجاد تصور کرتے ہیں جن شریعتوں نے اس کی تکمیل کی ان
کو خلاف فطرت سمجھکر جھوٹی بتلاتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں۔ البتہ یہ دیکھنا ہے کہ پردہ نے جو زمانہ
حال میں ہندوستان کے مسلمانوں اور بعض دیگر ممالک کے مسلمانوں میں صورت اختیار کی ہے اور
جس کی بعض ناواجب قیود نے یورپ یا صاحب انصاف کی نظر میں باعث تذلیل فرقہ اناث
سمجھی جاتی ہیں اس کا جواب وہ مذہب اسلام ہے یا کوئی اور۔ مذہب اسلام صرف اس قدر
پردہ کا جواب دہ ہے جس کو اس نے اصول فطرت انسانی کی بناء پر مکمل کیا اور جو خود فطرت انسانی
کے خالق کی مرضی ہے۔ مگر جس طرح مذہب اسلام کی اصلی تعلیم اکثر صورتوں میں بدل گئی یا لوگوں
نے اس پر عمل کرنا ترک کر دیا اسی طرح احکام پردہ کے باب میں حال ہوا +

کیسے تعجب کی بات ہے کہ کوئی لفظ قرآنی یا اصطلاح فقہی ایسی نہیں جسکو سن کر ان تمام خیالات

کر پڑھانے والی اوستانی کو خواہ وہ اُس شریف خاندان کی سرپرست ہو خواہ اُس خاندان کی نگرانی میں ہو معقول معاوضہ اس خدمت قومی کا دیا جائے جو اُن کی عزت وشان کے شایاں ہو۔ بعض مجالس اسلامیہ نے جو چند مجہول النسب لاوارث عورتوں کو کرایہ کے مکانوں میں اوستانی بناکر بٹھایا ہے ہم اُن کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اُن کے مکان اور اُن کی تعلیم اور اُن کی صحبت کو ایسا نہیں سمجھتے کہ اُس پر ذرا بھی اعتماد کیا جاوے اور شرفاء کی بچیاں اُن کے سپرد کی جاویں۔ ہماری رائے میں جب تک شرفاء کی بہو بیٹیاں جن کی صحبت عام لوگوں کی لڑکیوں کو میسر آنی مشکل ہے اوستانی کا کام خود نہ کرینگی یہ تعلیم مفید ثابت نہ ہوگی۔

زنانہ مدارس کی باقی جزئیات پر اس جگہ بحث کرنا بے موقع ہے ان کی تفصیل اُس وقت تک ملتوی ہونی چاہئے جبکہ کوئی مجلس عملی طور پر کام شروع کرے۔

الحجاب

عورتوں کے متعلق جتنے امور کی نسبت بحث کی جاتی ہے اُن سب میں پردہ کی بحث نہایت اہم ہے کیا بلحاظ نتائج اور کیا بلحاظ اس امر کے کہ اُس میں تبدیل [illegible]کم کرنا سخت مشکل امر ہے پردہ حقیقت میں انسان کے لئے خواہ مرد ہو خواہ عورت فطری شے ہے۔ انسان کی فطرت میں اور خصوصاً عورات کی فطرت میں وہ اخلاقی اصول پایا جاتا ہے جو انسانی جماعت کے تہذیب یافتہ تمدن میں تربیت وتکمیل پاکر پردہ کہلاتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ انسان محض برہنہ پیدا ہوا ہے مگر وہ اپنے آپ میں ایک محرک پاتا ہے جو نہ صرف گرمی وسردی رفع کرنے کے لئے بدن کو چھپانے کی ترغیب دیتا ہے بلکہ بلالحاظ گرمی وسردی کے بعض اجزاء بدن کے چھپانے

مہذب وشایستہ بنالیتا ہے۔ مگر عورت ایسا نہیں کرسکتی۔ اس وقت دو ایک مثالیں۔ خاندان میں ایسی موجود ہیں کہ انہوں نے اپنی بیویوں کو ایسا پڑھا لکھا لیا ہے اور تعلیم کر دیا ہے کہ ماشاء اللہ وہ عورتیں انہیں غمگسار ہونے کے لایق ہوگئی ہیں۔ پس بالفعل عورتوں کو ایسا رکھنا چاہیئے کہ اگر اُن کے شوہر مہذب ہوں تو اُن کو مہذب کرسکیں اور اگر نا مہذب ہوں تو اُن کی بیویاں بھی ویسی ہی ہوں۔ فقط

اس مرض کا علاج بجز اس کے کچھ نہیں کہ بچپن سے لڑکوں کی بھی جو رشتہ کے لئے منتخب ہونے کے قابل ہوں تلاش رکھی جائے اور اُن کی تربیت اپنی نگرانی میں کرائی جائے۔ اور رشتہ داری کا دایرہ اپنے خاندان پر ہی محدود نہ کیا جائے بلکہ اُس کو وسیع کیا جائے۔ اور لڑکوں کی تعلیم میں اور زیادہ کوشش کی جائے کہ بجز اس کے اور کوئی علاج ان خرابیوں کا نہیں ہے۔

مدارس زنانہ کے لئے ایک مجلس شوریٰ کا ہونا ضرور ہے جو زنانہ مدارس کے قیام کے طریق پر غور کرے۔ اُس مجلس کی رائے کچھ ہی ہو مگر ہماری رائے میں زنانہ مدارس کا مدارس گورنمنٹ کی طرح قایم ہونا مناسب و مفید نہ ہوگا ضرور ہے کہ جو مدرسہ قایم ہو وہ کسی شریف و معزز گھر کے ایک حصہ میں ہو۔ اور یہ ایسا گھر ہو جس کی شرافت نیک چلنی اور نیک نیتی میں کسی کو کلام نہ ہو۔ ہمیں امید ہے کہ ہمارے ہندوستان کے شہر خدانخواستہ اُن شہروں کی طرح نہیں ہوگئے جن میں حضرت ابراہیم کو ایک نیک شخص بھی نظر نہ آیا تھا اور وہ بجز اس کے کہ آگ سے برباد کئے جاویں اور کسی قابل نہ رہے تھے۔

ہماری رائے یہ بھی ہے کہ محض فلاح و بہبودی قوم کی نظر سے خیراتی کام کرنے والے بہت کم ہیں اور جو کام اس امید پر کئے جاتے ہیں وہ ادھورے رہتے ہیں۔ پس ضرور ہے

نہایت دلی آرزو ہے کہ عورات کو بھی نہایت عمدہ اور اعلیٰ درجہ کی تعلیم دی جاوے۔ مگر موجودہ حالت میں کنواری عورتوں کو تعلیم دینا اُن پر سخت ظلم کرنا اور اُن کی تمام زندگی کو رنج و مصیبت میں مبتلا کر دینا ہے۔ کنواری لڑکیاں تمام عمر بے شادی کے بلحاظ حالات ملک کے رہ نہیں سکتیں۔ اور نہ اُن کی زندگی بسر ہو سکتی ہے۔ پس ضرور اُن کی شادی کرنی ہوگی۔ ہماری قوم کے لڑکوں کی جو ابتر و خراب حالت ہے اور بدعادتیں اور بد افعال اُن کے ہیں اور بد اخلاق اور بدطریقہ اُن کا اپنی جوروؤں کے ساتھ ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ اس وقت تمام اشراف خاندانوں میں ایک لڑکا بھی نیک چلن اور خوش اخلاق مہذب و تعلیم یافتہ نہیں نکلے گا۔ جو اپنی جورو کو ایک انیس غمگسار سمجھے۔ کل خاندانوں کے لڑکوں کا یہ حال ہے۔ جوروؤں کو لونڈیوں سے بدتر سمجھتے ہیں اور کوئی بد اخلاقی ایسی نہیں جو جوروؤں کے ساتھ نہیں برتتے۔ اس خیال کر دبے تربیت لڑکی پر یہ مصیبت صرف ایک حصہ ہے۔ اُس کو خود خیالات عمدہ و تہذیب کے نہیں ہیں اس لئے اُس کو اپنے خاوند کی بد اخلاقی صرف بقدر ایک حصہ کے رنج و مصیبت میں رکھتی ہے اور جبکہ وہ اپنے تمام ہمسروں کا یہی حال دیکھتی ہے تو کسی قدر تسلی پاتی ہے اور اُس کے ماں باپ جب اُس کی حمایت کرتے ہیں تو [illegible] کے دل کو زیادہ تشفی ہوتی ہے مگر جب وہ خود شایستہ و مہذب و تربیت یافتہ اور عالی خیال ہو تو یہ تمام معلومات اُس کی روح کو بہت زیادہ رنج دیتے ہیں اور اُس کو زندگی ملالِ جان ہو جاویگی۔ عورات کی تعلیم قبل مہذب ہونے مردوں کے نہایت ناموزوں اور عورتوں کے لئے آفت بے درماں ہے۔ یہی باعث ہے کہ میں نے آج تک عورات کی تعلیم میں کچھ نہیں کیا۔ شایستہ و تربیت یافتہ مرد کو ناتربیت جوان عورت ملنے سے اُس کا کچھ نقصان نہیں ہے۔ وہ اپنی تہذیب کے سبب اپنی جورو سے محبت کرتا ہے اور اُس کو

دینگے کہ اگر کوئی شخص اپنے بچوں کو ناول پڑھانا چاہتا ہے تو اُن کتب منتخبہ میں سے ہی کوئی ناول پڑھائے۔ آجکل اچھے بُرے ناول کا کوئی معیار نہیں ہے۔ اور اس طوفان بے تمیزی میں جو مصنف درحقیقت کوئی اچھی کتاب لکھتا بھی ہے تو اُس کی بالکل قدر نہیں ہوتی۔ بہت سے لوگ اچھی کتابوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔ اور اچھے اچھے ناموں کے دھوکے میں وہ بعض کتابیں منگاتے ہیں اور آخر اپنے کام کی نہ پاکر ردی میں ڈال دیتے ہیں۔ وہ ہی کتابیں کبھی کبھی گرتی پڑتی بچوں کے ہاتھ میں جا پہنچتی ہیں اور گھر کو ناپاک کرتی ہیں ہمیں امید ہے کہ اگر ہمارا اخبار مجوزہ حامی ہو جائے تو کتابوں کی نسبت کبھی ایسا دھوکا کسی ماں باپ کو نہ ہوگا۔

ذخیرۂ کتب ضروری پیدا کرنے کے لئے ہمارے احباب کی کمیٹی بہت جلد اپنا کام شروع کرنے والی ہے اور عمدہ کتابیں تصنیف کرانے والی ہے۔

حال کی تعلیم میں ایک اور سخت قابل اعتراض یہ امر ہے کہ چونکہ لڑکوں میں کافی طور پر تعلیم نہیں پھیلی اِس واسطے یہ بات یقینی نہیں ہوتی کہ ہر تعلیم یافتہ لڑکی کے لئے ایسا شوہر مل سکیگا یا نہیں جو اُس کی تعلیم کا قدردان ہو۔ اگر اُس لڑکی کو بدنصیبی سے ایسا شوہر مل جائے جو تعلیم نسواں کو پسند کرنے والا ہی نہیں یا پورا قدردان نہیں تو لڑکی سخت بلا میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ اس باب میں ایک دفعہ ہمیں آنریبل سر سید احمد خاں نے جو خط لکھا تھا اُس کو ہم یہاں درج کرتے ہیں۔

خط

مجی مشفقی مولوی ممتاز علی صاحب۔ آپ کا ایک لمبا پرچہ خط کئی دن سے میرے سامنے رکھا ہوا ہے میں اُس کے جواب لکھنے کی فرصت ڈھونڈ رہا تھا۔ اس وقت اُس کا جواب لکھتا ہوں۔ میری

شوہر کی عزت صرف تب ہی تک ہے جب تک اُن کی رائیں اپنی راے کے مطابق ہوں۔ ذرا اختلاف کرو پھر ناول خوانی کے جوہر دیکھ لو۔ ناول خوانی نے لڑکیوں میں جو خباثتیں پیدا کی ہیں اُن کے ذمہ وار اس قدر ناولوں کے مصنف نہیں ہیں۔ جس قدر لڑکیوں کے باپ اور بھائی ہیں۔ ملک میں گندگی اور سنڈاسیں ہوا کریں۔ لیکن جو اُن کو اپنے دیوان خانوں میں لاتے اور منگواتے ہیں وہ ہیں موجد اور بانی اُس تمام اخلاقی تعفن کے جو ناول پڑھنے سے پیدا ہوتا ہے۔

ہم نے ارادہ کیا ہے کہ یکم جون ۱۹۰۸ء سے انشاء اللہ ایک اخبار لڑکیوں کے لئے پاکیزہ مضامین کا شایع کریں جس میں اُن کی تعلیم اور کتب تعلیم اور طریق تعلیم اور سلیقہ خانہ داری وغیرہ مضامین پر بحث ہوا کرے۔ اس اخبار کی اڈیٹر میرے اپنے خاندان کی کوئی لڑکی ہوگی اور اُس اخبار میں کوئی مضمون کسی مرد کا لکھا ہوا درج نہ ہوا کریگا۔ اُس اخبار کے لئے میں اپنے خاندان کی لڑکیوں سے جیسے بُرے بھلے مضمون وہ لکھ سکینگی لکھواؤنگا۔ خلقت اُس پر ہنسا کرے اور جو چاہے کہا کرے۔ میرا ساتھ دینے والے ساتھ دینگے اور جو کوئی ساتھ نہ دیگا تو اللہ تو ضرور ساتھ دینے والا ہے وعلی اللہ یتوکل المتوکلون ۔

ہمارے چند دردمند احباب نے یہ بھی تجویز کی ہے کہ ایک دفعہ کوشش کر کے اُردو زبان کے سب ناولوں کو پڑھ لیا جاے اور اُن میں سے جو اچھی اور پڑھنے کے قابل کتابیں ہوں وہ چھانٹ لی جائیں۔ ہمارے دوستوں نے یوں ٹھیرایا ہے کہ اُن کتابوں کو باہم تقسیم کر لیا جاے اور ایک ایک دوست چند چند ناول پڑھ کر اُس کی نسبت اپنی رپورٹ پیش کرے۔ اس طرح پر چند روز کی محنت سے کچھ کتابیں اچھی علحدہ ہو جائنگی اور ہم اُن کی نسبت اخبار جوہر میں اشتہار

ہے جو اُن کی حالت خاندان کے مناسب حال نہیں ہوتی۔ ہر لڑکی یہی چاہتی ہے کہ میرا گھر اصغری کے گھر کی طرح اُجلا ہو جو ناممکن ہے۔ ہر لڑکی چاہتی ہے کہ میرا شوہر تحصیلدار یا ڈپٹی ہو۔ اس سے کم درجہ کا شوہر اس کی نظروں میں وقعت نہیں رکھتا۔

ہم نے نہایت چھان بین سے پایا ہے کہ جن لڑکیوں نے ناولوں کا کثرت سے مطالعہ کیا ہے اُن کی اخلاقی قوتوں میں بھی تصنع بہت ہو گیا ہے۔ اگر اُن کا ادب ہے تو بناوٹی۔ اگر تابعداری ہے تو بناوٹی۔ اگر حیا ہے تو بناوٹی جس کی بنیاد صرف زبان کی سب سے اوپر کی جھلی پر ہے۔ اور مزاج کی ذرا سی جنبش ان سب چیزوں میں تلاطم عظیم ڈال دیتی ہے۔ وہ مضبوط استحکام جو اصلی تعلیم سے پیدا ہوتا ہے وہ سچی دینداری جو نیک صحبت سے پیدا ہوتی ہے جسے کوئی مصیبت۔ عزیزوں کی کوئی بدسلوکی جنبش نہیں دے سکتی جو عورتوں کا عنصر لطیف تھا اس نئی پود میں نہیں ہے۔

تحریریں ناول خواں لڑکیوں کی بے شک عمدہ ہوتی ہیں مگر محض بے مغز۔ سراسر پوست اور خالص مبالغہ بلا اصلیت۔ جب غم بیان کرینگی تو ہمارے دوست شرر کے کسی مصیبت زدہ ہیرو کے سب الفاظ اپنے اوپر صادق کر لیںگی۔ خون جگر ہے کہ لہو بن بن کر اُن کی آنکھوں سے آنسوؤں کی شکل میں بہہ رہا ہے۔ دل چاک اور سینہ داغ داغ ہے۔ غم کی خاک سے اُن کا خمیر ہے۔ اُن کا دل میدان رستخیز ہے جس میں ہزاروں حسرتیں مرتی ہیں اور ہزاروں جوش اٹھتے ہیں۔ آہ و زاری میں اُن کا دن اور اختر شماری میں اُن کی راتیں کٹتی ہیں۔ غرض کوئی بات اُن کی اصلیت کی نہیں۔ قسمیں اُن کی جھوٹی۔ اقرار اُن کے بودے۔ بزرگوں کا ادب

اولیا اور خسرو کے بابرکت ناموں سے بزرگی حاصل کرلی ہے۔

چہار درویش سادہ بے تکلف اُردو کا عمدہ ترین نمونہ ہے۔ اس کی زبان کی سلاست اور سادگی اور فارسی عربی کی آمیزش سے خالی ہونا حقیقت میں بے حد تعریف کے قابل ہے مگر اس کے بعض قصے اس قدر فحش ہیں کہ لڑکیاں تو کیا لڑکوں کے پڑھنے کے بھی قابل نہیں۔

اس زمانہ کا لٹریچر بہت وسیع ہوگیا ہے۔ مگر جس طرح اچھی کتابوں کی تعداد بڑھ گئی ہے اُسی طرح بُری کتابوں کی۔ سب سے زیادہ انبار اُردو میں ناولوں کا ہے جو عموماً نہایت ناپاک اور خلاف تہذیب اور فحش اور نجس خیالات اور عبارات سے پُر اور لبریز ہیں۔ ناپاک ناول لکھنا یا ناپاک ناولوں کا ترجمہ کرنا ایک قسم کی کتابی قرمساقی ہے اُن مصنفوں کو جو ایسا کام کرتے ہیں خدا نے چار پیسہ کے لالچ سے اندھا کردیا ہے اور نہایت افسوس ہے کہ اُن کو بچوں کی شہوانی قوتوں کی خدمت کے سوا اور کوئی کام اپنے معاش کے حاصل کرنے کا پسند نہیں آیا۔

ناولوں میں جو چند ناول عمدہ بھی ہیں تو اُن میں بھی ایک نقص ہے وہ یہ ہے کہ اُن کے موضوع متمول خاندان ہیں۔ کیونکہ ایسے خاندان میں ہی ا[illegible] عیش و عشرت اور سامان راحت اس قدر ہوتے ہیں جو قابل قصہ ہونے کے ہوں۔ پس غریب خاندان کی لڑکیاں جب آسودگی اور سلیقہ کا نمونہ اس تمول اور آسودہ حالی کو پاتی ہیں تو اپنی حالت سے سخت بیزار ہوجاتی ہیں اور ان کی زندگی بے لطف ہوجاتی ہے۔ قناعت کی خوشی دل سے جاتی رہتی ہے۔ بلکہ یہ عیب ہمارے مولانا مولوی نذیر احمد صاحب کی کتابوں میں بھی ہے کہ انہوں نے آسودہ حال متمول گھر کا قصہ لکھا ہے جس سے لڑکیوں میں اس قدر بلند نظری پیدا ہوجاتی

اس کے لئے دو امر کی ضرورت ہے ۔ اوّل کتب درسیہ کا کافی ذخیرہ جمع کرنا دوم طریق تعلیم تجویز کرنا ٭

جو کتابیں اس وقت لڑکیوں کی تعلیم کے لئے موجود ہیں یا کام میں آتی ہیں وہ بہت ہی ناکافی ہیں ۔ اور اُن کے ناکافی ہونے کی وجہ سے جو اور کتابیں جو اس کام کے لئے موضوع نہیں ہیں کام میں آتی ہیں وہ نہایت مضر اور تعلیم نسواں کو بدنام کرنے والی ہیں ۔ اگر وہ کتابیں لڑکیوں کے پڑھنے میں نہ آتیں تو لوگ تعلیم سے اس قدر خائف نہ ہوتے ۔ آج سے تین برس پہلے لڑکیوں کو جن کتابوں میں تعلیم دی جایا کرتی تھی جہاں تک ہم کو معلوم ہے وہ یہ تھیں ۔ نثر میں راہ نجات ۔ بعد حمد ۔ صبح کا ستارہ ۔ مفتاح الجنۃ ۔ قیامت نامہ ۔ ہزاری مسئلہ ۔ تحفۃ الزوجین ۔ خیر النجات ۔ مولود شریف ۔ دہ مخزن مقرر الشہادتین ۔ ترجمہ مشکوٰۃ ۔ نظم میں کنز المصلی ۔ رسالے نمازاں ۔ وفات نامہ ۔ نصیحت نامہ ۔ بہت رسائل مشتمل بر معراج نامہ ۔ لوری نامہ ۔ قصہ دائی حلیمہ ۔ قصہ بلال ۔ نورنامہ وغیرہ قصہ شاہ روم ۔ قصہ شاہ یمن ۔ قصہ اہل بیت ۔ دیوان لطف ۔ [illegible]ورہ یوسف ۔ مثنوی گلزار نسیم ٭

مگر یہ کتابیں نہ کسی کمیٹی نے لڑکیوں کے واسطے منتخب کی تھیں ۔ نہ ان کتابوں کو اُن کے مصنفوں نے لڑکیوں کی تعلیم کے واسطے تصنیف کیا تھا ۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ اُس زمانہ میں اُردو زبان کا علم ادب انہیں کتابوں پر مشتمل تھا ۔ مگر ایسا بھی نہ تھا کہ اُردو میں بالکل اور کچھ نہ تھا ۔ اور جب اس اُردو علم کا دروازہ لڑکیوں پر کھل جاتا تھا تو اسی راستہ سے گل بکاؤلی اور بدر منیر اور چہار درویش بھی گھس آتی تھیں خود چہار درویش جس نے حضرت نظام الدین

عام طور پر ہر قسم کے مضامین پر آگاہی حاصل ہو اور اگر کسی مجلس میں کوئی علمی تذکرہ ہو تو لڑکیوں کی جہالت موجب تکدر خاطر اہل مجلس نہ ہو۔ اس غرض کے حصول کے لئے سوائے معمولی اُردو فارسی کی کتابوں کے لڑکیوں کو علم طبیعات اور جغرافیہ طبعی اور کیمسٹری اور ہیئت کے موٹے موٹے مسایل سلیس اُردو زبان میں سکھانے چاہئیں۔ اس قسم کے اکثر مسایل بنات النعش میں بیان کئے گئے ہیں۔ مگر ہم چاہتے ہیں کہ کسی قدر اور تفصیل سے اُن کو تین علحدہ علحدہ رسالوں میں بیان کیا جائے۔ اور وہ ابتدائی رسالے علم طبعی۔ جغرافیہ طبعی۔ علم ہیئت کے کہلائیں ؀

جو مظاہر قدرت ہر وقت ہمارے گرد پیش رہتے ہیں اُن کی نسبت گفتگو کا چھڑ جانا ایک معمولی بات ہے بارش ہوتے وقت اُس کے اسباب پر گفتگو ہوئی۔ بادلوں کو دیکھ کر اُن کے سیاہ۔ سفید ارغوانی رنگ کی نسبت بات چیت ہوئی۔ چاند کو بدر ہلال دیکھ کر اُس کی وجہ کا سوال پیدا ہونا۔ گاہے گاہے بھونچال آنے یا گرہن ہونے کے وقت ان کے اسباب پر مختصر بحث ہوئی دنیا کے عام مضامین ہیں جو اکثر گھروں کی مجالس میں مذکور کئے جاتے ہیں۔ تعلیم یافتہ اشخاص کے گھروں میں اکثر تھرمامیٹر یا بیرومیٹر ہوتے ہیں۔ گھڑیاں ہوتی ہیں یا بجلی کی کلیں ہوتی ہیں جن کی مختصر کیفیت لڑکیوں کے لئے باعث آگاہی اور اُن کی آگاہی مردوں کے لئے باعث تفریح خاطر ہو سکتی ہے ؀

عورتوں کے طریقۂ تعلیم کا مسئلہ نہایت اہم مسئلہ ہے اور جب تک قوم اس کو اپنے ہاتھ میں نہ لیگی گورنمنٹ کی خیرات سے گذارہ ہونا اور ہماری ضرورتیں پوری ہونی ناممکن ہیں۔ عورتوں کی تعلیم فرداً فرداً کوشش کرنے اور اپنا اپنا جدا طریقہ تعلیم وضع کرنے سے ہرگز نہ ہوگی

فرمایش کی۔ بتلاؤ ہمیں کیا فایدہ علمی اُس سے حاصل ہوا مگر اُس کی صحبت سے خوشی حاصل ہونے
میں کچھ شک نہیں۔ بہت کم تعلیم یافتہ خوش مذاق نوجوان ایسے نکلیں گے جو برابر تین چار گھنٹہ
تک جاہل آدمیوں کی لغو گفتگو سُننے کا تحمل رکھتے ہوں۔ وہ بہت جلد اُس گفتگو سے اکتا جائینگے
اور اُس صحبت سے مخلصی حاصل کرنا چاہینگے۔ یہ تکلیف جب شوہر کو زوجہ کی طرف سے ملتی ہو تو
بے حد دردناک ہوتی ہے۔ کیونکہ زوجہ کی معیت لحظہ دو لحظہ کی نہیں ہوتی بلکہ عمر بھر کی۔ اس
لئے بجز اُن لوگوں کے جو شادی کا اصول یہ بیان کرتے ہیں کہ روٹی ٹکرے کا آرام ہو جائے اور
کوئی شخص ایسی بی بی کی صحبت کو سوائے اوقات ضرورت کے گوارا نہیں کرتا۔ ہم نے بہت سے
بدچلن لوگوں سے اُن کی بدچلنی و بدوضعی کا آغاز پوچھنے پر معلوم کیا کہ اُنہوں نے کسی کسبی کی
صحبت صرف اس وجہ سے اختیار کی کہ اُس کا کلام نہایت مودب اور نہایت شستہ تھا اور
اپنے کلام کو وہ شعر و سخن سے زینت دیتی تھی *

پس اگر عورتوں میں ہم مذاقِ علمی پیدا کریں تو گو وہ کیسے ہی ادنیٰ درجہ کا ہو تب بھی وہ
ان کو اُس سطح پر لا کر جب [illegible] اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ اشخاص ہیں مردوں کی خوشی اور مسرت
کا عمدہ ذریعہ بنا دیگا اور تعلیم یافتہ نوجوان اپنے خالی اوقات کو صرف کرنے کے لئے بجائے
اس کے کہ دوستوں یا اور غیر لوگوں کے مکانات کی مجالس دل لگی ڈھونڈتے پھریں یا آوارگی
اختیار کریں اپنی لکھی پڑھی بیبیوں کو سب سے اچھا ذریعہ اپنے دل بہلانے اور اپنی اور اپنے
سب عزیزوں کی خوشی بڑھانے کا پاوینگے۔ جب ہمارا خیال غرض تعلیم نسواں کی نسبت معلوم
ہو گیا تو ظاہر ہے کہ ہم ایسے علوم کی تعلیم کے موید ہونگے جن سے معمولی نوشت و خواند کے علاوہ

اُنس رکھتے ہیں۔ تعلیم یافتہ لایق اشخاص کی تقریریں سُننا اور اُن کی صحبت کا لطف اٹھانا پسند
کرتے ہیں اور خالی اوقات میں مفید کتابوں اور اخباروں کا پڑھنا اور لکھنا اُن کا شغل ہے کیا
اگر اُن کو اپنی ماؤں اور بہنوں کی صحبت میں بھی اپنے علمی مذاق کی گفتگو کرنے اور سُننے کا موقع
ملے تو کیا یہ خوش صحبتی اُن کی خوشی کو دوبالا نہ کریگی۔ ہم نے مانا کہ لڑکیاں تعلیم پاکر ایسی لایق
نہیں بن جاوینگی کہ اُن کے بھائی یا اُن کے دوسرے عزیز و اقارب لڑکے اُن کی ہمکلامی سے
کوئی فایدہ علمی حاصل کر سکیں۔ ایک انٹرنس یا بی اے پاس کردہ طالبعلم اپنی بہن سے جس
نے مرات العروس اور مجالس النساء اور اسی قسم کے اور چند رسایل اُردو یا فارسی میں گلستان
بوستاں بھی پڑھی ہوئی ہو کیا علمی گفتگو سُننے اور مذاق علمی پورا کرنے کی توقع رکھ سکتا ہے۔ مگر
یہ ایک غلطی ہے جو سمجھتے ہیں کہ تعلیم یافتہ اشخاص کی صحبت صرف استفادۂ علمی کی غرض سے پسند
کی جاتی ہے۔ نہیں اس کی پسندیدگی کی وجہ وہ مجانست ہے جو دو پڑھے ہوئے آدمیوں میں بالطبع
ہوتی ہے۔ دو آدمی گو درجہ علمیت میں نہایت فرق بعید رکھتے ہوں مگر وہ فرق اُس فرق سے
بہت کم ہے جو عالم اور جاہل محض میں ہوتا ہے ✦

ایک یونیورسٹی کا سند یافتہ ریل میں سوار ہوتا ہے اور اپنے درجہ میں تین چار اور شخصوں
کو پاتا ہے جن میں تین بے علم مہاجن ہیں اور ایک مڈل کلاس کا طالبعلم۔ کون شک کر سکتا ہے
کہ یہ نیا مسافر سب سے اول اُس طالبعلم سے ہی گفتگو کریگا اور اپنا گھنٹہ دو گھنٹے کا سفر اُسی گفتگو
کے ذریعہ سے جس سے درحقیقت اُس کو ایک حرف کا فایدہ علمی نہیں ہے خوش کر کر گذاریگا ✦
ہم نے کسی شخص کے روبرو ایک شعر پڑھا۔ وہ نہایت محظوظ ہوا اور دوبارہ پڑھنے کی

اُس کے ساتھ رہنے کی محبت اور اُس کے دردانگیز وداعی کلمات نے مجھ میں کچھ تاب وتواں نہیں چھوڑی رات دن کا کوئی لحظہ ایسا نہیں گذرتا جب میں اُس کے تصور میں محو نہ پائی جاؤں۔ جس شے پر میری نظر پڑتی ہے اُسی کی یاد دلاتی ہے۔ میں بہ نسبت معمول کے اُس کی اولاد اور اُس کے مال و اسباب کی اب زیادہ خبرگیری کرتی ہوں اور ان شغلوں میں دل بہلاتی ہوں مگر یہ شغل بجائے تسلی دینے کے اور زیادہ بے چین کرتے ہیں اور اُس کو یاد دلاتے ہیں۔ میں بار بار اُن کمروں میں جاتی ہوں جہاں بیٹھکر اُس سے باتیں کیا کرتی تھی۔ لیکن جب اُس کو نہیں پاتی تو اُس کی کرسی پر بیٹھکر بے اختیار روتی ہوں۔ میں اُن کتابوں کو پڑھتی ہوں جن کو وہ شوق سے پڑھا کرتا تھا۔ اور اُن لوگوں سے باتیں کرتی ہوں جن کی وہ قدر کیا کرتا تھا۔ دن میں سو سو مرتبہ اُس کی تصویر کو دیکھتی ہوں اور گھنٹوں اُس کی تصویر کے روبرو تصویر ہی بیٹھی رہتی ہوں۔ کبھی میں اُن روشوں پر ٹہلتی ہوں جہاں اُس کے بازو سے لگ کر ٹہلا کرتی تھی اور اُن گفتگوؤں کو یاد کرتی ہوں جو ہم آپس میں کیا کرتے تھے۔ اُن میدانوں اور چیزوں کو دیکھتی رہتی ہوں جو کبھی ہم دونوں دیکھا کرتے تھے۔ اور اُن اشیاء پر نظر جمائے رکھتی ہوں جو وہ دکھلاتا تھا۔ اور وہ ہزاروں باتیں دل میں گذرتی ہیں جو اُس نے اُن چیزوں کی نسبت اُن موقعوں پر بتائی تھیں۔ لوگ شرقی ہوا سے ڈرتے ہیں کہ اُس سے سردی زیادہ ہوتی ہے مگر میرے لئے وہ باد صبا ہے جو میرے رفیق کی خبر لاتی ہے کیونکہ جس روز وہ ہوا چلتی ہے اُس روز غالبًا اُس کا خط آتا ہے۔ جناب من آپ سے اس عاجز کی یہ التماس ہے کہ اس حالت میں کوئی ایسی تدبیر بتلائیے کہ کسی طرح اس دل غمدیدہ کو اس فراق میں کچھ تسکین ہو۔ فقط

جن شریف خاندانوں کے نوجوان کالجوں اور اسکولوں میں تعلیم پاتے ہیں۔ علمی مجالس سے

میں کسی درجہ کے حاصل کرنے کی امید رکھنا خیال بیہودہ ہے۔ کتابیں لکھنے والے اور تقریریں کرنے والے عورتوں کی تعلیم کے فرضی اور خیالی فایدے کچھ ہی بتایا کریں اور وہ کسی حد تک صحیح بھی ہوں مگر جہاں تک ہم کو لوگوں کے مزاج شناسی کا تجربہ ہوا ہے اس کے رو سے کہہ سکتے ہیں کہ عورتوں کو تعلیم دینا زیادہ تر اس غرض سے ہے کہ ان کی صحبت باعث مسرت اور اُن کی ہمکلامی دلچسپ اور موجب تفریح و انشراح خاطر ہو۔ اگرچہ الفت و محبت کا مدار تعلیم یافتہ یا بے تعلیم ہونے پر نہیں لیکن الفت دلی اور خلوص قلبی کا اظہار اور اُن اصول کو ترقی دینا جو سچے اُنس اور محبت کے سرچشمے ہیں جیسا تعلیم یافتہ بی بی سے ہو سکتا ہے وہ ناخواندہ سے نہیں ہو سکتا۔

ہم لوگوں میں پردہ کے تشددنے مستورات کی تحریرات کو بھی پردہ میں بٹھادیا ہے افسوس ہمیں اپنے دوستوں سے کوئی خط ایسا نہ ملا جو کسی تعلیم یافتہ اہلیہ نے اپنے شوہر کی یاد میں لکھا ہو لاچار ایک غیر قوم کی تعلیم یافتہ عورت کا ایک خط ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ یہ ایک عورت کے خط کا اُردو ترجمہ ہے جو اپنے شوہر کے فراق میں ایسی بے تاب ہو گئی تھی کہ اُس نے اس بیچارگی میں اپنے وقت کے مشہور اہلِ دل حکیم کی طرف رجوع کی اور اپنا حال لکھ کر اپنے درد کا علاج چاہا۔

خط

جانِ من۔ آپ نے اپنی تحریرات میں محبت کی سخت مصیبتوں کی کیفیت بیان کی ہے لیکن مجھے یاد نہیں کبھی آپ نے کوئی ایسی تدبیر بھی لکھی ہے جس پر عمل کرنے سے وداع احباب کی تکلیف میں صبر آجائے اور اپنے عزیز رفیق سے بچھڑتے وقت دلِ کم حوصلہ سنبھل جاوے۔ اس وقت یہ دلفگار اسی رنج و محن میں گرفتار ہے۔ میرا عزیز شوہر چند سال کے لئے خدمت ملکی پر مامور ہو کر گیا ہے۔

تیار کی جاوے جن کا پڑھنا عورتوں کو مناسب ہے نیکی کے ذریعہ سے اپنا چال چلن ایسا پاک اور مضبوط و مستحکم بنانا چاہئے جو اُن میں سچا مذاق خوش اخلاق کا پیدا کرے اور نیکی کی محبت اور گناہ سے سخت نفرت اُن کے دل میں بٹھادے تاکہ پھر اُن کی نسبت اس قسم کے اندیشوں کی گنجایش ہی نہ رہے ؎

ہماری اوپر کی تقریر سے معلوم ہوگا کہ ہم عورتوں کی تعلیم کی کوئی حد مقرر کرنا پسند نہیں کرتے مگر کیا ہم پھر یہ چاہتے ہیں کہ اُن کو جبر مقابلہ اور مثنی کاٹے کا حساب اور انگلینڈ کی تاریخ پڑھائی جاے نہیں ہرگز نہیں۔ مگر کیا ان مضمونوں کی کتابوں کے پڑھانے کی مخالفت ہم اس وجہ سے کرتے ہیں کہ عورتوں کے مزاج میں کوئی ایسی خصوصیت ہے جو اس تعلیم کی منافی ہے۔ نہیں یہ بھی نہیں بلکہ ہم ان کتابوں کا پڑھانا صرف اس نظر سے ناپسند کرتے ہیں کہ جن اغراض کے لئے ہم عورتوں کی تعلیم ضروری سمجھتے ہیں اُن اغراض کے لئے ان کتابوں کا فی الحال پڑھانا چنداں مفید نہیں ہے عورتوں کی تعلیم کی ضرورت کے لئے کوئی تو یہ دلیل لاتا ہے کہ تعلیم پاکر وہ اپنے پرائے کے حقوق سے بخوبی آگاہ ہوجاوینگی کوئی کہتا ہے کہ خانہ داری نہایت سلیقہ سے کرنے لگیں گی۔ کوئی فرماتے ہیں کہ بے علم نتواں خدارا شناخت۔ یہ سب دلائل صحیح ہیں مگر اصلی امر یہ ہے کہ یہ سب دل خوش کرنے کی باتیں اور دلایل کی تعداد بڑھانے کا حیلہ ہے۔ موجودہ تمدنی حالت میں عورات باوجود اپنی جہالت کے جملہ حقوق سے آگاہ۔ خانہ داری میں نہایت سگھڑ۔ اور طاعت و عبادت الٰہی کی شایق پائی جاتی ہیں۔ بے شک یہ صحیح ہے کہ بے علم معرفت الٰہی ممکن نہیں ہے مگر جس علم سے یہ بات حاصل ہوتی ہے وہ اور علم ہے۔ مرات العروس اور زبدۃ الحساب سے عرفان الٰہی

مرتکب ہونا اس قدر اُس کے لئے باعث بے عزتی نہیں ہوسکتا جس قدر آقا و نامدار کے لئے اُسی قسم کی نالائقی کا مرتکب ہونا۔ پس اگر تعلیم سے کچھ ضرر متصور ہے تو لڑکوں کی تعلیم بند کرنی مناسب ہے۔ نہ کہ لڑکیوں کی ٭

سچ یہ ہے کہ خود مردوں کے اخلاق ایسے بگڑے ہوئے اور وہ ایسی ناپاک زندگی میں ڈوبے ہوئے ہیں کہ خواہ وہ اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کی کیسی ہی نگرانی کریں اُن کی عملی زندگی اُن کی اولاد کو اُن کے نقش قدم پر چلنے کی ترغیب دیئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ اس صورت میں ایسے موجب ترغیب کے ساتھ علم کی طاقت کے ساتھ کمک پانا اُن سے سخت خراب نتیجہ پیدا کروائیگا۔ کیا روحانی صلاحیت باپ کی نصیحت بچوں میں پیدا کرےگی جب اُس نے ایک مسکین تابعدار شریف بی بی کے ہوتے جو بدقسمتی سے خوبصورت نہ تھی گھر میں ایک کسبی ڈال رکھی ہے۔ کیا اثر ہوگا ایک بڈھے ریفارمر کی نصیحت کا لوگوں اور اُس کی اولاد پر جبکہ تعدد ازدواج کے برخلاف پچاس لکچر دینے کے بعد اُس نے عہد پیری میں چہاردہ سالہ لڑکی سے بموجودگی اپنی بی بی کے جو شوہر کی بیس سال کی عمر سے ساٹھ سال کی عمر تک رفیق زندگی رہی ہو شادی رچائی ہو۔ ایسے لوگوں کی سزاء واجبی یہ ہے کہ اُن کی اولاد اُن کے نقش پر چلے اور دنیا کو بتلادے کہ بدی کا اثر بدی کرنے والے کی ذات تک محدود نہیں رہتا بلکہ نسلوں تک پہنچتا ہے ٭

لوگ کہتے ہیں کہ فلاں کتاب عورتوں کے روبرو نہیں آنی چاہئے۔ اور فلاں کتاب زنانخانہ میں داخل نہیں ہونی چاہئے۔ ہم کہتے ہیں کہ دیوانخانہ میں ہی کوئی ایسی کتاب کیوں آنی چاہئے جس کا عورت کے روبرو آنا مضر متصور ہو۔ پس بجائے اس کے کہ کتابوں کی فہرست

تعلیم یافتہ اشخاص کی بدچلنی اور بد وضعی جاہل بدچلنوں پر کئی درجہ سبقت لے جاویگی۔ پس یہ اعتراض لڑکیوں کی تعلیم پر وارد نہیں ہوتا بلکہ درحقیقت انسان کی تعلیم پر وارد ہوتا ہے کیونکہ جو نقص تعلیم سے پیدا ہونے بیان کئے جاتے ہیں اُن سے مرد اور عورت یعنے کل انسان بدرجہ مساوی مُتاثر ہونگے۔ پس کیا وجہ ہے کہ تعلیم سے اس قسم کی خرابیوں کا اندیشہ لڑکوں کے لئے تو نہ کیا جاوے اور لڑکیوں کے لئے یہ خطرات بیان کئے جاویں۔

علاوہ ازیں جب ہم لڑکیوں کی تعلیم کی سفارش کرتے ہیں تو ہماری کس تقریر سے یہ نتیجہ نکال لیا جاتا ہے کہ ہم اُن کی عمدہ تربیت اور نگرانی کے حامی نہیں ہیں۔ ہم جس کوشش سے اُن کو تعلیم دلوانا چاہتے ہیں اُسی کوشش سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ اُس تعلیم کا نیک ترین استعمال اُن کو سکھایا جاوے۔

اصل میں مرد دوہری غلطی کرتے ہیں۔ اول تو وہ اپنے آپ کو عورتوں سے افضل اور اعلیٰ اور ہر طرح ہر حق میں غالب سمجھتے ہیں۔ دوم غلطی یہ کرتے ہیں کہ اس علو و غلبہ فرضی کے لوازم میں یہ بھی شامل سمجھتے ہیں کہ کسی امر ناشایستہ کا ارتکاب کریں اور اُن سے بازپرس نہ ہو۔ وہ افضلیت کو جابرانہ حکومت کے ساتھ جس میں حاکم خودمختار سے کوئی شخص امر زیبا و نازیبا کی نسبت بازپرس کرنے کا استحقاق نہیں رکھتا خلط کر دیتے ہیں۔ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ کوئی اس قسم کی فضیلت مردوں کو حاصل نہیں ہے۔ دوم اگر وہ درحقیقت ایسے اعلیٰ اور ایسے اشرف ہوں جیسے وہ اپنے زعم میں سمجھے بیٹھے ہیں تو اُن کے چال چلن پر ذرا سا بھی دھبہ آنا عورتوں کے چال چلن کی نسبت زیادہ بدنما اور بدزیب ہوگا۔ غلام کا کسی حرکت ناشایستہ کا

مسایل سے واقف ہوجاویں اس سے زیادہ پڑھانا عورتوں کے لئے نہایت خطرناک ہے اور وہ لوگ زیادہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم سے عورتوں کے چال چلن بگڑنے کا سخت اندیشہ رکھتے ہیں۔ لیکن درحقیقت جن اندیشوں اور خیالوں نے اُن کے دل کو گھیرا ہوا ہے وہ اندیشے محض تعلیم سے پیدا نہیں ہوتے بلکہ تعلیم کے بے جا استعمال سے۔ دنیا میں مفید سے مفید چیز کو دیکھو اور غور کرو تو معلوم ہوگا کہ اُس کا کئی طرح پر بے جا استعمال بھی ہوسکتا ہے۔ اور اُس سے خطرات پیدا ہوسکتے ہیں۔ قینچی۔ چاقو کیسی کارآمد چیزیں ہیں اور خیال کرو کہ یہ دنیا میں نہ ہوں تو کیسی دقتیں واقع ہوں۔ لیکن انہیں آلات کو ایک شریر شخص لوگوں کے کان ناک کاٹنے میں استعمال کرسکتا ہے۔ اب اس اندیشہ سے کہ کوئی بدمعاش چاقو سے لوگوں کی ناک نہ کاٹ ڈالے یہ مناسب ہے کہ دنیا میں چاقو کا بنانا موقوف کردیا جائے؟

ریل کس قدر آرام کی چیز ہے۔ مگر انجن ڈرایور کی ذراسی غفلت اور مے نوشی سے کس قدر خرابیاں وقوع میں آسکتی اور آتی ہیں۔ کیا ان خرابیوں کے اندیشہ سے اُن تمام فوایدبے شمار سے جو شب و روز خلقت کو حاصل ہو رہے ہیں نظر بند کرلی جاوے؟

کچھ شک نہیں کہ علم ایک اعلیٰ درجہ کی طاقت ہے اور اُس کو جس مطلب اور جس غرض کے لئے استعمال کیا جاوے وہ تعلیم کی مدد سے نہایت یقینی کامیابی کے ساتھ حاصل ہوسکتی ہے تعلیم یافتہ شخص کی خوش اخلاقی۔ معرفت حقوق بزرگوں کی تابعداری۔ مظلوم کے ساتھ ہمدردی عزیزوں کے ساتھ شفقت۔ بچوں کی پرورش۔ خوش انتظامی اور خوش مجلسی غیر تعلیم یافتہ شخص کی انہیں قسم کی صفات کی نسبت نہایت اعلیٰ و اشرف و قابل تعریف ہونگے۔ علیٰ ہذا القیاس

یہی رفتار زمانہ چلی جاوے تو جلد وہ زمانہ آجائیگا کہ کسی تعلیم یافتہ شوہر کو ناخواندہ بی بی رکھنی پسند نہ آئیگی۔ لوگ کچھ ہی کریں زمانہ ان سب مختلف طبقات خلایق کو ایک خاص درجہ تہذیب و شایستگی پر ضرور پہنچا کر رہیگا۔ خواہ یہ لوگ گرتے پڑتے خراب ہوتے سخت منزلیں طے کر کر منزل مقصود کو پہنچیں خواہ سیدھی مختصر آرام کی راہ سے +

ہم اس مختصر تحریر میں یہ بات فرض کر کے کہ عورتوں کی تعلیم کی ضرورت سب کے نزدیک مسلم ہے صرف اس بات پر کچھ لکھنا چاہتے ہیں کہ یہ تعلیم کس حد تک ہونی چاہئے اور اُس کی کیا وجوہات ہیں۔ عورتوں کی تعلیم کی ضرورت خواہ کسی فایدہ دینی یا دنیاوی کی امید پر تسلیم کی گئی ہو ہماری راے میں جو امر اُن کی تعلیم کو مردوں کی تعلیم کی برابر ضروری ثابت کرتا ہے وہ یہ ہے کہ اُن میں خداتعالیٰ نے وہ سب قویٰ دماغی ودیعت کئے ہیں جو مرد کو عطا ہوئے ہیں۔ اس لئے عورتوں کو جاہل رکھنا آدھی دنیا کے قویٰ دماغی کو بیکار کرنا اور اُس حکیم صانع کی صنعت کو لغو ٹھیرانا ہے +

جب عورتوں کی تعلیم کی ضرورت اُن کے قویٰ دماغی کی موجودگی پر مبنی ہے تو اُس کی حد بھی اُن قویٰ کی حد استعداد اندازہ قابلیت سے مقرر کی جاسکتی ہے۔ دو باتوں میں سے ایک بات لازم ہے یا تو عورات کے قویٰ عقلی میں جس قدر معلومات علوم حاصل کرنے کی گنجایش پاؤ اُن کو اُتنی ہی تعلیم دیتے جاؤ۔ یا اگر کوئی حد خاص تحصیل علم کے لئے مقرر کرتے ہو تو یہ ثابت کرو کہ اس حد خاص سے زیادہ علوم حاصل کرنے کا ملکہ جو خداتعالیٰ نے عورات میں پیدا کیا ہے اُس کو لغو ٹھیرانے اور بیکار رکھنے کی کیا وجہ ہے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ عورتوں کو صرف اس قدر تعلیم کافی ہے جس سے وہ اپنے والدین اور دیگر اقربا کے حقوق پہچان لیں اور نماز روزہ کے

کے خرمنِ ہوش اور عابد کی ریاضتِ صد سالہ کے جلانے کو کافی ہے۔ ایک نگاہِ ناز نے زاہدوں عابدوں کے زہد کو ڈبویا ہے اور بڑے بڑے پرہیزگاروں سے اپنے در پر جبہ سائی کروائی ہے غرض حسن کے مسحر نیم نے کسی کو مجنوں وار دیوانہ صحرا نورد بنایا۔ کسی کو فرہاد صفت کوہ کن ٹھیرایا۔ کیا کوئی انکار کر سکتا ہے کہ یہ شانِ محبوبیت اُس معشوقِ حقیقی کے حسن جہاں افروز کا جزو نہیں ہے کیا یہ ذرہ اسی آفتاب عالمتاب کا نہیں ہے جس نے جہان کو منور کیا ہے؟ کیا عورتیں مستحق نہیں ہیں کہ فخر سے کہیں ؎ گرچہ خوردیم نسبتے ست بزرگ۔ ذرۂ آفتاب تابانیم؟

تعلیم

اب وہ زمانہ نہیں رہا جبکہ عورتوں کی تعلیم ایک نامانوس آواز معلوم ہوتی تھی۔ اور سینا اور پکانا اور کاتنا عورتوں کے طبعی فرائض سمجھے جاتے تھے۔ لوگوں نے مانا یا نہ مانا مگر زمانہ نے عورتوں کو پڑھانا شروع ہی کر دیا۔ اس لئے اب وہ مرحلہ کہ عورتوں کو تعلیم دینی چاہئے یا نہیں طے ہو گیا۔ بچوں کی نیک تربیت۔ امورِ خانہ داری کا حسن انتظام۔ حقوق اللہ اور حقوق عباد کی معرفت اور تعلیم یافتہ شوہروں بھائیوں باپوں کی نگاہ میں مقبولیت۔ غمگین دل کی خوشی۔ تنہائی میں رفیق محض کی رفاقت ان سب ترغیبات یا شاید تعلیم پسند زمانہ کی محض تقلید نے سب رسم و رواج کی بندشوں اور دستور قدیم کی بیڑیوں اور تلقینی عادات کی قیدوں کو جھٹکے مار کر توڑ ڈالا ہے۔ اور تھوڑا بہت چرچا تعلیم کا ادنےٰ اعلےٰ ہر طبقہ کی عورتوں میں ہو گیا ہے۔ گو کسی طبقہ میں مرأت العروس و توبۃ النصوح پسند کی جاتی ہیں اور کسی طبقہ میں کنز المصلی یا راہ نجات یا بعد حمد کافی سمجھی جاتی ہے۔ اور کوئی قرآن مجید یا پنجسورہ پر قناعت کرتے ہیں۔ اگر

نے پر مردوں کو عشر عشر ماننا چاہئے۔ مسلمانوں میں نہ سہی تو نہ سہی۔ ہندوؤں کی قوم کی عورتیں بھی
ز عورتیں ہیں جو اپنی بے مثل وفاداری اور جاں نثاری میں ہمیشہ سرخرو رہینگی۔ ستی کی رسم کیسی
ں مذموم کیوں نہ ہو۔ مگر اُس کی اصلیت پر غور کرو اور ایمان سے کہو کہ دنیا میں کسی قوم کسی ملت
ں مذہب میں کوئی مردوں کا بھی ایسا وفادار گروہ دیکھا یا سُنا گیا ہے جو بیویوں پر اپنی جان اس
ح نثار کرتا ہو جس طرح عورتوں کی نوع اپنے پیارے شوہروں پر پروانہ وار جان دیتی ہے۔ مرزا
الب کہتا ہے ؎ در محبت چوں زنِ ہندو کسے مردانہ نیست۔ سوختن بر شمع مردہ کار ہر پروانہ نیست

ان سب امور کے سوا جن میں سے متعدد فضیلت عورات ثابت کرتے ہیں یہ بات بھی کچھ کم
ل بیان نہیں ہے کہ گو اللہ تعالیٰ کوئی صورت شکل نہیں رکھتا مگر اُس پر سب اہل مذاہب جمیل
اطلاق کرتے ہیں اور سب مسلمان اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ جمیل ویحب الجمال۔ یعنے اللہ تعالیٰ
احب جمال ہے اور وہ خوبصورتوں کو دوست رکھتا ہے اس میں کیا شک ہے کہ اُس نے
پنے جمال جہاں آرا سے زیادہ تر حصہ عورتوں کو دیا ہے اور ہر قوم اور ہر ملک میں مردوں
نسبت عورتوں میں حسن [illegible] پایا جاتا ہے۔ یہ شان محبوبیت جو خدا تعالےٰ نے اپنی شانِ
پائی اور نور محمدی کا نمونہ بنایا ہے عورتوں میں پائی جانی اُن کی عزت و توقیر کا کافی خیال دلاتی
ہے۔ اور وہ اپنی بے مثل مسخر کنندہ طاقت میں دنیا کی تمام طاقتوں اور مردوں کی قوتوں کو برگ
ہ سمجھتی ہیں۔ کس کو معلوم نہیں کہ جو فولاد دل کسی دنیا کی مصیبت یا آفت سے نہ جھجکتے تھے
رجو تیغ و تبر کی کوچوں کو پھول کی چھڑیاں سمجھتے تھے اُنہیں ایک نگاہِ مست نے بے حواس
ڈالا۔ دنیا میں اس زور کی کون سی قوت برقی ہے جس کی ایک چنگاری کا آتشیں اثر بہادروں

ہو گیا ہوگا کہ لڑکے عموماً عقل کے بعد سے۔ اور کم تیز ہوتے ہیں اور لڑکیوں کے ہمراہ ہمیشہ پست رہتے ہیں +

قویٰ اخلاقی میں تو یقیناً عورتوں کا پلہ بہت ہی بھاری ہے۔ شرم و حیاء و عفت جس قدر عورات کی سرشت میں دیکھو گے اُس قدر کیا اُس کا عُشر عشیر بھی مردوں میں نہیں ہے منشی عنایت اللہ لاہوری کی بہار دانش میں جتنے ناپاک قصے عورتوں کی بدردگی اور بیوفائی کے ہیں اُن میں سے ہر ایک قصہ میں سب سے زیادہ نمایاں بدچلنی اور بدمعاشی کسی نہ کسی مرد کی پائی جاتی ہے جو اپنی عیارانہ چالوں سے شیطان مجسم بن کر باعث خلل اندازی عفت عورات ہوا ہے۔ درحقیقت اُن حکایات سے عورتوں کی نسبت زیادہ تر مردوں کی ہی بدچلنی ثابت ہوتی ہے۔ بعض حضرات عورتوں کے خلاف اس قدر سخت تعصب رکھتے ہیں کہ اگر وہ اپنے شوہر کی موت کے بعد نکاح ثانی بھی کر لیتی ہیں تو اس مثال کو بطور حکایت بیوفائی پیش کرتے ہیں۔ وہ خود برخلاف حکم خدا و رسول متعدد نکاح کرتے ہیں، کسی جورو کے حق میں اپنا فرضی عدل بھی پورا نہیں کرتے اور بی بی کے مرنے ہی دوسری شادی کرتے ہیں اور اس شادی سے جو آفات پہلی بی بی کی اولاد پر پڑینگی اُن کا بھی مطلق خیال نہیں کرتے پھر بھی بے وفا نہیں ٹھیرتے۔ اور غریب بیکس بیوہ جو خدا و رسول کے حکم کی تعمیل میں اور اکثر حالات میں قوت لایموت سے عاجز آکر نکاح جایز کرتی ہے وہ بے وفا کہلا کر ہدف تیرِ ملامت بنتی ہے۔ اگر نکاح ثانی علامت بیوفائی ہے تو کیا وجہ ہے کہ مردوں کو سب سے زیادہ بے وفا اور دغاباز نہ کہا جاوے جو بعض بندہ نفس بن کر شادی پر شادی کرتے اور شریعت الٰہی کو توڑتے اور اولاد کے حق میں کانٹے بوتے ہیں عورتوں کو بے وفا

ہر امر کے کُنہ کو نہایت برق نگاہی سے پالینا۔ نہایت لطیف لطیف باتوں کو اشارہ میں سمجھ جانا اور ایک امر کو چھوڑ کر دوسری طرف اور دوسرے امر کو چھوڑ کر تیسری طرف نہایت آسانی سے ذہن کو منتقل کرلینا یہ اوصاف جس اتم و اکمل درجہ کے عورات میں پائے جاتے ہیں وہ مردوں میں نہیں پائے جاتے۔ ممکن ہے کہ اگر ادراک جزئیات کی نسبت ادراک کلیات کے لئے عورتوں کے دماغ زیادہ موزوں ہوتے تو وہ بے حد شُوغ جو بے شمار امور خانہ داری میں پایا جاتا ہے انہیں خانہ داری کے قابل نہ رکھتا۔

مختصر یہ کہ قوی عقلی میں عورتیں کسی طرح مردوں سے کم نہیں ہیں اور کوئی علمی مسئلہ آج تک ایسا ثابت نہیں ہوا کہ وہاں تک مردوں کے ذہن کی رسائی ہوئی ہو اور عورتوں کی نہ ہوئی ہو۔ بلکہ جہاں تک ہمارا اور ہمارے چند احباب کا تجربہ لڑکیوں کی تعلیم کے باب میں ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بہ نسبت لڑکوں کے لڑکیاں زیادہ ذہین اور طبّاع اور روشن ضمیر ہوتی ہیں۔ جن لڑکیوں نے مدرسہ میں تعلیم نہیں پائی اور اپنے گھروں میں نوشت و خواند سیکھی ہے اُن کا قصہ سننے سے ہمیں بے انتہا تعجب ہوا۔ اکثر صورتوں میں یہی سُنا کہ اُن کو کوئی باقاعدہ تعلیم نہیں ہوئی۔ کوئی خاص شخص اُن کی تعلیم کے لئے مخصوص ہوا بلکہ دو چار حرف ماں سے دو چار حرف بھائی سے۔ دو چار حرف والدہ سے اُٹھتے بیٹھتے سیکھتی رہیں بھائی بہنوں کو لکھتے دیکھ کر خود اُن کی نقل کرنے لگیں رفتہ رفتہ خود ہی اس قدر لکھنا پڑھنا آگیا کہ کئی کئی سال تک کے لئے بھائیوں کی تعلیم کی حامی معلمہ بن گئیں۔ ہم نے کبھی کسی لڑکے کو اس طرح کی ادھوری تعلیم سے کوئی فایدہ حاصل کرتے نہیں دیکھا جس والدین یا بھائی کو یکساں عمر کا لڑکا اور لڑکی پڑھانے کا اتفاق ہوا ہوگا اُسے صاف روشن

مساوات قایم رکھ کر فرمایا کہ اگر میاں بی بی میں نا اتفاقی کا اندیشہ ہو تو دو ثالث فیصلہ کے لئے مقرر کرو ایک ثالث شوہر کے کنبہ میں سے اور دوسرا ثالث بی بی کے کنبہ میں سے۔ غرض جہاں تک قرآن مجید کی آیات پر غور کی جاتی ہے عورتوں کے حقوق کی مردوں کے حقوق کے ساتھ مساوات ثابت ہوتی ہے۔

> وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا

مردوں اور عورتوں میں خلقی فرق جو ہے وہ صرف اعضاء بقاء نوع سے تعلق رکھتا ہے اور کسی قوۃ دماغی کا انحصار اس فرق پر نہیں ہے۔ اس فرق کا اور نیز اس امر کا کہ عورتیں خلقۃً کمزور ہیں صرف یہ مقتضاء ہے کہ عورت بچے جنے اور اُن کی پرورش کرے اور مرد تمام امورات شاقہ کے متحمل ہوں اس فرق بیّن کے علاوہ بعض حذاق نے مرد و عورت کے قویٰ دماغی میں بھی ایک نازک فرق محسوس کرنے کا دعویٰ کیا ہے یعنے یہ کہ مردوں میں ادراک کلیات کا مادہ فطرتاً زیادہ ہے اور عورتوں میں ادراک کلیات کی قابلیت بہت کم ہے اُن کا ذہن صرف ادراک جزئیات کے لئے مناسب ہے۔ مگر اول تو یہ تفریق صرف فرضی [illegible] معلوم ہوتی ہے جس کا کوئی قطعی ثبوت نہیں ہے۔ دوم اگر یہ فرق حقیقت میں قابل محسوس ہو سکنے کے ہے تو اُن کی حالت موجودہ تربیت و حالت تمدنی سے اس کی بخوبی توجیہ ممکن ہے۔ سوم اگر یہ فرق واقعی قویٰ دماغی میں ہے تو اس کی وجہ سے عورتوں میں ایک ایسا وصف پایا جاتا ہے جس کا مقابلہ مردوں سے اس وصف میں نہیں ہو سکتا۔ یعنے ادراک جزئیات کے لئے قویٰ کے مناسب ہونے سے اُن میں انتقال ذہن اس سرعت سے ہوتا ہے کہ مردوں میں ممکن نہیں ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ

نہایت خراب دستور تھا کہ جب کسی عورت منکوحہ سے نفرت ہوجاتی تھی تو اُس کے ساتھ سخت کج ادائی کرتے تھے لاچار وہ دق ہوکر مہر واپس کرکے طلاق لے لیتی تھی۔ خداتعالیٰ نے اس رسم قبیح کو اس طرح منع فرمایا کہ عورتوں کو تنگ مت کرو اس نیت سے کہ جو تم نے اُن کو دیا ہے اُس میں

لا تعضلوهن لتذهبوا ببعض ما آتیتموهن وعاشروهن بالمعروف فان کرهتموهن فعسی ان تکرهوا شیئًا ویجعل الله فیه خیرًا کثیرًا۔ للرجال نصیب مما اکتسبوا وللنساء نصیب مما اکتسبن وان امرأة خافت من بعلها نشوزًا او اعراضًا فلا جناح علیهما ان یصلحا بینهما صلحًا والصلح خیر واحضرت الانفس الشح وان تحسنوا وتتقوا فان الله کان بما تعملون خبیرًا وان یتفرقا یغن الله کلا من سعته

سے کچھ واپس لو۔ پھر اُن کے ساتھ حُسن سلوک کی یوں تاکید فرمائی ہے کہ عورتوں کے ساتھ نیک معاشرت کرو۔ اور اگر تم کو وہ بُری لگیں تب بھی یہ سمجھنا چاہئے کہ ممکن ہے کہ تم کو ایک شے بُری لگے اور اللہ اُس میں تمہارے لئے بھلائی کرے۔ پھر مرد اور عورت میں مساوات اس طرح قائم فرمائی کہ مردوں کو اپنی کمائی کا حصہ ہے اور عورتوں کو اپنی کمائی کا حصّہ ہے یعنے دونو برابر ہیں ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں ہے ہر ایک کے لئے اپنے اپنے اعمال ہیں۔ پھر عورتوں کے حق خُلع کو یوں بیان فرمایا اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی بدمزاجی سے ڈرے تو کچھ ہرج نہیں کہ وہ آپس میں صلح کرلیں اور اگر وہ علٰحدہ ہوجائیں تو ہر ایک کو اللہ اپنی فراخ دستی سے غنی کریگا۔

پھر شوہر و زوجہ میں ناموافقت ہونے کی صورت میں مصالحت عمل میں لانے کے لئے بھی وہی طریق

سردار سمجھا جائے۔ جہاں تک احکام شرعی پر غور کی گئی ہے مردوں اور عورتوں میں مساوات حقوق ثابت ہوتی ہے۔ سورۂ نساء جس میں عورتوں کی نسبت زیادہ تر احکام ہیں اس طرح شروع ہوتی ہے۔ اے لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک قسم کی جان سے پیدا کیا اور اسی سے تمہارا جوڑا پیدا کیا۔

> یا ایہا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منہا زوجہا

اس سورۃ میں ورثاء اور یتیموں اور عورتوں کے حقوق بیان کئے گئے ہیں اور اُن کے حق میں بے انصافی کو منع کیا ہے اس لئے اول ہی فرمایا کہ سب مرد اور سب عورتیں ایک سی جان اور ایک سی خواہشیں رکھتی ہیں جس طرح تم کو حق تلفی سے رنج پہنچتا ہے اسی طرح دوسرے مظلوم مردوں اور عورتوں کو پہنچتا ہے کیونکہ تم سب ایک طرح کی جان رکھتے ہو۔ اس لئے اُن کے حق میں بے انصافی کرنے سے اللہ سے ڈرو۔ پھر اسی سورہ میں باوجود اس کے کہ عورت کے جملہ مصارف شوہر کے ذمہ ہیں اُس کو ترکہ پدری میں مرد کے نصف حصہ کی برابر اُدھ حصہ دیا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا بلکہ بعض صورتوں میں مرد اور عورت کا حصہ بالکل برابر ہی کر دیا مثلاً اگر میت اولاد اور والدین چھوڑے تو اُس صورت میں میت کے والدین کو چھٹا چھٹا حصہ ملیگا یعنی اُس کی ماں اور باپ مساوی حصہ پائینگے علیٰ ہذالقیاس جب میت کے نہ والدین ہوں نہ اولاد بلکہ صرف بھائی بہن ہوں تو بھائی بہن کے لئے بھی مساوی حصہ مقرر کیا گیا ہے +

پھر عورتوں کے لئے حق مہر جدا مقرر کیا گیا ہے اور بحالت طلاق اُس تمام مہر میں سے خواہ کتنا ہی کیوں نہ ہو مرد کو ایک حبہ تک واپس لینے کی اجازت نہیں دی گئی۔ عرب میں ایک

وہ دنیا کی ہی بیبیاں ہیں جو اُس عالم قدس میں مل کر حسین اور پیار دلانے والیاں کردیجائینگی اور پاک زندگی کے ساتھ اپنے پیارے شوہروں کے ہمراہ ابدی جاودانی حالت میں رہینگی کہ اُن میں پھر تغیر و تبدل نہوگا۔ سورہ رعد میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اہل جنت بہشت جاودانی میں داخل ہونگے اور اُس جگہ اُن کے باپ اور اُن کی بیبیاں اور اُن کی آل و اولاد بھی جو نیکوکار تھی۔ ہوگی۔ پھر سورہ طور میں فرمایا کہ جو لوگ ایماندار ہیں اور اُن کی اولاد بھی ایماندار رہے اُن کو ہم اُن کی اولاد کے ساتھ ملادینگے۔ پھر سورہ زخرف میں فرمایا ہے کہ اپنی بیبیوں کے ساتھ جنت میں داخل ہو اور اُس کی سیریں کرو۔ غرض اسی قسم کی اور بہت سی آیات قرآنی ہیں جن سے پایا جاتا ہے کہ اُس روحانی پُرلطف زندگی میں اہل جنت اپنے پیارے عزیز و اقارب کو اپنے ساتھ پائینگے ؂

> جنات عدن یدخلونہا ومن صلح من آبائہم وازواجہم وذریاتہم الخ

> الذین اٰمنوا واتبعتہم ذریتہم بایمان الحقنا بہم ذریتہم الخ

> قال اللہ تعالےٰ ادخلوا الجنۃ انتم وازواجکم تحبرون ٥ (الزخرف)

ان تمام بیانات و تشریحات سے بخوبی ثابت ہوا کہ نہ مردوں کی ساخت دماغی میں کوئی ایسی بات ہے کہ اُس کے رو سے وہ کسی خاص مسئلہ عقلی سمجھنے کی استعداد رکھتے ہیں اور عورتیں اُس کے سمجھنے سے قاصر ہیں نہ قرآن مجید نے مردوں کو کوئی ایسی فضیلت دی ہے کہ اُن کو عورتوں کا حاکم یا[ؔلہ]

[لہ] بعض احادیث میں آیا ہے کہ اگر خدا انسان کو انسان کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔ ایسی احادیث میں شوہر کے درجہ کی عظمت بیان کی گئی ہے۔ مرد عورت کی تمیز سے بحث نہیں ہے۔ بعض رشتے اور بھی ایسے ہیں جن کو خدا نے بزرگی دی ہے۔ مثلاً باپ کا درجہ۔ بیٹے اور بیٹی سب پر باپ کا بے حد ادب اور تعظیم لازم ہے۔ حالانکہ بیٹا اور باپ دونوں مرد ہیں اور کوئی ذاتی فرق نہیں رکھتے۔ اسی طرح شوہر بوجہ رشتہ شوہری بیوی سے ادب و تعظیم کا مستحق ہے۔ ایسی احادیث سے۔ مردوں کی وہ فضیلت ثابت ہوتی ہے جو مرد ثابت کرنا چاہتے ہیں اور نہ ان احادیث سے ہم انکار کرکے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ عورتوں کو شوہروں کی تعظیم و اطاعت نہیں چاہئے۔

یہ ہی معنی للرجال علیہن درجۃ کے ہیں۔ رجال سے عام طور پر مطلق مرد مراد نہیں ہیں بلکہ رجال سے شوہر مراد ہیں کیونکہ یہ آیت شوہر و زوجہ کے حقوق کے متعلق ہے۔ مطلق مرد اور مطلق عورت کے متعلق فافہم۔

ملینگی۔ عورتوں کو کیا ملیگا؟ حالانکہ مردوں کو حورانِ بہشتی کا بمعانی معروف ملنا ہی تو ذہن سے خارج کرنا تھا۔ اب اُسی کو تسلیم کرکے اعتراض کیا جاتا ہے جو سخت غلطی ہے قرآن مجید میں ایک آیت ایسی نہیں ملتی جس سے معلوم ہو کہ حورانِ بہشتی کوئی جداگانہ مخلوق ہے جو مردوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ عربی زبان میں ہر سیاہ چشم گوری عورت کو حور کہتے ہیں۔ قرآن مجید سے ثابت ہے کہ قیامت کے روز سب آدمی جوان اور یکساں عمر کے پیدا کئے جائینگے۔ مردوں کی نسبت زیادہ صراحت نہیں کی گئی لیکن عورتوں کی نسبت تو صاف ارشاد ہوا ہے کہ ہم نے اُن سب کو ایک اٹھان پر اٹھایا ہے اور اُن کو کنواریاں کر دیا۔ اپنے شوہروں کی ہم عمر اور پیار دلانے والیاں۔ انہیں عورتوں کو

قال اللّٰہ انا انشاناھن انشاءً فجعلناھن ابکاراً عُرُبًا اترابًا لِاَصْحَابِ الیمین الواقعہ

کبھی بہ لفظ سیاہ چشم (حور) اور کبھی بہ لفظ شرمگین (قاصرات الطرف)۔ کبھی بہ لفظ اچھی بیبیاں (خیرات) اور کبھی بہ لفظ بیویاں (ازواج) قرآن مجید میں بیان کیا ہے اور سیاق قرآن اور چند احادیث کے مضمون سے بعض صحابہ و تابعین مثلاً حضرت ابن عباس اور مجاہد اس طرف گئے ہیں کہ آیات قرانی میں جن الفاظ سے حوریں ایک جدا مخلوق سمجھی جاتی ہے وہاں دنیا کی عورتیں ہی مراد ہیں۔ اور اس بات کے کہنے سے کہ کوئی اُن کے پاس نہیں پھٹکا یہ مراد ہے کہ جب سے وہ دوبارہ پیدا ہوئیں تب سے

بعضھم یقول یعنی نساء الدنیا التی خلقا آخرا بکارا قال الشعبی وزاد لم یمسھن منذ انشئن خلقا قال ابن عباس من الادمیات اللاتی متن ابکارا۔ تفسیر کبیر و منبر ساکن الغرام الی روضات دار السلام

اُن کے پاس کوئی نہیں پھٹکا۔ اس سے ظاہر ہے کہ جن خوبصورت عورتوں کے ملنے کا ذکر ہے

تو کوئی حکم فرضیت روزہ کا عورات کے لئے قرآن مجید سے نہ نکلیگا۔ پس ایسے مقامات پر مذکر کا صیغہ خاص مردوں کے لئے استعمال نہیں کیا گیا بلکہ تغلیباً استعمال کیا گیا ہے۔ اُردو میں بھی اس طرح کا استعمال کثرت سے ہوتا ہے مثلاً کہتے ہیں کہ بُرا کرنے والے کا انجام بُرا ہوتا ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ بُرا کرنے والی (عورت) کا انجام بُرا نہیں ہوتا۔ اسی طرح زوج سے بی بی مراد سمجھنا بھی غلطی ہے۔ عربی میں زوج کے معنے جوڑے کے ہیں۔ عورت مرد کی زوج اور مرد عورت کا زوج کہلاتا ہے اس لفظ کا اس قسم کا استعمال بھی نہایت خوبصورتی سے حقوق زوجین کے مساوات ظاہر کرتا ہے۔ پس آیت کے معنی یہ ہیں کہ جن لوگوں کے نیک اعمال ہونگے وہ بہشت میں جائینگے اُن کو وہاں پاک جوڑے ملینگے۔ یعنے مردوں کو عورتیں اور عورتوں کو مرد۔

اس معنی پر شاید یہ تعجب ہوگا کہ مردوں کو تو حوران بہشتی ملیںگی مگر عورتوں کو کیا ملیگا۔ یہ تعجب صرف اس سبب سے پیدا ہوتا ہے کہ مردوں نے اپنی سفاہت اور دنائت نفس کی وجہ سے بعض مقامات قرآن مجید کے ایک خاص معنے اپنے ذہن میں قرار دے لئے ہیں اور اُن کو صحیح فرض کرلیا ہے۔ اب اگرچہ وہ دوسرے صحیح معنے کے اختیار کرنے پر آمادگی ظاہر کرتے ہیں اور اپنے ذہن کا معانی مشہورہ سے خالی کردینا بتلاتے ہیں۔ مگر ان معانی مشہورہ کا بے معلوم اثر اُن کے دل پر باقی رہتا ہے اور وہ اثر کسی دوسرے معنے کو چسپاں نہیں ہونے دیتا۔ سب لوگوں کے دلوں میں یہ بات جمی ہوئی ہے کہ قیامت کے دن مردوں کو حوران بہشتی ملیگی۔ اب ہم کہتے ہیں کہ یہ خیال غلط ہے اس کو دل سے دور کردو۔ اور جو معنے ہم بتلاتے ہیں وہ سنو۔ وہ کہتے ہیں کہ اچھا ہم نے اپنے ذہن سے وہ معانی تو دور کردیئے۔ اب بتاؤ کہ مردوں کو تو حوران بہشتی

فضیلت کا دار مدار حوران بہشتی پر ٹھیرایا۔ مگر یہ دلیل بھی اپنی بیہودگی میں باقی دلایل سے کم نہیں +

قرآن مجید کے الفاظ جن پر یہ فرضی بزرگی ثابت کی جاتی ہے یہ ہیں۔ وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ یعنے اُن کے لئے بہشت میں پاک جوڑے ہونگے۔ ان الفاظ سے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ هُمْ جو ضمیر مذکر ہے مردوں کی طرف راجع ہے اور ازواج سے حوران بہشتی مراد ہیں۔ مگر اس آیت کے یہ معنے سمجھنا قرآن مجید کے طرز خطاب و سیاق کلام اور خاص اسلوب کلام الٰہی سے ناآشنائی ظاہر کرتا ہے +

قرآن مجید کا خاص طرز ہے کہ جس خطاب میں وہ مرد اور عورتوں کو شامل و داخل سمجھتا ہے اکثر اوقات اس کو صرف بصیغہ مذکر تغلیباً استعمال کرتا ہے۔ قرآن مجید کی پہلی آیت ہی کو دیکھو جہاں فرمایا ہے هُدًى لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَوٰةَ الخ اس آیت میں متقین اور اُس کے بعد تمام صیغہائے فعل بصورت مذکر ہیں حالانکہ یہ مقصود ہرگز نہیں کہ قرآن مجید اُن پرہیزگار مردوں کے واسطے ہدایت ہے جو غیب پر ایمان لاتے اور نماز پڑھتے ہیں۔ بلکہ ان میں عورات بھی داخل ہیں۔ سیکڑوں جگہ قرآن مجید میں اقیموا الصلوٰۃ و اٰتوا الزکاۃ بصیغہ مذکر آیا ہے۔ کیا یہ سمجھنا صحیح ہے کہ نماز اور زکوٰۃ کا حکم صرف مردوں کے لئے ہے اور عورتیں اُس سے معاف ہیں۔ ہرگز نہیں۔ علیٰ ہذالقیاس روزہ رمضان کی نسبت حکم ہے کہ مَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ۔ جس کے لغوی معنے یہ ہیں کہ تم مردوں میں سے جو چاند دیکھے اُس کو روزہ رکھنا چاہئے۔ اگر اس حکم میں عورات کو داخل نہ سمجھیں

نہ کرتا اس غرض سے کہ وہ اس حالت زبون سے نجات نہ پائے ایسی صورت میں عورت کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ جبراً مرد سے بذریعہ قاضی طلاق حاصل کرے۔ اور عورت کے اس حق کو عرف شرع میں خلع کہتے ہیں۔ اس صورت میں بھی گو عورت اپنا مقصد علیحدگی حاصل کر لیتی ہے مگر بقول شخصے کہ سانپ مرے اور لاٹھی نہ ٹوٹے خدا تعالیٰ نے علیحدگی کا الزام عورت پر آنے نہیں دیا بلکہ ظاہراً اُس کو قاضی کی طرف منتقل کر دیا۔ اخبار صحیحہ میں لکھا ہے کہ مدینہ منورہ میں حفصہ بنت سہل ایک نہایت حسینہ و شکیلہ عورت تھی۔ اُس کا شوہر جو نہایت بدشکل تھا اُس کے حسن و جمال پر فریفتہ تھا مگر بی بی کو اُس سے سخت نفرت تھی اور اُن میں ہر روز بدمزگی و رنجش رہتی تھی۔ آخرش حفصہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا حضرت میرا دل اپنے شوہر سے از حد نفرت رکھتا ہے اور خوف ہے کہ مبادا حقوق شوہر میں کمی کرنے سے مجھ سے مواخذہ ہو۔ آپ مجھے اُس سے جُدا کر دیجئے۔ آپ نے بہت کچھ سمجھایا۔ مگر جب دیکھا کہ اُن کا اتفاق مشکل ہے تو اُس کے شوہر سے اُس کو علیحدہ کرنے کو کہا۔ شوہر نے عرض کیا کہ میں نے اس کو ایک باغ دیا ہے اور اب یہ خود بلا میرے قصور کے مجھ سے علیحدہ ہوتی ہے پس میرا باغ واپس کرا دیجئے۔ حفصہ نے کہا کہ اگر باغ کے ساتھ کچھ اور بھی لیکر مجھے چھوڑ دے تو غنیمت ہے۔ آخر حضرت نے صرف باغ واپس کرا کر اُن کو علیحدہ کر دیا۔ پس مرد کی بدسلوکیوں سے بچنے کے لئے عورتوں کو اس سے بہتر اور کیا حق دیا جا سکتا تھا اور اس سے زیادہ دلجوئی و مراعات عورات کی کیا ہو سکتی تھی جو شارع علیہ السلام نے قانون شرعی میں ملحوظ رکھی۔ دنیا کی سب دلایل جب محض نکمی نکلیں تو مرد عالم آخرت کی طرف دوڑے اور اپنی

ہونا یکساں نتیجہ پیدا کریگا۔ کیونکہ عموماً یہ ممکن نہیں ہے کہ مرد تو اپنی بیوی سے یہ کہے کہ میں آئندہ تجھ کو اپنی بی بی بنا کر رکھنا نہیں چاہتا۔ اور بیوی کو اُس مرد سے ایسی محبت قلبی ہو کہ اُس سے جُدا نہ ہونا چاہے۔ پس ایسی حالت میں ضرور ہے کہ علیحدگی ہو خواہ اُس کا اظہار مرد کی جانب سے ہو خواہ عورت کی جانب سے ۔

کوئی شخص اس امر سے انکار نہیں کرسکتا کہ عورت میں شرم اور حیاء اور خواہش حفظ ناموس مرد سے بدرجہا زیادہ ہے شرم وحیاء اُس کی سرشت میں گویا خمیر کردی گئی ہے اور تمام وہ اخلاق لطیفہ جن سے نرمی مزاج جو عورت کو طبعًا دی گئی ہے ظاہر ہو اُن میں بدرجہ اتم و اکمل پائے جاتے ہیں۔ رحم۔ ترس۔ خوف خدا۔ ہمدردی۔ محبت عورات کی خلقی صفات ہیں۔ جو علیحدگی طلاق کے ذریعہ سے عمل میں آتی ہے خواہ وہ خاص حالات میں کیسی ہی معقول بنا پر مبنی ہو لیکن اُس کا ظہور ایسے انسان سے جس کی سرشت محبت والفت سے بنی ہو نہایت مکروہ و بدنما معلوم ہوتا۔ اور اُس سراپا الفت پر جس کے رگ و ریشہ میں بھی وفاداری رکھی ہے نہایت بدزیب داغ ہوتا اس لئے خدا تعالیٰ نے ایسے کریہ الزام سے جس کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرماتے ہیں کہ دنیا کی تمام جائز چیزوں میں سے بدترین چیز ہے عورت کی ذات کو محفوظ رکھا۔ افسوس ہے مردوں کے حال پر اور اُن کی نالائقی پر کہ خدا تعالیٰ تو ایک چیز کو بدترین شے فرمادے اور مرد اُس کو اپنی فضیلت کا موجب قرار دیں۔ البتہ یہ بات غور طلب ہے کہ آیا مردوں کو کوئی ایسا اختیار تو نہیں دیا گیا کہ اس کے ذریعہ سے وہ عورتوں کو ناواجب طور پر ستا سکیں۔ ممکن تھا کہ مرد باوجود رنجش باہمی کے عورت کو طلاق دے کر علیٰحدہ

پر چھوڑ گیا ہے۔ پس اس حکم قرآنی سے کسی طرح تعدد ازدواج کا جواز بالعموم ثابت نہیں ہوتا اور اس لئے یہ حکم مردوں کی فضیلت کی دلیل نہیں ہو سکتا۔

طلاق کا اختیار جو مردوں کو دیا گیا ہے وہ ایسا ہے کہ مردوں کو اس سے شرمانا چاہئے اور اگر اُن میں شرافت انسانی کا ثبوت ہو سکتا ہے تو اُس اختیار کو استعمال میں نہ لانے سے ہو سکتا ہے طلاق ایک نہایت تلخ مزہ دوا ہے جو صرف ایسے مرض کا علاج ہے جس کی اور کوئی تدبیر معالجہ نہ ہو سکے۔ میاں بی بی کے باہمی تعلقات ایسے نازک اور اہم اور قابل اخفاء ہوتے ہیں کہ دنیاوی عدالتوں کی طرف اُن کے انفصال کے لئے رجوع کرنا اُن رنجشوں کو اور ترقی دینا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ نکاح ایک معاہدہ مثل دیگر معاہدوں کے ہے اور معاہدوں کی تکمیل کے بعد ہر فریق کو اختیار ہے کہ عہد شکن فریق کو ایفاء معاہدہ پر شرعاً مجبور کرے یا کرائے۔ مگر یہ عہد شکنی ایسی حالت قلبی کا نتیجہ ہوتا ہے کہ اُس حالت کی موجودگی میں جبراً ایفاء معاہدہ کرنا صرف ایک ظاہری ایفاء ہو سکتا ہے۔ لیکن حقیقتہً وہ معاہدہ شوہر و زوجہ کی قلبی ارتباط سے تعلق رکھتا ہے اور جبر سے اُس کا ایفاء حقیقی ممکن نہیں ہے۔ کچھ شک نہیں کہ ظاہری مُعاہدہ ایک بیرونی نشان اور اعلان دو شخصوں میں روحانی رشتہ پیدا ہونے کا ہے لیکن روح کھو کر صرف جسم باقی رکھنا یعنی اصلی اغراض نکاح کو چھوڑ کر عدالت سے ظاہری مُعاہدہ کا ایفاء بہ جبر کرانا کیا فایدہ دے سکتا ہے۔ ضرور ہے کہ ایسے ناگزیر حالات میں فریقین کی رائے سے علٰحدگی کی اجازت دی جاوے مگر سوال یہ ہے کہ کس فریق کے ہاتھ میں یہ اختیار رکھا جاوے۔ ہماری رائے میں جہاں تک طلاق کا باعث ناممکن العلاج رنجش باہمی ہو اُس کا اختیار دونوں فریق میں کسی کے ہاتھ میں

کرجاتے تھے اور ان لاوارثوں سے نکاح کرنے کی اصلی غرض اُن کا مال ہضم کرنا ہوتا تھا جیسا آج کل بھی بہت اشخاص طوایف سے نکاح صرف اس غرض سے کرتے ہیں کہ عمدہ مالیت کا زیور اُن کے ہاتھ آجائے اور بعض اشخاص باوجود نیک بی بی کی موجودگی کے اس تاک میں لگے رہتے ہیں کہ کوئی مالدار بی بی نکاح میں آجائے۔ اس آیت میں خدا تعالیٰ نے ان یتیم بیکس لڑکیوں پر ظلم کرنا منع فرمایا اور کہا کہ اُن کے حق میں انصاف کرو اور پھر یہ فرمایا کہ اگر تم کو اپنی قوت انصاف پر بھروسہ نہ ہو۔ اور یہ اندیشہ ہو کہ ایسی بیکس یتیموں سے نکاح ہوگا تو ضرور ہم سے بے انصافی سرزد ہوگی تو ہرگز ایسی لڑکیوں کو نکاح میں مت لاؤ بلکہ اور عورتوں سے جن کے والی وارث موجود ہوں جو تم سے اُن کے سلوک کی نسبت باز پرس کرسکیں نکاح کرلو۔ لیکن اُن کے ہمراہ بھی عدل کی شرط ہے کیونکہ وہ اصل اصول نکاح ہے اگر تم عدل کرسکتے ہو تو چار تک نکاح کرلو اگر عدل نہیں کرسکتے تو صرف ایک نکاح کرو۔

اب اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ اس آیت سے عام نکاح کے متعلق کوئی حکم دینا مقصود شارع نہ تھا بلکہ جو لوگ لاوارث لڑکیوں پر ظلم کرتے تھے صرف اُن کے نکاح کے باب میں یہ آیت وارد ہوئی ہے۔ پس اگر اس زمانہ میں بھی اس قسم کے لوگ ہوں کہ اُن کے اختیار میں یتیم لڑکیاں ہوں اور اُن سے نکاح کرنے میں یہ اندیشہ ہو کہ انصاف قایم نہیں رہ سکیگا تو اس آیت کے رو سے اُن کو جایز ہے کہ وہ بشرط عدل ایک سے زیادہ نکاح کرلیں الا اگر یہ صورت نہیں ہے تو عام نکاح کی نسبت کہ آیا ایسی حالت میں بھی ایک سے زیادہ نکاح جایز ہے یا نہیں قرآن مجید ساکت ہے اور غالبًا اس امر کا تصفیہ حالت تمدنی و تہذیب زمانہ و سہولت فریقین

جو غم مجھ پر گذرتا ہے وہ اگر اونٹ پر گذرے۔ تو کافر بہشت میں پہنچ جائیں۔ مطلب شاعر کا یہ ہے کہ اس غم سے اونٹ اس قدر لاغر ہو جائے کہ سوئی کے ناکہ میں سے اُس کا نکلنا ممکن ہو جائے۔ اور چونکہ کافروں کا بہشت میں داخل ہونا اسی شرط کے ساتھ مشروط تھا اس لئے وہ بھی بہشت میں داخل ہو جائیں۔ جواز تعدّد ازدواج کی نسبت جو خداوند تعالیٰ کا قول ہے وہ بھی اسی قسم کا ہے جس کا منشاء اظہار اس امر کا ہے کہ تعدّد ازدواج میں سخت اندیشہ عدم قیام عدل کا ہے۔ ہاں اگر کوئی ایسا بشر ہے جسے عدل نہ کرسکنے کا اندیشہ نہ ہو تو وہ جتنی چاہے بیبیاں کرلے۔ دو دو تین تین چار چار۔ بلکہ یہاں یہ بھی مقصود نہیں کہ عدل کرسکنے کی حالت میں چار تک کی ہی اجازت ہے۔ بلکہ یہ ایک طریق و اسلوب کلام ہے کہ جتنی چاہے کرلو دو دو کرو تین کرو چار کرو۔ کیونکہ حقیقت میں اُس سے کوئی اجازت کسی عدد خاص کی دینی مقصود ہی نہیں ہے۔ اس قول سے تعدّد ازدواج کا جواز ثابت کرنا ویسا ہی ساحرانہ خیال کا رتبہ رکھے گا جیسا اوپر کے شعر میں کافروں کا بہشت میں جانا۔

اصول فقہ و اصول تفسیر کے موجب اس آیت پر ایک اور قابل غور بحث پیش آتی ہے جس کی طرف شاید اب تک پوری توجہ نہیں کی گئی۔ ہماری رائے میں اس آیت سے مطلق نکاح کی نسبت کوئی حکم نکالنا ہی سخت غلطی ہے۔ بلکہ اس آیت سے صرف ایک خاص صورت کے نکاح کا حکم نکلتا ہے۔ عرب کے لوگوں میں ایک نہایت مذموم اور بیرحمی کی رسم زمانہ جاہلیت میں جاری تھی کہ وہ یتیم و لاوارث لڑکیوں کو پال لیتے تھے اور جب وہ بڑی ہو جاتی تھیں تب اُن سے نکاح کر لیتے تھے چونکہ اُن کا کوئی والی وارث نہ ہوتا تھا اس لئے وہ اُن یتیموں کا مال

اور فرمابھی دیا کہ تم ہرگز عدل نکر سکوگے تب عدل کی شرط سے چار نکاحوں کی اجازت دینے کے کیا معنی - کیا اس صورت میں یہ اجازت لغو نہ ٹھیریگی ؟ اسکے جواب میں اوّل تو ہم یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید کے جو معنی ہیں وہ تو سدھے سادہ ہیں اور وہ ہم نے بتلا دئے - اب یہ سوال خدا سے کرو کہ لغو اجازت سے کیا فایدہ مدنظر تھا - مگر جہاں تک ہم خدایتعالیٰ کے کلام کے سمجھنے کی طاقت رکھتے ہیں ہم اُس کے سمجھنے میں بھی کوئی دقت نہیں پاتے - جس طریق سے اللہ تعالیٰ نے تعدُّد ازدواج کی ممانعت فرمائی ہے وہ تعلیق محال بالمحال ہے - اس طریق سے گفتگو کرنے سے ممانعت کی تاکید زیادہ سخت کردی جاتی ہے - کسی بوالہوس کو کہا جاے کہ اگر عنقا مل سکتا ہے تو تجھے کیمیا بھی مل جائیگی - اِس سے یہ نتیجہ نکال لینا کہ یہ شخص عنقا کے وجود پر یقین اور اُس کے ملنے کی امید رکھتا ہے اور جس روز عنقا ملیگا اُسی روز کیمیا بھی ہاتھ آجائیگی - محض نادانی ہے - تعلیق محال بالمحال کی نہایت عمدہ مثال خدایتعالیٰ کے ایک اور قول میں ہے جہاں فرمایا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَاسْتَکْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَاۤءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ (سورہ اعراف ۱ یعنے جب تک سوئی کے ناکہ میں سے اونٹ نہ نکل جائیگا کوئی کافر بہشت میں نہ جائیگا - اس سے یہ سمجھنا کہ واقعی ایک وقت ایسا بھی آئیگا کہ اُس وقت اونٹ سوئی کے ناکہ میں سے گذر جائیگا - خلاف منشاء قایل تفسیر کرنی ہے - چنانچہ ایک شاعر نے قصداً شاعرانہ غرض سے اس فرضی خیال کو واقعی تسلیم کرکے ایک نہایت لطیف مضمون باندھا ہے - وہ کہتا ہے کہ ؎ آنچہ برمن مے رود گر بر شتر رفتے زغم - میزوندے کافراں در جنت الماوا علم * یعنے

ہے۔ اور اگر کچھ فایدہ نہیں تو حکم الٰہی لغو ٹھیرتا ہے۔

ہمارا جواب یہ ہے کہ نکاح کی اصلی غرض یہ ہے کہ انسان اپنے لئے تمام عمر کے واسطے اپنا ایک سچا ہمدرد و مونس و غمگسار پیدا کرے جو اُس کے ساتھ رنج و راحت میں شریک ہونے والا اور دُنیا کے بکھیڑوں سے فارغ ہونے کے بعد اُس کی تسکین قلب کا ذریعہ ہو۔ چنانچہ جہاں عورت کے پیدا کرنے اور تشریع نکاح کا ذکر کیا گیا ہے وہاں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمِنْ آيَاتِهٖ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوْا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً (سورہ روم) یعنی ہم نے تمہارے دلوں میں عورتوں کی محبت ڈالی تاکہ تم اُن سے تسکین حاصل کرو۔ پس اگر یہی امر حصول اغراض نکاح میں داخل نہ رکھا جائے تو نکاح صرف ایک ذریعہ شہوت رانی کا باقی رہ جاتا ہے۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ فرمایا ہے کہ لَنْ تَسْتَطِيْعُوْا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ۔ یعنے تم عورتوں میں ہرگز عدل نہ رکھ سکو گے خواہ تم اس بات کی حرص بھی کرو۔ اصول تفسیر کے بموجب ضرور ہے کہ حتی الامکان قرآن مجید کی ایک مقام کی تفسیر دوسرے مقام سے کی جائے اور عدل کا جو مدلول آیت اول میں قرار دیا جائے وہی آیتہ مابعد میں قایم رکھا جائے۔ اب اگر پہلی آیت میں عدل سے مُراد وہ امر ہے جو ہمارے مخالفین سمجھتے ہیں اور وہ قابل عملدرآمد ہے تو دوسری آیت میں خدا تعالیٰ نے کیوں فرمایا کہ تم عدل ہرگز نہ کرسکو گے۔ خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ تم سے ہرگز عدل نہیں ہوسکنے کا۔ اور قائلین تعدد ازدواج فرماتے ہیں کہ ہمیں ہم عدل کرسکتے ہیں۔ اس جُرأت و بیباکی کو خیال کرنا چاہیئے اب رہا یہ سوال کہ جب خدا تعالیٰ خود جانتا تھا کہ انسان سے عدل نہیں ہوسکنے کا

نکاح ثانی کے لئے اجازت ازقسم مذکورہ بالا حاصل کرنی ضرور ہے۔ اور رسول خدا صلعم کے انکار شدید سے ثابت ہوتا ہے کہ اجازت دینا نہ دینا فریق ثانی کی اپنی خوشی پر منحصر ہے اگر حکم الٰہی بغیر رضامندی زوجۂ اوّل نکاح ثانی کی اجازت دیتا تو جناب رسول خدا صلعم کا یہ فعل معاذ اللہ خلاف حکم خداوند تعالیٰ ٹھیرتا۔

علاوہ ازیں ہم باب النکاح میں ثابت کرینگے کہ ہمارے علماء محدثین نے جائز رکھا ہے کہ بروقت نکاح عورت یہ شرط کرے کہ شوہر نکاح ثانی نہیں کریگا۔ اس شرط کا جواز خود ظاہر کرتا ہے کہ دوسرا نکاح زوجہ اول کی رضامندی پر موقوف رہے۔ اگر یہ رضامندی شرط نہ ہوتی تو بروقت نکاح بھی ایسی شرط ٹھیرانی جائز نہ ہوتی۔ اور نہ وہ بعد نکاح کے شرعًا واجب النفاذ ہوتی +

پس قرآن مجید سے کوئی اجازت بالعموم چار نکاحوں کی جس طرح لوگوں نے سمجھ رکھا ہے نہیں نکلتی۔ بلکہ مسئلہ عام نکاح کے باب میں قرآن مجید کا بالکل سکوت ثابت ہوتا ہے +

ثانیًا اس آیت میں صاف عدل کی سخت اور ناممکن التعمیل شرط لگائی گئی ہے اور فرمایا گیا ہے کہ اگر خوف ہو کہ عدل نہ کرسکوگے تو صرف ایک نکاح لازم ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ عدل میں کون کون سے امور داخل ہیں اور انسان سے عدل کا ہونا ممکن ہے یا نہیں۔ قائلین تعدد ازدواج نان ونفقہ ودیگر مصارف ومکان سکونت وشباشی کی نوبت میں مساوات مطلوب ہونے کے مدعی ہیں اور ہم ان امور میں محبت قلبی وہمدردی بھی جو اصل اصول نکاح ہے داخل سمجھتے ہیں۔ ہم اس بات کے بھی مدعی ہیں کہ اس قسم کا عدل انسان سے ناممکن ہے۔ ہمارے مخالفین اعتراض کرتے ہیں کہ جو امر قابل تعمیل ہی نہ ہو اُس کے جواز کے ذکر سے کیا فایدہ متصور

کو طلاق دیکر چوتھی بیوی سے نکاح کیا جا سکتا ہے اس سے زیادہ نکاح جائز نہیں ہیں۔ یا شاید مقصود قرآنی یہ ہو کہ ازدواج ثانی زوجہ اول کی یا اُس کے عزیزوں کی رضامندی کی شرط سے عمل میں آنا چاہئے۔ چونکہ آیت مذکورہ صدر میں کوئی امر ایسا نہیں جس سے ان مختلف معانی میں سے کوئی معنی وا حد بالتصریح معین ہو سکیں اس لئے ہم اس آیت کو مُجمل قرار دیتے ہیں جو مفید قطعیت نہیں ہو سکتی۔ اور بدینوجہ وہ کسی حکم شرعی کے لئے نص نہیں ہے۔ ہمارے علماء اس کو تسلیم کریں یا نہ کریں مگر ہمیں یقین ہے کہ اغلب احتمال یہ ہے کہ پہلی بیوی اور اُس کے اقربا کی رضامندی شرط ہے۔ اس یقین کے لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ہمارے لئے کافی دلیل ہے۔ صحیح بخاری کی ایک حدیث ہے جس کا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ حضرت علی نے باوجود موجودگی حضرت فاطمہ کے ارادہ کیا تھا کہ ابوجہل کی لڑکی سے جس نے اسلام قبول کر لیا تھا نکاح کریں۔ چنانچہ اُس لڑکی کے رشتہ داروں نے جناب رسول خدا صلعم سے اس امر کی اجازت طلب کی۔ آنحضرت کو بہت غصہ آیا اور آپ نے منبر پر بیٹھکر ایک خطبہ پڑھا جس میں بیان کیا کہ یہ لوگ مجھ سے اجازت چاہتے کہ میری بیٹی کے ہوتے علی کو اپنی بیٹی نکاح میں دیں۔ سو میں نہیں اجازت دیتا۔ نہیں اجازت دیتا۔ نہیں اجازت دیتا۔ ہاں علی کو ایسا ہی کرنا منظور رہے تو میری بیٹی کو طلاق دیدے اور دوسری بیوی کر لے فاطمہ میری لخت جگر ہے۔ جو اُس سے بُرائی کریگا وہ مجھ سے بُرائی کریگا۔ جو اُس کو ستائیگا وہ مجھ کو ستائیگا ٭

اس حدیث سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بعض لوگوں نے حکم قرآنی سے یہ سمجھا تھا کہ

عقیدہ ہے۔ مذہب اسلام میں اسکی کوئی اصلیت نہیں ہے۔ قرآن مجید سے آدم اور اُس کے جوڑہ کی پیدایش میں کوئی تقدُّم وتاخُّر ثابت نہیں ہے ۔

مردوں کے لئے ایک وقت میں چار عورتوں کا نکاح جایز ہونا اور اُس کا عکس جایز نہ ہونا محض غلط بیانی اور تحکم کی بات ہے۔ مشکل یہ ہے کہ لوگ الفاظ کی پیروی پر مرتے ہیں اور بجائے اس کے کہ معنی سخن اور حقیقت مراد الٰہی تک پہونچ جائیں اصطلاحات کی بحث پسند کرتے اور مخالف کو ساکت کر دینا غایت مناظرہ سمجھتے ہیں۔ لوگوں نے قرآن مجید میں پڑھا کہ فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنیٰ وثلاث ورباع اور خوش ہوگئے کہ قرآن مجید میں چار بیبیاں تک نکاح میں لانے کی اجازت صریح موجود ہے۔ حالانکہ اگر ذرا غور وتعمق کی نگاہ سے دیکھا جائے تو قرآن مجید سے کوئی اس قسم کی صریح اجازت نہیں نکلتی بلکہ ایک وقت میں ایک سے زیادہ نکاح کرنا بالکل ناجایز ثابت ہوتا ہے اور اُس کا مرتکب حرامکاری ٹھیرتا ہے

اولاً اس آیت میں سخت اجمال ہے۔ اس حکم خداوندی سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ چار عورتیں اس طرح پر جایز ہیں کہ ایک وقت میں اُن سے نکاح کر لیا جائے۔ یا اس طرح کہ ایک کے مرنے کے بعد دوسرا نکاح ہو اور دوسری کے مرنے کے بعد تیسرا نکاح اور تیسری کے مرنے کے بعد چوتھا اور چوتھے نکاح کے بعد نکاح کی کُلّی ممانعت ہو۔ یا یہ مراد الٰہی ہو کہ اگر اتفاقاً کسی حالت صحت جسمی کے نقص سے بیوی فرایض زوجیت کے پورا کرنے کے قابل نہ رہے تو دوسرا نکاح اور اُس کے معذور ہونے پر تیسرا نکاح۔ علیٰ ہذالقیاس چار نکاح تک جایز رکھے گئے ہوں۔ یا شاید یہ مقصود ہو کہ پہلی بی بی کو طلاق دیکر دوسری اور دوسری کو طلاق دیکر تیسری اور تیسری

تقسیم ترکہ میں مرد اور عورت کے غیر مساوی حصے مقرر کرنے سے مردوں کی فضیلت مطلق ثابت نہیں ہوتی - عورت کے جملہ اخراجات و معیشت کا بار مردوں کے سر پڑا لگیا ہے اور عورتوں کو سہل تر کام خانہ داری کا سپرد کیا گیا ہے - پس جبکہ مرد کو اپنے اور اپنی بی بی کے گذارہ کے بہم پہنچانے اور آیندہ اولاد کے لئے بھی کل سامان معاش حاصل کرنے کا اہم فرض سپرد کیا گیا تھا تو یہ کب مناسب تھا کہ بلا ضرورت عورت کو جو اپنے والدین کے ہاں سے نکاح کے وقت بہت جہیز بھی پالیتی ہے اور معقول رقم مہر کا علٰحدہ حق رکھتی ہے اور شوہر سے نان نفقہ کی الگ مستحق رہتی ہے ترکہ کی تقسیم میں بھی مرد کی برابر کرکے عورت کا پلہ بے حد وزنی کیا جاتا کیسا صاف اور صریح ثبوت ہے اس امر کا کہ اللہ تعالیٰ کو حقیقت میں عورتوں کی زیادہ مراعات منظور رہے ورنہ کیا وجہ ہوسکتی ہے اس بات کی کہ اپنے شوہر کے ہمراہ جملہ اخراجات میں شریک رہ کر وہ ترکہ پدری میں علٰحدہ جایداد حاصل کرے اور مہر کی جُدا حقدار ہو - پس تقسیم ترکہ میں حصص شرعی مردوں کی فضیلت کا ثبوت نہیں بلکہ عورتوں کی فضیلت کی دلیل ہیں - ہم الزام اُن کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا +

آدم کو پہلے پیدا کرنے کی بنیاد پر جو دلیل قایم کی گئی ہے وہ اس قسم کی بات ہے جیسے بچے کھسیانے ہوکر باتیں کیا کرتے ہیں - ہم کہتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ کو یہ منظور نہ تھا کہ عورت ایک دم بھی بے خدمتگذار کے رہنے کی زحمت اُٹھائے - اس لئے اُس کے آرام کے لئے سب سے اول آدم کو پیدا کیا - پھر اُس کی بی بی کو +

لیکن اگر تحقیق پوچھو تو یہ عقیدہ کہ پہلے آدم پیدا ہوا - پھر حوّا نصرانیوں اور یہودیوں کا

قصہ لکھا ہے کہ اُس نے کسی لڑکی سے نکاح کر لیا تھا۔ ایک عورت نے آکر اُس کو اطلاع دی کہ یہ نکاح کس طرح جائز ہو سکتا ہے جبکہ میں نے اس لڑکی اور لڑکے دونوں کو دُودھ پلایا ہے۔ عقبہ نے کہا کہ تو نے آج تک کبھی مجھ سے یہ ذکر نہیں کیا کہ میں نے تجھے دُودھ پلایا ہے پس میں کس طرح اس بات کو تسلیم کروں۔ اس کے بعد اُس نے اپنی سسرال والوں سے بھی اس بات کا استفسار کیا۔ انہوں نے بھی یہی بیان کیا کہ جہاں تک ہمیں معلوم ہے اس عورت نے اس لڑکی کو کبھی دُودھ نہیں پلایا۔ آخر عقبہ جناب رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور حال عرض کیا۔ آپ نے صرف اُس ایک عورت کی شہادت پر نکاح فسخ کر کے شوہر و زوجہ میں تفریق کرا دی +

اب بتاویں ہمارے خود بین فقہا کہ آیا کسی معاملہ میں اکیلے مرد کی شہادت بھی انفصال مقدمہ کے لئے کافی سمجھی گئی ہے حالانکہ ایسے کتنے ہی مسایل ہیں جن میں اکیلی عورت کی شہادت فقہا کو بھی طوعاً و کرہاً انفصال مقدمات کے لئے کافی و وافی تسلیم کرنی پڑی ہے +

خامساً۔ اس باب میں یہ بھی ظن غالب ہے کہ ایک مرد کی شہادت کی بجائے دو عورتوں کی شہادت شاید صرف اس وجہ سے ٹھیرائی گئی ہے کہ عورات بعض اوقات اپنی جسمانی معذوریوں کے سبب حاضری عدالت کے قابل نہیں ہوتیں۔ ایسی حالت میں دو عورتوں کے ہونے سے یہ فایدہ ہے کہ ایک کے معذور ہونے پر دوسری عورت شہادت دے سکتی ہے عورات کو اس قسم کا حق حاصل ہونا یعنے اپنی شہادت دوسرے سے دِلوا دینا بھی اس معاملہ کا ایک ایسا پہلو ہے جس سے فی الجملہ عورات کے حقوق کی برتری مردوں پر ثابت ہوتی ہے نہ کہ اُن کے حقوق کی منقصت +

ایک عورت کی بجائے دو عورتیں شہادت کے لئے ضروری ٹھیریں تاکہ اگر ایک عورت صورت معاملہ بھول جائے تو دوسری عورت اُس کو یاد کرا سکے۔ چنانچہ قرآن مجید میں جہاں شہادت مذکورہ بالا کا ذکر آیا ہے وہاں یہی علّت اُس حکم کی بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ دو عورتیں ہونی چاہئیں کہ اگر ایک بھول جائے تو دوسری عورت اُس کو یاد کرا سکے۔

ان تضل احداھما فتذکر احداھما الاخریٰ

جب قرآن مجید نے خود اس تفریق کی یہ وجہ قرار نہیں دی کہ عورت بلحاظ خلقت مرد سے نصف درجہ رکھتی ہے تو بیچارے فقہاء کس گنتی میں ہیں جو محض اپنے ذہن نارسا سے ایسے وجوہ فاسدہ اختراع کر کے نصف دنیا کی حق تلفی کریں +

ثانیاً۔ قرآن مجید کا یہ حکم جس میں اس قسم کی شہادت کا ذکر ہے ایک اختیاری حکم ہے جس کی تعمیل ہر مسلمان پر ضروری اور لازمی قرار نہیں دی گئی۔ پس ایک ارشادی حکم کی ذیل میں ایک امر کا محض ضمنی طور پر مذکور ہونا خود اپنی وقعت کھونے یا کم کرنے کے لئے کافی دوافی ہے +

ثالثاً۔ ہمنے جو وجہ اول میں بیان کیا کہ دو عورتوں کی شہادت کو ایک مرد کی شہادت کے مساوی قرار دینا بلحاظ نوعیت معاملہ ہے نہ بلحاظ کمی و زیادتی درجہ ذکور و اناث اس کے ثبوت میں یہ بھی پیش ہو سکتا ہے کہ تمسک مذکورہ کے علاوہ دیگر معاملات میں جو فہم عورات کے لئے غیر معمولی نہیں ہیں مثلاً معاملات نکاح۔ طلاق۔ حدود و قصاص وغیرہ میں جہاں کہیں قرآن مجید میں شہادت کے باب میں احکام آئے ہیں وہاں اس قسم کی تفریق درجہ نہیں کی گئی +

رابعاً۔ بلکہ اسی اعتراض کے متعلق ایک امر ایسا بھی ہے جس سے شہادت کے باب میں مردوں پر عورات کی فضیلت ثابت ہوتی ہے مثلاً صحیح بخاری میں عقبہ بن حارث کا ایک

نے فرمایا کہ اللہ نے ایک کو ایک پر فضیلت دی ہے۔ پس تم جیسی استطاعت یا حیثیت معاشت
رکھتے ہو اسی کے مطابق عورات کی کارگزاری و خدمت کرو۔ حاکمی محکومی کا کچھ ذکر اس آیت میں
نہیں ہے اور اگر ہے تو معنی متبادر سے عورتوں کی فضیلت اور مردوں کا اُن کا خدمتگزار و کارگزار
ہونا ثابت ہوتا ہے ٭

دوسری نقلی دلیل اس امر پر مبنی ہے کہ قرآن مجید نے دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کی شہادت
کے برابر اور عورت کا حصہ ترکہ مرد کے نصف حصہ کے برابر قرار دیا ہے۔ مگر اس سے بھی مردوں
کی کوئی اصلی یا فطری فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔ چنانچہ اس اعتراض کے جواب کے لئے متعدد امور
قابل غور ہیں اولاً عورتوں کو جس تمدنی حالت میں رکھا گیا ہے اُس حالت نے اُن کو ایسا جاہل
اور نامعاملہ فہم اور ناتجربہ کار بنا دیا ہے کہ اگر ہر قسم کے معاملات و مقدمات میں مرد اور عورت
کی شہادت کا وزن بالکل یکساں رکھا جاتا یا اب بھی رکھا جاوے تو اہم معاملات میں سخت ابتری
پڑنے کا اندیشہ ہے ٭

جس آیت کے رو سے ایک مرد کی شہادت دو عورتوں کی شہادت کے مساوی قرار دی گئی
ہے وہ آیت تمسک قرضہ سے تعلق رکھتی ہے۔ ظاہر ہے کہ تحریر تمسکات و دستاویزات حساب
کتاب مطلوبہ عدالت یا محکمہ قضاۃ ایسے معاملات ہیں جو عام طور پر عورات کے لئے غیر معمولی
قسم کے کام ہیں اور بوجہ کمی تعلیم و قلت تجربہ و عدم واقفیت ایسے معاملات ہیں جو عورات
کی حالت کے مناسب نہیں نہ اُن کو عورات عرصہ دراز تک یاد رکھ سکتی ہیں۔ مردوں کو چونکہ اس
قسم کی معاملہ فہمی کی عادت ہوتی ہے وہ ایسے معاملات کو بخوبی یاد رکھ سکتے ہیں۔ اس واسطے

وجہ کو وجوہ فضیلت میں داخل نہیں رکھ سکتے۔ مرد کی فضیلت عورت پر بلحاظ علم اکتسابی یا سخاوت یا دیگر صفات کے جو تعلیم و تربیت سے پیدا ہوتی ہیں دوسری چیز ہے اور مرد کی فضیلت عورت پر بلحاظ مرد ہونے کے دوسری شے ہے۔ پہلا امر اکتسابی ہے اور دوسرا فطری۔ بہت سی عورتیں ایسی نکلینگی جن میں یہ اکتسابی فضایل نظریہ و عملیہ مردوں سے زیادہ ہونگے اور ایسی صورت میں اُن عورتوں کو مردوں پر فضیلت ہوگی۔ کیا کوئی کہ سکتا ہے کہ ابوجہل کی قوۃ نظریہ و عملیہ حضرت خاتون جنت خدیجۃ الکبریٰ سے بڑھ کر تھی۔ یا ابولہب میں یہ صفات حضرت فاطمہ سے بدرجہ اتم تھیں۔ یا تمام مرد یا اُن کا حصہ کثیر عرفان الٰہی اور خداشناسی کی صفت میں رابعہ بصری سے فوقیت و فضیلت رکھتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس دیکھو باپ بیٹوں کو گذارہ دیتا ہے۔ آقا نوکر کو خرچ دیتا ہے۔ پھر کیا اس سے یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ آقا کو نوکر پر ذاتی فضیلت ہے۔ ہرگز نہیں اگر اتفاق زمانہ سے آقا نوکر اور نوکر اُس کا آقا ہو جاے تو یہ فضیلت بالکل برعکس ہو جاے گی۔ حالانکہ ایسا ہونا ذاتی ہونے کے لوازم کے خلاف ہے۔ پس اس آیت سے مردوں کی بالکل فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔

آیت مذکورہ کے الفاظ نہایت صریح و صاف ہیں۔ قوام مبالغہ کا صیغہ ہے جو شخص بوجہ انتظام کاروبار و اہتمام معاملات بیٹھنے کی مُہلت نہ پاتا ہو اور اُس کے زیادہ تر اوقات قیام میں گذرتے ہوں وہ قوام کہلاتا ہے۔ چونکہ مردوں کو حصول معیشت کے لئے دور دور ملکوں میں پھرنا اور عورتوں کے آرام کے لئے کمانا پڑتا ہے اس لئے مرد عورتوں کے قوام یا کارگزار یا مہتمم ہیں۔ چونکہ دنیا میں کوئی امیر ہے۔ کوئی غریب۔ کوئی فیاض طبع۔ کوئی بخیل۔ اس لئے خداتعالیٰ

اور قوت علمیہ کے قوی ہونے کی وجہ سے اُن کو بالذات حاصل ہے۔ دوسری یہ فضیلت کہ مرد
عورتوں کو مصارف مثلاً روٹی کپڑا وغیرہ دیتے ہیں۔ مگر ہم کو اس تفسیر کے ساتھ اتفاق نہیں ہے
کیونکہ اولاً تو قوّام کا ترجمہ بلفظ حاکم کرنا ہماری رائے میں صحیح نہیں ہے۔ اور سوائے مولانا شاہ
عبدالقادر کے کسی نے یہ ترجمہ اختیار نہیں کیا۔ شاہ رفیع الدین صاحب نے قوّام کا ترجمہ
قیام رکھنے والا کیا ہے۔ اُن کے والد ماجد شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمۃ نے تدبیر کار کنندہ
ترجمہ کیا ہے۔ ایک اور فارسی ترجمہ میں جو سعدی کے ترجمہ کے نام سے مشہور ہے قوّام کا
ترجمہ کارگزار کیا گیا ہے۔ ثانیاً اس ترجمہ سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ بعض کو بعض پر فضیلت
دینے کا کیا مطلب۔ اگر پہلے بعض سے بعض مرد مراد ہیں اور دوسرے بعض سے بعض عورتیں
تو سب مردوں کی فضیلت سب عورتوں پر ثابت نہیں ہے۔ اگر دونوں جگہ مردوں کی طرف
اشارہ ہے تو اس بات کے کہنے سے کہ بعض مرد بعض مردوں پر فضیلت رکھتے ہیں مردوں
کی فضیلت عورتوں پر کس طرح ثابت ہوسکتی ہے۔ ثالثاً اگر بعضھم میں ضمیر ہُم انسانوں
کی طرف راجع سمجھیں اور پہلے بعض سے بعض انسان یعنی کُل مرد اور دوسرے بعض سے
اسی طرح کُل عورتیں مراد ہوں تب بھی اس آیت سے مردوں کی کوئی اصلی و خِلقی و فطری
فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ اول اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کس امر میں فضیلت
ہے۔ دوم اگر یہی سمجھا جاوے کہ آیت کے پہلے حصہ میں قوت نظری اور عملی کی فضیلت
مراد ہے اور حصہ موخر میں نان و نفقہ دینے کی فضیلت مراد ہے تب یہ اعتراض ہوگا کہ یہ
فضیلت اُس خِلقی فرق پر جو عورت کو مرد سے متمیز کرتا ہے مبنی نہیں ہے۔ اس لئے ہم اس

کیا جو عزت و فخر حضرت آمنہ کو حاصل ہے کہ اُن کے شکم اور کنار عاطفت میں فخر عالم و عالمیان نے پرورش پائی یا جو فضیلت ہر نبی کی والدہ ماجدہ کو اس امر سے حاصل ہوئی کہ اُس کے شکم سے نبی پیدا ہُوا وہ دُنیا بھر کی تمام عورات کو حاصل ہو سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ یہ عزت جن خوش نصیب عورتوں کے لئے روز ازل سے مقرر کی گئی تھی وہ انہیں ہی ملی۔ کیا ہُوا کہ دُنیا کی اَور عورتیں بھی اُسی طبقہ اناث سے ہیں جس میں سے وہ تھیں۔ اسی طرح کیا یہ صحیح ہو سکتا ہے کہ جو عزت انبیاء کو حضرت احدیت سے عطا ہوئی اُس عزت کے کسی حصہ کو دُنیا کے تمام مرد خاص اپنی طرف منسوب کریں محض اس وجہ سے کہ ہماری صُورت شکل ناک کان بھی نبیوں کے سے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ کار پاکاں را قیاس از خود مگیر۔ در نوشتن گرچہ ماند شیر و شیر ✤

دلایل نقلیہ کا جواب

دلایل عقلیہ مذکورۂ بالا کے بعد جو چند نقلی اقوال بیان کئے جاتے ہیں اُن کی یا تو کچھ اصلیت ہی نہیں یا اُن سے وہ مطلب مستفاد نہیں ہوتا جو اُن اقوال سے سدلانے والے نکالنا چاہتے ہیں ✤

سب سے بڑا ثبوت جو اُن کے پاس مردوں کی فضیلت کا قرآن مجید سے نکل سکتا ہے وہ آیت ہے جس میں فرمایا ہے کہ اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ بما فضل اللہ بعضہم علی بعض وبما انفقوا من اموالہم۔ جس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ مرد حاکم ہیں عورتوں پر۔ کیونکہ اللہ نے اُن میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور انہوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر میں مفسر لکھتے ہیں کہ مردوں میں دو قسم کی فضیلتیں ہیں۔ ایک وہ جو قوت نظریہ

اس لئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ آیا وہ سب مرد تھے یا سب عورتیں تھیں۔ یا کچھ مرد اور کچھ عورتیں صرف چند افراد کا حال معلوم کرکے ایسی کثیر تعداد کی نسبت حکم کلی لگا دینا یا کوئی قیاس ظنی قایم کرنا محض تحکم ہے۔ اور جب تک ہم کو سب انبیاء کا حال معلوم نہ ہووے تب تک اس معاملہ میں ہمیں لب کشائی کرنا مناسب نہیں ہے ◆

ثانیاً۔ عورات کی خلقت مقتضی اس امر کی ہے کہ کوئی ایسا دشوار کام جس کے سرانجام کے لئے سالہا سال کی علی الاتصال محنت درکار ہو اور گھر بار اور اہل وعیال سے کلی علیحدگی ضرور ہو عورات کے فرایض میں داخل نہ کیا جاوے۔ اس قسم کی خدمت گزاریوں سے عورتوں کو بری رکھنا اُن کی عُلوّ شان کو جتلاتا اور اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ گو مرد عورتوں سے راحت و آرام پانے کے لئے ہیں اور عورتیں مردوں سے۔ الا عورتوں کا آرام و آسایش خدا تعالیٰ نے زیادہ مقدم سمجھا۔

ثالثاً۔ ہم ہرگز کل مردوں اور کل عورتوں میں بالعموم مساوات کے قایل نہیں بلکہ اس بات کے قایل ہیں کہ مرد اور عورت میں کوئی فرق ذاتی نہیں ہے۔ صرف عارضی اسباب سے کبھی بعض عورات بعض عورات پر اور کبھی بعض مرد بعض مردوں پر اور کبھی بعض مرد بعض عورتوں پر اور کبھی بعض عورتیں بعض مردوں پر سبقت وفوقیت لے جاتی ہیں۔ پس چند افراد کی فوقیت سے ایک پورے طبقہ کی فوقیت دوسرے پورے طبقہ پر لازم نہیں آتی۔ غایت مافی الباب یہ ہوگا کہ جس طرح اُن مردوں کی جو نبی ہوئے فوقیت یا فضیلت باقی مردوں پر ثابت ہے اُسی طرح اُن کی فضیلت عورتوں پر بھی ثابت ہوگی اس لئے اس دلیل سے بھی غیر نبی مردوں اور عورات میں کوئی ایسا اصلی فرق ثابت نہ ہوا جو کل طبقہ ذکور کی فضیلت کے ثبوت میں ذرا بھی کچھ مدد دیکتا

کی طرف سے کمال بے توجہی کی جاتی ہے۔ اور اُن کے نظام عصبی پر ایسے مضر اثر ڈالے جاتے ہیں جن سے اُن کے قویٰ دماغی کے مختل ہونے کا اور اُن کو بے صبر۔ جلد باز۔ متلون مزاج۔ زود رنج۔ زود اعتقاد اور سخیف الرائے بنا دینے کا ہمیشہ اندیشہ رہتا ہے۔ جس حالت میں مردوں اور عورتوں کو مساوی سطح پر نہیں رکھا گیا اور جس حالت میں ترقی علم کے میدان میں اُن کی دَوڑ ایک مقام سے شروع نہیں ہوئی تو مردوں کی سبقت کیونکر اصلی سبقت قرار پا سکتی ہے۔ کیا اس بناء پر کہ زُولو قوم کے لوگ وحشیانہ پن اور جہالت میں ڈوبے ہوئے ہیں اور ملک انگلستان کے لوگ علوم حکمیہ کی ترقی میں حکماء یونان کو مات کر رہے ہیں یہ نتیجہ نکالنا جایز ہوگا کہ انگلستان کے انسان اور زولو کے دماغ اور قویٰ دماغی میں کوئی اصلی فرق ہے۔ پس اگر عورتوں کی ساخت دماغ میں بھی کوئی فرق محسوس ہو بھی تو بھی کوئی نتیجہ عورتوں کے خلاف نہیں نکلتا۔ اور کچھ شک نہیں کہ جب ہزار ہا صدیوں تک نسلاً بعد نسلٍ عورتوں کے دماغ کو بیکار رکھنے کے بعد بھی ہم اُن میں مردوں کی نسبت کسی قسم کی کمی نہیں پاتے تو ضرور اس سے عورتوں کا قُویٰ دماغی میں مردوں سے اعلیٰ و برتر ہونا بخوبی ثابت ہے۔

دلیل سوم میں جو مردوں کی فضیلت اس بنا پر ثابت کی ہے کہ فرقہ اناث میں سے کوئی نبی نہیں ہوا اس کے تین جواب ہیں اولاً اہل اسلام کا اعتقاد ہے کہ خدا تعالیٰ نے خلقت کی ہدایت کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر دنیا میں بھیجے مگر ہماری کتابوں میں صرف دس پندرہ نبیوں کا حال درج ہے اور تمام عہد عتیق کے انبیاء بھی تعداد میں شاید تیس سے زیادہ نہ ہونگے پس ظاہر ہے کہ ایک لاکھ تیئیس ہزار نو سو ستر انبیا کے حالات سے ہم محض ناواقف ہیں۔

پر حکومت کرنے کا حق رکھتے ہیں اور اصلی حق فضیلت کے مستحق ہو سکتے ہیں۔ پس ہمیں امید ہے کہ آیندہ مرد اپنے چوڑے چکلے ڈیل ڈول اور سخت ہڈیوں پر فخر کرکے عورتوں پر فضیلت ثابت کرنے کا نام نہ لینگے بلکہ کسی عمدہ معقول دلیل کی تلاش کرینگے ۔

دلیل دوم محض دعویٰ بلا دلیل ہے۔ اگرچہ تشریح دانانِ زمانۂ حال نے نہایت باریک فرق مرد اور عورت کی ساخت جسمانی میں پایا ہے اور عورتوں کے جسم کی بعض استخوانوں کو مردوں کے استخوانوں کی نسبت کسی قدر نازک بتایا ہے مگر اس قسم کا کوئی فرق حجم دماغ اور ان مقامات دماغ کی نشو و نما میں جن پر خاص خاص قویٰ دماغی کا مدار ہے صاف طور پر آج تک نہیں پایا۔ جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جس حالت میں کہ باوجود اس کے کہ تمدنی حالت نے عورتوں کی جسمانی طاقت کو مردوں کی جسمانی طاقتوں سے بہت ادنیٰ کر دیا ہے یہاں تک کہ ان کی ہڈیوں کے مقدار میں بھی فرق محسوس ہونے لگا ہے تاہم ان کے دماغ مردوں کے دماغوں سے کسی طرح کمتر نہیں ہیں۔ تو ظاہر ہے کہ اگر عورتوں کی جسمانی طاقتوں کو ان کی تمدنی حالت زیادہ نشو و نما و تکمیل حاصل کرنے دیتی تو غالباً بلکہ یقیناً ان کی دماغی طاقتیں مردوں کی دماغی طاقتوں کی نسبت زیادہ شگفتہ ہوتیں ۔

پہلی دلیل کی طرح اس دلیل میں یہ بھی بڑا بھاری سُقم ہے کہ اُس فرق کو جو عارضی اسباب سے پیدا ہوا ہے خلقی فرق سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ بفرضِ محال اگر عورتوں کے دماغ مردوں کے دماغوں کی نسبت علم تشریح کے رو سے کسی قدر ناقص بھی ثابت ہوں تب بھی یہ کیوں نہ سمجھا جائے کہ یہ لازمی نتیجہ ہے موجودہ تمدنی حالت عورات کا جس کے رو سے اُن کی صحت جسمانی

کہ لوگ اُن کو سمجھنے لگے تھے اور اُن کی پابندی پر لوگوں کو مجبور کرنے لگے تھے۔ گویا کہ حاکم وقت صرف اپنی قوت بازو سے حکومت نہیں کرتا تھا بلکہ اپنے وفادار دوستوں اور جاں نثار ساتھیوں کے بھروسہ پر حکومت کرتا تھا۔ ہر قسم کی حکومت و سلطنت کا آج تک یہی اصول چلا آتا ہے۔ اس قسم کی حکومت کی تخصیص مردوں سے ہونی کچھ معنی نہیں رکھتی اسی لئے باوجود اس امر کے کہ مردوں کو ہمیشہ اپنی برتری کا خیال رہا ہے۔ اور استعمال اختیارات کے باب میں مردوں نے ہمیشہ عورتوں کے برخلاف اپنے تعصّب کا اظہار نہایت اصرار کے ساتھ کیا ہے مگر پھر بھی مردوں نے ہی اس قسم کی حکومت میں اپنی تخصیص نہیں رکھی اور ہر ملک اور ہر قوم میں کسی نہ کسی زمانہ میں عنان حکومت عورات کے ہاتھ میں آئی ہے اور بعض عورتوں نے تو اس سلیقہ سے فرماں روائی کی ہے کہ طبقۂ ذکورؔ میں اُن کے پایہ کا حکمران ملنا مشکل ہے۔ ہندوستان میں رضیہ بیگم کی سلطنت کا زمانہ اگرچہ بہت مختصر تھا مگر پھر بھی اپنے امن امان کے لحاظ سے بہت سے بادشاہوں کے زمانوں سے بہتر تھا۔ جہانگیر کا عہد حقیقت میں نورجہاں بیگم کا عہد تھا اور اپنے بے نظیر امن امان و انتظامات ملکی کے لحاظ سے تاریخ ہندوستان میں سُنہری حرفوں سے چمکتا رہیگا۔ خود اس زمانہ پر غور کرنی چاہئے کہ جناب ملکہ معظمہ قیصر ہند کس خوبی و حسن انتظام اور امن و امان کے ساتھ کشور کشائی اور دواد داد گستری دے رہی ہیں۔ کیا اب بھی کہا جا سکتا ہے کہ سلطنت مردوں ہی کا حق ہے ؟

علاوہ ازیں یہ خیال کہ سلطنت زور بازو کا نتیجہ ہے محض غلط خیال ہے۔ علم کی ترقی اور تہذیب کی اشاعت اور ہمارے ملک پر سلطنت برطانیہ کی حکومت نے خوب سمجھا دیا ہے کہ دنیا میں سب سے بڑھ کر طاقت علم کی ہے۔ اور علم والے ہی خواہ وہ مرد ہوں خواہ وہ عورت حاکم ہو

پہلے کا ہے جب سے بنگالیوں یا بنیوں کے ضعف کے اسباب شروع ہوئے۔ اس قول کی تصدیق کہ مرد اور عورت کی قوت کی کمی بیشی فطری نہیں ہے۔ بلکہ عارضی اور اتفاقی اسباب کا نتیجہ ہے اس امر سے ہوتی ہے کہ اگرچہ دُنیا بھر کی عورتیں ایک حد تک خاص قسم کی زندگی بسر کرتی ہیں تاہم بہت سے تمدنی حالات میں اختلاف ہونے کی وجہ سے مختلف ممالک و اقوام کی عورتوں کے قویٰ جسمانی میں فرق بیّن پایا جاتا ہے۔ غرض اس اور ہرات کی عورتوں کے قویٰ جسمانی کا مقابلہ کرو شرفاء دہلی و لکھنؤ کی بیگمات سے تو ظاہر ہو جائیگا کہ یہ فرق اس قدر ذاتی و خلقی نہیں جس قدر تمدنی ہے۔ یعنے عورتوں کا یہ ضعف اس وجہ سے پیدا ہوا ہے کہ عورتوں کو مردوں کی سطح سے ایک نیچی سطح پر رکھ کر اُن کی قوتوں کو کمزور اور معطّل اور رفتہ رفتہ معدوم کر دیا۔

پہلی دلیل کا دوسرا حصہ یا یہ کہو کہ اُسی دلیل کے پہلے حصہ کا نتیجہ جو ان الفاظ میں نکالا گیا ہے کہ سلطنت قوت بازو کا نتیجہ ہے اَور بھی زیادہ بیہودہ اور غلط خیال ہے۔ انسانی تہذیب کے ابتدائی زمانہ میں جبکہ وحشت و جہالت کی گھٹا دنیا پر چھائی ہوئی تھی اور انسانوں کے تمدنی حقوق اور معاشرت کے طُرق موضوع نہیں ہوئے تھے ہر ایک امر جو موجب منفعت تصوّر ہوتا تھا اُسی قدیم وحشیانہ اصول سے کہ "جس کی لاٹھی اُس کی بھینس" تصفیہ پاتا تھا۔ با ایں ہمہ کسی سُورما سے سُورما کی بھی ایسی لاٹھی نہ تھی کہ بلا مدد دیگر شخصوں کے دُنیا بھر کی بھینسوں کو گھیر لاتی۔ جس زمانہ میں انسان کو سلطنت یا سلطنت کے مشابہ کسی قسم کی ادنیٰ درجہ کی حکومت کرنے کا سلیقہ حاصل ہوا تو اُس وقت تک انسان نے محض وحشیانہ منفرد زندگی سے نکل کر اس قدر ترقی کر لی تھی کہ جماعت مدنی باقاعدہ طور پر قایم ہو گئی تھی اور اُس کے حفظ کے قواعد منضبط ہو گئے تھے۔ یا یوں کہو

صرف اس قدر ظاہر ہوتا ہے کہ مرد کا ڈیل ڈول زیادہ مضبوط ہے۔ ہڈیاں سخت ہیں۔ ٹانگیں قوی ہیں۔ حالانکہ یہ امور اس "شے زاید" میں داخل نہیں۔ بلکہ حیوانیت سے تعلق رکھتے ہیں جس میں مرد اور عورت کا مقابلہ مطلوب نہیں ہے ۔

سب جانتے ہیں کہ مرد اور عورت حیوان کی انواع ہیں۔ خدا تعالیٰ نے حیوان میں حیوانی صفات کی تیزی اور خونخواری اور وحشت اور غضبناکی کم کر کے اور اپنی حکمت بالغہ سے اس میں قویٰ ملکوتی رکھ کر حیوان کی ایک نئی نوع بنائی ہے جس کا نام انسان رکھا گیا ہے۔ پس مرد اور عورت کے مقابلہ سے انہیں قویٰ ملکوتی میں مقابلہ مقصود ہے نہ خصایل حیوانی میں خصایل حیوانی میں مرد کی فضیلت یا زیادتی ثابت کرنا خصایل انسانی کے لحاظ سے اُن کی رذالت ثابت کرنا ہے

ثانیاً۔ اگر یہ تسلیم ہی کر لیا جائے کہ مردوں کو قوت جسمانی کے لحاظ سے عورتوں پر فضیلت ہے تب بھی یہ قطعی طور پر ثابت نہیں ہوتا کہ مردوں کو یہ قوت فطرتاً حاصل ہوئی ہے یا خاص طور کے تمدن نے اُن کو قوی بنا دیا۔ جہاں تک ظاہری اسباب پر نظر جاتی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قوتِ جسمی کی کمی بیشی مرد اور عورت میں فطری نہیں ہے۔ بلکہ خاص خاص قسم کے تمدن و معاشرت نے ہزارہا صدیوں کے بعد اس قدر فرق پیدا کر دیا ہے جیسا کہ مختلف اقوام میں اس قسم کے عارضی فرق امتداد زمانہ سے پیدا ہو گئے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ کابل کے آفریدی اس قدر قوی ہیکل اور شدید القوۃ ہیں اور کلکتہ کے بابو عموماً بودے اور پھسپھسے ہیں۔ کیا سبب ہے کہ پنجاب کے سکھ شیرانِ پنجاب کہلاتے ہیں اور ہندوستان کے بنیئے اپنی نامردی اور ڈرپوک ہونے میں ضرب المثل ہیں۔ جن اسباب نے عورتوں کو ضعیف کیا کچھ شک نہیں کہ اُن کا عمل اُن زمانوں سے بہت

عورتوں اور مردوں میں مقابلہ کرنے کے یہی دلیل اگر مردوں اور چوپایوں میں مقابلہ کرنے کے لئے یوں قایم کی جاسے کہ چونکہ چوپایوں کو خدا نے مردوں سے زیادہ طاقت جسمانی بخشی ہے۔ اس لئے اُن کو مردوں پر فوقیت وفضیلت حاصل ہے تو اس استدلال کو بھی لامحالہ تسلیم کرنا پڑیگا دونو منطقی دلیلیں بالکل ٹھیک ہیں اور صحیح نتیجہ نکلنے کی جتنی شرائط ہیں وہ سب موجود ہیں۔اور نتیجے بھی صحیح ہیں پس استدلال مذکورۂ بالا کی بناء پر مردوں کو اگر عورتوں پر کوئی فضیلت ہے (بشرطیکہ اُس کو لفظ فضیلت سے تعبیر کرنا جایز ہو) تو وہ ایسی ہی ہے جیسی بہایم کو مردوں پر ہے۔لیکن اگر اس سبب سے کہ گدھے میں ایسا بھاری بوراُٹھانے کی طاقت ہے جو مرد نہیں اُٹھا سکتا گدھے کی فضیلت ثابت نہیں کرتا تو مرد بھی اس امر سے اپنی فضیلت ثابت نہیں کر سکتے کہ وہ عورتوں کی نسبت اعمال شاقہ کے برداشت کرنے کی زیادہ طاقت رکھتے ہیں +

آسانی کی غرض اور ذہن نشین کرنے کے لئے اس دلیل کا بے محل ہونا ہم اور طرح پر ظاہر کرتے ہیں۔سوچنا چاہئے کہ مرد اور عورت میں مقابلہ کرنے کے کیا معنی ہیں۔کچھ شک نہیں کہ مرد اور عورت حیوانیت میں تو شریک ہیں ہی۔اور اُن کو مرد انسان اور عورت انسان یا مختصراً مرد اور عورت حیوانیت کے لحاظ سے نہیں کہتے۔بلکہ انسان سے جو مرد اور عورت دونوں کو شامل ہے مراد ہے حیوان + قوۃ نفس ناطقہ۔یا یوں کہو کہ حیوان مع شئے زاید۔پس یہی شئے زاید ہے جس نے حیوان کو اونچا کر کے انسانیت کی سطح مرتفع تک پہنچایا ہے اور اُن میں مقابلہ کرنے سے مقصود یہ ہے کہ آیا انسان کے دونو افراد حیوانیت سے ترقی کر کے یکساں سطح پر پہنچے ہیں۔یا مرد زیادہ بلندی پر پہنچا ہے۔مگر پہلی دلیل اس امر کی نسبت بالکل ساکت ہے اس سے

دل خوش کرنے کو گھڑ لئے ہیں - جو شخص اپنے تئیں تمدنی اثروں سے خالی الذہن کر کے اور بلا اس امر کے اندیشہ کے کہ جو کچھ میں کہتا ہوں اُس پر واقعی مجھکو عمل کرنا پڑیگا - اور اُس عمل کا نتیجہ موجودہ حالت معاشرت کے رو سے میرے یا میرے خاندان کے حق میں کیا ہوگا دلایل مذکورہ پر ذرا سا بھی غور کریگا اُسے معلوم ہوجائیگا کہ یہ دلایل سراسر پوچ اور بے معنی اقوال ہیں جن کو نہ حُجت شرعی کہہ سکتے ہیں - نہ بُرہان منطقی - بلکہ عرف عام کے موافق قیاس غالب پیدا کرنے کے لئے بھی مفید نہیں - چہ جائکہ اُن سے قطعیت کا فایدہ مترتّب ہو +

دلیل اوّل جو قوت جسمانی کی فضیلت پر مبنی ہے محض ایک بے سند قول ہے جس کو کسی طرح دلیل نہیں کہہ سکتے - ہم نے تسلیم کیا کہ مردوں کو عورتوں کی نسبت قوت جسمانی زیادہ حاصل ہے لیکن اس سے یہ کس طرح ثابت ہوسکتا ہے کہ قوت جسمانی ایسی شے ہے جس کی وجہ سے مرد من حیث الانسان عورتوں پر شرف و فوقیت رکھتے ہیں +

قوی الاعضاء کے لئے قوت کے کام اور ضعیف الاعضاء کے لئے آسانی کے کام مخصوص ہونے بھی بالبداہت ظاہر ہیں - کون کہتا ہے کہ محنت و مشقت و جفاکشی کے کام مردوں کو نہیں ملنے چاہئیں - مرد شوق سے محنتیں اُٹھائیں - پہاڑ کاٹیں - درخت کاٹیں - انسانوں کے گلے کاٹیں یا اور کام جن کو اُن کی سختی اور سخت دلی مقتضی ہو وہ کریں - مگر سوال تو یہ ہے کہ آیا اس قسم کے افعال کی طاقت ہونے سے اُنہیں کسی سچی فضیلت یا شرافت حاصل ہونے کا دعویٰ پہنچتا ہے جس کا جواب دلیل مذکورہ میں مطلق موجود نہیں - ہمارے اس سوال کا جواب اور استدلال مذکورۂ بالا کا بھدا پن اور بے محل ہونا پورے طور پر اس طرح ظاہر ہوسکتا ہے کہ بجائے

معلوم ہوتا ہے ۔

(۶) قرآن مجید میں دو عورتوں کی شہادت کو ایک مرد کی شہادت کی برابر قرار دینا اور تقسیم ترکہ میں عورت کا حصہ مرد کے حصہ سے نصف قرار دینا بھی مردوں کی فضیلت کی قطعی دلیل ہے۔

(۷) مردوں کو ایک وقت میں چار عورتوں سے نکاح کی اجازت ہونا اور اس کا عکس جایز نہ ہونا بھی صاف ظاہر کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو مردوں کی زیادہ مراعات منظور ہے ۔

(۸) عالم آخرت میں بھی مردوں کو نیک اعمال کے بدلے خوبصورت بیبیوں کے ملنے کا وعدہ دیا گیا ہے۔ مگر عورتوں کو نیک اعمال کے بدلے اس قسم کا وعدہ نہیں دیا گیا ۔

ان دلایل عقلی و قرآنی کے علاوہ چند اور دلایل بہار دانش کی نجس حکایات سے اخذ کی گئی ہیں۔ جس کے ذکر سے اگرچہ منشی عنایت اللہ صاحب مصنف کو شرم نہیں آئی۔ مگر ہم اُس کے حوالہ سے بھی شرم کرتے ہیں ۔

یہ ہیں تمام شواہد و براہین جن کو چاہے منطقی کہو۔ چاہے فلسفی۔ چاہے خیالی اوہام۔ انہیں دلایل کی بناء پر وہ حکم ناطق صادر کیا گیا ہے جس کے رو سے آدھی دنیا کو ذلیل غلامی میں ڈال کر مردوں کا حلقہ بگوش غلام بلکہ غلام سے بدتر بنایا ہے۔ اور اشرف المخلوقات میں سے احسن التقویم مخلوق کو پاجی سے پاجی مرد کی صرف ناپاک شہوت رانی اور نالایق کجروی اور بے ٹھکانہ خودپسندی کی اغراض پورا کرنے کا ذریعہ قرار دیا ہے ۔

اب ہم اُن دلایل پر غور سے نظر کرتے ہیں اور دیکھنا چاہتے ہیں کہ آیا حقیقت میں یہ دلایل حجت منطقی کا رتبہ رکھتی ہیں یا محض ابلہ فریب اقوال ہیں جو جھوٹے دعویٰ کرنے والوں نے اپنے

مردوں کی فضیلت کے ثبوت میں جو وجوہات پیش کئے جاتے ہیں جہاں تک ہم کو معلوم ہیں حسب ذیل ہیں -

(۱) مردوں کو خدا تعالیٰ نے طاقت جسمانی عورتوں سے زیادہ عطا فرمائی ہے اس لئے وہ اُن تمام اختیارات پر جن کو قوی الاعضاء و سخت جان و جفاکش ہونا لازم ہے بالاولیت استحقاق رکھتے ہیں۔ اسی واسطے سلطنت بھی جو صریحاً زور بازو کا نتیجہ ہے مردوں ہی کا حق ہے +

(۲) مردوں کے قُویٰ عقلی بھی اپنے قُویٰ جسمانی کے متناسب عورتوں کے قُویٰ عقلی سے بہت اعلیٰ و اقویٰ ہیں - اسی واسطے عورتیں ہر زمانہ میں اور ہر قوم میں ناقص العقل سمجھی گئی ہیں - عورتوں کی زُود اعتقادی - نامعاملہ فہمی - کوتاہ اندیشی - بے وفائی وغیرہ صفات کی بنیاد اسی نقص عقل پر ہے +

(۳) جس طرح جملہ نعمتہائے دنیاوی میں سے سلطنت افضل ہے اسی طرح جملہ انعام الٰہی میں سے سب سے بڑھ کر نبوت ہے - وہ بھی خدا تعالیٰ نے مردوں کے ساتھ مخصوص کی ہے - اور کسی عورت کو دنیا کی ہدایت کے لئے نبی بنا کر نہیں بھیجا +

(۴) مذہباً مردوں کی فضیلت میں قرآن مجید کی وہ آیت نقل کی جاتی ہے جس میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ اور اس کے یہ معنی سمجھے جاتے ہیں کہ مرد عورتوں پر حاکم ہیں +

(۵) ایک اور نقلی دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اوّل حضرت آدم کو پیدا کیا - پھر اُس کے آرام کے لئے عورت کو پیدا کیا - اس لئے عورت کو مرد کا محکوم و خدمتگزار ہو کر رہنا اور اُس کے آرام و خوشی کا ذریعہ بننا اور اُس کے آرام کو اپنے آرام پر مقدم رکھنا اصلی منشاء الٰہی

د اختلاف تمدن وغیرہ اسباب سے پیدا ہوتے ہیں۔ ہم ثابت کرینگے کہ موجودہ طریق تمدن کے بموجب جس قدر تفریق مرد اور عورت کی حالت اور ان کے حقوق میں کی گئی ہے وہ اُس قدر تفریق سے جو باقتضاے خلقت وفطرت ہونی چاہئے تھی بدرجہا زیادہ ہے اور محض فرضی خیالات اور مردوں کے تعصبات اور جہالت پر مبنی ہے۔ اور انسان کے تمدن کو خراب کرنیوالی اور دنیا کو سخت نقصان پہنچانے والی اور زمانۂ قدیم کے وحشیانہ پن کا بدترین نمونہ ہے +

ہمارے تمدن کے مختلف اوضاع و اطوار محض اس جھوٹے دعوے پر مبنی ہیں کہ مرد حاکم ہیں اور عورتیں محکوم ہیں اور عورتیں مردوں کے آرام کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ اور اس لئے وہ اُن پر تقریباً اُسی قسم کے اختیارات رکھتے ہیں جس طرح وہ ہر قسم کی جایداد پر رکھتے ہیں اور اُنکے حقوق مردوں کے حقوق کی برابر نہیں ہو سکتے۔ اگر اس غلط اور ناپاک اصول کو مرد صرف اپنے تعصب اور خودپسندی کا نتیجہ سمجھتے اور اُس کی تائید میں کسی دلیل کے لانے کا دعویٰ نہ کرتے تو بھی ہم کو صبر آتا۔ لیکن ظلم تو یہ ہے کہ اس جھوٹے دعوے کو انصاف پر مبنی اور عقلی دلایل سے مؤید اور مرضی الٰہی کے مطابق جانتے ہیں۔ انہیں خیالات کی غلطی کو کھول دینا اور ان کی بیہودگی کو ظاہر کر دینا ہماری اس تحریر کا موضوع ہے +

آسانی کی غرض سے ہم اس بحث کو پانچ حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ پہلے حصہ میں ہم اُن رجوہات عقلی و نقلی پر نظر کرینگے جو مردوں کی فضیلت کے ثبوت میں پیش کی جاتی ہیں۔ دوئم حصہ میں عورتوں کی تعلیم۔ اور سوئم حصہ میں پردہ اور چہارم حصہ میں طریق ازدواج اور پنجم حصہ میں معاشرت زوجین سے بحث کرینگے +

سزاوار ناسزا انسان کے دو ہونٹوں سے نکل سکتا ہے وہ میرے حق میں نکلیگا۔ مگر جو لوگ اپنے دلوں میں احکام شریعت کی وقعت اور عظمت رکھتے ہیں اور جو لوگ اپنے اتقا اور غیرت اور ناموس کو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور خاندانِ نبوی کے اتقاء اور غیرت اور ناموس سے کم سمجھتے ہیں وہ بیدھڑک طریق شرعیہ پر چلنے کے لئے تیار ہونگے۔ اور ہر فرومایہ وسفلہ کے استہزاء اور ہر ذلیل وجاہل عامی کے طعن وتشنیع سے برہم مزاج وآشفتہ خاطر نہ ہونگے ۔

اگر میری اس ناچیز تحریر کے اثر سے تمام ہندوستان میں ایک بڑھیا کے حق کی بھی حفاظت ہوجائیگی تو میں سمجھونگا کہ میں نے اپنا صلہ بھر پایا۔ واللہ المستعان وعلیہ التکلان ۔

عورات

اور ان پر مردوں کی جھوٹی فضیلت

مرد اور عورت ایک نوع انسان کی افراد ہیں۔ ان میں باہم من حیث الانسان ایک کو دوسرے پر کسی قسم کی ترجیح نہیں ہو سکتی۔ البتہ وہ چند خصوصیات جو مرد کو عورت سے متمیز کرتی ہیں مقتضی اس امر کی ہیں کہ ان کے فرائض اور طریق تمدن میں بھی صرف بقدر ان خصوصیات کے تفاوت ہو۔ اس قسم کے تفاوت کے سوا جو عورت اور مرد کے خلقی فرق پر مبنی ہے جس قدر اختلافات پائے جائینگے۔ یا ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے کے لئے کوئی امور ثابت کئے جائینگے ان سب کی بناء محض اختلاف تشخصات واختلاف صنفیت پر ہوگی اور ظاہر ہے کہ اس قسم کے فرق محض اتفاقی اور عارضی اور غیر معتبر ہوتے ہیں۔ اور اختلاف مسکن واختلاف آب وہوا واختلاف عمر

فا دزہر حصہ اول

اسمین سانپ کے کاٹے کے ساٹھ علاج - بچھو کے ساٹھ - دیوانہ کتے کے تیس - زنبور (سرخ و زرد بھڑ) کے بیس - بچھونرا و شہد کی مکھی کے دس - کنکھجورے کے کاٹنے اور پھلنے کے دس اور چار چار پانچ پانچ دیگر جاندار ان بندر - بلی - چھپکلی - چوہا - آدمی - مینڈک وغیرہ کے کاٹے کے نہایت آسان و مجرب اور حکمی علاج معہ زہر کی علامات و شناخت کے درج کئے گئے ہین - قیمت صرف ١٠/

انمول بوٹی کلان

اس کتاب مین ایک ہی عجیب الاثر بوٹی سے (جو ہر شخص کو ہر مقام پر اور ہر موسم مین بآسانی مفت مین دستیاب ہو سکتی ہے) تپ لرزہ - کھانسی - سانس کہنہ - بدہضمی - تبض دایمی - ہیضہ - درد شکم - بادگولہ - ضعف بصر - نزول چشم - آشوب چشم - سلاق چشم - خارش چشم - ورم مژگان - ڈھلکا - ناخنہ - آتشک - بد - ضعف باہ - بواسیر خونی و بادی - تہرنا - ناسور - پھوڑا و پھنسی - خارش خشک و تر - داد - سفید داغ - چھیپ - زکام - نزلہ درد دندان - تنج سر - زہر سانپ بچھو وغیرہ امراض کے حکمی علاج - معہ ان امراض کی علامات و شناخت و اسباب کے ایسے آسان اور مکمل دیے گئے ہین کہ ہر شخص گھر بیٹھے مفت مین یا کوڑیون مین ہر مرض کا اچھا علاج کر سکتا ہے - قیمت بغرض رفاہ عام باینہمہ اوصاف ٣٠/

انمول بوٹی خورد

کتاب مذکورہ کا انتخاب جسمین ہر مرض کا صرف ایک ایک مجرب علاج ہے - قیمت ١٠/

ہفت جواہر

اس کتاب کی اول تین اجلاد مین سو کے قریب علمی چٹکلے دسکے ستر سے زیادہ مجرب امراض عامہ کے نہایت ضروری و مجرب نسخے - مرحوم اشخاص کی ارواح سے بات چیت کرنیکے لئے آسان طریقے و ضروری ہدایات و بعض تواریخی واقعات متعلقہ وغیرہ مفصل کیفیت ارواح - سانکھ فلسفہ کے ١٣٣ ابتدائی سوترون کا عام فہم بامحاورہ اُردو ترجمہ اہل ہند کے مستند دھرم شاستر موسومہ منوسمرتی کا لب لباب یعنی اسکے کل بارھون ادھیایون کے پورے ١٢٢ منتخبہ اشلوکون کا ترجمہ عوام کیلئے قابل عمل فرائض خانہ داری از روے جین شاستر - نصیحت آمیز رشنوتری (سوال جواب) تعدادی ١١ مصنفہ شنکر اچاریہ کا ترجمہ - شعر ١١ سو سے زیادہ پند و نصائح و حکماء قدیم کے قیمتی اقوال - منو کے قریب مفید و کارآمد تراکیب متعلقہ صنعت و حرفت و عجیب تجربیات وغیرہ - اغماض حل طلب سوالات و معمات معہ جوابات - یوگ سار (علم تصوف کا قابل دید رسالہ زبان سنسکرت متعلق جینی دھرم) کے ١٣ اشلوکون کا ترجمہ اور جینی دھرم کے متعلق عوام کیلیے جاننے قابل

ناگری کا معلم - اردو جاننے والونکو بلا امداد استاد ناگری سیکھنے کیلئے ہر طرح پر مکمل کتاب قیمت ۲ر

اربع عناصر - اردو فارسی وعربی وانگریزی چارون زبان کی ایک عمدہ لغت - دو ہزار سے زیادہ روزانہ بول چال کے ہر قسم کے اردو الفاظ کی فارسی وانگریزی وعربی - قیمت ۲ر

سراپا سخن - سات سو کے قریب متقدمین و متاخرین شعراء نامدار کے اردو اشعار منتخبہ کا مجموعہ سر سے پانون تک پورے ۴۸ اعضاء جسم کی تعریف وتوصیف مین ۴۰۰ صفحات سے زاید کی ایک ضخیم کتاب قیمت صرف عہ

مجموعہ تصوف - علم تصوف مین - قیمت ۴ر

رسالہ انجینیرنگ - اس کتاب سے لگانا داغبیل وگنیا وگھوم وجھٹکہ خشت وبند خشت دیوار وچوکھٹ وغیرہ اور بنانا محراب کارنس وچھت وسیڑھی وغیرہ کا نہایت آسانی سے آسکتا ہے اور اسمین ہر کام کے ۵۰ نقشہ شامل ہین قیمت صرف عہ

نیاے درشن حصہ اول اردو عہ حصہ دوم عہ

وشیشک درشن اردو - قیمت عہ

اختر اقبال تاریخ بھوپال معہ تصاویر ۸ر

رفیق تاجران - ہر قسم کے تاجرون کے لئے بڑی کارآمد کتاب ۸ر

جواب سعدی - کریما پر ایک نہایت عالمانہ سدس قیمت ۲ر

سام وید سنگھتا کا اردو ترجمہ عہ

جوہر عجائبات - دنیا بھر کے عجائبات ۸ر

معلم ستار - ستار بجانیکے تمام اسرار ۱۲ر

سوانگ گل بکاولی - شعر وچوبولہ وغزل وٹھمری ولاونی وکبت مین - قیمت ۴ر

سوانح شیطان - چارسو صفحات سے زاید مین حضرت شیطان کے متعلق دلچسپ حالات عہ

جذب القلوب - اولیاء نامدار وفقراء کاملین کے متعلق حالات وغیرہ تقریباً تین سو صفحات مین قیمت صرف ۱۲ر

جوہر غیب - نجوم - قیافہ - سامدرک شگون سرودھا - فرنیالوجی ومسمریزم وغیرہ علوم قواعد اور صحیح ہونے کی دلایل عہ ناگری عہ

گلشن شہرت نو ترمیم معہ تصاویر - حصہ اول آئینہ مسمریزم معہ حالات پیرش وغیرہ عہ

حصہ دوم دیدہ شنیدہ تراکیب و منتقل امراض وغیرہ عہ

حصہ سوم - عجیب الحسنات عمل ہمزاد وغیرہ عہ

بدیع البدایع علم صنایع بدایع - اوزان وعروض وصنعت جاننے کے لئے اس سے بہتر کوئی کتاب اردو زبان مین آجتک تصنیف یا تالیف نہین ہوئی - مڈل وانٹرنس کے طلباء کو نہایت ہی کارآمد ہے - قیمت صرف ۲ر

دلایل قدرت - فرنگی عالمون کی تحقیقات خدا کی کاریگری کی چھان مین قیمت ۸ر

ہرگز نہین - انگریزی تہذیب کے مواقع ممنوعات قیمت ۴ر

علاوہ کتب بالا کے دیگر ہر قسم کی کتابین اردو ہندی انگریزی وسنسکرت مندرجہ بالا پتہ سے مل سکتی ہین -

نایاب کتابین

کتب ذیل مصنف کتاب ہذا یا مہتمم رسالہ دل آرام بلند شہر سے طلب فرمائیے اور اگر دس روپیہ سے زاید کی خریداری یکمشت ہو تو خریداری مناسب کمیشن بھی لیجئے۔

تجلیات ناشک ناٹک تتر۔ اسمین ایک مقدمہ عدالتی کے پیرایہ مین ہر مذہب کے اصول و عقاید پر بطرز ناٹک بحث ہے۔ بڑے لطف کا نہایت عجیب قابل دید ناٹک ہے۔ ایکبار شروع کر کے ختم کئے بغیر چھوڑنے کو طبیعت نہین چاہتی۔ قیمت حصہ اول ۱۲/ حصہ دوم ۶/ حصہ سوم ۱۰/

ہنومان چرتر ناول۔ اس ناول کو اگر تواریخی نگاہ سے دیکھا جائے تو بالکل نئی تحقیقات تواریخی کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔ اسکے واقعات ایک مستند قدیم سنسکرت رامائن مصنفہ شری روی شین آچاریہ قلمی نسخہ سے اخذ کئے گئے ہین۔ جنکے دیکھنے سے والمیکی و تلسی کرت رامائنون کے شاعرانہ مبالغون کی اصلیت و مخفی تلازمون کی حقیقت بخوبی کھل جاتی ہے اور اگر ناول نویسی کی نظر سے دیکھا جائے تو اسکی دلفریب سینریان اور دلچسپ واقعات کی ہو بہو تصویرین دیکھتے دیکھتے ممکن نہین کہ آپ بیقرار ہو جائین اور ختم کئے بغیر نگاہ سے الگ کرین۔ قیمت حصہ اول ۱۲/ حصہ دوم ۱۲/ حصہ سوم ۱۰/

برھمہ گلال چرتر ناٹک دنیا کی بے ثباتی کا ہو بہو نقشہ۔ سولھوین صدی عیسوی کی سچی داستان۔ قیمت ۲/

دیباچہ ہنومان چرتر ناول۔ ناول مذکور کا

لب لباب معہ شجرہ خاندان ہنومان (بازبان ناگری ٹائپ) قیمت ۲/

مہارانی سیتاجی کا بارہ ماسہ۔ ساری رامائن کا لب لباب قیمت ۱/

بھرتہری معہ جین ویراگ شتک۔ دنیا کی بے ثباتی کا فوٹو۔ قیمت ۲/

بھرتہری نیتی شتک اخلاق مین بینظیر کتاب

چانک نیتی درپن۔ اخلاق مین لاجواب ۲/

جنتری دوامی

انمول قاعدہ جس سے آغاز سنہ عیسوی سے لکھوکھا سال تک چاہین جس گذشتہ خواہ آیندہ کی تاریخین و دن چلتے پھرتے ایک منٹ سے بھی کم مین بزبان نکال لیجئے اس قاعدہ کو ایکبار یاد کر لینے سے نہ آپکو کبھی کسی سالانہ جنتری کے اوراق کھول کر تاریخین دیکھنے کی ضرورت ہوگی اور نہ دوامی جنتری کو خریدنے یا پاس رکھنے کی ضرورت پڑیگی قیمت ۱/ اور کم از کم دو روپیہ کی قیمت کی کتابون کے خریدار کو مفت

سوانح عمری حکیم افلاطون معہ پند و نصایح و قیمتی اقوال حکیم موصوف قیمت ۱/

مینول آف رومن اردو۔ حصہ اول جو اردو خوان اصحاب اپنی اردو زبان کو انگریزی حروف مین لکھنا پڑھنا سیکھنا چاہین انھین یہ کتاب بلا امداد استاد صرف دس یوم بلکہ اس سے بھی کم مین بخوبی لکھنا پڑھنا سکھا سکتی ہے قیمت ۱/

سرامان چرتر منظوم

بحر العروض۔ فن شعر گوئی مین لاجواب ۲/

(۸) **تریاق افاعی** - ایلوا زرد نوشتی - مُر (ابول) و زعفران ہریک ۴ - رتی باہم پیسکر گلاب کے ساتھ اسیقدر روزانہ ایام وبائی مین نوش کرین تو وبائی تپ وغیرہ کی اذیت اور ہر قسم کے حشرات الارض کی سمیت سے محفوظ رہین -

(۹) **تریاق صغیر** - زراوند طویل - حب الغار - بہمن سفید - پوست بیخ کبر - افسنتین - ہلدی - بیخ حنظل (اندرائن یعنی پھر پھیندوہ کی جڑ) اور فاشرا[۵۱] سب ہموزن کوٹ چھانکر حسب معمول معجون بنائین -

خوراک ۴ - ماشہ - یہ تریاق اربعہ سے ہر بات مین زیادہ قوی ہے -

(۱۰) **تریاق مفرح** - یاقوت سرخ - مروارید ناسفتہ - بسّد - جایفل - الائچی کلان - چینیہ دارچینی - اندرجو - تیجپات - غنچہ گلاب (بلاڈنڈی) لونگ - سونٹھ - چھالیہ - بالچھڑ - الائچی خورد - درونج عقربی - بادرنجبویہ - گاوزبان - مصطگی - کلیجن - فرنجمشک - صندل سفید - زراوند مدحرج - تخم ریحان سیاہ ہریک ۷ - ماشہ - جاوتری ۱ - تولہ - پوست ترنج ۱۰ - ماشہ - زعفران - زرد ہڑ کا پوست - ترنجبین ہریک ۳ - ماشہ - بہمن سرخ ۱۰ - ماشہ - عنبر اشہب[۵۲] - مشک[۵۳] تبتی کہ ہریک سوا دو رتی سبکو باریک پیس چھانکر حسب معمول شربت عناب خانہ ساز مین یا شہد مصفّٰی مین معجون بنائین - خوراک ۳ - ماشہ تا ۹ ماشہ -

مزاج اسکا گرم و خشک بدرجہ دوم ہے -

نوٹ ۱ - اگر نارجیل دریائی ہر ماہ مین دو بار بقدر یک چاول عرق گلاب مین پیسکر نوش کرین تو تمام زہرون کے اثر سے دوام محفوظ رہین -

نوٹ ۲ - اگر فادزہر معدنی بقدر یک چانول قبل دودھ پلانے کے بوقت تولد مان کے دودھ مین گھسکر بچے کے تالو پر لگائین اور پھر تین یوم یہی عمل کرین تو بچہ تا بہ زندگی ہر قسم زہرون کی سمیت سے محفوظ رہے -

نوٹ ۳ - اگر تریاک گاوکوہی (اشک گاوکوہی) بقدر دو جو کے پیدایش کے وقت دودھ دینے سے پیشتر بچے کے تالو پر ملین تو وہ بچہ تا بزندگی سموم شرور بلدوغہ کے اثر سے محفوظ رہیگا

---

[۵۱] فاشرا ایک قسم کی گھاس ہے اسکو عربی مین کرمۃ البیضا و فارسی مین ہزار چشان یا ہزار گشان کہتے ہین - اسکا بدل ہموزن درونج عقربی یا نصف وزن بسباسہ (جاوتری) ہے -

[۵۲] عنبر اشہب کا بدل مشک یا زعفران ہے -

[۵۳] مشک کا بدل تریاق ہے -

نیز مرگی وخفقان وقولنج وجملہ سرد بیماریون کو نافع اور تسہیل ولادت مین ممد ہے۔
مگر اسکا زیادہ استعمال کرنا درد سر لاتا اور ڈھلکا پید اکرتا ہے۔ مصلح اسکا شیرہ تخم خرفہ مقشر ہے۔

(۲) **تریاق اربعہ بہ تراکیب دیگر** نسخہ مذکورہ مین بعض اطبا بجاے مرکی کے اور بعض بجاے زراوند طویل کے قسط تلخ (کوٹ تلخ) داخل کرتے ہین۔ بعض زراوند طویل کی بجاے قسط تلخ لیکر اول کی تینون ادویات کو ہموزن اور مرکی کو ڈیوڑھے وزن لیتے اور خوراک بعد ۴۰ الیوم از تیاری ۳ ماشہ سے ۶ ماشہ تک قرار دیتے ہین۔

(۳) **تریاق خمسہ** تریاق اربعہ مین ایک جز زعفران اور بڑھائین اور بجاے زراوند طویل کے زراوند مدحرج لین۔

(۴) **تریاق ثمانیہ** - جنطیانہ - قسط تلخ - حب الغار - مرکی - ہر ایک کیتولہ - مرچ سفید وسلیخہ سیاہ (دارچینی سیاہ) ہر ایک آٹھ ماشہ - دارچینی - زعفران ہر ایک چار ماشہ سبکو باریک کوٹ چھانکر مثل تریاق اربعہ معجون بنائین۔
اسکی مدت تیاری دو سال سے کچھ زیادہ ہے خوراک بعد چودہ ایام از تیاری ۴ ماشہ سے ۱۰ ماشہ تک - فوائد اسکے ہر بات مین تریاق اربعہ سے زیادہ ہین۔

(۵) **تریاق بلیغ النفع** - زراوند مدحرج - وج (بچھ - گھوڑ بچھ) ہر ایک چار ماشہ - مرچ سیاہ یا سفید - بادیان رومی ہر ایک یکتولہ کوٹ چھانکر میفختج (دوشاب یعنی آب انگور کہ جوش دینے سے دو تہائی جلکر ایک تہائی گاڑھا ہوکر رہجائے) مین گوندھین۔
خوراک یکتولہ - ہر قسم کی سمیت دفع کرنیکے لئے مفید ہے۔

(۶) **تریاق عام النفع** - مرچ سفید - مرکی ہر ایک یکماشہ - پکھان بید دو ماشہ زراوند مدحرج تین ماشہ - تخم حرمل (اسبند) کلونجی - زیرہ کرمانی ہر ایک چار ماشہ کوٹ چھانکر گلاب مین پیسکر بطریق معروف معجون بنائین - خوراک بقدر دانہ باقلا ہمراہ عرق گلاب نوش کرین - ہر قسم کے زہر مشروبہ وملذوعہ وملسوعہ کے لئے مفید ہے۔

(۷) **تریاق الطین** (تریاق گل مختوم) گل مختوم - حب الغار - ایرسا - (نیلی سوسن کی جڑ) ہموزن کوٹ چھانکر روغن گاو یا روغن بادام مین چرب کرین اور بطریق معمول شربت عناب خانہ ساز مین گوندھین۔
خوراک ۳ ماشہ - (اسکی خاصیت یہ ہے کہ مسموم اسکو کھاکر قے کرے اور جبتک زہر زائل ہوجاے ہرگز ہضم نہو۔ اسکے کھانے سے اگر قے نہ آئے تو جاننا چاہئے کہ زہر نہین کھایا ہے۔

۸۔ صابون پانی میں پیسکر گرم کرکے ملیں۔ خواہ ہلدی بھی ملاکر ضماد کریں۔ (جس عضو میں ہول کے سبب درد ہوا وسکو بھی مفید ہے)

۹۔ پیر لنے گول کی گری کہ تلخ نہ ہوئی ہو کوٹکر اسمیں چوچند ہلدی باریک پیسکر ملائیں اور تھوڑا موم اوٹلی میں باندھکر گرم کرکے دو تین گھڑی سینکیں۔ پھر ورم وچوٹ کے مقام پر دوا مذکورہ باندھدیں۔ دو تین یوم میں صحت ہوگی یہہ علاج چوٹ اور اوس گرہ کو جو بسبب چوٹ کے مثل غدہ کے پڑگئی ہو نافع ہے۔

۳۔ ہلدی۔ میدہ لکڑی۔ گیہوں کا میدہ ہر یک دو چھٹانک۔ روغن سبھی سوا تولہ میٹھا تیل پاؤ سیر لیکر اول تیل کو گرم کریں اور اسمیں میدہ بریان کرکے پھر سبھی باریک پیسکر ملائیں پھر میدہ لکڑی باریک کرکے ڈالیں اور بعدہٗ ہلدی ڈالکر اور تھوڑا پانی ملاکر پکائیں جب پانی جل جلے گرم گرم لیکر سینکیں (اسکو لیٹری کہتے ہیں)

ضمیمہ

چند نسخجات تریاقی

(۱) تریاق اربعہ۔ جنطیانہ (پکھان بید) زراوند طویل۔ حب الغار۔ مرمکی (مُر۔ بول) ہموزن باریک کوٹ چھانکر روغن بادام یا روغن گاو میں چرب کریں اور سہ چند شربت عناب خانہ ساز یا دو چند گوڑ سہ سالہ میں معجون بنائیں یا منقیٰ میں گوندھیں۔ اسکی مدت قیام دو سال ہے اسکو تریاق صغیر بھی کہتے ہیں۔ مزاج اسکا گرم وخشک بدرجہ دوم۔ مرتبہ اُخری الہے۔ ترکیب نوش ایک دن یا بالیس یوم از طیاری ۲۰ ماشہ تا ۴۰ ماشہ ہمراہ آب نیم گرم۔ یہہ غلیظ ریاح کو تحلیل اور بیگر و طحال کو اصلاح پر لاتا ہے۔ سدے۔ کھونسا اور سانپ وبچھو وغیرہ کے کاٹنے و ڈنک مارنے اور سنکھیا وافیون وغیرہ کے زہر کو مارتا ہے۔ فضلات جو بسبب سردی کے جسم کے اندر بند ہوں انکو براہ پیشاب بہاتا اور مردہ بچہ کو جسم سے نکالتا ہے۔ و

۱۵ میں تصحیح = آب انگور کہ جوش دیکر تہائی باقی رہا ہو۔

(۷۵) ضربہ و سقطہ - کسی شے کے عضو پر گر کر چوٹ لگنے کو ضربہ اور عضو کے کسی شے پر گر کر چوٹ پہونچنے کو سقطہ کہتے ہین -

(الف) کھانے پینے کے نسخے -

۱- ہلہل کی پتیان اکیس عدد پیسکر گوڑ مین ملا کر مٹر کی برابر گولیان بنائین اور سات یوم تک کھائین -

۲- تھوڑی سونف کی جڑ پانی مین پیسکر چند یوم پئین -

۳- گھریا مٹی چار ماشہ دو چھٹانک پانی مین حل کرین جب مٹی بیٹھ جاوے پانی صاف پئین

۴- نمک و شکر سفید چھ چھ ماشہ باہم پیسکر پھانکین -

۵- حجر الیہود (پتھر کا بیر) نصف ماشہ پانی مین گھسکر پئین - مومیائی کا اثر رکھتا ہے

۶- گیہون جلا کر اور ہموزن گوڑ ملا کر پیسکر تھوڑا تھوڑا گھی پلائین - خوراک ڈیڑھ تولہ تک ۳ یوم کھائین - چوٹ و درد بالکل زائل ہو جائینگے (اس دوا کو مومیائی ہند کہتے ہین)

۷- ایک ماشہ پھٹکری چار تولہ گھی مین بریان کرین - جب پھٹکری گھی مین جم جاوے اوپر کے نتھرے ہوئے گھی کو لیکر آٹا سفید و سیدہ ملا کر حسب معمول حلوا بنائین اور کھائین

۸- حلوا مذکور مین پھٹکری مذکورہ رکھکر ۳ یوم کھائین - مومیائی سے بہتر ہے -

۹- دودھ مین تھوڑی سے پھٹکری ملا کر پئین -

(ب) ضماد[1] و طلا کے نسخے -

۱- ہالون ہلدی - پھٹکری مول - تخم خراسانی لودھ پٹھانی - سب ہموزن لیکر پیسکر اور دو چند گوڑ مین ملا کر پانی مین پکا کر ضماد کرین -

۲- روغن دیودار طلا کرین -

۳- سیدا لکڑی - آمل - انبہ ہلدی - تخم بنواڑ صابن - خشت کہنہ ہموزن لیکر اور باہم پیسکر قدرے روغن سیاہ ملا کر شیر گرم کرکے ضماد کرین -

۴- میٹھا تیلیا نصف چھٹانک - سونٹھ مکو کا پھل ۶ ماشہ باہم پیسکر اور میٹھا تیل آدھ سیر مین ملا کر خوب پکائین کہ یہ سب چیزین جل جائین اس تیل کو لگائین -

نوٹ - یہ تیل گٹھیا - درد پسلی و درد پشت و درد شانہ کے لئے بھی بہت مفید ہے -

۵- سہنجنہ کی پتیان ہموزن میٹھے تیل مین پیسکر طلا کرین - اور دھوپ مین بیٹھین چوٹ و موچ ہر دو کو مفید ہے -

۶- مغز رینڈی و سیاہ تل الگ الگ کوٹکر میٹھے تیل مین ملا کر ضماد کرین چوٹ کو مفید ہے اور عضو خشک کو اصلی حالت پر لاتا ہے -

۷- تل کی کھل کوٹکر گرم پانی مین ملا کر جب خوب گھل جاوے باریک پارچہ پر لگا کر عضو پر رکھین -

[1] ضماد = گاڑھا لیپ
طلا = پتلا لیپ

آب مقطر اسکا لیکر اسمین اسکے ہموزن گولا یا اسی
کا یا تل کا تیل خوب ملا کر ایک ذات ہوجائیں
مقام سوختہ پر لگائیں اگر دیر بھی ہوگئی ہو تو بھی
درد و سوزش کو رفع کرنے میں اکسیر مفید ہے
(۴) سوڈا پانی میں ملا کر لیپ کریں یا سوڈا کے محلول
میں کپڑا بھگو کر مقام سوختہ پر رکھیں۔
۵- معمولی صاف تیل میں چونہ کا پانی ہموزن خوب
ملا کر لگائیں اور اوپر سے روئی رکھکر باندھیں پانی
و ہوا سے بچائیں۔ آبلہ کو پھلنے نہ دیں۔
۶- املی کی چھال پیسکر گائے کے گھی میں ملا کر
ملیں۔
۷- برگد کی کونپل گائے کے دہی میں پیسکر ملیں
۸- ارنڈ کے پتون کا عرق ملیں۔
۹- سیاہی لگائیں۔
۱۰- گل دھاوا جلا کر اور سرسون کے تیل میں
ملا کر ملیں۔
۱۱- دوات کی سیاہی لگائیں۔
۱۲- انار کی پتیان پیسکر لگائیں۔
۱۳- اگر بہت جلکر سفید ہوگیا ہو تو ہڑ پھٹکری
آملہ پانی میں پیسکر لگانا اصلی رنگ پر لاتا ہے
۱۴- پرانے چھپر کا پھونس پیسکر اور سرسون
کے تیل میں ملا کر لگائیں۔
۱۵- گیہون یا جو کا آٹا پانی میں حل کرکے لگائیں
۱۶- ترکاری کے آلو پانی میں پیسکر ضماد کریں۔
۱۷- بتاسہ پانی میں گھولکر لگائیں۔
۱۸- کتھہ و چونہ کا صاف پانی اور کیلہ کا عرق و
کافور ملا کر لگائیں۔

۱۹- بعد جل جانے کے داغ رہجائے تو جامن
کی پتی پیسکر طلا کریں۔
۲۰- بیری کی کونپل دہی میں پیسکر چند بار ملیں۔
۲۱- ہینگ پانی میں حل کرکے لگانا بانحاصیت
مفید ہے۔
۲۲- جھربیری کی پتیان میٹھے تیل میں پیسکر
ملیں۔
۲۳- اگر جسم باروت سے جل گیا ہو اور بدن
کی کھال جلکر اتر گئی ہو تو رال باریک پیسکر
گرم میٹھے تیل میں ڈالیں۔ جب پگھل جائے
ملا کر طلا کریں۔ اسیوقت تسکین ہوگی۔
۲۴- مہندی کی پتیان پانی میں پیسکر طلا کریں
یا مسکہ کے ساتھ لگائیں۔
۲۵- ذرا سا کاسٹک پانی میں ڈالکر مقام
سوختہ پر لگائیں۔
۲۶- زیرہ بریان باریک پیسکر اور ہموزن موم
رال اور گھی ملا کر لیپ کریں۔
۲۷- جو کو جلا کر اور روغن کنجد میں پیسکر لیپ کریں
۲۸- ساٹھی چاول اور تینہ و کو گھی میں باریک
پیسکر لیپ کریں اور اوپر سے برگ گلوے باندھیں

(۷۳) گرم تیل یا گرم پانی سے جھلسنا۔

۱- چونہ کا آب زلال و روغن السی یا روغن کنجد
یا روغن نارجیل ہموزن باہم خوب ملا کر لگائیں
۲- پرانا تنہ کھانے کا چونہ دہی کے پانی میں
پیسکر لیپ کریں۔

(۷۴) بجلی گرنا۔ ۱- ٹھنڈا پانی مریض پر بار
بار چھڑک کر پونچھیں۔

۲- اگر امونیا دو بوند ایک اونس پانی میں ملا کر پلائیں -

(۶۸) کلوروفارم - اسکا زہر دونوں طرح زیادہ سنگھانے یا پلانے سے چڑھتا ہے -

علاج ۱ - اگر سنگھاتے وقت زہریلی علامات یعنی تنفس کا بند ہونا ضعف نبض وغیرہ ظاہر ہوں یا دم خراٹے کے ساتھ آنے لگے تو فوراً سنگھانا بند کر کے مصنوعی تنفس دینا شروع کریں - امونیا سنگھائیں اور ٹھنڈے پانی کی پچکاری کریں - چہرے پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے دیں - علاوہ بریں بجلی لگانا سر کو باقی جسم کی نسبت نیچا رکھنا - خالص آکسیجن دینا بھی مفید ہیں -

۲ - اگر پلانے سے زہریلی علامات پیدا ہوئی ہوں تو سلفیٹ آف کاپر سے قے کرا کر سیڈلیز پاؤڈر کا مسہل دیں - اور باقی عمل اسی طرح سے کریں جس طرح سنگھانے کے علاج میں بیان کئے گئے -

(۶۹) آیوڈوفارم - اگر زہریلی علامات ظاہر ہوں تو سوڈا بائی کارب اور پوٹاسیم برومائیڈ دیں -

(۷۰) کاربالک ایسڈ - فوراً انگلی سے یا ایومارفیا سے قے کرا کر سوڈا سلفاس یا میگنیشیا سلفاس پلائیں -

۲ - اگر ضعف زیادہ معلوم ہو تو تیز قہوہ یا چائے

پلائیں اور الکحل یا سپرٹ امونیا ایرومیٹک سنگھائیں -

۳ - گھی یا کیسٹر آئل یا روغن بادام زیادہ مقدار میں پلائیں ان سے کاربالک ایسڈ حل ہو کر براہ دست خارج ہو جاتا ہے اور سرایت نہیں کرتا ہے -

(۷۱) لوُن (گرم ہوا) جبتک غشی نہ ہو اور شدت سے کم ہو ہماری نظروں علاج پذیر ہے -

علاج ۱ - پیڑے کا شربت پلائیں -

۲ - کھیرے کو کھوکھلی میں دبائیں - جب نرم ہو جائے پانی نچوڑ کر شکر ملا کر پلائیں یا بجائے شکر کے نمک ملا کر پلائیں

۳ - عرق پیاز جسم پر ملیں حتیٰ کہ ہوش آ جائے

۴ - آم کا پنا بنا کر کھلائیں اور جسم پر ملیں -

۵ - لیموں - آلو بخارا - گلاب کیوڑہ صندل املی وغیرہ استعمال کرائیں -

۶ - املی کا افشردہ شیریں پلائیں -

۷ - ببول کی کونپل پیس کر پلائیں -

نوٹ - جہاں لو لگنے کا اندیشہ ہو وہاں لہسن یا پیاز یا کافور کا پاس رکھنا اس سے محفوظ رکھتا ہے -

(۷۲) آگ - ۱ - جس وقت جل جائے فوراً لعاب دہن دو ایک بار لگائیں یا آگ سے سینکیں اس وقت تسکین ہوگی اور آبلہ بھی نہ پڑے گا -

۲ - روغن السی و سفیدی تخم مرغ یا تیل سے مرہم بنا کر بار بار لیپ کریں - نہایت مفید ہے -

۳ - آدھا دیسی انڈا ایک [illegible] پانی [illegible]

سلہ دیکھو کتاب ہذا صفحہ ۱ فٹ نوٹ کالم ۲

تکمید (سینکنا) کرین اورکافور کا استعمال کرین کیونکہ بالخاصیت اسکا متضاد ہے - یا سلفیٹ آف زنک سے قے کراکر کاسٹرآئل یا افیون پلائین - کسی قسم کا روغن نہ دین - غذا دودھ - کھیر - فیرنی - آش جو وغیرہ پلائین

(۶۰) جند بید ستر (خایہ اود بلاؤ) یہ ایک دریائی جانور کے خصیے ہین - گرم و خشک بدرجہ سوم ہین - یونانی طبیب اسے بعض امراض کے لئے لبطور دوا استعمال کرتے ہین - اسکا کھانا بعض اوقات سرسام پیدا کردیتا ہے - یک لخت یا دو روز مین ہلاک کرڈالتا ہے -

علاج - چوکھیا رب ترنج کھلائین - شیر خرادہ پلائین - یہی اسکے ترباق ہین - شربت بنفشہ اسکا مصلح ہے -

(۶۱) تیزاب گندھک - گرم خشک

ضرر - حلق و معدہ مین سوزش - درد و جلن قہوہ کے رنگ کی قے خون آمیز

علاج - کھاری ادویہ مثل لائم (چونہ) یا میگنیشیا کھلائین اور لعابدار اشیا پلائین - ماء الکلس (آب چونہ) پلائین کیونکہ یہ شدید الحموضت چیزون کی حموضیت (ترشی) کو باطل کردیتا ہے - قے ہرگز نہ کرائین - چاک مٹی (صاف کھریا) پانی مین ملاکر دین یا دیوار سے سفیدی کھرچ کر پانی مین ملاکر دین -

(۶۲) تیزاب شورہ - گرم خشک و زرد یعنی سرخ خشک -

علاج - مثل تیزاب گندھک علاج کرین -

(۶۳) تیزاب سینائڈ آف پٹاس

لائکر امونیا (روح النوشادر) پانی مین ملاکر دین -

(۶۴) ایکزیٹک لیڈ - یہ ایپسم سالٹ (میگنیشیا سلفاس) کے دھوکے مین بعض اوقات کھا لیا جاتا ہے -

ضرر - گلے مین سخت سوزش - بے چینی - قے سیاہ مایل بہ سبزی -

علاج - گرم پانی بہت سا پلاتے رہین - کھریا مٹی کھلائین - دیوار کا چونہ کھرچ کر فوراً پانی مین ملاکر دین اور قے کرائین -

(۶۵) فاسفورس - گرم و خشک

ضرر - سخت پیاس - تیز درد - تنفس اور قے مین دھوان اور مشعل دلو -

علاج - قے کراکر میگنیشیا کھلائین - لعابدار چیزین دین - فوراً طوطیا سفید سے قے کراکر طوطیا سبز ڈیڑھ رتی پانچ پانچ منٹ بعد کھلائین - روغن تارپین بار بار پلائین اور کوئی روغن ہرگز نہ دین -

(۶۶) پوٹاس و سوڈا وغیرہ (قلویات یعنی کھاری چیزین)

علاج - اشربہ حامضہ (ترش چیزین) کھلائین پلائین - عرق لیمو اور روغن بادام پانی مین ملاکر پلائین -

(۶۷) ایتھر - اسکے زیادہ سنگھانے سے علامات زہر پیدا ہو جاتی ہین -

علاج - امونیا سنگھائین اور سر اور چہرہ پر سرد پانی لگائین اور کھلی ہوا دین -

گرم و خشک بدرجہ سوم

ضرر- سوزش- متلی- بیچینی- اسہال- قے- گھبری وغیرہ-

علاج- رفع درد و سوزش کے لئے افیون دین اور شکم پر پلٹس لگائین- آش جو- دودھ کھیر وغیرہ غذا بکثرت کھلائین- دھنیا اور مصری کا سفوف ہمراہ پانی کے ۳ یوم دین- سرکہ ہرگز ہرگز نہ کھلائین-

(۵۱) **کشتہ رانگ** (از زیر رصاص الابیض) سرد خشک بدرجہ سوم- کشتہ جیسے بنگ اور قلعی بھی کہتے ہین گرم خشک خفیف القوت-

ضرر- فساد خون- جریان- بدہضمی- کمزوری- جذام-

علاج- منڈھا سینگی اور مصری کوٹکر ۳ یوم تک کھلائین-

(۵۲) **کشتہ سیسہ** (سرب- رصاص الاسود) سرد خشک بدرجہ دوم

ضرر- متلی- سانس- تپ- پتھری- سول- بھگندر- [illegible]- جذام-

علاج- معدہ کو صاف کرنیکے بعد سوڈا یا میگنیشیا زیادہ مقدار مین پلائین- دودھ کھیر وغیرہ غذائین کھلائین- رفع درد کے لئے افیون دین اور شکم پر پلٹس لگائین- بعد رفع زہر پھٹکری کھلائین- چوکھ [illegible] و مصری باہم ملاکر ۳ یوم کھلائین-

(۵۳) **کشتہ جست** (رومی توتیا- شبہ) گرم و خشک بدرجہ دوم- کشتہ سرد خشک-

ضرر- جریان- کمزوری- بدہضمی- گھبری وغیرہ

علاج- معدہ کو فوراً قے سے صاف کرکے کاسٹرائل کا مسہل دین- سوڈا اور پوٹاس اسکا تریاق ہین- بحالت درد شکم و سوزش افیون کھلائین- چاء اور قہوہ بکثرت پلائین- شکم پر پلٹس باندھین- چھوٹی ہڑ اور مصری کوٹکر ۳ یوم کھلائین-

(۵۴) **کشتہ ابرک**- دیکھو صفحہ ۲۴ نمبر ۱۸

(۵۵) **کروسین آئل** (مٹی کا تیل) اسکی ضرر سے اگر قے خود شروع نہوئی ہو تو کراکر کاسٹرائل (روغن ارنڈی) کا مسہل دین-

(۵۶) **کوئلہ کا دھوان**- اس سے اگر کوئی قریب المرگ ہو تو اُسکے سر پر سرد پانی کا تریڑا دین اور فصد سے قدرے خون نکلوادین اور پاؤن کے تلوون پر رائی کا لیپ کرین-

(۵۷) **پھٹا دودھ**- اسکے پینے سے بدہضمی و پیچش ہوجاتی ہے-

علاج- فوراً قے کرائین- بعدہ پودینہ تازہ ۹ ماشہ یا خشک نصف مقدار مع شکر پلائین-

(۵۸) **شیر فاسد**- ۱- بعد قے کے جوارش مصطگی یا جوارش عود کھلائین-

۲- اگر دودھ معدہ مین جم گیا ہو اور اسکی علامات غشی- سرد پسینہ- اور لرزہ ہون تو پودینہ کھلائین

(۵۹) **تیلنی مکھی**- اگر کسی طرح سے یہہ کھا لیجاوے تو پیٹ اور اعضائے تناسل

علاج - کتیرا اور انیسون کھلائیں -

(۳۸) **موتی** (مروارید - لولو - درّ) سرد و خشک بدرجہ دوم

علاج - مثل مونگے کے علاج کریں -

(۳۹) **سہاگہ** (تنکار) گرم و خشک بدرجہ سوم

علاج - گوند کھلائیں - بیلاڈونا دیں -

(۴۰) **برادہ آہن** (لوہ چون - تفال آہن توبال الحدید) گرم و خشک بدرجہ سوم - درد شکم خشکی دہن اور سر درد پیدا کرتا ہے - گھی - مسکہ اور لعابات پلائیں - تازہ دودھ اسقدر پلائیں کہ دست جاری ہو جائیں - تازہ سنگ مقناطیس کھلا کر مسہل دیں - کئی دن تک روزانہ تین چار ماشہ مقناطیس دیں اور گلے کے گھی کا تر تر شوربا پلائیں کہ دست جاری ہو کر تمام برادہ خارج ہو جاوے - کالادانہ - جمالگوٹہ - نسوت اور نمک سیاہ کا جلاب دیں -

(۴۱) **خبث الحدید** (جرک آہن یعنی لوہے کا میل) مثل برادہ آہن علاج کریں -

(۴۲) **توبال مس** (تانبے کا میل دچورا) گرم و خشک بدرجہ سوم - مثل ہڑتال و برادہ آہن و زنگال کے علاج کریں

(۴۳) **رصاص الابیض** (ارزیز - رانگ) سرد و خشک بدرجہ سوم - مثل مردار سنگ کے علاج کریں -

(۴۴) **رصاص الاسود** (سرب سیسہ) سرد و خشک بدرجہ دوم - مثل رانگ کے علاج کریں

(۴۵) **آبار** (جلا ہوا سیاہ رانگ یا سیسہ) سرد و خشک بدرجہ دوم - گھی وغیرہ روغنی چیزوں سے قے کرائیں اور روغنی شوربے پلائیں -

(۴۶) **کشتہ پارہ** - دیکھو صفحہ ۲ نمبر -

(۴۷) **کشتہ سونا** (زر - طلا - ذہب) معتدل مایل بہ گرمی - کشتہ گرم و خشک -

ضرر - کمزوری - بے چینی - موت

علاج - ٹڑا اور مصری ملا کر ۳ یوم کھلائیں -

(۴۸) **کشتہ چاندی** (سیم - نقرہ - فضہ) سرد خشک - کشتہ گرم و خشک -

ضرر - خارش - قبض - نامردی - کمزوری - امراض دماغی -

علاج - نمک کے پانی سے قے کرا کر آش جو اور دودھ مصری ملا کر بکثرت دیں -

(۴۹) **کشتہ فولاد و لوہا** (آہن - حدید) سرد خشک بدرجہ دوم - کشتہ گرم خشک -

ضرر - نامردی - جذام - امراض سینہ و دل - پیٹ کے سُول - کوتاہی عمر - پتھری - موت -

علاج - معدہ و امعا کو قے و اسہال سے بخوبی صاف کر کے سوڈا مدت تک کھلائیں - اگست کے رس میں سفوف بلے برنگ ملا کر کھلائیں - بہت دنوں تک دھوپ میں بٹھلائیں اگر شکم میں کیڑے ہو گئے ہوں تو منفرات دیں کہ اسہال کی راہ سب نکل جاویں - بعدہ دودھ پلائیں - فوراً قے کرکر میگنیشیا زیادہ مقدار میں کھلائیں -

(۵۰) **کشتہ تانبا** (مس - نحاس)

(۲۳) دہنہ فرنگ (دہنج) گرم خشک بدرجہ چہارم
علاج - گھی پلائیں -
(۲۴) زجاج (آبگینہ - کانچ) گرم بدرجہ اول و خشک بدرجہ دوم
علاج - کتیرا - یا اُبالے ہوئے آلو - یا آرد روٹ کھلائیں - حلوا یا ملیدہ زیادہ مقدار میں کھلا کر قے کرائیں -
(۲۵) حجر ارمنی احمر (سنگ آرمینی سرخ از قسم لاجورد) سرد و خشک بدرجہ سوم
علاج - قے کرا کر فادزہر کھلائیں -
(۲۶) پاد - گرم و خشک بدرجہ سوم
علاج - قے کرا کر کہربا کھلائیں -
(۲۷) حجر النور (مرتشیشا - تارا کھی) گرم بدرجہ دوم و خشک بدرجہ سوم
علاج - قے کرا کر کتیرا کھلائیں -
(۲۸) خبث الفضہ (اقلیمیائے نقرہ - چرک نقرہ - روپا کھی) سرد و خشک بدرجہ دوم
علاج - روغن بادام پلائیں - مصری اور مینڈھا سینگی کا سفوف ۳ یوم کھلائیں -
(۲۹) خبث الذہب (اقلیمیا الذہب - چرک طلا - سونا کھی) گرم و خشک بدرجہ دوم
علاج - روغن بادام دیں - جوشاندہ عناب یا پوست انار پلائیں -
(۳۰) سلاجیت - گرم و خشک بدرجہ دوم (غیر مدبر کے استعمال سے اثر سوزش جیسی - گھبیری - فساد خون - و صفرا و بلغم ... از تعفن وغیرہ علامات ظاہر ہوتی ہیں)
علاج - مرچ سیاہ اور گھی سات یوم کھلائیں -
(۳۱) گندھک (گوگرد - کبریت سرخ و زرد دو قسم) گرم و خشک بدرجہ سوم و چہارم
علاج - دودھ میں گائے کا گھی ملا کر پلائیں - کتیرا کھلائیں - دودھ خالص پلائیں -
(۳۲) نوسادر (نوشادر - ملح النار - سلیانیوں معدنی و مصنوعی دو قسم) گرم و خشک بدرجہ سوم -
علاج - دودھ و گھی و روغن بادام وغیرہ پلائیں یا گائے کے دودھ و گھی سے قے کرائیں -
(۳۳) سجی (قلی - شب عصفر - اشخار) گرم و خشک بدرجہ چہارم -
علاج - قے کرا کر گھی کھلائیں - دودھ پلائیں
(۳۴) شورہ (البقر) گرم و خشک بدرجہ سوم
علاج - کتیرا کھلائیں -
(۳۵) سمندر جھاگ (زبد البحر - کف دریا) گرم و خشک بدرجہ سوم
علاج - لعاب اسبغول اور گوند کھلائیں -
(۳۶) صابون - گرم و خشک بدرجہ سوم
علاج - شوربے تر اور روغن بادام کھلائیں گرم پانی سے قے کرائیں - جلاب دیں - تخم خبازی - تر ... کا جوشاندہ پلائیں جانوروں کا پانی دیں - دودھ پلائیں -
(۳۷) سونگا (مرجان - مرگان) سرد و خشک ...

۲- طبیعت - سرد بدرجہ دوم وخشک بدرجہ
سوم و بقول شیخ الرئیس سرد بدرجہ اول وخشک
بدرجہ دوم و بقول بعضے سرد وخشک بدرجہ چہارم-
۳- علامات ضرر - آواز بیٹھ جاتا پھیپھڑے
اور سینہ مین خرابی -
۴- علاج (۱) شکر و گھی و کتیرا اسکے
مصلح ہین - قے کرا کر کھلائین -
(۲) نباتی قابضات مثلاً مازو - آل تینگ -
کمرکس وغیرہ اسکے فادزہر ہین - فوراً قے کرا کر
یہ چیزین کھلائین -
(۳) تریپھلا (ہڑ - بھیڑہ - آنولہ) پانی کے ساتھ
کھلائین

(۱۸) ابرک

۱- دیگر نام - ابرکھ - ابرق - ستارہ زمین -
طلق وغیرہ -
۲- طبیعت - سرد بدرجہ دوم وخشک بدرجہ
سوم -
۳- علامات ضرر - امراض گردہ و طحال وغیرہ
۴- علاج (۱) آنولہ پانی مین پیکر شل ٹھنڈائی
کے چھانکر تین چار یوم پلائین -
(۲) کتیرا اور روغن کھلائین پلائین -

(۱۹) کھیریا

۱- دیگر نام - سنگ بصری - توتیاے کرانی وغیرہ
(معدنی و مصنوعی)
۲- طبیعت معدنی سرد وخشک و غیر معدنی

گرم وخشک
۳- علامات ضرر - تورم تلون و غیرہ
امراض دماغی -
۴- علاج - قے کرا کر گوشت کھلائین یا
شربت عناب دین -

(۲۰) ہیرا

۱- دیگر نام - ماس - الماس -
۲- طبیعت - سرد وخشک بدرجہ چہارم
۳- علامات ضرر - امراض سینہ و دل و
جگر - چھپی - دمہ - جذام - اعضاے اندرونی کا
کٹ کٹ کر قے کی راہ نکلنا - کچھ دیر ہوجانے پر
لاعلاج -
۴- علاج (۱) فوراً تازہ دودھ و گھی سے
یہان تک قے کرائین کہ نکل جاے - پھر روغنی تر
چیزین کھلائین پلائین
(۲) کشتہ قلعی کھلائین -
(۳) کسوندی کے پتون کا پھاڑا ہوا عرق پلائین
(۴) گاے کا دودھ گھی و مصری ڈالکر سات
آٹھ یوم پلائین -

(۲۱) پنا - (زمرد) سرد بدرجہ دوم وخشک
بدرجہ سوم -
علاج - مشک خالص کھلائین -
(۲۲) چنبک پتھر - (سنگ آہن ربا
حجر المقناطیس) گرم وخشک بدرجہ سوم -
علاج - ریل سونا (؟) کھلائین -

۳- علامات ضرر۔ پشت سفید رنگ کی قے۔ دست خون آمیز و سفید رنگ۔ منہ کا چوس کرنا۔ اول اول حلق میں سوزش۔ درد شکم۔ بہت سانس۔ منہ آنا۔ تشنج و دیگر مثل سنگرف۔

۴- علاج (۱) اسٹمک پمپ (پچکاری زہر کش) سے فوراً معدہ صاف کریں یا قے کرائیں بعدہٗ مازو اور کتھہ کا جوشاندہ دیں۔

(۲) اراروٹ دودھ میں ملاکر پلائیں۔

(۳) عرق منڈی یا دہی کا عرق دودھ میں ملاکر پلائیں۔

(۴) مصری و دھنیا ملاکر پانی کے ساتھ کھلائیں

(۵) مثل سنگرف کے علاج کریں۔

(۱۳) دال چکنا یا دار چکنا

اسکی علامات و علاج وغیرہ سب مثل رسکپور کے ہیں۔

(۱۴) پھٹکری

۱- دیگر نام۔ شب یمانی۔ زاک سفید۔ زاج ابیض۔ قلقدیس۔ شوا غار (سفید و گلابی دو قسم)

۲- طبیعت۔ گرم بدرجہ دوم و خشک بدرجہ ۳

۳- علامات ضرر۔ خشکی۔ کھانسی۔ ابتدا حتیٰ کہ عارضہ سل کی نوبت پہونچ جاتی ہے۔

۴- علاج (۱) پوٹاس و سوڈا اسکے نافع ہیں۔

(۲) دودھ یا مسکہ قند ملاکر دیں۔

(۳) گھی و دودھ کھلائیں پلائیں۔

(۴) شربت بنفشہ۔ جو کے جوشاندے یا پانی روغن بادام۔ پالک۔ اسکے لیے مفید ہیں۔

(۱۵) کسیس و ہیراکسیس

۱- دیگر نام۔ زاک زرد و سبز۔ زاج اصفر و اخضر۔ قلقطار و قلقند یا قلقنت۔ (زرد کو کسیس اور سبز کو ہیراکسیس کہتے ہیں۔ اسی کی ایک قسم سرخ ہے جیسے زاج احمر اور دوسری سیاہ ہے جیسے زاج الاساکفہ یا زاج کفش گران کہتے ہیں)

۲- طبیعت۔ گرم و خشک بدرجہ سوم و چہارم

۳- علامات۔ مثل پھٹکری۔

۴- علاج۔ مثل پھٹکری کے علاج کریں۔

(۱۶) زنگال

۱- دیگر نام۔ زنگار۔ زنجار۔ زنگ مس۔ قیطوس (معدنی و مصنوعی دو قسم)

۲- طبیعت۔ گرم و خشک بدرجہ سوم۔

۳- علامات ضرر۔ تپ دق۔ حلق میں سوزش۔ معدہ میں زخم۔ قے۔

۴- علاج (۱) قے کراکر دودھ و گھی کھلائیں پلائیں۔ لعابدار چیزیں دیں۔

(۲) مثل ہرتال کے علاج کریں۔

(۳) مثل طوطیا کے علاج کریں۔

(۱۷) سرمہ

دیگر نام۔ انجن۔ اثمد۔ کحل وغیرہ (اسکا کالا سفید بنفشئی۔ سرخ)

۳- علامات ضرر- سفیدہ ویارہ مثل یا غیرہ برک کی طرح ضرر رساں ہے۔

۴- علاج (۱) ۲ یوم تک ادرک نمک کے ساتھ اور سونٹھ کے ساتھ کھلائیں اور سر دم منھ میں رکھیں۔

(۲) نمک و برگ شاب (تُلسی) ہر یک ڈیڑھ تولہ چاول ۳ تولہ۔ مغز اخروٹ ۵ تولہ سب کو ہمراہ انجیر زرد کوٹ کر کھلائیں۔

(۳) مرچ سیاہ گھی میں ملا کر ۲ یوم کھلائیں۔

(۴) مثل سفیدہ و پارہ علاج کریں۔

(۹) مُردار سنگ

۱- دیگر نام- مُردار سنج- مُردار سنگ (کئی قسم کا مصنوعی ہوتا ہے)

۲- طبیعت- گرم و خشک بدرجہ دوم و دوم نزد بعضے سرد خشک۔

۳- علامات ضرر- ورم جسم- کثرت اسہال درد شکم- قولنج- پیشاب بند یا بدقت اترنا- پیٹ پھولنا- پیٹ کی انتڑیوں رگوں میں مروڑ ضیق النفس خناق- تشنج زبان وغیرہ-

۴- علاج (۱) سویہ وانجیر کے جوشاندہ سے قے کرائیں- مرکی (بول) و ماشہ نیم گرم پانی میں پلائیں

(۲) دودھ میں پانی ملا کر بار بار پلائیں-

(۳) مسہل دیں- جوارش سفرجل (بہی) کھلائیں۔

(۴) پسینا لانے والی اور روغنی چیزیں جسم پر ملیں-

(۵) گھی و روغن بادام کھلائیں پلائیں-

(۶) مثل سفیدہ کے علاج کریں-

(۱۰) طوطیا

۱- دیگر نام- توتیا- دودیا خشقوس وغیرہ معدنی و مصنوعی دو قسم و نیز سفید و زرد و نیلگوں تین قسم)

۲- طبیعت- زنگاری گرم و خشک بدرجہ چہارم و سفید و زرد سرد بدرجہ اول و خشک بدرجہ دوم

۳- علامات ضرر- قے بشدت- متلی سینہ میں جلن- درد سر و شکم و امعا- دست- تشنج- خشکی زبان- سوزش بول و براز- وغیرہ

۴- علاج (۱) اگر قے نہ ہو تو گرم پانی سے کرائیں دودھ یا آٹا و پانی ملا کر پلائیں-

(۲) لعاب دار چیزیں- روغنی چیزیں- روغن بادام وغیرہ پلائیں-

(۱۱) نیلا تھوتھا

۱- دیگر نام- توتیائے سبز (معدنی و مصنوعی دو قسم)

۲- طبیعت- گرم و خشک بدرجہ سوم-

۳- علامات ضرر- مثل طوطیا-

۴- علاج (۱) مثل طوطیا کے علاج کریں-

(۲) جنبھیری کا رس یا دھان کی کھیل کا پانی ۳ یا ۴ یوم تک پلائیں-

(۱۲) رسکپور

۱- دیگر نام- شنجرف سفید-

۲- طبیعت- گرم و خشک بدرجہ سوم

۴- علاج (۱) گندھک آملہ سار کھلائیں۔
(۲) روغن بید انجیر (انڈی آئیل- کاسٹر آئیل)
پانچ ماشہ- شیرگاؤ دودھ تازہ میں ملا کے پلائیں۔
(۳) شاہترہ سبز گھوٹ کر پلائیں (تجربہ کیا گیا ہے
کہ اگر اول شاہترہ سبز کھائیں اور اس پر شنگرف
یکتولہ تک بھی کھائیں تو شنگرف کا ہرگز اثر نہیں ہوتا)
(۴) قدرے جو اسہ پانی میں پیس کر شیرہ نکال کر پلائیں
(۵) روغن گل شیرگاؤ میں ملا کر پلائیں- یا خالص
شیرگاؤ خوب پلائیں۔
(۶) قے کرائیں- مولی وسوئے کے جڑو پتے گھوٹ
چھان کر پلائیں- یا تخم السی و تخم خبازی جوشیدہ
پلا پلا کر قے کرائیں- بعدہٗ لعاب السی دودھ میں
ملا کر پلائیں- نہایت مفید ہے۔
(۷) کاسٹر آئل گلاب میں ملا کر پلائیں- اور بعد
تنقیہ شیرہ برگ لیموں کاغذی دیں۔
(۸) اگر قے خود شروع نہ ہوئی ہو تو فوراً قے کرائیں-
کھیر دودھ وحریرہ وغیرہ مرغن تر غذا کھلائیں۔
اگر علامات سوزش دور دلت رت ہوں تو قدرے
افیون بھی دیا سکتی ہے- اگر ورم لثہ (مسوڑھا)
وکثرت سیلان لعاب ہو تو پھٹکری کے غرغرے
کرائیں۔

(۷) پارہ

دیگر نام- سیماب- زیبق (یہ کانی و مصنوعی دو قسم)

ترکیب- ایک ہانڈی میں دودھ گردن سے نیچے تک بھر کر
اور منہ پر باریک کپڑا باندھ کر کناروں پر گندھا آٹا لگا دیں
اور اوس کپڑے پر گندھک کے ریزے رکھکر اوس پر ایک
کاتوا رکھیں اور اوس پر تیز آگ رکھکر دھو نکیں کہ گندھک
پگھل پگھل کر ہانڈی میں ٹپکتی جائے- یہ ٹپکی ہوئی مدبر گندھک

کا ہوتا ہے۔
۲- طبیعت- سرد بدرجہ دوم وتر بدرجہ سوم
وتر و بعضے گرم تر۔
۳- علامات ضرر- سخت درد شکم- سر درد- استسقا
دمعدہ بھاری- پیشاب بند- ورم جسم- اعضا کا ہچ
ہینا- کوڑھ۔
نوٹ- زندہ پارہ کھانا چنداں ضرر رساں نہیں
ہے وہ جسم میں قیام نہیں پکڑتا اکثر فوراً براہ دست
نکلجاتا ہے- مگر اوڑایا ہوا یا کشتہ کیا ہوا اگر
ذرا بھی خام رہگیا ہو یا مدبر کرنے وغیرہ کی ترکیب
میں ذرا بھی کمی یا بد احتیاطی ہوگئی ہو تو وہ
ضرر پہنچائے بغیر ہرگز نہیں رہتا۔
۴- علاج (۱) مثل شنگرف کے علاج کریں۔
(۲) گائے کا تازہ دودھ پلائیں- قے کرائیں -
روغنی تر چیزیں پلائیں -
(۳) انجیر- تخم کرفس- زوفا- افسنتین- ترنجبین
اور پودینہ کا جوشاندہ دیں۔
(۴) اگر پارہ کان کے اندر جا پڑا ہو (جس سے اختلال
بہ ہمہ- مرگی- سکتہ- بہرا پن ہو جاتا ہے) تو کان
کو نیچے کی طرف کرکے لیٹ جائیں- اور سونے یا پیتل
کی سلائی اوس کان کے اندر ڈالیں جس پر پارہ لپٹ کر
نکل آئیگا۔

(۸) سیندور

۱- دیگر نام- شنجرف- اسرنج۔
۲- طبیعت- سرد بدرجہ دوم وخشک بدرجہ سوم
نزد بعضے گرم خشک۔

۲- طبیعت - بعض درجہ کے تیسرے آخری گرم اور دوسرے درجہ کے تیسرے آخری میں خشک - نزد بعض گرم و خشک بدرجہ چہارم۔

۳- علامات ضرر - مثل ہڑتال کے ضرر پہنچاتا ہے۔

اسکا غبار حلق میں پہنچنا اُسکے کھانے کی برابر ہے۔ چونکہ اوس پانی میں جسکی تلچھٹ کئی بار نتھار کر نکال لیگئی ہو کوئی شے پکا کر کھلانا فوراً ہلاک کردیتا ہے۔

۴- علاج (۱) فوراً قے کرا کر میگنیشیا سلفاس پوری خوراک پلائیں اور پھر روغنی غذا مثل روغن بادام - روغن زرد - روغن سرسوں - دودھ کھیر ساگودانہ وغیرہ بکثرت دیں۔

(۲) لعاب اسپغول یا لعاب دارچینی سے خوب گھی کرائیں اور روغن بادام یا لونگ یا جوز بوا (جائفل) کھلائیں - یا خوب گھی پلائیں۔

(۳) عرق لیموں اور روغن بادام پانی میں ملا کر پلائیں

(۴) مثل ہڑتال کے علاج کریں۔

(۴) منسل

۱- دیگر نام زرنیخ احمر ... از قسم ہڑتال مرکب بہ گندھک۔

۲- طبیعت - گرم و خشک بدرجہ چہارم

۳- علامات ضرر - کمزوری - قبض - امراض بول پتھری وغیرہ مثل ہڑتال۔

۴- علاج (۱) گائے کے دودھ میں شربت خانہ ساز ملا کر تین چار یوم پلائیں۔

(۴) مثل ہڑتال کے علاج کریں۔

(۵) اسفیدہ رومی یا کاشغری

۱- دیگر نام - اسفیداج - اسفیداب - کرتان - بارعنسیون - سلیقون - زرقون - اقلیطیا وغیرہ۔

۲- طبیعت - سرد بدرجہ دوم و خشک بدرجہ سوم

۳- علامات ضرر - قولنج خناق - درد شکم ہچکی - تشنج حلق و زبان پر خشکی - درد معدہ زبان کی سفیدی - برہمی عقل غشی - آواز بیٹھ جانا تبدیل رنگ رخسار و جسم - اعضا اور ہونٹوں کا ڈھیلا ہونا - پہلوؤں کا سرد پڑ جانا وغیرہ۔

۴- علاج (۱) قے کرا کر دودھ - روغن بادام روغن کدو مصطگی ملا کر پلائیں۔

(۲) مصطگی - سونف - مغز بادام - مغز خیارین وغیرہ سدہ کھولنے والی دواؤں کا استعمال کرائیں - پیشاب لانیوالی دوائیں دیں - سونے نہ دیں - مسکہ پلائیں۔

(۶) شنگرف

۱- دیگر نام شنجرف - زنجفر - انگریزی ہنگل حجر الزئبق وغیرہ (یہ بھی کانی و مصنوعی دو قسم کا ہوتا ہے)

۲- طبیعت - گرم بدرجہ دوم و خشک بدرجہ سوم نزد بعض سرد و خشک بدرجہ دوم

۳- علامات ضرر - خونی دست - خناق بےچینی - خفقان - نامردی - تھرتھری وغیرہ و نیز مثل پارہ۔

پیاز سرد یا گرم پانی مین ملاکر پلائین۔ بعد ازان خوب تیز کافی دھوکا پلائین۔

(۱۳) بھنگ یعنی بھنڈن کھائے ہوئے سنکھیے کے پانی مین رگڑ کر پلائین۔

(۱۴) گولر کا دودھ یا تبی یا پوست پانی مین پیسکر پلائین۔

(۱۵) پانی سے کئی بار قے کرائین۔ اور دارچینی پانی مین پیسکر چھانکر پلائین۔ اگر علامات ضعف طاری ہون تو چہرہ پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے دین۔

(۱۶) گولر کی لکڑی کو مثل صندل کے پتھر پانی سے گھسکر رکھ لین پھر ایک چھٹانک پانی مین ۱ ماشہ گھسی ہوئی لکڑی ملا کر گھولکر پلائین۔ یہی عمل دن بھر مین تین چار بار کرین۔

(۱۷) ریٹھا[۱] کے چند دانے مرچ سیاہ کے ساتھ پیسکر پلائین۔

نوٹ۔ یہ خیال رہے کہ مسموم کو کوئی ترش چیز نہ کھلائین پلائین کیونکہ ترشی مین سنکھیا جلد حل ہو جاتا اور اسلئے فوراً جسم مین پھیلجاتا ہے۔

(۲) ہرتال

۱۔ **دیگر نام۔** زرنیخ۔ قرساطین۔ کبریت الاحمر۔ ہرتار۔ وغیرہ۔

نوٹ۔ اسکی پانچ اقسام ہین۔ زرد۔ سرخ۔ سبز۔ سیاہ اور سفید۔

۲۔ **طبیعت۔** گرم خشک بدرجہ سوم۔ مگر سرخ قسم بدرجہ چہارم۔ و نزد بعضے سیاہ درجہ چہارم تک زرد سرخ و سفید درجہ چہارم کو مرتبہ اول مین۔ سبز درجہ سوم کے دوسرے مرتبہ مین گرم خشک ہین۔

۳۔ **علامات ضرر۔** مثلاً آنتون مین زخم شدید درد شکم خشکی دہن۔ خونی دست۔ دورد خفقان غشی۔ بندش پیشاب۔ کھانسی۔ ہاتھ پانون اور پہلوون کا سرد ہو جانا۔ وغیرہ۔

۴۔ **علاج** (۱) روغن بادام مسکہ گائے کا گھی دین۔ بار بار گرم پانی پلائین۔ مسہل دین۔ بعد قے جو کا دلیا۔ گیہون کا دلیا۔ چاول کھلائین خبازی کا پانی پلانا بھی مفید ہے۔ تازہ دودھ۔ لعابدار چیزین۔ روغنی تر چیزین پلائین۔

(۲) زیرہ و مصری ۳ یا ۴ یوم کھلائین۔

(۳) برگ نیب گھوٹکر پلائین۔

(۴) سرپھوکہ کے پتے۔ جڑ۔ پھل۔ پھول سب رگڑ کر پلائین۔

(۵) مثل سنکھیا کے علاج کرین۔ اور کوئی ترشی نہ دین

(۳) چونہ

۱۔ **دیگر نام۔** آہک۔ نورہ۔ کلس۔ وغیرہ

---

[۱] یہ ایک قسم کی جڑ ہے مثل آلو کے مزہ اوسکا قدرے شیرین۔ اسکو ریٹکا بھی بولتے ہین۔ اسکا خاصہ ہے کہ اگر ہارسنگار کی جڑ کے ساتھ چینی یا پھول کے برتن مین رکھدین اور اوپر سے سنکھیا چھوڑین۔ سنکھیا فوراً اوچھلکر باہر نکلجائے۔ اسکو شدت پیاس مین چاٹنے سے تشنگی رفع ہوجاتی ہے۔

فادزہر حصہ سوم

معالجات سموم جمادی مین

(۱) سنکھیا

۱- دیگر نام - سم الفار - تراب الہالک - قرون السنبل[1] - مرگ موش وغیرہ -

نوٹ - یہہ کئی قسم کا ہوتا ہے - زرد - سفید - سرخ اور سیاہ -

۲- طبیعت - گرم و خشک بدرجہ چہارم -

۳- علامات - کھانے سے اکثر قریباً ایک گھنٹہ بعد متلی - سوزش - درد معدہ - سخت قے - خشکی بعض اوقات دست شروع ہو جاتے ہیں - نرم معدہ پر دبانے سے درد - ہچکی - پیشاب درد سے - گلا گھٹنا - آنکھین سرخ - زبان پر گرانی و اینٹھن - اعضا کی ٹھنڈک - بدن گرم - چہرہ برافروختہ - شدت پیاس - نبض تیز - دل پر دھڑکن - سانس کا جلد جلد رک کر آنا وغیرہ -

۴- علاج (۱) گھی اور گائے کے دودھ یا نمک کے گرم پانی سے قے کرائین یا آلہ امعا پمپ (پچکاری زہر کش) سے معدہ خالی کردین دہی تازہ پلائین کہ ترش نہو - بجائے پانی کے گلاب یا لعاب دار ادویہ کھلائین - گلے پر گھی ملائین - غذا دودھ گھی آش جو دین آب انڈہ ایک رچوڑ کا مقطر پانی پلائین -

(۲) گوار کی چھال کا سفوف کھلائین - کیلے کی جڑ کا عرق اور کا فور پلائین -

(۳) فوراً نیلا تھوتھے سے اول قے کرائین اور پھر گھی و دودھ ملا کر پلائین -

(۴) کتھا سفید - الائچی سفید - سیتل چینی ہر ایک آدھا تولہ لیکر اور ایک سیر پانی مین پیسکر چھانکر پلائین -

(۵) کتھا دو تین تولہ پانی مین گھولکر پلا دین -

(۶) بکری کا دودھ جوش دیکر روغن گاؤ داغ کرکے ملا کر پلائین -

(۷) کنول گٹہ کیا شہ توتیا دو رتی باہم پیسکر گرم پانی مین پلائین - زہر کو فوراً قے کی راہ نکالتا ہے -

(۸) کیا شہ کا فور دو تین چھٹانک گلاب مین حل کرکے پلائین - (اگر مقدار کھائے ہوئے سنکھیا کی معلوم ہو تو اسیقدر کافور پلائین)

(۹) بیخ اسگند کھلائین کہ اس سے زہر پھیلنے سے رک جاتا ہے -

(۱۰) جسقدر سنکھیا کھایا ہو اس سے دو چند پھٹکری کھلائین یا پانی مین گھولکر پلائین -

(۱۱) ارنڈ کے پتے پانی مین گھولکر پلائین -

(۱۲) ایک چمچہ نمک - اسیقدر پسی ہوئی رائی - ایک

[1] انگریزی کا چاء پینے کا چمچہ جس مین ساٹھ قطرے پانی آتا ہے

تازہ دودھ۔ گھی کھلائیں پلائیں۔ بحرش نقب دیں

۴۷ - کالی زیری (سورانج۔ کمون ردی)
گرم وخشک بدرجہ سوم۔ گردہ اور پھیپھڑے کو اور گرم مزاج والیکو ضرررسان ہے۔ پودینہ کوہی دیں۔

۴۸ - کونین تے کرا کر تیز مسہل دیں۔ بعدہٗ سریع الاثر محرکات مثلاً افیون و قہوہ وغیرہ دیں بعد رفع علامات زہر کچھ مدت تک مدرات و معرقات (پیشاب و پسینہ وغیرہ جاری کرنیوالی ادویات کنکول جوج تلی شورہ۔ تخم خیارین وغیرہ) دیں تاکہ جسم سے کونین کا اخراج بخوبی ہو جاوے۔

۴۹ - کونچ کی پھلی - اسکے جسم پر لگنے سے سخت خارش ہوتی ہے۔ پیلے کا گوبر یا گھی جسم پر ملیں۔

۵۰ - کانٹا (۱) اگر جسم میں کانٹا یا ہڈی وغیرہ چبھکر اندر ہو جاوے تو شیرمدار بھریں۔
(۲) سہاگہ خام و شہد ملا کر لگائیں۔
(۳) اجوائن دیسی پیسکر قند سیاہ ملا کر گاکر لگائیں اور آک کا یا اور کوئی پتا رکھکر باندھیں۔

اور گرم خشک بدرجہ چہارم ہے۔ روغن بادام لعاب دار اور سرد چیزین اور گھی کھلائین پلائین۔

۳۴- پیاز دشتی (کانڈہ۔ کاندا عنصل بصل) گرم وخشک بدرجہ ۲۔ کرب اور درد سر پیدا کرتی ہے۔ سیہ اکثر جانورون کے زہرون کی قاتل ہے۔ اسکے ضرر مین لوہے سے بجھا ہوا دودھ پلائین۔ عرق میوہ جات پلائین۔ قند کھلائین۔

۳۵- سپاری (فوفل۔ چھالیہ) سرد خشک بدرجہ دوم۔ سیہ کچی تر کھانیسے بعض اوقات دوران سر اور خفقان غشی لاحق کرتی ہے۔ سرد پانی پلائین۔ ناس سے چھینک لین۔ کان وناک مین منھہ سے ہوا بھرین۔ دونون ہاتھہ کی انگلیان سرد پانی سے دھوئین۔ اگر زیادہ کھانے سے غشی ہو تو کتیرا کھلائین۔

۳۶- رتچیو ٹکہ (بن یوٹکہ۔ کاکنج۔ کاکنہ) سرد خشک بدرجہ دوم۔ عقل کو ساقط کرتا اور دیوانہ بناتا ہے۔ گل سرخ اور گلقند اسکا مصلح ہین۔ بھلاوہ کا معالجہ کرین۔ گھی کھلائین۔

۳۷- اجواین (نانخواہ۔ کمون ملوکی) گرم وخشک بدرجہ سوم۔ گرم مزاج والونکو درد سر لاتی ہے۔ دودھ گھٹاتی ہے کشنیز۔ عناب۔ شکر کھلائین۔

۳۸- اجواین خراسانی (تخم بنگ۔ بنج) سفید سرد خشک بدرجہ دوم۔ سیاہ سرد خشک بدرجہ سوم۔ سفید خناق پیدا کرتی ہے اور سیاہ قاتل ہے۔ افیون و خشخاش کھلائین۔

۳۹- قہوہ (کافی) سرد خشک بدرجہ دوم۔ نزد بعضے گرم خشک۔ بعد قے کرا کے افیون کھلائین۔ زعفران۔ نارجیل۔ کتیرا بھی اسکے لئے مفید ہین۔

۴۰- کپور (کافور۔ کافور) سرد خشک بدرجہ ۳ گردہ و مثانہ و باہ کو ضرر رسان ہے۔ قے کرا کر محرقات مثل افیون وغیرہ کے دین۔ اطراف کو گرم رکھین۔ ایلوا و زعفران اسکے لئے مفید ہین۔

۴۱- جایپھل (جالیفل۔ جوز بوا۔ جوز الطیب) گرم بدرجہ دوم وخشک بدرجہ سوم۔ گرم مزاجون کو درد سر لاتا ہے۔ جگر و پھیپھڑے کو مضر ہے۔ رائی یا نمک کے پانی سے قے کرا کر کاسٹر ٹل نصف چھٹانک دودھ مین ملا کر پلائین۔ دھنیا و بنفشہ کھلائین۔

۴۲- کشنیز تر (ہرا دھنیا) سرد خشک بدرجہ ۲ دوران سر۔ سدد۔ نسیان۔ برہمی عقل۔ گرانی آواز گہری نیند۔ گرم پانی۔ نمک۔ روغن سوسن۔ روغن زیت۔ روغن سویہ۔ بورا سے قے کرائین۔ افسنتین دارچینی۔ ہینگ۔ تہہدانہ۔ فلفل اسکے مصلح ہین۔

۴۳- ہینگ (حلتیت۔ انگوزہ) گرم خشک بدرجہ سوم و چہارم۔ مضر دماغ اور گرم مزاج والون کو مضر جگر ہے۔ کتیرا۔ بنفشہ۔ اور انار شیرین و ترش اسکے مصلح ہین۔

۴۴- کدو تلخ (تونبی۔ تونبڑی) گرم خشک بدرجہ سوم۔ مضر معدہ ہے۔ قے کرا کر روغن پلائین۔

۴۵- چیتا (شیطرج ہندی) گرم وخشک بدرجہ سوم۔ پھیپھڑے اور جگر کو ضرر رسان ہے۔ گوند کیکر۔ مصطگی۔ تخم گل سرخ اسکا مصلح ہین۔

۴۶- گندم دیوانہ (شُنماشیلم) گرم وخشک بدرجہ دوم۔ گیہون کے کھیت مین اگتا ہے۔ آواز کو خراب اور اعصا کو سُن کرتا ہے۔ سدر پیدا کرتا ہے۔

افیون کھلائیں۔

۲۲ - عنب الثعلب (مکو - انگور روباہ - کاک ماچی) سرد و خشک بدرجہ دوم نزد بعضے گرم خشک - مثانہ کو مضر ہے - بعد قے کرانیکے دودھ پلائیں - مغز بادام تلخ کھلائیں - سیاہ مرچ کھلائیں چاء یا قہوہ پلائیں - سر اور چہرہ پر سرد پانی کے چھینٹے دیں - ادویات محرکات قلب و دماغ دیں - مثل افیون کے علاج کریں -

۲۳ - اسبغول (بزرقطونا) سرد تر بدرجہ ۲ - اگر اسکو پیسکر کھانا ضرر رسان ہے - اسکے ضرر سے بیچینی سانس کی تنگی ضیق النفس - اینٹھن - سکتہ - قوت و نبض کی کمزوری تشنج - غشی - ہچکی وغیرہ امراض لاحق ہوکر بدن سرد پڑجاتا ہے - سویا اور پودینے کے جوشاندہ سے قے کرائیں - ہینگ کھلائیں - نرسبی - خمیرہ خرفہ یا چار تخم بھی مفید ہیں -

۲۴ - شالی (دھان - چانول) اسکی بارک پسی ہوئی بھوسی زہریلی خاصیت رکھتی ہے - گرم خشک بدرجہ ۳ - اسکے ضرر سے زبان پر سوجن - حلق و معدہ و انتڑیوں میں درد ہوتا ہے - روغن کنجد و گرم پانی سے یا انجیر - سویا - پودینے کے جوشاندہ سے کئی بار قے کرائیں - تازہ دودھ - سرد لعاب - آب جو - روغن زرد - مسکہ - عرق برگ خرفہ تازہ وغیرہ کھلائیں پلائیں۔

۲۵ - سیاہ انجیر (انجیر آدم خوروہ سنگ) گرم و خشک بدرجہ دوم معدہ کو سست کرتا ہے اور کرب و متلی و قے لاتا ہے ریباس (درخت ریوند چینی) اور رب ریباس اسکا فاد زہر ہے اور کتیرا و مصطگی اسکا مصلح ہے -

۲۶ - انزروت (لائی - کنجدہ کحل فارسی) ایک خاردار درخت کا گوند ہے - گرم بدرجہ دوم و خشک بدرجہ اول - آنکھوں کو مضر ہے - روغن بادام و گوند کیکر اسکا مصلح ہیں -

۲۷ - اٹنگن (زیرانجرہ - تریلیس) گرم خشک بدرجہ دوم - گردہ و آنتوں کو مضر ہے - سرد دوائیں پلائیں - سرد میوہ جات کے عرق و سرد لعاب دیں - کتیرا اور گوند کیکر کھلائیں -

۲۸ - بکائن (آزاد درخت - بان - شجرۃ الحرۃ) گرم و خشک بدرجہ سوم - جگر و معدہ کو مضر ہے - سونف چبائیں - سونف کا عرق خالص پلائیں سیب و انار کھلائیں -

۲۹ - اندراین (حنظل - خربزہ تلخ - پھٹ خربزہ - العلقم) گرم و خشک بدرجہ سوم - کرب لاتا ہے کتیرا و گوند کیکر اور نشاستہ اسکا مصلح ہیں -

۳۰ - تل (کنجد - سمسم) اسکی کھل زہر قاتل ہے - گرم و خشک بدرجہ ۲ - قے کرائیں اور سرد میوہ جات کھلائیں -

۳۱ - سورنجان تلخ - گرم خشک بدرجہ دوم و سوم - گائے کے تازہ دودھ سے قے کرائیں نفاد زہر کھلائیں -

۳۲ - کلونجی (حب السودا - شونیز - سیاہ دانہ) گرم و خشک بدرجہ ۳ - خناق و دردسر پیدا کرتا ہے سیہ بہت سے سرد زہروں کا تریاق ہے اسکے ضرر میں قے کرا کر دودھ پلائیں -

۳۳ - جنگلی چنبیلی - گرم و خشک بدرجہ دوم اسکے پھول زیادہ سونگھنے سے بعض کو نکسیر جاری ہوجاتی ہے - گرم مزاجوں کو دردسر لاتے ہیں اور جڑ زہر قاتل

(۵) فوراً رائی سے قے کرائیں۔ یا نمک کے پانی سے قے کرائیں اور ترشی کھلائیں۔

(۶) سر پر سرد پانی ڈالیں۔ غوطہ لگائیں۔

(۷) ترش دہی۔ عرق میوہ جات ترش۔ لیموں وغیرہ کھلائیں پلائیں۔

(۸) روغن بیروزہ انگریزی پلائیں۔

(۹) دھمکانا۔ جھڑکنا اور مارنا بھی اسکے لئے مفید ہیں۔

(۱۰) معلی و پھٹکری پانی میں پیکر پلائیں نشہ کافور ہوجائیگا۔

۱۵۔ روغن بادام تلخ (یا بادام تلخ) گرم و خشک بدرجہ دوم۔ آنتوں کو ضرر رساں ہے فوراً نمک کے پانی یا رائی سے قے کرائیں۔ چہرہ و سر پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے دیں۔ امونیا[ف۵] سنگھائیں شکر و مصری و روغن بادام شیریں کھلائیں۔

۱۶۔ تربد (انسوت۔ ناک پتر۔ منوہری) گرم و خشک بدرجہ سوم۔ اسکے ضرر سے کثرت اسہال تشنج۔ خناق۔ خفقان۔ سوزش زبان وغیرہ علامات ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ آنتوں اور اعضا کو خشک کرتی ہے۔ روغن بادام یا پستہ کھلائیں۔ گائے کے گھی سے قے کرائیں۔ کتیرا وغیرہ سرد تر چیزیں کھلائیں۔ روغن کدو کھلائیں اور روغن گل معدہ پر ملیں۔

۱۷۔ غاریقون گرم بدرجہ اول و خشک بدرجہ دوم۔ کرب و خناق پیدا کرتا ہے مثل تربد کے علاج کریں۔

۱۸۔ خربق (کٹکی سفید و سیاہ) گرم و خشک بدرجہ ۳ گردہ کو مضر ہے اور خناق پیدا کرتا ہے۔ دودھ۔ مسکہ اور گھی کھلائیں۔ بکری کا دودھ اور شربت عناب ملا کر دیں۔ گرم پانی میں بٹھائیں۔ مسکہ بدن پر ملیں۔ خوشبو سنگھائیں اور قے کرائیں۔ کتیرا کھلائیں۔

۱۹۔ سداب (تتلی۔ سانول۔ ساوتری) گرم و خشک بدرجہ دوم و سوم سوزش و تپ دق لاتا ہے۔ باہ اور بینائی کو مضر ہے فادزہر زہر مہرہ پانی میں گھس کر دیں۔ طباشیر (بنسلوچن) بھی اسکے لئے مفید ہے۔ قے کرا کر تریاق کھلائیں۔ کتیرا دیں۔

۲۰۔ سقمونیا (محمودہ) گرم و خشک بدرجہ ۳ غشی لاتا ہے دل و معدہ و جگر کو ضرر رساں ہے، دہی۔ ریباس۔ میوہ جات کا شربت۔ بہی کا رب فادزہر دیں۔ سرد پانی بدن پر ڈالیں اور سرد پانی میں بٹھائیں۔ رب انار شیریں و ترش کھلائیں کتیرا روغن بادام شیریں دیں۔

۲۱۔ عصارہ ریوند (عصارہ بیخ جگر۔ ست ریباس) گرم خشک بدرجہ دوم۔ آنتوں و مقعد کو مضر ہے قے کرائیں۔ تازہ دودھ۔ مسکہ۔ روغن بادام۔ روغن گل سیب اور بہی کا عرق اور رب دیں۔ سرد پانی سے نہلائیں اور دھاریں۔ گھی و مغزیات کھلائیں۔ اسبغول۔ تخم ریحان اور لعاب ریشہ خطمی بہت مفید ہیں۔ دودھ میں سوڈا یا میگنیشیا ملا کر پلائیں۔ آب خطمی و بہدانہ آش جو وغیرہ بکثرت پلائیں اگر درد و سوزش زیادہ ہو

[ف۵] دیکھو فٹ نوٹ صفحہ، کالم ۲

۲ - طبیعت - سرد بدرجہ چہارم و خشک بدرجہ سوم

۳ - علامات ضرر - غش - کم - بدحواسی - پتلی کا پھیلنا - تاریکی نظر - ہچکی - نبض کی کمزوری - چہرہ متشنج - اندر کی طرف اور پہلوؤں میں سردی - سر چکرانا - بہکی بہکی باتیں کرنا - بالآخر اینٹھنیاں - خناق - پھیپھڑے کی تنگی اور گلے کی رکاوٹ وغیرہ

۴ - علاج (۱) فوراً قے و دست کرائیں یا کوئی تریاق کھلائیں -

(۲) گدھی کا دودھ پلائیں نہایت مفید ہے -

(۳) گرم روغنوں کا استعمال کرائیں اور ہینگ کھلائیں -

(۴) مثل افیون کے علاج کریں -

(۱۱) گانجہ

۱ - دیگر نام - بنگ دشتی - قنب تری

۲ - طبیعت گرم و خشک بدرجہ ۳ -

۳ - علامات ضرر - نشہ خشکی دماغ بیچینی غشی - بدحواسی وغیرہ -

۴ - علاج (۱) گائے کا دودھ پلائیں -

(۲) ترشی کھلائیں -

(۳) مثل بھنگ کے علاج کریں -

(۱۲) چرس

۱ - دیگر نام - شبنم بنگ - روح البنج - غبار بھنگ

۲ - طبیعت - گرم و خشک بدرجہ ۳

۳ - علامات ضرر - نشہ خشکی دماغ - تاریکی چشم حواس گم کرنا -

۴ - علاج (۱) ترشی پلائیں نہایت مفید ہے -

(۲) گائے کا دودھ پلائیں -

(۱۳) تمباکو

۱ - دیگر نام - تماکو - تنباک - نیرہ بھک تتن - بجر ابھنگ وغیرہ -

۲ - طبیعت - گرم و خشک بدرجہ ۳ -

۳ - علامات ضرر - بدحواسی - گھبراہٹ - دوران سر کی گرانی - ابکائی وغیرہ -

۴ - علاج (۱) فوراً قے کرائیں -

(۲) تازہ دودھ پلائیں -

(۱۴) شراب

۱ - دیگر نام - مے - خمر - بادہ - صہبا -

۲ - طبیعت - گرم و خشک بدرجہ دوم سوم

۳ - علامات ضرر - نشہ - بیہوشی - خمار - چشم نبض و سانس کی تیزی - پٹھوں کا پھڑکنا - منھ سے کف نکلنا - بکنا - ہنسنا - تتلانا - پسینا - متلی - ابکائی - بے ارادہ پیشاب یا پاخانہ نکل جانا وغیرہ

۴ - علاج (۱) پھٹکری یکتولہ یا کم و بیش پیسکر دودھ میں گھولکر پلائیں -

(۲) پیڑے پاؤ سیر آدھ سیر پانی میں گھولکر کئی بار دیں -

(۳) کان میں کڑوا تیل ڈالیں -

(۴) لیمونیڈ واٹر کی بوتل پلائیں -

ور روغنیات کھلائیں۔

(۲) ہلدی دودھ میں باریک پیسکر اور مصری ڈالکر پلائیں۔

(۳) بہدانہ و اسپغول کا لعاب۔ زرشک۔ طباشیر۔ زہر مہرہ خطائی۔ روغن بادام شیرین کتیرا۔ انجیر۔ رُب عناب یہ سب چیزیں مفید ہیں

(۸) آک[1]

۱۔ دیگر مشہور نام۔ آکھ۔ مدار۔ خرک عُشر وغیرہ۔

۲۔ **طبیعت**۔ گرم و خشک بدرجہ ۳ و ۴

۳۔ **علامات ضرر**۔ کثرت اسہال پیچش مروڑ۔ متلی غشی۔ معدہ کا اُلٹ پلٹ ہونا وغیرہ

۴۔ **علاج** (۱) تازہ دودھ۔ گائے کا گھی۔ مسکہ۔ دہی۔ لعاب بہدانہ سیب۔ زرشک طباشیر عرق سیب۔ لعاب اسپغول وغیرہ کھلائیں شیرین پانی سے غسل کرائیں۔ بعدہٗ قرص طباشیر و قرص کہربا پلائیں۔

(۲) روغن بادام در روغن گاؤ و شیر گاؤ کھلائیں پلائیں کہ یہی اسکا فاد زہر ہیں۔

(۳) اگر دودھ آنکھ میں لگ گیا ہو تو بکری کے دودھ میں کپڑا ترکرکے آنکھ پر رکھیں یا خشکر میں

روغن گاؤ یا روغن بادام ملاکر باندھیں

(۴) ہلدی۔ تل یا ورد و ببول کو بکری کے دودھ میں باریک پیسکر لیپ کریں۔

(۹) بھنگ

۱۔ دیگر مشہور نام۔ بنگ۔ کنب۔ قنب۔ ورق الخیال۔ عرش نما۔ نشاط افزا۔ چتر اخضر زمرد رنگ۔ حشیشۃ الفقرا وغیرہ۔

۲۔ **طبیعت**۔ گرم و خشک بدرجہ سوم و نزد بعضے سرد خشک۔

۳۔ **علامات ضرر**۔ نشہ۔ بدحواسی سُرخی چشم۔ دردسر۔ تکدر ارواح دماغی۔ اعضا میں گھمیر۔ پسینا وغیرہ۔

۴۔ **علاج** (۱) قے کرائیں۔ اور شربت حماض (چوکا) پلائیں۔ غسل کرائیں۔

(۲) ادرک کا رس پلائیں۔

(۳) برگ ناریں سبز خواہ خشک گھوٹکر پلائیں

(۴) عرق لیموں پلائیں۔

(۵) آم کی کھٹائی تم کھلائیں۔ یا کچے ترش آم کھلائیں۔

(۶) دودھ پلائیں مفید ہے۔

(۷) عرق ادرک و عرق لیموں نمک سنگ ڈالکر پلائیں۔

(۸) مثل افیون کے علاج کریں۔

(۱۰) پہاڑی بھنگ

۱۔ دیگر نام۔ شوکران۔ بیخ لفت۔

---

[1] یہ جڑ نوع (شیر دار پودے جنکا دودھ گرم۔ تیز جلانیوالا اور دست آور ہوتا ہے) مثلاً لاعیہ۔ شبرم۔ زقوم۔ سینڈ۔ تھوہر۔ ماہوراز۔ ماذریون (ہفت برگ) وغیرہ کا معالجہ مثل آک کے کیا جاتا ہے۔

اور غش ہذیان وغیرہ کسی شے کے پکڑنے کے لئے خوب ہاتھ چلانا۔ کبھی کبھی آنکھوں کی ٹکٹکی بندھ جانا۔ پتلیاں پھیلنا۔ ٹیڑھا چلنا اور بڑبڑانا وغیرہ۔

۴۔ **علاج** (۱) ابتدا میں اسٹمک پمپ یا قے سے معدہ صاف کریں۔ مفرح اغذیہ کھلائیں۔ سرد پانی کا تریڑا سر پر دلائیں۔ بدن کو روغنوں کی مالش سے گرم کریں۔ روغن گاؤ پلائیں۔ یا عرق آملہ خربوزہ کو دودھ میں ملا کر پلائیں۔

(۲) خوب سرد پانی سے نہلائیں اور مغز بنولہ پانی میں پیس کر پلائیں۔ اور روغن گاؤ کھلائیں۔

(۳) کپاس کا پنچانگ یعنی پھل پھول۔ تخم پتا وجڑ سب کو پانی میں پیس کر پلائیں۔

(۴) کپاس کا پودھا دھتورے کے پودھے کا خاص فادزہر ہے۔ مقابل تخم کے تخم۔ برگ کے برگ۔ اور چوب کے چوب۔

(۵) بینگن ٹکڑے ٹکڑے کرکے پانی میں خوب ملکر پلائیں۔ اگر بینگن نہ ملیں تو اوسکے پتے یا جڑ پانی میں پیس کر پلائیں۔

(۶) نمک پانی میں حل کرکے یا ارنڈ کے پھول چار پانچ ماشہ اور مرچ سیاہ یکماشہ پیس کر یا ارنڈ کا تازہ برگ پیسکر اور عرق نچوڑ کر یا نبولی پانی میں گھوٹ کر یا پانچ چولائی پانی میں گھوٹ کر۔ یا گلوے پانی میں پیسکر یا منیٹھ کو جوش دیکر پلانا مفید ہے۔

(۷) نوراً خبر ہو جائے تو روغن کنجد آب گرم میں پلا کر قے کرائیں اور پھر کاسٹر آئل کا جلاب دیں۔

(۸) مثل افیون کے علاج کریں۔

(۶) جمالگوٹہ

۱۔ **دیگر مشہور نام**۔ جیپال گوٹہ۔ تخم بید انجیر خطائی حب السلاطین۔ دند۔ حب خطا۔ دند وغیرہ۔

۲۔ **طبیعت**۔ گرم وخشک بدرجہ سوم

۳۔ **علامات ضرر**۔ قوی دست وگرم مزاج والوں کو قے بھی۔ زیادہ کھانے سے گرمی وکھجلی بھی۔

۴۔ **علاج** (۱) چھاچھ یا دہی پلائیں۔

(۲) دہی میں بتاشے ملا کر کھلائیں۔

(۳) دھنیاں ومصری دہی میں ملا کر دیں۔

(۴) اگر گری کے بیچ میں نکلنے والا سبز پات کہ وہ جو سخت زہریلا ہوتا ہے کھا لیا گیا ہو تو اول تازہ دودھ میں گھی دیکر قے کرائیں۔ بعدہٗ دست روکنے والی لیسدار چیپی دوائیں مثل شیرہ تخم خرفہ۔ لعاب اسپغول۔ گوند کیکر۔ کتیرا۔ نشاستہ۔ چانول کا فالودہ۔ جو مقشر ہمراہ روغن گل کھلائیں۔

(۵) فوراً قے کرا کر دودھ۔ حریرہ۔ گھی وغیرہ خوب کھلائیں۔ سیب کا پانی یا شربت انار دیں۔ نارنگی۔ عرق لیموں۔ ترش انار وغیرہ بھی فائدہ مند ہیں۔

(۷) کنیر

۱۔ **دیگر مشہور نام**۔ خرزہرہ۔ سم الحمار۔ دفلی۔ شیریوں وغیرہ۔

۲۔ **طبیعت**۔ گرم وخشک بدرجہ سوم۔

۳۔ **علامات ضرر**۔ جلن۔ بےچینی۔ گرمی۔ اپھارا۔ خناق۔ آنکھوں میں سرخی۔

۴۔ **علاج** (۱) قے کرا کر سرد لعاب اور شیرے

(۴) بچھناگ

۱- دیگر نام - بش - سینگیا - میٹھا تیلیا - کال کوٹ - ہلدیہ - ستوا - چنڈال - مہورہ - ناہر بریہی - صنوبری - نمبرک - ترون - استبل - سبز ابر - بہراہ - صوراہ وغیرہ -

نوٹ - اسکی اٹھارہ اقسام ہین جنکے نام باعتبار رنگ وخواص وغیرہ الگ الگ ہین - اسکی بعض اقسام (سینگیا وکال کوٹ وغیرہ) چونکہ سخت مہلک ہین اسلئے اٹھارہ مین سے صرف آٹھ بعد تدبیر کرنیکے قابل استعمال ہین - جنمین سے میٹھا تیلیا کثیر ہونیکی وجہ سے عام استعمال ہی ہے

۲- طبیعت - گرم وخشک بدرجہ چہارم وبعض اطبا رہنا سرد وخشک -

۳- علامات ضرر - گلے وزبان وبازؤن مین سنسناہٹ - ٹھٹھرانا - منہ سے کف جاری ہونا - درد شکم - دست - تاریکی نظر - پتلیون کا پھیلنا - چہرہ نیلگون - سینہ مین جلن - درد معدہ - ابکائی - قے - سر گھومنا - گلا گھٹنا - کانون سے سنائی نہ دینا - نیند نہ آنا - بدن سرد -

نوٹ - سخت مہلک قسم مثل سینگیا وغیرہ کے کھا لینے سے مہلک علامات ظہور پذیر ہوتی ہین اسکا مریض اگر کامل علاج سے جانبر بھی ہو گیا تو اکثر سل یا دق کا شکار بنجاتا ہے -

۴- علاج (۱) تخم شلغم سے بار بار قے کرائین (یعنی تخم شلغم کو جوش دیکر گھی ملا کر پلائین) اور منقوف کو پانی مین ملا کر دین -

(۲) قے کرا کر پوست بیخ کبر پانی مین رگڑ کر بدفعات پلائین -

(۳) خوب قے کرانیکے بعد کسٹرائل دو چار پلائین - کافور سنگھائین -

(۴) سونٹھ نہایت مفید ہے جسطرح چاہین کھلائین کیونکہ اسکا فادزہر ہے -

(۵) ارنڈ کے تازہ پتون کا عرق پلائین مفید ہے -

(۶) بیج گل عباسی کا عرق - شیر گاو - شاہ بلوط کا جوشاندہ جسمین دوا المسک حل کیا ہو - روغن دینار - نربسی - زہر مہرہ - تخم ترنج - تخم سرو ہینگ - زرناوند - تریاق اربعہ[له] - تریاق الطین[له] گل مختوم (ایک قسم کی سرخ مٹی جسکی ٹکیا بنی ہوئی آتی ہین) یہ سب چیزین اس زہر کے لیے مفید ہین -

(۷) کچلہ کی طرح علاج کرین -

(۵) دھتورہ

۱- دیگر مشہور نام - تاتولہ - تاتورہ - جوز ماثل جوزماثا وغیرہ -

۲- طبیعت - سرد وخشک بدرجہ ۴ -

۳- علامات ضرر - آنکھین سرخ - سخت نشہ - سر چکرانا - تاریکی نظر - عقل برہم - بہکی بہکی باتین - تشنگی - بیہوشی - عجیب شکلین نظر آنا - تمام چیزین نیلی یا زرد نظر آنا - چیونٹے چیونٹیان نظر آنا اور انکو پکڑنے کے ارادہ سے خوب قہقہے لگانا

له دیکھو کتاب ہذا کا حصہ اول صفحہ ۳۶

له دیکھو ضمیمہ کتاب ہذا

(۳) نرسی یا فاذ زہر صدفی پانی میں گھسکر بار بار پلائیں اور بعدہٗ گھی دیسی کھلائیں -
(۴) تدابیر کلی میں سے کوئی تدبیر عمل میں لائیں -

(۳) بھلانوان

۱- **دیگر نام** - بلادر - حب الفہم - حب القلب حب التفہم وغیرہ -
۲- **طبیعت** - گرم و خشک بدرجہ سوم
۳- **علامات** - گرمی - ورم جسم و فم معدہ و امعا اندرونی سوزش - جلد میں زخم - چھالے کچھے کا آنا - سوزش و ورم حلق - وسواس - فساد اعضا - آبلے پڑجانا - اور باستعمال تواتر جنون و سرسام -
۴- **علاج** (۱) روغن کنجد آب گرم میں ملاکر قے کرائیں - بعدہٗ سرد و تر چیزیں دودھ - دہی - آش جو وغیرہ کھلائیں اور سرد پانی سے نہلائیں -
(۲) اگر کھانے سے بدن میں کھجلی اور ورم پیدا ہو تو املی کے پتوں کا شیرہ نکالکر پلائیں - یا تخم املی پیسکر کھلائیں یا چرونجی و تل بھینس کے دودھ میں پیسکر پلائیں ناریل تازہ اگر ملے تو کھلائیں -
(۳) سر پر عورت کا دودھ ملیں - اور لعاب اسپغول و بہدانہ مصری ملاکر پلائیں -
(۴) مغز اخروٹ کھلائیں کہ اسکا خاص فاذ زہر ہے -
(۵) بھلانوے کے دھوئیں سے اگر عضو پر ورم ہو تو انبہ ہلدی - ساٹھی چانول مکعب باسی پانی میں پیسکر عضو متورم پر زور سے ملیں - یا سیاہ تل سرکہ و مسکہ ملاکر لگائیں -
(۶) گائے یا بکری کا تازہ مسکہ اور گھی روغن کنجد کے ساتھ کھلائیں اور جسم پر بھی بار بار ملیں -
(۷) فاذ زہر نرسی گائے کی تازہ چھاچھ میں پیسکر پلائیں جبتک کہ گرمی و سوزش رفع نہو - بعدہٗ آش جو - گائے کی ترش چھاچھ - یا روغن دار چانول خاصکر روغن کنجد سے تر بتر کھلائیں -
(۸) روغن بنفشہ و بادام ناک میں ٹپکائیں - روغن گل وغیرہ ٹھنڈی چیزیں سر پر ملیں -
(۹) بنفشہ - پوست خشخاش - جو مقشر تخم کاہو پانی میں جوش دیکر ناک میں ٹپکائیں -
(۱۰) اگر اسکی دھونی سے جسم پر بڑی بڑی پھنسیاں ہو جائیں اور سوجکر کھجلی ہونے لگے یا بدن کی کھال پھٹ جائے تو اُس مقام کو ترش چھاچھ سے دھوئیں اور کنجد سیاہ - ناریل چہار مغز چرونجی شکوب کرکے لیپ کریں اور بعد چند گھنٹے کے لیپ اتارکر پھر چھاچھ سے دھوئیں اسیطرح بار بار تازہ لیپ کرتے اور دھوتے رہیں -
یا املی کو پانی میں تر کرکے چھانکر اُسمیں مغز ناریل جو - صندل سرخ یا سفید پیسکر طلا کریں - فوراً گرمی و سوزش رفع ہو جائیگی -
اگر بدن مواد سے پُر ہو اور عفونت پر مستعد اور سوجن بہت ہو اور تدابیر مذکورہ بالا غیر مفید ثابت ہوں تو فصد کرائیں اور مسہل دیں -
(۱۱) اگر زخم ہو گئے ہوں تو موم سفید روغن گل میں ملاکر ملنا سودمند ہے یا اس مقام کو دہی ترش سے دھوکر ناریل کا تیل ملیں -
(۱۲) سو بار دُھلے ہوئے گھی کی مالش کرائیں

(۸) گیندہ کے پھول کی پتی خشک کرکے اور ہموزن شکر سفید ملاکر ۹ ماشہ سے دو تولہ تک کھلائیں۔

(۹) ارہر کی پتی پانی مین پیسکر پلائیں۔

(۱۰) مغز اخروٹ کھلائیں یہہ افیون کا تریاق ہے۔

(۱۱) ناری کا ساگ پکاکر کھلائیں۔ یا عرق نچوڑکر پلائیں (اہل تجربہ کا قول ہے کہ اگر اس ساگ کا عرق ڈیبہ بھر افیون مین چھوڑدین تو ۳ یوم مین وہ بالکل بے نشہ ہوجائیگی)۔

(۱۲) ریٹھا پانی مین گھسکر پلائیں اور ناک و کان مین ٹپکائیں۔

(۱۳) کتھا گھولکر پلائیں۔

(۱۴) تازہ گاے کا گھی و دودھ افیون کی مضرت کا مصلح ہے۔

(۱۵) سہاگہ یکماشہ۔ بیخ چولائی یکماشہ کو ساٹھی کے چاولون کے پانی مین گھوٹ چھانکر پلائیں۔

(۱۶) کوکر بھنگرہ (ککروندہ) کا رس پلائیں۔

(۱۷) چولائی کے پتون کا رس پلائیں۔

(۱۸) بانس کا سادہ سفید کاغذ پانی مین گھولکر پلائیں۔

(۱۹) نوسادر معدنی ۴ ماشہ کو پانی مین گھولکر پلائیں۔

(۲۰) پھٹکری یکتولہ دودھ یا پانی مین گھولکر پلائیں۔

(۲۱) کیتلی کی راکھ دو تولہ۔ نیلا تھوتھا ۳ ماشہ پانی مین گھولکر پلائیں۔ اس سے قے ہوگی۔ پھر تھوڑا تھوڑا کئی بار دودھ پلائیں۔

(۲۲) سونٹھ گھوٹکر پلائیں۔ گھنٹہ گھنٹہ بھر کے وقفہ سے کئی بار دیکر قے کرائیں سا جسم پر سرد پانی دینا۔

(۲۳) تخم مولی دو تولہ پانی مین پیسکر پلائیں فوراً قے ہوگی۔

(۲۴) ہلدی یکتولہ پانی آدھ پاؤ تین چھٹانک مین ملاکر یا جوشدیکر پلائیں۔

(۲۵) چھہ سات برگ شریفہ دھوکر اور پانی مین گھوٹ چھانکر پلائین نہایت پُر اثر ہے۔

(۲۶) سب ناخونون پر نمک لگائین اور تل کا تیل دونون کانون مین ٹپکائین۔

(۲۷) بیلا ڈونا اسکا فادزہر ہے۔

(۲۸) نکچھکنی یکتولہ پانی مین حل کرکے پلائین۔

(۲۹) کرنیوا کا ساگ پیسکر پلائین۔

(۳۰) دو تین ماشہ نرلسی کھلائین۔

نوٹ۔ افیون پر تیل پینا سخت مہلک ہے۔

(۲) کچلہ

۱- **دیگر نام**۔ اذراقی۔ قاتل الکلب۔ خانق الکلب۔ سب الغراب وغیرہ۔

۲- **طبیعت**۔ گرم وخشک بدرجہ سوم

۳- **علامات**۔ نشہ۔ سر اور بازو کے عضلات کا پہلے تڑپنا۔ سخت تشنج۔ سخت بیچینی۔ ذہن پریشان ہوش وحواس درست۔ غلبہ کے وقت عقل برہم چہرہ نیلا۔ سانس کی رکاوٹ۔ آنکھین نکلنا تشنگی وپسینہ وضعف کی زیادتی۔

۴- **علاج** (۱) اسٹمک پمپ (آلۂ زہر کش) سے زہر نکالین یا خوب قے کرائین۔ کلوروفارم سنگھائین اور نیند لائین۔

(۲) کوئلہ کا سفوف بہت سا پانی مین ڈالکر پلائین

نوٹ - مقدار خوراک عاقل و تجربہ کار معالج بلحاظ عمر و طبیعت مریض و مقدار زہر و موسم وغیرہ اپنی رائے سے کم و بیش حسب مناسب تجویز کرے -

نوٹ - بارہ سال سے کم عمر کے بچون کو دوا دینے کا ڈاکٹر ینگ صاحب نے ایک نہایت عمدہ اور آسان طریقہ بتایا ہے - وہ یہہ ہی کہ بچہ کی عمر میں ۱۲ جوڑ کر مجموعہ سے بچہ کی عمر کو تقسیم کرو - خارج قسمت کو جوان آدمی کی خوراک سے ضرب دو - جو حاصل ہو وہی مقدار اُس بچہ کو دینی چاہئے - مثلاً جو دوا جوان آدمی کو چھ ماشہ دیجاتی ہی وہ چار سال کے بچہ کو ۴ ÷ (۴ + ۱۲) × ۶ ماشہ = $\frac{۲۴}{۱۶}$ ماشہ = ۱½ ماشہ یعنی ڈیڑھ ماشہ دینی چاہئے

باب دوم

معالجات سموم نباتی مین

(۱) افیون[۱]

۱ - **دیگر نام** - اپیون - ابیون - لبن الخشخاش - مُرقد - تریاک - دعیاسیون - اسقیقل شقیقل و غیرہ

۲ - **طبیعت** - نزد اطبا یونان سرد و خشک بدرجہ چہارم و نزد اطبا ہند گرم و خشک -

۳ - **علامات** - بیہوشی - تشنج - درد سر - سرد پسینہ - سرد سانس - تیرگی نظر - بدن سے افیون کی سی بو آنا - اول غنودگی سے بیہوشی - پھر بدن گرم - آنکھین بند - چہرہ نیلا - نبض سست - پسینہ زیادہ - سانس خراٹے سے - گہری نیند - پراگندگی حواس - پُتلی کا سُکڑ جانا -

۴ - **علاج** (۱) بجلی سینہ پر لگائین - معدہ کو اسٹمک پمپ (آلہ معدہ کش) سے خالی کرین یا قے کرائین - سونے نہ دین - سر اور چہرہ پر سرد پانی کے چھینٹے دین - حلق کو پر سے کھجلائین اور بال نوچین - اموینیا[۱] سنگھائین - تولیا پانی مین بھگو کر بالائی حصہ جسم پر مارتے رہین - مریض کو پکڑ کر برابر پھراتے رہین -

(۲) اول گھی و دودھ پلا کر قے کرائین - پھر تلسی کے پتون کے جوشاندہ اور برگ ارہر سے قے کرائین اور برگ ارہر یا برگ گوما (ایک ہندی بوٹی جو اکثر گیہون کے درخت کے پاس اُگتی ہے) پلائین -

(۳) نربسی - تپتیا - دریائی ناریل - زہر مہرہ خطائی مرچ سیاہ گلاب مین پیسکر اور مصری ملا کر پلائین - اکثر زہرون کو مفید ہے -

(۴) سرپھوکا اور کسوندی کا خیساندہ پلائین - اکثر زہرون کو مفید ہے -

(۵) ہینگ دو تین ماشہ پانی مین ملا کر یا جوش دیکر دو تین بار پلائین اور روغن کونیل ارنڈ کان و حلق مین ٹپکائین -

(۶) جسقدر افیون کھائی ہو اُس سے دو چند عمدہ ہینگ پانی مین گھول کر پلائین - افیون پیٹ مین راکھ ہو جائیگی - یا قے ہو کر نکلجاویگی -

(۷) کونپل ارنڈ یا بیخ ارنڈ پیسکر پلائین -

---

[۱] اموینیا نوساد ر اور چونہ کو گرم کرنے سے پیدا ہوتا ہے پس اگر اموینیا نہ مل سکے تو نوسادر اور چونہ ہموزن ایک شیشی مین ڈالکر قدرے پانی ملا کر سنگھائین -

(۴) جدوار (نربسی) = چار دانگ

(۵) پہاڑی گائے کی شاخ = یک مثقال سے زیادہ (یک مثقال = ۴½ ماشہ و نزد بعض ۳¾ ماشہ)

(۶) گل مختوم (ایک قسم کی سرخ مٹی کی ٹکیاں) = یکمثقال

(۷) جنطیانہ (کپھان بید) = یکمثقال

(۸) فلفل سیاہ (مرچ کالی) یکمثقال

(۹) حلتیت (ہینگ) = نصف مثقال

(۱۰) مغز اخروٹ = ۱۰ مثقال تک

(۱۱) افسنتین = یک مثقال تا دو مثقال

(۱۲) 〃 مطبوخ = ۴ مثقال تا ۷ مثقال

(۱۳) تمر ہندی (املی) = ۷ مثقال تا ۱۰ مثقال

(۱۴) گندھک = ۲ دانگ تا یک مثقال

(۱۵) زراوند طویل = ۲ درم تا ۲ مثقال (درم = ۳½ ماشہ)

(۱۶) پوست بیخ کبر = ۳ درم تک

(۱۷) 〃 مطبوخ = ۷ مثقال تک

(۱۸) شونیز (کلونجی) = ۲ درم تک

(۱۹) شبت (سویہ) = ۷ درم تک

(۲۰) تخم شبت = ۳ درم تک

(۲۱) آب ترب (مولی) = ۳۰ درم تک

(۲۲) تخم ترب = ایک درم تک

(۲۳) جرمکم 〃 = ۲۰ درم تک

(۲۴) نمک ہندی = ۱½ درم تک

(۲۵) دارچینی = ۲ درم تا ۵ درم

(۲۶) بورہ ارمنی = یکدرم تا دس درم

(۲۷) جرجیر (تیرہ تیزک) = ۵ درم

(۲۸) تخم بزرگ (کتان = السی) = ۳ درم

(۲۹) تخم خبازی = ۳۵ درم تک

(۳۰) آب 〃 = ۵۰ درم تک

(۳۱) آب خطمی = ۵۰ درم تک

(۳۲) کنجد (تل) = ۵ درم

(۳۳) پودینہ = یکدرم

(۳۴) کراث (گندنا) = یکدرم

(۳۵) ترمس (باقلا) = ۳ درم تا ۵ درم (ہمراہ مصری کی مرکب دواؤں کے)

(۳۶) 〃 ۷ مثقال تک (تنہا)

(۳۷) شیر گاؤ مادہ = نصف رطل تا یک رطل
(رطل = رطل بغدادی یا عراقی = ۳۳¾ تولہ
اور رطل شاہجہان آبادی = ۴۰ تولہ)

(۳۸) شیر خر مادہ = دو اوقیہ تا نصف رطل
(اوقیہ = ۳۲¾ ماشہ)

(۳۹) شیر بز = 〃 〃 〃

(۴۰) آب خیار دراز (ککڑی کا پانی) = یک رطل

(۴۱) گون (کتیرا) = یکمثقال سے زاید

(۴۲) مغز پنبہ دانہ (مغز بنولہ) = ڈیڑھ مثقال

(۴۳) نانخواہ (اجوائن دیسی) = یکمثقال تا ۳ مثقال

(۴۴) تنکار (سہاگہ) ۲ دانگ تا یکدرم

(۴۵) شب یمانی (پھٹکری) ۲ دانگ تا نصف درم

(۴۶) روغن بادام = یکمثقال تا دو مثقال

(۴۷) فندق ہندی (ریٹھا) یکدانگ تا یکمثقال

(۴۸) تخم شلجم = دو درم

(۴۹) کاث (کتھا) یکدرم یا یکمثقال

(۵۰) زردچوب (ہلدی) یکمثقال تا دو درم

زہر خوردہ و گزیدہ ہر دو کے لئے مفید ہے

(۸) روغن گاؤ ڈھائی تین تولہ میں نمک لاہوری چھ سات ماشہ ملا کر کھلائیں (مار گزیدہ کو بھی بہت نافع ہے)

(۹) مغز سولہ کو ٹکرا اور گائے کے دودھ میں جوش دیکر پلائیں۔

(۱۰) پتلا میٹھا قدرے سونٹھ ڈالکر پلائیں۔

(۱۱) بیج چولائی تازہ کیزلہ (خشک ہو تو ۶ ماشہ) پانی میں پیسکر روغن گاؤ کے ساتھ کھلائیں۔ گرم زہر کی سب قسموں کو بہت مفید ہے۔

(۱۲) چولائی کی جڑ چاولوں کے پانی میں پیسکر پلائیں۔

(۱۳) چھوٹی کٹائی پیسکر کھلائیں۔

(۱۴) اجوائن دیسی کھلائیں بہت زہروں کو نافع ہے۔

(۱۵) کتیرا کھلائیں پلائیں بہت زہروں کا مصلح ہے۔

(۱۶) تخم ٹہل تولہ سوا تولہ پیسکر کھلائیں۔

(۱۷) نربسی پانی میں گھسکر پلائیں۔

(۱۸) فادزہر کھلائیں پلائیں۔

(۱۹) ساٹھی چاول۔ کودون بسیند ھا نمک کھلائیں۔ کھٹائی اور مرچ سرخ سے پرہیز رکھیں۔

(۲۰) تخم ترنج گلاب میں گھسکر پلائیں۔

(۲۱) صندل و کافور۔ اور کاہو و روغن گل اور گلاب معدہ و جگر پر طلا کریں۔

(۲۲) گرم زہروں کے لئے سرد پانی سر پر دھاریں اور لعاب اسپغول۔ گائے کا تازہ دودھ۔ گائے کے دودھ کی چھاچھ۔ روغن بادام۔ صندل۔ گلاب۔ ترپوز وغیرہ آمیں سے جو مل سکے برف سے ٹھنڈا کر کے پلائیں۔ ترص کافور۔ آش جو وغیرہ مفرح بارد کھلائیں پلائیں۔ جگر و دل کے گرد اگرد روغن گل یا روغن نرگس ضماد کریں۔ کپڑا گلاب و صندل میں تر کرکے سینہ پر رکھیں مقام تکلیف پر صندل۔ کافور۔ کاہو خبازمیں سے کسیکا لیپ کریں۔

(۲۳) سرد زہروں کے لئے مسموم کو بار بار قے کرا کر دوالمسک گرم۔ یکھان بید۔ نربسی وغیرہ مفرح حار ادویات کھلائیں پلائیں۔ مشک وغیرہ گرم خلخلے سنگھائیں۔

(۲۴) بچھناگ وغیرہ غیر مدبر زہروں کیلئے قے کرائیں اور بکری کا دودھ پلاتے جائیں۔ جب وہ دودھ ہضم ہو کر قے نہ ہو تب جانیں کہ زہر زائل ہو گیا۔

(۲۵) ہر نشہ کے اوتار کیلئے سرد پانی کی دھار سر پر ڈالیں۔ پتلا میٹھا قدرے سونٹھ ملا کر پلائیں۔ آدھ سیر دودھ میں یکتولہ گھی پکا کر پلائیں۔ باڑی کے پھول پکا کر پلائیں اگر اپھارا آگیا ہو اور نبض کھنچنے لگی ہو تو بھی اس سے آرام ہو گا۔

(۸) چند فادزہروں کی مقدار خوراک ازروے طب یونانی

(۱) تا جیل دریائی = ایک قیراط (قیراط = ۲ رتی) اسے جبتک قے کریں کرتے رہیں۔

(۲) فادزہر حیوانی = ایک قیراط تا ۱۲ قیراط (اسکو پتھر پر گلاب کیوڑہ و عرق بید مشک میں گھسکر دیتے رہیں)

(۳) فادزہر معدنی = دو نخود تا دو دانگ (دانگ = ۴ ½ رتی)

(۵) زہر کا اثر جس عضو مین محسوس ہوا اسی کی اصلاح زیادہ مد نظر رکھین۔ مثلاً زہر کی مضرت کا اثر اگر جگر مین محسوس ہو تو پیشاب جاری کرنیوالی دوا کام مین لائین۔ اگر معدہ مین ہو تو مسہل نرم دین۔ اگر یرقان ہو جاوے تو جگر کی اصلاح کرین خفقان یا غشی ہو تو دل کو تقویت دین۔ اگر تشنج ہو تو دماغ کو قوت پہونچائین۔ اگر نیچے کے دھڑ مین ہو تو طبیعت کو شافہ (دوادن کی سلائی سی بنا کر یا بتی دواؤن مین لت کرکے آنکھ یا مقام عورت مین رکھنا یا لگانا) اور حقنہ (عمل لینا یعنی پھکنے مین دوا یا پانی نیم گرم بھر کر آنتون یا مثانہ یا رحم مین پہونچانا) سے نرم کرین۔ وغیرہ وغیرہ۔

(۶) تیزابون کو کھاری ادویہ سے اور کھاری کو ترشیون سے معتدل کرین۔

(۷) طبعی انتظام کرین۔ مثلاً سنیت کے ریزے کھائے گئے ہون تو خشک غذائین زیادہ مقدار مین کھلائین۔

(۸) گرم زہرون پر ادویات مفرح بارد اور سرد پر مفرح حار کھلائین پلائین۔ نطولے سنگھائین دل و جگر کے گرداگرد مقام درد پر مناسب ادویات کا ضماد کرین۔

(۹) اگر طبیعت مین ثقیل خشکی ہو جیسے کہ پیٹ پھولنا۔ انتڑیون کا درد۔ پیشاب یا پاخانہ بند۔ منہ کی خشکی ہچکی وغیرہ تو تیز مسہل کا حقنہ (عمل لینا) کرین۔ اور اگر مریض مین پینے کی قوت ہو تو مسہل پلائین۔ اور پھر تریاقی ادویات کھلوئین۔

(۱۰) اگر دست بکثرت آتے ہون اور مروڑا ہو تو دست و مروڑے کا علاج کرین قابض ہو دن کا عرق دین۔

(۱۱) اگر قوت زائل ہو گئی ہو۔ بیہوشی و غشی ہو پتلی پھر گئی ہو تو معدہ کو خوب زور سے لین۔ منہ مین ہوا پھونکین غشی کا معالجہ کرین۔

نوٹ۔ اگر مسموم کو غشی ہو۔ آنکھین سرخ ہون اور الٹ جاوین سیاہی آنکھ کی جاتی رہے۔ زبان باہر نکل آوے۔ نبض ساقط ہو جاوے۔ پسینہ سرد نکلے تو اندیشہ مرگ کا ہے۔ علاج کم فایدہ کریگا۔

۷۔ تدابیر کلی برائے انسداد زہر

(۱) موٹھ کی جڑ اور کسونجی (کسوندھی) کی جڑ ہموزن پانی مین گھوٹکر کئی بار پلائین تے ہو کر زہر سب نکل جاویگا۔ ہر قسم کے زہر کیلئے نہایت مفید ہے۔

(۲) دریائی نارجیل کماشہ پانی مین گھسکر پلائین جبتک تے ہو کر تھوڑا تھوڑا پلاتے رہین۔ حتی کہ تے کرنا بند ہو جاوے۔

(۳) کنول گٹہ کماشہ اور لوتیا دوستی باہم پیسکر گرم پانی مین پلائین کہ زہر کو تے کی راہ نکالتا ہے۔

(۴) نیم گرم پانی سے تے کرائین۔ اور کئی بار گھی و دودھ پلائین۔ اگر گرم پانی سے تے نہ آئے تو اسمین تخم سویہ۔ تخم مولی مین پھل۔ نمک۔ یا بورا بھی ملائین

(۵) نیم گرم پانی ہمراہ روغن کنجد یا روغن گل سے تے کرائین اور پھر گائے کا گھی ہمراہ دودھ پلائین۔

(۶) دودھ و گھی سے تے کرائین۔ آدھ سیر دودھ مین یکتولہ گھی پکا کر پلائین۔

(۷) سہاگہ بریان روغن گاؤ مین ملا کر بار بار کھلائے

اپنا اثر پہونچادے - جیسے افیون -

ج - ملامست سے عضو کو گلا بھی دے اور اثر بھی اعضاء بعیدہ تک پہونچادے جیسے سنکھیا

(ج) ہر زہر خالی پیٹ پر جلد اور زیادہ اثر کرتا ہے

۲ - نیند میں زہر کم اثر کرتا ہے مگر بعض زیادہ بھی -

۳ - زہر جتنا نقصان زخم پر لگنے سے کرتا ہے اتنا کھانے سے نہیں کرتا -

۴ - جبتک زہر کا اثر دل تک نہیں پہونچتا وہ ہلاک نہیں کرسکتا -

۵ - جس زہر کے کھانیکی عادت کسیکو ہو وہ اُسے ضرر رساں نہیں ہوتا تاوقتیکہ زائد از معمول نہ کھالیا جاوے -

۵ - شناخت زہر - زہر کی شناخت علامات جسمانی سے اور نیز قے میں نکلے ہوے مادہ کی بو و رنگ وغیرہ سے کیجاتی ہے -

۱ - گرم زہر کی شناخت معدہ و آنتوں کی حرارت - پیاس کی شدت - اور لب و زبان کی خشکی وغیرہ علامات سے -

۲ سرد زہر کی شناخت اعضا کی بے حسی بدن کی سردی - سرد پسینہ - اور اعضا کی گرانی وغیرہ علامات سے -

۳ - جمادی زہروں کی شناخت درد سینہ سوزش جسم و تالو - بیہوشی وغیرہ علامات سے -

۴ - نباتی میں سے (۱) ثمر کی شناخت منھ میں ورم - جسم میں جلن - خورد و نوش سے نفرت وغیرہ علامات سے -

(۲) گل کی شناخت - اپھرا - غفلت وغیرہ علامات سے

(۳) برگ کی شناخت - جمھائی - کپکپی سانس وغیرہ علامات سے -

(۴) پوست کی شناخت بدبو منہ - جسم کی سختی - سر درد - منھ میں کف وغیرہ علامات سے

(۵) شیر کی شناخت درد سینہ - منھ میں کف دست - زبان بھاری - بیہوشی وغیرہ علامات سے

(۶) بیخ کی شناخت - قے غفلت اور بیہوشی وغیرہ علامات

۵ - زہر میں بجھے ہوئے ہتھیار کی شناخت - زخم فوراً پک جانے خون زیادہ نکلنے اور سیاہ و بدبو دار ہونے - گوشت پارہ پارہ ہو جانے سے اور نیز پیاس کی شدت - گرمی - سوزش اور بیہوشی وغیرہ علامات سے -

۶ - طریق انسداد زہر - (۱) زہر کو خون میں جذب ہونے سے روکنے کی تدابیر کریں -

(۲) اگر زہر کھلایا گیا ہے تو فوراً بذریعہ قے یا اسہال کے دفعیہ کریں یا اسٹمک پمپ[1] (آلہ زہر کش) سے معدہ کو صاف کریں اور پھر مناسب ادویات و غذا کھلائیں پلائیں -

(۳) اگر زہر زخم پر لگاہے تو زخم کو فوراً جلائیں یا زخم سے اوپر اطراف کو کھینچکر بند لگائیں - ضرورت ہو تو زخم کو پانی سے سُرعت و مستعدی کے ساتھ صاف کریں - بعدازاں مناسب ادویات لگائیں

(۴) اگر زہر سونگھایا گیا ہے تو مسموم کو فوراً کھلی ہوا میں لیجائیں -

---

[1] حاملہ عورتوں کیلئے یہ عمل اندیشناک ہے -

(۳) جمادی یہہ بھی دو طرحکا ہوتا ہے - معدنی اور مصنوعی - جیسے سنکھیا و سیندور وغیرہ -

(۴) مرکبہ - جو چند مخصوص اجزا مختلفہ (حیوانی نباتی و جمادی) کو جنمین بحالت مفرد کوئی زہریلی خاصیت نہین ہوتی بہ ترکیب خاص مرکب کرکے تیار کرلیا دے -

(۵) پانچوین قسم وہ ہی جو غیر زہریلی چیزون کو بمقدار زاید کھالینے یا ایک وقت مین دو یا زاید اغذیہ مخالف الخواص کھالینے سے معدہ مین پیدا ہوجاتا اور ضرر پہونچاتا ہے -

۴ - **تاثیر زہر** - (الف) زہر بعض کم اثر ہوتے ہین اور بعض تیز اور زود اثر - کم اثر اگر قلیل مقدار مین کھلائے جائین تو چندان ضرر رسان نہین ہوتے - مگر دیگر مین سے بعض ایسے تیز ہوتے ہین کہ اونکی خوشبو تک قلیل ہی عرصہ مین ہلاک کرڈالتی یا فوراً کوئی مہلک مرض پیدا کردیتی ہی - یہہ بھی یاد رہے کہ جملہ اقسام کے نباتی و جمادی زہر اگر حسب قواعد طبی بمقدار مناسب پنے اپنے موقعہ اور ضرورت پر استعمال مین للائے جائین تو یہی اعضا جسم کو مضبوط کرتے - قوائد دماغی کو تقویت بخشتے صحت کو بحال رکھتے - اور اکثر عوارض جسمانی کو دور کرنے مین اکسیر کا حکم رکھتے ہین - گو کہ انمین سے بعض ایسے بھی ہین جو باوجودیکہ حسب قواعد طبی استعمال کئے جانے پر کسی عارضہ جسمانی کو کھو دیتے ہین مگر قوائے روحانی کو سخت ضرر پہونچاتے ہین - بعض ایک مرض کو کھوتے اور کسی دوسرے کو پیدا کردیتے یا سبب تہیئہ بنجاتے ہین یعنی جسم مین قبول مرض کی استعداد پیدا کردیتے ہین -

نوٹ (۱) جتنی چیزین بدرجہ چہارم گرم خشک یا سرد خشک ہین وہ سب ضرور زہریلی خاصیت رکھتی ہین -

(۲) یہہ بھی یاد رہے کہ جتنی چیزین بدرجہ سوم گرم خواہ سرد ہونگی وہ سب بدرجہ سوم ہی خشک بھی ضرور ہونگی اور جو بدرجہ چہارم گرم یا سرد ہونگی وہ بدرجہ چہارم ہی خشک بھی ہونگی - اور جو بدرجہ دوم گرم ہونگی وہ بدرجہ اول یا دوم خشک ہونگی یعنی سرد چیزین سوم و چہارم درجہ کی اور گرم دوم و سوم و چہارم درجات کی سب خشک ہی ہوتی ہین تر نہین ہوتین -

(۳) جو دوا چہارم درجہ کی مرتبہ اولی مین ہوگی وہ ممکن العلاج ہی جو مرتبہ وسطی مین ہوگی وہ مشکل العلاج ہی اور جو مرتبہ آخری مین ہوگی وہ ناممکن العلاج ہے -

(ب) زہر کی تاثیر دو طرح ہوتی ہے :-

(۱) مجرد ملامست - جیسے ہیرے کی کنی کانچ نیکوفتہ - برادہ سیسہ یا کھولتا ہوا پانی وغیرہ حلق سے اوترتے ہی باعث ہلاکت ہوجاتے ہین -

(۲) بعد جسم کے اندر پہونچنے کے تحلیل اجزا ہوکر با اثر کیمیاوی - یہہ حسب ذیل تین صورتون سے اثر کرتا ہے -

ا - جسم پر جہان ملامست کرے اوسے گلا دیگو جیسے حجر الجہنم (کاسٹک)

ب - خون مین جذب ہوکر اعضاے بعیدہ تک

اوم

فاد زہر حصہ دوم

باب اول

حینِ امورِ ضروریہ قواعدِ کلیہ مین

۱ - زہر - جو شے کھانے پینے یا سونگھنے سے یا زخم مین لگنے یا بلازخم پوست جسم پر کہین لگ کر جسم کو کسی قسم کا ضرر پہونچاتی یا خون مین سرایت کر کے صحت کو بگاڑتی اور مہلک اثر پیدا کرتی ہے اوسی زہر کہتے ہین -

۲ - فادزہر - یہہ لفظ معرب پادزہر یا بازہر کا ہے جو لفظ بازہر سے بگڑ کر بنا ہے جسکے معنی ہین زہر کو باز رکھنے والا - یہہ نام اوس دوا کا ہے کہ حافظ ارواح کی ہو اور اپنی قوت سے زہر کے ضرر کو دفع کرے پس جو شے یا جو دوا جس زہر کے ضرر کو دفع کرنیکی پوری قابلیت رکھتی ہو وہ اوس زہر کا فادزہر کہلاتی ہے -

مگر اصطلاح مین فادزہر ایک خاص دوا کا نام بھی ہے جو حیوانی و معدنی دو قسم کی ہوتی ہے - فادزہر حیوانی اکثر پہاڑی بکری - پہاڑی گاے - و بندر اور یہی وغیرہ بعض جانورون کے شیردان یا انتڑی یا پتہ مین سے نکلتا ہے اور فادزہر معدنی اکثر خطا چین - تبت - قندھار - باختر - خراسان - کرمان توران - اور ہندوستان کے بعض حصص اجمیر ودکن کے معادن مین پایا جاتا ہے - فادزہر معدنی کو زہر مہرہ بھی کہتے ہین -

۳ - اقسام زہر - زہر کی حسب ذیل پانچ اقسام ہین -

(۱) حیوانی - یہہ چار طرح کا ہوتا ہے - دانتون کا ڈنک کا - ناخن کا اور منھ کی بھاپ خون وغیرہ زہریلے مادے کا - مثلاً چوہا - بچھو - کاتر - اور مکڑی وغیرہ کا -[1]

(۲) نباتی یہہ دو طرح کا ہوتا ہے - ایک کسی پودے کے پھل - بیج - پھول - پتا - چوب - گوند - چھال - رس - دودھ اور جڑ کا بلا آمیزش دیگرے - جیسے بھلانوان - کچلہ - گل آک - بھنگ - چوب دھتورہ انزروت - پوست دھتورہ - عصارہ ریوند شیرک بچھناگ وغیرہ کا - دوسرا دو یا زیادہ پودھون کے بعض اجزا سے بنا ہوا - جیسے شراب -

[1] حیوانی زہرون کا علاج کتاب ہذا کے حصہ اول مین مذکور ہوچکا ہے -

فاذ زہر

حصہ دوم و سوم

جسمین

سنکھیا و ہرتال و پارہ وغیرہ معدنی اور جیالگوٹہ و بھلانوہ و کچلہ وغیرہ نباتی زہرون کا آثار معہ علامات زہر وغیرہ درج ہے

جو

ماہواری رسالہ دل آرام کی جلد پنجم بابت سنہ ۱۹۰۲ع مین ہمراہ دیگر مضامین شایع ہوتا رہا ہے

مصنفہ خادم الملک بہاریلال وی۔اے ہیڈماسٹر گورنمنٹ ہائی اسکول بلندشہر و مصنف ہنومان چیترنادل حصہ ا و ۲ و ۳ و انمول بوٹی کلان و خورد و ہفت جواہر جلد ا و ۲ و ۳ و ۴ و فاذ زہر حصہ ا و ۲ و تشریح الکتاب و مینول آف روس اردو و فن گھڑی سازی و سوانح عمری حکیم ارسطو وغیرہ و مترجم بھرتہری ویراگ شتک و چین ویراگ شتک و بھرتہری نیتی شتک و چانک نیتی درپن وغیرہ وغیرہ

بماہ اپریل سنہ ۱۹۰۳ع

مطابق ماہ بیساکھ بکرمی سمت ۱۹۶۰ و ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۹

مطبع منشی ہرپرشاد بلندشہر مین چھپا

اول فاسق و بدکار کی دوستی ہے کہ اوس کی صحبت
دو دنیا میں باعث راحت ہے اور نہ دین میں موجب
رحمت۔ دوم خاین اور دروغگو کی دوستی [illegible]
وہ بھی باعث رنج اور موجب بہتان [illegible]
سوم بیوقوف کی دوستی [illegible]
[illegible]
اعمال ایک نہایت [illegible] سنسکرت زبان کی
[illegible] میں [illegible] کی قابل [illegible]
[illegible] کا ایک [illegible] اور قابل [illegible]
وغیرہ [illegible] صفحات کی ایک ضخیم کتاب
قیمت حصہ اول [illegible] حصہ دوم ۱۲ر حصہ سوم ۱۲ر

ہفت جواہر جلد اول و دوم و سوم

اس کتاب کی تین جلدوں میں سو کے قریب طبی چٹکلے
ایکسو زیادہ [illegible] امراض [illegible] کے نہایت [illegible]
علاج [illegible] سے بات چیت کرنیکے کی
آسان طریقے [illegible] روایات و بعض تاریخی واقعات
متعلقہ وغیرہ [illegible] کیفیت و خواص [illegible]
ساتھ فلسفہ کے ۱۳۲ ابتدائی [illegible] کا عام فہم
بامحاورہ اردو ترجمہ اہل ہند کے مستند [illegible] شامل ہے
[illegible] یعنی اسکے [illegible]
اور [illegible] کے قریب منتخب اشلوکوں کا
عام فہم ترجمہ [illegible] کیلئے قابل [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] خیالات وغیرہ
[illegible] قابل [illegible]
[illegible] زبان سنسکرت [illegible]
[illegible] کے ۲۱ [illegible] کا ترجمہ اور [illegible]
کے متعلق [illegible] کے لیے قابل دید [illegible]
ذخیرہ و خوبصورتی میں نادر [illegible] تقطیع [illegible]
کے [illegible] ۱۲۲ صفحات کی کتاب۔ قیمت جلد اول [illegible]
جلد دوم ۵ر جلد سوم ۵ر

کچھ پربندھ ناٹک حصہ اول

نثر منظوم [illegible] کے مشہور و معروف راجہ کچھ
کی سچی داستان [illegible] میں گذرنے والی ایک عبرت
انگیز کہانی۔ طرز تمدن و تہذیب الاخلاق [illegible] کے اصل
و فروغ کا اعلیٰ۔ خصوصاً نوعمر بچوں کو بڑی دلچسپی کے
ساتھ تواریخی و اخلاقی تعلیم [illegible] شوق دلانے
والا ایک [illegible] دوست۔ حسب الارشاد جناب مسٹر
[illegible] یوسف علی صاحب آئی۔ سی۔ ایس سابق جنٹ مجسٹریٹ
بہادر ضلع بلندشہر [illegible] صاحب بی اے ہیڈ
ماسٹر گورنمنٹ ہائی اسکول بلندشہر تصنیف کیا گیا اور
حسب تاریخ ۱۵ اگست [illegible] بوقت سالانہ جلسہ انعام
ہائی اسکول بلندشہر [illegible] جناب صاحب کلکٹر و جنٹ
مجسٹریٹ و ڈپٹی کلکٹر صاحبان وغیرہ حکام ضلع
کے طلباء ہائی اسکول نے بڑی خوش اسلوبی سے [illegible]
اور [illegible] جسکی تعریف ۱۸ اگست
کے [illegible] انگریزی اخبار پائنیر میں بڑی [illegible]
کے ساتھ [illegible] ہے۔ قیمت [illegible]
[illegible] ۱۲ر

سخاوت کے [illegible] اجزا ہین اول [illegible]
دوم ایثار یعنی [illegible] کی حاجت روائی کرنا [illegible]
[illegible] سوم عفو یعنی [illegible] گناہ
سے درگذر کرنا - چہارم مواسات یعنی دوستون
کی امداد و دستگیری کرنا - پنجم سماحت یعنی سایل
کے ساتھ بکشادہ پیشانی پیش آنا - ششم مروت
یعنی سایل کو اُسکی خواہش سے زیادہ دینا - اور کبھی
احسان نہ جتانا -

(۳۰) نکتہ

امراض جسمانی کا معالج طبیب ہوتا ہے اور امراض
روحانی کا معالج ناصح - اسلئے اگر تم امراض روحانی
کی تکالیف سے بچنا چاہتے ہو تو ناصح بے غرض
کی نصیحتون اور واعظ نیک طینت کی تقریرون
کو گوش دل سے سنو -

(۳۱) نکتہ

بوقت پیدایش انسان کا نہ کوئی دوست تھا
اور نہ دشمن - پس اسکے جسقدر دوست یا دشمن
دنیا مین بنجاتے ہین اُن سبکو یہہ خود ہی اپنی نیک
یا بد اعمالیون سے بنا لیتا ہے -

(۳۲) پند

چار سایلون کا سوال ضرور پورا کرنا واجب ہے
اول حاکم کا کہ رفاہ عام کے لئے کوئی چیز طلب کرے
دوئم ایسے حاجتمند کا جو باعث [illegible]
کچھ [illegible] - سوم طالب علم کا کہ حصول
علم کے لئے کچھ امداد چاہے - چہارم [illegible]
[illegible]
[illegible]

(۱۵) حکمت

مصائب دوستان پر اظہار رنج صبر سے بہتر ہے اور
اپنی مصیبت پر صبر جزع فزع سے بہتر ہے -

(۱۶) نکات

جو شخص ان چار آفات میں مبتلا ہے جس سے کسیکو کچھ
[illegible] بیزار ہے -

(۳۴) حکمت

کم فہم انسان غصہ کو شجاعت جانتا اور جہل کو
علم سمجھتا ہے - یہہ اُسکی سراپا نادانی اور کج فہمی
ہے کیونکہ غضب و غصہ کرنا کم ہمتون کا کام ہے
اور شجاعت عاقلون اور ہمت ور مردون کا طریق

(۳۵) حکمت

غدر - خیانت - بیوفائی - بدعہدی اور
دغابازی یہہ سب عادتین بد خصلت آدمیون
کی ہین - بلکہ غدار ہمیشہ خوار ہے - خائن بے آرام
و بیقرار - بیوفا بے اعتبار - بدعہد بے وقار
اور دغاباز سے تمام زمانہ بیزار رہتا ہے -

(۳۶) حکمت

اپنے عیوب نہ تو اپنے آپکو معلوم ہوتے ہین
اور نہ عموماً دوست احباب اُنکا اظہار کیا کرتے
ہین پس انسان کو اُنکے دریافت کیلئے دشمن
سے امداد لینا چاہیئے -

(۳۷) حکمت

چار چیزون کا زیادہ تر انسان کو باعث [illegible]
اول [illegible] دوم [illegible]
[illegible] سوم [illegible] چہارم [illegible]

اول فاسق و بدکار کی دوستی سے کہ انکی صحبت دنیا مین باعث راحت ہے اور دین مین موجب زحمت۔ دوم خاین اور دروغگو کی دوستی سے کہ وہ بھی باعث رنج اور موجب نقصان دارین ہے سوم بیوقوف کی دوستی سے کہ ہر دم باعث ملال ہے۔ بقول "دشمن دانا بہ از دوست نادان"

(۱۹) حکمت

صاحب کرم ہمیشہ مکرم رہتا ہے اگرچہ مفلس فنادار ہو اور ممسک وبخیل ہمیشہ ذلیل وخوار رہتا ہے خواہ وہ کتنا ہی مالدار ہو۔

(۲۰) پند

استاد کا ادب اور اسکے مراتب کا لحاظ حقیقی والد سے زیادہ چاہیے۔ کیونکہ باپ اسکو آسمان سے زمین پر لاتا ہے اور استاد اسکو زمین سے اٹھا کر آسمان پر پہونچاتا ہے۔

(۲۱) حکمت

کمینے آدمی کی چار علامات ہین۔ اول اپنے عیوب کو نہ دیکھکر غیر کے عیبون کو دیکھتا ہے۔ دوم خود بخل سے کام لیتا اور دوسرون کے زر و مال سے فایدہ اٹھانے کی خواہش رکھتا ہے۔ سوم بدخلقی سے پیش آتا اور کسیکی جاہ وحشمت کو دیکھ نہین سکتا چہارم بیعزتی و بے آبروئی کی کچھ پروا نہین کرتا۔

(۲۲) حکمت

بدبختی کی چار علامات ہین۔ جاہلی۔ کاہلی۔ بیکسی اور مفلسی۔

(۲۳) نکتہ

چار چیزین چار چیزون سے حاصل ہوتی ہین۔ اول لجاجت سے رسوائی و بے عزتی۔ دوم غصہ سے پشیمانی و ندامت۔ سوم تکبر سے عداوت و دشمنی۔ چہارم کاہلی سے نقصان و ناداری۔

(۲۴) نکتہ

تین چیزین جب اپنے قابو سے نکل جاتی ہین تو پھر انکا حاصل ہونا ناممکن ہے۔ اول زبان سے نکلی ہوئی بات۔ دوم کمان سے نکلا ہوا تیر سوم گیا ہوا وقت۔

(۲۵) حکمت

فاضل اگر جاہل کی صحبت مین رہیگا اسکے جہل کی تاثیر اس مین بھی ہو جائیگی۔ شاید اگر محفوظ بھی رہا ہو تو جاہل کے بد افعالون کے اتہام سے متہم ہوکر بدنامی حاصل کریگا۔

(۲۶) حکمت

شاگرد بے ارادت عاشق بے زر ہے۔ سالک بے معرفت مرغ بے پر ہے۔ عالم بے عمل درخت بے بر ہے۔ زاہد بے علم خانہ بے در ہے اور مرد لامذہب زن بے شوہر ہے۔

(۲۷) حکمت

سعادتمند انسان تین چیزین تین چیزون پر بڑھاتا ہے۔ تواضع حکومت پر۔ سخاوت مال پر اور عبادت عمر پر۔

(۲۸) حکمت

انتہائے صبر توکل ہے۔ انتہائے توکل حصول ہے انتہائے حصول گمنامی ہے۔ انتہائے گمنامی فنا ہے اور انتہائے فنا وصل ہے۔

(۲۹) حکمت

کی مرادسے پڑھتا اور ساری عمر کو اسی کے فکر و
تجسس مین گنوا دیتا ہے - اور یا مراد وہ ہے
جو علم کو وسیلۂ نجات جانتا اور دولتِ جاوید
حاصل کرنیکی تدابیر مین زندگی کو گذارتا ہے -

(۱۰) پند

خورونوش اسقدر کرو کہ وہ بدن کی غذا بنے نہ کہ
بدن خود اسکی غذا ہوجاے -

(۱۱) نکتہ

تین کام انسان کو اذیت پہونچاتے ہین - اوّل
بدن کی قوت کے بھروسہ پر سخت ناقابل برداشت
کام کرنا - دوّم ہاضمہ کے اعتبار پر روزانہ بھوک
سے زیادہ کھانا - سوّم کم بیماری کو حقیر جانکر علاج نکرنا

(۱۲) نکتہ

سعادت تین قسم پر منقسم ہے - اوّل روحانی
جسکو علم و معرفت و شجاعت کہتے ہین - دوّم
جسمانی جسکو صحت و قوت و جمال کہتے ہین - سوّم
خارجی جسکا نام مال و دولت و حکومت ہے - ان ہر
مین سے صرف سعادتِ روحانی ہی دوامی ہے - باقی
دو محض فانی و ناپایدار -

(۱۳) نکتہ

نصیحت سے اگر جاہل ہدایت نپاے - بے ادبی سے
پیش آے تو ناصح کو چاہیے کہ اپنے آپکو ناحق دق
نکرے - جاہل کو اسکے حال پر چھوڑکر رشتۂ نصیحت
توڑ دے -

(۱۴) نکتہ

خوش خلقی بدصورتی کے عیب کو چھپاتی ہے اور
بدخلقی خوبصورتی کی خوبی کو -

(۱۵) حکمت

مصائبِ دوستان پر اظہار رنج صبر سے عمدہ ہے اور
اپنی مصیبت پر صبر جزع و فزع سے بہتر ہے -

(۱۶) نکات

سب سے زیادہ ضایع وہ مال ہے جس سے کسیکو کچھ
نفع نہو - سب سے زیادہ غافل وہ بادشاہ ہے کہ ملک
و رعایا کی نگہبانی مین کوشش نکرے - سب سے زیادہ
بیمروت وہ دوست ہے کہ تکلیف و سختی کے وقت
دوست کو چھوڑ دے - سب سے زیادہ ملعون وہ خسیس
ہے جس سے اپنون کو کوئی نفع نہوا اور غیر لوگ فایدہ
حاصل کرین - سب سے زیادہ ناکارہ وہ عورت ہے کہ
اپنے شوہر سے میل نرکھے - سب سے زیادہ ناخلف
وہ فرزند ہے کہ ماں باپ کی خدمت سے سر پھیرے -
سب سے نافرمان وہ خدمتگار ہے کہ آقا کی اطاعت
مین کوتاہی کرے - سب سے بُری وہ صحبت ہے جہان
ہمنشینون کے دل صاف نہون - سب سے بُرا
وہ جسم ہے جسمین صحت و تندرستی نہو - اور سب سے
زیادہ ویران وہ شہر ہے جسمین حفاظت و امن نہو -

(۱۷) پند

دوستی تین گروہون سے کرنا واجب ہے - اوّل
اہل علم و عبادت سے کہ جنکی برکت سے سعادت دارین
حاصل ہوسکے - دوّم خلیق الطبع لوگون سے کہ
جو دوست کے عیب کو چھپائین - افشاء راز نکرین
اور بوقت پند و نصایح کرنے مین دریغ نرکھین - سوّم
اُن لوگون سے جو حریص و طامع و خوشامدی نہون

(۱۸) پند

تین گروہون کی دوستی سے سخت پرہیز لازم ہے -

انسان مین مذاق اور تمسخر سخت عیب ہے۔ کیونکہ اگر وہ بزرگون کے ساتھ کیا جائے تو ضرور باعث ناراضگی ہوگا اور بے ادبی مین داخل کیا جائیگا۔ اور اگر چھوٹون کے ساتھ کیا جائے تو کرنیوالے کے رعب مین فرق آئیگا اور چھوٹے اُسکی بے ادبی کرنیکے لئے دلیر ہو جائینگے اور اگر برابروالون کے ساتھ کیا جائے تو موجب لڑائی وفساد ہوگا۔

(۳) نکات

۱ حسن اعتبار سے آدمی ضرب المثل ہو جاتا ہے۔ ۲ حسن اخلاق سے زندگی عیش وآرام سے بسر ہوتی ہے۔ ۳ محنت ومشقت برداشت کرنے سے حصول مطالب مین سہولت ملتی ہے۔ ۴ نرم کلامی سے دلون مین محبت بڑھتی اور قیام پکڑتی ہے ۵ عفت سے اعمال پاک ہوتے ہین۔ ۶ سخاوت سے ہر دلعزیزی حاصل ہوتی ہے۔ ۷ عدل سے دشمن بھی مطیع اور سرنگون ہوتے ہین۔ ۸ ہر امر مین غور وفکر کرنے سے آدمی اعلیٰ درجہ کا بصیر النظر بنجاتا ہے۔ ۹ خاموشی سے وقار بڑھتا ہے۔ ۱۰ تواضع سے محبت ترقی پکڑتی ہے۔ ۱۱ ریاضت سے ذہانت مین تیزی اور جسم مین توانائی پیدا ہوتی ہے۔ ۱۲ صحبت علما سے افتخار بڑھتا اور دانائی آتی ہے۔ ۱۳ علمی کتب کے مطالعہ سے مسرت بخش زندگی حاصل ہوتی ہے۔ ۱۴ فیض رسانی عام سے سعادت دارین ملتی ہے اور ۱۵ تحملی سے حفاظت جان ومال ہوتی اور آفات ومصائب سے بریت حاصل ہوتی ہے

(۴) نکات

۱ انعام کا انکار موجب بدنصیبی ہے۔ ۲ بخل سے ذلت ہوتی ہے۔ ۳ طمع باعث تباہی ہے۔ جواب مین جلدی کرنا موجب خفت ہے۔ ریاکاری جاہل کا لباس ہے۔ دھوکے بازی اپنے ہی نقصان کی اعانت ہے۔ بادشاہ سے منازعت باعث موت ہے۔ اسراف موجب فقر ومحتاجی ہے۔ غمازی بغض وحسد کا باعث ہے۔ اور غرور وتکبر وقار کو گھٹاتا ہے

(۵) پند

جاہل کو مثل اُس غریق بیجان کے سمجھو کہ جو دریا مین بہتا چلا جا رہا ہو۔ اُسکو اپنی طرف بلانا اور سمجھانا دُور سے ہی چاہئے۔ ورنہ ایسا نہو کہ وہ بھی دریائے جہل سے نہ نکلے اور سمجھانے والا بھی اُسکے ساتھ غریق لجۂ حیرت ہو جائے۔

(۶) نکتہ

اچھا مال وہ ہے کہ اچھے کام میں صرف ہو۔ اچھی قوت وہ ہے کہ عبادت مین لگائی جائے۔ اچھی بات وہ ہے جسکے سننے سے کسیکی دل آزاری نہو۔ اچھا کام وہ ہے جس سے دین ودنیا دونون کا فایدہ حاصل ہو۔

(۷) پند

عمر کا خزانہ بیش بہا ہے۔ اسکو مفت نہ گنوانا چاہئے اسمین سے جسقدر تلف ہو جاتا ہے پھر کسیطرح ہاتھ نہین آتا۔

(۸) پند

زن وفرزند وغلام ہر کسے کو اس خوبی واسلوبی سے اپنا فرمانبردار بناؤ اور رعب مین رکھو کہ کبھی اطاعت سے باہر نجائین۔

(۹) نکتہ

وہ شخص سخت نامراد ہے کہ علم کو حصول دولت دنیا

تعلیم کو ایک حاسد ایکاماریں نامی دیکھ سکا چنانچہ مکو تنم بلنے بیاسے اٹھاکر پھینکدیا جسپر وہ گرفتار ہو کر مقتول کیا گیا۔ اور اتھینس کے ایک اصطیفانوس نامی شخص کی کوشش سے لوگون نے پہلے کی طرح پھر ایک ستون پر جملہ حالات مع اس فتنہ انگیز واقعہ کے کندہ کرا کر اُسے نصب کرادیا۔

۱۹۔ ارسطو کی پند و نصایح خاص سکندر کے لئے :۔

(۱) جب تجھے خوش قسمتی سے فتوحات حاصل ہون تو تو مفتوح کے ساتھ عفو جرایم اختیار کر نہ تحریک۔ کسو اسطے کہ جسطرح تند خو کو خوشحال۔ سخی کو محسود۔ ستمگر کو غنی اور ملول کو آشنا پرست نہین دیکھا گیا اسیطرح تحریک کرنیوالے کو آخر العمر تک خوش نہین پایا گیا۔

(۲) ذلیل آدمی خوف سے اور حمیدہ خصائل خوش اخلاقی اور احسان سے مطیع ہوتے ہین۔

(۳) بادشاہ کو تین چیزون سے شہرت حاصل ہوتی ہے۔ اول رفاہ آمیز قوانین کا وضع کرنا۔ دوم نیک نیتی سے فتح ممالک۔ سوم ویران ملک کا آباد کرنا۔

(۴) بادشاہ ایک بڑا دریا ہے اور امرا و وزرا اُسی کی شاخیں۔ اگر دریا کا پانی صاف ہے تو اُنہی شاخون کا پانی بھی مصفا ہوگا۔ یعنی اگر بادشاہ کی رغبت عدالت و انصاف کی طرف ہو تو امرا و وزرا بھی اُسکے خلاف ظلم و تعدی نہیں کر سکتے۔

(۵) ارسطو جب سکندر کو علوم متداولہ خصوصًا سیاست مدن و سیاست منزل پڑھا چکا تو اُسے سکندر سے چند مسایل پوچھے۔ سکندر نے نہایت حسن لیاقت سے اُسکے ہر سوال کا جواب دیا۔ ارسطو نے بجاے اِسکے کہ وہ سکندر کا دل بڑھانے کے لئے اُسکی تعریف کرتا اُسکے منہ پر جابرانہ طور پر کئی تھپڑ مارے۔ ارسطو کی اس حرکت کا جو بظاہر بیہودہ معلوم ہوتی تھی لوگون نے سبب دریافت کیا۔ ارسطو نے کہا کہ یہ لڑکا چونکہ بادشاہ ہوگا اور لکھا جانین اُسکی محافظت مین ہونگی اسلئے میری اِس حرکت سے اسکو جبر و ظلم کا مزہ معلوم ہو گیا ہوگا اور اسلئے اب یہ کسی پر کسی قسم کا جبر نہ کریگا۔

(۶) بادشاہ مدبر کا فرض ہے کہ رعیت کو بطور غلام اور مال کے نہ سمجھے۔

(۷) دولت و نعمت و حکومت کے تغیر کیلئے ظلم سے زیادہ محرک کوئی شے نہین

(۸) عوام الناس کی رفاہیت اور آرام و آسایش کے واسطے اِس سے بہتر کوئی تدبیر نہین کہ حکام کریم النفس و صلاح جو ہون۔ اور اُنکے لئے اِس سے زیادہ کوئی امر ضرر رسان اور تکلیف دہ نہین کہ حکام مفسد ہون۔ کیونکہ حاکم کا تعلق رعیت کے ساتھ ویسا ہی ہے جیسا کہ روح کا جسم کے ساتھ۔

۲۰۔ ارسطو کے دیگر قیمتی اقوال عوام کے لئے

(۱) نکتہ

محبت رکھنا ایسے شخص سے جو اپنی محبت کی پروا نہ رکھتا ہو عین ذلت ہے۔

(۲) نکتہ

زمانۂ طفلی - ۳۸۴ - ۳۶۷ قبل مسیح تک ۱۷ سال قریبًا
ابتدائی تعلیم ۳۶۷ قبل مسیح تک ۲ سال
افلاطون کی شاگردی - ۳۴۷ ق‌م تک ۲۰ سال
مدرسہ لوقیون میں تعلیم ۳۴۴ ق‌م تک ۳ سال
ہمشیرہ ہرمیاس کی تعلیم اور اسکے ساتھ شادی ۳۴۲ ق‌م تک ۲ سال
ایتھنس میں مدرسہ کھولکر تعلیم دینا ۳۴۱ ق‌م تک ۱ سال سے کچھ کم
سکندر کی تعلیم ۳۳۴ ق‌م تک ۸ سال قریبًا
سکندر کی وزارت ۳۳۲ ق‌م تک ۲ سال سے کم
لوقیون میں دوبارہ علم حکمت کی تعلیم اور اپنی تصانیف کی اشاعت ۳۲۳ ق‌م تک ۹ سال سے زیادہ
میزان ۶۱ سال

اسکے لعد کچھ دن اور زندہ رہکر ۳۲۲ قبل عیسی میں اس دنیا سے رحلت کی۔

۱۷- ارسطو کا مدفن - ارسطو کی وفات کے بعد اہل اسطاغیرا نے اسکی لاش کو تانبے کے ایک بڑے ظرف میں رکھکر مقام **ارسطاطالیسی** میں دفن کیا اور ارسطو کی وصیت کے موافق اسکی قبر پر ایک ہشت پہلو گنبد تعمیر کرایا جسکے ہر پہلو پر ایک آیت معنی خیز کندہ کرایا گیا۔ انھوں نے اس مقام کو تعظیمًا **دارالمشاورت** قرار دیا۔ چنانچہ لوگ بڑے بڑے اہم معاملات میں اسی مقام پر بیٹھکر صلاح مشورہ کرتے تھے۔ یہاں جو رائے قرار پاتی تھی وہ نہایت درست اور قابل تسلیم سمجھی جاتی تھی اس مقام کی بابت انکے حسب ذیل عقاید تھے:-
(۱) وہاں جاکر مباحثہ کرنے سے انکی عقل تیز، فکر صحیح، اور ذہن پاک و صاف ہو جاتا ہے۔
(۲) مشکل سے مشکل علمی مسئلہ جو کسی طرح حل نہ ہوتا ہو وہاں غور و فکر کرنے سے حل ہو جاتا تھا۔
(۳) سیر و تفرحت کے لئے اس مقام سے زیادہ خوشگوار طبع اور کوئی مقام نہ تھا۔
(۴) جو مشورہ اس مقام پر قرار پاتا اُسپر کاربند ہونے سے ضرور کامیابی ہوتی تھی۔

امام مسعودی اپنی کتاب المسالک و الممالک میں لکھتا ہے کہ مدینۃ الکبری میں جو کہ اب بلرم کے نام سے مشہور ہے اور جو جزیرہ صقلیہ کا ایک مشہور شہر ہے وہاں ایک بڑی جامع مسجد ہے۔ وہ کسی زمانہ میں اہل روم کا گرجا گھر تھی۔ اسمین ایک ہیکل عظیم ہے میں نے علمائے منطق کو یہہ کہتے سنا ہے کہ حکیم یونان **ارسطاطالیس** (ارسطو) کی لاش اس عمارت کی ہیکل میں لٹکادی گئی تھی۔ جب یہہ عمارت عیسائیوں کا گرجا گھر تھی تو وہ اسکی بڑی تعظیم کرتے تھے کیونکہ انکے اعتقاد کے موافق انکو اس مقام پر **عجیب غریب کرشمے** نظر آتے تھے۔ بیماروں کو شفا کلی حاصل ہوتی تھی۔ خشک سالی میں وہاں جاکر دعا مانگنے سے بارش ہو جاتی تھی۔ غرض اسی قسم کے اکثر امور کے وہ لوگ معتقد تھے۔

۱۸- ارسطو کی یادگار - اہل یونان کے دلوں میں ارسطو کی عظمت و بزرگی اسقدر جم گئی تھی کہ انھوں نے ایک پتھر کے اونچے ستون پر ارسطو کے علم اخلاق کے متعلق عام حالات کو تفصیل کے ساتھ لکھکر اور کندہ کراکر بطور یادگار اُسے شہر میں ایک عالیشان جگہ کے اونچے مقام پر نصب کرا لیا۔ ارسطو کی اس بجیہ

دشمنون کی تعداد کو روز بروز بڑھا رہے تھے۔ مگر جبتک شہنشاہ سکندر زندہ رہا وہ لوگ سوا اسکے کہ دل ہی دل مین حسد و بغض کی آگ سے جلتے رہین اُسکا بال بیکا نہ کرسکے۔ جب سکندر نے وفات[1] پائی تو دشمنون کی بن آئی۔ اُنھون نے اسپر توہین مذہب کی علت لگا کر مجسٹریٹ کے یہان نالش کی اور اس جرم مین قانون ملکی کے موافق اُسکو سولی دلوانا چاہا۔ مگر مجسٹریٹ نے بعد تحقیقات کامل اُسکو اس جرم سے بری کردیا۔ اور مصلحت ملکی کے خیال سے اُسکو حکم دیا کہ سہ یوم اندر اتھینس کی حدود سے باہر[2] ہوجاوے۔ چنانچہ ارسطو اُسی روز وہان سے روانہ ہوکر خلقیدیقی (چیلکس) کو چلا گیا جہان اُسکی اتھینس سے زیادہ تعظیم و تکریم کی[3]

۱۵- ارسطو کی موت۔ ارسطو کی موت کس مرض سے یا کس طرح سے ہوئی اسمین بہت کچھ اختلاف رائے ہے۔ اسکی بابت حسب ذیل رائین ہین:-

(۱) ارسطو ایک روز سمندر کے کنارے پر مد و جزر (جوار بھاٹا) کی حقیقت دریافت کرنے گیا تھا کہ اجل نے اُسے فرصت نہ دی اور وہ وہان ہی بحر فنا مین غرق ہوگیا۔

(۲) ضعیفی مین حاسدون سے سخت تکلیف پہونچنے اور اتھینس سے نکالے جانے کی ناقابل برداشت بے عزتی ہونے سے وہ دل برداشتہ ہوکر سمندر مین ڈوب مرا۔

(۳) بوجہ مذکورہ زہر کھاکر خودکشی کی۔

(۴) قبض دایمی کی بیماری مین وفات پائی۔

(۵) درد قولنج مین جان گئی۔

(۶) دق کی بیماری مین موت کا لقمہ ہوا۔

(۷) آخرالعمر مین وہ کچھ عرصہ مرض دق مین مبتلا رہا اور اسی حالت مین ایک روز سمندر کے کنارے پر کھڑا ہوا مد و جزر کی کیفیت دیکھ رہا تھا کہ موت نے وہان ہی اُسکا کام تمام کردیا۔

اِن سب مین رائے آخر زیادہ معتبر اور صحیح معلوم ہوتی ہے۔

۱۶- ارسطو کی عمر اور اُسکی تقسیم۔ موت کی طرح اسمین بھی بہت اختلاف رائے ہے۔ چنانچہ بقول شیخ ابوسلیمان طاہر ۶۱ برس کی۔ بقول ابن ندیم بغدادی ۶۲ برس کی۔ بقول اسحٰق ۷۰ برس کی۔ اور بعض کی رائے مین ۶۸، ۸۰ و ۱۰۸ سال کی عمر مین وفات پائی۔

انمین سے قول اول و دوم یعنی ۶۱ یا ۶۲ سال کی عمر پانا زیادہ معتبر معلوم ہوتا ہے جسکی تقسیم حسب ذیل ہے:-

سنہ ولادت - ۳۸۴ قبل مسیح۔

---

[1] سکندر کی وفات پر ارسطو کو اسقدر رنج ہوا کہ اُسنے چالیس یوم ماتم برپا رکھا۔
ایک مورخ کا یہ بھی بیان ہے کہ ارسطو سکندر کی وفات سے پہلے ہی راہی ملک بقا ہوچکا تھا۔ مگر یہ قول کم معتبر معلوم ہوتا ہے۔

[2] سیرس کا ایک پادری اور ایمازارس اور دیانی ارسطو کے جانی دشمن تھے۔

[3] بعض مورخین کی رائے ہے کہ وہ خود ہی بنظر مصلحت وہان سے چلا گیا۔

بڑی بڑی عالیشان عمارات بنوائیں جو مشہور و معروف آئینہ سکندری جو مدت تک اسکندریہ میں لگا رہا آج کے صنایع و بدایع سے تھا۔ اسکندری مینار اب تک اسی کی یادگار موجود ہے۔ ارسطو سے تو اسنے صرف ایک جزو علم حکمت کی تعلیم پائی تھی) اور اور دیموس تھیوفرسٹس وغیرہ اپنے زمانہ میں علم و دولت اور شرافت میں سربرآوردہ شاگرد تھے۔

۱۱- ارسطو کا حلیہ - اسکا رنگ اُجلا - قد میانہ بال گھنے - سر بڑا - چہرہ بالائی جانب سے کشادہ اور ٹھوڑی کی جانب کو بتدریج تنگ - ناک اونچی آنکھیں چھوٹی اور سرخی مایل - دہن تنگ اور سینہ چھوٹا تھا۔

۱۲- ارسطو کی حرکات و سکنات و عادات وغیرہ تنہا تیز رفتار مگر کسی کی ہمراہی میں آہستہ چلتا باتیں بہت آہستہ آہستہ اور ٹھہر ٹھہر کر کرتا سوالات کا جواب بہت مختصر مگر اطمینان بخش دیتا۔ جنگلوں اور سبزہ زاروں میں سیر کے لئے اکثر جایا کرتا۔ راگ کا بھی کچھ شوق رکھتا تھا۔ غذا لطیف اور کم مقدار میں کھاتا اور ہر قسم کے گوشت اور شراب وغیرہ نشئی اشیا اور شہوت پرستی سے سخت نفرت رکھتا لباس سادہ موٹا جھوٹا پہنتا۔ کم سوتا۔ اپنے استاد کی طرح ایذا رسانی جانداران کو سخت گناہ جانتا متواضع - بامروت - خلیق - نیک چلن اور اہل ریاضت کا بڑا دوست تھا - حلم اور تحمل اسکے مزاج میں اسقدر تھا کہ مناظرہ کے وقت جب دیکھتا کہ دوسرا فریق تنگ آگیا ہے تو اسکی خوشنودی کے لئے خواہمخواہ اسکے قول پر قایل ہو کر اپنی خطا مان لیتا اور نہ چاہتا کہ فریق مخالف کے دل پر کوئی صدمہ بوجہ مغلوب ہوجانے کے پہونچے اور وہ مجلس سے رنجیدہ خاطر ہو کر جاوے۔

۱۳- ارسطو کا مذہب - ارسطو مثل اپنے استاد افلاطون کے روح و مادہ دونوں کی ہستی کا قایل تھا بت پرست تھا مگر مثل اپنے استاد کے اس سے مخالفت بھی مطلقاً نہ رکھتا تھا چنانچہ اسیوجہ سے بعض مورخین کی رائے میں وہ بت پرست تھا مگر بت پرستی کے طریق مروجہ کو کسی حد تک ناپسند کرتا تھا مسئلہ تناسخ کو جیسا کہ فیثاغورث وغیرہ بعض حکما نے مضبوط عقیدے کے ساتھ تسلیم کیا ہے اسنے صاف الفاظ میں کہیں تسلیم کیا معلوم ہوتا اور نہ ہی اسکی کہیں تردید کی معلوم ہوتی ہے۔ اعمال کی سزا و جزا کو مانتا تھا۔ تزکیہ نفس و صفائی قلب کو باعث نجات جانتا تھا مگر اس امر میں عملاً اپنے استاد سے بہت کچھ گھٹا ہوا تھا۔

۱۴- ارسطو کے دشمن جس زمانہ میں کہ ارسطو اتھینس کے قریب شہر لوقیون (مدینۃ الحکما) میں لوگوں کو علم حکمت کی تعلیم دے رہا تھا اور اپنی روز بروز بالابیش بہا تصانیف سے شہرت عظیم حاصل کر رہا تھا اسیوکرٹ وغیرہ دیگر حکما و علما زمان کی شہرت روز بروز زایل ہوتی جاتی تھی جسکی وجہ سے وہ لوگ انپر حسد کی نگاہیں ڈالنے اور سخت عداوت رکھنے لگے - علاوہ بریں اس فاضل حکیم کے آزادانہ اور فلسفیانہ خیالات جنکو کسی خاص مذہب سے کوئی تعلق نہ تھا یونان کے متعصب طبع پادریوں اور پجاریوں وغیرہ کی طبایع کو برانگیختہ کر رکھا

۱۰- ارسطو کے شاگرد - ارسطو کے شاگرد بہت سے تھے جنمیں کئی ایک بادشاہ کئی شاہزادے کئی امیرزادے اور بہت سے دیگر معزز لوگ تھے - چنانچہ تاوفرسطس (ارسطو کی خالہ کا بیٹا و بقول بعض ارسطو کا بھتیجا تھا جسکو سقراطلس یا طلس فراس بھی کہتے تھے) یموتس - ارمینوس - اسخولوس - سکندر اعظم - بلیناس (جو نیرنج و طلسمات وغیرہ علوم غریبہ میں طاق اور اعجوبہ روزگار تھا جسنے

اور فلسفہ روحانی و ابدانی و علم نجوم و ریاضی وغیرہ پر اسنے کل دو سو اسی چھوٹے بڑے رسالے تحریر کیے - حکیم سقراط نے کچھ عرصہ تک اسی کی شاگردی میں رہکر فضیلت حاصل کی - بعدہ سقراط کی تعلیم سے افلاطون نے اور افلاطون کی تعلیم سے ارسطو نے تمام و کمال فایدہ اوٹھایا اور اسطرح ہندوستان ہی کا علمی خزانہ اس فاضل حکیم (ارسطو) کو اپنے استادوں سے گویا میراث میں ملا جسکی بدولت اسنے مغربی ممالک میں شہرت عظیم حاصل کی - چونکہ اس سے قبل حکماء یونان و دیگر ممالک مغربی میں سے کسی نے علم منطق پر کافی شرح و بسط کے ساتھ کوئی رسالہ نہیں تحریر کیا اور نہ مترجمان میں سے کسیکو کوئی اور پہلا رسالہ ہاتھ لگا - اسلیے مترجمان و دیگر علماء ممالک مغربیہ کے نزدیک اسی حکیم کو موجد المنطق سمجھا جانا کچھ نادرست بھی نہیں ہے - و نیز چونکہ افلاطون کے زمانہ تک حکماء یونان اپنے علم کو عوام پر شایع کرنے میں بخل سے کام لیتے رہے مگر بخلاف اسکے ارسطو نے اُسے خوب شایع کیا اور سب سے پہلے اسی کی تصانیف علماء عرب وغیرہ کو ترجمہ کرنیکے لیے زیادہ تر ہاتھ لگیں جنمیں علم حکمت کے مسائل زیادہ توضیح و تشریح کے ساتھ ملے اسلیے اس حکیم نے بہ نسبت دیگر حکماء یونان کے (جنمیں سے بعض علم و فضل میں فی الحقیقت اس سے کم نہ تھے بلکہ بعض تو مثل افلاطون و فیثاغورث کے روحانی فلسفہ کی دانست و صفت قلب میں اس سے کہیں فوقیت رکھتے تھے) زیادہ شہرت پائی اور معلم اول وغیرہ خطابات سے نامزد ہوا - نوٹ بعض کا یہ بھی قول ہے کہ علم منطق کا موجد

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۱ - دو سو سال قبل کا ہی اسقدر ذخیرہ بالمشرح موجود تھا کہ جسکے مقابلہ میں ارسطو کی جملہ تصنیفات کا مجموعہ کچھ حقیقت نہیں رکھتا - مہاتما موصوف کی تصانیف کی فہرست کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ارسطو یا دیگر حکما و اطبا کی جملہ تصانیف میں کوئی مضمون ایسا نہ تھا جو انکی تصنیفات میں مکمل و بالتشریح موجود نہ ہو (دیکھو رسالہ مہاتما گوتم اور اسکی تصنیفات) بلکہ حکیم فیثاغورث کی (جسکو اہل ہند نے یونا چاریہ کے نام سے لکھا ہے) اور جو مہاتما گوتم کی وفات سے دس پانچ برس بعد ہی ہوا ہے سوانح عمری دیکھنے سے عیاں ہے کہ اسنے علم حکمت کی تعلیم ہندوستان میں اور کچھ مدت مصر میں بکر جہاں اس سے قبل ہند کا علمی خزانہ بہت کچھ پہونچ چکنے کا ثبوت ملتا ہے حاصل کی تھی اور پھر یونان میں واپس جاکر اسکو پھیلایا جہاں یہی حکیم جملہ حکماء یونان کا استاد کہلایا اور فلسفہ کا بانی سمجھا گیا - لکھا ہے کہ اسکا طرز تعلیم اور اسکے خیالات مذہبی اہل ہند سے بالکل مطابقت رکھتے تھے - اسکو گوشت سے سخت نفرت تھی مسئلہ تناسخ (آواگون) کو مضبوط عقیدہ کیے ہوئے تھا یہانتک کہ ہم جیسا کہ اسکا بڑا اعمال تھا اور اپنے جنم ہاے سابقہ کا حال بھی کچھ اسکو معلوم تھا

کتاب المشتغل - رسالہ ذہبیہ - ۵۲

۹ - ارسطو کی شہرت و عزت - ارسطو نے اپنی تصانیف سے اسقدر ناموری اور عزت حاصل کی کہ نہ صرف علمار زمان بلکہ تمام آنیوالی نسلین بھی اُسکو موحد المنطق [۱۵] - معلم اول - شیخ الحکما - خاتم الحکما اور معلم الحکما وغیرہ معزز ناموں سے خطاب کرتی چلی آئی ہیں۔

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۰ - قبل مسیح فالج کی بیماری سے قریبًا سو سال کی عمر مین جبکہ ارسطو کی عمر قریبًا ۲۳ سال ہی کی تھی وفات پائی - اس سے پہلے علم طب مین کمال رکھنے والے صرف چھ شخص یونان مین ہوے - اسقلینوس اول - غیثاغورث - ملیسوس - سیراسندس - افلاطون - اسقلینوس ثانی - ساتوان بقراط ہوا اسکے بعد آٹھوان نامی طبیب جالینوس ہوا جسنے کہتے ہین کہ چارسو کے قریب کتب تصنیف کین۔

۱۴ ارسطو کی تصنیفات مین سے بہت سی کتب کے عربی فارسی سریانی وغیرہ ترجمے ہونیکا سبب یون لکھا ہے کہ ایک شب کو مامون عباسی نے ارسطو کو خواب مین دیکھا کہ ایک تخت پر بیٹھا ہوا ہے - مامون اول اُسکو دیکھکر ڈرا پھر قریب جاکر نام دریافت کیا جواب ملا مین ارسطا طالیس (ارسطو) ہون - مامون نے خوش ہوکر عرض کی کہ "اے حکیم نیک کون ہے؟" جواب دیا کہ "جسکے نیک ہونے پر عقل حکم کرے" پھر عرض کی کہ "مجھکو کچھ نصیحت فرمائیے" کہا کہ "تجھکو توحید اور ہمنشین نیک کی صحبت نصیب ہو" جب صبح ہوئی اور مامون خواب سے بیدار ہوا تو اُسنے ارادہ اپنے دل مین ٹھان لیا کہ ارسطو کی تصنیفات کو بہم پہنچاکر ترجمہ کرائے - پس شاہ روم کو ایک خط بطلب کتب ارسطو تحریر کیا - اُسنے حد سے زیادہ کوشش کرکے ایک محفوظ مکان سے کہ جو قسطنطین کے وقت سے اہل یونان مین مقفل تھا حکما و فلسفہ کی کتب پیدا کین اور اُنمین سے پانچ اونٹ کا بوجھ مامون کے پاس بھیجا - مامون نے ایک جماعت مقرر کی جسنے اُن تمام کتب

بقیہ نوٹ - کو یونانی سے عربی مین ترجمہ کیا - اُنمین حنین بن اسحٰق و حبیش بن حسن و ثابت بن قرۃ اور چند دیگر لوگ تھے جنمین سے ہر ایک کو پانچ پانچسو دینار ماہواری دیے جاتے تھے - انکے بعد ابو محمد عبداللہ احمد نے جو ابو موسیٰ بن شاکر کے بیٹے علامۂ دہر تھے اس کام مین جان و مال تک صرف کرنے مین دریغ نہین کیا - بعد انکے اور کئی ایک علمار اسلام نے بھی ارسطو کی تصانیف کے ترجمے و شرحین وغیرہ کین -

نوٹ - لکھا ہے کہ اس فاضل حکیم کی بہت سی تصانیف **پیرس** کے پادریون کے حکم سے جلادی گئین مگر **یوپ اطرمین** کے عہد مین سنہ ۱۳۶۶ء مین پھر یہ بندوبست کیا گیا کہ ارسطو کی تصانیف جمع کیجاوین چنانچہ آخر سنہ ۱۴۵۲ء مین ایک بڑا ذخیرہ جمع ہوگیا۔

۱۵ ارسطو دراصل نہ موحد المنطق تھا اور نہ معلم اول وغیرہ معزز ناموں کا مستحق کیونکہ ہندوستان مین علم حکمت و علم اللسان اور اُسکے جملہ فروعات علم الٰہی - علم ریاضی - علم طبعی و ہندسہ - اخلاق - ترکیب المنزل - سیاست مدنی اور علوم صرف و نحو - فصاحت و بلاغت - عروض و قافیہ - انشا و لغت اور منطق وغیرہ وغیرہ اور اُنکی انواع و اقسام پر بہا تمام گوتم مہرشی کی تصنیفات سے جنکا زمانہ ارسطو کی ولادت سے قریبًا

۹۱- کتاب فی تذکرت عدۃ - ۲۲ مقالات مین-
۹۲- کتاب آخر فی تذکرات عدۃ آخر - ایک مقالہ مین
۹۳- کتاب فی للمناقضات - ایک مقالہ مین -
۹۴- کتاب المضاف - ایک مقالہ مین -
۹۵- کتاب فی الزمان - ایک مقالہ مین -
یہہ کتاب ابلیقون کے خزانہ مین ملی تھی
۹۶- کتاب فی تذکرات آخر - تقریبًا ۸ جزو مین
اسمین چند رسالے ملحق ہین۔
۹۷- کتاب فی سیر المدن - ۲ مقالات مین -

۸ (د) اس فاضل حکیم نے کتب مفصلہ ذیل بالخصوص سکندر کے لئے تصنیف کی ہین-

۱- کتاب السیاست - ۷ مقالات مین
۲- سر الاسرار - وصیتون مین -
۳- رسالہ فی تدبیر الملک - چند مقالات مین-
۴- کتاب الروحانیات واعمالہا فی الاقالیم
۵- کتاب الاسماطاطیسی -
۶- کتاب الاصطمانیس وصنعہ حین اراد الخروج الی بلد الروم-
۷- کتاب فی طبایع العالم-
۸- کتاب الیتیم وہو-
۹- کتاب الطالب والمطلوب-
۱۰- کتاب الغالب المغلوب -

۸ (ہ) ارسطو کی چند دیگر متفرق تصنیفات -

۱- کتاب فی المقالات الصغار کے علاوہ چند اور رسالے اپنے بڑے بیٹے اوذیمس کیلئے-
۲- چند رسالجات تقریبًا بتیس اجزا مین جو حکیم اندرونقوس کو دستیاب ہوے -
۳- یونانی شاعر اومیرس[۱] کے مشکل اشعار کے حل مین ایک رسالہ قریبًا دس جزو مین-
۴- کتاب الفراست - کتاب السیاست المدنیہ کتاب السیاست العمیقہ - کتاب توجیہ علی مذہب بقراط[۲] - کتاب فی الاعداد - کتاب فی الباب کتاب فصل النفس - کتاب فی العظم الذی لا یتجزا

---

[۱] یہہ نامی شاعر جو حکیم بھی تھا موسیٰ نبی سے ۵۰۹ برس قبل پیدا ہوا - اسکی شاعری ایسی کمال کی تھی کہ اُسکے اشعار کو ارسطو اکثر اپنے زیر مطالعہ رکھا کرتا تھا جسکے مضامین سراپا توحید و عرفان سے مملو تھے-

[۲] بقراط یونان کا ایک بڑا نامی طبیب ہوا ہے - اسکی ولادت سنہ ۴۶۰ قبل عیسی مقام قوس مین ہوئی - اسکی بابت جالینوس لکھتا ہے کہ اسکو علاوہ طب کے علم ہیئت اور نجوم مین بھی اعلیٰ دستگاہ تھی - اسکی نسل آبائی حکیم استقلینوس اول سے ملتی ہے - یونان مین علم طب کا موجد اگرچہ حکیم استقلینوس تھا مگر مرنیکے وقت اُسکی یہہ وصیت تھی کہ اُسکی اولاد غیر آدمی کو کبھی یہہ علم نہ پڑھاوے - یہہ شرف اپنے ہی خاندان مین رکھے - چنانچہ مدت تک ایسا ہی عمل رہا مگر بقراط نے بخلاف وصیت استقلینوس کے اور بخلاف مرضی اپنے بھائیون کے اسکو خوب شایع کیا اور فیض عام جاری کر دیا پس سب سے پہلا شخص جسنے یونان مین علم طب کو شایع کیا بقراط ہی تھا - اسکی تصنیفات سے ساٹھ کے قریب طبی کتب ہین جو اس علم مین بڑی مستند سمجھی جاتی ہین - اس فاضل طبیب کی بابت بہت سی عجیب غریب روایات مشہور ہین جنکی بابت نہین کہا جاسکتا کہ کہانتک قابل یقین ہین - اسنے ۱۰۴ سال

۴۶۔ کتاب افلاطن فی بیان اللذات۔
۴۷۔ کتاب فی اللذات۔ ۲ مقالات مین۔
۴۸۔ کتاب فی الذکر والنون۔ ایک مقالہ مین
۴۹۔ کتاب فی الحرکت الحیوانات وتشریحات۔ ۷ مقالات مین۔
۵۰۔ کتاب طبائع الحیوانات۔ ۱۰ مقالات مین
۵۱۔ کتاب فی اعضاء التی بہا الحیات۔ ۴ مقالات مین
۵۲۔ کتاب فی کون الحیوان۔ ۵ مقالات مین
۵۳۔ کتاب فی حرکات الحیوانات الکائنۃ علی الارض ایک مقالہ مین۔
۵۴۔ کتاب فی طول العمر وقصرہ۔ ایک مقالہ مین۔
۵۵۔ کتاب فی الحیات والموات۔ ایک مقالہ مین
۵۶۔ کتاب فی مابعد الطبیعت۔ ۱۳ مقالات مین
۵۷۔ کتاب فی المسایل الہیولانیہ۔ ایک مقالہ مین
۵۸۔ کتاب فی مسایل الطبیعت۔ ۴ مقالات مین۔
۵۹۔ کتاب فی تقسیم۔ ۲۶ مقالات مین۔ جس مین اقسام زمان واقسام نفس وشہوت اور اقسام فعل فاعل ومنفعل ومحبت اور انواع حیوانات ودیگر موجودات کے حرکات اور انواع خیر وشر وغیرہ کا مفصل بیان ہے
۶۰۔ کتاب فی تقسیم افلاطون۔ ۶ مقالات مین۔
۶۱۔ کتاب فی قسمت الشروط۔ ۳ مقالات مین
۶۲۔ کتاب فی مناقضت من یزعم بان توخذ مقدمات النقیض من نقض القول۔ ۳۲ مقالات مین
۶۳۔ کتاب فی الموضوعات۔ ۴۴ مقالات مین
۶۴۔ کتاب فی النفی (موسوم بہ ایطاس) ۱۳ مقالات
۶۵۔ کتاب فی الموضوعات الشقیہ۔ ایک مقالہ مین
۶۶۔ کتاب فی الموضوعات الطبعتہ۔ ایک مقالہ مین
۶۷۔ کتاب فی بحث الموضوعات۔ ایک مقالہ مین
۶۸۔ کتاب فی الحدود۔ ۱۶ مقالات مین۔
۶۹۔ کتاب فی الاشیا تحدیدیہ۔ ۴ مقالات مین
۷۰۔ کتاب فی تحدید طوبیقا۔ ایک مقالہ مین۔
۷۱۔ کتاب فی تقویم حدود طوبیقا۔ ۳ مقالات مین
۷۲۔ کتاب فی موضوعات تقویم بالحدود۔ ۲ مقالات مین
۷۳۔ کتاب فی مناقضۃ الحدود۔ ۲ مقالات مین
۷۴۔ کتاب فی التقویم التحدیدیہ ۲ مقالات مین۔
۷۵۔ کتاب فی المسایل ۶۸ مقالات مین۔
۷۶۔ کتاب فی المقدمات المسائل۔ ۳ مقالات مین
۷۷۔ کتاب فی مسایل الادویہ۔ ۴ مقالات مین۔
۷۸۔ کتاب فی الوصایا۔ ۴ مقالات مین۔
۷۹۔ کتاب فی التذکرات۔ ۲ مقالات مین۔
۸۰۔ کتاب فی الطب۔ ۵ مقالات مین
۸۱۔ کتاب فی تدبیر الغذا۔ ایک مقالہ مین
۸۲۔ کتاب فی الفلاحت۔ ۱ مقالات ۔
۸۳۔ کتاب فی الرطوبات۔ ایک مقالہ مین۔
۸۴۔ کتاب فی النبض۔ ایک مقالہ مین
۸۵۔ کتاب فی الاعراض العامیہ ۳ مقالات مین
۸۶۔ کتاب فی تناسل الحیوان ۲ مقالات مین
۸۷۔ کتاب آخر فی تناسل الحیوانات۔ ۲ مقالات
۸۸۔ کتاب فی المقدمات۔ ۲۳ مقالات مین۔
۸۹۔ کتاب آخر فی المقدمات آخر۔ ۷ مقالات
۹۰۔ کتاب فی سیاست المدن وعدد الامم۔ ۱۷۱ بڑے بڑے شہرون کے مفصل حالات مین

۲- کتاب فی الخطوط - علم تعلیمی مین
۳- کتاب فی الحیل - ایک
۴- کتاب النبات - اشیاء مرکبہ کی کلیات کے وصف مین -
۵- کتاب النفس - اشیاء مرکبہ کے اجزاء کے وصف مین -
۶- کتاب الصحت والسقم - "
۷- کتاب الشباب والہرم "
۸- کتاب النیازک
۹- کتاب جرمی الشمس والقمر ولبعدہما -
۱۰- کتاب فی المقالات الکبار - علم اخلاق پر دو مقالون مین -
۱۱- کتاب فی المقالات الصغار - علم اخلاق پر آٹھ مقالون مین - یہہ کتاب ارسطو نے اپنے بیٹے اوذیمیس کے لیے لکھی تھی اسلئے اسکا نام یونانی زبان مین اوذیمیا ہے -
۱۲- کتاب فی تدابیر المدن - آٹھ مقالات مین
۱۳- کتاب الحرکات - ۸ مقالات مین -
۱۴- کتاب فی المسایل الحیلیہ - ۲ مقالات مین
۱۵- کتاب فی صناعت الشعر - ۲ مقالات مین
۱۶- کتاب فی الروح - ۳ مقالات مین
۱۷- کتاب فی المسایل ۳ مقالات مین
۱۸- کتاب فی النیل المصر - ۳ مقالات مین
۱۹- کتاب فی الجامع الصناعات - ایک مقالہ مین
۲۰- کتاب فی المحبت - ۳ مقالات مین -
۲۱- کتاب الکنایات والطبیعت -

۲۲- کتاب فی علل النجوم
۲۳- کتاب الانواء
۲۴- رسالہ فی الیقظہ
۲۵- کتاب القول علی الربوبیۃ -
۲۶- کتاب المسایل الطبیعۃ (معروف بکتاب المسایل)
۲۷- کتاب طاطانوسیقا (معروف بہ کتاب مابعد الطبیعت) ۱۲ مقالات مین
۲۸- کتاب نعت الحیوانات الغیر ناطقہ وما فیہا من المنافع والمضار -
۲۹- کتاب الصیاح الخیر المحض
۳۰- کتاب الملاطیس
۳۱- کتاب فی نفث الام
۳۲- کتاب المعادن
۳۳- کتاب اسرار النجوم
۳۴- کتاب فی ترغیب الفلسفہ - ۳ مقالات مین
۳۵- کتاب سوفسطس - ایک مقالہ مین
۳۶- کتاب فی صناعہ ریطوری - ایک مقالہ مین
۳۷- کتاب فی البیان عدل - ۴ مقالات مین
۳۸- کتاب فی الریاضت الادب ۴ مقالات مین
۳۹- کتاب فی شرف الجنس - ۵ مقالات مین
۴۰- کتاب فی انقسام الخطوط وعدم انقسامہا - ۳ مقالات مین -
۴۱- کتاب فی صفت العدل - ۴ مقالات مین
۴۲- کتاب فی التباین والاختلاف - ۴ مقالات مین
۴۳- کتاب فی بیان العشق - ۳ مقالات مین
۴۴- کتاب فی وجود الصور وعدمہا - ۳ مقالات مین
۴۵- کتاب فی الاختصار الاقوال -

اسمین تمام اشیاء طبعیۃ کے مبادیات کی تعداد اور انکی تعریفات ہین۔

(۲) سماع عالم۔ چار مقالات مین ہے۔ اسمین خاص خاص اشیاء کی خاص طبایع کا بیان ہے

(۳) کون و فساد۔ کئی مقالات پر منقسم ہے۔ اسمین استحالات کا بیان ہے

(۴) آثار علویہ۔ چند حصص مقالات مین ہے۔ اسمین بسایط کا بیان ہے۔

(۵) حس و محسوس۔ دو مقالون مین ہے۔ اسمین اشیاء مرکبہ کی کلیات کا وصف ہے۔

(۶) حیوان۔ انیس مقالات مین ہے۔ اسمین اشیاء مرکبہ کے جزئیات کا وصف ہے۔

سوم الٰہیات۔ یہہ کتاب یونانی حروف کی ترتیب پر مرتب کیگئی ہے اور تیرہ[1] مقالات پر منقسم ہے۔

چہارم اخلقیات۔ یہہ تین ضخیم حصص مین منقسم ہے۔

(۱) کتاب[2] الاخلاق۔ بارہ مقالات مین نفس کی اصلاح مین ہے۔

(۲) کتاب المرآۃ۔

(۳) اثو لوجیا[3]

۸ (ب) اس فاضل حکیم کی تصنیفات مین سے بعض کتب کلیات، کے نام سے اور بعض جزئیات کے نام سے موسوم ہین۔ کتب کلیہ ستائیس[6] ہین جنمین ہر ایک مسئلہ باتفصیل نکتہ چینی کے بیان کیا گیا ہے انمین سے بعض مین بالالتزام تین امور بیان ہوے ہین:۔

(۱) فلسفہ علم تعلیمی (علم اوسط و علم ریاضی) علم طبعی۔ اور علم الٰہی کے متعلق۔

(۲) اعمال فلسفہ۔ اخلاق (اصلاح نفس) اور سیاست مدنی و سیاست منزلی کے متعلق۔

(۳) آلات مستعمل فی الفلسفہ۔ علم منطق کے متعلق۔

کتب جزئیہ مین صرف ایک ایک ہی امر یا مسئلہ سے بحث کیگئی ہے۔ یہہ کتب وسایل کے نام سے بھی معروف ہین اور وہ شمار مین کتب کلیہ سے کچھ زیادہ ہین۔

۸ (ج) ارسطو کی تصنیفات مین سے چند دیگر کتب کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ کتاب المناظر۔ علم تعلیمی مین۔

---

[1] ان مقالات کی بھی عربی و سریانی وغیرہ زبانون مین نقلین و ترجمے و خلاصے و شرحین و تفسیرین اسحق و یحییٰ و ارسطات کندی و ابو بشر متی و حنین و ثامسطیوس و سوبانوس وغیرہ نے کی ہین۔

[2] اسکی شرح فرفوریوس نے و ثامسطیوس نے اور ترجمہ حنین نے اور کئی مقالات کی نقل اسحق نے کی ہے۔ فاضل مسکویہ نے کتاب طہارۃ میں اسکے اخلاق کے فوائد تحریر کئے ہیں محقق طوسی اور علامہ دوانی نے

بقیہ نوٹ۔ انکو کتاب اخلاق ناصری و اخلاق جلالی میں بزبان فارسی نقل کیا ہے۔

[1] اسکا ترجمہ حجاج بن مطر نے کیا ہے۔

[2] اسکی تفسیر ہندوستان میں کیگئی ہے۔

اُن اقوال کا بیان ہے جنسے قیاسات مشترکہ کی تمیز ہوتی ہے۔

(۴) [۴۹] انوریقیطیا۔یا۔انولوطیقاے ثانی (برہان) اسمین وہ قوانین ہین جنسے اقوال برہانیہ ونیز امور فلسفیہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

(۵) [۵۰] طوبیقا (جدل) اسمین قوانین متعلقہ جدل ہین جنسے اقوال جدلی کا امتحان ہونا اور سوال جواب جدلی کی کیفیت معلوم ہوتی ہے۔

(۶) [۵۱] سوفسطیقا (مغالطہ یا حکمت موہومیہ) اسمین مغالطہ دینے والے امور اور اُنسے بچنے و اُنکو زایل کرنیکے قواعد وقوانین مندرج ہین

(۷) [۵۲] ریطوریقا۔یا۔ریطوریہ (خطابیات) اسمین خطابیات کا مکمل بیان ہے

(۹) [۵۳] انوطیقا۔یا۔فویطیقا (شعر) اسمین فن شعر کے متعلق پورا بیان ہے

[۵۴] دوم **طبیعات**۔اس علم پر چھ بڑی بڑی ضخیم کتابین حسب ذیل ہین۔

(۱) [۵۵] سماع طبیعی (سمع الکیان) آٹھ مقالات مین

بقیہ نوٹ صفحہ ۵۔ انتخاب سریانی وعربی وغیرہ مین حنین واسحاق، وثاسیطوس وغیرہ حکماء عرب و یونان وغیرہ نے جزاً وکلیتاً کئے ہین۔

[۵۰] اسکے بعض اجزا کا ترجمہ اسحق وحنین نے سریانی مین اور متی نے عربی مین کیا ہے۔ثاسیطوس واسکندر فریدوسی وغیرہ نے، شرحین کی ہین۔یحیی نحوی و ابویحیی مروزی اور استاد متی نے اصل کتاب پر کچھ نکتہ چینیان بھی کی ہین۔

اس جزو چہارم کو منطق کے تمام باقی اجزا پر فوقیت دیگئی ہے۔یہ اصل ہے اور باقی سب اُسکے تابع ہین۔انمین اول تین اجزا اس چہارم کے لئے آلات سمجھے جاتے ہین۔اور باقی چارون مین سے ہر ایک اسکی معرفت مین اعانت ونیز اسکی تحدید وتعریف ہوتی ہے۔

[۵۱] اسکا ترجمہ سریانی ابن اسحق نے اور اسکا عربی ترجمہ یحیی بن عدی نے کیا ہے۔اسکے سات مقالے دمشقی نے اور آٹھ مقالے ابراہیم بن عبداللہ نے

بقیہ نوٹ صفحہ ۵ ترجمے کئے ہین۔اسکی ایک تفسیر یحیی بن عدی نے ایکہزار کتابی اوراق مین لکھی ہے۔فارابی واسکندر وآلبینوس وغیرہ نے اُسکی شرحین لکھی ہین۔

[۵۲] اسکا ترجمہ سریانی مین ابن فاعمہ وابوبشر متی نے اور عربی مین یحیی بن عدی وقویری اور ابراہیم بن گموش نے کیا ہے۔کندی وغیرہ نے شرح کی ہے۔

[۵۳] اسکا ترجمہ اسحق وابراہیم بن عبداللہ نے اور شرح فارابی نے قریباً سو ورق کتابی مین کی ہے۔

[۵۴] اسکا ترجمہ ابوبشر متی ویحیی بن عدی نے اور خلاصہ کندی نے کیا ہے۔

[۵۵] انمین سے ہر ایک پر حکماے یونان وعرب وغیرہ کی جزاً وکلاً بہت سی شرحین وترجمے واختصار سریانی وعربی وغیرہ مین ہین۔بعض حکماے عرب نے کسی کسی مضمون پر اعتراضات بھی کئے ہین بعض نے اصلاح اور بعض نے اپنی راے زنی بھی کی ہے

طبی وغیرہ سب پڑھا دیے جس سے فیلقوس اسکی بہت بڑی عزت کرنے لگا حتیٰ کہ اُسکا اُجڑا ہوا وطن پھر آباد کر دیا - اسکے بعد جب سکندر اعظم اپنے باپ فیلقوس کے انتقال پر اُسکا جانشین ہوا تو اُسنے ارسطو کو اپنی وزارت کے معزز عہدہ پر سرفراز فرمایا -

۷ - لوقیون مین ارسطو کا پھر مدرسہ کھولنا -

اب ارسطو کو سکندر اعظم کی وجہ سے اگرچہ ہر قسم کی آسایش اور پورا عیش و آرام حاصل تھا مگر چونکہ اُسمین ایک حکیمانہ روح تھی اور وہ اپنے اُستاد افلاطون کی اس نصیحت کو کبھی نہ بھولا تھا کہ "حکمت یا علم اسلیے نہین ہے کہ وہ دست بستہ کسی حکمران کے سامنے کھڑا ہوا اور یہ کھڑا ہونا ہی صرف علم کا معراج سمجھا جائے" اسلیے اُسنے سفر کا قصد کر کے سکندر سے جبکہ وہ ملک گیری کے خیال سے فوج لیکر بلاد آسیا سے آگے بڑھا اجازت چاہی سکندر ارسطو سے اسقدر محبت رکھتا تھا کہ ہر مہم مین اُسکو اپنے ہمراہ رکھتا اور کسیوقت اُسکی جدائی کو گوارا نکر سکتا تھا اسلیے اُسنے ارسطو کو بدقت اجازت دی - یہ سکندر سے رخصت ہو کر اور مقدونیہ مین قلشانس کو اپنا خلیفہ بنا کر شہر اتھنس دار الخلافت یونان مین پہونچا اور اُسکے قریب مقام لوقیون (مدینۃ الحکما) مین دس سال تک مقیم رہا - اس عرصہ مین یہان اُسنے علم حکمت کی تعلیم پھر شروع کر دی - اور اپنی مختلف قسم کی صدہا تصانیف سے شہرت عظیم حاصل کی -

۸ - ارسطو کی تصنیفات

(۱) ارسطو کی تصنیفات حسب تفصیل ذیل چار درجون مین منقسم ہین :-

اول منطقیات - اسکے حسب ذیل آٹھ اجزا ہین -

(۱) قاطیغوریاس[1] (مقولات عشر) اسمین اُن الفاظ و معانی کے قوانین ہین جو مفردات پر دلالت کرتے ہین

(۲) باری ارمینیاس[2] (مباحث الالفاظ) اسمین اُن الفاظ و معانی پر مباحث و دلایل ہین جنکے قوانین جزو اول مذکورہ بالا مین درج ہین

(۳) انولوطیقا اولی[3] (تحلیل قیاس) اسمین

---

[1] اسکا ترجمہ حنین بن اسحٰق نے عربی مین کیا اسکی تفسیر و شرحین حکیم - ابو نصر فارابی - ابو بشر متی ابن مقفع ابن بہریز - کندی - اسحٰق بن حنین - احمد بن طیب اور رازی وغیرہ نے کین - اور فرفوریوس یونانی - اصطفن اسکندرانی - قماس رومی - امبلیخوس لوذی تامسطیوس رومی - ثاوفرسطیس یونانی - اماخیس و ثاون و حکیم اسکندر افرودیسی وغیرہ نے بھی اسکے ترجمے و شرحین کین - اور یحییٰ نحوی و بطریرک اسکندرانی وغیرہ نے اسکے خلاصے و انتخابات وغیرہ کیے -

[2] اسکا ترجمہ حنین نے سریانی - اسحٰق نے عربی مین کیا اور یحییٰ نحوی - ابو بشر وغیرہ حکماء اسلام اور جالینوس و اسکندر افرودیسی وغیرہ حکماء دیگر نے اسکی شرحین و انتخاب کیے -

[3] یہ کتاب دو مقالون مین ہے جسکا ترجمہ و شرح و

اور بحث و مناظرہ کرو کہ "عقل" یا "نیز آدمی" کا موجود ہے۔

۵- ارسطو کی شادی ۳۴۲ قبل مسیح

مین جب افلاطون نے بلاد سفلیہ کا سفر کیا تو ارسطو دار العلم اقاڈمیا (ایکاڈیمی[1] Academy) کا جو افلاطون کا مدرسہ تھا خلیفہ بنکر رہا - پھر افلاطون کے واپس آنے اور چند ہی روز مین فالج سے انتقال کرنے پر ۳۴۷ق م مین اُسنے مقام لوقیون (مدینۃ الحکما) مین جاکر شیم کے باغ مین ایک نئے مدرسہ کی بنیاد ڈالی - کچھ عرصہ کے بعد پھر وہ اپنے وطن اسطاغیرا مین چلا آیا - مگر چونکہ اس شہر کو فیلقوس (فلپس Philip[2]) قیصر روم نے وہان کے گورنر کی نافرمانی سے طیش مین آکر برباد کر دیا تھا اسلئے ارسطو اس اُجڑے ہوے مقام پر قیام پذیر نہوا - وہان سے چلکر بہ مقام ایرینا (ارنوس) بلاد مائی سیاس مین شاہزادہ ہرمیاس (ہرمیاس) کے دربار مین پہونچا جو اُسوقت وہان کا حاکم اور ارسطو کا ہم مکتب تھا - اُسنے ارسطو کا بڑی عزت و توقیر کے ساتھ خیر مقدم کیا اور اپنی ہمشیرہ عزیزہ پی تھیس کو ارسطو سے پڑھنے کی خواہشمند پاکر تعلیم کے لئے سپرد کیا - یہ لڑکی جو ایک نہایت ہی حسین و جمیل خاتون تھی ارسطو کو اپنا خاوند بنانے کی آرزومند تھی - چنانچہ جب ہرمیاس شاہ ایران کے ہاتھ سے کسی جنگ مین مقتول ہو گیا تو اِن دونون کی باہم شادی ہو گئی -

۶- سکندر اعظم کی تعلیم کے لئے ارسطو کا تقرر اور عہدہ وزارت پر سرفرازی

پی تھیس کے ساتھ شادی ہونیکے بعد ۳۴۲ق م مین ارسطو شہر اَتھینس دار الخلافت یونان کو چلا گیا یہان پھر اُسنے ایک مدرسہ جاری کرکے علم معانی و فلسفہ کی تعلیم شروع کی - مگر شاہ فیلقوس نے جب اسکی بہت شہرت سنی تو اُسکو اپنے دار الخلافت مقدونیہ مین بلواکر اپنے بیٹے سکندر کی تعلیم پر مقرر کیا - سکندر اعظم کو ارسطو نے صرف سات آٹھ سال ہی کے عرصہ مین علوم اخلاق و بلاغت

---

[1] ایکاڈیمی = علم حکمت کی اعلیٰ تعلیم و تدریس کی مجلس

[2] بعض کتب معتبرہ سے پایا جاتا ہے کہ سکندر فی الاصل شاہ فیلقوس کا بیٹا نہ تھا بلکہ اُسکی دختر ناہید کا لڑکا تھا جو ننسال مین پیدا ہوا اور جسے فیلقوس نے بوجہ لاولد ہونیکے اپنا بیٹا مشہور کیا - جسکا حال یون لکھا ہے کہ جب فارس کے بادشاہ داراب پسر بہمن نے (جو بہمن کی دختر ہما کے بطن سے کہ اپنے باپ سے ہی حاملہ ہوئی تھی پیدا ہوا تھا) فیلقوس قیصر روم پر چڑھائی کی تو اُسنے اپنی دختر ناہید داراب کو دیکر صلح کر لی - مگر ناہید چونکہ گندہ دہن تھی اسلئے داراب نے اُسے ایران (فارس) سے باپ کے یہان کچھ عرصہ بعد واپس بھیجدی - اُسوقت وہ حاملہ تھی لیکن اسکی خبر اُسنے اپنے خاوند داراب کو نہ کی تھی - جب وہ مقدونیہ دار الخلافت روم مین آگئی تو یہان باپ کے گھر اُسکے لڑکا پیدا ہوا جسے داراب سے چھپا کر فیلقوس نے لاولد ہونیکی وجہ سے اپنا لڑکا مشہور کیا -

نے مدد کی کوشش کرتا رہا کہ اپنی تمام معلومات کو اُسکے دماغ میں بھر دوں اور جو کچھ مجھے آتا تھا میں نے بلا کم و کاست اُسکے سامنے بیان کر دیا اور بخوبی سمجھا دیا۔ مگر یہ غور کرنے کا محل ہے کہ میری ایک ہی تعلیم نے بالکل دو متضاد اثر پیدا کئے جسکو میں قصداً نہایت جانفشانی اور دلی توجہ سے پڑھاتا اور سمجھاتا رہا اُسپر کچھ بھی اثر نہوا اور جسکو تعلیم دینے کا نہ تو میرا قصد تھا اور نہ مجھکو اُسکے چھپ چھپا کر میری تقریر سُننے اور سمجھتے رہنے کا مطلقاً علم تھا اُسنے حرف بحرف جملہ مسائل حکمت کو بر زبان کر لیا اور بخوبی سمجھکر ذہن نشین کر لیا جسکی وجہ سوائے اسکے اور کیا سمجھی جا سکتی ہے کہ فطرت نے ایک کو فہم و فراست اور ذہن و حافظہ عطا کرنے میں نہایت ہی بخل سے کام لیا ہے اور دوسرے کو اِن بیش بہا نعمتوں کے بخشنے میں بڑی فیاضی دکھائی ہے۔ اِسمیں فی الحقیقت میری کوئی خطا نہیں۔"

ارسطو کو اسقدر فہیم و ذہین دیکھکر شہنشاہ نے افلاطون کو اُسکی عمدہ تعلیم کا حکم دیا اور شاہزادہ کی بدقسمتی پر سخت افسوس کیا۔

۳۔ ارسطو کی اعلیٰ تعلیم اور طریق تعلیم پر حکما کی باہمی مخالفت کا فیصلہ

شہنشاہ روقسطاس کے حکم پر افلاطون اب ارسطو کو علم حکمت کی اعلیٰ تعلیم دل لگاکر دینے لگا۔ اُنھیں ایام میں جبکہ ارسطو اپنے اُستاد کی خدمت میں تعلیم پا رہا تھا یونان میں دو بڑے گروہ طریق تعلیم پر ایک دوسرے کے سخت مخالف تھے۔ ایک علم اللسان[1] کی فضیلت کا قائل تھا اور دیگر علوم کی تحصیل کو غیر ضروری و بے سود جانتا تھا دوسرا بخلاف اسکے علم حکمت[2] کا حامی تھا اور تعلیم علم اللسان کو بالکل بیکار سمجھتا تھا۔ ارسطو نے اِن مخالفین کے بیجا اعتراضات کے نہایت معقول و مدلل جواب دیکر علم اللسان و علم حکمت دونوں کی ضرورت کو اس خوبی کے ساتھ ثابت کر دکھایا کہ ہر دو گروہوں میں سے پھر کسیکو کوئی حجت کا موقع نہ رہا۔

۴۔ ارسطو کا نام "عقل" اور "ہزار آدمی"

ارسطو کی فطرتی ذہانت و ذکاوت اور تیز فہمی کو دیکھکر افلاطون اُسپر بہت ہی شفقت کرتا اور اپنے تمام شاگردوں میں اسی کو ممتاز جانتا تھا۔ اسلئے افلاطون نے اُسکا نام "عقل" اور "ہزار آدمی" رکھ چھوڑا تھا چنانچہ جب افلاطون مجلس درس میں بیٹھتا اور اتفاق سے ارسطو موجود نہوتا اور دیگر طلبا کسی مسئلہ کو اُستاد سے حل کرنا چاہتے تو وہ شاگردوں سے کہتا کہ اچھا تھوڑی دیر ٹھیر و تا "عقل" حاضر ہو لے کبھی کہتا صبر کرو جبتک کہ "ہزار آدمی" آئے۔ اور جب ارسطو آجاتا تو کہتا کہ ہاں اب پوچھو

[1] علم اللسان میں علوم صرف و نحو۔ فصاحت و بلاغت (معانی۔ بیان۔ بدیع) عروض و قافیہ۔ انشا و لغت وغیرہ داخل ہیں۔

[2] علم حکمت میں تہذیب الاخلاق۔ تدبیر منزل و سیاست مدنی اور علم الٰہی۔ علم ریاضی۔ علم طبعی شامل ہیں

اپنے استاد کی اپنی طرف کم توجہی دیکھی تو تحصیل علم کے شوق میں اسنے شاہزادہ لطافورس شاہنشاہ روم سطاکس کے بیٹے کی خدمتگاری اختیار کی جسکو افلاطون خاص توجہ سے تعلیم دیتا تھا۔ مگر جب یہاں بھی اسنے دیکھا کہ شاہزادہ کی تعلیم کے وقت حاضر رہنے کی اجازت اسے نہیں ملی تو وہ کہیں قریب ہی چھپکر افلاطون کی تقریر کو سنا کرتا۔ شاہزادہ اسقدر کم فہم اور ناقص الحافظہ تھا کہ افلاطون کی تعلیم اسکے لئے سب بیکار جاتی تھی مگر بخلاف اسکے ارسطو اسقدر تیز فہم اور قوی الحافظہ تھا کہ اپنے استاد کی تمام تقریر کو حرف بحرف بلا کم و کاست یاد کر لیتا۔ ارسطو کی اس چالاکی سے افلاطون عرصہ تک مطلقاً بیخبر رہا۔ مگر جب کچھ مدت بعد تعلیم ختم ہونے پر شاہزادے کے امتحان کا دن[2] آیا اور مجمع علما و حکما میں اسکی زبان سے ایک لفظ بھی نہ نکلا بلکہ افلاطون کے دیگر شاگردوں میں سے بھی جنکو اسنے شاہزادہ کی جانب سے علم حکمت کے مسایل پر تقریر کرنیکا حکم دیا تھا کسیکو اتنے بڑے مجمع میں تقریر کرنے کی جرأت نہوئی تو ارسطو نے ہمت کر کے بڑی عاجزی کے ساتھ اپنے استاد سے تقریر کرنیکی اجازت مانگی۔ لیکن چونکہ ارسطو کی ظاہری حالت اور شباہت و پوشش اسوقت تک ایک ذلیل طبقہ کے آدمی سے بھی بدتر تھی اسلئے نہ افلاطون کو اور نہ مجمع میں سے کسی اور کو اسکی اس دلیرانہ درخواست پر کچھ التفات نہوئی۔ اسکے بعد جب افلاطون نے پھر اپنے شاگردوں کی طرف مخاطب ہوکر اپنے سوال کو دوہرایا تو اکی بار بھی سوائے ارسطو کے کسیکو جواب دینے کی جرأت نہوئی۔ اس لایق شاگرد نے پھر بہت ہی عاجزی و انکساری سے کہا:- "اے میرے استاد- اے معلم حکمت اگر اجازت ہو تو میں سیل ارشاد کے لیے حاضر ہوں- آنجناب نے جو کچھ شاہزادہ کو علم حکمت کے مسایل سکھلائے ہیں وہ سب بلا کم و کاست مجھے یاد ہیں" یہ سنکر افلاطون نے اسے اجازت دی- اجازت پاتے ہی ارسطو جوش مسرت سے منبر پر چڑھا اور اسقدر پر مغز حکمت آمیز فصیح و بلیغ تقریر کی کہ جملہ حاضرین اسکی اس جادو بیانی سے ایک سکتے کے عالم میں ہو گئے اور اسکو بڑی عزت و وقعت کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔

ارسطو جب اپنی تقریر کو ختم کر چکا تو افلاطون نے کھڑا ہوکر مجمع علما میں کہا:-

"میں اپنے واجب التعظیم شہنشاہ عالیجاہ کے شاہزادہ کی تعلیم میں جہانتک میرے دل و دماغ

---

[1] افلاطون نے اپنے طریقہ تعلیم کو بشرط تقدیر رکھنا مصلحت سمجھا تھا جیسا اسکے استاد کا استاد فیثاغورث کاربند تھا۔ افلاطون کا استاد سقراط بھی اس قسم کے بخل سے اگرچہ بالکل مبرا نہیں ہے کیونکہ ابتداً اسنے بھی اسی طریق کو اختیار کیا تھا مگر بعد میں اسکو اس بخل سے سخت نفرت ہو گئی اور اسلئے اپنے استاد کے اس طریق تعلیم کو قطعاً ترک کر دیا۔

[2] شہزادہ کے امتحان کا یوم السعید مقرر ہوا تھا جسکے لئے بیت الذہب (مکان طلا کار) ہر قسم کے آرایشی سامان سے معمول سے زیادہ سجایا گیا تھا۔

حکمائے قدیم کی مختصر سوانح عمریان

باب اول

حکمائے یونان

(۲) ارسطو

ارسطاطالیس (Aristotle)

۱- **ولادت وابتدائی تعلیم** - یہہ نامی حکیم ۳۸۴[1] قبل مسیح اسطاغیرا (اسٹیگیرا - اسٹیجیرا) بلاد قلقدونیہ (مقدونیہ) مین پیدا ہوا - اسکی ماں فسطیا اور باپ نیقوماخس[2] (نیقوماجس - نیکومیکس - نیکومیجس) کا سلسلۂ نسب حکیم اقلیمنوس[3] سے ملتا ہے جب اسکی عمر آٹھ سال کی ہوئی تو نیقوماجس اسکو اتھینس کے قریب شہر لوقیون مین لیگیا جہان یہہ نو سال تک ابتدائی علوم صرف ونحو فصاحت و ادب اور شعر وشاعری وغیرہ سیکھتا رہا - گرچونکہ ایام طفلی ہی مین یہہ یتیم ہوگیا اسلئے اسکی تعلیم و تربیت کا کوئی نگران نرہا - اپنے باپ کی چھوڑی ہوئی دولت کو تھوڑے ہی دنون مین اسنے لہو ولعب مین اڑادیا آخرکو جب بہت تنگ ہوگیا تو اسکے باپ کے وکیل پرفسٹانس (برقسانس) نامی ایک اللہ ترس شخص نے اسکو پڑھایا لکھایا - جب اسکی عمر سترہ سال کی ہوئی تو یہہ افلاطون[4] (پلیٹو Plato) کی خدمت مین گیا اور سنہ ۳۴۷ قبل مسیح تک بیس سال اسکی شاگردی مین رہا -

۲- **شوق علمی** اور ذہانت وحافظہ اور محبوب علماء وقعت - حنین بن اسحاق کا بیان ہے کہ جب ارسطو نے افلاطون کی شاگردی مین رکر بھی

[1] بعض کی رائے مین سنہ ۳۲۳ قبل مسیح وبعض کی رائے مین ۵۲۲۵ برس بعد ہبوط آدم -

[2] یہہ ایک بڑا نامی حکیم تھا جو حکیم فیثاغورث کے مذہب اور اسکے طریق تعلیم کا پیرو تھا - یہہ سکندر اعظم کے باپ دادا کے دربار مین بڑا امیر وطبیب تھا - اسکی تصنیفات سے دو کتب ارثماطیقی (علم عددین) اور نغم مین -

[3] اس حکیم کے مختصر حالات جاننے کے لئے دیکھو سوانح عمری حکیم افلاطون [illegible]

[4] مولوی عبدالغفور صاحب داناپوری عظیم آبادی اپنے رسالت پرکاش ملقب مظہر حق مطبوعہ مطبع احمدی پٹنہ کے صفحہ ۱ کالم اول سطر ۲ پر تحریر فرماتے ہین کہ سیمانشا شاعر کا رشتہ دار اسوا حسینی حکیم افلاطون کا استاد تھا -

مفید عام کتابیں

[illegible]

(۱) [illegible]

[illegible]

[illegible] علامات و شناخت و اسباب کے ایسے آسان

عمل دیے گئے ہیں کہ ہر شخص گھر بیٹھے مفت میں [illegible]

میں ہر مرض کا بخوبی علاج کر سکتا ہے قیمت [illegible]

رفاہ عام [illegible] ۲ [illegible]

نوٹ یہ کتاب [illegible]

[illegible] ختم ہو گئیں۔ اب دوسری بار کے [illegible]

مصنف کتاب نے ہر مرض کے [illegible]

[illegible]

(۲) قادر [illegible] حصہ اول [illegible]

[illegible]

(۳) قادر [illegible] حصہ دوم و سوم [illegible]

حصہ اول کے بعد [illegible]

اور اقسام و تاثیر و شناخت طریق [illegible]

[illegible]

[illegible]

سوانح عمری

حکیم ارسطو

اس سوانح عمری کا رسالہ دل آرام جہلم شہر کی جلد ششم بابت سنہ ۱۹۰۳ء میں ہمراہ دیگر رسائل
شائع ہو چکی ہے

مصنفہ

خادم الملک بہاری لال بی اے ... ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی اسکول ...
مصنف ... حصہ اول و دوم و سوم ... وغیرہ
... سوانح عمری حکیم افلاطون و گنجینہ معلومات وغیرہ و ترجمہ
... حصہ ... وغیرہ وغیرہ

۱ جولائی سنہ ۱۹۰۳ء

مطابق ماہ اساڑھ سمبت ۱۹۶۰ ...

مطبع منشی ... پرشاد ... شہر جہلم میں چھپی

... کتاب ... بحق مصنف ... محفوظ ہے ...

[illegible] اُس نے سب مال اسکے گھر سے اُٹھوا لیا اور [illegible]
[illegible] اور اس سے [illegible]
دل لگا کر تپ کرنا شروع کیا۔

ایک دن جب وہ مرنے لگا تب اُسنے اپنے گھروالون بیٹا بیٹیون اور پوتے پوتیون کو بلاکر کہا
وہ پیارے گھروالو اور عزیز بچو۔ کبھی کسی کام کو کرنا ہو تو کرو چھوڑو نہیں اگر کسی کام مین کامیابی حاصل نہو
تو اسکا الزام کسی دوسرے کے سر نہ لگانا۔ اپنی ناکامیابی اور دکھون کے سبب کا پتہ اپنے ہی کرمون مین لگانا
چاہئے۔ اور اُنکے دور کرنے کی کوشش بھی کرنی چاہئے۔ اگر تم خود یا گھمنڈ کا پردہ ہٹا دوگے تو تمکو ان
باتون کا پتہ جلد لگ جاویگا۔ اور تم اچھی طرح سے معلوم کرکے انکے اندر سے نکلنے کا مارگ بھی ڈھونڈ لوگے
دکھ کے کارن بھی اپنے ہی ہاتھ بہت ہین۔ تمہاری آنکھون کے آگے مایا کا پردہ نہ آجائے۔
اسکا ہمیشہ خیال رکھنا۔ اور میری زندگی جو کہاوتین بالکل سچی نکلی ہین انکو ہمیشہ یاد کرتے رہنا وہ یہ ہین

ا۔ جو دوسرون کو دکھ دیتا ہے وہ گویا ازخود کو دکھ دیتا ہے اور جو دوسرون کی بھلائی کرتا ہے وہ ازخود کی بھلائی کرتا ہے۔

۲۔ جسم سے محبت کا پردہ دور ہونے ہی اصلیت کا راستہ معلوم ہونے لگتا ہے۔

اگر تم میرے ان بچنون کو یاد رکھوگے اور اُنکے مطابق چلنے کی تدبیر کرتے رہوگے تو اپنی موت کے وقت بھی تم اچھے کرمون کی سایہ مین رہوگے اور اس سے تمہارا جیو آتما تمہارے اچھے کرمون سے امر ہو جائیگا اُپدیش۔

دہنہ باد

اس ٹریکٹ کے شائع کرنے مین حسب ذیل اشخاص نے مالی امداد عطا فرمائی ہے۔ جنکو پبلک کی طرف سے دہنہ باد دیا جاتا ہے۔

بابو بشیر سہائے بی۔ اے۔ ماسٹر اسکول عہ
بابو جے پرکاش سابق سب اورسیر دیوبند عہ
لالہ دیپ چند اس کلونت رائے سوداگر دیوبند عہ (جناب دیپ چند جین پردھان کے فنڈ سے دیا گیا ہے)
لالہ ذاکر چند جین سوداگر دیوبند عہ
لالہ [illegible] خلف لالہ [illegible] چند ساہوکار دیوبند عہ

پرکاشک۔ جوتی پرشاد ایڈیٹر جین پردیپ دیوبند

بڑی یاس سناؤنگو اب مین اپنے دل سے دہو کر صاف کر رہا ہون۔ میرے مرنے مین ابھی جو تھوڑی سی دیر باقی ہے۔ اُسمین مین اپنی اچھی خواہشات کو بڑہاؤ نگا۔ جس سے بعد مرنے جلنے کے بھی میرے دلمین وے خواہشات بنی رہین مہربانی کرکے جب تک مین نہ مردون تب تک آپ پانڈہ جوہری سے جاکر کہدیجئے گا کہ تمہارا وہ ٹکٹ جو بٹنے راجہ کے لئے تیار کرایا تہا۔ اور تمہارا وہ کل زیورجو لوٹیرون نے لوٹا تہا۔ اس پہاڑ کی قندرا مین دہرا ہوا ہے۔ اُسکو آکر لیجاؤ۔ اسکا پتہ صرف میرے دوسرا تہیون کو تہا۔ جو کہ مر چکے ہیں۔

اگر کوئی بھی کام تیاپنے کا مجھسے بن جائیگا تو اُس سے میرے پاپون کا کچھ حصہ ضرور کم ہوگا۔ میری دلی ناپاکی کا بھی کچھ حصہ ڈہل کر صاف ہو جائیگا۔ اور موکش مارگ پر چڑہنے کا کوئی عمدہ سہارا مجھے مل جائیگا۔ اس لئے اسوقت مجھے اس نیاپنے کام کے ذریعہ سے ہی اپنی بھلائی شروع کردینا ہی اچھا معلوم پڑتا ہے۔

اسکے بعد مہادت نے قندرا کا پتہ ٹھکانہ ٹھیک ٹھیک بتلا دیا۔ جسمین کہ پانڈو کی دولت جمع تھی۔ اور کچھ دیر بعد سادہو مہاتما کی گود مین سر رکھے ہوئے اپنی زندگی کا تماشہ تمام کردیا۔

(۷)

سادہو مہاتما نے کوسنامبی نگری مین جاکر پانڈو جوہری سے کل حال بیان کیا۔ پانڈو نے فوراً ہی بہت سے آدمیون کو ساتھ لیکر قندرا سے اپنی دولت نکلوائی۔ اور مہادت و دیگر لوٹیرون کے مُردہ جسم کی اگنی داہ کرا کر آخیری کریا کرائی۔ اُسوقت مہادت کی چیتا کے پاس کھڑے ہوکر شری مہک سادہو نے حسب ذیل اُپدیش دیا۔

"ہم آپ ہی برا کام کرتے ہین۔ اور آپ ہی اُسکا پہل بھوگتے ہین۔ اسیطرح ہم آپ ہی اُس بُرے کام کو چھوڑ بھی سکتے ہین۔ اور آپ ہی اُس سے پاک و صاف ہوسکتے ہین۔ یعنی پاکیزگی اور ناپاکی دونون ہمارے ہاتھون مین ہین دوسرا کوئی بھی ہمکو پاک یا ناپاک نہیں کرسکتا۔ ہمکو خود پاک ہونے کی کوشش کرنی چاہئیے۔ بُدہ بھگوان کا یہی اُپدیش ہے"

ہمارے کرم پرماتما یا کسی ایشور کے بنائے نہین ہین۔ وے سب ہمارے ہی کئے ہوئے کامون کے نام ہین۔ مانکڑے کے جالے کی طرح سے ہم اپنے ہی کرم روپی گرہن مین اوتار دہارن کرتے ہین۔ اور وے کرم ہی ہمکو ہر طرف سے لپٹ جاتے ہین۔ ہمارے ان کرمون مین سے بُرے کرم تو بد دُعا کا کام دینے ہین۔ اور اچھے کرم دُعا کا کام دیتے ہین۔ اسطرح ہماری بھلائی کا راز ہمارے ہی کرمون کے اندر چھپا ہوا ہے۔

کہ ہزاروں آدمیوں کا وزن سنبھال سکتی ہے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اُسمین ایک عجیب پنا یہ بھی ہے کہ وہ جون جون مارگ پر زیادہ چڑھتی ہے توں توں اپنے پناگیروں کو بہت کم محنت کا باعث ہوتی ہے۔ لیکن جون ہی انسان کے دلمین یہ خیال آتا ہے کہ "وہ صرف میری ہے سداہ راہ پر چلنے کا پھل صرف مجھکو ہی ملنا چاہیئے۔ اوسمین دوسرے کا حصہ نہ ہونا چاہیئے" توں ہی وہ مکڑی کا تار ٹوٹ جاتا ہے۔ اور انسان فوراً ہی خودغرضی کے غارمین جا پڑتا ہے۔ خودغرضی نرک کا سامان ہے۔ اور بے غرضی سورگ کا سامان ہے۔ اپنی جسم مین جو ([illegible]) یعنی محبت کا بہاؤ ہے وہی نرک ہے۔

سادہو کی کہانی ختم ہوتے ہی موت کے منہ مین بڑا ہوا لوٹیرہ بولا۔ مہاراج مین مکڑی کے تار کو پکڑونگا اور نرک کے گہرے گڈھے مین سے اپنی طاقت لگاکر نکلنے کی کوشش کرونگا۔

(۶)

لوٹیرا کچھ دیر کے لئے خاموش ہوگیا۔ پھر اپنے خیالات یکسو کرکے بولا۔ پوجیہ مہاراج! سنو مین آپکے پاس اپنے پاپون کا راز کھولتا ہون۔ مین پہلے کوشامبی کے مشہور جوہری پانڈو کے یہان نوکر تھا۔ میرا نام مہادت ہے۔ ایک مرتبہ اُسنے میرے ساتھہ بڑی بے رحمی کا برتاؤ کیا۔ اس وجہ سے مین اُسکی نوکری چھوڑکر چلدیا اور ان لوٹیرون کے گروہ مین شامل ہوکر انکا سردار بن گیا۔ کچھہ دنون بعد مین نے اپنے خفیہ ہمراہئیوں کے ذریعہ سے معلوم کیا کہ پانڈو ان جنگلون مین ہوکر ایک راجہ کے یہان بہت سے زیورات لیکر جاویگا۔ پس مین نے اُسپر حملہ کیا۔ اور اُسکا سارا مال لوٹ لیا۔ آپ مہربانی کرکے اُس جوہری کے پاس جائیگا اور میری طرف سے عرض کر دیجیئے گا کہ تمنے جو میرے اوپر ظلم کیا تھا۔ اُسکا خیال مین نے اپنے دل سے دور کر دیا۔ اور مین نے جو قصور تمہارے اوپر ڈاکہ ڈالکر کیا ہے اُسکی معافی چاہتا ہون جس زمانہ مین مین اُسکے یہان نوکر تھا۔ اُس زمانہ مین وہ بڑا سنگدل اور سخت تھا۔ جسکی وجہ سے مین بھی سنگدل ہوگیا تھا۔ وہ خیال کرتا تھا کہ دنیا مین خودغرضی سے بڑھکر اور کوئی پیاری چیز نہین ہے لیکن اب سُنا جاتا ہے کہ وہ بڑا پرد یکاری اور دہرماتما ہوگیا ہے۔ اُسکو عام لوگ بھلائی اور پریم کا اوتار کہتے ہین۔ اُسنے اب ایسی عجیب دولت جمع کی ہے کہ جسکو نہ تو چور چرا سکتا ہے اور نہ ڈاکہ ہرن کر سکتا ہے وہ کسی طرح ناس ہونے والی نہین ہے۔ ابھی تک میرا دل بُرے سے بُرے کاموں مین یکرنگ یک جیو ہو رہا تھا لیکن اب مین اس اندھکار مین نہین رہنا چاہتا۔ میرے خیالات بالکل تبدیل ہوگئے ہین

کرتا ہے۔ اور سلسلہ وار دے نیک کام اور بھی بے شمار نیک کامون کو پیدا کر لیتے ہین۔ اسطرح نیک کامون سے جیو کو جنم جنم مین اتنی مضبوطی حاصل ہوتی ہے کہ وہ بدھ ہوکر موکش حاصل کر لیتا ہے۔

کدنت کا رونا سُنکر دیا ساگر بدھ دیو بولے۔ کیا تو نے کبھی کسی جیو پر تھوڑی بھی دیا کی ہے۔ اگر کی ہے تو وہ دیا اب بہت جلدی تیرے پاس آئیگی اور تجھکو ان دکھون سے نجات دلاویگی۔ لیکن جب تک تیرے دل مین سے جسمانی محبت۔ غصہ۔ غرور۔ فریب۔ حسد۔ اور لالچ دور نہین ہوجاوینگے تب تک تو کل دکھون سے چھٹکارہ نہین پا سکیگا۔

کدنت بڑی ہی کھوٹی عادت کا آدمی تھا۔ اس لئے وہ یہ اُپدیش سُنکر خاموش ہوگیا۔ بدھ دیو سروگیہ تھے اُنکو کدنت کے پچھلے جنم کے سارے کرم ہاتھ پر رکھے ہوئے آنولے کے برابر جھکنے لگے انہون نے دیکھا کہ ایک مرتبہ اسنے تھوڑی سی دیا کی تھی۔ وہ ایک دن جبکہ ایک جنگل مین کو جا رہا تھا تب اپنے آگے سے جاتی ہوئی ایک مکڑی کو دیکھکر اُسنے خیال کیا تھا کہ اس مکڑی پر پیر دھر کر نہین چلنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ بیچاری بے قصور ہے۔ اسکے بعد بدھ دیو نے کدنت کی حالت پر رحم کہا کر ایک مکڑی کو معہ جال کے نرک مین روانہ کیا۔ اُسنے کدنت سے جا کر کہا لے اس جالے کے تار کو پکڑ اور اسکے سہارے اوپر کو چڑھ چل یہ کہکر مکڑی غائب ہوگئی۔ اور کدنت بڑی مشکل سے زیادہ کوشش کرنے پر اُس تار کے سہارے اوپر کو چڑھنے لگا۔ پہلے تو وہ تار مضبوط معلوم ہوتا تھا۔ لیکن اب وہ جلدی ٹوٹ جانے کی تیاری کرنے لگا جسکا سبب یہ تھا کہ نرک کے دیگر دکھی جیو بھی کدنت کے پیچھے اُسی تار کے سہارے اوپر چڑھنے لگے تھے۔ کدنت بہت گھبرایا اُسکو نظر آنے لگا کہ یہ تار لمبا ہوتا جاتا ہے۔ اور بوجھ کی وجہ سے پتلا پڑتا جاتا ہے ہان! یہ البتہ ضرور ہے کہ میرا وزن تو یہ ہر حالت مین سنبھال ہی لے جائیگا۔ اب تک اسکی نظر اوپر کو ہی تھی۔ لیکن جب اسنے نیچے کی طرف کو نظر ڈالی تو کیا دیکھتا ہے کہ گروہ کے گروہ نارکی اسی تار کے سہارے اوپر چڑھے آرہے ہین۔ تب اُسکو فکر ہوا کہ ان سب کا بوجھ میرا تار کیسے سنبھالیگا وہ گھبرا گیا۔ اور اچانک بول اُٹھا کہ "یہ تار میرا ہے اسکو تم سب لوگ چھوڑ دو" بس اتنا کہنا تھا کہ وہ تار ٹوٹ گیا۔ اور کدنت پھر نرک مین جا پڑا۔

کدنت کا جسمانی پریم کم نہین ہوا تھا۔ وہ جسم کو ہی آپ مانتا تھا۔ اور اصلیت کا اُسکو ذرا بھی گیان نہ تھا یا کدلی سے جو کامیابی حاصل ہوتی ہے اُس شکتی سے وہ بالکل ناواقف تھا۔ دم شکتی (طاقت) دیکھنے مین تو جال کے تارون کیسی پتلی ہوتی ہے۔ لیکن اسقدر مضبوط ہوتی ہے

اسکے بعد سادھو۔ لوٹیرے کے زخمون کو پانی سے دھونے لگا۔ اور اُن پر ایکطرح کی سبز پتیون کے رس کو لگانے لگا۔ لوٹیرا کچھ دیر کے لئے خاموش ہوگیا۔ پھر بولا ہے رحمدل سادھو۔ مین نے اب تک سب کام کھوٹے ہی کئے ہین کسی کا بھلا تو کبھی کیا ہی نہین۔ اپنی کھوٹی باسناؤن کے جال مین از خود ایسا پھنسا کہ اب اُنہین سے نکلنا مشکل ہوگیا ہے۔ میرے کرم مجھکو نرک مین لے جارہے ہین مجھے امید نہین کہ مین انکا مارا ہوا موکش مارگ پر چل سکون۔

سادھو۔ اسمین شک نہین کہ جو بویا ہے وہ تمکو ہی کاٹنا پڑیگا۔ کئے ہوئے کرمون کا نتیجہ ضرور بھوگنا پڑتا ہے۔ اُس سے بچنے کی کوئی تدبیر نہین ہے۔ لیکن پھر بھی ہمت سے کام لینا چاہئے۔ تمہارے دل مین سے بے رحمی کی مقدار جسقدر کم ہوتی جائیگی۔ اسقدر جسم سے تعلق رکھنے والی اپنی عقل بھی کم ہوتی جائیگی اور اسکا پھل یہ ہوگا کہ تمہاری ایشیون کی خواہشات ناس ہونے لگیگی۔ اچھا سُنو مین تمکو ایک نصیحت آمیز کہانی سُناتا ہون اس سے تمکو معلوم ہوگا کہ اپنی بھلائی مین دوسرون کی اور دوسرون کی بھلائی مین اپنی بھلائی سمائی ہوئی ہے۔ دوسرے لفظون مین یون کہئے کہ انسان کے کرم اسکے اور دوسرون کے سکھ روپ درخت کی جڑ ہین۔

کہانی سادھو کی زبانی - کرسٹ نام کا ایک ظالم لوٹیرا تھا۔ وہ اپنے کھوٹے کرمون پر بلا پچھتائے ہی مر گیا۔ اس وجہ سے وہ نرک مین جاکر ناری ہوا۔ اپنے کھوٹے کرمون کی وجہ سے بڑے دُکھ بہت زمانہ تک بھوگے۔ لیکن پھر بھی اُنکا آخیر نہ آیا۔ اتنے ہی مین اس زمین پر مہاراج بُدھ دیو کا اوتار ہوا۔ اس یونیہ کال مین اُنکے پریباؤ کی ایک کرن نرک مین بھی پہونچی۔ نارکیون کو امید ہوئی کہ اب ہمارے دکھون کا خاتمہ ہونے کا وقت آگیا ہے۔ اس روشنی کو دیکھکر کرسٹ باآواز کہنے لگا۔ اے بھگوان! مجھ پر دیا کرو مہربانی کرو۔ مین یہان پر بہت زیادہ دکھون سے گھرا ہوا ہون۔ جنکی شمار نہین ہوسکتی۔ اگر مین انسے چھوٹ جاؤن تو اب راہ راست پر ضرور چلونگا۔ اے مہاراج مجھے اس تکلیف سے چھڑانے مین مددگار ہو۔ قدرت کا قانون ہے۔ کہ بُرے کام ناس ہونے کی طرف جاتے ہین۔ کھوٹے کام یا پاپ قانون قدرت کے خلاف ہین۔ اس لئے وہ زیادہ دیر تک نہین ٹھیر سکتے۔ اُنکا جلد ناس ہو جاتا ہے۔ لیکن نیک کام ہمیشہ رہنے کی طرف جُھکتے ہین۔ کیونکہ وہ قانون قدرت کے موافق ہوتے ہین یعنی پاپ کرمون کا آخیر ہے اور پونیہ کرمون کا آخیر نہین ہے۔

جسطرح باجرہ کے ایک دانہ سے اُسکی کوکٹری مین ہزارون دانہ لگتے ہین۔ اور آئندہ سلسلہ وار کرکے اور بھی بے شمار دانہ ہو جاتے ہین۔ اُسی طرح سے ذرا سا بھی نیک کام ہزارون نیک کامون کی ترقی

بچایا تھا۔ اگر میں نہ ہوتا تو۔ جانے کب اور کس شکاری کے ہاتھوں سے ان کمزور کتوں کی جانیں چلی گئیں ہوتیں۔ آج وہ کتے کیا وے سب باتیں بھول گئے !!

سادہو۔ بھائی اب تو اپنے اس پاپ بھری زندگی کے ساتھیوں کو یاد مت کر۔ اسوقت تو اپنی آتما کا وچار کر۔ اور اس آخیری وقت میں اپنا بھلا کر۔ اس کمنڈل میں سے تھوڑا پانی پی لے۔ اور مجھے ان زخموں کا علاج کرنے دے۔ شاید میں تیرے اس زندگی کے چراغ کو بجھنے سے بچا سکوں۔

لوٹیرے کی طاقت زایل ہوچکی تھی۔ اُسنے حتی الامکان کوشش کرکے کہا۔ میں نے کل ایک سادہو کو معہ اپنے ہمرائیوں کے بہت بری طرح سے مار اتھا۔ کیا تم وہی ہو۔ اور کیا تم اُس میرے ظلم کا عوض اسطرح میری امداد کرکے دے رہے ہو۔ یہ پانی تم کیوں لائے ہو۔ اسوقت تمہارا کسی قسم کی کوشش کرنا فضول ہے۔ میرے بھائی! اس پانی سے میری پیاس تو شاید مٹ جائے۔ لیکن میری زندگی قایم نہیں رہ سکتی۔ اُن خودغرض کتوں نے مجھکو اسقدر گھایل کیا ہے۔ کہ میں ضرور مرجاؤنگا۔ اوسے احسان فراموشوں کیا میرے سکھلائے ہوئے داؤ پیچ آج تمنے مجہ پر ہی چلا کر آزمائے۔

سادہو۔ جیسا بوتا ہے ویسا ہی کاٹتا ہے ۔کہاوت بالکل سچی ہے۔ تونے اپنے ہمرائیوں کو لوٹ مار سکھلائی تھی۔ اس لئے آج اُنہی لوٹ مار کا شکار تجھکو ہونا پڑا اور وہ علم تجہ پر آزمایا گیا۔ اگر تو نے اُنکو نیکوکاری کرنا سکھلایا ہوتا تو آج وے لوگ بھی تجہ پر دیا کرتے۔ اوپر کو اُچھالی ہوئی گیند جسطرح واپس ہوکر اُچھالنے والے پر ہی آتی ہے۔ اسی طرح دوسروں کے لئے کئے ہوئے بُرے بھلے کام کرنے والے کے ہی اوپر آپڑتے ہیں۔ سے گڈ کھودے اورکو تاکو کوپ تیار۔

لوٹیرا۔ اسمیں ذرا بھی شک نہیں۔ مجھے آپکی ہر ایک بات ٹھیک معلوم ہوتی ہے میری جو حالت ہوئی ہے وہ بالکل ٹھیک ہوئی ہے لیکن مہاراج میرے دکھوں کا آخیر ابھی کہاں آسکتا ہے۔ میں نے بے شمار ظلم اور اپیائے کئے ہیں۔ اُن سب کا پھل مجھے آگے پیچھے کبھی نہ کبھی ضرور بھوگنا پڑیگا آپ مہربانی کرکے مجھے کوئی ایسا علاج بتلا دیجئے کہ جس سے ان پاپوں کا روگ دور ہو جائے۔ اور میرے سر سے تکلیف کا بوجہ ہلکا ہو جائے۔ اس بوجہ سے میں اسقدر دب گیا ہوں کہ اب مجھے سانس بھی نہیں لیا جاتا۔

سادہو۔ بھائی علاج تو بہت آسان ہے۔ اپنی پاپ واسناؤں کو جڑ مول سے اُکھاڑ کر پھینکدے۔ بُری خواہشات کو ترک کردے۔ پرانی ماترپردیا کرنے کا عہد کر۔ اور اپنے قومی برادروں کے لئے اپنے دل کو دیا کا تا (؟) اب سنا دے۔

کوشامی نگری کے پاس اسی جنگل مین جہان پانڈو جوہری لوٹ لیا گیا تھا - آج ایک بودہ ساد ہو جارہا ہے - وہ اپنے خیالات مین محو ہے - اُسکے پاس ایک کمنڈل - اور ایک گٹھری کے سوائے اور کوئی چیز نہیں ہے - گٹھری مین بہت سی ہاتھ کی لکھی ہوئی دہرم پستکین ہین - جس کپڑے مین وے بندھی ہوئی ہین - وہ بیش قیمتی ہے - معلوم ہوتا ہے کہ کسی بھکت نے ان پستکون کی حفاظت کے لئے یہ کپڑا دیا ہوگا - یہ قیمتی کپڑا ساد ہو کے لئے مصیبت کا باعث بن گیا - لوٹیرون نے اُسکو دور سے دیکھکر ساد ہو پر حملہ کیا - اُنہون نے سمجھا تھا کہ گٹھری کے اندر قیمتی چیزین ہونگی - لیکن جب دیکھا کہ وے اُنکے کام نہ آنے والی کتابین ہین - تب وہ لوگ نا امید ہوکر چلدیئے جاتے وقت اپنی عادت کے مطابق ساد ہو کو زمین پر ڈالکر ایک ایک دو دو ولاتین رسید کرتے گئے -

ساد ہو مار کی تکلیف سے رات بھر وہان پڑا رہا - دوسرے دن صبح اُٹھکر جب وہ اپنے راستہ چلنے لگا تب اُسکو ایک پاس کی جھاڑی مین سے ہتیارون کی جھنجھناہٹ اور لوگون کی چیخ سنائی دی - ساد ہو نے ہمت کر کے جھاڑی کے نزدیک جاکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہی لوٹیرے جنہون نے اسکی بُری گت کری تھی - اپنے ہی گروہ کے ایک لوٹیرے پر حملہ کر رہے ہین - یہ لوٹیرا ڈیل ڈول مین ان سب سے بڑا چڑہا طاقتور اور بہادر معلوم ہوتا ہے جسطرح شکاری کتون سے گھرا ہوا شیر غصہ ہوکر اُن پر لوٹتا ہے - اور اُنکا کچومر نکالنے لگتا ہے - اُسی طرح وہ ڈاکو اُن پر چوٹ کر رہا ہے - کسی کو زمین پر پٹک کر لاتون سے کچلتا ہے - کسی کو تلوار کی دھار سے ٹکڑے کر کے اسے پرے پھینکتا ہے - اور کسی کا پیچھا کر کے پھر واپس آجاتا ہے - حالانکہ اُسکی طاقت غیر معمولی سے بڑھکر تھی - لیکن مخالفین کی تعداد اسقدر زیادہ تھی کہ وہ اُسکے سامنے زیادہ دیر نہ ٹھیر سکے - اُسکا جسم بہت سے زخمون سے چھلنی ہوگیا - اور آخیر کار وہ موت کے نزدیک ہوکر زمین پر گر پڑا - اُسکے گرتے ہی وہ سب لوٹیرے وہان سے چلدیئے - اور تھوڑی دیر مین ایک گنجان پہاڑی مین چھپ گئے -

اس لڑائی مین دس بارہ لوٹیرے کام آچکے تھے - ساد ہو نے سب کے پاس جا جا کر ایک ایک کو اچھی طرح سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ اُس بہادر لوٹیرے کے سوائے اور سب کے پران پکھیرو (پرند) اُڑ چکے ہین - ساد ہو کا جی بھر آیا - اس فضول کی خون خرابی سے اُسکو بڑا دکھ ہوا - اب وہ اس بات کی کوشش کرنے لگا کہ یہ شخص کسی طرح بچ جائے - پاس ہی ایک پانی کا جھرنا بہہ رہا تھا - اُسمین سے ایک کمنڈل بھر کر تازہ پانی لایا - اور چلو بھر کر اُسکے منہ پر چھڑکا - لوٹیرے نے آنکھین کھولدین اور اسطرح بکنا شروع کیا - وے احسان فراموش کتّے کہان چلے گئے - جنکو مین نے صدہا بار اپنے پرانون کی بازی لگا کر

کوشامی نگری مین پانڈو جوہری نے بہار بنوا دیا ہے۔ اسمین بھدر پاجدوان اور دیا مورتی ساد ہو رہتے ہین تھوڑے ہی عرصہ مین یہ بہار ایک مشہور بہار گنا جانے لگا۔ دور دراز کے دہرم اپدیش سننے والے وہان پر آنے لگے

پانڈو جوہری بھی اب ایک مشہور جوہری ہو گیا ہے۔ اسکی تعریف دور دور تک گائی جاتی ہین۔ کوشامبی کے نزدیک ہی ایک راجہ کی راجدہانی تھی۔ راجہ نے اپنے خزانچی کو حکم دیا کہ پانڈو جوہری کی معرفت ایک عمدہ سونے کا مکٹ (تاج) بنوایا جاوے۔ اور اسمین بیش قیمتی جواہرات جڑوائے جاوین۔ خزانچی نے فوراً ہی حکم کی تعمیل کی۔ اور پانڈو کے پاس مکٹ تیار کرانے کا آرڈر بھیجدیا۔

مکٹ تیار ہو گیا۔ پانڈو اسکو لیکر اور اسکے ساتھ بہت سے جواہرات اور سونے چاندی کے جڑاؤ قیمتی زیورات لیکر راجہ کے یہان چلا۔ چونکہ راستہ مین جنگل پڑتا تھا اس لئے جان و مال کی حفاظت کے واسطے ۲۰ یا ۲۵ سپاہی ہمراہ لے لئے۔ یہ سپاہی لوگ جوان مضبوط اور بہادر تھے۔ جوہری کو کامل امید تھی کہ مین بے کھٹکے منزل مقصود پر پہونچ جاؤنگا۔

لیکن جسوقت یہ جوہری جا رہے رسالہ کے جنگل کے درمیان کو جا رہا تھا۔ عین اسی وقت سر رنک کی دو پہاڑون مین سے پچاس ساٹھ آدمیون کا ایک گروہ ہتھیارون سے سجا ہوا ان پر حملہ آور ہوا۔ حالانکہ جوہری کے سپاہی بڑی مستعدی اور بہادری کے ساتھ لڑے۔ لیکن پھر بھی انکو ہارنا پڑا۔ اور لٹیرے کل مال لیکر بھاگ گئے۔ اس لوٹ سے جوہری کا کل کاروبار خاک مین مل گیا۔ اسکو امید تھی کہ مکٹ کے ساتھ ہی میرا اور بہت سا زیور راجہ کے یہان خرید لیا جائیگا۔ اس لئے اسنے اپنا کل دہن لگا کر طرح طرح کے زیورات تیار کرائے تھے۔ لیکن وہ سب جاتے رہے۔ اور اپنے کو بالکل کنگال ہوتا دیکھ گیا۔

پانڈو کے دل پر اس واردات کی بڑی گہری چوٹ لگی۔ لیکن وہ خاموشی کے ساتھ یہ سوچکر سب کچھ برداشت کرنے لگا کہ یہ سب میرے پچھلے پاپون کا پھل ہے۔ مین نے اپنی جوانی کے زمانہ مین کیا لوگون کو کچھ کم ستایا تھا۔ اب یہ خیال کرنا میرے لئے ذرا بھی مشکل نہین ہے۔ کہ جو بیج مین نے بوئے تھے یہ سب انہی کے پھل ہین۔

اب پانڈو کے دلمین دیا کا دریا بہنے لگا۔ وہ محسوس کرنے لگا کہ دکھ کسکو کہتے ہین۔ اس دکھ سے اسکا خیال کل پرانی ماتر پر دیا کرنے کا ہو گیا۔ اسکا دل پچھلے کرمون کے پچھتانے سے روز بروز پاکیزہ اور نیک ہونے لگا۔ پانڈو کو اپنی مفلسی کا ذرا بھی خیال یا دکھ نہین ہے۔ اگر اسکو کوئی دکھ ہے تو وہ محض یہی ہے کہ اب وہ لوگون کی بھلائی کرنے اور ساد ہوؤن کو بلا کر اسکے ذریعہ سے دہرم پرچار کرانے کے قابل نہین ہا

سادھو - اچھا - لو سنو میں آپکو کورون کے حالات کی چابی دیتا ہوں میرے اور تمہارے درمیان میں ایک پردہ پڑا ہوا ہے - اُسکو "مایا" کہتے ہیں - اسی وجہ سے تم مجھکو اپنے سے علیحدہ اور میں تمکو اپنے سے علیحدہ سمجھتا ہوں - اس پردہ کی وجہ سے انسان اچھی طرح نہیں دیکھ سکتا - اور پاپ کے گڈھے میں جا پڑتا ہے - تمہاری آنکھوں کے آگے اسی مایا کا پردہ پڑا ہوا ہے - اس لئے تمکو نظر نہیں آتا کہ ہمارے ان قومی بھائیوں سے ہمارا کتنا گہرا تعلق ہے - در اصل یہ تعلق تمہارے جسمانی حصوں کی طرح سے بہت ہی نزدیکی ہے - تمہاری زندگی کا تعلق جیسا دوسروں کے ساتھ ہے - ویسا ہی دوسروں کی زندگی کا تعلق تمہارے ساتھ ہے - یہ تعلق بڑا گہرا ہے دُنیا میں بہت کم آدمی ہیں جو اصلیت کو جانتے ہیں - اس اصلیت کا پالینا ہی زندگی کا فرض ہے - اسکے حاصل کرنے کے لئے میں تمکو کچھ منتر بتلاتا ہوں انکو سنو اور اپنے دلمیں جگہ دو -

(۱) جو دوسروں کو دُکھ دیتا ہے - وہ گویا اپنے اندر از خود دُکھ دینے والے بیج بوتا ہے - اور

(۲) جو دوسروں کو سُکھ دیتا ہے - وہ اپنے دلمیں از خود سُکھی بنانے کے بیج بوتا ہے -

(۳) یہ بڑا بیہودہ اور پوچ خیال ہے کہ میں اپنے قومی بھائیوں سے جُدا ہوں -

ان تین منتروں کا جاپ جپنے سے تم راہ راست پر آجاؤ گے یہ مجھے پختہ یقین ہے -

پانڈو - بزرگوار سادھو مہاراج - آپکے قیمتی بچن کا مرم بہت گہرا ہے - میں ان باتوں کو اپنے دلمیں لکھ لیا ہے میں پہلے سا بس آتے وقت جو آپ پر ذرا سی دیا کی تھی - جسمیں میری کوڑی تک نہیں لگی - اُسکا پھل مجھے اتنا میٹھا ذائقہ دار ملا - کہ میں اُسکو دیکھکر تعجب کر رہا ہوں - مہاتمن! میں آپکے اُپکار سے دب گیا ہوں اگر مجھکو میری اشرفیوں کی تولی نہ ملتی - تو میں نہ تو کچھ یہاں آکر تجارت ہی کرسکتا تھا - اور نہ مجھے آج وہ فائدہ ہوسکتا تھا - کہ جو یہاں کی کی ہوئی تجارت سے ہوا ہے -

مہاراج! آپ بڑے دور اندیش ہیں - اگر آپ اُس کسان کی مدد نہ کرتے اور اُسکو اتنی جلدی یہاں نہ پہونچا دیتے تو میرے آڑتی ملک کی بھی آبرو نہ بچتی - آپنے میرے آڑتی کو بھی دُکھ سے بچایا - اور میرے نوکر کی بھی حفاظت کی - مہاراج آپ جس طرح اصلیت کو دیکھتے ہیں - اسی طرح سے اگر دُنیا کے سب انسان دیکھنے لگ جائیں تو دُنیا کسقدر سُکھی ہو جائے بے شمار پاپ کے راستے بند ہو جائیں - اور پُن کے راستے کھل جائیں میں نے عہد کر لیا ہے کہ میں بدھ بھگوان کے اس دیا مئی (رحم سے بھرے ہوئے) دھرم کا پرچار کرنے کے لئے اپنی کوشامبی نگری میں ایک بہار (مٹھ) بنواؤں - اور اسمیں آپ یا اور دیگر مہاتما آکر پبلک کو راہ راست پر چلنے کا اُپدیش دیں - اور لوگوں کو مکتی کا مارگ دکھلا دیں -

وہان پر دیول کسان آگیا اور اُسنے سبکو تعجب مین ڈالتے ہوئے وہ اشرفیون کی تولی پانڈو جوہری کے آگے رکہدی اور اُسکو معافی دیتے ہوئے اُسکی کامیابی کی دعا دی۔

جوہری نہایت شرمندہ ہوا۔ پولس کی بھی اس واقعہ سے آنکھین کھُلی۔ مہاوت نوکر چھوڑ دیا گیا۔ اسکو اپنی مالک پر بڑا غصہ آیا۔ وہ اُسکے پاس ایک دم بھی نہ ٹہرا اور نہ جانے کہان کو چلدیا۔

ادہر ملک جوہری کو خبر لگی کہ دیول کسان کے پاس ایک گاڑی کے عمدہ چانول ہین۔ اس لئے اُسنے اُسی وقت منہ مانگے دام دیکر وے چانول خرید لئے۔ اور جیسے عمدہ راجہ کے یہان پہونچا دئیے۔ جسقدر قیمت ملنے کی امیدکسان کو خواب مین بھی نہ تھی۔ اسقدر قیمت چانولون کی لیکر غریب کسان اپنے گانون کو روانہ ہوگیا۔

پانڈو جوہری بھی اپنی اشرفیون کی تولی پاکر اور اپنے آڑت کی مصیبت ٹلی دیکھکر بڑا خوش ہوا۔ وہ سوچنے لگا کہ اگر یہ کسان یہان نہ آتا۔ تو میرے آڑت کا بہلا کیسے ہوتا۔ اور میری کہوئی ہوئی دولت کیسے ملتی۔ دیکہو وہ کسان کسقدر ایماندار اور بہلا آدمی نکلا۔ جسکو مین نے ابھی ستایا تہا۔ اُسی نے میرے ساتہ ایسی نیکی اور ایمانداری کا برتاؤ کیا۔ لیکن ایک معمولی اور جاہل کسان مین اسقدر نیکی اور حوصلہ کہان سے آیا میرے خیال مین یہ سب اُسی سادہو کی مہربانی کا نتیجہ سمجہنا چاہئے۔

لوہے کو سونا بنانے کی تاثیر بجز پارس کے اور کسی چیز مین نہین ہے۔ یہ سب سوچکر پانڈو جوہری کو سادہو کے سے ملنے کی خواہش ہوئی۔ وہ فوراً ہی اٹہا۔ اور بعد وہ سادہوؤن کے مٹہون کا پتہ لگاتا ہوا سادہو کے در سے جا ملا۔

بعد دریافت خیر و عافیت کے سادہو نے کہا "سیٹہ جی آپ میں ابھی اتنی طاقت نہیں ہے کہ کرم رچنا کو اچھی طرح سے سمجہ جاؤ۔ یہ مضمون بڑا مشکل ہے۔ معمولی لوگ اسکو نہین سمجہ سکتے۔ ہان! آیندہ جب آپکی اس طرف رُچی ہوگی اور خواہش بڑہیگی۔ تب آپ اسکو آسانی سے سمجہ سکینگے۔ لیکن پہر بھی آپ اسوقت میری یہ چہوٹی سی بات دلمین رکہین۔ کہ جسوقت آپ دوسرون کو دکہہ دینے کے لئے تیار ہون۔ اُسوقت اپنے جی سے یہ ضرور دریافت کرلین۔ کہ ایسا ہی دکہہ اگر کوئی دوسرا ہمکو دے تو وہ اچہا لگیگا یا بُرا۔ اگر اسکا جواب یہ ملے کہ نہین مین ایسے دکہہ کو ہرگز برداشت نہین کرسکونگا۔ تو دوسرون کو دکہہ دینے کی خواہش بھی آپ نہ کرین۔ اور جسطرح کوئی آپکی خدمت کرتا ہے اور وہ آپکو اچھی لگتی ہے۔ اُسی طرح سے آپکی کی ہوئی خدمت بھی دوسرون کو اچھی لگیگی۔ یہ یقین کرکے آپ دوسرون کی خدمت کے لئے کبہی کوئی موقعہ ہاتہ سے نہ جانے دیجئے گا آپ اس بات پر یقین رکہین کہ ہم آج جو بہلائی کے بیج بو دینگے کسی زمانہ مین اُنکے اچھے پہل ضرور ملینگے۔

پانڈو جوہری۔ مہاراج مجھے اور ذرا خلاصہ کرکے سمجہانے کی کرپا کیجئے گا۔ جس سے مین آپکے اُپدیش کے مطابق عمل کرنے کے لایق بن سکون۔

اسکے بعد بیرو بچار کی مورتی۔ اور دور اندیش سادھو یہ وچار کرتے ہوئے وہان سے چلدیئے۔ کہ اگر یہ جوہری کبھی میرے پاس آگیا۔ تو مین اسکی بھلائی کرنے کے لئے حتی الامکان کوشش کرونگا۔ مین اسکو اُپدیش دیکر ایک اچھا خاصہ انسان بنادونگا۔

(۳)

سارس مین ایک "ملک" نام کا سوداگر تھا۔ وہ پانڈو جوہری کا آڑتی تھا۔ جس دفعہ پانڈو اُس سے جاکر ملا۔ اُسوقت وہ رونے لگا۔ اور بولا کہ پیارے دوست! مین ایک بڑی بھاری مصیبت مین پھنسا ہوا ہون اب امید نہیں ہے کہ آیندہ تمہارے ساتھ تجارت کرسکوں کیونکہ مین نے راجہ کو کھانے کیلئے بڑھیا چانول دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اسکے پورا کرنے کا دن کل ہے۔ مجھے کل ہی چانول دیدینا چاہئے۔ لیکن کیا کرون چانول کا میرے پاس ایک دانہ نہین ہے۔ اور نہ کسی جگہ سے ملنے کی امید ہے۔ کیونکہ یہان پر میرا مخالف ایک زبردست سوداگر ہے۔ اُسکو کسی طرح سے یہ معلوم ہوگیا ہے کہ مین نے راجہ کے کوٹھاری کو عمدہ چانول دینا کیا ہوا ہے۔ اسوجہہ سے یہان پر جتنا چانول اُسکو مل سکا وہ سب اُسنے مُنہ مانگا دام دیکر خرید لیا ہے۔ اور اُسنے کوٹھاری کو ضرور کچھ نہ کچھ رشوت بھی دی ہوگی۔ اسوجہہ سے کل میری خیر نہین ہے۔ میری عزت بچنی مشکل ہے۔ ہاں! اگر بدہا تا میری مدد کرین اور کہین سے ایک گاڑی عمدہ چانول پہونچا دیں تو شاید مین بچ جاؤں۔ ورنہ میرا مرنا ہوگیا۔

ملک جوہری یہ کہہ ہی رہا تھا کہ اتنے مین پانڈو جوہری کو اپنی اشرفیوں کی توڑی یاد آئی۔ وہ گھبراکر اُٹھا اور اُسکی تلاش کرنے لگا۔ صندوق مین۔ گاڑی مین۔ کپڑے لتون مین۔ غرض سب جگہ تلاش کی۔ لیکن توڑی کا پتہ نہ لگا۔ تب اُسکو یہ خیال ہوا کہ ضرور توڑی کو میرے ملازم مہاوت نے چرائی ہے۔ بس پھر کیا تھا۔ فوراً ہی اُسکو پولیس کے سپرد کردیا۔ جمدوت کے برابر پولیس مین نے چوری کا اقرار کرانے کے لئے مہاوت کو مارنا شروع کیا۔ بہت زیادہ مار پڑنے کی وجہہ سے وہ بلبلا گیا۔ اور رو رو کر کہنے لگا مین بے قصور ہون مین نے توڑی نہین چرائی۔ مجھے معاف کرو۔ چھوڑ دو۔ مجھے یہ مار برداشت نہیں کیجاتی۔ ہائے! ہائے!! مین مرا۔ مجھہ غریب پر رحم کرو۔ یقین سمجھو مین نے توڑی نہین لی۔ یہ ضرور میرے کسی پاپ کرم کا اُدے ہے۔ جو مجھہ پر اسقدر مصیبت آئی ہے۔ مین نے اپنے مالک کے کہنے سے اُس غریب کسان کو راستہ مین حیران کیا تھا۔ ضرور یہ نتیجہ اُس پاپ کا اُٹھانا پڑ رہا ہے۔ بھائی کسان۔ پیارے کسان۔ مین نے تجھکو بلا کسی وجہہ کے ستایا تھا۔ تو مجھے معاف کر۔ سچ سچ مین اُس بیرے ساتھہ ہی ظلم کرنے کی سزا بھوگ رہا ہون۔

مہاوت کے اس چِھپانے پر پولیس نے ذرا بھی توجہ نہین کی۔ وہ برابر مارتی رہی۔ اتنے ہی مین

کاموں سے اور خیالات سے اُنکا پھیر پھل بہت کچھ ہو جاتا ہے۔ ہم سب نے پیشتر جو بھلے یا بُرے کرم کئے ہیں اُنکا پھل ہم اسوقت چکھہ رہے ہیں۔ اور اب جو کر رہے ہیں انکا پھل آیندہ کہانا پڑیگا۔

کسان ۔ آپنے جو فرمایا وہ بجا ہے۔ لیکن ایسے مغرور اور کھوٹے آدمی ہم جیسے غریبوں کو جا سطرح بلا کچھ کہے سُنے تنگ کیا کرتے ہیں۔ اسکے لئے ہمکو کیا کرنا چاہئے۔

سادہو ۔ بہائی میری سمجھ میں تو تیرے خیالات بھی تقریباً اُس سیٹھ ہی جیسے ہیں جس کرم سے آج وہ جوہری اور تو یکسان ہوا ہے۔ حالانکہ اُس کرم میں ظاہرا طور سے بہت کچھ فرق معلوم دیتا ہے۔ لیکن جو اندرونی نظر سے دیکھا جائے تو وہ فرق بالکل معمولی ہے۔ جہاں تک مجھے انسانوں کے دل خیالات کا تجربہ ہے اُسکے مطابق میں کہہ سکتا ہوں کہ آج اگر تو بھی اُس جوہری کی جگہ پر ہوتا اور جس طرح تیری گاڑی سے اُسکا راستہ رُکا ہوا تھا۔ اُسی طرح اگر اُسکی گاڑی تیرا راستہ روکتی۔ اور اُسکی طرح سے اگر تیرے پاس بھی بلوان نوکر ہوتا تو بھی اُسکا کھیر لئے بلا نہ رہتا۔ اُسکے جانوروں کا ستیا ناس ہو جائیگا۔ اسکی تجھے بھی کچھ پرواہ نہ ہوتی۔ اور اس بات کو بھی تو بھول جاتا کہ میں کسی کا بُرا کرونگا۔ تو میرا بھی بُرا ہوگا۔

کسان ۔ مہاراج آپ سچ کہتے ہیں۔ اگر میری چلے تو میں اُس سے ذرا بھی کم نہ رہوں۔ لیکن آپ تو بلا کسی وجہہ کے ہمدرد ہیں۔ بلا کسی غرض کے میری امداد کی۔ میرے مال کو خراب ہونے سے بچایا۔ اور میرا کام بہت جلدی کرا کر مجھے راستے پر لگا دیا۔ یہ دیکھکر میرا دل چاہتا ہے کہ میں بھی اپنے دُمی برادروں کے ہمراہ اچھا سلوک پالوں۔ اور حتی الامکان اُنکی بھلائی کرنے میں آمادہ رہوں۔

کسان کی گاڑی درست ہو کر آگے چلی۔ وہ تھوڑی ہی دور آگے بڑہی تھی کہ اچانک اُسکے بیل جھک اُٹھے کسان چلا کر بولا! ارے باپ رے باپ۔ وہ سامنے سانپ جیسا کیا پڑا ہے۔ سادہو نے غور سے دیکھا تو اُنکو ایک بسنتی (توڑی) نظر آئی۔ وہ جھٹ گاڑی سے کود پڑے۔ اور دیکھتے کیا ہیں کہ ایک اشرفیوں سے بھری ہوئی توڑی پڑی ہے۔ اُنکو یقین ہو گیا کہ یہ توڑی اور کسی کی نہیں ہے اگر ہے تو اُسی جوہری کی ہے اُنہوں نے وہ اُٹھا کر کسان کے سپرد کی اور کہا! کہ جب تم بنارس میں پہونچ جاؤ۔ تب اُس جوہری کا پتہ لگا کر اُسکی یہ توڑی اُسکو دیدینا۔ اُس جوہری کا نام "پانڈو" اور اُسکے نوکر کا نام "مہادت" ہے ایسا کرنے سے اُسکو اپنے اس ظلم پر پچھتانا پڑیگا۔ جو اُسنے تمہارے ساتھ ابھی کیا ہے۔ اسکے ساتھ ہی تم اُسے یہ بھی کہدینا کہ تجھنے میرے ہمراہ جو کچھ کیا ہے۔ وہ سب میں معاف کرتا ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ تمکو تجارت میں خوب کامیابی ہو۔ میں یہ سب باتیں تجھسے اس لئے کہتا ہوں کہ تمہاری قسمت کا اُسکی قسمت کے ساتھ تعلق ہے۔ اُسکو جوں جوں تجارت میں کامیابی ہوگی توں توں تمہاری قسمت بھی چمکیگی۔

مذہبی مہاتماؤن سے جُدا رہکر ہمیشہ پرانی باتوں کے بھولنے کی فکر مین لگے رہتے تھے۔ وے اپنے من بچن۔ کایا سے تقریباً پروپکار کے ہی کام کرتے تھے۔

جون ہی سیٹھ کی گاڑی آگے چلنے کو تیار ہوئی تون ہی سادہو اُسپر سے جھٹ کود پڑے اور بولے سیٹھ جی معاف فرمایئے۔ اب مین آپکے ہمراہ نہین چل سکتا۔ آپنے گیان بُدھی سے مجھے ایک گھنٹہ تک گاڑی مین بٹھلایا۔ اس سے میرا اتھکان دور ہوگیا۔ مین آپکے ہمراہ شاید اور بھی چلتا لیکن وہ کسان جسکی کہ گاڑی کو آپ الٹا کرکے آگے بڑہ رہے ہین۔ آپکا بہت نزدیکی تعلقدار ہے مین اسکو آپکے ہی بزرگون کا اوتار سمجھتا ہون اس لئے آپنے میرے ساتھ جو اُپکار کیا ہے اُسکا بدلا مین آپکے اس نزدیکی بھائی کی مدد کرکے دونگا۔ اسکو جو کچھ فائدہ ہوگا وہ ایک طرح سے آپکا ہی ہوگا۔ اس کسان کی قسمت کے ساتھ آپکی بھلائی کا بہت گہرا تعلق ہے آپنے اسکو تکلیف دی ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ اس سے آپکا بڑا بھاری نقصان ہوا ہے۔ اس لئے میرا فرض ہے کہ آپکو اس نقصان سے بچانے کیلئے آپکا بھلا کرنے کیلئے مین حتی الامکان اس کسان کی امداد کرونگا۔

سیٹھ نے سادہو کی اس مرم بھری بات پر کچھہ غور نہ کیا۔ اسنے سوچا کہ سادہو ہمسے زیادہ نیک ہے اسی لئے اس کسان کی امداد کے لئے آمادہ ہوا ہے۔ اور اپنی گاڑی آگے بڑہاکر چلدیا۔

(۲)

سادہو کسان کو نمسکار کرکے اسکی گاڑی کے درست کرانے مین اور پانی مین خراب ہوئے چاولون کو جُدا کرکے بقایا چاولون کو جمع کرنے میں امداد دینے لگا۔ دونون کی محنت سے کام بہت جلد ہونے لگا۔ کسان سوچنے لگا۔ کہ سچ مچ ہی یہ سادہو کوئی بڑا پروپکاری مہاتما ہے۔ کیا تعجب ہے کہ جو میری خوش قسمتی سے کوئی چھپا ہوا دیوتا ہی سادہو کے روپ مین میری امداد کرنے کے لئے آیا ہو۔ میرا کام اسقدر جلدی ہو رہا ہے کہ مجھے خود ہی تعجب معلوم ہوتا ہے۔ کسان نے ڈرتے ہوئے دریافت کیا۔ سادہو مہاراج! جہان تک مجھے یاد ہے مین جانتا ہون کہ اس سیٹھ کی مین نے کبھی کوئی بُرائی نہین کی کبھی کچھہ نقصان نہین پہونچایا۔ پھر آج اسنے مجھہ پر اسقدر ظلم کیون کیا۔ اسکا کیا کارن ہے۔

سادہو! بھائی اسوقت جو کچھہ تو بھوگ رہا ہے۔ وہ سب تیرے کئے ہوئے پچھلے کرمون کا نتیجہ ہی جو نے پیشتر بویا تھا اُسکو اب کاٹ رہا ہے۔

کسان! مہاراج کرم کیا۔

سادہو! موٹی نظر سے دیکھا جائے تو انسان کے کام ہی کرم ہین۔ وے کرم اس جنم اور پہلے جنمون کے کئے ہوئے کامون کی ایک مالا ہے۔ اس مالا کے موتی روپ جو بہت طرح کے کرم ہین۔ اُنہین موجودہ زمانہ کے

کرلے۔ تو بہت ہی اچھا ہو۔ ضرور ہی اسکی صحبت سے مجھے فائدہ ہوگا۔ یہ سوچکر سیٹھ جی نے سادہو جہاتما کو نمسکار کیا۔ اور گاڑی پر سوار ہونے کے لئے پرارتھنا کی۔ سادہو کو بھی بنارس جانا تھا۔ اِس لئے وہ گاڑی مین سوار ہوگئے۔ اور کہنے لگے! آپنے میرے ساتھہ بڑی ہمدردی کی۔ بہاری پرا پکار کیا۔ اسکے لئے مین آپکا ممنون و مشکور ہون مین بہت دیر سے پیدل چلرہا ہون اور بہت زیادہ تھک گیا ہون۔ یہ تو آپ جانتے ہین کہ ہملوگون کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں رہتی کہ جو دیکر میں آپکے اپکار کا بدلا چکا دون لیکن پھر بھی میں پرم گرو مہاتما دیو کے اُپدیش روپ خزانہ سے جو کچھہ مین نے جمع کیا ہے۔ اُسمین سے آپ جو چاہینگے وہ دیکر آپکے بوجھہ کو کسی قدر ہلکا ہوسکونگا

سیٹھہ جی بہت خوش ہوئے اُنکا وقت بڑے آنند سے گذرنے لگا۔ سادہو کے اُپدیش روپی رتنون کو بڑی پریتی کے ساتھہ اپنے دل مین دھارن کرنے لگے۔ گاڑی برابر چلی جارہی تھی۔ تقریبًا ایک گھنٹے کے بعد وہ ایک ایسی ڈہالوان مقام پر پہونچکر کھڑی ہوگئی کہ جہان ایک گاڑی پڑی تھی۔ اور جسکی وجہ سے راستہ بند ہورہا تھا۔

یہ گاڑی "دیول" نام کے ایک غریب کسان کی تھی۔ وہ اُسمین چانول بھرے ہوئے بنارس اعرض فروختگی جارہا تھا اور دن نکلنے سے پہلے ہی وہان پہونچنا چاہتا تھا لیکن دُہری کی کیل نکل جانے سے گاڑی کا ایک پہیہ نکل کر گر پڑا تھا۔ چونکہ دیول اکیلا تھا اسلئے کوشش کرنے پر بھی وہ اپنی گاڑی کو شد ہار کر درست نہ کرسکا۔

جب سیٹھہ نے دیکھا کہ کسان کی گاڑی کو راستہ سے پرے ہٹائے بلا میرا آگے جانا ناممکن ہے۔ تب اُسنے غصہ مین آکر اپنے نوکر سے کہا کہ گاڑی پر سے چانولون کے بورے اُٹھاکر نیچے ڈالدے۔ اور گاڑی کو ایک طرف کرکے اپنی گاڑی کو بڑہا۔

کسان نے بڑی نرمی کے ساتھہ ہاتھہ جوڑکر کہا "سیٹھہ جی میں ایک غریب کسان ہون۔ بارش ہوجانے سے سڑک پر کیچڑ ہورہی ہے۔ چانولون کے بورے اگر نیچے ڈالدیئے جاوینگے تو تمام چانول خراب ہوجاوینگے۔ اسلئے آپ ذرا دیر اور ٹھہر جایئے مین اپنی گاڑی بہت جلد شد ہار کر اس ڈہالو جگہ سے ایک طرف کرکے آپ کو راستہ دے دیتا ہون" لیکن اس غریب کی درخواست پر سیٹھہ نے ذرا بھی غور نہ کی۔ اور نوکر سے کڑک کر بولا "ارے کیا دیکھہ رہا ہے۔ میرے حکم کی تعمیل جلدی کر۔ اور گاڑی کو آگے بڑہا" نوکر نے فورًا ہی حکم کی تعمیل کی۔ اور چانول کے بورے نیچے ڈالکر کسان کی گاڑی کو ایک طرف دھکیل دیا۔ اور اپنی گاڑی آگے بڑہائی۔

ہائے! اس دنیا مین غریب کا کوئی مددگار نہین۔ اپنے تھوڑے سے فائدہ کے لئے دوسرون کا سب کچھہ ناس کردینے والے خود غرض دولتمندون کی اس زمانہ میں بھی کمی نہ تھی۔ غریبون کی حفاظت کرنے کے بدلے اُنکو کھا جانے والے امیرون سے یہ دُنیا کبھی خالی نہین رہی۔ اور نہ شاید آگے کبھی رہے۔ ہان ایسا ضرور دیکھا کہ اُس زمانہ مین بودہ دہرم کے سادہوؤں کا چت سے پُر ہاتھہ غریبون کی امداد کے لئے ہمیشہ تیار رہتا تھا۔ دی

کر بھلا ہو گا بھلا

(۱)

آج ہم اپنے ناظرین کو اُس زمانہ کی ایک بات سُناوینگے۔ کہ جب ہندوستان ترقی کے مینار پر چڑھا ہوا سورگ کے برابر سُکھ بھوگ رہا تھا۔ وہ سب طرح سے آزاد سُکھی۔ نیک چلن اور شانت تھا۔ دولتمند۔ساہسی۔ اور گیانی تھا اور اسکے ساتھ ہی دوسرے ملکوں کو رحم۔ دیا۔ پروپکار۔ وغیرہ اچھی باتوں کی تعلیم دیتا تھا۔ اُس وقت یہاں کے سوداگر دور دور کے ملکوں اور شہروں میں جایا کرتے تھے اور ہزاروں غیر ملک کے سوداگر ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں نظر آیا کرتے تھے۔ آجکل کے کلکتہ اور بمبئی جیسے بڑے بڑے شہر اُس زمانہ میں بہت تھے۔ اور بہت زیادہ تجارت ہونے کی وجہ سے خوب رونق رہتی تھی۔ چھوٹے چھوٹے نگروں قصبوں اور گاؤں تک کی حالت بھی اُس زمانہ میں اچھی تھی۔ رعایا کی زندگی بہت ہی امن و امان سے گذرتی تھی۔

وہ زمانہ کیا تھا بودھ دھرم کا دور تھا۔ ہر جگہ بودھ دھرم کی تعلیم کا پوتر۔ شانت اور دیامئی گیت سُنائی دیتا تھا بڑے بڑے راجہ۔ مہاراجہ۔ اور دولتمند بودھ دھرم کے پرچار میں محو تھے۔ ہزاروں بودھ سادھو جہاں تہاں چلتے پھرتے دکھلائی دیتے تھے۔

بنارس کی طرف جانے والی سڑک پر ایک گھوڑا گاڑی جا رہی ہے۔ گھوڑا بہت تیزی سے جا رہا ہے۔ گاڑی میں صرف دو آدمی سوار ہیں۔ ایک گاڑی کا مالک اور دوسرا اُسکا نوکر۔ مالک کے لباس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی دولتمند سوداگر ہے اُسکا چہرہ بتلا رہا ہے کہ اُسے کسی جگہ پر جلدی جانا ہے۔

ابھی حال میں ایک اچھی بارش ہو گئی ہے جسکی وجہ سے ٹھنڈی ہوا چلنے لگی ہے۔ بادلوں کے دور ہو جانے پر دھوپ نکل آئی ہے۔ اور دن بہت ہی خوبصورت معلوم ہونے لگا ہے۔ درختوں کے پتے پانی سے دُھل گئے ہیں اور ہوا کے جھونکوں سے آنند میں تھرک رہے ہیں۔ قدرت کی دیوی نے ایک عجیب سُوبھا دھارن کر رکھی ہے۔

آگے اونچی چڑھائی آ جانے سے جب گھوڑوں نے اپنی چال دھیمی کر دی تب گاڑی کے مالک نے دیکھا کہ سڑک کی پٹڑی پر ایک بودھ سادھو نیچے کی طرف نظر کئے چلا جا رہا ہے۔ اُسکے چہرہ پر شانتی۔ پاکیزگی۔ اور مُدبری جھلک رہی ہے اُسکو دیکھتے ہی سیٹھ کے دل میں تعظیم کا خیال پیدا ہوا۔ وہ وچارنے لگا آہا! چہرہ سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی اچھا مہاتما ہے۔ پاکیزگی کی تصویر ہے۔ اور دھرم کا اوتار ہے۔ سجن جنوں کے ملنے کو عالموں نے پارس ہی سے تشبیہ دی ہے جس طرح پارس ہی کے چھو جانے سے لوہا سونا ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی سجن جنوں کی صحبت سے بدقسمت بھی بھاگیہ وان ہو جاتا ہے۔ اگر یہ سادھو بھی بنارس کو جاتا ہو۔ اور میرے پاس گاڑی میں بیٹھ جاتا تو

ٹریکٹ نمبر ۱

شرمن نارد

یعنے

کر بھلا ہو گا بھلا

شریان پنڈت ناتھو رام جی پریمی کے ہندی

ٹریکٹ کا اردو ترجمہ

کیا گیا

منشی بشیر الدین پرنٹر نے

تجارتی پریس میرٹھ مین چھاپا

ذریعہ خواب کے جھوٹ نظر آتی ہے

(۴۱) جبکہ سوائے خدا کے اور کچھ نہیں ہے تو یہہ دنیا غلطی ہے کسکو نظر آتی ہے آیا خدا کے علم میں غلطی آتی ہے یا سوائے خدا کے اور کوئی شے بھی ہے جسکو یہہ دنیا غلط نظر آتی ہے اگر یہہ غلطی خدا ہی کو تو یہہ غلطی کیوں پیدا ہوئی اور غلطی پیدا ہونے کا سبب خدا سے غلطی ہوا یعنی یہہ ثابت ہوا کہ سوائے خدا کے اور بھی کچھ چیز ہے اگر یہہ کہو کہ غلطی سوائے خدا کے کسی اور کی ہے تو علانیہ سوائے خدا کے دوسری چیز

(۴۲) کسی چیز کا غلط نظر آنا ایسے شخصوں کو جنکے علم میں فرق ہے ممکن ہے مگر صرف امکان کی وجہ سے کسی واقعہ کو جو سامنے نظر آتا ہو کیسے کہا جا سکتا ہے کہ غلطی سے نظر آتا ہے جبتک کہ واقعی طور پر یہہ ثابت نہو کہ غلطی ہے مگر ایسے لوگ سوائے اسکے کہ امکان کو ثابت کرتے ہیں واقعی غلط ہونے کا کوئی ثبوت نہیں دیتے۔

(۴۳) غلطی سے جو چیز نظر آیا کرتی ہے وہ چیز وہی ہوتی ہے کہ جو پیشتر سے دیکھی ہو۔ اکثر خواب میں ایسا ہوتا ہے کہ عجیب چیزیں دکھائی دیا کرتی ہیں مگر اگر غور کیا جاوے تو وہ سب باتیں دیکھی ہوئی ہوتی ہیں انکا عجب ہونا اسوجہ سے ہوتا ہے کہ جاگتے ہوئے جو ہزارہا باتیں پیدائش سے لیکر دیکھی ہیں انکی ایک ایسی بے ترتیب ترکیب ہو جاتی ہے جو ہمکو عجیب معلوم ہوتی ہے۔ جیسے کہ کسی زبان کے حروف چند ہوتے ہیں مگر انہیں حروف کی ہزارہا طرح کی ترکیب کرکے عجیب سے عجیب مضمون بنائے جاتے ہیں جنکے سننے سے حیرانگی ہوتی ہے۔

(۴۴) جو مادرزاد اندھا ہوگا اگر اسکو سپنا بھی آویگا تو کالے پیلے وغیرہ رنگ اسکو ہرگز دکھائی نہیں دے سکتے ہیں جس ترکیب کہ کانوں سے سنکر یا چھوکر یا اور طور پر وہ چیز کو جانتا ہے اسی ہی ترکیب سے اسکو سپنا بھی آویگا

(۴۵) ان باتوں کا نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر دنیا کچھ چیز نہیں ہے تو وہ دکھائی بھی نہیں دے سکتی۔

تمت

ایسا ہے کسی عورت مرد کو تلاش کرے اُنکو جماع کرنیپر مجبور کرے حمل رہے کے اُس جوان عورت کو حیض
بچپن کی عمر مین پیدا کرے اسیطرح ایک عورت اُسکے لئے بنا وے اور پندرہ یا ۲۰ برس تک اُنکی پرورش
کرا وے اُن دونون کا بیاہ کرا وے اسطرح حالت سابقہ تک پہنچا وے مگر حالت سابقہ کہان
ہوسکتی ہے نہ وہ زمانہ رہا نہ وہ ہوا رہی نہ وہ لوگ باقی رہے جنسے اُسکی ملاقات واقفیت برتاؤ یا دوستی
دشمنی تہی اسکے علاوہ اگر یہہ مان بھی لیا جاوے کہ حالت سابقہ ہوسکتی ہے تو ۹ مہینے ماں کے
پیٹ مین اُلٹا لٹکنا خون پینا بچپن مین ننگے پھرنا اور جوانی سے پہلی عمر صغیر سنی ا ورنا واقفیت مین گند اٹہا
اُسکے کونسے فعل کا نتیجہ تہا یہہ تو خدا کو مجبوراً چور کی زیادتی کی وجہ سے حالت سابقہ تک پہونچانیکے
واسطے کرنا پڑا جیسی کہ ہمنے تمثیل دی ہے ایسی اور اسکے مانند ہزارہا کارروائین روزمرہ دنیا مین
ہوتی ہین اور خدا کو مجبور کیا جاتا ہے پھر خدا کو افعال کے نتیجہ دینے کی قدرت رکہنے والا کسطرح کہا جاوے
(۴) سزا ہمیشہ اس غرض کے واسطے دیجایا کرتی ہے کہ جرایم کا انسداد ہو جرم سکہانا سزا نہین
ہوسکتی مثلاً اگر کوئی مجسٹریٹ کسی مجرم کو یہہ سزا دے کہ اسکو زنا بالجبر سکہایا جاوے یا ڈاکہ زنی
کی تعلیم دیجاوے یا اور کوئی جرم کا کام کرنے پر راغب کیا جاوے تو کیا وہ مجسٹریٹ پاگل خانہ
بہیجنے کے لایق نہو گا۔ جب یہہ مانا جاوے کہ انسان کی جو حالت ہے وہ خدا نے اُسکے افعال
کے نتیجہ کے مطابق کی ہے یا کسی اور طور پر خدا نے کی ہے تو جو لڑکی کہ رنڈی کے یہان پیدا کی گئی ہے
اور زنا کرانے کی اُسکو تعلیم دلائی گئی ہے کیا خدا نے اُسکو یہہ سزا دی ہے کہ زنا کاری سیکہے اسیطرح
جو لوگ مردم خور پیدا کئے گئے ہین تو گویا اُنکو یہہ سزا یا جزا دی گئی ہے کہ آدمیون کو مار کر کہایا کرین جو
خود ایک بڑا بہاری پاپ ہے اس سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ یہہ کام پرمیشر کا نہین ہے ورنہ پرمیشر
کی بہی وہی گت بننی چاہئے جو مجسٹریٹ کے واسطے تجویز کی گئی ہے۔

فصل تیرہوین یہہ دُنیا خواب نہین ہے

بعض مذہب والے یہہ مانتے ہین کہ تمام جگت مین سوائے خدا کے اور کچہہ نہین ہے یہہ دُنیا کوئی چیز نہین ہے

ہے یا مگر اسکے ہٹانیکی کوشش کرتے ہیں یعنی خدا کا مقابلہ کرتے ہیں اور اُس منشا کے برعکس ہم تجویز
پا جاتے ہیں یعنی وہ تکلیف اُسکی رفع بھی کر دیتے ہیں یعنی خدا سے جُدا ہو کر کام کر سکتے ہیں اور خدا کے
کام کو رد کر سکتے ہیں۔

(۳۸) اگر ایسے موقع پر یہہ کہا جاوے کہ جو کچھہ ہم کسی کو دیا کرتے دیتے ہیں وہ خدا ہی تکلیف یافتہ
کے افعال کے بموجب ہمارے ہاتھ سے دلواتا ہے تو ہماری سخاوت نہ رہی۔ یعنی خیرات کرنا وغیرہ
کچھہ چیز نہوا۔ اسیطرح خدا کسی کو کچھہ مال دیتا ہے ہم وہ مال چھین سکتے ہیں اگر یہ کہا جاوے کہ اُسکے افعال
ایسے تھے کہ اُس سے وہ مال چھین لیا جاوے تو جبکہ افعال کا نتیجہ خدا دیتا ہے گویا خدا نے مال
چھنوایا یعنی چوری ڈاکہ وغیرہ کوئی چیز نہیں کیونکہ یہہ افعال خدا کرواتا ہے۔ اسیطرح خدا کی کواری
لڑکی کو پاک رکھنا چاہتا ہے۔ بدمعاش آدمی اُس سے زبردستی زنا کر لیتا ہے اگر یہہ کہا جاوے
کہ اُس عورت کے افعال ایسے تھے یا خدا کی خواہش یہہ تھی کہ اُس عورت کے ساتھہ ایسی کارروائی
ہو تو زنا وغیرہ بھی پاپ نہوا۔ غرضیکہ خدا کو افعال کا نتیجہ دینے والا ماننے کی حالت میں اگر پاپ اور
پن اور نیک اور بد افعال انسان کے سمجھے جاویں تو خدا کے تمام کار رد ہوتے ہیں اور خدا لاچار ہوتا ہے
یا پاپ اور پن وغیرہ کچھہ نہیں قایم ہوتے۔

(۳۹) تمثیلاً دیکھئے ایک آدمی جوان ہے بہت اچھا اُسکے پاس مکان ہے۔ عورت اور جملہ متعلقین
بھی اُسکی مرضی کے موافق ہیں۔ دولت بھی بہت رکھتا ہے۔ رات کو چور آئے تمام دولت لوٹ لے گئے
اُس جوان کو عورت کو بھائی بندوں کو سب کو مار گئے۔ اگر یہہ کہا جاوے کہ اُنکی قسمت میں ایسا ہی تھا
یعنی اُنکے افعال کا نتیجہ یہی تھا تو چونکہ نتیجہ خدا دیتا ہے یہہ کل افعال چوروں سے خدا نے کروائے لہذا قتل کرنا
چوری کرنا ڈاکہ مارنا وغیرہ کوئی جرم نہیں اور اگر چوروں نے اُس جوان کے افعال کے نتیجہ کے خلاف یعنی
خدا کی مرضی کے خلاف کیا تو خدا افعال کے نتیجہ دینے میں قادر کہاں رہا اسکے علاوہ اگر خدا یہہ چاہے
کہ وہ اُس جوان کی حالت سابقہ کر دے تو بھی ناممکن ہے۔ کیونکہ جو لوگ یہہ مانتے ہیں کہ انسان
مر کر پھر پیدا نہیں ہو سکتا اُنکا خدا تو کچھہ کر ہی نہیں سکتا۔ خیر ہندؤں کا خدا جو آواگون کو مانتے ہیں یہہ

اسلئے کامیاب نہین ہوتا ہے تو کیا خدا بھی قدرت نہین رکھتا۔

(۳۴) سزا دینے کی یہہ غرض ہوتی ہے کہ مجرم سے پھر وہ فعل سرزد نہو۔ مگر دُنیا مین ہم لوگونکو بار بار
ایک ہی فعل کرتے ہوئے اور تکلیف اُٹھاتے ہوئے دیکھتے ہین یعنی خدا کی غرض سزا دینے کی پوری
نہین ہوتی یعنی خدا ایسی قدرت نہین رکھتا کہ ایسی سزا دے سکے کہ پھر وہ جرم سرزد نہو۔

(۳۵) سزا جب ہی کچھ اثر کیا کرتی ہے جبکہ سزا اُٹھانے والے کو یہہ معلوم کرا دیا جاوے کہ فلان سزا
تجھکو فلان جرم کی وجہ سے دی گئی ہے تاکہ وہ خوف کہا وے کہ اگر مین ایسا فعل پھر کرونگا تو یہی
سزا ہوگی مگر یہان پر انسان روزمرہ ہزارہا تکلیفات مین مبتلا رہتا ہے اور کوئی نہین جانتا کہ
یہ خاص تکلیف فلان خاص فعل کی وجہ سے خدا نے دی ہے۔

(۳۶) افعال کا نتیجہ کیا ہے کسی کا جسم طاقتور بنانا کسی کا کمزور کسی کا مغز تیز کسی کو کوڑہ مغز بنانا
کسی کا خون صاف کسی کا گندہ بنانا کسی کو اولاد دینی کسی کو نہین کسی کو دولت زیادہ دینی کسیکو
کم یعنی بموجب افعال کے حالت جسم اور بیرونی چیزونکی بنا دینی یہہ ایک ایسی بات ہے کہ جیسا کہ چونکہ
ہم کار معماری کا نہین جانتے ہین اور نہ مکان کا سونت پونت معلوم ہے ہم کسی معمار کو بلا دین اور
اُسے مصالح دیکر کہدیوین کہ اسکا مکان بنا دو اور وہ مکان بنا دیوے مگر معمار تو تنخواہ کی وجہ سے
ہمارا نوکر ہوا خدا کو ہماری نوکری کرنے سے کیا نفع ملتا ہے خدا ہر وقت کل انسانون کی تابعداری
مین مستعد رہتا ہے کہ جیسا وہ فعل کرین اُسکا ویسا ہی نتیجہ خدا برآمد کر دے۔ معمار جسکو ہمنے مکان
بنانیکے واسطے نوکر رکھا وہ خود مختار بھی ہے کہ ہماری نوکری کرے یا نہ کرے یا جسوقت چاہے علیحدہ
ہوجاوے مگر خدا نوکری سے علیحدہ نہین ہوسکتا فعل ہماری اختیاری ہین اور نتیجہ اُنکا خدا کو لابد
دینا پڑیگا۔ گویا خدا ہمارے آدمیون ہین۔ ایسی حالت مین وہ دُنیا کا بنانے والا نہین ہوسکتا۔

(۳۷) خدا کو افعال کا نتیجہ دینے والا ماننے مین دیا وغیرہ کی رد ہوتی ہے کیونکہ جب ہمکو کسی کی حالت زار
دیکھکر درد آتا ہے تو دوسری لفظون مین یہہ معنی ہین کہ اُسکی وہ حالت ناگوار معلوم ہوتی ہے۔ مگر وہ
حالت خدا نے بنائی ہے یعنی خدا کی کارروائی کو برا کہنا ہے۔ پھر جب ہم دیا کرتے ہین تو خدا کے فعل کو

ہر کام مین مقابلہ کرتا ہے اور خدا کے کئے ہوئے کو بالکل خراب کرتا ہے۔

(۳۱) ان کے پیٹ مین جو بچہ پیدا ہوتا ہے اُسکی صورت دل دماغ عقلمند اور بیوقوف بنایا جاتا ہے یا کون خدا کے ماننے والے تو خدا ہی کو بنانیوالا بیان کرینگے پس جب خدا نے اُسکا ایک خاص قسم کا وجود بنا دیا اور خاص قسم کی طاقت اور جذبات اُسکو دے تو اُس طاقت اور جذبات کے موافق جو افعال آئندہ انسان کریگا وہ افعال انسان کے خودمختاری سے ہین یا خدا کے

(۳۲) انسان جو چیز کہاتا پیٹ کے اندر خون آنت ہڈی منی وغیرہ کون بناتا ہے اگر غذا او پیٹ ہی مین ایسی خاصیت ہے جس سے ایسی ایسی چیزین بنجاوین تب تو جہگڑا ہی ختم ہے کیونکہ یہی ہمکو ثابت کرنا ہے مگر خدا کے ماننے والے تو یہہ کہین گے کہ انسان کے جسم مین ایسی چیزین خدا بناتا ہے پس جب وہ جسم کے اندر شہوت کی اسقدر چیزین پیدا کردے کہ انسان بے تاب ہوجاوے اور زنا کا کام کرے تو یہہ فعل انسان نے خود کیا یا شہوت کی اُن چیزون نے کروایا جنکو خدا نے مہیا کیا تہا۔ اسیطرح اگر خدا ایسی چیزین جسم کے اندر پیدا کردے کہ مغز اور دل اپنا کام ٹہیک نہ کرسکے اور بہلے برے کی اسمین تمیز نہ رہے اور واہیات کام کرے تو کیا یہہ اہیاتی کا کام اُسکا خودمختاری کا ہے نہین بلکہ یہ افعال اُسکے گنے جاوینگے جنے انسان کی ایسی حالت کی یعنی خدا کی

فصل بارہوین۔ افعال کا نتیجہ خدا نہین دے سکتا

اگر کسی صورت سے یہہ مان بہی لیا جائے کہ انسانی افعال خدا کے افعال سے علیحدہ ہین تو انسان کے افعال کا نتیجہ دینے مین خدا کا کوئی تعلق نہین اور وہ قادر نہین۔

(۳۳) سزا یا جزا خاص اس غرض کے واسطے دی جایا کرتی ہے کہ وہ شخص اگر سزا دی گئی تہی پھر ایسا کام نہ کرے اور اگر جزا دی گئی ہے تو آئندہ بہی ایسا ہی کام ہو۔ جو کوئی کام ناپسندیدہ ہوتا ہے سزا اُس ہی کام کی دیجاتی ہے مگر خدا ناپسندیدہ کام ہونے ہی کیون دیتا ہے۔ بادشاہ بہی ہر امر کی بہت کچھ کوشش کیا کرتا ہے کہ خلاف قانون کام نہو مگر چونکہ اُسکو پوری قدرت نہین

مگر تعجب ہے کہ ہر گز ہمارا کہا نہیں کیا اوسکا کہا مانتے ہیں تو کیا ہم بیوقوف نہیں ہیں (م) اگر دُنیا کا کل
انتظام وہی کرتا ہے تو چور کیون بنائے اور اُنکے انسداد کے واسطے پہرہ دار کیون مقرر کئے۔
حاکم کیون قایم کئے اور پھر بھی انتظام نہیں ہوتا اگر چوری کو بُرا سمجھتا ہے تو چور کیون پیدا کئے اگر چوری
اچھی ہے تو پولیس اور حاکم کی کیا ضرورت تھی اس سے تو اسکی یہہ حالت معلوم ہوتی ہے کہ چور سے کہے
چوری کر اور شاہ سے کہے جاگتے رہو۔

(۲۷) کیا اگر دُنیا کی کُل کارروائی حرکت و سکون وغیرہ سب پرمیشر ہی کرتا ہے تو گویا پاخانہ پیشاب وغیرہ کو
بھی وہی اُٹھاتا دھرتا ہے جسکے کہنے مین بھی شرم آتی ہے

(۲۸) اسیطرح اگر دُنیا کا کُل کام وہی کرتا ہے تو گویا مین جو اُسکا رد کر رہا ہون وہ بھی خدا ہی کرتا ہے
یعنی اپنا نہونا وہ خود ثابت کر رہا ہے یعنی لوگون کو دھوکہ دینا چاہتا ہے

فصل گیارہوین۔ اگر خدا کو منتظم مانا جاوے تو انسان کے افعال کچھہ نہین ہوسکتے ہین

بعض آدمی ایسا مانتے ہین کہ انتظام دُنیا کا خدا کرتا ہے مگر انسان اپنے افعال کرنیمین خود مختار ہے اور
نتیجہ اُن افعال کا خدا دیتا ہے مگر جب اس امر پر غور کیا جاتا ہے تو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر خدا کو دُنیا کا منتظم
مانا جاوے تو فعل انسان کے نہین ہوسکتے بلکہ وہ کُل افعال خدا ہی کے ہونگے۔

(۲۹) دیکھیے اگر خدا دُنیا کا کام کرتا ہے تو کہین کا پانی اُٹھا کر کہین ڈالدیتا ہے کسی چیز کو توڑتا ہے کسی کو
جوڑتا ہے کہین گڑھا کرتا ہے کہین ٹیلہ بناتا ہے ایسے ہی کُل کام انسان کرتا ہے تو اگر انسان کے افعال
خدا کے افعال سے علیحدہ ہین تو یہہ کہنا چاہئے کہ انسان بھی چھوٹا خدا ہے۔

(۳۰) انسان عالم کُل تو ہے ہی نہین جو اُسکو خدا کے ارادون سے آگاہی ہو۔ فرض کیا کوئی گھاس
خدا نے جنگل مین کسی خاص کام کے واسطے اُگائی اور انسان اُسکو کھود لایا اور اپنے گھوڑے کو لا کھلایا۔
خدا نے جنگل مین مٹی کا ٹیلہ ایک خاص کام کیواسطے کھڑا کیا کسی آدمی نے اُسکو کھود لاکر اپنا گھر بنا لیا۔ خدا کا
سلسلہ اکارت ہو گیا اس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر انسانی افعال خدا کے افعال نہین ہین۔ تو انسان خدا کا

فصل دسوین انتظام دُنیا مین خدا کا کچھ دخل نہین ہے

(۲۴) اگر یہہ کہا جاوے کہ کُل دُنیا کا کام پرمیشر کرتا ہے تو گویا چوری ڈاکہ زنا وغیرہ کُل پاپ کے کام وہی کرتا ہے۔ کیونکہ اگرچہ ان کاموں کو وہ خود نہین کرتا ہے مگر ایسے کام کرنیکی قدرت وہی دیتا ہے اور ایسے کام کرتے ہوؤن کو بند نہین کرتا۔

(۲۵) ہم دیکھتے ہین کہ لاکھون عورتین رنڈی کے یہان پیدا ہوتی ہین وہین پرورش پاتی ہین اور زنا کرنیکی تعلیم اُنکو دیجاتی ہے بہت سی تو مین مردم خور ہین اگر دُنیا کا انتظام خدا کرتا ہے تو یہہ کُل کارروائین خدا کی ہین کہ فلان عورتین رنڈی کا پیشہ سیکہین فلان مردم خور ہون

(۲۶) علاوہ ان تمام باتون کے دُنیا کے انتظام مین ہم ایسی بے ترتیبی دیکھتے ہین کہ جسکا کچھہ انتہا نہین ہے جسکو کسیقدر تمثیلاً ذیل مین درج کیا جاتا ہے اگر یہہ انتظام خدا کا ہوتا تو بے ترتیبی ہرگز نہ ہوتی (الف) بارش جب برستی ہے تو ایسی جگہ بھی برستی ہے جہان اُسکی کوئی ضرورت نہین ہے مثلاً سمندر اور ندی نالون جوہڑ اور تالاب وغیرہ پر (ب) خودرو گہاس سڑکون وغیرہ پر بھی پیدا ہوتے جہان سوا اسکے کہ پیرون یا پہیون کے نیچے دبے جاوین اور کوئی کام اُنسے نہین نکلتا (ج) ایسے ایسی پہاڑون پر جہان انسان کا گذر نہین ہو سکتا عجیب عجیب رنگت کے پہول پتے پیدا ہوتے ہین سوائے اسکے کہ وہ پہول پتے سوکہہ کر جہڑ جاوین اور مٹی مین ملجاوین اور کوئی نفع نہین ہو سکتا (د) بہت سے خودرو درخت اور گہاس اگر انسان کے مفید جنگل اور باغ مین پیدا بہی ہوتے ہین تو بہت ہی کم حصّہ اُنکا کام مین آتا ہے اور زیادہ تر حصّہ خراب جاتا ہے اگر کوئی تمیز دار اُنکا پیدا کرنے والا ہوتا تو اُسیقدر پیدا کرتا جتنا کام آوے اور جبہی پیدا کرتا جبکہ کام آوے (س) کوٹہون کی چہتون پر گہاس پیدا کرنیکی معلوم نہین کیا وجہ ہے اور اگر کوئی وجہ ہے بھی تو جن چہتون پر پکا پلاستر ہوتا ہے اُنپر خدا گہاس کیون پیدا نہین کرتا (ل) جو شخص بال منڈوا ڈالتے ہین اُنکے بال پیدا کرنیکی کیا وجہ ہے۔ اگر شروع کچھہ وجہ بھی تھی جب وہ منڈوانے لگے تو پھر کیون پیدا کرتا ہے۔ اگر ہم کسی ایسے شخص کے سامنے جسکی بات

ہو) اسوقت لاکہون آدمی سخت بے رحمی کے ساتھ قتل ہوتے ہین اور اُنکے بچے بلبلاتے رہجاتے ہین ایسے ہی اور بہت سے ظلم ہوتے ہین تو جب وہ عالم کُل ہے دُنیا کے پیدا کرنیکے وقت اسکو معلوم ہوگا کہ ایسی بہی کاروائین ہونگی پس وہ ظالم بہی ہے اور ظلم کے واسطے دُنیا کو پیدا کیا ہے۔

(۲۱) بعض آدمی ایسا بہی کہتے ہین کہ مادہ قدیم سے ہے اور پرمیشر بہی قدیم سے ہے مگر مادہ کی خاص حالت پیدا کرنا یہہ پرمیشر کا کام ہے ایسے موقع پر سوچنے کی بات ہے کہ کوئی چیز کسی ہی حالت مین کیون نہ ہو کوئی نہ کوئی خاصیت ضرور اُس مین ہوگی۔ کوئی موصوف بغیر صفت کے ہرگز نہین ہوسکتا ہے یعنی جب مادہ قدیم سے ہے تو اُسکے اوصاف اور خاصیت بہی قدیم سے ہین یعنی خاصیتین بہی کسی نے پیدا نہین کی ہین۔ علاوہ اسکے دُنیا کے پیدا ہونیکے پہلے مادہ ضرور کسی نہ کسی حالت مین ہوگا۔ اب دُنیا جس چیز کا نام ہے وہ کیا ہے۔ مادہ ایک خاص حالت مین ہے پس جب مادہ کی اس حالت کا نام دُنیا ہے تو حالت سابقہ کو دُنیا کیون نہ کہین یعنی دُنیا کو قدیم سے کیون نہ کہین۔

(۲۲) بعض آدمی ایسا کہتے ہین کہ مادہ بہی قدیم سے ہے اور پرمیشر بہی قدیم سے ہے پرمیشر دُنیا پیدا کرتا رہتا ہے اور توڑ ڈالتا ہے اور پھر پیدا کرتا ہے یہہ سلسلہ ہمیشہ جاری ہے اور ہمیشہ تک رہے گا مگر ایسے موقع پر بڑا تعجب آتا ہے۔ اگر اس دُنیا سے پرمیشر کا کچھہ نفع ہے تو ہمیشہ تک اُسکو قایم رکہا اور اگر نقصان ہے تو کیون پیدا کرتا ہے یا اگر اول مرتبہ نقصان معلوم نہین تہا تو بعدہٗ نقصان معلوم ہونے پر دُنیا کے توڑ ڈالنے پھر کیون پیدا کرتا ہے بلکہ ہمیشہ سے سلسلہ جاری ہونیکی وجہ سے تو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ دُنیا کا پیدا کرنا اور توڑنا وہ اپنی خوشی سے نہین کرتا ہے کیونکہ اگر اپنی خوشی سے کرتا تو کبہی نہ کبہی توڑنا یا نہ پیدا کرتا بلکہ یہہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی قاعدہ کے موافق جس قاعدہ کو اُسنے نہین بنایا ہے مجبوراً اُسکو ایسا کرنا پڑتا ہے کیونکہ ہمیشہ یعنی قدیم کا قاعدہ خدا کا بنایا ہوا نہین ہوسکتا ہے۔

(۲۳) دراصل بات یہہ معلوم ہوتی ہے کہ دُنیا کا کُل کام اشیا کی خاصیت سے ہوتا ہے اور کُل اشیا کی خاصیت کے مجموعہ کو قدرت کہتے ہین یعنی قاعدہ قدرت سے کُل کام ہوتا ہے۔ اس قاعدہ قدرت ہی کا نام بعض دانایان سابق نے پرمیشر رکھدیا ہوگا۔ اب لوگ بالذات اسکو ایک علیحدہ شے ماننے لگے ہین۔

پس جب اُس وقت کثرت سے پاپ زیادہ ہوتے ہیں تو اس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اسکے بنانیوالے کی یہہ غرض ہی تھی کہ پاپ دُنیا میں کثرت سے ہو۔

(۱۶) اگر یہہ کہا جاوے کہ دُنیا کے بنانیکے وقت اُسکی ایسی غرض نہیں تھی بلکہ ایسا نتیجہ بعد میں پیدا ہوگیا تو یہہ کہنا چاہئے کہ دُنیا کے بنانیکے وقت وہ لاعلم تھا کہ ایسا نتیجہ ہوگا اور نیز ایسا نتیجہ اُسکی قدرت کے خلاف ہوا۔ مگر اُسکے ماننے والے اُسکو عالم کُل یعنی سرگیہ کہتے ہیں ایسا ماننے میں اُسکے عالم کل ہونے میں فرق آتا ہے اور یہہ ماننا پڑتا ہے کہ ایسی طاقت والی چیز دُنیا میں ہے جو اُسکی غرض اور قدرت کے خلاف کام کر سکے۔ ایسی حالت میں یہہ نہیں کہا جا سکتا کہ تمام عالم کو اُسنے پیدا کیا ہے۔

(۱۷) یہہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ بہ نسبت بادشاہ کے فقیر کو کچھہ کرنا نہیں ہے اور بادشاہ کو بہت جھگڑے کرنے پڑتے ہیں یعنی جسقدر کسی کو زیادہ کام انجام دینا پڑتا ہے اُسیقدر وہ مصیبت میں ہے۔ پس خدا دُنیا کے ایسے عظیم جھگڑے میں کیوں پڑا اور اپنے آنند میں خلل ڈالا اور اپنے خلاف دُنیا کے لوگوں کو مذہب کی کتابوں میں ہدایت کرتا ہے کہ دُنیا کے جھگڑے کو چھوڑنا چاہئے

(۱۸) اگر کسی صورت سے یہہ مان بھی لیا جاوے کہ خدا کو دُنیا کے پیدا کرنے سے نفع ہوا ہے تو بڑے تعجب کی بات ہے کہ ایک خاص مدت میں کیوں اُسنے دُنیا کو پیدا کیا اور ہمیشہ سے نفع سے محروم رہا ایسے موقع پر یا تو یہہ کہنا پڑیگا کہ اُسکو پیشتر ایسے نفع کی خبر نہیں تھی یا وہ پیشتر قدرت نہیں رکھتا تھا۔ مگر یہہ خبر یا قدرت کسطرح پیدا ہوگئی۔

(۱۹) انسان آرام اور تکلیف کو محسوس کرتا ہے اور عورت اور مرد کی حالت میں بہت فرق ہے تو جب دُنیا کے پیدا کرنے کے وقت اوّل عورت اور مرد پیدا کئے ہونگے اُنکا پہلے کا تو کوئی تعلق تھا ہی نہیں جس سے اُنمیں ایسا فرق کیا جاتا تو ایسے فرق کے پیدا کرنیکی کیا وجہ ہوئی کہ ایک کو آرام دیا اور دوسرے کو تکلیف جو چیزیں کہ آرام اور تکلیف محسوس نہیں کر سکتی ہیں یعنی بے جان چیزیں اُنکو کوئی کیسی ہی حالت میں رکھے اُسکے اوپر یہ کبھی ظلم اور ناانصافی کا الزام نہیں لگ سکتا ہے اور نہ کوئی الزام لگاتا ہے۔ مگر انسانوں کے ساتھہ برتاؤ کی بابت ہر کسی کے لئے بُرائی یا بھلائی کی تعبیر ہوتی ہے

(۱۱) خدا کو دنیا کے پیدا کرنے کی کیا ضرورت ہوئی ہے اسکے پیدا کرنے سے اسکا کچھ نفع نہیں ہو سکتا اور بغیر غرض یا نفع کے کوئی کام کیا نہیں جایا کرتا ہے جب خدا کو دنیا کے پیدا کرنے کی کوئی ضرورت معلوم نہیں ہوتی تو یہ کہا جاویگا کہ خدا نے دنیا کو پیدا نہیں کیا۔

(۱۲) خوشامد پسندی کا عیب تو اسمین ہو ہی نہین سکتا ہے کہ ایسے انسان پیدا کرون جو میری تعریف کیا کرین اور مین خوش ہون۔ اگر یہہ عیب لگا بھی دیا جاوے اور یہی غرض اسکی دنیا کے پیدا کرنے کی مانی جاوے تو ساتھ ہی اسکے یہہ بھی ماننا پڑے گا کہ دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے وہ خوش نہین تہا کیونکہ اسوقت خوشامد کون کرتا۔ علاوہ اسکے ہم دنیا مین بہت سے ایسے آدمی دیکھتے ہین جو خدا کو نہین مانتے۔ بہت سے ماننے والے بھی اسکو برائی دینے لگتے ہین اور بیہودہ سوال اسکے کامون مین عیب نکالتے ہین پس اگر اسکی یہہ غرض ہوتی کہ میری تعریف ہو تو صرف ایسے ہی بندے پیدا کرتا جو ہروقت اسکی تعریف ہی گایا کرتے۔

(۱۳) بعض آدمیون مین گالی کہا کر خوش ہونیکی عادت ہوتی ہے اور ایسے آدمی گالی کہانیکے واسطے کسی ہی کو چھیڑ دیا کرتے ہین اگر یہہ کہا جاوے کہ اسنے دنیا کو اس غرض سے پیدا کیا ہے کہ لوگ اسکی برائی کرین یعنی اسکی ایسی بیہودہ عادت ہے اور اس ہی وجہ سے ایسے انسان پیدا کئے جو اسکی برائی کرتے ہین کہ خدا کے ماننے والونکا یہہ مذہب ہونا چاہئے کہ خدا کی برائی کیجاوے مگر جتنے مذہب ہین وہ سب اس بات کا دعوی کرتے ہین کہ ہمارا مذہب خدا کا کلام ہے اور ہر مذہب مین خدا کی تعریف کرنیکی اور اسکی برائی سے بچنے کی تاکید ہے پس یا تو کل مذاہب جہوٹے ہین یا اسمین ایسی عادت نہین اور دنیا کے پیدا کرنیکی یہہ غرض نہین ہے۔

(۱۴) دنیا مین پاپ بہت زیادہ ہوتے ہین پس اگر دنیا کو خدا نے پیدا کیا ہے تو پاپ کو بہی اُس ہی نے پیدا کیا ہے یعنی وہ پاپی ہے اور جب پاپ کو اسنے پیدا کیا ہے تو مذہب کی کتابون مین یہہ کیون ظاہر کیا ہے کہ خدا پاپ کے خلاف ہے۔

(۱۵) کسی چیز کی حالت اور بناوٹ کو دیکھکر اسکے بنانیوالے کی عقل ہنر اور غرض کی تمیز کیجایا کرتی ہے

کسی وقت نہین [illegible] دوسری شکل کی بابت یہی نہین کہا جاسکتا ہے کہ [illegible]
[illegible] کہ دنیا کی پیدائش سے پہلے [illegible] کسی خاص جگہ ہو یا سب جگہ [illegible]
جگہ ہی ہمیشہ سے ہے

فصل نہم ۹ - خدا دُنیا نہین پیدا کرسکتا ہے

دُنیا کے پیدا کرنیکی بابت وہ لوگ جو مادّہ کا خدا سے پیدا ہونا مانتے ہین وہ تو یہہ کہتے ہین کہ خدانے عدم سے دنیا کو پیدا کیا اور وہ لوگ جو مادّہ کو قدیم مانتے ہین جیسے کہ آریہ وغیرہ وہ یہہ کہتے ہین کہ مادہ سے خدانے دُنیا کو اسطرح بنا دیا ہے جیسا کہ کمہار مٹی سے گہڑا بناوے مگران پریہہ اعتراض پیدا ہوتے ہین

(۹) جیسا کہ مینے فصل ہفتم مین ثابت کیا ہے انسان بغیر ماں باپ کے پیدا نہین ہوسکتا ہے اسلئے انسان قدیم سے ہین چنانچہ جہانتک مشاہدہ کرتے ہین اور سُنتے ہین اسکے خلاف نہین پاتے پس جو شخص حالت موجودہ یعنی پریکٹس کے خلاف کہے اسکا ثابت کرنا اُسی کے ذمہ ہے۔ اسوقت اگر کوئی شخص یہہ بیان کرے کہ فلان جگہ بغیر ماں باپ کے انسان پیدا ہوا ہے تو کوئی بہی اُسکا یقین نہ کرے گا اور ناممکن کہین گے باوجود اسکے کہ خدا کا ہونا اور اُسکی قدرت اِسوقت بھی مانتے ہین۔ وقت پیدائش دُنیا ایسے قانون قدرت کے خلاف ہونیکی کوئی دلیل یا ثبوت ہو بہی نہین سکتا ہے پس جب انسان کا کسی وقت مین بغیر ماں باپکے ہونا ثابت نہین ہوسکتا تو دُنیا کی قدامت کے خلاف بہی کوئی دلیل نہین ہوسکتی ہے

(۱۰) بعض آدمی ایسا اعتراض پیدا ہوتے پر خدا کے قادرِ مطلق کا آسرا لیکر دل ہی دل مین یہہ نتیجہ نکال لیتے ہین کہ وہ سب کچھہ کرسکتا ہے مگر افسوس ہے کہ وہ یہہ خیال نہین کرتے کہ پہلے خدا کو اور اُسکی قادرِ مطلق کو ثابت کرلین اُسکے ثبوت ہونیکے بعد ہی کوئی کام اُس سے منسوب ہوسکتا ہے اور خدا کو اور اُسکی قدرت ثابت کرتا ہے اُنکو موجودات عالم کی ذریعہ سے کیونکہ سوائے اسکے اور کوئی وسیلہ نہین اور موجودات عالم کہتا ہے کہ بغیر ماں باپ کے انسان ہو نہین سکتا اسلئے خدا مین بغیر ماں باپ کے انسان پیدا کرنیکی قدرت کہان سے لگا دیجاویگی

اور قدرت رکھنے والا خدا پیدا کرسکتا ہے یا اچھے آدمی پست کرسکتا ہے اسکا جواب یہی ملے گا کہ یہ کام ناممکن ہیں پھر قادر مطلق کہاں رہا۔ اگر قادر مطلق کے یہی معنی ہیں کہ ممکن کام کرسکے اور ناممکن نہ کرسکے تو قادر مطلق کو دلیل میں کیوں پیش کیا جاتا ہے بلکہ ہر چیز کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کسطرح سے ہے۔

(۵) ہمیں تعجب اس بات کا ہے کہ خدا کے ماننے والے خدا کو قدیم مانتے ہیں جنہیں یہہ بھی ماننا ہے کہ بغیر بنائے ہوئے قدیم چیزیں بھی ہوا کرتی ہیں مگر بغیر کسی پہل کے مادہ کا قدیم ہونا ناممکن سمجھتے ہیں۔

(۶) وہ شخص جو یہہ مانتے ہیں کہ مادہ کو خدا نے پیدا کیا وہ ضرور خدا کو ایک کیلی مفرد شے مانتے ہونگے۔ مگر مفرد شے میں جو خاصیت ہوتی ہے جو طاقت ہوتی ہے وہ طاقت ہمیشہ ایک ہی درجہ میں کام کرتی رہتی ہے جب تک کہ کوئی دوسری طاقت اگر اسمیں تغیر پیدا نہ کرے جیسا کہ مثلاً آگ (اگرچہ آگ مفرد نہیں) میں روشن ہونیکی طاقت ہے وہ اپنا روشنی دینے کا کام برابر جاری رکھے گی جب تک کہ کوئی شے آگ کو کم یا کمزور نہ کردے یا جس سے آگ بنتی ہے وہ چیز نہ رہے یا وہ ترکیب رہے مگر جب خدا کو قدیم مانا گیا تو مادہ کے پیدا کرنے سے پہلے یا تمام دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے تو سوائے اسکے کچھہ تھا ہی نہیں۔ اسواسطے اسکی طاقت میں کوئی شے کمی بیشی نہیں کرسکتی تھی پس جب خدا میں مادہ پیدا کرنیکی طاقت ہے تو مادہ پیدا کرنے سے پہلے ہمیشہ سے کسنے اسکی اس طاقت کو روک رکھا تھا یا مادہ پیدا کرنیکی طاقت کس سے پیدا ہوگئی یعنی ہمیشہ سے مادہ کیوں نہیں پیدا ہوتا تھا اور اب بھی کیوں نہیں پیدا ہوتا۔

(۷) انسان کے ارادہ اور خیالات جو ہر وقت تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ یہہ ہر شخص جانتا ہے کہ انسان دماغ سے کام کرتا ہے اور بیرونی جملہ اسباب اور کھانا پینا دماغ پر اثر کرتے ہیں اور یہہ جملہ اسباب ہر وقت مختلف ہوتے ہیں اسواسطے خیالات بھی ہمیشہ تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔ مگر دنیا کی پیدائش سے پیشتر کوئی اور شے نہ تھی جو خدا کے خیالات پر اثر ڈال سکتی تو پھر کیوں ایک وقت میں مادہ کے پیدا کرنیکا خیال اسکی طبیعت میں آیا اور اس سے پیشتر وہ چپ چاپ رہا۔

(۸) علاوہ ان تمام باتوں کے جب بہ غور کیا جاتا ہے تو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسا ناممکن ہے کہ کسی وقت سوائے خدا کے کوئی اور شے نہیں تھی اول تو وقت یا زمانہ کی بابت کوئی نہیں کہہ سکتا ہے کہ

کہا اور چیزیں بھی ... تمام ... دنیا بنا دے ... ایک بہت ... چنانچہ ... اسکو
صرف وہ اعتراضات مختصر طور پر لکھے جاتے ہیں جو خدا کے ماننے کی حالت میں پیدا ہوتے ہیں۔

فصل آٹھوین مادہ نہ پیدا ہوسکتا ہی اور نہ نیست ہوسکتا ہے

بعض مسلمان و عیسائی وغیرہ یہہ کہتے ہیں کہ قدیم سے مادہ نہیں ہے بلکہ کسی وقت میں خدا نے اسکو پیدا کیا ہے مگر اسپر اعتراضات ذیل ہوا کرتے ہیں (۱) باب اول کی فصل اول میں ہمنے یہہ بات ثابت کی ہے کہ دنیا میں جو چیزیں ہمکو مختلف بنتی ہوئی اور فنا ہوتی ہوئی نظر آتی ہیں دراصل نہ کوئی بنتی ہی نہ فنا ہوتی ہے بلکہ جو چیز نئی بنی ہوئی معلوم ہوتی ہے وہ کسی پہلی چیز کی دوسری حالت بنجاتی ہے ایسا ہی جو فنا ہوتی ہوئی معلوم ہوتی ہے وہ دوسری حالت اختیار کرلیتی ہے یعنی اصلی مادہ نہ پیدا ہوتا ہے نہ فنا ہوتا ہے بلکہ اُسکی حالتیں تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔ بعض لوگوں نے مادہ کی حالتوں کی تبدیلی کو دیکھکر مادہ کے فنا ہونے کی غلطی کہائی ہے اور اس سے اُنہوں نے یہہ نتیجہ نکالا ہے کہ مادہ کو کوئی پیدا کرتا ہو مگر اصل میں اُنکو دہوکہ ہوا ہے۔ مادہ کے پیدا ہونے یا فنا ہونیکا کوئی ثبوت نہیں ہوسکتا۔

(۲) ایک دہوکہ بڑا بہاری ایسے لوگوں نے یہہ کہایا ہے کہ اول ایک خدا قادر مطلق فرض کرلیا ہے اور اس صفت کی وجہ سے جملہ کام ممکن یا ناممکن سب اُس سے منسوب کرتے ہیں اور اعتراض ہونے پر اُسکی قادر مطلق کی آڑ لے لیتے ہیں مگر کوئی دلیل یا ثبوت اُسکی قادر مطلق ہونے کا نہ دیتے ہیں اور نہ ہوسکتا ہی پس جب تک کہ قادر مطلق ثابت ہوجاوے قادر مطلق کو ثبوت میں پیش کرنا ہی بیجا ہے۔

(۳) اول تو ہمنے باب اول میں کافی طور سے ثابت ہی کردیا ہے کہ دنیا کے ہونے یا اُسکے انتظام میں کسی خدا وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے مگر بالفرض اگر مان بہی لیوین تو ایسے کرنیوالے کی قدرت دنیا کی انتظام کرنے کی ماننی پڑے گی نہ کہ اس سے زیادہ یعنی تمام کارخانہ عالم کے کام کرنیوالے کی حالت میں قادر مطلق ثابت نہیں ہوسکتا بلکہ عالم کے کاموں کی قدرت اسمین کہیں گے نہ کہ قادر مطلق

(۴) علاوہ اِسکے قادر مطلق ہونا ہی ناممکن ہے کیونکہ کیا خدا اگر قادر مطلق ہے اپنے سے بڑا خدا یا اپنی

متعلق ہے جسکی تفصیل یہہ ہے علم سیارات کے پڑھنے سے یہہ بات معلوم ہوتی ہے کہ زمین چاند اور دیگر سیارات میں کشش ہے اور اس کشش کی وجہ سے سب باہم متعلق ہیں اور اسی کشش کی وجہ سے انکی گردش ہے پس اگر زمین یا سورج اور چاند سے متعلق ہونے اور گردش کرنیکے واسطے سیارات کی ضرورت ہے اور جبکہ دُنیا قدیم سے ہے تو سیارات بھی قدیم سے ہیں۔ اسکے علاوہ علم سیارات کو پڑھنے سے یہہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ دُنیا کے واسطے جیسی کہ سورج کی ضرورت ہے اسیطرح چاند اور دیگر سیارات کی ضرورت ہے یعنی سب قدیم ہیں۔

باب دہم

خدا کا خالق یا منتظم وغیرہونا ممکن ہے

تمہید جب مجھے تمام عالم کی کارروائی پر نظر ڈالنے سے یہہ ثابت ہوگیا کہ دُنیا قدیم سے ہے اور اسکی کارروائی اشیا کی خاصیت سے خودبخود ہو رہی ہے تو خیال ہوا کہ اس تحقیقات کا تو یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کوئی خالق یا منتظم وغیرہ صفات کا پرمیشر نہیں ہے مگر عام لوگونکا بیان اسکے خلاف ہے۔ لہذا ضرورت پڑی کہ انکے بیانات اور خیالات پر بھی غور کیا جاوے مگر بعد غور کرنے کے ہر ایک کے وجوہات اور بیانات بالکل غلط معلوم ہوئی خدا کے ماننے والے خدا کو کئی طریقہ سے مانتے ہیں اسوجہ سے خدا کے ماننے والوں کے بھی صدہا فرقہ ہیں اور ہر ایک ایک مذہب کہلاتا ہے۔ انکے مذاہب کی کتابوں میں خدا کی کارروائیوں کو جو اسنے پیشتر کیں یا جو کچھ کر رہا ہے اور آئندہ کریگا اور اسکے متعلقات کو ایسے عجیب طور سے بیان کیا ہے کہ کوئی سلیم العقل اسکو قبول نہیں کر سکتا اور ہر ایک مذہبی کتاب کا بیان اُس ہی کتاب میں ایک دوسرے بیان سے مختلف ہے اسکے علاوہ دلائل جو ہر مذہب والے کی طرف سے پیش کیجاتی ہیں

ے جس صورت اور مقدار جگہ کے اندر ہین تخت کے ہین اسواسطے ہمکو ماننا پڑے گا کہ [illegible]
ہمیشہ سے ہے جیسا کہ آدمی ہر طرح کے اسیطرح انسان ہوا پانی اور غذا کے بھی محتاج [illegible]
بات بھی مانی جاوے گی کہ ہوا پانی اور غذا بھی ہمیشہ سے ہے۔ انسان جو سانس اندر سے باہر کو نکالتا
ہے وہ خراب ہوتی ہے اور پھر اندر سانس لینے کے لائق نہین ہوتی ہے چنانچہ ظاہر ہے کہ انسان کی سانس
گندہ ہوتا ہے اسلئے اگر ہوا کے صاف ہونیکے واسطے کوئی ذریعہ نہو تو کل ہوا ایک عرصہ مین گندی ہو جاوے
اور انسان زندہ نرہ سکے اسواسطے یہہ بھی ماننا پڑے گا کہ ہمیشہ سے ایسا ذریعہ بھی موجود ہے جس سے
ہوا صاف ہوتی رہے۔ علم طبعیات سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ درخت انسان سے نکلی ہوئی گندی ہوا کو
اندر لیتے ہین اور اسکے خلاف وہ ہوا جو انسان کے سانس لینے کے لائق ہو باہر نکالتے ہین یعنی درخت
ہوا کے صاف ہونے کا ذریعہ ہین۔ اسکے علاوہ درخت بھی بیج سے ہوتا ہے اور بیج درخت سے ہوتا ہے
یعنی درخت کا بھی قدیم سے ہونا ثابت ہے۔ اسکے علاوہ انسان کی غذا کے واسطے درختون کی ضرورت
ہوتی ہے یعنی درختون کا ہمیشہ سے ہونا ثابت ہے پس جب انسان اور ہوا اور پانی اور غذا اور درخت
ہر جگہ ہمیشہ سے ہین تو اسکے یہہ معنی ہین کہ یہہ دنیا ہمیشہ سے ہے۔ اسکے علاوہ فصل اول مین صاف طور
ثابت کر دیا ہے کہ مادہ قدیم ہے اس سے بھی دنیا کی قدامت ثابت ہوتی ہے۔ انسان جسقدر پانی استعمال
کرتا ہے وہ بھی خراب ہو جاتا ہے یعنی پسینہ اور پیشاب ہو کر نکلتا ہے اگر پانی کے صاف ہونیکا کوئی ذریعہ
نہو تو ایک عرصہ مین کل پانی خراب ہو جاوے۔ لہذا پانی کے صاف ہونیکے واسطے بھی کوئی ذریعہ ہمیشہ سے
ضرور ہونا چاہئے۔ پانی پر دہوپ پڑنے سے پانی سوکھ جایا کرتا ہے اور دیگر اشیاء جو پانی مین ملی ہوئی
ہوتی ہین وہ وہین پڑی رہا کرتی ہین یعنی دہوپ خالص پانی کو علیحدہ کر لیتی ہے۔ پانی سوکھ کر بخارات بنجاتے ہین
جنکے بادل بنتے ہین اس ہی لئے بادل کا پانی بالکل صاف ہوتا ہے اس سے یہہ ثابت ہوا کہ پانی کے صاف
کرنیکا کام سورج کرتا ہے۔ پس جبکہ دنیا ہمیشہ سے ہے تو سورج بھی ہمیشہ سے ہے انسان کو اور طرح بھی
سورج کی بہت ضرورت ہے یعنی سورج قدیم ہے۔ یہہ بات تو ہر کوئی مانینگے کہ سورج اور جاندار
ان دونون مین سے ایک چیز ضرور پہلی ہے پس جو پہلی ہے وہ ضرور کسی چیز کی بنی ہوئی نہین ہے اور

اور انکی چالین مختلف ہین اسوجہ سے بھی ہوا کی حرکت ہر وقت مختلف
حرکت ہوتی ہے اسواسطے انہین بھی ہمیشہ اختلاف ہوتا ہے مثلاً ایک جگہ پر
سے ... کی ہوا چل رہی ہے یا اس جگہ بہت زیادہ بادل ہو رہا ہے اور دفعتاً کسی ... کی
چال اسطرح پر آگئی کہ وہ اس جگہ کے مقابل دو چار منٹ کے واسطے ہوگیا اور اسی سیارہ ...
یہ خاصیت ہے کہ ہوا یا بادل کی حالت کو بالکل بدل دیوے پس اسوقت کی حالت فوراً تبدیل ہو جائیگی
اور اس سیارے کے مقابل سے دور ہونے پر حالت سابقہ پھر ہو جاویگی۔ غرضیکہ دنیا کے ہر ایک
حصہ کی ہر وقت مین مختلف حالت ہونی چاہئے چنانچہ ایسا ہی دیکھنے مین آتا ہے کہین پروا ہے
تو دوسری جگہ پچھوا ہوا ہے۔ کسی جگہ آندھی ہے کہین بالکل نہین کسی جگہ بارش ہے کہین ذرا نہین
کسی وقت کچھ ہے اور دوسرے وقت کچھ اور اور ایسا ہی دیکھنے مین بھی آتا ہے۔ سیارات
اور چاند اور سورج یا زمین کی چال بھی اگرچہ مختلف ہے مگر بیقاعدہ نہین ہے بلکہ ہر ایک کسی کسی
قاعدہ مین گردش کرتے ہین کیونکہ اگر انکی گردش قاعدہ مین نہ ہوتی تو ہرگز پہلے سے جنتری مین کیونکر کہتی
کہ فلان تاریخ کو شکر فلان جگہ است ہوگا اور سنیچر فلان وقت نکلے گا۔ ایسی جنتری ہزار ہا برس
کی پیشتر سے ہم لوگ بنا سکتے ہین۔ اسواسطے جب چال ان سیارات وغیرہ کی قاعدہ مین ہے
تو ہوا اور بادل وغیرہ کی حالت اگرچہ مختلف اور بے ترتیب معلوم ہوتی ہے مگر ایک خاص
قاعدہ کا نتیجہ ہے۔ سوا ہوا اور بادل کے چونکہ سیارات دنیا کی اور چیزون پر بھی اپنا
اثر ڈالتے ہین اسواسطے انکی حالت بھی مختلف رہتی ہے

فصل ہفتم۔ سورج زمین اور جملہ سیارات قدیم ہین

یہ بات مین پہلے ثابت کر چکا ہون کہ دنیا کی ہر ایک شے مین ایک خاص خاصیت ہے جسکے خلاف
ہرگز نہین ہوسکتا ہے۔ انسان جو پیدا ہوتا ہے وہ بغیر ماں باپ کے ہرگز پیدا نہین ہوسکتا اگر
پس یہ نہین کہا جا سکتا ہے کہ دنیا مین کسی وقت عورت اور مرد موجود نہ تھے کیونکہ اگر کسی وقت عورت
مرد موجود نہون تو آئندہ انسان پیدا نہین ہوسکتا ہے۔ اسلئے یہ بات ضرور ماننی پڑیگی کہ عورت اور مرد ہمیشہ

اسیطرح جزیرے جو بہت سے ہیں وہ سمندر کی طرف نکلے ہوئے ہیں جیسے کہ مکان کے مانند ہے اور وہ خط
ہیں سمندر کی لہر کی وجہ سے بہتے ہوئے بڑے پتھر کی صورت ہو جاویگا اور جزیرہ کی طرح بہت سے
خشکی ہو جاویگی۔ ان جزیروں میں جو کہ کل وہ جزیرہ پائی جاتی ہیں جو اسوقت خشکی پر ہیں
اسواسطے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسوقت جو ملک اور ریتیلا ہیں وہ اسی طرح بنے ہیں جیسے کہ آج
جزیرے بنتے ہیں اور اسی طرح یہ عمل ہمیشہ جاری رہتی ہے۔

رات اور دن کا پیدا ہونا اور موسموں کا تغیر تبدل ہر کوئی جانتا ہے اور آشکارا بات ہے کہ سورج
یا زمین کی گردش سے پیدا ہوتے ہیں بعض سورج کو پھرتا ہوا بیان کرتے ہیں اور بعض زمین کو چونکہ اس
مضمون میں اس اختلاف سے کچھ ہرج نہیں ہے اسواسطے اسکی ہم اسوقت بحث نہیں کرتے ہیں۔
ہوا کا چلنا سورج کی گرمی کی وجہ سے ہوتا ہے چونکہ سورج کی گرمی وقتاً فوقتاً ہر حصہ دنیا پر بدلتی رہتی
ہے اسواسطے ہوا بھی بدلتی رہتی ہے۔ گرمی سے ہوا پھیلتی ہے اور پھیلنے کی وجہ سے ہلکی ہو جاتی ہے
جس جگہ کی ہوا ہلکی ہوتی ہے وہاں پر بھاری ہوا اپنی خاصیت کی بموجب دوڑ کر آتی ہے۔
اس طریقہ سے ہوا کو حرکت ہوتی ہے۔

فصل ششم دُنیا کی حالت میں اختلاف کا باعث

یہ بات تو پہلے ظاہر کیجا چکی ہے کہ بارش کا ہونا ہوا کا چلنا سورج کی گرمی کی وجہ سے ہوتا ہے اسیطرح
علم سیارات کو پورے طور پر پڑھنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ہر ایک ستارہ دُنیا کی چیزوں پر اثر
ڈالتا ہے۔ مگر چال ہر ایک ستارہ کی ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ اگر کسی تالاب میں ایک ڈلا پھینکا
جاوے تو تمام تالاب کا پانی حلقوں میں جنبش کرنے لگتا ہے لیکن اگر کئی ڈلے یکے بعد دیگرے پھینکے جاویں
تو ہر ایک ڈلا اپنے حلقے پیدا کریگا اور وہ سب حلقے ایک دوسرے کے ساتھ ٹکر کھا کر بالکل بے ترتیب
ہو جاوینگے اور تمام پانی کہیں کسیطرح اور کہیں کسیطرح حرکت کرنے لگے گا اسیطرح چونکہ سورج کی گرمی
ایک ہی جگہ نہیں پڑتی ہے بلکہ دنیا کے ہر ایک حصہ پر پڑتی رہتی ہے اسواسطے ہوا کی حرکت بالکل بے ترتیب ہوتی
ہیں کبھی اور کہیں کسی اور کبھی کسی طرح اور کبھی کسیطرح علاوہ اسکے کل سیارات بھی ہوا پر اپنا اثر ڈالتے ہیں